

مُسلما نو! وہابیوں اور مرزائیوں سے بچو۔

تعارف سر آید شاہیر صوفیاء کرام و علماء عظام
ملک پنجاب ہندستان الفاہم اللہ تعالیٰ

انوارِ آفتاب
صداقت

مُصَنَّف

قاضی فضل احمد صاحب عفا اللہ تعالیٰ عنہ حنفی نقشبندی صادق

کورٹ پیٹر پولیس پبشرز لدھیانہ

مُسلما نو! وہابیوں اور مرزائیوں سے بچو۔

فرمان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
فقیر اپنے تمام خوان اہلسنت اور بالخصوص برادران
طریق سے اس کتاب کی سفارش خیر کرتا ہے

حصہ اول

انوارِ اقیاب
صداقت

مکتف

قاضی فضل احمد صاحب عفا اللہ تعالیٰ عنہ حنفی نقشبندی صادق

کورٹ انسپکٹر پولیس پشاور ڈیوانہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهِ
مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَسَلَّمَ

فہرست

- تقریظ سرآمد مشاہیر صوفیاء کرام و علماء عظام ملک پنجاب و ہندوستان القاہم اللہ تعالیٰ _____ ۱۷
- (۱) تقریظ جناب حضرت پیر حاجی صوفی جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی محدث علی پوری دام مدظلہم _____ ۱۷
- (۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی حافظ صاحبزادہ اکبر سید محمد حسین صاحب علی پوری _____ ۱۸
- (۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی صاحبزادہ اصغر سید نور حسین صاحب علی پوری مدظلہ _____ ۱۸
- (۴) تقریظ حضرت مولانا مولوی صاحبزادہ اوسط سید خادم حسین صاحب _____ ۱۸
- (۵) تقریظ مولوی محمد کرم الہی صاحب بی اے _____ ۱۹
- (۶) تقریظ مولوی عبدالعزیز صاحب امام پلٹن چھاؤنی مردان ضلع پشاور سلمہ بہ _____ ۱۹
- (۷) تقریظ حضرت مولوی پیر عبدالغفار _____ ۲۰
- (۸) تقریظ حضرت مولانا الفاضل جامع علوم معقول و منقول مفتی عبدالقادر صاحب _____ ۲۰
- (۹) تقریظ حضرت مولانا الفاضل والکامل مولوی سید احمد علی صاحب _____ ۲۲
- (۱۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی نور بخش صاحب ایم اے حنفی نقشبندی توکلی _____ ۲۲
- (۱۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی خلیفہ تاج الدین احمد صاحب حنفی چشتی فخری سلیمانی _____ ۲۳
- (۱۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی فاضل مولوی محمد عالم _____ ۲۳
- (۱۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی فاضل جیدہ غلام مرشد صاحب _____ ۲۳
- (۱۴) تقریظ حضرت مولانا مولوی قمر الدین صاحب قریشی صدیقی حنفی قادری لاہوری _____ ۲۴
- (۱۵) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد یار صاحب _____ ۲۶
- (۱۶) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد گوہر علی علوی _____ ۲۷
- (۱۷) تقریظ حضرت مولانا مولوی حاکم علی صاحب بی اے پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور _____ ۲۷
- (۱۸) تقریظ مولانا الاجل و فاضل ادیب بے بدل حضرت مولوی اصغر علی صاحب روحی _____ ۲۸
- (۱۹) تقریظ حضرت مولوی محمد عظیم صاحب _____ ۲۹
- (۲۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی جمال الدین صاحب حنفی نقشبندی توکلی _____ ۲۹

- (۲۱) تقریظ حضرت مولانا و افضل اولیاء مولوی غلام اللہ صاحب قصوری مدظلہ ۳۰
- (۲۲) تقریظ حضرت مولانا و با علم اولیاء مولوی غلام احمد صاحب انگر ۳۱
- (۲۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی محبوب احمد المعروف خیر شاہ حنفی نقشبندی مجددی انرث سرب ۳۲
- (۲۴) تقریظ حضرت مولانا فاضل مولوی عبدالرحمن صاحب ۳۳
- (۲۵) تقریظ حضرت مولانا و افضل و العلم اولیاء سید عبدالحق شاہ صاحب ہمدانی قصوری ۳۳
- (۲۶) تقریظ حضرت مولانا مولوی سید محمد ابن سید غیاث الدین ۳۵
- (۲۷) تقریظ حضرت مولانا الصوفی سید میر عطاء اللہ شاہ بخاری ۳۶
- (۲۸) تقریظ حضرت مولانا الفاضل مولوی محمد فیہ وزالدین صاحب ۳۷
- (۲۹) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد فضل حق ۳۷
- (۳۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب حیدر آبادی ۳۸
- (۳۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی مفتی غلام محمد صاحب سہروردی شہبائی بہائی نواں شہری ضلع جالندھر ۳۸
- (۳۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی ابوالفرید خوشی محمد صاحب حنفی نقشبندی ۳۹
- (۳۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی مفتی سید محمد حنیف صاحب حنفی چشتی ۴۰
- (۳۴) تقریظ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رفیع الدرجت مجدد ماتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ حضور نور حافظ قاری حاجی مولانا و افضل مولانا مولوی قاری شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قادری مدظلہ ۴۱
- (۳۵) تقریظ حضرت مولانا المکرم سید غلام قطب الدین صاحب چشتی نظامی پردیسی جی برہمچاری ہندوستانی ۴۲
- (۳۶) تقریظ حضرت مولانا الفاضل ادیب کامل مولوی محمد ظہور الحسین العمری الفاروقی نقشبندی الحجۃ دی ۴۳
- (۳۷) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد نور الحسین ۴۳
- (۳۸) تقریظ حضرت مولانا المکرم و المعظم فاضل بے بدل مولوی معوان حسین حنفی نقشبندی مجددی ۴۴
- (۳۹) تقریظ حضرت مولانا المحترم مولوی محمد رشید الرحمن نقشبندی مجددی و مدرسہ ارشاد العلوم ۴۴
- (۴۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد شجاعت علی صاحب ۴۵
- (۴۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی قاضی ابوالکمال محمد اشہد الدین صاحب سلطان البیاء شہر مراد آباد ۴۵
- تحمید و تمہید ۴۶
- نقل فہرست عقائد وہابیہ اسمعیلیہ دیوبندیہ مخالف اہلسنت جماعت ۴۸

باب اول

- عقیدہ نمبر اوہابیہ دیوبندیہ وغیرہ مقلدین خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے ۵۱
- جلد اول باب دوم عقائد میں ۵۶

فصل اول

- آیات قرآنی جن سے ثابت ہوگا کہ خداوند تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے کہ اس کا حکم اخبار میں ہرگز نہیں بدلتا ۶۲

فصل دوم

- تفاسیر قرآنی سے اس بات کا ثبوت کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ اور وعید سچا ہے اس کے خلاف ہرگز نہیں کرتا ۶۳
- دیکھیے شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے خلف وعید اور کذب باری تعالیٰ کی کیسی جڑ کاٹی ہے ۶۵

فصل سوم

- کتب علم کلام سے اثبات کا شہیت کہ کذب اللہ تعالیٰ پر محال ہے توضیح صحیح و نصح بر خلف وعید دیگر کتب دینیہ ۶۶
- اہلسنت و جماعت سے خلف وعید یا کذب باری تعالیٰ کے ناجائز ہونے کا ثبوت ۷۵
- (۱۸) مختصر کیفیت مناظرہ درمیان مولانا حضرت غلام دستگیر علیہ الرحمۃ قصوری سنی قادری ہاشمی اور مولوی غلیل احمد

- دیوبندی مقام ریاست اسلامیہ بہاولپور واقع ۱۳۰۶ھ ۷۹
- براہین قاطعہ کے سات مسائل تھے جن پر مناظرہ ہوا تھا وہ یہ ہیں ۸۰
- (۱) خلاصہ مختصر مکہ معظمہ کے مفتی حنفی صاحب کی تحریر کا ترجمہ ۸۰
- (۲) مکہ معظمہ کے مفتی شافعی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ ۸۱
- (۳) مکہ معظمہ کے مفتی مالکی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ ۸۱
- (۴) مکہ معظمہ کے مفتی حنبلی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ ۸۱
- (۵) مدینہ منورہ کے مفتی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ ۸۱
- (۶) مدینہ منورہ کے ایک بڑے مدرس کی تحریر کا مختصر خلاصہ ۸۱
- ایک عیسائی اور ایک دیوبندی مولوی وہابی کی گفتگو کذب مقبوح پر ۸۲

باب دوم

- عقائد نمبر ۲-۳-۴- وہابیہ، دیوبندیہ ۸۳
- عقیدہ نمبر ۴ کی پوری اور اصل عبارت یہ ہے۔ جو تقویۃ الایمان میں ہے ۸۶
- فصل اول تحقیق انیق عقیدہ نمبر ۲ ۸۶

۸۶ _____ آ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بڑا بھائی ہونا

(۵) اسی طرح حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے کمالات عزیزی صفحہ ۳۱ تفسیر عزیزی میں ہے! ۹۰

فصل دوم: تحقیق ائین عقیدہ نمبر ۳ ۹۲

وہابیہ کی گستاخی کہ ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے ۹۳

فصل سوم: عقیدہ نمبر ۴ ۹۶

وہابیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے سب انبیاء اولیاء ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں ۹۶

فتویٰ علماء کرام صوبہ پنجاب عقائد بالا پر کتاب عروۃ المقلدین بالہام قوی المبین مصنفہ مولانا مولوی غلام دستگیر

علیہ الرحمۃ تصوری لاہوری صاحب کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مطبوعہ قادری مقام قصور واقع

۱۳۰۰ ہجری صفحہ نمبر ۲ ۹۹

باب سوم

عقیدہ وہابیہ دیوبندیہ نمبر ۵ ۱۰۱

شفاعت آ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکار لیکن اہل سنت و جماعت کا مذہب اور اعتقاد یہ ہے ۱۰۱

اب میں آیات و احادیث سے شفاعت آ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت پیش کرتا ہوں ۱۰۳

باب چہارم

عقیدہ نمبر ۶ وہابیہ دیوبندیہ ۱۰۷

آ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی نہیں، مگر مٹی ہو گئے ۱۰۷

باب پنجم

عقیدہ نمبر ۷ وہابیہ دیوبندیہ ۱۱۳

آ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں ۱۱۳

باب ششم

عقیدہ نمبر ۸-۹ وہابیہ دیوبندیہ ۱۱۹

فصل اول:

علم غیب کی تعریف میں ۱۲۲

فصل دوم:

آیات قرآن شریف سے علم غیب کے عطا ہونے کا ثبوت ۱۲۴

فصل سوم:

۱۲۵ _____ تقاسیر معتبرات سے علم غیب کا ثبوت

فصل چہارم: ۱۳۰

۱۳۰ _____ آ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کا احادیث صحیحہ سے ثبوت

فصل پنجم

۱۳۸ _____ کتب سیر وغیرہ سے علم غیب کا ثبوت

۱۶۱ _____ اول: علم اللہ تبارک و تعالیٰ

۱۶۲ _____ دوم: علم آ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اولیائے کرام علیہم الرحمۃ

اب میں چند عقائد آپ کے امام الطائفہ کے ان کی صراط مستقیم سے دکھاتا ہوں تاکہ ان کی نسبت بھی فتویٰ کفر

ماند ہو (دیکھو صراط مستقیم مولوی اسماعیل دہلوی) ۱۶۵

تعداد علماء جن کی اس فتویٰ پر تقاریر و مواہیر و دستخط ہیں ۱۶۷

دوسرا فتویٰ علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً ۱۶۷

نام علمائے مدینہ منورہ ۱۶۸

نتیجہ اخیر علم غیب کا ۱۶۸

منافق-کافر-مرتد ہے ۱۶۸

باب ہفتم

۱۷۴ _____ فصل اول:

۱۷۶ _____ فصل دوم:

۱۷۶ _____ احادیث در زیارت روضہ مطہرہ

فصل سوم:

۱۷۷ _____ آداب زیارت روضہ مطہرہ آ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں (کتب سیر وفقہ)

فصل چہارم: ۱۸۰

۱۸۰ _____ مدینہ منورہ بھی مکہ معظمہ کی طرح حرم ہے

باب ہشتم

۱۸۴ _____ عقیدہ نمبر ۱۲-۱۱ وہابیہ دیوبندیہ

عقیدہ نمبر ۱۲- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد یا رسول اللہ کہنا شرک ہے۔ ۱۸۴
فصل اول:

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہنے کے جواز کے اثبات ہیں اور ان کا
حاضر و ناظر ہونا ۱۸۵
طریقہ تمثیل ۱۹۳

باب نہم
عقیدہ نمبر ۱۳، وہابیہ دیوبندیہ ۱۹۵
عقیدہ نمبر ۱۳- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے ۱۹۵

فصل اول:
در بیان عدم نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آیات قرآنی سے اثبات ۱۹۶
فصل دوم:

عدم نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اثبات احادیث سے ۱۹۷
فصل سوم:
اقوال علمائے اہل اسلام سے ثبوت اور وہابیہ کی تردید ۱۹۸

باب دہم
عقیدہ نمبر ۱۴ وہابیہ دیوبندیہ ۲۰۲
”آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں“ ۲۰۲

فصل اول:
تفسیر قرآنی سے ثبوت کافی کہ جملہ بنی آدم برابر نہیں اور نہیں ہیں ۲۰۵
حکایت مرد بقال ۲۰۹

فصل دوم:
احادیث سے ثبوت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کی مانند نہیں ہیں ۲۱۰
باب یازدہم

عقیدہ نمبر ۱۵- وہابیہ دیوبندیہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے ۲۱۶
باب دوازدہم ۲۱۸

عقیدہ نمبر ۱۶ ۲۱۸
یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے، ایسا علم تو زید و عمر، بلکہ ہر صبی و مجنون
بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے ۲۱۸
۲۲۱

باب سیزدہم
عقیدہ نمبر ۱۷-۱۸ ۲۲۱
عقیدہ نمبر ۱۷: خدا سے ہم کو کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں ۲۲۱
۲۲۲
اصل عبارات تقویۃ الایمان

فصل اول:
آیات قرآن شریف سے تردید کہیے خدا کے سوا کون ہیں جن کو حکم ہو رہا ہے؟ ۲۲۲
فصل دوم:

چند احادیث سے تردید ۲۲۳
فصل سوم:
عقیدہ نمبر ۱۸ کی اصل عبارت ۲۲۴

فصل چہارم:
تردید عقیدہ نمبر ۱۸ اکتب معتبرات ۲۲۵
۲۲۵
اب میں اس مسئلہ پر ایک فتویٰ خود علماء دیوبند کا لکھتا ہوں ۲۲۵

۲۲۵
علماء دیوبند کا فتویٰ کفر اپنے امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی پر عجیب ہوشیاری و زیر کی مستقی کی ۲۲۵
۲۲۶
باب چہاردہم ۲۲۸

عقیدہ نمبر ۱۹ ۲۲۸
وہابیہ دیوبندیہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولود شریف کرنا اور قیام تعظیمی کے لیے کھڑا ہونا بدعت
و شرک ہے اور بمثل کنھیا کے جہنم کے ۲۲۸

فصل اول:
محفل میلاد شریف بہیت کذائیہ کی حقیقت ۲۲۹
فصل دوم:
آداب محفل میلاد شریف ۲۳۱

نقل فتوے اس شخص کی نسبت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولود شریف کو نکھیا کے جنم کے ساتھ تشبیہ قبیح دے جس میں سب سے اول مفتی دیوبندی مولوی ہے

۲۶۴

فصل اول:

مولود شریف کا ثبوت آیات قرآن شریف

۲۶۵

فصل دوم:

وہ آیات جن میں دیگر انبیاء علیہم السلام کے ذکر یا یاد کرنے کا حکم ہے

۲۷۳

فصل سوم:

توریت زبور انجیل سے مولود شریف کا ثبوت مختصر توریت مروجہ موجودہ سے ثبوت جو پرانے عہد نامہ سے

۲۷۵

موسوم ہے کتاب زبور سے مولود شریف کا ثبوت

۲۷۸

انجیل مروجہ موجودہ سے مولود شریف کا ثبوت

۲۸۱

اصلی اور صحیح غیر محرف انجیل برنباس حواری کی کتاب سے مولود شریف کا ثبوت

۲۸۶

ان تمام تحریرات توریت و زبور و انجیل کی تصدیق قرآن شریف و احادیث سے

۲۹۰

فصل چہارم:

۲۹۰

احادیث شریف سے مولود شریف کا ثبوت

۲۹۰

فصل پنجم:

وہ احادیث شریف جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی ولادت مبارک کا ذکر فرمایا ہے

۲۹۲

فصل ششم:

وہ چند احادیث جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوجہ مذمت منکرین خود منبر پر تشریف فرما کر

۲۹۳

میلا مبارک کا ذکر فرمایا

فصل ہفتم:

وہ چند احادیث کہ آنحضرت ﷺ نے کسی دوسرے کی درخواست پر اپنی ولادت باسعادت کا ذکر فرمایا

۲۹۴

قصیدہ نظم از حضرت عباس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں

۲۹۵

فصل ہشتم:

حضرت خلفائے راشدین و عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف سے مولود شریف کا ذکر مختصر

۲۹۷

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے مولود شریف

۲۹۷

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر مولود شریف

۲۹۸

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے ذکر مولود شریف

۲۹۹

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے ذکر مولود شریف

۲۹۹

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے ذکر مولود شریف

۳۰۰

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ذکر مولود شریف

۳۰۱

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ذکر مولود شریف

۳۰۱

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ذکر مولود شریف

۳۰۲

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے ذکر مولود شریف

۳۰۲

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے ذکر مولود شریف

۳۰۳

احادیث و روایات صحیحہ بقیہ صحابہ و ام المؤمنین و صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ذکر مولود شریف

۳۰۴

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ذکر مولود شریف

۳۰۴

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ذکر مولود شریف

۳۰۷

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ذکر مولود شریف

۳۰۷

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ذکر مولود شریف

۳۰۸

حضرت ام المؤمنین بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ذکر مولود شریف

۳۰۸

حضرت فاطمہ بنت عبد اللہ الثقفیہ صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ذکر مولود شریف

۳۰۹

مختصر چند روایات صحیحہ تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ذکر مولود شریف میں

۳۱۰

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے ذکر مولود شریف

۳۱۰

حضرت امام علی بن الحسین رضی اللہ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ذکر مولود شریف

۳۱۱

حضرت امام ابو جعفر صادق محمد بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ذکر مولود شریف

۳۱۱

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے ذکر مولود شریف

۳۱۱

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے ذکر مولود شریف

۳۱۱

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے ذکر مولود شریف

۳۱۱

مختصر روایات صحیحہ حضرات تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ذکر مولود شریف

۳۱۲

حضرت امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف

حضرت عمرو بن قتیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ذکر مولد شریف

فصل نہم:

مولود شریف بہ بیت کذا سیہ مروجہ کا ثبوت متفرق آیات واحادیث وتقاویر واقوال آئمہ دین و علمائے شرح

متین سے

فصل دہم:

اجماع امت سے مولود شریف کا ثبوت

وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد کا لب لباب

فصل یازدہم

در بیان اثبات قیام تعظیمی وقت ذکر ولادت با سعادت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک

ہندوستانی مسلمان کا اعزاز

انگلستان میں الوداعی جلسہ

سوال استفتاء از علمائے مکہ معظمہ

خلاصہ تحریر علمائے مدینہ منورہ - سوال وہی ایک ہے

خلاصہ تحریر علمائے جدہ شریفہ

خلاصہ تحریر علمائے کرام حدیدہ شریفہ

فہرست اول اسم وار محدثین و علمائے مجوزین

مولود شریف و حاملین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین

فہرست دوم صرف تعداد علمائے مفتیان کرام و صوفیائے عظام کی جو کہ مولود شریف و قیام تعظیمی کرتے ہیں

جن کے دستخط اور مواہیر ہیں

غزل خاتمہ باب بر قیام تعظیم وقت ذکر ولادت با سعادت

باب (۱۵) پانزدہم

عقیدہ نمبر ۲۰

وہابیہ دیوبندیہ (آحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا خیال نماز میں آنا نبیل اور گدھے سے بدتر ہے

تشہد نماز میں آحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر جانے کا ثبوت

ایک شیعہ کی طرف سے اعتراض ۲۸ شوال ۱۳۳۲ھ

مختصر اجواب بطور تازیانہ از جانب احقر راقم الحروف

باب شانزدہم

عقیدہ نمبر ۲۱

وہابیہ دیوبندیہ (کعبۃ اللہ شریف میں جو چار مصلے بنائے گئے ہیں - وہ مذموم ہیں) سبیل الرشاد مولوی

رشید احمد

بدعت کی تعریف اور اس کے اقسام

باب ہفت دہم

عقیدہ نمبر ۲۲

آحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فاتحہ بارہویں شریف کی شیرینی میلاد شریف اور گیارہویں شریف حضرت

غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا کھانا کھانا حرام مثل ہنود

گیارہویں شریف حضرت غوث الثقلین شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ (کا مختصر بیان)

باب ہشت دہم

عقیدہ نمبر ۲۳: وہابیہ دیوبندیہ ختم فاتحہ بزرگاں مثل سوم، دہم، چہلم وغیرہ کہ ہنود کی رسوم بیان کرتے ہیں

کھانا سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر کچھ پڑھ کر دعا مانگنا

ایک عبرتناک واقعہ اور غضبناک سانحہ مولوی رشید احمد کا

باب نوزدہم

حضرت مولوی محمد عبدالحمید صاحب مفتی لدھیانہ کی طرف مبغض کا خطاب

باب بست دہم

میرے ایک خط کا جواب اور ساتھ ہی جواب الجواب رسالہ التصدیقات لدفع التلبیسات معروف بہ ہند مولفہ

مولوی خلیل احمد کی حقیقت اور اس کے فرضی وجعلی ہونے کی کیفیت

باب بست ویکم

مولوی اکبر حسین صاحب واعظ ساڈھوری کی علمیت اور تقویٰ و طہارت دینی اور ترقی قومی کی کیفیت

مولوی اکبر حسین کا مدرسہ کی نوکری کیلئے اپنی لمبی داڑھی کو کتر وانا

مولوی اکبر حسین کے نام کی تشریح اور ان کا شجرہ نسب

- چاشنی طبع کے لیے صرف ایک غزل اور نذر ہے ۴۴۳
- (باب بست و دوم) ۴۴۴
- وہابیوں کے تاریخی حالات مختصر اور وہابی کون ہیں اور کب سے ان کا خروج ہوا؟ ۴۴۴
- وہابیہ نجدیہ ہندوستان کے حالات ۴۵۰
- خلیفہ سید احمد اور مولوی اسماعیل مرحوم کا ابتدائی حال ۴۵۴
- فرقہ پنجم محمدیہ عامل بالحدیث کے ایجاد ہونے کا ذکر ۴۵۵
- خلیفہ سید احمد اور مولوی اسماعیل کے عزم جہاد کا ذکر ۴۵۵
- حکام کمپنی کی پیش بندی اور خلیفہ صاحب کا عزم پشاور ۴۵۶
- جرگہ یوسف زئی کیساتھ جہاد اور مولوی اسماعیل کی شہادت (قتل) ۴۵۷
- اعتقادات متعلقہ وفات خلیفہ صاحب ۴۵۸
- جھوٹ اور فریب کی کارروائی اور خلیفہ سید احمد کا لکڑی کا بت یا پتلا بنا کر اور کپڑے پہنا کر پہاڑ پر رکھا جانا ۴۵۸
- مولوی عبدالحق بنارس خلیفہ سید احمد کا حال ۴۶۰
- (جواب خط بالا کا منجانب حضرت مولانا مولوی مخصوص اللہ صاحب علیہ الرحمۃ) ۴۶۵
- امام الطائفہ وہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی کی طرف سے اور ان کے خود قلم سے کتاب کا نام حکمت الہی سے ۴۶۷
- تقویۃ الایمان ہی لکھا گیا تھا ۴۶۷
- حال وہابیہ ہندوستان ۴۶۷
- باب بست و سوم ۴۷۰
- فتاویٰ کفر وہابیوں نجدیوں اور ان کی کتاب تقویۃ الایمان پر ۴۷۰
- خلاصہ فتاویٰ علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کا ترجمہ اردو ۴۷۲
- باب بست و چہارم ۴۷۵
- مختصر فہرست کتب جو تقویۃ الایمان کی تردید میں علمائے کرام کی طرف سے لکھی گئیں ۴۷۵
- گزارش و التماس بخدمت شریف حضرات علمائے کرام و صوفیائے عظام ابقاہم اللہ تعالیٰ ملک پنجاب و ۴۷۷
- ہندوستان ۴۷۷
- باب بست و پنجم ۴۷۸
- ضمیمہ کتاب مختصر ۴۷۹

تقاریظ سرآمد مشاہیر صوفیاء کرام و علماء عظام ملک پنجاب

وہندوستان القاہم اللہ تعالیٰ

تقاریظ صوفیاء عظام و علماء کرام علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ

(۱) تقریظ جناب قدوة السالکین وزبدۃ العارفین حضرت پیر حاجی صوفی جماعت علی شاہ

صاحب نقشبندی مجددی محدث علی پوری دام ظلہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔۔ نحبہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فقیر نے اس کتاب انوار آفتاب صداقت کا بعض جگہ سے مطالعہ کیا۔ حقیقت میں فاضل مصنف نے عقائد باطلہ کی تردید اور عقائد حقہ کی تصدیق کے اظہار میں وہ کام کیا ہے۔ جس کی نظیر قبل ازیں فقیر کی نظر سے نہیں گزری۔ الحمد للہ کہ قاضی صاحب نے جس وضاحت اور دلائل حقہ سے کام لے کر فرق باطلہ کی کتب مفصلہ سے ان کے مزخرفات کو قلم بند کیا ہے وہ خالصتاً ان کی سعی کا نتیجہ اور قابل امتنان ہے عوام الناس جو کہ فرق ضالہ کے مکائد سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ان کے دام ترویج میں پھنس جاتے ہیں۔ وہ بھی اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد صراط مستقیم کی طرف رجوع کیے بغیر نہیں رہ سکتے نفس الامر میں یہ انوار آفتاب عقائد درست کرنے کے لیے عروۃ الوثقی ہے۔ اس لیے فقیر اہل اسلام کو عموماً اور یار ان طریقت کو خصوصاً ہدایت کرتا ہے کہ اس کتاب کو اپنا حریز جان بنادیں۔ اور اس مخزن ہدایت و معدن صداقت کو اپنا نصب العین قرار دیں۔ اخیر میں فقیر قاضی صاحب موصوف کے لیے دعا کرتا ہے کہ خداوند عالم ان کی ہمت میں برکت دے اور اہل اسلام کو ان کے فیض سے دیر تک متمتع ہونے کا موقع عطا فرمائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین یاد

الراقم

جماعت علی غنی اللہ عنہ بقلم خود

از علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ، ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ

(۲) تقریظ

حضرت مولانا مولوی حافظ صاحبزادہ اکبر سید محمد حسین صاحب علی پوری
سند و دستار فضیلت یافتہ مدرسہ دیوبند مدظلہ العالی

حامد او مصلیا و مسلما

میں نے کتاب انوار آفتاب صداقت کے بعض مقامات کو دیکھا مصنف کتاب ہذا یعنی مولوی قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی کی ہمت واقعی قابل تعریف و تحسین ہے۔ عقائد فرق باطلہ کے استیصال میں اور ان کے ہفوات کی تفلیح میں اس کتاب کے مقابلہ میں اور کوئی کتاب اس وقت تک موجود نہیں۔ اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کی سعی کو مشکور فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے راہ ہدایت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وبالله التوفیق السلام محمد حسین عفی اللہ عنہم مہتمم مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں، ضلع سیالکوٹ

(۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی صاحبزادہ اصغر سید نور حسین صاحب علی پوری مدظلہ

ماقال احی المکرم صاحبزادہ مولوی حافظ سید محمد حسین صاحب علی پوری علی تنقید
هذا الكتاب حق صريح وانا متفق به ☆

احقر: نور حسین جماعتی علی پوری عفی عنہ محلہ مشرقی علی پور سیداں، ضلع سیالکوٹ

(۴) تقریظ حضرت مولانا مولوی صاحبزادہ اوسط سید خادم حسین صاحب

مولوی عالم علی پوری مدظلہ العالی

بسم الله الرحمن الرحيم .. نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آج مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۲۰ء کو بندہ نے کتاب ”انوار آفتاب صداقت“ کا بعض چیدہ چیدہ جگہ سے مطالعہ کیا جس کے پڑھنے سے میں اس امر کی بہت زور سے تصدیق کرتا ہوں کہ ایسی جامع اور مانع کتاب مخالفین فرقہ واپیہ دیوبندیہ کی بندہ کی نظر سے قبل گزری ہے میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ کتاب ہر ایک مسلمان اہلسنت والجماعت کے گھر میں موجود رہنی چاہیے۔ تاکہ وہ اس کے مطالعہ سے مخالفین کو دندان شکن جواب دے سکے۔ کیونکہ فی زمانہ ایک معمولی شخص جو کہ صرف اردو لکھ پڑھ جانتا ہے۔ وہ اردو کے رسائل وغیرہ پڑھ کر خواہ مخواہ اعتراض کر کے اپنے آپ کو مولوی ثابت کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ اگر اس سے پوچھا جائے تو وہ مولوی کے لفظ کے معنی بھی نہیں جانتا۔ ایسے شخصوں کے بند کرنے کے واسطے اس کتاب کے دیکھنے کی ہر ایک مسلمان کو ضرورت لاحق ہونی چاہیے۔ اگر ہر ایک صاحب استطاعت اپنی گرہ سے چند جلدیں خرید کر کے مساجد کے علماء اور مدرسہ

دینیات کے طلباء کو مفت تقسیم کر دے تو اس سے بہت اچھا ثمرہ ظاہر ہوگا۔ لہذا اس بات کو مد نظر رکھ کر بندہ بھی بیس جلد خرید کرنے کا قاضی صاحب سے وعدہ کرتا ہے۔ میں رب العزت کی بارگاہ میں استدعا کرتا ہوں کہ خداوند ذوالجلال میرے واجب التعظیم حضرت قاضی فضل احمد صاحب کو محنت شاقہ کا صلہ راحت دارین عطا فرمادے۔ آمین ثم آمین ☆
سید خادم حسین (مولوی عالم) خلف الرشید جناب قبلہ حاجی حافظ محدث سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری

(۵) تقریظ مولوی محمد کرم الہی صاحب بی اے

سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ پنجاب علی پور سیداں، ضلع سیالکوٹ

بسم الله الرحمن الرحيم .. نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطرے خواست

آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید

جناب قاضی صاحب کی کتاب لا جواب انوار آفتاب صداقت کے بعض مقامات سرسری نظر سے خاکسار نے مطالعہ کیے۔ واقعی قاضی صاحب نے اس کتاب بے نظیر کی تالیف سے جملہ مسلمانان اہلسنت والجماعت پر بے حد احسان کیا ہے اور فرقہ ضالہ و ہابیہ دیوبندیہ کے اعتراضات کا جواب بدلائل ساطع و براہین قاطع دیگر اہل اسلام کو گمراہی سے اور فرقہ ضالہ و ہابیہ وغیرہ کے دام ترویج سے بچایا ہے۔ واقعی کتاب انوار آفتاب صداقت ایسی لاثانی اور ضروری کتاب ہے جس کا ہر ایک مسلمان حنفی کے لیے مطالعہ کرنا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ خداوند کریم کی بارگاہ عالی میں دعا ہے کہ مولیٰ کریم قاضی صاحب کو ان کی بے حد محنت اور دماغ سوزی کے عوض میں ان کو سعادت دارین عطا فرمائے آمین۔ ☆

احقر العباد بندہ کرم الہی بی اے سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ پنجاب ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۳۸ ہجری

(۶) تقریظ مولوی عبد العزیز صاحب امام پلٹن چھاؤنی مردان، ضلع پشاور سلمہ بہ

بسم الله الرحمن الرحيم .. نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد! میں نے اس کتاب انوار آفتاب صداقت کو دیکھا۔ نہایت صحیح پایا اور عقائد و ہابیہ دیوبندیہ کے رد میں لا جواب پایا مصنف قاضی فضل احمد صاحب نے اہل اسلام بالخصوص اہلسنت والجماعت پر بہت بڑا احسان کیا ہے اس سے پیشتر ایسی جامع و مدلل کتاب نظر سے نہیں گزری۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مصنف کو خیر الدارین عطا فرمائے اور اہل اسلام کو اس سے مستفیض فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

الراقم عبد العزیز امام پلٹن تھر ڈگائیڈ چھاؤنی مردان ضلع پشاور مورخہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۳۸ ہجری (مقام علی پور سیداں)

۱۔ ترویج معنی فریب دھوکا جھوٹ ۱۲۔ تو گیدی

تقریظ علماء لاہور - دار السلطنت لاہور

(۷) تقریظ حضرت مولوی پیر عبدالغفار

حامی اشاعت درود شریف واقع مسجد سادھواں لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم ط۔ ما قال المحقق الحاجي القاضي فضل احمد اللوديانوی فی ردّ عقائده الباطلة الكاسدة البديوبندية صحيح وخلافه قبيح و ذلك لاندحق صريح جز الله مؤلفه احسن الجزاء وجعل جنته ماطه ومثواه ☆

بقلم خود پیر عبدالغفار ومهر (خادم وحامی اشاعت درود شریف)

(۸) تقریظ حضرت مولانا الفاضل جامع علوم معقول ومنقول مفتی عبدالقادر صاحب

مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد سادھواں لاہور مدظلہ

۷۸۶۔ کتاب انوار آفتاب صداقت پر سرسری نظر اور وہابیہ نجدیہ دیوبندیہ پر صریحیہ گزر، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ماکان اور مایکون کو شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: علمک مالک تکن تعلم اس آیت شریف میں کلمہ ما کا موجود ہے۔ کلمہ ما کا عام ہے۔ ہر فرد معروض عدم لعلم کو شامل ہے۔ جس پر پہلے علم نہیں تھا۔ ان سب کا علم عطا کیا گیا ہے۔ اس صورت میں کسی چیز کی استثناء نہیں ہوئی۔ استثناء اور شرط بیان تفسیر میں داخل ہے۔ بیان تفسیر میں موصول ہونا شرط ہے اذافات الشرط فات المشروط زمان حیات میں علم بوجہ آیت متلو کہ ثابت ہے بعد از وفات اس آیت ذیل سے ثابت ہے وبدا لهم من الله مالهم يکونوا یحتسبون الاية قال الشيخ الاکبر فی الفصوص ان للنفس ترقيا بعد الموت فی العلوم کلها انتھی عوام الناس کے نفوس بعد از موت ترقی کیا کرتے ہیں ہر روز ان کو علم جدید حاصل ہوتا رہتا ہے۔ اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ حدیث شریف میں وارد ہے اذا مات ابن ادم انقطع عمله، اس حدیث سے عدم ترقی معلوم ہوتی ہے جواب اس کا یہ ہے کہ انقطاع عدم ترقی پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ ترقی علم محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوگی۔ لہذا حدیث شریف اس کے منافی نہیں ہے۔ نفوس ناطقہ بعد از مفارقت ابدان جمع معلومات ان کے سامنے رہتے ہیں۔ ان پر ان کا علم حضوری ہوتا ہے لقوله انه من اللقرونی مقره ان الله سبحانه والعقول المفارقة وكذا النفوس الناطقة بعد مفارقة الابدان لا يمكن ان يكون من معلوماتها موجودة بالقوة بل بد من حضورها بالفعل (میرزا زاهد)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہوا کہ معلومات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب کے سب جناب کے سامنے موجودہ بالفعل ہیں۔ یہ مسئلہ صفحہ ۱۳۰ میرزا زاهد میں لکھا ہوا ہے۔ اس کا انکار کرنا باطل ہے۔ انبیاء راہچو خود پنداشتند۔ کا مصداق ہوگا ایسے گمان فاسد سے خداوند کریم محفوظ رکھے آمین یا رب العلمین ☆ دیوبندی نے بوجہ کمال جہالت کے خدا تعالیٰ کے کذب کو ممکن قرار دیا ہے۔ جب کذب ممکن ہوا تو قابل وقوع بھی ضرور ہوگا۔ اگر قابل وقوع ہو تو وہ ممکن نہ ہوگا۔ بلکہ وہ محال ہوگا۔ اس وقت وہ خدا کی صفت ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے جمیع اوصاف ذاتیہ قدیم ہیں۔ قدیم کا ازالہ ممکن نہیں ہوتا۔ بنا بریں تقدیر خداوند کریم جو کتب سے علی الدوام متصف بالکذب ہو جائے گا۔ ایسے لغویات کوئی فرد اہل اسلام قبول نہیں کر سکتا کذب صفت نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ منبع کمالات ہے۔ صفت نقصان سے مبرا اور منزہ ہے اگر کذب باری ممکن ہو جائے تو بعثت رسل میں بھی امکان کذب ہوگا۔ پھر دیوبندی قرآن اور قرآن کے لانے والے پر کس طرح خلوص اور اعتقاد سے ایمان لائے گا۔ کیونکہ مومن بد میں بھی امکان کتب ثابت ہوگا۔ علی ہذا القیاس ہر ایک امر اور نہی میں بھی امکان کذب کی بلا ثابت ہوگی۔ لہذا مناسب بلکہ واجب ہے کہ عقیدہ باطلہ امکان کذب سے دیوبندی توبہ کرے اور جو کچھ جناب قاضی فضل احمد نے اس کتاب انوار آفتاب صداقت میں امکان کذب کی تردید اور تغلیظ میں بقدر طاقت تحریر فرمایا ہوا ہے۔ وہ بہ جمیع اجزائے صحیح اور درست ہے۔ قاضی فضل احمد صاحب کا ہر ایک ہر ایک جملہ قابل تحسین ہے۔ نیز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ولادت کرنا موجب ثواب ہے۔ بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمیع افعال حمیدہ واقوال مجیدہ کا ذکر احسن ہے۔ امورا حسن کو غیر احسن کہنا بد دینی کی علامت ہے۔ خداوند تعالیٰ اہل ایمان کو ایسے لامعنی مسائل سے محفوظ رکھے اور مستحسنہ کو مستحسنہ دکھائے ارنا الا مورد کما لہی عوجاج مذکور تسویل شیطان سے ہے اس کا پیرو شیطان کا عزیز ہے۔ مسلمان ہرگز اس کو ناجائز نہیں کہہ سکتا۔ لہذا اس کے بارہ میں بھی جو کچھ قاضی صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ وہ عین ثواب ہے علی ہذا القیاس جو کچھ قاضی صاحب نے مذاہب باطلہ کی تردید قوانین منضبطہ حنفیہ سے کی ہے وہ سب اصح ہے مذہب حنفیہ قرآن اور حدیث نبویہ کے موافق ہے۔ اس کا مخالف باطل ہے اس وجہ سے علماء کرام نے بالا تفاق فرمایا ہے جل قال قیاس ابی حنفیہ حق نیست یکفر اس تکفیر کی علت یہ ہے امام ابی حنفیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قیاس قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہے اس کو غلط کہنا کفر ہے اھلکذا جو کلام اور جو کتاب قرآن اور حدیث کے موافق بلکہ قرآن و حدیث پر مبنی ہو اس کو غلط کہنے کا بھی یہی حکم ہے۔ ہذا قائل، کتبہ مفتی عبدالقادر عفی عنہ مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد سادھواں لاہور، ۲۔ شعبان ۱۳۳۸ھ

(۹) تقریظ حضرت مولانا الفاضل والکامل مولوی سید احمد علی صاحب

پروفیسر اسلامیہ کالج و خطیب مسجد شاہی لاہور

حامداً و مصلیاً و مسلماً

میں اس کتاب انوار آفتاب صداقت رد و ہابیہ کو جسے ہمارے فاضل دوست حاجی شریعت ناجی ضلالت رافع سنت دافع بدعت جناب مولوی قاضی فضل احمد صاحب سلمہ اللہ الصمد نے بڑی محنت و سعی سے نہایت عمدہ ترتیب و خوش اسلوبی سے تالیف فرمایا ہے۔ بعض مقامات سے دیکھا تو فی الواقع اسم بامسمیٰ پایا۔ عقائد درست کرنے کے لیے عروۃ الوثقی ہے وہابیوں و ہابیان زمانہ ماضی و حال کے عقائد فاسدہ و آرائے کاسدہ کو آئینہ کی طرح دکھلایا ہے۔ عوام اہلسنت کے بچانے اور خواص کے مفید معلومات و الزامات معلومات معلوم کرنے کا اچھا ذریعہ ہے۔ عقائد حقہ کا مومن کے دل میں ہونا ضروری ہے کیونکہ نجات اخروی کے لیے ایمان ہی کا ہونا لازمی ہے گوکہ ذرہ بھر ہو اگر ایمان ہی نہ ہوگا تو اعمال کسی کام نہ آئیں گے۔ منافقین کے اعمال تو تھے لیکن ایمان کے نہ ہونے سے اعمال نے کچھ کام نہ دیا۔ اس لیے ہر مسلمان کو اعمال سے پہلے عقائد حقہ کو سیکھنا بہت ضروری ہے۔ سو اس کے لیے یہ کتاب ایک ہادی رہنما کا کام دے گی۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کو ہاتھوں ہاتھ خریدیں اور اپنی اولاد کو اس کی تعلیم دیں۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی سعی کو مشکور کرے اور ہر مومن کو عقائد حقہ کی رہنمائی کرے اور زمانہ کے گمراہوں کے فریب اور کمرے بچائے۔ آمین یا رب العلمین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والسلام والصلوة علی رسولہ وحبیبہ خاتم النبیین سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و آلہ و اصحابہ و اہلبیتہ اجمعین

خاکسار: احمد علی غنی عنہ حنفی چشتی

پروفیسر اسلامیہ کالج و خطیب مسجد شاہی لاہور، ۲۰ شعبان ۱۳۳۸ھ

(۱۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی نور بخش صاحب ایم اے حنفی نقشبندی توکلی

ناظم التعليم دارالعلوم نعمانیہ و مدیر رسالہ ماہوار انجمن نعمانیہ ہند لاہور

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ اما بعد

خاکسار نے انوار آفتاب صداقت مصنفہ مولانا مولوی حاجی قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی کو متعدد مقامات سے دیکھا۔ مصنف نے ہر جگہ عقیدہ اہلسنت و الجماعت کے ثبوت میں دلائل واضح و براہین قاطعہ پیش کئے ہیں۔ اور ان مسائل پر قلم اٹھایا ہے جن کی اس زمانہ پر آشوب میں نہایت ضروری ہے۔ فرقہ و ہابی نجدیہ کی تردید میں یہ مجموعہ بڑا کارآمد ہے اللہ تعالیٰ

مصنف کی اس عرق ریزی کو درجہ قبولیت عطا فرمائے اور اسے مخالفین کی ہدایت اور موافقین کی تقویت ایمان کا ذریعہ بنائے۔ بجاہ حبیبہ سیدنا و مولانا و وسيلتنا فی الدارين محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و المصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم۔

حررہ العبد العاصی الفقیر التوکل نور بخش الحنفی النقشبندی

ناظم التعليم نعمانیہ و مدیر رسالہ ماہوار انجمن نعمانیہ ہند لاہور

یکم شعبان ۱۳۳۸ھ ہجری

(۱۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی خلیفہ تاج الدین احمد صاحب حنفی چشتی فخری سلیمانی

ویرا انجمن نعمانیہ ہند لاہور

کتاب زیر تقریظ فقیر نے بھی بحالت مجموعی دیکھی ہے۔ واقعی قاضی صاحب کا یہ کام بہت قابل شکر یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی مشکور فرمائے۔ اور مذہبین کی ہدایت کا ذریعہ ہو

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

فقیر تاج الدین احمد حنفی چشتی رفاعی فخری سلیمانی سابق وکیل چیف کورٹ ویرا انجمن نعمانیہ ہند لاہور

(۱۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی فاضل مولوی محمد عالم

مدرس مدرسہ نعمانیہ ہند لاہور

فقیر نے کتاب انوار آفتاب صداقت کو کئی جگہ سے مطالعہ کیا۔ سو کتاب مذکور سیف قاطع اعتناق نجدیہ کا پایا۔ احناف کے لیے یہ عروۃ الوثقی لافصام کہا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے قوی امید ہے کہ کوئی مخالف میدان مجادلہ میں نہیں آ سکے گا۔ کیونکہ یہ براہین ساطع ہیں ان کے مقابلہ میں دلائل و ہابیہ کب ظہور کر سکتی ہیں۔ بیت: بلے کا نجا بود مہر آشکارا۔ سہارا جز نہان بودن چہ یارا حررہ احقر العالم محمد عالم مدرس مدرسہ نعمانیہ ہند لاہور۔

(۱۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی فاضل جیدہ غلام مرشد صاحب

مدرس اعلیٰ مدرسہ نعمانیہ ہند لاہور

فقیر نے اس کتاب کے باب اول اور باب چہارم کو دیکھا۔ مصنف غلام نے جس عجیب و غریب طرز بیان سے انکشاف بحث کے بعد فریقین کے اولہ بلا از دیاد و اتقاص کے بیان فرمائی ہیں۔ اور پھر فریق مخالف کی زبردست تردید فرمائی ہے۔ فقیر کو

قوی امید ہے کہ حاجی صاحب موصوف نے اول سے لے کر باب بست و پنجم تک اسی طرح عرق ریزی فرمائی ہوگی۔ خداوند کریم مصنف علام کو جس غیر منتہالی صلہ کے وہ مستحق ہیں۔ اپنی زیارت فیض بشارت سے مبرور فرمائے۔ اور اس کتاب کو سن اولہ لی آخرہ مخالفین کی ہدایت اور موافقین کی زیارت ایمان کا باعث بنائے۔ آمین۔ فقیر غلام مرشد کان اللہ، (مدرس اعلیٰ مدرسہ نعمانیہ ہند لاہور)

(۱۴) تقریظ حضرت مولانا مولوی قمر الدین صاحب قریشی صدیقی حنفی قادری لاہوری

بسم الله الرحمن الرحيم طنحمده ونصلی علی رسولہ الکریم

اس پاک ذات لایزال کا ہر آن میں حمد ہے جس نے اپنے محبوب برحق و محمود مطلق بے مثل و بے نظیر حضرت رسالت مآب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ازلی مکتب خانہ میں وہ کتاب پر اسرار پڑھائی جس میں دو جہان کی کیفیت اور ہر چیز کی ہیئت بتائی۔ اور وہ کل کتابوں کی ناسخ ٹھہرائی جتنی کہ نہ کر دہ قرآن درست۔ کتب خانہ چند ملت یشیت اور اس نور عکس الہی کو اپنے خزائن علوم سے ایسا کچھ عطا فرمایا۔ جس سے کل جہان کے علوم و عقول کو حیران و لا جواب پایا۔ عالم غیب و عالم شہادت کی کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ انہیں کارخانہ کا مختار کل کیا جو کسی کو نہ دیا۔ وہ ان کو دیا۔ اور ہزار ہزار اور بے شمار اس واجب الوجود لا شریک کا ہر حال میں شکر ہے۔ جس نے اس مشت خاک ضعیف البیان حضرت انسان کو مخاطب و لقد کر منا بنی ادم اشرف المخلوقات بنایا۔ اور نہ صرف اسے مسجود ملائک ہی کیا۔ بلکہ کل کائنات کا سیر اطاعت اس کے آگے جھکا یا فرشتوں سے اس کا مرتبہ بڑھایا۔ جو ان کو نہ آیا۔ وہ اس نے بتایا۔ کسی موجود نے اس کے درجہ کو نہ پایا۔ یہ مسجود ازلی ہوا۔ اور وہ مجسود بادی۔ اور درود لا محد و اس نور لولا کہ رونندہ از نہ افلاک پر ہو۔ جس نے علماء، حقانی کو ورثہ کلا نبیاء فرمایا اور علماء ربانی کو انبیاء علیہم السلام کے مشابہ ٹھہرایا۔ انہیں ہادی اور رہنما کا لقب دلایا۔ اور ان کے ہاتھ میں شمع علم و ہدایت دے کر راہ بدعت و تاریکی ضلالت کو منور فرمایا

سید و سرور محمد نور جاں

بہتر و بہتر شفیع مجرماں

اور اصحاب کبار رضی اللہ عنہم نے بھی سر توڑ کوششوں اور اپنے زور کلام و بیان سے اہل جہان کو ہر طرح کے فسق و فجور

۱۔ اشارہ بآیہ کریمہ فلما ابناہم باسماء ہم آلائے۔

۲۔ علم لدنی اور وما کان اللہ لیطلعکم ظاہر ہے۔

۳۔ اشارہ بآیہ ابناہم باسماء ہم علماء۔

۴۔ العلماء و ورثہ الانبیاء حدیث شریف ہے۔ ۱۲۔

۵۔ اس سے کل علماء بد مذہب خارج ہو گئے۔ ۱۲۔

اور نافرمانی و قصور سے بچایا۔ اور اپنی خداداد طاقت سے محض لوجہ اللہ تمام عالم گیتی کو نور علی نور کیا جملہ بے دینی و گمراہی کو صفحہ ہستی سے دور کیا۔ ہر ناخلف و نالائق کے ظرف بد عقائد کو چکنا چور کیا۔ علماء ربانی و فضلاء حقانی کے فیض و برکت سے کفر و شرک دور ہوا۔ ہر جگہ دین اسلام کا ظہور ہوا۔ اور سنان قلم اور تیغ و عظم علم کے ساتھ معاندان اسلام و مخالفان اسلام و مخالفان حنفیہ کرام سے لڑے بھڑے۔ حاسد دل و فاسدوں سے سینہ سپر ہوئے۔ جس سے کل کے کل تیز تر ہوئے۔ بدنہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے۔ چنانچہ اس ٹوٹے پھوٹے وقت اور گئے گزرے و پر آشوب زمانہ میں میرے مکرم و معظم مفتاح کاشف الدقائق محبوب بین الخلاق کا لانا صاحب دانش و مجد مولانا قاضی فضل احمد مبتدا صاحب سلمہ الواہب سابق انسپٹر پولیس جامع تالیفات کثیرہ نے ٹھیکیدار شرک و بدعت قرن شیطان غرابیب سود دشمنان خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل عقائد فاسدہ و اعمال کا سد حاسہ آئمہ مجتہدین بدخواہ اسلام متین گمراہ گر راہزن بدنام کنندہ اسلام نام کے مسلمان ٹی کی آڑ میں شکار کھیلنے والے رسی کے سانپ بنانے والے دمیا ز دھوکے باز پہلوں کو گالیاں دینے والے نیا دین نئی شریعت بنانے والے بد مذہب کو رباطن گندم نما جو فروش جھوٹے حنفی فریبی پیر ظاہر میں پیارے باطن میں دکھ کے مارے و ہابیہ نجدیہ وغیرہ مقلد اور دیوبندی پھندی گنگوہی کوہی وغیرہ خذلیم اللہ کے جملہ عقائد و اعمال باطلہ کو کل متفرقہ کتابوں سے ایک جگہ جمع کر کے مع جوابات دندان شکن ایک کتاب بنام انوار آفتاب صداقت بنائی۔ جس کے لکھنے اور تالیف کرنے میں بہت محنت اٹھائی بڑی بے نظیر بنائی۔ نہ کہیں ایسی سنی نہ سنائی۔ گویا دریا کو کوڑہ میں پر کیا۔ خر مہرہ کو ڈر کیا (آفتاب آمد دلیل آفتاب) سے بڑھ کر اور کیا کہا جائے۔ سلیس اردو میں لکھا ہے۔ حق کا آفتاب بے حجاب جلوہ نما ہے خدا نے چاہا تو یہ اوراق حنفی سنی مسلمانوں کے کام آئیں گے۔ بڑے ہولناک دن کے صدموں سے بچائیں گے

تش بنا ز طہیاں نیاز مند مباحث

وجود نازکش آزرہ گزند مباحث

وہابیوں وغیرہ کی قلعی کھولنے والے کتاب مذکورہ کے اعلیٰ مضامین کے درخت ہمیشہ سرسبز و خوشبودار ہیں اس کی شستہ بیانی نوجوانی کی طرح پر بہار ہے۔ اس کا ہر نقطہ و شگفتہ باغ ہے۔ جو گو ہر شب چراغ زیادہ روشن ہے اس کی کامل اکمل کمال کلام سے دانائی کا نور شعلہ زن ہے۔ اس کے معنی اقبال کی انگوٹھی اور دولت کا نگینہ ہے ہر عقیدت مند کا سینہ اس کے راز و نیاز اور کنایہ و استعارہ کا خزینہ ہے اس کے جملہ و کلمات نور ایمان کا دھینہ ہے

حرفش چہرہ آرائے گلستان

سطورش رونمای سنبلیتاں

۱۔ علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ۱۲۔

۲۔ ضمیر راجع بہ قاضی صاحب موصوف الصدر۔ ۱۲۔

در اصل یہ کتاب لا جواب ہادی پیر و شتاب گم گشتہ راہ ہدایت کے لیے روشن چراغ ہے۔ جس سے دشمنان دین و عدواں ملت حنفیہ متین کا دل پارہ پارہ و جگر پر از داغ ہے۔ اس کا حسن خط و لاء ویز پر از نور ہے اس کے الفاظ سے لمعان پر معانی کا ظہور ہے۔ اس کے اوصاف ان زمان کی انگشت حیرت بدہن ہے۔ جان و ہابیہ پر زحمت کا پہاڑ ہے۔ حنفیوں کے لیے رحمت کر دگار ہے اس کے فوائد کی توصیف فزوں از حساب ہے ان فی ذلک احسانہ لا ولی الا لباب ہے (دعا) خدا تعالیٰ ایسے مرد یگانہ کو حوانات زمانہ سے مصون و مامون رکھے۔ ایسے فرد و جید خوش عقائد کو تاقیام قیامت سلامت و سلامت رکھے۔ اور اس کے حاسد و بدخواہ کا منہ مثل قلم روسیہ و گونسار ہو اور اس کے معاند کا سر قلم یعنی تھو امبا ند ۱۲ قلم و تباہ کار ہو آئین بجزمت صاحب یس۔ ایسے لوگوں نے دولت دنیاوی کو دولت مابکر صولت عقبی حاصل کی ہے۔ اور خدا واصل سے زندگی کی خوشخبری لی ہے۔ اور جو لوگ مذہب حنفیہ کرام و ملت اہلسنت عظام کو ہر طرح مٹانے کی کوشش بیخ کرتے ہیں وہ خود ہی مٹ جائیں گے اور وہ انشاء اللہ نہیں مٹے گا۔ کیونکہ یہ اللہ کا نور ہے اس کو کون مٹانے والا ہے۔ یریدون ان یطفوا نور اللہ بافواہم واللہ متم نورہ ولو کمرہ الکفرون (ہدایہ) آثم قمر الدین بن مولوی عمر الدین مرحوم قریشی صدیقی حنفی قادری محلہ چاک سواراں قریب مسجد چینیال والی (الجدیت) متصل حویلی میاں شمس الدین ۶ شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ

(۱۵) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد یار صاحب

مفتی و امام و خطیب مسجد طلانی لاہور

بدر کلامی بسلام قدیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامد او مصلیا۔

فی الجملہ مطالعہ اس کتاب صداقت اکتساب کہ مسکنی بہ انوار آفتاب صداقت است بلکہ تعویذ جان ایمان از ہر آفت است نمودم و از عنوان فہرست در بصیرت وافرہ افزودم۔ در حقیقت مصنف کتاب جناب مولانا و بالفضل اولیاء مولوی فضل احمد صاحب موصوفی بالقابہ مصنف تصنیفات مفیدہ است خصوصاً اس تالیف جدید کہ در تردید فرقہ نجدیہ سعی بلیغ بہ عمل اور وہ کوششے منع بکار بردہ کہ از زمان سلف تابا وان خلف چین سرمہ نور بخش دیدہ جہانیاں در دیدہ نہ کشیدہ و خدشات مخالفین را چناں باستیصال رسانید کہ پیشتر ازیں بگوش ہوش علماء محققین زسید شعر چنان تردید نا آید در جہانے خریدارش شود ہر کس بجائے۔ فالحمد للہ علی ذلک انا مصدق بذلک انه لقول فصل وما ہم بالہزل۔

(الراقم) خادم العلماء و لا برا محمد یار خلیف

امام و خطیب و مفتی مسجد طلانی لاہور بقلمہ

(۱۶) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد گوہر علی علوی

امام مسجد پٹولیاں لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامد او مصلیا۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ اے مذہب از حقیقت رومتاب۔ کتاب انوار آفتاب صداقت جس کو مولانا مولوی قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی نے تالیف و تصنیف فرمایا ہے فقیر نے اس کتاب کی فہرست مضامین اور بعض دیگر مقامات کو دیکھا ہے اور بعض مضامین مصنف کی زبانی بھی سنے ہیں۔ کتاب نہایت عمدہ اور مضامین کے لیے جامع ہے ماہر مصنف نے فرقہ و ہابیہ کے عقائد مذمومہ کی تردید میں یہ کتاب لکھی ہے۔ سب سے پہلے عقیدہ امکان کذب باری تعالیٰ کی تردید کی ہے۔ اس مسئلہ پر قلم اٹھانا نہایت باریک بینی اور نکتہ شناسی کا کام ہے۔ پھر فرقہ مذکورہ کے ان عقائد کی تردید کی ہے۔ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاذ اللہ توہین پائی جاتی ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم الغیب ہونے پر بمقتضائے تلک من انباء الغیب نوحيہ الیک۔ و بمضمون فلا یظہر علی غیبہ احد الرحمن ارتضی من رسول الایۃ کے دلائل سے ثبوت دیا ہے۔ اباحت مذکورہ کے بغیر اور بھی بہت سے امور پر بحث کی ہے۔ مضامین اولہ اور سیاق عبارت کو لائق مصنف نے اپنے انفاں مبارکہ اور الفاظ برجستہ سے نہایت شائستہ اور دلچسپ بنا دیا ہے۔ غرض کہ اپنے بنی نوع کے رفقاء اور شادمانی عالم کے لیے تخم ریزی کوشش اور آبیاری محنت سے ایک کھلا پھلا باغ اور سرسبز گلزار تیار کر دیا ہے۔ جزا اللہ عناد عن سائر المسلمین خیر الجزاء ☆ حررہ الفقیر محمد گوہر علی علوی امام مسجد پٹولیاں لوہاری منڈی لاہور

(۱۷) تقریظ حضرت مولانا مولوی حاکم علی صاحب بی۔ اے پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

النذیر لانظیر لہ و علی اللہ واصحابہ اجمعین ط

جیسے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظیر نہیں ہے نہ ہوا ہے۔ اور نہ ہوگا الحمد للہ کہ اس دُر شاہوار کا نظیر نہ تو ہوا ہے۔ اور نہ ہی اس وقت ہے۔ اصلی حنفیوں نے اصلی شافعیوں اصلی مالکیوں اور اصلی حنبلیوں یعنی اصل اہلسنت و جماعت کے ہر فرد کے لیے لازمی ہے کہ اس کتاب لا جواب کو تمام کا تمام خود پڑھیں۔ یا کم از کم سن لیں۔ اور اپنے بچوں کو پڑھائیں مدارس اسلامیہ کے لیے لازمی و ضروری ہے کہ اس کتاب بے بہا کو تعلیمی کورس لازمی قرار فرمائیں اور اپنے بچوں اور بھائیوں کو دوزخ کی آگ سے بچائیں۔ خیر خواہ مومنین فقیر حاکم علی حنفی مذہباً و مجتہدی طریقتہ

(۱۸) تقریظ مولانا الاجل وفاضل ادیب بے بدل حضرت مولوی اصغر علی صاحب روجی

پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور۔ مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

خُذْ مَاتِرَاهُ وَدَعْ شَيْئَانَا سَمِعْتَ بِهِ فِي طُلُوعِ الشَّمْسِ مَا يَغْنِثُكَ عَنْ ذُحُلِ عَقَائِدِ كَمَا مَعَالِمُهُ جَسَدُ رَاهِمٍ هُوَ۔ اسی قدر ہمارے زمانہ میں اس کی طرف سے عامہ تعلیم یافتگان کو ذہول ہو رہا ہے۔ تقلید کی ضرورت پر بحث کرنا فضول ہے۔ کیونکہ اس کے متعلق یہی کہنا کافی ہے۔ کہ اسلامی دنیا میں شروع سے گیارہویں صدی ہجری تک کتب تاریخ سے کسی ایسے محدث و مفسر و فقیہ کا پتا نہیں ملتا۔ جو غیر مقلد ہو۔ اگرچہ حضرات غیر مقلدین نے کھینچ تان کر بعض اکابر سلف کو غیر مقلد ثابت کرنا چاہا مگر یہ سب باتیں صرف منہ سے کہہ دینے کی ہیں۔ عدم تقلید کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں اتباع موائے نفس کا دروازہ کھل گیا۔ اور جس نے جو چاہا کہہ دیا۔ چنانچہ اسی بے لگامی اور نااہلی کا نتیجہ ہے۔ کہ عقائد صحیحہ اور امیہ کا جو حضرت اکابر آئمہ قرون ثلاثہ کا شمار تھا۔ تار پود منتشر ہو گیا۔ اور قاعدہ ہے کہ جب عقائد باطلہ بدعات سیہ دل میں جاگزین ہو جائیں۔ اس کا نتیجہ ضروری یہ ہوا کرتا ہے کہ بزرگان کی نسبت سوء ظن پیدا ہو کر دریدہ دہنی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ جس سے انواع و اقسام کی بے اعتمادیاں پھیل جاتی ہیں۔ ہمارے زمانہ میں تو ہب کا کسی قدر زور ہو گیا ہے۔ جس سے اولیاء کرام اور آئمہ عظام کی نسبت مختلف قسم کی نکتہ چینیاں تجویز کی جاتی ہیں۔ نتیجہ یہ کہ روحانی فیضان کا بہ کلی سد باب ہو چکا ہے اسی عدم تقید پر آئے دن نئے نئے فرقے اسلام میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اور بدعتیہ کی حد ہو چکی ہے۔ ایسے وقت میں علماء اسلام کا فرض ہے کہ وہ بمقتضائے حدیث شریف لایزال طائفة من امتی الحدیث مفاسد مذکورہ بالا کا قلع و قمع کر کے عوام الناس کو غیر مقلدوں اور وہابیوں کے دام سے بچائیں۔ ہمارے مکرم و معظم اور غیرت مند فاضل قاضی فضل احمد صاحب پشتر لدھیانوی (جو ہمیشہ اسلامی خدمات کے لیے کمر بستہ رہے ہیں) نے اس ضرورت کو بوجہ اتم پورا کر کے تمام اہلسنت والجماعت کو اپنا ممنون بنایا ہے۔ انہوں نے نہایت شرح اور بسط کے ساتھ مخالفین کے دعویٰ باطلہ کا رد اور عقائد حقہ کا اثبات پوری محنت اور عرق ریزی سے کیا ہے۔ اگرچہ متفرق طور پر بہت سے اصحاب نے ان مسائل پر قبل ازیں بحث کی ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ اس قدر مسائل مجموعی طور پر شاید ہی کسی کتاب میں مندرج ہوں۔ غیر مقلدین اور وہابیوں کو چاہیے کہ انصاف سے پڑھیں اور حق کو قبول کریں۔ اور شکریہ حضرت مؤلف کا بجالائیں۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

حررہ خاکسار اصغر علی روجی

پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور

(۱۹) تقریظ حضرت مولوی محمد عظیم صاحب

منشی فاضل مدرس اسلامیہ ہائی سکول لاہور

الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین والہ الطیبین الی یوم الدین۔ قاضی صاحب کی یہ لاثانی کتاب فرقہ ضالہ کے عقائد کے اظہار اور ان کے اوہام باطلہ کے قلع قمع میں اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ اس وصف میں ان جامع صفات کے ساتھ یہ پہلی تصنیف ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے قاضی صاحب کے دل و دماغ سے اپنی مخلوق کے ایمان کی حفاظت کے لیے اس زمانہ میں ظاہر فرمائی۔ اہل ایمان کو لازم ہے کہ اس آفتاب صداقت کے انوار سے مستفیض ہو کر قاضی صاحب کو مشکور فرمائیں۔ اور اس نعمت سے بہرہ ور ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ جل جلالہ، مصنف کے لیے یہ کتاب نجات اخروی کا وسیلہ بنادے اور قاضی صاحب کو اجر جمیل عطا فرمائے آمین۔ فقیر محمد عظیم عفی اللہ عنہ

منشی فاضل مدرس اسلامیہ ہائی سکول لاہور۔

(۲۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی جمال الدین صاحب خفی نقشبندی توکلی

سابق مدرس انجمن نعمانیہ حال امام مسجد کوچہ میاں سراج الدین لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

بندہ نے کتاب مبارک انوار آفتاب صداقت کے اکثر مقامات بغور مطالعہ کیئے۔ مصنف علام نے نہایت محنت اور جانفشانی اور اخلاص سے رد فرقہ نجدیہ کا فرمایا: اجاد کل الا جاد فجزہ اللہ الا حسن الجزاء واطال اللہ بقائه آمین میں حرفا حرفا ان عقائد میں مصنف علام کا من کل الوجوه متفق ہوں۔ اور نہایت زور سے ترغیب دیتا ہوں کہ کل علماء اہلسنت والجماعت اس میں متفق ہوں۔ تاکہ عوام الناس افراد ایسے عقائد باطلہ سے بچ جائیں۔ میں مدت سے منتظر تھا کہ عقائد باطلہ کی کافی تردید ہو۔ اگرچہ ہندوستان میں حضرت احمد رضا خاں مجدد مائتہ حاضرہ نے جامع تردید فرمائی۔ مگر پنجاب میں عقائد نجدیہ کی تردید احسن طریق پر نہیں ہوئی تھی۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے اب ہو گئی کل امر مرہونا بادقاتھا وان من شیء الا عندنا خزائنه وما نزلہ الا بقدر معلوم

حررہ جمال الدین نقشبندی توکلی

سابق مدرس نعمانیہ ساکن کوٹھیاں والہ شیخاں ضلع گجرات

(پنجاب تحصیل پھالیہ۔ حال دارو امام مسجد کوچہ میاں سراج الدین لاہور مورخہ ۲ شعبان ۱۳۳۸ھ ہجری)

(۲۱) تقریظ حضرت مولانا و بالفضل اولیاء مولوی غلام اللہ صاحب قصوری مدظلہ

پروفیسر دینیات چیف کالج لاہور

باسمہ سبحانہ و جلشانہ۔ کتاب انوار آفتاب صداقت مؤلفہ و مصنفہ جناب مولانا مولوی حاجی قاضی فضل احمد صاحب عم فیوضہم کو میں نے مجملہ نہایت غور سے سنا۔ زمانہ موجودہ میں ایسی مکمل کتاب جس میں ہر ایک مختلف فیہ مسائل کے استدلال درج ہوں۔ اور وہ بھی اصول شرعیہ کے مطابق قرآن و حدیث اقوال سلف صالحین سے واضح طور پر بیان کیئے جائیں۔ نہایت ضرورت تھی۔ جس کو مولوی صاحب موصوف نے (علی اللہ اجرہم) بکمال جانفشانی و ہمدردی اسلامی و خدمت اسلامی سے مہذبانہ طور پر پایہ ثبوت کو پہنچایا ہے۔ جس سے ہر ایک مسلمان فائدہ حاصل کر سکتا ہے اور اپنے عقائد کو صحیح بنا سکتا ہے۔ اور یہ بات بھی الثبوت ہے کہ جب تک عقائد کی درستی اور صحت نہ ہو۔ اور انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام اور بزرگان دین کی عزت اور قدر دل میں کامل طور پر نہ ہو۔ اس کی کوئی عبادت بھی مقبول نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ قبل اس کے علماء اہلسنت و الجماعت جزاہم اللہ ایسے عقائد کی تردید فرما کر چکے ہیں۔ اور کر رہے ہیں۔ مگر اس طرح مجموعی حالت میں لا کر تہذیب کے ساتھ ہر ایک کو جواب دینا یہ حصہ حضرت قاضی صاحب موصوف ہی کا ہے جزاہم اللہ خیر الجزاء انا الراجی الی رحمۃ اللہ

فقیر غلام اللہ الحنفی مذہب و القصوری

مسکنا و نقشبندی للمجددی طریقہ

پروفیسر دینیات چیف کالج لاہور

تقریظ حضرات علماء کرام امرت سر

(۲۲) تقریظ حضرت مولانا و بالعلم اولینا مولوی غلام احمد صاحب اخگر

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع حاصل کر کے خبر دے دی تھی کہ قرن الشیطان نجد سے طلوع ہوگا۔ چنانچہ ہو گیا اور بد قسمتی سے ہمارا ملک ہندوستان بذریعہ اسماعیل دہلوی کے اس فتنہ کے لیے مخصوص ہو گیا۔ اس جماعت کے دو فریق ہو گئے۔ ایک فریق تو کھلم کھلا غیر مقلد ہو گیا۔ اور دوسرا فریق اگرچہ تمام اصول و ہابیہ کا عامل رہا۔ مگر بظاہر اپنے آپ کو حنفی ظاہر کرنے لگا۔ اس کی منافقانہ تعلیم سے ہندوستان کے عوام دھوکے میں آ گئے۔ کیونکہ حنفیت کے لباس میں ان لوگوں نے مسلمانوں کو گمراہ کرنا شروع کیا تھا۔ ان گروہ ضالہ کے مسائل کفریہ کے رد میں علماء اسلام نے کوشش فرمائی۔ مگر کوئی جامع کتاب اب تک ایسی تصنیف نہیں ہوئی تھی۔ جو تمام مسائل کفریہ و ہابیہ کے رد میں جامع ہو اس ضرورت کو ہمارے کرم مولانا قاضی فضل احمد صاحب پشتر کورٹ انسپکٹر لدھیانہ نے پورا کیا۔ اور کتاب انوار آفتاب صداقت تصنیف فرمائی۔ اس کتاب کو میں نے بنظر عمیق دیکھا کتاب کیا ہے۔ ایک خزانہ ہے۔ جس میں وہابیہ دیوبندیہ کے تمام عقائد باطلہ کفریہ کا بالتفصیل بیان ہے اور ہر ایک عقیدہ کے بیان کے بعد دلائل قرآنیہ و احادیث و اقوال بزرگان دین سے رد کیا ہے۔ بعض دیوبندی وہابی کسی عقیدہ سے انکار بھی کر دیا کرتے ہیں۔ اور کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ ہم پر افتراء ہے۔ قاضی صاحب نے ہر ایک عقیدہ کو ان کی کتب و فتاویٰ وغیرہ سے نقل کر کے حوالہ دے دیا ہے۔ تاکہ کسی کو انکار کی گنجائش نہ رہے۔ اہل اسلام کے پاس یہ کتاب ایک زبردست ہتھیار ہوگا۔ جو اس طائفہ طاغیہ کے دانت توڑنے میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ جن لوگوں کے پاس یہ کتاب ہوگی۔ وہ نہ صرف ان کے عقائد و مکائد سے کماحقہ واقف ہو جائے گا۔ بلکہ ان کے عقائد باطلہ کا بڑے زور و شور سے رد کر سکے گا۔ الغرض اس کتاب نے اردو علم ادب و علم مناظرہ میں ایک جدید اور قیمتی اضافہ کیا۔ جس کے لیے ہمیں قاضی صاحب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ انہوں نے اپنی خداداد قابلیت سے بڑی جانفشانی اور محنت شاقہ کو گوارا فرما کر یہ کتاب تصنیف فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اور ان کی ہمت میں اور زیادہ برکت عطا فرمادے۔ ہمارے نزدیک قاضی صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام انہیں کے حصہ میں رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائے۔ اور اس کی برکت سے لوگوں کو مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ امرت سر یہ ہندوستان کا ایک شہر ہے اکثر حضرات اس کو امرتسر پڑھتے ہیں جو کہ غلط ہے۔ گوگردی ۱۲

فرمائے۔ اور لوگوں کے قلوب کو روشن کرنے میں یہ انوار آفتاب صداقت اسم بامسمیٰ ثابت ہو۔ آمین۔ تصنیفات تو عام طور پر ہوا کرتی ہیں۔ مگر کسی نہ کسی بزرگ کو کچھ اختلاف ہوا کرتا ہے لیکن انوار آفتاب صداقت میں یہ خوبی ہے کہ علماء کرام و صوفیائے عظام نے بالاتفاق اس کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ قاضی صاحب موصوف کے لیے یہ ایک ایسی کامیابی ہے۔ جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ و آخر دعوتنا ان الحمد للہ رب العلمین۔ وانا لمفتقر الی رحمة ربہ الاحہ غلام احمد عافاہ اللہ و اید الامر تسری و طناً و السنی الحنفی مذهباً و النقشبندی المجددی النوری الجماعتی مشرباً۔

(۲۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی محبوب احمد المعروف خیر شاہ

حنفی نقشبندی مجددی امرت سربئی المقلب میر واعظ مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط۔ یہ بات اہل علم پر بخوبی واضح ہے کہ جس طرح تمام دنیا میں تین ٹکٹ حنفی ہیں۔ اور ایک ربح باقی سب مذاہب۔ اسی طرح یہ بات بھی علم میں ہے کہ سارے ہندوستان کے مسلمانوں میں تین ربح سے زیادہ حنفی مسلمان تھے۔ اور ایک ربح سے کم شیعہ آباد تھے بارہ صدی کے بعد ہندوستان میں فرقہ واپیہ نمودار ہوا۔ ان سے بچنے کے لیے مسلمانوں نے بہت ساسامان کیا۔ اور ہر طرح سے محفوظ رہنے کی امیدیں حاصل ہونے لگیں۔ مگر افسوس کہ بد قسمتی سے ایک گروہ درمیان میں پیدا ہو گیا۔ جس پر کوئی ظاہری اطلاق و ہابیت کا وارد نہ ہو سکا۔ کیونکہ ان کے عقائد سے جس طرح اہلسنت کی تائید ہوتی ہے۔ اس سے صد ہا درجہ بڑھ کر وہابیہ کو قوت ہوتی ہے۔ بلکہ میں یہ کہوں گا کہ اس گروہ کے وجود سے وہابیہ کو بالکل آرام ہو گیا۔ وہابیہ کو قوت ہوتی ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ اس گروہ کے وجود سے وہابیہ کو بالکل آرام ہو گیا۔ وہابیہ تو خاموش ہو گئے ان کی تائید کے لیے حضرات دیوبندیہ نے نہایت ہی جانفشانی سے جھنڈا کھڑا کیا۔ اس پر لطف یہ ہے کہ نام وہی حنفی جس طرح محمد ابن عبد الوہاب نجدی نقلی حنبلی کہلاتا تھا۔ وہابی ہمیشہ یہ کہا کرتے ہیں کہ مسائل اعتقادیہ میں ہمارا تمہارا جھگڑا نہیں۔ بلکہ تمہارے دیوبندی حنفی بھی بڑے زور سے ہمارے ساتھ ہیں۔ مثلاً امکان کذب باری تعالیٰ، و امکان نظر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ و عدم جواز میلاد شریف، و علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ و نذر و نیاز و استمداد اولیاء اللہ۔ و اعراض اہل اللہ بلکہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کہنے کو تو برانہ مانا گیا۔ اور شیطان کو عالم الغیب مانا گیا۔ مگر حضور علیہ السلام کے متعلق اعتقادات ایمانیہ کو ان لوگوں نے کفر قرار دیا۔ ہر چند اہلسنت نے عرباً و عجماً دیوبندیہ کے عقائد پر کفر کا فتویٰ دیا۔ مگر افسوس یہ لوگ اپنی روش سے باز نہ آئے۔ یہ فرقہ فرقہ دیوبندیہ کے نام سے موسوم ہے عام اس سے کہ اس کے ارکان تھانہ میں رہتے ہوں یا نانوتہ میں گنہوہ میں رہتے ہوں یا انہیٹھ میں ہمیں ان کی ذاتیات سے کوئی تعلق نہیں صرف مسلمانوں کو ان کے اعتقادات کفریہ سے مقصود ہے چنانچہ ناظرین کو کتاب انوار آفتاب صداقت، مصنفہ جناب مولانا مولوی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر صاحب پشتر لدھیانہ کے مطالعہ سے یہ امر روشن ہوگا۔ فقیر محبوب احمد المعروف خیر شاہ حنفی نقشبندی مجددی امرت سربئی (المقلب میر واعظ)

تقریظ علمائے کرام قصور ضلع لاہور

(۲۴) تقریظ حضرت مولانا فاضل مولوی عبدالرحمن صاحب

خلف الرشید حضرت جامع علوم معقول و منقول فاضل تحریر مولانا مولوی غلام دستگیر رحمہ اللہ تعالیٰ قصور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین۔ قامع انیتا لمتہمین الدجالین
الکذابین: الصلوٰۃ والسلام علی من جعلہ الرحمة للعالمین و اعطاه الاخبار المغیبات علی
اطلاع الضالین المضلین للمؤمنین المتدینین و علی الہ الطہرین قامعی اساس الملحدین
المرتدین۔ اما بعد۔

اس زمان فتن نشان میں جیسا کہ حضرت سرور کائنات اغزرا لمعلومات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے اخبار فرمائی تھی۔
یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون یا تو لکم باحادیث مالم تسمعوا انتم ولا اباء کم۔ الحدیث سب
کچھ ظاہر ہو رہا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ اصدق الصادقین ہے ویسے ہی ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی تعلیم کے سبب
سب مغیبات کے علوم میں سچے ہیں۔ اور سچا خبریں دے رہے ہیں۔ الحمد للہ والمنتہ کہ اس فتنوں والے زمانہ میں ملحدین
مرتدین کے ہفوات رویہ کے رد کرنے والے موجود ہیں۔ یہ بیچ مدان غلام ایرمان حضرت محبوب یزدان کترین متادیان ابو
المبارک محمد عبدالرحمن عفا عنہ المنان وکان لہ الدیان وحفظہ عن اہل فتن الزمان خلف لودعی کبیر السقطری الشہر الفضل العزیز
الامعی المولوی ابی عبدالرحمن غلام دستگیر رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اگرچہ اپنے قبلہ گاہ اعلیٰ جاہ کی وفات کے بعد اہل فتن کے شرور سے بہت
ہی مضطرب تھا۔ مگر قدیر مطلق کے افضال کا نہایت ہی شکر گزار ہے کہ اپنے والد ماجد کی جگہ پر قائم ہونے والے اور ان کے دلی
رفیق مرضی و مقبول رب احد حضرت قاضی فضل احمد صاحب سلمہ اللہ الواہب ذوالمواہب کو دیکھ رہا ہے۔ الحمد للہ المعبود
الودود علی ذلک الکرم والجود۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سب مقابیل علیہم الرحمۃ کی حرمت
سے ان کی سعی بلیغ کو مشکور اور ان کو ما جو فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔ حررہ فقیر ابوالمبارک محمد عبدالرحمن قصوری عفا اللہ عنہ۔

(۲۵) تقریظ حضرت مولانا و بالفضل والعلم اولینا سید عبدالحق شاہ صاحب ہمدانی قصوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط۔ سبحانہ ما اعظم شانہ یضیل من یشاء ویہدی من یشاء والصلوٰۃ
والسلام علی من تشید الایمان و ارفع بنیانہ مبشر اونذیرا وداعیا الی اللہ و علی الہ
واصحابہ للددین ایدوا الاسلام و ابقانہ یتغون فضلاً من اللہ و رضوانہ۔ اما بعد

مدت سے اہل اسلام میں تشدد و تفت شروع ہے۔ اور مخالفین تماشا میں ہیں۔ اپنے گریبان میں نظر نہیں کی جاتی۔ اہل حق کی مخالفت پر خود بینی غرور اغوا شیطانی سے روز افزوں زور ہے۔ یا ارحم الراحمین و بادلیل المتحرین و لنا بحر متہ من حبلتہ رحمۃ للعلمین۔ جب ادلہ اربعہ سے آئمہ اربعہ اعتقادات و عملیات کا ثبوت نہایت درجہ تک اجتہاد مجتہدانہ کو پہنچا چکے۔ اور تمام اہل عقل و نقل و اصحاب کشف نے اس بارہ میں آمنا و صدقہ کی صدا بلند کر دی ہے۔ تو یہ خواہ مخواہ اسلامی دنیا میں شور و غل برپا کرنا۔ ایک ہی گھر ایک طریق کے ہو کر بے گناہوں کی طرح آپس میں خانہ جنگی شروع کر دینی۔ اور باہم بیٹھ کر غرور کو مٹا کر توفیق ہدایت اللہ ہادی سے مانگ کر تماش بینوں سے علیحدہ کیوں تصفیہ نہیں کیا جاتا۔ کیا وہ معتقدات و معمولات جن برادلہ اربعہ سے آئمہ اربعہ اور سلف سے خلف تک کار بند ہوں۔ قابل اختلاف ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں ایسے بے جا اختلاف میں اپنی تضييع اوقات اور دوسرے عزیز اسلامی برادروں کی کرنی سخت گمراہی اور بیجا کارروائی نہیں تو اور کیا ہے۔

اللہم اھدنا الصراط المستقیم۔ چند روزہ دنیا کی زندگی معبود حقیقی اور افضل الرسل تحقیقی کی اتباع میں بسر کرنا کیوں غنیمت نہیں سمجھا جاتا۔ افسوس اہل حق کو شاغل ضروریہ عبادات و معاملات کے استغراق سے اہل شر کے جواب دینے پر بحکم اللہ و رسولہ تکلیفات کا متحمل بنانا بہت نازیبا ہے۔ نسخہ انوار آفتاب صداقت مؤلفہ جناب حاجی قاضی فضل احمد صاحب جو مطالعہ میں آیا مکرم موصوف کی محنت اور جانفشانی اور تحقیق عجیب و غریب پر دل سے ہزاروں آفرین کی صدا برآئی اللہ کریم کی مخلوق میں اگر اہل شر کا وجود ہے تو اہل اصلاح کا پر زور ہاتھ باجی شرمی غالب ظہور میں آ جاتا ہے۔ انوار آفتاب کی جواب دہی نے ظلمات اشرا کو اس طرح غرقاب فنا کیا ہے کہ پھر سر نکالنے کی جرأت ناپود کر دی۔ اللہ کریم رحیم جناب موصوف کو جزائے خیر عطا فرما کر شادمانی دو جہانی سے سرفزاری بخشے آمین۔

والسلام علی من تبع الہدی۔

حررہ سید عبدالحق شاہدانی قصوری

تقاریظ علماء کرام کشمیر

(۲۶) تقریظ حضرت مولانا مولوی سید محمد ابن سید غیاث الدین

المفتی والواعظ الکشمیری شاہ آبادی المعروف بہ سید میر جی شاہ (مقام علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ الذی جعلنا من ان صحیحین وافہتا من علوم اردننا والرسخین والصلوة والسلام علی من نسخ دینہ ادیان الکفر والصالحین وعلی اللہ واصحابہ الذین کانو یتسک شریعتہ صالحین و بعد فیقول البائس الفقیر الی رحبۃ ربہ القدیر سید محمد ابن سید غیاث الدین المعروف ببیر جی شاہ الحنفی مذهباً و القادری النقشبندی مشرباً المفتی الواعظ الشاہ آبادی الکشمیری اکرمہ اللہ بلطفہ و کرمانی قد رأیت والطلعت کتاب انوار آفتاب صداقت وہی کتاب الحاج القاضی فضل احمد لدھیانوی بنظر التعقیق فوایۃ مبلوہ من الایات البینات واحادیث المبارکات فی رد اقا دیلا اہل الضالۃ والبتدعین الوہابتہ الدیوبندیۃ الذین ینتحلون اتباع المذہب الحنفی فعلی المسلمین ان بلاقوہ بالقبول وید خروہ لیوم الجزاء جزی اللہ المصنف عنا خیر الجزاء ورفقنا وایاہ لما یجب ویرضی وما علینا الا البلاغ۔ انا العبد الفقیر سید محمد ابن غیاث الدین المفتی الواعظ الکشمیری الشاہ آبادی المعروف بسید میر جی شاہ عفی عنہ۔

ترجمہ: تمام تعریفیں ثابت اس اللہ کے لیے جس نے ہم لوگوں کو نصیحت کرنے والوں سے بنایا اور ہمیں علماء راہنہ کے علوم سے سمجھایا۔ اور درود سلام اس نبی پر جس کا دین کافروں اور سرکشوں کے واسطے اور ان کے دینوں کو منسوخ کرنے والا ہوا۔ اور ان کے آل اور اصحاب پر جو دین کے باتوں کے لینے میں نیک (نیت) تھے۔ اس کے بعد کہتا ہے۔ عاجز فقیر طرف رب قدر کی رحمت کے سب محمد ابن سید غیاث الدین المعروف بہ میر جی شاہ جو حنفی ہے مذہب میں اور قادری اور نقشبندی ہے مشرب میں اور مفتی واعظ شاہ آباد کشمیر کا۔ عزت دے اللہ اس کو اپنے لطف اور کرم سے کہ نے البتہ تحقیق دیکھا اور مطالعہ کیا کتاب انوار آفتاب صداقت کو۔ اور وہ ایسی کتاب ہے۔ جس کا دوسرا سرمہ زمانہ کی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ مولانا مکرم حادی فروع و اصول حاجی قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی کی تصنیف ہے۔ نظر عمیق سے دیکھا۔ پس میں نے دیکھا اس کو بھری ہوئی ہے۔ آیات بینات اور احادیث مبارک سے گمراہ اور مبتدع فرقوں کے اقوال کے رد میں جو وہابیہ دیوبندیہ ہیں۔ یہ جھوٹ موٹ اپنے آپ کو حنفی مذہب کے اتباع والے بتاتے ہیں۔ پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس

کتاب کو قبولیت سے لیں۔ اور قیامت کے دن کی جزاء کی امید رکھیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو جزاء دے اور اچھی جزاء دے۔ اور ہمیں اور ان کو اس چیز کی توفیق دے جس سے وہ محبت رکھے اور راضی ہو۔ اور نہیں مجھ پر مگر پہنچانا۔ میں ہوں عبد فقیر سید محمد ابن سید غیاث الدین مفتی واعظ شاہ آبادی کشمیر معروف سید میر جی شاہ غنی عنہ۔

(۲۷) تقریظ حضرت مولانا الصوفی سید میر عطاء اللہ شاہ بخاری

سجادہ نشین قصبہ کریزی شریف کشمیر (نزہیل بمقام راولپنڈی پنجاب صدر)

بسم اللہ ومن یتوکل علی اللہ۔ نحمدہ ونصلی علی سید المرسلین مفخر الاولین والآخرین
و عالم الاسرار خفی من رب العلین قد نظرت فی الكتاب انوار افتاب صداقت الكل
صحيح صريح لا ريب فيه. جزاه الله البصيف احسن الجزاء فی الدارين. حرره السيد مير
عطاء الله شاه بخاري نسباً حنفی مذهباً قادری نقشبندی مشر البتوطن فی القصبه الكریزی
شریف کشمیر سجاده نشین عفی عنہ۔

تقریظ علماء کرام ضلع ہزارہ

(۲۸) تقریظ حضرت مولانا الفاضل مولوی محمد فیروز الدین صاحب مدظلہ قاضی القضاات

درویش تحصیل ہری پور ضلع ہزارہ

الحمد لله الذي تعالى ذاته عن سيات النقص خصوصاً عن الكذب والعجز والنسيان وشبه
قدرته لكل ما هو صالح له هو نوع الامكان والصلوة والسلام على جميع الانبياء خصوصاً
على من هو مختص بعلم ما يكون وما كان ومنزه ذاته عما ينسب اليه الجهلة مبالاً يليق
بعظمة و الشان وعلى اله واصحابه و علماء امته الذين ناظر در الجهال باللسان والسنان
والفرقان. اما بعد فقد رأيت هذا الكتاب النفيس فيه هداية لكل شريف وحسيس والخيثة
كيف لا وقد ضعة امام الناظرين مرجع الهداية واليقين مركز زائرة تحقيق منطق كره
قدقيق صاحب التصانيف الكثيرة ناصر السنة قامع البدعة حافظ اهل الاسلام عن ضلالات
القادياني والبرزائيه مولانا وبالفصل والكمال اولينا المولى الصدر القاضي محمد فضل احمد
الصاحب جزاه الله تبارك وتعالى عنى وعن سائر اهل الاسلام خير الجزاء صلى الله تعالى
خير خلقه رسول الثقلين وعلى اله واصحابه اجمعين. حرره السكين محمد فيروز الدين عفى عنہ
(درویش ضلع ہزارہ)

(۲۹) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد فضل حق خلف الصدق حضرت مولانا قاضی القضاات

مولوی فیض عالم علیہ الرحمۃ درویش ضلع ہزارہ ابقاہ اللہ تعالیٰ

بسم الله الرحمن الرحيم . الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا ما بذلنا من سبل الهدى والصلوة والسلام على سيد الانبياء
الذي فاق على جميع الخلائق وعلى . اما بعد كتاب مزين بالسنة والفرقان المسمى به انوار آفتاب صداقت ميري نظر
سے گزری۔ تردید عقائد و بابیہ اسماعیلیہ میں بے نظیر پائی۔ اللہ جل شانہ، تبارک وتعالیٰ مصنف دام فیضہ کو اجر دارین عنایت
فرمائے اور آئندہ بھی ہدایت خلق اللہ کے لیے ان کو توفیق عنایت فرمائے۔ حرره العبد محمد فضل حق ابن مولانا الصدر المعظم قاضی
القضاات ہزاروی مولانا مولوی حاجی محمد فیض عالم صاحب مرحوم درویش ضلع ہزارہ۔

(۳۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب حیدر آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بندۂ ناچیز بھی جناب قاضی صاحب مصنف کتاب انوار آفتاب صداقت پیاری لاجواب واسطی اہلسنت والجماعت کے لیے جواہر لاجواب تصنیف فرمائی ہے۔ تصدیق کرتا ہوں خداوند عالم جناب مصنف صاحب کے فیض کو علی العموم برادران اہل اسلام کو مستفید کرے آمین۔ حررہ خادم نقشبندی شیخ محمد عبداللہ حیدر آبادی عفی اللہ عنہ اندرون دروازہ قاضی پورہ کمن گراں عقب مسجد۔

(۳۱) تقریظ حضرت مولانا وبالعلم والفضل اولینا صوفی صافی سلطان اولیاء

مولوی مفتی غلام محمد صاحب سہروردی شہبائی بہالی نواں شہری ضلع جالندھر

الحمد لله الحنان البنان ذي الفضل والاحسان والامتنان مبين البيان ملهم البان والجنان وراز اهل الخير والطفیان جاعل الزمان والمكان باسط الارض بالاركان فاطر السباء باشد البنیان ونحده على القلب واللسان ونشكره في كل حال وزمان ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له شهادة فاضلة بين اهل الجنة والنيران واسيلة موصلة الى لقاء الرحمن ونشهد ان سيدنا محمد عبده ورسوله ويشفع لاصحاب الحرم والعصيان ومقبولة الشفاعة عند سبحان صلى الله عليه واله وسلم. فاما بعد فانه طالعت هذا الكتاب يعني انوار آفتاب مصنفه العالم المحقق والصوفي المبدن البسني فضل احمد المقلب القاضي بعهدہ كورہ انسپكتر في الحال پشنر ساكن لدھیانہ فجزاه الله جزاء كاملاً وفضلاً شاملاً فوجدت على الردالفرقة الوهابية الديوبندية التي لطعنونه على المجتهد من المؤمنين المتصدين رحمهم الله كالامام جلال الدين سيوطي وعلامه طغريلت حنفي ودمشقي وزبدة القراء علامه شمس الدين جوذي مصنف حصن حصين امام محي الدين نووي شارح شرح مسلم و شيخ علامه ابو شامه و امام المحدثين شيخ ابن حجر و علامه ناصر الدين و شيخ ملا علي قادري و شهاب الدين قسطلاني وما هو ملت ابو سعيد بوراني و معدن العلم شيخ بوراني و علي مصنف سيرت حلبی و صاحب سيرت شامی و امام ابو الخير سخاوی و ناظم گوهر امام برزنجی و حضرت ابو ذرعه عراقی و شيخ ابوبكر و شيخ ابو الحسن ابن فضل و

شيخ صالح جبال همداني و علامه احمد بن محمد مدني و شيخ علامه عرب مزوري وصاحب لجمع البحار (وحافظ شمس الدين ابن جو دمشقي و شيخ عبداللہ فاضل انصاري و ابو جعفر مسبي نصير الدين و فاضل نصير الدين و حافظ عباد الدين ابن كثير و شيخ جبال الدين مبرك و شيخ ابو طيب علامه صدر الدين شافعي و علامه محمد رفاعي و مفسر افندي اسبغيل و زين الدين سيد مرشد هبايون بادشاه و شيخ عبدالحق محدث دهلوی و حضرت شاه ولي الله محدث دهلوی مع جاهم رحمهم الله تعالى و قول الخصيم في ما خصم فولا سوا وجه الافتاء والتعبيل على عمل المول رسول الله صلى الله عليه و هكذا في مسائل اخرى

فقط الرام الا ثم المحقق الى الله الصمد

فقير غلام محمد حنفي سہروردی شہابی بھائی نواں شہری ضلع جالندھر

(۳۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی ابوالفرید خوشی محمد صاحب حنفی نقشبندی

امام وخطیب جامع مسجد چھاؤنی جالندھر

بسم الله الرحمن الرحيم۔ میں نے اس کتاب انوار آفتاب صداقت لاجواب کو ملاحظہ کیا ہے شک اسم باسمی پایا۔ اگرچہ علمای ذوی الکرام کی تقاریظ کافی سے زیادہ ہو چکی ہیں۔ اور ان کی نظروں میں یہ کتاب مقبول ہو چکی ہے۔ فقیر اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ زمرہ علماء کرام بحیثیت ایک مقرر کے شمار کروں۔ لیکن بحسن ظن مصنف موصوف اپنے ناقص خیالات کا اظہار کرتا ہوں کہ فاضل مصنف نے اس کتاب میں جن مسائل پر تحقیق فرمائی ہے دراصل یہی وہ دقیق اور خفیہ مسائل ہیں کہ جن کے اختلاف پر فرقہ دیوبندیہ وغیرہ دیوبندیہ کا امتیاز عوام پر تو درکنار خواص پر بھی مشکل تھا۔ چنانچہ فقیر بھی زمانہ طالب علمی میں ایک مدت تک انہی مسائل کی ناواقفی کی وجہ سے اس فرقہ کے ساتھ حسن ظن رہا تھا۔ لیکن مدرسہ دیوبند کے چند ایک طلباء کے لیے ادیانہ گفتگو سے ان کے حالات باطنہ کی واقفی ہوئی۔ اور ان کے اکابرین کی تصنیفات کا مطالعہ کرنے سے اس فرقہ کے عقائد باطلہ کی اچھی طرح قلعی کھل گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے راہ راست دکھائی۔ الحمد للہ علی منتہ مدت سے یہ خیال بھی تھا کہ کوئی صاحب ان مسائل پر تحقیقانہ تفصیل کے ساتھ بحث کریں اور اس کو تحریر میں لائیں۔ تاکہ عوام امت بھی ان کے پنچہ ضلالت سے نجات پائیں۔ سو الحمد للہ کہ یہ کام ازل میں مکرم جناب قاضی صاحب موصوف کے نام تحریر ہو چکا تھا۔ اس لیے قاضی صاحب نے نہایت عرق ریزی سے ان مسائل کو بدلائل عقل و نقل مکافہ ثابت کر دکھلایا۔ اور فرقہ دیوبندیہ و ہابیہ کی برسوں کی خفیہ خباثت کو ایسا ظاہر کیا کہ مزید برآں ممکن ہی نہیں۔ جزاہ اللہ خیر الجزا فی الدارین۔ آمین۔

(۳۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی مفتی سید محمد حنیف صاحب حنفی چشتی

سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ امانت علی قدس سرہ نکودر ضلع جالندھر

بسم الله الرحمن الرحيم. نحمده ونصلی علی رسولہ الکریم

انوار آفتاب صداقت ہوئی طلوع

اب مردنی سی چہرہ دشمن پہ چھا گئی

کہتے ہیں اہل حق یہ مخالف کو دیکھ کر

اے نجدیان ہند قیامت ہے آگئی

یہ کتاب جو انوار آفتاب صداقت کے نام سے ظلمت کدہ عالم پر آفتاب بن کر ضوئہ الگن ہونے کو ہے اور جس کے مضامین کی بلند

پردازی مصنف کے زور تخیل کی رہن منت ہے اس قابل ہے کہ اس کو اختلافی مسائل میں حکم دے کر عمل پیرا ہوں۔ اس نیاز مند

نے مختلف مقامات سے اس کو دیکھا اور موافق عقائد و عمل اہل حق پایا۔ یہ اس کا مخصوص فضل ہے۔ جس نے عالی جناب قاضی

صاحب کو اس سعادت عظمیٰ کے لیے منتخب فرمایا

فضل احمد نے لکھی فضل محمد سے کتاب

کیسے باریک مضامین ہیں اللہ اللہ۔

حررہ فقیر سید محمد حنیف چشتی

سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ امانت علی قدس سرہ خطیب جامع مسجد مفتی نکودر

۱۱۲ اگست ۱۹۲۰ء

تقریظ علماء کرام ہندوستان

(۳۴) تقریظ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رفیع الدرجت مجدد مآتہ حاضرہ موید ملت طاہرہ

حضور پر نور حافظ قاری حاجی مولانا وبالعلم والفضل مولانا مولوی قاری شاہ احمد رضا خاں

صاحب بریلوی قادری مدظلہ

بسم الله الرحمن الرحيم. الحمد لله الذي فضل احمد على العالمين جميعاً و اقامه يوم

القيمة للمذنبين شفيحاً و بعثه رحمةً للعالمين فكان فضل احمد ملاذ اللاندين و معاذ

اللاندين في الدنيا و يوم الدين فمن لاقيه فقد لا ذنب لا ذكرير و من عاذبه فقد عاذ به عاذ

عظيم و من جادعنه فقد باد و حاد لي نار جهنم و بنس البهاد و صلى الله تعالى وسلم على

هذا الحبيب المصطفى و الشفيع الرفيع المرتجى و على اله و صحبه وابنه و حزيه دائماً ايد

لابدين و سرمد ادهر الداهرين و نلعن الكفرة التبايية خصوصاً النجدية الوهابية لاسيما

الشيطنانية الكذبية فاتهم بعدالهم و سحقا اعداء الله و رسولہ حقاً بلأفئهم يسبون الله

والرسول تهولون في انفسهم لولا يعذبنا الله بها نقول حسبهم جهنم. يصلونها فبس

المصير لا يعجزون الله هرباً والله بها يصلون بصير. فقير غفر له المولى تقدير نے مولانا المكرم ذی

اللفظ والكرم حامی سنت ماحی بدعت راشدا رشدمولوی قاضی فضل احمد ایدہ الله بفضل احمد صلى الله

تعالى عليه وآله وسلم و كرم و مجد کی یہ کتاب انوار آفتاب صداقت خود مصنف کی زبان سے

بالاستیعاب سنی ان کے ثبات علی یقین۔ و صلابت فی الدین و اعانت مہتدین و ابانت مفسدین پر حمد الہی بجالایا۔

ولله الحمد فی الاولی والاخرہ هو اهل التقوی و اهل المغفرة جعل الله سعیه مشكوراً و ذبیہ

مغفوراً وعدده فی الدین مقهوراً و لقی السنة نصره و سروراً رزقهم فی الدارین فضلاً و نوراً

جعل الوهابیة قوماً بودا و جعل مکاندهم هباءً منثوراً یہ کتاب اکثر مسائل متنازع فیہا کی جامع اور

اصول و فروع و ہابیت کی جامع ہے کانه علی الوهابیة سقر لا تبقي ولا تذر جمع فارعی و استقصی فیما

ابقی من غث ولا سمیم ولا رخب طولانییم۔ انصاف خیر الاوصاف ہے۔ اگر وہ پیش نظر ہو تو راہ صاف ت۔

مردود پر سورد کیئے جائیں۔ اور ایک ہی لا جواب ہے۔ تو اسی قدر کافی اعتراض مطرود کے سوجواب دیئے جائیں۔ اور ایک ہی قاطع ہو تو اتنا ہی وافی نہ کہ جہاں قواطع وافر لوامع متکاثر۔ اصح الکتاب بعد کتاب اللہ صحیح امام بخاری علیہ الرحمۃ الباری ہے۔ اس کے بھی شواہد و متابعات میں نہ التزام اصول نہ تراجم و تعلیقات میں مراعات شرط موصول تو سخت بے انصافی ہوگی۔ اگر کہیں کہیں سے کچھ زوائد بانوازل لے کر ان پر اٹھے سیدھے اعتراض کریں۔ اور اس کا نام جواب رکھیں۔ بلکہ کل کلام سے گلو کشا ہوں تو عہدہ برا ہوں وانی لہم ذلك واللہ لا یھدی الوھابیۃ الا الی طریق البھالک فقیر اپنے تمام اخوان اہلسنت اور بالخصوص برادران طریقت سے اس کتاب کی سفارش خیر کرتا ہے ومن یشفع شفاعۃ حسنۃ یکن لہ نصیب منها رزقنا اللہ شفاعۃ المصطفیٰ فی الاولی والاخریٰ یوم القضاء صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ ولالہ وصحبہ احمد رضا امین والحمد للہ رب العالمین۔ قالہ بفہ و امر برقبہ العبد الفقیر احمد رضا القادری البریلوی کان اللہ لہ وحقق اصلہ وصانہ عن شر کل غبی وغوی لا ربیع یقین من صفر البظفر سنۃ تسع وثلثین والہ وثلثایۃ ہجرۃ من بہ الظفر صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ ومن امتہ جیباً عفا وغفر امین۔ مہر مدرسہ اہلسنت وجماعت بریلی، مہر احمد رضا خاں قادری، مہر محمد رضا خاں قادری عرف محمد عبدالرحمن، مہر عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں، مہر مصطفیٰ رضا خاں قادری آل الرحمن محمد عرب ابو البرکات محمد الدین جیلانی، مہر محمد عبداللہ السنی الحنفی القادری الرضوی۔

(۳۵) تقریظ حضرت مولانا المکرم سید غلام قطب الدین صاحب چشتی نظامی پردیسی جی

برہمچاری ہندو سہوانی سرپرست حلقہ انجمن اشاعت الحق بریلوی

ہو الحق۔ میرے محترم بزرگ حضرت مولانا قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی جو نہ صرف سنی ہونے کا فخر رکھتے ہیں۔ بلکہ سنی گراور محی السنہ ہیں۔ آپ نے تمام دنیا کے سنیوں پر احسان عظیم بصورت کتاب انوار آفتاب صداقت فرمایا ہے۔ کتاب انوار آفتاب صداقت اپنی خوبیوں سے یقیناً ہر قلب کو منور اور درخشاں کرے گی مسلمانو سنیوں! دل کے ہاتھوں سے عقیدہ کے ہاتھوں اس کتاب کو تھا مودل میں عمل اور محبت سے رکھو۔ میں حقیر واعظ اس کتاب کی تعریف اور قدر کے موافق اپنے پاس الفاظ نہیں رکھتا۔ مگر مختصر عرض کرتا ہوں کہ بہت کتابوں اور بہت عالموں کے مسائل سب انوار آفتاب صداقت میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔ خادم دین سید المرسلین سید غلام قطب الدین چشتی نظامی سہیل ہندو سہوانی عرف پردیسی برہمچاری صدر حلقہ اشاعت الحق بریلی یکم ربیع الاول ۱۳۳۹ھ۔

تقریظ علمائے کرام ریاست رامپور افغاناں

(۳۶) تقریظ حضرت مولانا الفاضل ادیب کمال مولوی محمد ظہور الحسین العمری الفاروقی

النقشبندی المجتہد دی مقام رام پور

الحمد للہ الذی اقمع الا باطیل و اعوانہ و اذھق الخزعیل و انصارہ و ظہر الحق و ابھر برہانہ و ازھرہ بحیث لا یمن کتبانہ و اوضح مناسجہ و مناطہ و شدد اکانہ و رفع اعلام الدین و شید بنیانہ و نصر اھلہ و نور حزیہ و اعلیٰ نہائہ و قمع اعدائہ و نصلى و نسلم علی حبیبہ محمد ۵ الذی طھر دینہ فاھدم الباطل و استاطینہ اما بعد فقد اطلعت علی هذا الكتاب الذی الفہ الفاضل الفضل صدیقہا الا وحده لا سدا الاشد الارشد الحصى الخفی البولوی فضل احمد النقشبندی المجتہد متع اللہ المسلمین بطول بقائہ و صانہ فی حرزہ و وقائہ عن شر کل عی و غوی فاذا سفر دافع المکائد الفرق الباطلۃ الدنیہ و قامع المکائد اھل الحقائق و رؤسائہم النجدیۃ اللھم اجعلہ نافعا للمسلمین و قامعا لہا ابتداء فی الدین بحرمة حبیبہ سید المرسلین والہ وصحبہ الھادین للبتھدین امین یا رب العالمین۔ کتبہ الفقیر الی ربہ الغنی محمد ظہور الحسین العمری الفاروقی النقشبندی المجتہد الحنفی الرامپوری غاملہ اللہ سبحانہ بلطفہ الصوری و البعنوی فی السادس من شھر الربیع الاول سنۃ التاسع و الثلاثین بعد الثلاثائۃ والالف من الجھرۃ النبویۃ علی ماجھا الف الف تحیۃ۔

(۳۷) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد نور الحسین

خلف الرشید حضرت مولانا مولوی محمد ظہور الحسین فاروقی نقشبندی مجتہد دی رام پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ تعالیٰ عم نوالہ و صلوتہ مع صلاتہ علی مظهر الام جلالہ و جبالہ و علی الہ الشارحین لبقالہ و اصحابہ الحاملین لکمالہ اما بعد فقد اطلعت علی الرسالۃ الجلیلۃ والعجالۃ النافعة اللطیفۃ التی الفھا اسد السنۃ سد الفتنة العالم الفاضل الفھامہ البعی البولوی فضل احمد النقشبندی المجتہد فوجدتها لكشف مکائد اھل الحقائق جامعہ لبقالات البتدعین رامغو و العقائدھم الکا سدة الباطلۃ الرادعة قد ملات

الو طاب باطله وبالساطعه و الحج القاطعه فبا لجهد من الفهاد بالشان من صنفها و بالسعي من وصفها حيثام يالجبند فيها سعي فجزاه الله ثم خير الجزاء وتقبل جهده وشكر سعيه واحسن في الدارين رعيه امين يا رب العلين بحرمة من لا نبى بعده قاله بفيه و رقبه بقلبه العبد البفتقر الى رافة رب الناشئين محمد نور الحسين كان الله له في الدارين المورخ في السابع من شهر الربيع الاول ۱۳۳۹ من الهجرة المقدسته النبوية على صاحبها الف الف تحية۔

(۳۸) تقریظ حضرت مولانا المکرم والمعظم فاضل بے بدل مولوی معوان حسین خفی

نقشبندی مجددی مہتمم مدرسہ ارشاد العلوم ریاست رام پور محلہ چاہ شور

الحمد لله الذي اغرا الانسان وجعله اشرف المخلوقات بالعلم والبيان وارسل رسوله سيد الانس والجان والهداية وتبيان ورفع له الدرجات واعلى المكارص لولت الله عليه وعلى اله وصحبه هم نجوا لا هتداء والايقان اما بعد میں نے انوار آفتاب صداقت کو اکثر جگہ سے دیکھا۔ جناب محترم مولانا قاضی فضل احمد نے حق تالیف ادا فرمایا ہے۔ اور وہابیہ نجدیہ کے عقائد کی خباثت ظاہر کرتے ہوئے موافق مذہب حق اہل السنۃ والجماعۃ جواب لاجواب دیا ہے۔ فاللہ ردة المؤلف وجعل سعياً مشكوراً حضرات اہلسنت ایسی ہستیوں پر جس قدر فخر کریں بجائے و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین معوان حسین مجددی مہتمم مدرسہ ارشاد العلوم واقع ریاست رام پور محلہ چاہ شور بقلم خود۔ (مہر معوان حسین حاجی دین محمد مصطفیٰ ۱۹۲۰ء۔)

(۳۹) تقریظ حضرت مولانا المحترم مولوی محمد رشید الرحمن نقشبندی مجددی و مدرسہ ارشاد العلوم

الجبند لله نحمدہ ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعبالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل الله فلا هادي له وشهد ان لا اله الا الله وشهد ان محمداً عبده ورسوله البصطفى وامينه المجتبي شمس الضحى بدر الدجى صدر العلى كهف الورى سراج بلاد الله خير عباد الله محمد رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى اله واصحابه وسلم اما بعد! میں نے کتاب انوار آفتاب صداقت مؤلفہ جناب مولوی قاضی فضل احمد لدھیانوی کو اکثر جگہ سے مطالعہ کیا مؤلف موصوف نے مذہب حق اہلسنت والجماعت کو کافی و وافی طور پر ثابت کر کے عقائد فرق باطلہ مثل وہابیہ نجدیہ کے رد میں خوب ہی دندان شکن جواب دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مؤلف

موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور اس کتاب کو گم گشتگان راہ ہدایت کے لیے خضر راہ بنائے۔ آمین۔ وہو المقصود من هذا التالیف وللہ درالحجب۔ محمد رشید الرحمن مجددی مدرسہ ارشاد العلوم واقع محلہ چاہ شور۔ ریاست رام پور۔ مہر محمد رشید الرحمن مجددی ۱۹۲۰ء۔

(۴۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد شجاعت علی صاحب

مدرسہ ارشاد العلوم ریاست رام پور محلہ چاہ شور

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ کتاب انوار آفتاب صداقت کے بعض بعض مقامات دیکھے۔ مؤلف مصیب نے بجز اللہ تعالیٰ بکمال سنی خیالات و احیہ وہابیہ کی پوری پوری تردید فرما کر امر حق کا اثبات فرمایا ہے۔ خواندن کی حسن سعی قبول فرمائے۔ آمین۔ محمد شجاعت علی مدرسہ اول مدرسہ ارشاد العلوم واقع ریاست رام پور محلہ چاہ شور۔ مہر شجاعت علی۔

(۴۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی قاضی ابوالکمال محمد اشہد الدین صاحب سلطان البیاض

شہر مراد آباد

بسم الله الرحمن الرحيم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ الحمد لله کہ انوار آفتاب صداقت و حقانیت طلوع ہوا اور وہابیہ جنہوں نے دین سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آفتوں کی بارشیں کیں ظلم و ستم کی آندھیاں چلائیں اور دغا بازی کی گھٹائیں ڈالیں۔ ان کے مکرو فریب کی تاریکیوں کو اپنی شعاعوں سے دور فرمایا فالحمد لله علی ذلك الله تبارك و تعالیٰ اس کے مصنف حضرت مولانا قاضی فضل احمد صاحب کو اولیٰ و آخرت میں انہیں انوار کریم کی روشنی میں رکھے۔ آمین۔ المحترم بحبل اللہ المؤمنین ابوالکمال محمد اشہد الدین عفی عنہ العلین۔ مراد آبادی

تمہید و تمہید

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یکون فی اخر الزمان کذابون کذبون یا لو نکم من الاحادیث بما کم تسبعوا انتم ولا ابائکم ایاکم۔
آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے بڑے دھوکے باز جو تمہارے پاس وہ باتیں لائیں گے جو تم نے سنیں۔ اور تمہارے

باپ دادنے، بچوان سے دور کرو ان کو۔

وایاہم لا یصلونکم ولا یفتنونکم۔

تاکہ تم کو گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

انوار آفتاب صداقت

تمہید

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبی بعده

والله واصحابه اجمعين اما بعد!

عرض کرتا ہے خاکسار ذرۃ بے مقدار احقر العباد اللہ الصمد قاضی فضل احمد عفا اللہ تعالیٰ عنہ سنی خفی نقشبندی مجددی صادق
کورٹ انسپکٹر پولیس پنشنر لدھیانہ کو عرصہ تحمینا دو سال کا ہوا ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ لدھیانہ نے خاکسار کو بوجہ اس کے کہ مولود
شریف کی محفل کرتا اور اس میں حاضر ہوتا اور تعظیم میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر ولادت شریف کے وقت قیام کرتا
ہے۔ اور فاتحہ خوانی و ایصال ثواب موتی کو جائز رکھتا ہے۔ کافر اور مشرک کہنا شروع کیا۔ اس لیے میں نے ایک فہرست مختصر
عقائد وہابیہ اسمعیلیہ دیوبندیہ کی بہ تصدیق مولانا مولوی عبد المجید صاحب مفتی شہر لدھیانہ شائع کی جس کی نقل شامل ہے۔ اس
واسطے وہابیہ دیوبندیہ لدھیانہ آگ بگولہ اور جل کر کوئلے ہو گئے اور مرزا نیوں کے ساتھ مل کر ایک اشتہار چھاپا۔ جس میں گالیاں
دے کر توہین کی گئی۔ اس سے پہلے مرزا نیوں نے تین اشتہار میرے برخلاف شائع کیے جب دیکھا کہ یہ لوگ گالیاں دینے اور
توہین کرنے سے باز نہیں آتے۔ لاچار انصاف کے لیے نالاش دائر کر دی۔ جس کے دوران میں وہابیوں نے مرزا نیوں کی امداد
تبدل سے کی۔ اور نہایت دلی کوشش سے کسی نے ان کے کاغذات لکھنے میں مدد کی۔ کسی نے کتاب بحر الرائق بہم پہنچائی کسی نے

شرح مواقف مہیا کر دی۔ کسی نے ان کی عبارت غلط و لٹ بے محل نکال کر نشان کر دیے۔ کسی نے اپنے وعظوں میں مرزا نیوں کی
تقریفات کیں۔ کسی نے میرے خطوط کچھری میں پیش کیے۔ وہی وہابی جن کے بزرگوں نے اپنے فتوؤں میں لکھا تھا کہ مرزا اور
مرزائی مرتد ہیں۔ ان کے ساتھ میل ملاپ رکھنے والا بھی ویسا کافر و مرتد ہے۔ ان فتوؤں کی بھی پروا نہیں کی۔ خیر اس پر بھی
کفایت نہ ہوئی۔ تو ایک وہابی دیوبندی اپنے رشتہ دار قریبی کے نام سے ایک رسالہ ۴۴ صفحہ کا قاضی فضل احمد کے اشتہار کی
حقیقت کا انکشاف نام شائع کیا۔ درآںحالیکہ میں مقدمہ کی پیروی میں مصروف تھا۔ فہرست عقائد کا جواب دیتے ہوئے بڑی
تعلی کے ساتھ گالیاں دے کر اپنی تہذیب کو ظاہر کیا ہے۔ مگر زمانہ مقدمہ کو کچھری نے رہا کر دیا۔ چونکہ اس کے جواب لکھنے کو اس
لے دل نہیں چاہتا تھا۔ کہ بہتیری کتابیں ایسی موجود ہیں جن میں فرد افراد قریباً تمام مسائل کے جوابات ہو چکے ہیں۔ اس لیے
مفتی ساکن بستی علاقہ ریاست پٹیالہ کو جس کے نام سے رسالہ مذکورہ لدھیانہ میں چھاپا گیا۔ جواب لکھنے میں تعویق کی اور یہ بھی
خیال تھا کہ کچھری میں یہ سب جوابات آجائیں گے۔ لیکن عدالت نے میرا حق مکر رسالات کے جوابات دینے کا غصب کر کے
انکار کر دیا۔ اور جوابات کو نہیں لکھا۔ چونکہ ناواقفوں کو یہ خیال پیدا ہونے کی وجہ سے کہ اس کا جواب شاید نہ ہو سکتا ہو جیسے کہ کاتب
رسالہ نے تعلی کی ہے۔ اس لیے مناسب تصور کیا گیا کہ جواب رسالہ مذکورہ کا مختصر سا لکھ دیا جائے۔ اور وہ ایسا مسکت ہو کہ کافی
شانی سے بھی زیادہ ہو۔ لہذا خدا تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل و کرم سے جواب اس کا بطرز قولہ اور اقوال کے
تحریر کرتا ہوں۔ تاکہ ناظرین کو اصل رسالہ کے دیکھنے کی بھی ضرورت نہ رہے۔ امید ہے کہ خداوند کریم کسی وہابی کو بھی ہدایت
نصیب کرے۔ اور اپنے خالص سنی اہلسنت و جماعت بھائی کو تقویت ایمان و ایقان کا باعث ہو۔ واللہ المستعان۔ تنبیہ: نقل
فہرست عقائد وہابیہ اسمعیلیہ دیوبندیہ کی یہاں بحسنہ درج کی جاتی ہیں اس میں بعض عبارات کتب وہابیہ بلفظ نقل کی گئی ہیں۔
اور بعض ملخصاً بحوالہ صفحہ جات درج کی گئی ہیں۔ جو عبارات بلفظ ہیں۔ وہ یعنی عبارت درج کی گئی ہے اور جو ملخصاً ہے۔ وہ
خلاصہ عبارات کتب وہابیہ ہے۔ اس کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے تاکہ غلطی یا غلط فہمی سے یہ نہ کہا جائے کہ کتابوں محولہ میں عبارات
موجود نہیں جیسے کہ مؤلف رسالہ نے غلطی کھائی ہے۔

نقل فہرست عقائد وہابیہ اسمعیلیہ دیوبندیہ مخالف اہلسنت جماعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مختصر فہرست عقائد وہابیہ اسمعیلیہ دیوبندیہ مخالف اہل سنت و جماعت

ہم اپنے برادران دینی خالص سنی حنفی کے عقائد کی اصلاح کو اپنا فرض سمجھتے ہوئے اس بات کے اظہار کو لازمی اور ضروری خیال کر کے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ وہ اچھی طرح سمجھ لیں اور ہوش کریں کہ وہابیہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جنہوں نے علانیہ ہم سے جدائی اختیار کر لی اور اجماع امت سے علیحدہ ہو کر تقلید شخصی کا انکار کر دیا۔ ان سے ہم کو کچھ سروکار نہیں مگر دوسرے قسم کے وہابیہ۔ ان کا فتنہ نہایت عظیم ہے۔ اور ضرر رسیان۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ظاہر میں بڑے زور سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مقلد اور کچے حنفی ہیں۔ اور تقلید امام کو تمام اصول اور فروع میں واجب سمجھتے ہیں۔ مگر عقائد میں اکثر غیر مقلدوں سے بالکل متفق ہیں۔ اس لیے امامت ان کی ناجائز اور وہ قابل نفرت ہیں۔ مختصر فہرست ان کے عقائد کی حسب ذیل ہے۔ نقل کفر کفر نباشد:-

فہرست عقائد وہابیہ

حاشیہ: اس فہرست کی اشاعت اکتالیس ہزار (۲۱۰۰۰) کاپی حضرت مولوی منشی حاجی محمد لعل خاں صاحب قادری عوای نے کلکتہ میں زبان اردو اور بنگالی میں فرمائی۔ جس سے ذہابی لوگ جل کر کوئلے ہو گئے۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء امنہ

نمبر شمار مضمون عقیدہ وہابیہ

نام کتب

ومضف

وصفہ

کتاب

رسالہ

۱ خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ بلفظہ و ملخصاً

(الف) اگر راد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدر اسمعیلیہ نیست پس لاسلم بلفظہ رسالہ یک روزی بکروزی

(ب) امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف و عید آیا جائز مولوی محمد اسمعیل

ہے یا نہیں ان اللہ علی کل شیء قدیر کے خلاف ہے۔

دہلوی،

صفحہ ۱۲۵

۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیے۔ ملخصاً

۳ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چمارے بھی ذلیل ہیں۔ ملخصاً

۴ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔

۵ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنائے گا بلفظہ

۶ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی ہیں۔ مرکز مٹی ہو گئے۔ بلفظہ و ملخصاً

۷ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں۔ ملخصاً

۸ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب خدا تعالیٰ کا دیا ہوا ماننا بھی شرک ہے۔ ملخصاً

۹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے۔ ملخصاً

۱۰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے۔ ملخصاً

۱۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لیے کھڑا ہونا شرک ہے۔ ملخصاً

۱۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد یا رسول اللہ کہنا شرک ہے۔ ملخصاً

۱۳ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے۔ ملخصاً

۱۴ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ بلفظہ

۱۵ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ ملخصاً

۱۶ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علم غیب کی کیا خصوصیت ہے۔ ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ

جميع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔

۱۷ خدا سے ہم کو کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں۔ ع با خدا داریم کاروباً خلائق کار نیست۔

بلفظہ

۱۸ حق سبحانہ تعالیٰ کو جہت و مکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے۔ ملخصاً

۱۹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولود شریف کرنا اور قیام تعظیمی کے لیے کھڑا ہونا بدعت و شرک ہے مثل

کنہیا کے جنم کے ہے۔ ملخصاً

ختم ہوئی فہرست عقائد وہابیہ اسماعیلیہ دیوبندیہ کی

قولہ، ہمارے مطالبات کا جواب نہیں دے سکتے ہیں مگر ہر دولہا حبان کو واضح ہو کہ آپ کا یہ سکوت قابل رحم ہے۔ پھر مجھے ان کسٹم خیر امة اخراجت لی آیت اس پر مجبور کرتی ہے..... کہ آپ کو حق کی طرف بلاتا ہے الخ بلفظہ صفحہ ۸-۱۳

اقوال مولوی صاحب آپ کو معلوم ہے کہ میں اپنے مقدمہ میں مصروف تھا اور آپ کے بھائیوں نے مرزائیوں کو اپنی امداد سے مرہون کر رکھا تھا۔ اور خیال یہ تھا کہ سب جوابات پچھری میں لکھے جائیں گے۔ جو قانونی میرا حق تھا مگر افسوس عدالت نے حسب قانون وعدہ خود میرے جوابات کو نہ لکھا۔ اور بعد انفصال مقدمہ میں سخت بیمار ہو گیا۔ جس پر آپ لوگ اور مرزائی میرے مرنے کے آرزو مند تھے لیکن خداوند کریم نے مجھے صحت بخش کر آپ لوگوں اور تمام مرزائیوں کو سخت نادم کر کے ہمیشہ کے لیے انفلونزا قائم کر دیا۔ آپ کا جواب دینا بھی میرے لیے فرض نہیں تھا کہ آپ کے حکم کی تعمیل فوری کرتا لیکن جب کہ آپ نے یہ رسالہ جوابات خلاف اہل سنت و جماعت لکھ کر تعلیٰ کی ہے تو اب ٹھنڈے دل سے جوابات مدلل و مبرہن سینے۔ اور غور کیجئے۔ اگر خدا توفیق دے تو اپنے حق کو ناحق سمجھ کر حق کو اور صراطِ مستقیم کو قبول کیجئے۔ اور واقعی حق وہی ہے۔ جس پر میں اور جمہور علماء متقدمین اور متاخرین چلے آتے ہیں۔ مولانا عبد الحمید صاحب مفتی شہر کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں ہے خود آپ کی خاطر کے لیے تیار ہوں۔ آپ نے آیت ان کنتم خیر امة الا یہ کو لکھ کر اپنی قرآن دانی کو ختم کر دیا ہے۔ کیونکہ جس کو آپ نے قرآن شریف کی آیت لکھا وہ قرآن شریف میں جو مسلمانوں کے پاس ہے درج نہیں ہے۔ شاید وہابیوں کے قرآن میں ہو۔ اگر آیت شریف کے معنی بھی آپ کو آتے تب بھی اس کو آیت شریف بیان نہ کرتے۔ اور اگر اس کو بقول آپ کے آیت سمجھا جائے اور معنی بھی صحیح سمجھے جائیں۔ تو واقعی یہ آیت گروہ دیوبندیہ کی نسبت صحیح ہے۔ اس لیے کہ لفظ ان شرطیہ اس کے ساتھ لگایا گیا ہے۔ اور اس پر زیادہ افسوس آپ کی قرآن دانی کا یہ ہے کہ آیت لکھ کر اس کے آگے الخ لگا دی ہے۔ آپ کو یہ بھی پتا نہیں کہ آیت شریف پوری نہ لکھی جائے تو علامت الایہ لکھی جایا کرتی ہے۔

باب اول

عقیدہ نمبر اوہابیہ دیوبندیہ وغیرہ مقلدین

خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے

قولہ، توضیح مطالبہ نمبر ۱۔ بر عقیدہ نمبر ۱۔ مندرجہ اشتہار مشہورہ منجانب قاضی فضل احمد بہ تصدیق مفتی عبد الحمید۔ آپ نے اپنے اشتہار میں وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱ لکھا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے جھوٹ بولنے کو ممکن کہتے ہیں۔ جس کے ثابت کرنے کے آپ نے یکروزی اور تقویۃ الایمان و براہین قاطعہ کی عبارات مصنفوں کا مطلب خط کر کے لکھی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ ہر دو صاحبان نے ان عبارات کا اصل مطلب نہیں سمجھا۔ صفحہ ۹، سطر ۱، بلفظہ۔

اقول: مولوی صاحب! آپ کا خیال محض غلط بلکہ اغلط ہے۔ رسالہ یکروزی فارسی کچھ الفاظ عربی زبان میں ہے۔ اور باقی دونوں کتابیں اردو زبان میں ہیں۔ نہ تو وہ ترکی اور لاطینی، عبرانی و یونانی ہیں۔ جن کی عبارات کا سمجھا جانا مشکل ہو۔ اور ہم کو یقین ہے کہ فارسی اور عربی اور بالخصوص اردو عبارت کا سمجھنا ہمارے لیے آپ سے زیادہ تر آسان ہے۔ اور اصل مطلب شاعر اگر اور بظن ہے تو نہ تو آپ سمجھیں گے اور نہ کوئی دوسرا سمجھے گا تو کاگ بھا کھا لکھنے کا کیا فائدہ۔ لکھنا اور بولنا دوسرے کے سمجھانے کے لیے ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو فعل عبث ہے۔ یا یہ ہوگا کہ ان کتابوں کو وہابی ہی سمجھیں۔ اور سنی نہ سمجھیں۔ یہ عجیب ہے اور یہ جو آپ نے لکھا ہے ”کہ مطلب خط کر کے لکھا ہے“ یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ آپ نے کسی عبارت خط شدہ کا حوالہ نہیں دیا کہ فلاں عبارت حذف کی گئی یا فلاں عبارت کا مطلب خط کیا گیا ہے۔ جب کہ عبارات کو میں نے پورے طور پر لکھ دیا۔ قولہ، مصنفین کتب محمولہ بالا کا مطلب اس جگہ جہاں ان کی کتب میں عبارات لکھی ہیں۔ مسئلہ خلف وعید کو ثابت کرنے کا ہے جس کی بحث کے ضمن میں امکان کذب باری تعالیٰ کی بھی بحث آ جاتی ہے۔ بلفظہ صفحہ ۹، سطر ۷۔

اقول: مولوی صاحب! آپ نے بہت معقول فرمایا کہ مصنفین کا مطلب خلف وعید کو ثابت کرنا ہے اور اسی میں امکان کذب باری تعالیٰ کی بھی بحث آ جاتی ہے تو خلف وعید اور کذب اللہ تعالیٰ ایک ہی بات ہے۔ گویا آپ کو اقبال ہے تو بحث کی ضرورت نہیں۔ اچھا فرمائیے خلف وعید کے کیا معنی ہیں۔ یہی کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ اور وعید کے خلاف کرتا ہے۔ دوسرے معنوں میں جھوٹ بولتا ہے۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف کرتا ہے تو صاف ہے کہ جھوٹ بولتا ہے۔ اور یہ ہی کذب باری تعالیٰ ہے۔ پس ثابت ہوا کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ صحیح ہے اور یہی مطلب ان کتب کا ہے۔ پھر آپ نے کیسے لکھ دیا کہ

”مطلب نہیں سمجھ“ ”مطلب کو خط کر کے لکھا ہے۔“ یہاں آپ کی سمجھ کا ہے تصور نکالا۔ قولہ سو واضح رہے کہ خلف وعید کے اہل سنت بڑے شہود سے قائل ہیں۔ کیونکہ وہ قادر مطلق ہے۔ جیسا کہ آیت ذیل سے ثابت ہوتا ہے۔ ان الله على كل شيء قدير۔ وکان الله على کل شیء مقتدر ۱۔ بلفظہ صفحہ ۹، سطر ۹

اقول: لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظيم۔ خوب! یہاں تو آپ نے کمال کر دیا۔ اور ایسا ہی جھوٹ آپ نے لکھ مارا۔ جیسے خداوند تعالیٰ صدق الصادقین کی نسبت کذب کا لگانا میں کہتا ہوں آپ کے دیوبندی بزرگ جن کے آپ حمایتی بنتے ہیں۔ وہ تو اس مسئلہ کو اختلافیہ اشعریہ لکھ رہے ہیں۔ مگر آپ نے ان سے بھی بڑھ کر ایسا کمال کیا ہے۔ جس کی داد پانے کے آپ مستحق ہیں۔ پہلے اس سے آپ کو اگر دستار فضیلت حاصل نہیں ہوئی ہے۔ تو اس کمال کے صلہ میں دودستاریں ملنی چاہئیں۔ دیکھیے مولوی رشید احمد مولوی خلیل احمد صاحبان آپ کے پیرومرشد اپنی براہین قاطعہ میں بول لکھتے ہیں۔ وہ ہولہذا۔

(۱) امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا۔ قدمائیں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے نہیں۔ بلفظہ صفحہ ۳، سطر ۱۵، براہین قاطعہ۔

(۲) امکان کذب تو خلاف وعید کی فرع ہے۔ جو قدمائیں مختلف فیہ ہو چکا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۳، سطر ۳، براہین قاطعہ۔
(۳) رد المحتار میں ہے هل يجوز الخلف في الوعيد فظاهر ما في المواقف والمقاصدات الاشاعرة قائلون بجواز لا سنده لا بعد نقصاً بل جوداً وكرماً۔ بلفظہ صفحہ ۳، سطر ۱۶، براہین قاطعہ۔ کہیے کون سے اہل سنت بڑی شہود سے خلف وعید کے قائل ہیں۔ اگرچہ بعض اشعریہ اس کے قائل ہیں۔ لیکن محققین اشاعریہ جو کثرت سے ہیں۔ اس کے قائل نہیں ہیں۔ اور ماتریدیہ تو کھلم قائل نہیں۔ حالانکہ آپ بھی ماتریدیہ میں قدم رکھتے ہیں۔ اور بعض اشاعریہ کی سند کو پیش کرتے ہیں۔ آفرین ہے۔

عجیب التعجب اور طرہ اور طرفہ مولوی رشید احمد اور مولوی خلیل احمد کی دیانت کا یہ ہے جو انہوں نے کتاب رد المحتار کے نقل کرنے میں فرمایا ہے اور اس مثل کو انہوں نے حق الیقین کے درجہ پر ثابت کر دیا ہے۔ کہ کسی شخص نے ایک وہابی مولوی سے کہا، آپ ہم کو نماز پڑھنے کی بابت تاکید کیا کرتے ہیں۔ اور نہ پڑھنے والوں پر کفر کا فتویٰ لگایا کرتے ہیں۔ لیکن قرآن میں تو نماز پڑھنے کا حکم ہی نہیں۔ بلکہ اس کی ممانعت آئی ہے۔ مولوی صاحب نے پوچھا کہ وہ کون سی آیت ہے تو اس شخص خود غرض نے کہا کہ قرآن شریف میں صاف آیا ہے کہ لا تقربوا الصلوة کہ تم نماز کے پاس بھی مت جاؤ۔ مولوی صاحب نے فرمایا: اومیاں آگے اس کے و انتسم سکارمی۔ بھی تو پڑھ تو اس نے جواب دیا کہ ہم تو وہ حکم پیش کریں گے جو ہمارے لیے مفید ہو۔ باقی سے ہم کو کیا غرض۔ اور یہ بھی کہ سارے قرآن پر تو آپ نے پھر عمل نہ کیا ہوگا۔ اتنی۔ اس مثال کو یاد رکھ کر سنئے کہ آپ کے مرشدان عالی نے کیا دیانت فرمائی ہے اور رد المحتار کی عبارت کو کس خیانت سے متروک کیا ہے۔ اصل عبارت یوں ہے:

هل يجوز الخلف الوعيد فظاهر ما في المواقف والمقاصد ان الاشاعرة قائلون بجواز لا نه

لا بعد نقصابل جوداً وكرماً۔ وصرح التفتازاني وغيره بان المحققين على عدم جوازه وصرح النسفي بانه الصحيح لا استحالة عليه تعالى لقوله وقد قدمت عليكم بالوعيد ما يبذل القول لدي وقوله، تعالى۔

ولن يخلف الله وعده ای وعیدہ (بلفظہ صفحہ ۳۵، سطر ۱۲) دیکھیے۔ اس عبارت متممہ سے یہ ثابت ہے کہ اشاعریہ بھی جو محققین ہیں۔ خلف وعید کو ناجائز قرار دے رہے ہیں۔ اور اس کو اللہ تعالیٰ پر محال فرما رہے ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ غیر محقق اشاعریہ اس کے قائل ہوئے ہیں۔ جو محققین کے سامنے ان کی کوئی وقعت نہیں۔ مگر افسوس ہے کہ آپ کے مرشدان بادیانت پر کہ انہوں نے اس عبارت کو جو ”صرح التفتازانی“ سے شروع ہوتی ہے آخر تک تین سطروں کو اپنا مخالف جان کر تحریف کر کے خیانتاً حذف کر دیا۔ اور لا تقربوا الصلوة کی مثال کو ہاتھوں پر سرسوں کی طرح اگا دیا۔ جب ان کی دیانت یہاں تک ہے۔ تو ان کی امانت وصیانت کی حضانت آپ کو مبارک ہو۔ اہلسنت وجماعت خالص سنی خفی ان کی ایک بات پر بھی اعتبار نہیں رکھتے اور نہ رکھیں گے۔ یہ بھی یاد رہے کہ محققین اشاعریہ میں سے علامہ تفتازانی اور دیگر اشاعریہ علامہ نسفی رحمہم اللہ تعالیٰ و دیگر اکابر وہ کیسے آپ کے خلف وعید کی جزاکاٹ رہے ہیں۔ اور آیات قرآنیہ سے اس کا استحالة اللہ تعالیٰ پر قرار دے رہے ہیں۔ اس کے سوا ایک اور خیانت مولوی خلیل احمد صاحب کی لکھتا ہوں۔ وہ ہولہذا۔ اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ بلفظہ براہین قاطعہ۔ صفحہ ۵۱، سطر ۷۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب ”مدارج النبوت“ میں اس طرح لکھتے ہیں۔ وہ ہولہذا۔ اس جگہ اشکال لاتے ہیں کہ بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نہیں جانتا جو کچھ دیوار کے پیچھے ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ اس بات کی کچھ اصل نہیں اور روایت اوپر اس کے صحیح نہیں ہوئی۔ بلفظہ ترجمہ مدارج النبوة جلد اول، صفحہ ۱۲، سطر ۸۔ یہاں بھی وہی مثل لا تقربوا الصلوة کی ثابت ہے۔ العیاذ باللہ آپ کا یہ کہنا کہ اہل سنت بڑی شہود سے خلف وعید کے قائل ہیں۔ بالکل لغو ثابت ہوا۔ ہاں آپ جیسے وضعی اور مصنوعی مفتی اہل سنت ضرور بڑی شہود سے قائل ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ اہلسنت وجماعت کا حزب یا گروہ وہی ہے جو ماتریدیہ اور اشعریہ ہے اور وہ وہی ہیں۔ جو مقلدین مجتہدین آئمہ اربعہ امام اعظم رضی اللہ عنہ اور امام مالک اور امام شافعی اور امام حنبل رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔ جو شخص ان کے خلاف ہے وہ اہل سنت سے خارج ہے۔ بعض اشاعریہ کے کلام سے خلف وعید کا جواز نکلتا ہے۔ اسے امکان کذب سے کوئی علاقہ نہیں خود اشاعریہ نے اس معنی کا ابطال کیا ہے سب حن السبوح عن عیب کذب مقبوح میں اس کی بحث کافی وافی ہے۔ پس اس سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ نہ تو اشاعریہ اور نہ ماتریدیہ اس خلف وعید یعنی کذب کے مجوز ہیں۔ بلکہ قرآنی آیات بخوبی اس کی سخت تردید کر رہی ہیں۔ اب کہیے آپ کن میں سے ہیں جو خود مجوز بنتے ہیں۔ اور لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں کہ اہلسنت وجماعت بڑی شہود سے اس کے قائل ہیں۔ حالانکہ آپ کے مرشدان بزرگ بھی چشم پوشی اور اعماض کر کے مسئلہ خلف وعید کو

قدما مختلف فیکھ رہے ہیں۔ آپ نے دو آیات شریفہ اس کے اثبات میں ان اللہ علی کل شیء قدیر اور کان اللہ علی شیء مقتدرًا تفقہ فی الدین کے خلاف تحریر کی ہیں۔ ان کا جواب سنئے ترجمہ آیات کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے یا ہر چیز پر قادر ہے۔

اب کہیے لفظ شی یا چیز میں ہر ایک چیز آگئی۔ یا کچھ باقی رہ گیا؟ اور یہ بھی کسی آیت قرآنی یا کسی تفسیر حقانی سے سوچ سمجھ کر کہیے کہ لفظ شی میں خدا تعالیٰ بھی داخل ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہے تو کیوں۔ اور اگر ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ایک دوسرے خدا کے پیدا کرنے پر قادر ہے۔ اس سے یہ بھی عقیدہ آپ کا معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ایک دوسرے خدا کے پیدا کرنے پر قادر ہے مگر افسوس اس پر آپ کی نظر نہیں۔ اور نہ آپ اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ اور نہ دے سکیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ لفظ شی میں خداوند تعالیٰ بھی داخل ہے۔ آپ چونکئیے اور گہرائی مت لیجئے قرآن شریف سے ثابت کرتا ہوں۔ کہ خداوند تعالیٰ بھی لفظ شی میں داخل ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قل ای شیء اکبر شهادة قل اللہ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے کون سی چیز یا شے شہادت میں سب سے بڑی ہے کہو اللہ۔ پس اللہ تعالیٰ بھی آپ کی آیات پیش کردہ میں داخل ہے۔ پس اس سے یہ بات لازم آئی کہ اللہ تعالیٰ دوسرا خدا پیدا کرنے پر قادر ہے پس یہ مسئلہ تمام کے مذاہب کے خلاف ہے۔ جس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ اور آپ کہتے ہیں کہ اس آیت کے نیچے ہے۔ خلف وعید اور کذب باری تعالیٰ اور اس سے یہ بھی لازم آیا کہ نعوذ باللہ خداوند کریم اپنی اولاد پیدا کرنے، زنا، چوری اور تمام برے افعال حتیٰ کہ شراب پینے، قمار بازی وغیرہ کرنے پر قادر ہے کیونکہ جب انسان ان تمام افعال قبیحہ کے کرنے پر قادر ہے۔ تو خدا کیوں قادر نہ ہو۔ اور اگر قادر نہ سمجھا جائے۔ تو ثابت ہوگا کہ انسانی قدرت رحمانی قدرت سے زیادہ ہے۔ ایسے ہی آپ کے امام الطائفہ بانی وہابیت و نجدیت اپنے رسالہ یک روزی میں لکھتے ہیں۔ وہواہذا مولانا فضل حق صاحب علیہ الرحمۃ کے جواب میں جو انہوں نے اس طرح لکھا تھا لکھتے ہیں: قوله ما هو الا تجویز الکذب علی اللہ تعالیٰ وهو محال لا نه نقص و النقص علی اللہ تعالیٰ محال۔ اقول اگر مراد از محال متنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الہیہ داخل نیست لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقتہ للواقع والفاء آں بر ملا نگہ و انبیاء خارج از قدرت الہیہ نیست، والا زم آید کہ قدرت انسانی از ید از قدرت ربانی باشد الخ صفحہ ۱۴۴-۱۴۵ یکروزی۔ کیوں؟ مولوی صاحب آپ کا ایمان اور اعتقاد یہی ہے آپ کو مبارک ہو۔ لیکن ہمارا۔ اور تمام اہلسنت و جماعت کا اعتقاد اور ایمان آپ کی پیش کردہ آیت پر اس طرح ہے

(۱) تفسیر جالین میں اس آیت کی تفسیروں فرمائی ہے ان اللہ (کان) علی کل شیء (شاء) قدیر یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس کو کرنا چاہئے اور جس کو کرنا نہ چاہئے اس میں سے جو محال ہے۔ اس پر قادر نہیں۔

(۲) تفسیر بیضاوی شریف جلد اول، صفحہ ۲۸، سطر ۲۵۔ قولہ، تعالیٰ ان اللہ علی کل شیء قدیر کا تصریح بہ و تفسیر بہ والشی یختص بالوجود لانه فی الاصل مصدر شاء تارة وح یتناول البادی تعالیٰ کما قال اللہ

قل ای شیء اکبر شهادة قل اللہ بمعنی مشی آخری، اے مشی وجودہ وما شاء اللہ وجودہ وهو موجود فی الجملة وعلیہ قوله ان اللہ علی کل شیء قدیر۔ واللہ خالق کل شیء قدیر فیہا علی عمومہما بلا مثنویۃ یعنی خلاصۃ اس آیت شریف کی تصریح میں یہ بات ہے شی کا لفظ چیز کی موجودگی پر خاص ہے۔ کیونکہ یہ لفظ دراصل مصدر ہے بمعنی شاء یعنی اسم فاعل کے معنی چاہنے والا ارادہ کرنے والا فاعل ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کون سی شے سب سے بڑی ہے شہادت میں۔ پھر خود ہی فرماتا ہے کہ اے میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اور کبھی بمعنی مشی کہ اسم مفعول کے یعنی جس کا وجود اللہ تعالیٰ نے چاہا اور جو اسی وقت فی الواقع موجود ہے۔ اس پر قادر ہے۔ اور اس پر یہ آیت شریفہ ان اللہ علی کل شیء قدیر وارد ہے الخ

(۳) شرح فقہ اکبر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۵۱ سطر ۱۲ او قد قیل کل عام یختص قوله تعالیٰ واللہ علی کل شیء قدیر بما شاءہ والمحاصل ان کل شیء تعلقت بہ مشیۃ تعلقت قد دتہ الخ۔ یعنی اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہے اس پر قادر ہے۔ اور جس کو نہ چاہے اس پر نہیں۔ ہر ایک چیز کا تعلق اس کی مشیت پر ہے۔ اور لفظ کل عام ہے۔

(۴) شرح فقہ اکبر ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ صفحہ ۴۰ سطر اول۔ ثم اعلم ان لشی فی اصلہ مصدر قد تستعمل بمعنی المقعور کما قوله تعالیٰ واللہ علی کل شیء قدیر یعنی دراصل لفظ شی مصدر ہے۔ اور بصیغہ مفعول استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی ہر شی پر قادر ہے۔ یعنی چاہی ہوئی چیز پر الصبیغہ مفعول۔ یہ ہے اس آیت شریفہ کا مطلب۔ جو مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت نے فرمایا ہے۔ جس کو وہابیہ نہیں سمجھتے۔ قولہ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کیمیائے سعادت کے صفحہ ۴۱ پر ہے کہ ہر کہ صفات حق تعالیٰ بشناخت و جلال و بزرگی و توانائی و بے باکی او بدانت اگر ہمہ مخلوق عالم را ہلاک کند و جاوید بدوزخ دارد یک ذرہ دے کم نشود بلفظ صفحہ ۹ سطر ۱۲ اقول ان عبارات سے مفتی صاحب یہ مطلب نکالنا چاہتے ہیں کہ ان عبارات میں تمام انبیاء علیہم السلام بھی داخل ہیں۔ جن کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم لگاتے ہیں۔ جو بالکل غلط ہے۔

(۱) پہلی تحریر میں تو صرف گناہ کے معاف کرنے پر اللہ تعالیٰ کا قادر ہونا ثابت ہوتا ہے جو عین صحیح ہے کہ مومنوں مسلمانوں کے سب گناہ معاف کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ کیونکہ خود اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اور سچا وعدہ ہے۔ ایفا کرنے پر قادر ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک (سورۃ النساء) اور یغفر لکم ذنوبکم (سورہ صف) اور یغفر اللہ لکم وهو ارحم الراحمین (سورہ یوسف) اور ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً (سورۃ الزمر) ایسی بہت سی آیات موجود ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے گناہ معاف کرنے

کا وعدہ فرمایا ہے اس میں کون سا خلف وعید ہے۔ ذرا ہوش کیجیے۔ یہ عبارت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی میرے دعویٰ کی مؤید ہے۔ اور آپ کے مخالف ہے اپنے دعویٰ پر دلیل لانے میں سخت غلطی کھائی ہے۔ جو طفل مکتب نہ کرے۔ دوسری عبارت

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کیمیائے سعادت کے رکن چہارم کے تیسری فصل خوف ورجا کی حقیقت کے بیان میں ہے جو ہمہ مخلوق و عالم میں پیغمبران علیہم السلام ہیں۔ داخل نہیں ہیں۔ کیونکہ اس میں لفظ بڑا یا چھوٹا درج نہیں۔ اس عبارت کے عین اوپر ایک مثال حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ شیر کے خوف کی نقل فرماتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مملکت میں ایسا کرنے سے کچھ کمی واقع نہیں ہوتی اور اس جگہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص آل سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ذکر نہیں۔ ہاں! اگر جملہ یا فقرہ ”ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی“ درج ہوتا تو بے شک تمام انبیاء علیہم السلام اس میں داخل ہوتے۔ مگر ایسا نہیں ہے بلکہ اس عبارت کے بعد حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا استثناء یوں فرمادیا ہے کہ: یہ ڈرانبیاء علیہم السلام کو بھی ہوتا ہے۔ گو کہ وہ جانتے ہیں کہ ہم گناہ سے معصوم ہیں۔ اسی واسطے سلطان الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء نے فرمایا ہے کہ میں تم سب سے زیادہ خائف ہوں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یخشى الله من عباده العلماء۔ بلفظہ اکسیر ہدایت۔ ترجمہ کیمیائے سعادت صفحہ ۳۸۸ سطر ۲۳

(۲) فتوح الغیب مقالہ ہیز وہ شرح فارسی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لا تسکن الہی احمد من الخلق ولا تناس بہ (بلفظہ) شرح۔ آرا بگردیل کمن بسوئے بیچ کے از خلق والفت بگریخت کیے اما از دوستان خدا و مقربان دے داخل غیر نیتند و توجہ بایشان بایں حیثیت عین توجہ بحضرت حق است (رانتھی) یعنی خلق کے لفظ سے یہ بات نہیں سمجھنی چاہیے کہ اس میں دوستان خدا و مقربان درگاہ کبریا جل و علا انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام علیہم الرحمۃ بھی داخل ہیں۔ کیونکہ ان پر عین توجہ اللہ تعالیٰ مبذول ہے واقعی وہ لفظ مخلوق میں داخل نہیں۔ اب میں اصل عقیدہ حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مختصر لکھا جاتا ہے تاکہ آپ کو ان کے عقیدہ سے واقفیت ہو کر بے ربط اور بے جوڑ غیر متعلق عبارت کا پتا لگ جائے۔

مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ

جلد اول باب دوم عقائد میں

(الف) وہ سب چیز اس کے خدا تعالیٰ حکم اور تقدیر حکمت اور خواہش سے ہوتی ہے کہ جس چیز کو چاہا وہ ہوئی اور جس کو نہ چاہا وہ نہ ہوئی۔ بلفظہ جلد اول، صفحہ ۱۷۵ سطر ۱۶

(ب) یہ جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کلام کرنے والا ہے اور اپنے کلام ازلی قدیم سے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے امر و نہی اور وعدہ اور وعید فرماتا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۷۶ سطر ۹، جلد اول۔

(ج) یہ امور اس سے عدل کے طور پر ہی ہوتے ہیں۔ نہ برے ہوتے نہ ظلم اور اللہ تعالیٰ اپنے ایماندار بندوں کو طاعتوں پر اپنے کرم اور وعدہ کے بموجب ثواب عنایت فرماتا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۷۷ سطر ۸۔

(د) بلکہ رسولوں کو بھیجا اور ان کا بیج ظاہر معجزوں سے ثابت کیا۔ تو انہوں نے اس کے حکم اور نہی اور وعدہ اور وعید کو خلق میں

پہنچایا۔ اس لیے خلق پر رسولوں کو سچا جاننا۔ اور جو وہ احکام لائے ہیں ان کا ماننا واجب ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۷۷ سطر ۱۲۔
(ھ) خدا تعالیٰ کے حکم سے کافروں کے پاؤں اس پر (صراط) پھسلیں گے۔ اور دوزخ میں گر جائیں گے۔ اور ایمان والوں کے پاؤں اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اس میں جمیں گے۔ وہ دارالقرار کو پہنچا دیئے جائیں گے۔ بلفظہ صفحہ ۱۷۸ سطر ۱۲۔

(و) پس دوزخ میں کوئی ایمان دار ہمیشہ نہیں رہے گا۔ بلفظہ صفحہ ۱۷۹ سطر ۲۵۔

(ز) جو شخص ان امور پر یقین سے معتقد ہوگا وہ اہل حق اور سنت جماعت والوں میں ہوگا۔ اور گمراہی اور بدعت والوں کی جماعت سے علیحدہ رہے گا۔ بلفظہ صفحہ ۱۷۹ سطر ۱۱۔

دیکھیں یہ ہے مذہب امام رحمہ اللہ تعالیٰ کا اور میرا اور تمام اہلسنت و جماعت کا جو آپ کو نصیب نہیں۔ آپ نے اپنی ان عبارتوں کے سمجھنے میں سخت ٹھوکر کھائی اور خداوند تعالیٰ کا جھوٹ بولنا۔ اور خلف وعید کرنا بے سود نکلا۔ قولہ، حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مکتوبات کے صفحہ نمبر ۱۷ پر ہے۔ اگر ہمہ منکران علم و شیاطین جہاں رابا و زیت و اتباع ادنیٰ الملش بلعین رساند و تاج قدسی بر سر ہند ہنوز حق کرم اور گذارشود پھر اسی کتاب کے صفحہ ۹۶ پر ہے۔ اگر خواہد ہر کہ در روی زمین کافر و مشرکیست۔ در دریائے رحمت غرق کند۔ اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۹۷ پر ہے۔ اگر خواہد کہ در عالم نبی و ولی است ہمہ لا در سلسلہ قہر کشد و خالد اخلد ادر عذاب الیم بدارد۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۵۲ پر ہے۔ اے برادر کسی را کار ہا جبار قہارے افتادہ است۔ اگر بہشت را عین دوزخ گرداند دوزخ را عین بہشت الخ صفحہ ۹، سطر ۱۰۔ اقول: افسوس سے کہتا ہوں کہ آیت یا حدیث پیش کی ہوئی۔ جس سے ثابت ہوتا کہ واقعی خداوند تعالیٰ وعدہ خلائی کیا کرتا ہے۔ اور جھوٹ بولتا ہے۔ یا بولا کرتا ہے۔ کیا کسی ایک بزرگ سالک مجذوب کا قول پیش کرنے سے آپ کا چھٹکارا ہو سکتا ہے؟ اور ایسا قول کہ جس کی تاویل ہو سکتی ہو۔ اور بظاہر شریعت کے خلاف ہو۔ کیا آپ ایسے قول کو مفتی بہ یا علیہ الفتویٰ اور بظاہر روایت سمجھتے ہیں۔ آداب افتاء پڑھیے۔ ہاں! عبارات مندرجہ بالا درج کرنے کا مطلب آپ کا یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کے منکروں شیطانوں کو علیین میں داخل کرنے پر قادر ہے۔ اور تمام مشرکین کو دریائے رحمت میں غرق کر سکتا ہے اور وہ جبار و قہار ہے کہ دوزخ کو بہشت اور بہشت کو دوزخ بنادے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام کو دوزخ میں ڈال دے یا ڈال سکتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا پس اس سے اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ثابت ہوا۔ جس کے اہلسنت و جماعت قائل ہیں۔ یہ آپ کا افتراء علی اللہ ہے۔ (اس کا جواب بچند وجوہ ہے)۔

اول: شیخ علیہ الرحمۃ نے اپنی تحریر میں کوئی سند قرآن شریف یا حدیث شریف سے نہیں دی۔ جب کوئی سند نہیں ہے۔ تو کوئی بھی مسلمان آدمی اس کے ماننے کے لیے تیار نہیں۔ جو شیخ صاحب نے اپنی مجذوبی کی حالت میں لکھ دیا ہو۔ اس پر اعتبار نہیں۔ یا اس کی تاویل کی جائے گی۔

دوم: یہ کہ ان عبارتوں کے شروع میں الفاظ اگر خواہ لکھے ہوئے ہیں جس سے شیخ علیہ الرحمۃ کا منشا ظاہر ہو رہا ہے جیسا کہ قرآنی آیات کی تفسیریں بیان کر رہی ہیں کہ نہ تو خدا چاہے اور نہ چاہے گا۔ اور نہ ایسا کرے گا۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱) (فلو شاء لهدیکم اجمعین۔) (انعام)

”پس اگر ہم چاہتے تمام کو ہدایت کر دیتے۔“

(۲) (ولو شاء اللہ لجعلکم امة واحدة۔) (مائدہ)

”اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو ایک ہی امت بنا دیتا۔“

(۳) (ولو شاء اللہ ما اشرکوا۔) (انعام)

”اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے۔“

(۴) (ولو شاء اللہ ما فعلوا۔) (انعام)

”اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسا کام نہ کرتے۔“

(۵) (ولو شاء لجعلهم امة واحدة۔) (شوری)

”اگر ہم چاہتے تو ان کو ایک ہی مذہب پر کر دیتے۔“

(۶) (لو اردنا ان نتخذ لہوا لاتخذنہ من لدنا ان کننا فعلین۔) (انبیاء)

”اگر ہم کھانا اختیار کرنا چاہتے تو اپنے پاس سے اختیار فرماتے۔ اگر ہمیں کرنا ہوتا۔ کیا کوئی اس آیت سے ایسا کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کھلونا ممکن ہے۔“

(۷) (قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین۔)

”کہہ دے اے (رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر رحمن کے لیے بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کا پوجنے والا ہوتا۔“

یہاں کہہ دینا کہ خدا کا بیٹا بھی ممکن ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے حبیب کو معاذ اللہ عادت غیر کا حکم دے۔ یہ سات آیات کافی ہیں۔ اگرچہ متعدد آیات ایسی ہیں جن سے صاف صاف ظاہر ہے کہ خدا کے چاہنے پر دار و مدار ہے۔ پس جب وہ چاہتا ہی نہیں تو پھر یہ فتویٰ خداوند تعالیٰ پر جھوٹ بولنے کا الزام کس طرح لگایا جاسکتا ہے۔ کیوں کہ وہ اپنے وعدہ کے خلاف خلف وعید کیوں کہا جاسکتا ہے۔ اور کیوں کرے اس کی کوئی نظیر پیش کرنی چاہیے کہ فلاں امر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے خلاف ظاہر کیا ہے۔ اور آئندہ بھی کرے گا۔ جب یہ نہیں تو پھر خدا کے کذب پر دلائل حشو یہ پیش کرنا کس اہلسنت کا مذہب ہے۔ واقعی یہ مذہب خوارج اور معتزلہ کا ہے۔ جیسے آگے آئے گا۔ انتظار کیجئے۔ سوم: شیخ علیہ الرحمۃ پر آپ نے کذب باری تعالیٰ کا بہتان لگایا ہے۔ اس تیسری عبارت میں حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے اپنے مکتوب نمبر ۵۴ میں جو صفحہ ۷۰ پر درج ہے۔ ایک اپنے مرید مریض کو تحریر

فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جبار و قہار ہے۔ جو کچھ وہ کرتا ہے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اگر صفت قہاری ظہور میں لائے تو کوئی اس پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اپنی مخلوق میں تصرف کرنے کو ظلم سے تعبیر نہیں کر سکتے۔ پس اس عبارت سے کذب باری تعالیٰ ثابت کرنا ناہنجی نہیں تو اور کیا ہے؟ چہارم: میں نہیں شیخ علیہ الرحمۃ کی اسی کتاب مکتوبات سے پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے کذب باری تعالیٰ یا خلف وعید کے مسئلہ کا تشدد سے انکار کر کے بخوبی سمجھا دیا ہے۔ وہ اپنے مکتوب نمبر ۹۸، صفحہ ۳۱ پر فرماتے ہیں کہ بھائی شمس الدین کو واضح ہو۔ کہ اہلسنت کا مسئلہ اتفاق ہے کہ کافروں کے لیے وعید مطلق ہے اور نیکوکاروں کے لیے وعدہ مطلق اور گنہگار مسلمان چونکہ کافر نہیں۔ وہ وعید مطلق کے نیچے داخل نہیں اور وہ بالکل نیکوکار بھی نہیں۔ تو وعدہ وعدہ مطلق میں بھی داخل نہیں۔ لیکن معتزلہ فرقہ اس کے خلاف ہے۔ وہ اس مسلمان کو جو نیکوکار نہیں۔ ہمیشہ کے لیے دوزخی کہتا ہے اور اہلسنت و جماعت اس مسلمان کو خدا کی مرضی پر چھوڑتے ہیں۔ خواہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے بخش دے۔ یا عدل سے عذاب کر کے بخش دے۔ اس کو اختیار ہے اس میں خدا تعالیٰ کا جھوٹ بولنا اور اس میں خلف وعید یا وعدہ خلافی کرنا کہاں پایا جاتا ہے۔ اصل عبارت ذیل میں درج کی جاتی ہے تاکہ آپ معتزلہ عقیدہ سے بچیں۔ اور اہلسنت میں داخل ہوں۔ اور تو بین اور گستاخی اللہ تعالیٰ سے مصون رہیں۔

مکتوب نود و ہشتم در وعدہ و وعید صفحہ ۳۱

برادر شمس الدین بدانند کہ مراہل سنت را اجماع است کہ وعید مطلق کافراں راست و وعدہ مطلق مومناں راست۔ باز مومن کہ عاصی باشد کافر بنود۔ تا در تحت وعید مطلق در آید۔ و نیز محسن مطلق نیست تا در وعدہ مطلق و برادر یا بد اندروئے اختلاف است۔ قول معتزلہ آنت کہ وے از وعید مطلق است۔ اگر با گناہ ازیں جہاں بیروں رود۔ و جاوداں در دوزخ بماند۔ باز مذہب اہلسنت آنت کہ مر اور اموقوف دارند نہ وعدہ مطلق و ہند نہ وعید مطلق حکم دے بہ مشیت مطلق دارند اگر خواہد دے را آمرزد و آں از دے فضل بود اگر خواہد اور اعذاب کند و آں از وے عدل بود و بیچ حال مومن را در دوزخ خلود و گونید ہر چند عاصی باشد۔ از عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما منقول است کہ گفت کہ ہر مومن کہ با گناہ رود خداوند تعالیٰ از سہ کارے کہ باوے کند یا بر حمت خویش بیا مرزد۔ یا شفاعت پیغمبر بہ بخشد یا بمقدار گناہ عذابے کند۔ و آخر آزاد کند۔

رباعی۔

اگر گناہ داری در توبہ است باز

گریدس در گاہ بصدق آئی وے

توبہ کن چوں در خواہد شد فراز

صد فتوح پیش باز آمد ہے

لیجئے مفتی صاحب شیخ علیہ الرحمۃ کا نفیس فیصلہ اور فرقہ معتزلہ کا مذہب کیسا صاف صاف بتلا دیا

کہ مومن مسلمان ہمیشہ جنت میں ہی رہیں گے۔ اور کافر و مشرک و شیطان مردود و غیرہ ضرور دوزخ ہی میں رہیں گے۔ اس کے خلاف اللہ تعالیٰ ہرگز نہ کرے گا۔ دوسری جگہ حضرت علیہ الرحمۃ مکتوب نمبر ۵۳ صفحہ ۷۰ میں فرماتے ہیں: یقین داند کہ مقبول اور مردود نہ گردد۔ و مردودہ او مقبول نشود کہ ہر کہ را بعض سانیہ انداخ۔ امید ہے کہ اب تو شیخ علیہ الرحمۃ کے فرمانے پر آپ ایمان لا کر اہلسنت میں داخل ہو جائیں گے۔

قابل عمل آپ کے دیگر عبارات مکتوبات شیخ یحییٰ منیری

علیہ الرحمۃ لکھی جاتی ہیں

معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا اعتقاد حضرت شیخ علیہ الرحمۃ پر اس قدر غلو سے بڑھا ہوا ہے کہ ان کی عبارتوں پر بڑے زور سے ایمان کو مستقل کیا ہے۔ جو بلا سوچے سمجھے لکھی گئی ہیں اور ان سے یہ بات ثابت کرنے کی سعی کی ہے کہ کسی طرح سے خداوند تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ثابت ہو جائے۔ مگر افسوس۔ وہی لائق بالصلوٰۃ کی مثال کو آپ نے یہاں بھی ثابت کر دیا۔ چونکہ آپ کا ایمان ان کی کتاب پر ایسا ہے کہ آنکھ بند کر کے عمل کرنے کو تیار ہیں۔ لیجئے چند عبارات ان کی کتاب سے لکھ کر پیش کرتا ہوں۔ ان پر عمل کیجئے۔ (الف) مکتوبات شیخ یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ کے اخیر صفحہ ۳۳۳۔ آیات ذیل

من نہ کافر نہ مسلمان ماندہ ام در میان ہر دو حیراں ماندہ ام
نہ مسلمانم نہ کافر چوں کنم ماندہ سرگردان مضطر چوں کنم

(ب) از خود از اطاعت خود منکر باش۔ ایمان خود بہ نظر زنا رہی۔ عبادت خود را بت پرستی شمر و خود را مردے و فرعونے تصور کن۔ بلفظ صفحہ ۱۰۹، سطر ۲۱۔ (ج) ارشاد السالکین مصنفہ حضرت شیخ یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ (مکتوبات امام ربانی جلد سوم) تا کافر نشود مسلمان نشود و تا سر برادر خود را نہر و مسلمان نشود و تا بہادر خود جفت نشود مسلمان نشود۔ دیکھئے مفتی صاحب! حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کیا فرماتے ہیں: کہ نہ میں مسلمان ہوں اور نہ کافر۔ اپنے آپ کو نمردا اور فرعون سمجھو۔ اور زنا رہیں۔ اپنی ماں کے ساتھ..... کر۔ اور اپنے بھائی کو قتل کر اپنی عبادت کو بت پرستی شمار کر۔ کافر ہو جا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اب آپ شریعت سے فتویٰ دیں۔ تاکہ آپ مفتی کامل ثابت ہوں۔ اور ان باتوں پر عمل کر کے دکھائیں۔ قولہ ان عبارات سے صاف طور پر واضح ہو گیا۔ کہ ان عبارات کے لکھنے والے خلف وعید کے قائل تھے۔ صفحہ ۱۰۹، سطر ۱۲۔ اقول: ان عبارات کا جواب کافی سے زیادہ ہو چکا ہے کہ خلف وعید یا کذب باری تعالیٰ ہرگز جائز نہیں۔ یہ مذہب معتزلہ کا ہے اور وہ حضرات ان عبارات کے لکھنے والے خلف وعید کے ہرگز قائل نہ تھے۔ قولہ غرضیکہ اہلسنت خلف وعید کے قائل ہیں۔ تو معتزلہ اور خارجی لوگ نہیں۔ جو کہ عبارت ذیل سے ظاہر ہے۔ شرح مقاصد میں ہے الثواب فضل من اللہ تعالیٰ والعقاب عدل من غیر وجوب علیہ والاستحقاق من عبد خلافاً للمعتزلہ۔ شرح مواقف میں ہے جمع المعتزلۃ والخوارج عقاب صاحب الکبیرۃ اذامات بلا توبۃ

ولم یجوز ان یعفو اللہ عنہ ان دونوں عبارتوں سے ثابت ہو گیا کہ خلف وعید کے قائل معتزلہ اور خارجی نہیں۔ بلفظ صفحہ ۱۰، سطر ۱۶۔ اقول میں اوپر ثابت کر چکا ہوں کہ خلف وعید یا کذب باری تعالیٰ کا کوئی بھی اہلسنت سے قائل نہیں بلکہ ماتریدی اور اشعری اس سے انکاری ہیں۔ ان عبارات مندرجہ بالا شرح مقاصد اور مواقف سے بھی میرا دعویٰ ثابت ہے نہ کہ آپ کا۔ آپ کا اعتقاد یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام و مومنین صالحین کو دوزخ میں ڈال دینے پر قادر ہے۔ اور تمام مشرکین و شیطان لعین و ملحدین اعلیٰ و ادنیٰ کو بہشت میں داخل کرنے پر اپنے وعدہ اور وعید کے خلاف قادر ہے جس سے کذب باری تعالیٰ ثابت ہو۔ نعوذ باللہ منها۔ یہ عقیدہ آپ کو مبارک ہو۔ میں ان ہر دو عبارتوں کے مضمون میں دکھلا چکا ہوں کہ یہ بات حسب وعدہ وعید خداوند تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ کسی مسلمان گنہگار کو اپنے فضل سے بخش دے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے مغفرت کرے، یا اس کے گناہ کے مطابق عذاب کر کے بخش دے۔ اس کے اثبات میں آپ کی پیش کردہ کتب کیمیائے سعادت اور مکتوبات شیخ یحییٰ منیری سے دکھلا چکا ہوں۔ اور آیات بھی درج کر چکا ہوں۔ لیکن آپ کے اعتقاد کے مطابق کسی کافر اور مشرک کا خلود فی الجہنۃ ثابت نہیں جس سے خداوند تعالیٰ کا وعدہ خلائی کرنا ظاہر ہوتا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کو اپنے دعویٰ پر دلیل لانے کا ڈھنگ نہیں آیا۔ پس میری تحریر سے ثابت ہے کہ خلف وعید کے قائل معتزلہ اور خارجی ہی لوگ ہیں۔ قولہ حضرت مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی خلیل احمد صاحب کو باعث خلف وعید کے قائل ہونے کے آپ نے وہابی قرار دیا ہے۔ اور ان کی تحریرات کو آپ نے کفریہ ٹھہرایا ہے۔ اب توضیح مطالبہ میں ثابت ہو گیا کہ خلف وعید کے قائل تمام اہلسنت میں ہیں۔ تو لازم آیا کہ آپ نے اہلسنت کو وہابی اور پکے مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا تو ارشاد ہوا کہ آپ کے ایسا کرنے سے شرعاً آپ کس لقب سے یاد کیئے جانے کے مستحق ہیں۔ بلفظ صفحہ ۱۱، سطر ۲۱۔ اقول: یہاں آپ نے مولوی اسماعیل اپنے امام الطائفہ کے نام سے لفظ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نکال دیا۔ حالانکہ تمام ان کی کتابوں میں نام ان کا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسماعیل لکھا ہوا دیکھا گیا ہے۔ مگر آپ نے اپنے رسالہ میں سب جگہ اسماعیل ہی لکھا ہے۔ شاباش! آپ نے خوب جواب دیا کہ واقعی وہ اسم پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرنے کے مستحق نہیں اور نہ تھے۔ اس لیے میں بھی اسی پر عمل کروں گا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر کسی شخص کا عقیدہ یہ ہو کہ خلف وعید کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے یا اس کا جھوٹ بولنا ممکن ہے تو یہ کفر ہے جس کا ثبوت کثرت سے آگے آئے گا۔ آپ انتظار کریں میں اہلسنت کو وہابی نہیں کہتا۔ بلکہ ان لوگوں کو وہابی کہتا ہوں جن کے عقائد میری فہرست مندرجہ صفحہ ۶۲ تا ۶۴ میں درج ہیں۔ جن کا آپ نے لچر پوچ جواب لکھا ہے۔ اور اپنے آپ کو پکا دیوبندی وہابی ثابت کیا ہے۔ اس میں شبہ کرنے کی گنجائش ہی نہیں کہ مولوی اسماعیل دہلوی کے چونہ گج۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ لوہے کی طرح وہابی بخدی اور ہندوستان میں بانی وہابیت ہیں۔ اور میرے لیے شرعاً پکا اہلسنت و جماعت سنی حنفی لوہے سے بھی زیادہ مضبوط لقب موزوں ہے۔ الحمد للہ علی ذلک لیجئے مولوی صاحب آپ کے اعتراضات ہباء منثوراً ہو گئے۔ اب مفصل طور پر مذہب اہلسنت و جماعت کا اثبات آیات قرآنی اور تفاسیر حقانی اور علم کلام و دیگر کتب و معتبرات اور فتاویٰ علماء ربانی سے

تحریر کرتا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ نادم ہوں گے۔ اور آپ کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی بشرطیکہ خداوند کریم کی توفیق رفیق ہوئی۔ ورنہ چند ہی ضرور ہو جائیں گی۔

فصل اول

آیات قرآنی جن سے ثابت ہوگا کہ خداوند تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے کہ

اس کا حکم اخبار میں ہرگز نہیں بدلتا

(۱) وعد اللہ لا یخلف المیعاد۔ وعدہ کیا اللہ نے۔ اور نہ خلاف کرے گا۔ اللہ اپنے وعدہ کے۔ (سورہ زمر)

(۲) ولن ینخلف اللہ وعدہ (سورہ حج) خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہ کرے گا۔

(۳) ان وعد اللہ حق (نقص) تحقیق اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔

(۴) وعد اللہ لا یخلف وعدہ (روم) وعدہ کیا اللہ نے نہیں خلاف کرے گا اللہ اپنے وعدے کے۔

(۵) الا ان وعد اللہ حق (یونس) خبردار ہو جاؤ واقعی اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

(۶) کل کذب الرسل فحق وعید (ق) جنہوں نے جھٹلایا پیغمبروں کو پھر ٹھیک ہوئی۔ ان پر وعید عذاب۔

(۷) وقد قدمت الیکم بالوعید ما یبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید۔ تحقیق بھیجا ہم نے تم پر عذاب۔ میری

بات بدلنے والی نہیں اور نہ ہم اپنے بندوں سے ظلم کرنے والے ہیں۔ (ق)

(۸) فلن ینخلف اللہ وعدہ (بقرہ) اللہ تعالیٰ اپنے عہد کے خلاف ہرگز نہ کرے گا۔ اور نہ کرتا ہے۔

(۹) فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ من رسلہ۔ (سورہ ابراہیم) پس تم مت گمان کرو کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی

کے خلاف نہیں کرے گا۔

(۱۱) یا ینخلف اللہ وعدہ۔ (روم) اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف کرتا اور نہ کرے گا۔

(۱۲) من اصدق من اللہ حدیثا (سورہ نساء) اللہ تعالیٰ سے کون سچا ہے بات میں (یعنی کوئی نہیں)۔

(۱۳) وعد اللہ حقا ومن اصدق من اللہ قیلا۔ (النساء) وعدہ اللہ تعالیٰ کا سچا ہے۔ اور کون زیادہ سچا ہے اللہ سے کلام میں

یا بات میں۔

(۱۴) وتمت کلمات ربک صدقا وعدلا۔ (انعام) تمام ہوئے کلمات تیرے رب کے سچے اور صحیح۔

(۱۵) وانا لصدقون۔ (انعام) اور واقعی میں سچا ہوں۔

(۱۶) وعد اللہ المنفقین والمنفقت والكفار نار جہنم خلدین فیہا۔ (توبہ) اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ منافقین اور

منافقات اور کفار ہمیشہ تاابد دوزخ میں رہیں گے۔

(۱۷) وعد اللہ المؤمنین والمؤمنات جنت تجری من تحتہا الانہر خلدین فیہا۔ (توبہ) وعدہ کیا ہے اللہ پاک

نے ایمان والوں اور ایمان والیوں کو بہشت کا جس کے نیچے نہریں چلتی ہیں کہ وہ ہمیشہ تاابد اس میں رہیں گے۔

(۱۸) اولئک اصحاب الجنة ہم فیہا خلدین (بقرہ، یونس، ہود) یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں وہ ہمیشہ اسی میں

رہیں گے۔

(۱۹) اولئک اصحاب الجنة خلدون فیہا (احقاف) یہی لوگ جنتی ہیں۔ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

(۲۰) فاولئک اصحاب النار ہم فیہا خلدون (اعراف، یونس، مجادلہ) بس یہی لوگ دوزخی ہیں جو ہمیشہ اسی میں رہیں

گے۔ ان آیات کے سوا کثرت سے آیات قرآن میں موجود ہیں۔ یہاں ان میں آیات کو کافی سے زیادہ اس کے لیے

سمجھا گیا ہے۔ ان سے بہمہ وجہ ثابت ہے کہ جو وعدہ یا وعید یا عہد اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم میں فرمایا ہے اس کے خلاف

ہرگز ہرگز نہ کرے گا۔ اس کا حکم قائم اور دائم ہے۔ بالخصوص اخبار میں اور جو کچھ چاہے وہی ہوتا ہے۔ اور جس کو نہ چاہے وہ

نہیں ہوتا۔ جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے نجات کا کیا ہے ویسا ہی پورا کرے گا۔ اس میں سر موفرق نہیں ہوگا۔ اور جو

وعدہ کفار کے حق میں ہے۔ اس کو بھی ویسا ہی پورا کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ اور وعید میں تمام سچوں سے سچا ہے۔

وعدہ خلافی اور جھوٹ اس کی شان جلالی کے خلاف ہے۔ اور اس کی ذات پاک کے منافی۔ جس شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ

خداوند کریم خلف وعید یا اپنے وعدہ کے خلاف کرتا ہے یا کر سکتا ہے۔ یا کذب یا دروغ بولتا ہے۔ یا بولے گا۔ یا بول سکتا

ہے۔ یا بولنے پر قادر ہے۔ وہ شخص اہلسنت وجماعت سے خارج بلکہ کافر ہے۔ یہی مذہب اہلسنت وجماعت متقدمین

اور متاخرین کا ہے۔ جو خصوص سے ثابت ہے۔

فصل دوم

تفاسیر قرآنی سے اس بات کا ثبوت کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ اور وعید سچا ہے

اس کے خلاف ہرگز نہیں کرتا

(۱) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۴۶۰ ہطر ۱۸۔ ان سب (قوم تبع) نے کذب الرسل تکذیب کی تمام رسولوں کی۔ اس واسطے

کہ انبیاء علیہم السلام ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ تو ان میں سے ایک کی تکذیب ان کی تکذیب ہوتی

ہے۔ پس جب اس قوم کے لوگوں نے انبیاء کی تکذیب کی۔ فحق و عید۔ تو مسلم ہو گئی اور نازل ہوئی ان پر میری وعید

یعنی جو کچھ وعدہ عذاب کا ہم نے کیا تھا۔ بلفظہ۔

(۲) تفسیر قادری جلد دوم، صفحہ ۴۶۳، سطر اول۔ قد قدمت اور بے شک ہم نے پہلے بھی تھی الیکم بالو عید تمہاری طرف اپنی وعید اپنی کتابوں میں اپنے رسولوں کی زبانی اور اب تم کو حجت نہیں رہی اور تمہارا کوئی عذر نہ سنا جائے گا۔ ماییدل القول۔ نہ بدلی جائے گی بات لدی میرے پاس یعنی ہم جو کچھ وعدہ وعید کر چکے ہیں اس تبدل اور تغیر میں گنجائش نہیں۔ بلفظ۔

(۳) تفسیر قادری، جلد اول، صفحہ ۱۸۳ ومن اصدق اور کوئی شخص ہے بہت سچا۔ من اللہ حدیثا اللہ تعالیٰ سے یعنی اس سے زیادہ کوئی سچا نہیں ہے بات میں۔ اور وعدہ کے رو سے۔ یعنی اللہ کی بات اور وعدہ میں جھوٹ کو راہ نہیں اس واسطے کہ جھوٹ نقص ہے اور حق تعالیٰ جھوٹ سے پاک ہے۔ بلفظ۔

(۴) تفسیر فتح العزیز پارہ ۱۴ صفحہ ۲۱۲ فلن یخلف اللہ وعدہ پس ہرگز خلاف خواہ کر د خدا تعالیٰ عہد حکم خود را۔ زیرا کہ خبر او کلام ازلی اوست و کذب در کلام نقصانے ست عظیم کہ ہرگز بصفت اور راہ نیابد۔ و آنچه بعضی ظاہر بینان گفتہ اند کہ خلاف در وعدہ نیک نقصان است۔ و در وعید بد کرم و لطف است مبنی است بر قیاس غایت بر شاہد در حق او تعالیٰ مبرا از جمیع نقائص است۔ خلاف خبر مطلقاً نقصان ست خواہ نیک باشد یا بد۔ زیرا کہ لطف و کرم او تعالیٰ راہ ہائے بسیار دارد۔ بلفظ۔ بینان حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے لفظ جود او کراما کا بھی فیصلہ فرمادیا۔

(۵) تفسیر فتح العزیز پارہ ۱۴ صفحہ ۲۱۵-۲۱۶ فاو لک اصحاب النار پس آن گروہ ملازمان دوزخ اند کہ ہرگز ازاں جدائی شوند۔ ہم فیہا خلدون یعنی ایشاں در اں دوزخ ہمیشہ باشند گانند۔ والذین امنوا و عملوا الصالحات یعنی و کسانیکہ ایمان آوردند و عملہائے شائستہ کردند پس لہائے ایشاں نیز از گناہ پاک است و بدن ایشاں نیز بخیر عمل صالح منور لاجرم اولک اصحاب الجہنم یعنی ایں گروہ ملازمان بہشت دند کہ جائے قدس و طہارت است ہم فیہا خلدون یعنی ایشاں در اں بہشت ہمیشہ باشند گانند۔ بلفظ۔

(۶) تفسیر فتح العزیز پارہ ۱۴ صفحہ ۳۱۷ نیز باید دانست کہ اہل قبلہ را دریں مسئلہ اختلاف عظیم رودادہ بعضے از ایشاں مرتکب کبیرہ را وعید قطعی دائمی ثابت مے کنند و میگویند کہ اگر صاحب کبیرہ بے توبہ بمیر و حکم او حکم کافران ست و ہمیں ست مذہب معتزلہ و خوارج۔ و ہمیں ست مذہب بشر مرئی و خالدی و دیگر جاہلان بیوقوف۔ مذہب صحیح کہ صحابہ و تابعین آں را مشر و خائبان فرمودہ اند۔ و اہلسنت و جماعت آں را اختیار نمودہ اند آنت کہ مرتکب کبیرہ قابل عفو است اگر بے توبہ بمیر داو مانند سائر مسلمین ست در نماز جنازہ و استغفار و اعانت بصدقات و مبرات و در حق او شفاعت پیغمبر و رحمت الہی را امیدوار باید بود۔ بلکہ یقین باید کرد کہ حق تعالیٰ بر حمت بے غایت خود بالشفاعت پیغمبر از بعضے مرتکبان کبیرہ عفو خواہد فرمود۔ و بعضے را از ایشاں عذاب ہم کند و نیز یقین باید کرد کہ ہر کہ از ایں ہامعذب خواہد شد عذاب او منقطع خواہد گشت۔ عذاب ابدی خاصہ کفر است۔ بچ گناہ مستحق آں نتوان شد۔ بعضے از طرف داران معتزلہ دریں مقام میگویند کہ ہر چند مذہب اہل سنت اقرب بآداب

است زیرا کہ ایشاں حق تعالیٰ را بہ دو صفت جلال و جمال و عفو و انتقام و لطف و قہر ثابت کنند و بچ یک را از ایں دو صفت در حق بندگان واجب نمیدانند و میگویند کہ او خداوند است یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید الخ بلفظ۔

دیکھئے شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے خلف وعید اور کذب باری تعالیٰ کی کیسی جڑ کاٹی ہے

(۷) تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۹۵ ازیر آیت ومن اصدق من اللہ حدیثا۔ انکارا ان یکون احدا کثر صدقاً منہ فانہ لا یطرق الکذب الی خیرہ بوجہ لانہ نقص و هو علی اللہ تعالیٰ محال۔ (یعنی یہ انکار استفہامی ہے) کہ کیا کوئی اللہ تعالیٰ سے سچ بولنے میں زیادہ ہے۔ پس لازم ہے کہ اس پر کذب یا خلف وعید کا الزام ہرگز نہ لگایا جائے کہ اس کی خبر میں واقع ہو۔ کیونکہ یہ نقص ہے ذات باری میں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۸) تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۲۷۰ وانا لصادقون۔ فی الاخبار والوعید والوعد یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تحقیق میں سچا ہوں اپنے اخبار یعنی وعدہ اور وعید میں۔

(۹) تفسیر خطیب شربنی صفحہ ۷۳ قوله تعالیٰ فلن یخلف اللہ عہدہ فیہ دلیل علی ان الخلف فی خبر اللہ محال۔ بلفظ۔ یعنی خلف وعید اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۱۰) تفسیر کشاف صفحہ ۴۳۱ زیر آیت۔ وانا لصادقون فیما اوعدنا بہ العصاة لا تخلفہ کما تخلف ما وعدناہ اہل الکتاب۔ بلفظ۔ یعنی میں سچا ہوں وعید اور وعدہ میں جو اہل کتاب کے ساتھ کیا گیا ہے۔

(۱۱) تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۷۲ سطر ۳۳ مصری زیر آیت وظنوا انہم قد کذبوا (یوسف) لان المومن لا یجوز ان یظن باللہ الکذب بل ینخرج بذالک عن الایمان یعنی کسی مسلمان مومن کو جائز نہیں ہے کہ خدا پر جھوٹ بولنے کا گمان کرے۔ بلکہ ایسا کرنا ایمان سے خارج کر دیتا ہے۔ لیجئے اپنے ایمان کو سنبھالیے۔

(۱۲) تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۲۷۹ سطر اخیر۔ مصری۔ قوله ومن اصدق من اللہ حدیثا۔ استفہام علی الانکار والمقصود منہ بیان انہ یجب کوفہ تعالیٰ صادقاً وان الکذب والخلف فی قولہ محال۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے اپنی بات میں کون سچا زیادہ ہے۔ یہ قول استفہام انکاری ہے۔ یعنی کوئی نہیں۔ مقصود آں مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے سچ کا اعتقاد کرنا واجب ہے۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ کے قول میں جھوٹ اور خلف وعید محال ہے۔

(۱۳) تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۱۱۲-۱۳۳-۱۳۹ مصری سطر ۱۳۹ (الف) قال للعانی الکلمات معناہما ما جاء من وعد و وعید و ثواب و عقاب فلا تبدل فیہ ولا تغیر لیکیا قال ماییدل القول لدی بلفظ۔ صفحہ ۱۳۲ سطر ۳۹۔ (ب) ان حکم اللہ تعالیٰ هو الذی حصل فی الازل ولا یحدث بعد ذلک شیء فذلک الذی حصل فی الازل هو التمام و زیادۃ علیہ ممتنعۃ و هذا الوجع هو المراد من قول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جف القلم بما هو كائن الى يوم القيمة بلفظ صفحہ ۱۳۳، سطر ۱۲۔ (ج) من صفات كلمة الله صدقاً والدليل عليه الكذب نقص والنقص على الله محال۔ صفحہ ۱۳۳، سطر ۱۳۔ (د) واعلم ان هذه الخلف في وعيده محال۔ بلفظ۔ صفحہ ۱۳۳، سطر ۱۶۔ ترجمہ: (الف) اہل معانی نے فرمایا ہے کلمہ ہو یا کلمات ان کے یہ معنی ہیں یعنی جو کچھ وعدہ اور وعید اور ثواب اور عذاب میں خدا کا حکم ہے نہ اس میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ اور نہ تغیر ہو سکتا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہماری بات بدل نہیں سکتی۔ (ب) جو حکم اللہ تعالیٰ کا روز ازل میں ہو چکا ہے۔ اس کے بعد کچھ پیدا نہیں ہوگا۔ پس وہی چیز ہے۔ جو ازل میں ہو چکی ہے۔ اس پر زیادتی اور کمی محال ہے۔ اور یہی وجہ اور مراد حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کی ہے۔ جیسے فرمایا ہے کہ قلم قدرت نے سب کچھ لکھ دیا ہے۔ جو قیامت تک ہونے والا ہے۔ اور پھر وہ خشک ہو گئی۔ (ج) سچ بولنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کی ذات پر نقص ہے۔ اور نقص کا لفظ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ (د) جان لو کہ یہ کلام اسی دلیل سے خلف وعدہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ پس اسی دلیل سے خلف وعید بھی اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۱۴) تفسیر جمل صفحہ ۲۲۹ زیر آیت ما یبدل القول الا یہ المراد بالقول هو الوعد بتخلید الکافر فی النار بلفظ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی بات نہیں بدلتی۔ اس بات سے وعید مراد ہے۔ اور وعید اس کو کہتے ہیں جو کافروں کو ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا حکم ہے۔

(۱۵) تفسیر ابی السعود بر حاشیہ تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۴۷۱ (ومن اصدق من الله حديثاً) انکار لان یكون احداً صدق منه تعالیٰ فی وعدہ وسائر اخبارہ و بیان لاستحالة كيف لا والكذب محال عليه سبحانه دون غیرہ۔ بلفظ یعنی اللہ تعالیٰ سے کون سچا ہے۔ انکار۔ یعنی یہ کہ کون سچا زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے وعدہ اور تمام خبروں میں یعنی محال کیوں نہیں۔ اور جھوٹ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ سو اس کے دوسرے کے اوپر محال نہیں۔

دیکھیے تفاسیر معتبرات کذب باری تعالیٰ اور خلف وعید کا استیصال فرما کر ایسے اعتقاد رکھنے والوں کو معتزلہ اور کافر قرار دے رہی ہیں۔ اب علم کلام اہلسنت والجماعت ملاحظہ کیجئے۔

فصل سوم

کتب علم کلام سے اثبات کا ثبوت کہ کذب اللہ تعالیٰ پر محال ہے

(۱) شرح مواقف مطبوعہ نولکشور صفحہ ۶۰۴، سطر ۱۳-۱۹۔ تفریع علی ثبوت الکلام لله تعالیٰ وهو انه یمتنع علیه الکذب اتفاقاً الخ بلفظ۔ یعنی تمام اہلسنت و جماعت کا اتفاق اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ محال ہے۔

حاشیہ: انا لصادقون رسم الخط قرآنی۔ وانا لصادقون ہے۔

(۲) وانه اذا جاز وقوع الكذب في كلامه ارتفع الوثوق عن اخباره بالثواب والعقاب وسائر ما اخبر به من الاحوال الآخرة والاولی وفي ذلك فوات مصالح لا تحصى۔ یعنی اگر جھوٹ کا وقوع اللہ تعالیٰ کے کلام میں جائز سمجھا جائے تو تمام اعتبار اٹھ جائے گا۔ جو اس کی خبروں میں ہے۔ مثلاً ثواب اور عذاب اور تمام خبریں جو اس نے دنیا اور آخرت کی اپنے کلام میں فرمائی ہیں بے اعتبار ہو جائیں گی اور اس میں بے شمار مصالح فوت ہو جائیں گے۔

(۳) شرح مواقف بالا، صفحہ ۶۰۴، سطر ۱۹، یعنی امتناع کذب خدا پر ہمارے نزدیک تین وجہ پر ہے۔ وجہ اول یہ ہے کہ جھوٹ نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ اجماعاً۔ وجہ دوم کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی صفت جھوٹ بولنا سمجھی جائے تو جھوٹ بولنا قدیم ہوگا۔ اور سچ بولنا ممتنع ہوگا کیونکہ یہ حادث ہوگا۔ اور نئی بات اللہ تعالیٰ میں پیدا ہونا محال ہے۔ الخ۔ وجہ سوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر صحت صدق کا احتمال کیا جاتا ہے۔ کلام نفسی اور لفظی میں مع حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ بلکہ سچ ہے۔ اگر اس کے خلاف سمجھا جائے تو سب اعتبار کلام کا جاتا رہے گا۔ اس لیے یہ محال ہے الخ۔

(۴) شرح مواقف صفحہ ۷۱۰، سطر ۲۲۔ المقصد سادس فی تقریر المبحث الثانی اجمع المسلمون علی ان الکفار مخلصون فی النار ابداناً لا یقطع عذابہم۔ بلفظ۔ دوسری بحث یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ کفار ابدالاً باد دوزخ میں رہیں گے۔ ان کا عذاب منقطع نہ ہوگا۔

(۵) شرح مواقف صفحہ ۷۰۰ (لان مکان المحال محال واقعی امکان محال کا بھی محال ہی ہے۔

(۶) شرح عقائد جلالی۔ واماکان المحال محال۔ اور امکان محال کا بھی محال ہی ہے۔

(۷) شرح مقاصد بحث کلام الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وهو علی اللہ تعالیٰ محال الخ ملخصاً۔ شرح مقاصد کی بحث کلام میں ہے کہ جھوٹ باجماع علماء محال ہے۔ کیونکہ جھوٹ باتفاق عقل مند ان اہلسنت کے نقص ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۸) شرح مقاصد بحث تکلف بالمحال محال جہلہ او کذبہ تعالیٰ عن ذلك یعنی شرح مقاصد کی بحث تکلف بالمحال میں ہے کہ جہل اور جھوٹ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۹) عقائد العہد یہ صفحہ ۳۲، سطر ۱۵۔ متصف بجميع صفات الكمال ومنزه عن سمات النقص اجمع علی العقلاء كافة یعنی اللہ تعالیٰ تمام صفات کمال سے متصف ہے۔ اور تمام نقصوں سے پاک ہے۔ اس پر تمام عقلاء کا اجماع ہے۔

(۱۰) عقائد العہد یہ صفحہ ۶۶، ۶۷۔ ولا یصح علیه الحركة والانتقال والا الجہل والکذب لانہما نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال۔ بلفظ۔ یعنی اللہ تعالیٰ پر حرکت اور انتقال اور جہل اور جھوٹ صحیح نہیں کیونکہ یہ دونوں نقص ہیں۔ اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۱۱) عقائد العبد یہ صفحہ ۷۳۔ قلت الکذب نقص و النقص علیہ محال فلا یكون من الممكنات والا تشمله القدرة الخ۔ بلفظ۔ یعنی میں کہتا ہوں کہ جھوٹ نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ پس ممکنات میں سے بھی نہیں۔ اور نہ قدرت خدا میں شامل ہے۔

(۱۲) شرح مقاصد بحث کلام میں قدینا فی بحث الکلام امتناع الکذب علی شارع تعالیٰ ہم بحث کے کلام میں ثابت کر آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر کذب محال ہے۔

(۱۳) شرح مقاصد۔ الکذب فی اخبار اللہ تعالیٰ فیہ مفسد لا۔ تحصلی و مطاعن فی الاسلام لا تخفی منها مقال الفلاسفة فی المعاد و مجال الملاحدة فی العناد و منها بطلان ما علیہ الاجماع من القطع بجلود الکفار فی النار فمع صریح اخبار اللہ تعالیٰ بہ فجواز عدم و قوع مضمون هذا لا خبر محتمل و لما كان هذا باطلا قطعاً علم ان القول بجواز الکذب فی اخبار اللہ باطل قطعاً ملتقاً یعنی خبر الہی میں کذب پر بے شمار خرابیاں اور اسلام میں آشکارا طعن لازم آئیں گے۔ فلاسفہ حشر میں گفتگو لائیں گے۔ لحدین اپنے مکابروں کی جگہ پائیں گے کفار کا ہمیشہ آگ میں رہنا کہ بالاجماع یقینی ہے۔ اس پر سے یقین اٹھ جائیں گے کہ اگر خدا نے صریح خبریں دیں مگر ممکن ہے کہ واقع نہ ہوں۔ اور جب یہ امور یقیناً باطل ہیں تو ثابت ہوا کہ خبر الہی میں کذب کو ممکن کہنا باطل ہے۔

(۱۴) شرح عقائد نسفی کذب کلام اللہ تعالیٰ محال ملخصاً۔ کلام الہی کا کذب محال ہے۔

(۱۵) طوابع الانوار۔ (فرع متعلق) بحث کلام میں ہے) الکذب نقص و النقص علی اللہ تعالیٰ محال۔ جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۱۶) شرح مواقف کی بحث معجزات میں ہے۔ قدمر فی مسئلة الکلام من موقف الالہیات امتناع الکذب علیہ سبحانه و تعالیٰ یعنی موقف الہیات میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کذب ہرگز ممکن نہیں۔

(۱۷) مسارہ میں امام محقق کمال الدین محمد علیہ الرحمة لکھتے ہیں: يستحيل علیہ تعالیٰ سمات النقص کالجہل و الکذب یعنی جتنی نشانیاں عیب کی ہیں جیسے جہل اور کذب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۱۸) علامہ کمال الدین محمد بن محمد ابن ابی شریف قدسی علیہ الرحمة شرح مسارہ میں تحریر فرماتے ہیں: لا خلاف بین الاشعرية و غیرہم فی ان کل ما كان وصف نقص الباری تعالیٰ عنہ منزہ و هو محال علیہ تعالیٰ الکذب و وصف نقص اھ ملخصاً۔ یعنی اشاعرہ وغیرہ اشاعرہ کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ جو کچھ صفت عیب ہے باری تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پر محال اور ناممکن ہے۔ اور کذب صفت عیب ہے۔

(۱۹) علامہ سعد تفتازانی علیہ الرحمة شرح مقاصد میں لکھتے ہیں: صدق کلامہ تعالیٰ لما كان عندنا لیا امتنع کذبہ

لان مائیت قدمہ امتنع علامہ۔ یعنی کلام خدا صدق جب کہ ہم اہلسنت کے نزدیک ازلی ہے تو اس کا کذب محال ہوا کہ جس چیز کا قدم ثابت ہے اس کا عدم محال ہے۔

(۲۰) شرح السویمیہ میں ہے: الکذب علی اللہ تعالیٰ مع لانه دناءۃ اللہ تعالیٰ پر کذب محال کہ وہ مکینہ پن ہے۔

(۲۱) شرح عقائد جلالی میں ہے: الکذب نقص و النقص علیہ تعالیٰ محال فلا یكون من الممكنات ولا تشمله القدرة کسائر وجوه النقص علیہ تعالیٰ کالجہل والعجز یعنی جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے تو کذب ممکنات الیہ سے نہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اسے شامل ہے۔ جیسے تمام اسباب مثل جہل اور عجز کے یعنی سب محال ہیں اور صلاحیت قدرت سے خارج۔

(۲۲) شرح جلالی مذکورہ یصح علیہ تعالیٰ الحركة و الانتقال و لا الجہل و لا کذب لانہا نقص و النقص علی اللہ تعالیٰ محال۔ اللہ تعالیٰ پر حرکت انتقال و جہل و کذب کچھ ممکن نہیں کہ یہ سب عیب ہیں اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۲۳) کنز القواعد میں ہے: قدس تعالیٰ شانہ عن الکذب شرعاً و عقلاً اذ هو قبیح یدرك العقل قبحہ من غیر توقف علی شرع فیكون محالاً فی حقہ تعالیٰ عقلاً و شرعاً کما حققہ ابن الہمام وغیرہ یعنی اللہ تعالیٰ بنظم شرع اور عقل کے ہر طرح کذب سے پاک ہے اس لیے کہ کذب قبیح عقلی ہے کہ عقل خود بھی اس کے قبح کو مانتی ہے۔ بغیر اس کے کہ اس کا پہچانا شرع پر موقوف ہو تو جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کے حق میں عقلاً و شرعاً ہر طرح محال ہے۔ جیسے کہ امام ابن الہمام وغیرہ نے اس کی تحقیق افادہ فرمائی ہے۔

(۲۴) مسلم الثبوت میں ہے: المعتزلة قالوا لولا كون الحكم عقلياً لما امتنع الکذب منه تعالیٰ عقلاً والجواب انه نقص فيجب تنزيه تعالیٰ عنه كيف و قدرانه عقلياً باتفاق العقلاء لان ماينا في الوجوب الذاتی من جملة النقص في حق الباری تعالیٰ ومن الاستحالات العقلية علیہ سبحانه اھ ملخصاً مع شرح یعنی معتزلہ نے اہلسنت سے کہا کہ اگر حکم عقلی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کا کذب محال عقلی نہ رہے حالانکہ ہم اور تم اس کو بالاتفاق محال عقلی مانتے ہیں۔ اہلسنت نے جواب دیا کہ کذب اس لیے محال عقلی ہوا کہ وہ عیب ہے تو واجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے منزہ مانیں۔ اس کے عقلی ہونے پر تمام عقلاً کا اجماع ہے۔ وجہ یہ کہ کذب الوہیت کی ضد ہے اور جو کچھ الوہیت کی ضد ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے لیے عیب ہے اور اس کی شان میں محال عقلی ہے۔

(۲۵) شرح الثبوت میں مولانا نظام الدین سہالی علیہ الرحمة لکھتے ہیں: الکذب نقص لان ماينا في الوجوب الذاتی من الاستحالات العقلية بذلك اثبت الحكماء الذين هم غير متشرعين بشریعة الاستحالة

المذكورة فان الوجوب والكذب لا يجتمعان كما بين في الكلام اه ملخصاً۔ یعنی جھوٹ بولنا عیب ہے کہ جو کچھ خدا ہونے کی منافی ہے۔ وہ سب محال عقلی ہے۔ اسی دلیل سے وہ حکماء تک اسے محال جانتے۔ جو کسی شریعت پر ایمان نہیں رکھتے۔ کہ خدا اور دروغ گوئی جمع ہوں گے۔ جیسا کہ علم کلام میں ہے۔

(۲۶) فواتح الرحموت میں ثلک العلماء مولانا بحر العلوم عبد العلی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ صادق قطعاً لاستحالة الکذب هنالك یعنی اللہ تعالیٰ یقیناً سچا ہے کہ وہاں کذب محال ہے۔

توضیح صحیح و نصح بر خلف وعید

بعض کتب دینیہ میں خلف وعید کو جائز لکھا ہے۔ سو اس کے معنی و مطلب یہ ہیں کہ خلف وعید گنہگار مسلمانوں کے لیے ہے۔ جو بطور فضل و عدل کے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے لیکن وہابیہ اور معتزلہ کفار کی وعید کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کے لیے جو خلف وعید کو سمجھتے ہیں۔ وہ خلف وعید نہیں ہے۔ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جیسے صفحہ ۱۶۵، ۱۶۶ میں لکھا جا چکا ہے۔ مثلاً ایک بادشاہ اپنے ملک میں یہ حکم جاری کرے۔ کہ جھوٹ بولنے والا آدمی تجھے ماہ کے لیے جیل خانہ میں بھیج دیا جائے گا لیکن ساتھ ہی اس کے یہ بھی حکم جاری کیا گیا ہے کہ ہم جس کو چاہیں گے معاف بھی کر دیں گے۔ تو بتلا کہ اگر وہ بادشاہ جھوٹ بولنے والے کی سزا معاف کر دے۔ تو کیا وہ جھوٹا سمجھا جائے گا۔ اور بادشاہ کی قدر و منزلت کم ہو جائے گی۔ ہرگز نہیں۔ اہلسنت و جماعت کا صحیح مذہب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ اور وعید میں بالکل سچا ہے۔ اس کے ہرگز نہیں کرے گا۔ اور یہ قدرت کے بھی نیچے داخل نہیں۔ بلکہ وہ داخل ہونے کی قابلیت ہی نہیں رکھتا۔ کیونکہ محال قدرت کے نیچے داخل نہیں ہے جیسے ظاہر ہوگا۔ (۲۷) تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: قال ابو عمرو بن العلاء لعمر بن عبید ماتقول فی اصحاب الکبائر قال اقول ان الله منجز ايعاده كما هو منجز وعده قال ابو عمرو و انك رجل اعجمي لا اقول اللسان ولكن اعجم القلب ان العرب تعد الرجوع عن الوعد لو ماو عن الایعاد کرمًا والمعتزلة حکوا ان ابا عمرو بن العلاء لما قال هذا الکلام قال له عمرو بن عبید یا ابا عمرو فهل یسمى الله مکذب نفسه قال لا قال فقد سقطت حجتک قالوا فانقطع ابو عمرو بن العلاء عندی انه کان لابی عمرو ان یجیب عن هذا لسؤال ان هذا انما یلزم لو کان الوعد ثابتاً جزماً من غیر شرط وعند می جمیع الوعد انت مشروطة بعدم العفو فلا یلزم من ترکه دخول الکذب فی کلام الله تعالیٰ ملخصاً۔ یعنی امام عمرو بن العلاء رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن عبید پیشوائے معتزلہ سے فرمایا کہ اہل کبار کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے۔ کہا میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی وعید ضرور پوری کرے گا جیسے کہ اپنا وعدہ پورا فرمائے گا۔ امام نے فرمایا کہ تو عجبی ہے۔ بلکہ دل کا عجبی ہے۔ عرب سے رجوع کو نالائق

حاشیہ نمبر ۱: سبحن السبوح مؤلفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مدظلہ العالی صفحہ ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷۔

حاشیہ نمبر ۲: سبحن السبوح صفحہ ۹۵، ۹۶۔

جانتے ہیں۔ اور وعید سے درگزر کو کرم۔ معتزلہ حکایت کرتے ہیں اس پر عمرو نے جواب دیا کیا خدا کو اپنی ذات کا جھٹلانے والا ٹھہرائے گا۔ امام نے فرمایا نہ عمرو نے کہا تو آپ کی حجت ساقط ہوگئی۔ اس پر امام بند ہو گئے۔ (اب امام رازی فرماتے ہیں) میرے نزدیک امام یہ جواب دے سکتے تھے کہ اعتراض تو جب لازم آتا کہ وعید یقینی بلا شرط ہوتی ہے۔ اور میرے مذہب میں تو سب وعیدیں عدم عفو سے مشروط ہیں۔ تو خلف وعید سے معاذ اللہ کلام الہی میں کذب کہاں لازم لایا۔

(۲۸) رد المحتار میں ہے۔ حلیہ میں بعد ختم بحث کے لکھا ہے۔ وحاشا لله ان یراد بجواز الخلف فی الوعد ان لا یقع عذاب من اراد الله لاخبار بعذابه فانه محال علی الله تعالیٰ قطعاً کما ان عدم وقوع نعیم من اراد الله لاخبار عنه بالنعیم محال علیہ قطعاً کیف لا وقد قال الله تعالیٰ ومن اصدق من الله قیلاً ۵ ط ومن اصدق من الله حدیثاً ۵ ط وتمت کلمت ربک صدقا وعد لا لمبدل لکلمته ۵ ط یعنی حاشا لله خلف وعید جائز ہونے کے یہ معنی نہیں کہ اللہ عزوجل نے اس کے عذاب کی خبر دینی چاہی اس کا عذاب واقع نہ ہو یہ تو اللہ تعالیٰ پر قطعاً محال ہے۔ جس طرح یہ باتیں ممکن نہیں کہ اس نے جس کی نعیم کی خبر دینی چاہی اس کے لیے نعیم واقع نہ ہو۔ اور کیونکر اس کی خبر کا کذب محال نہ ہوگا۔ حالانکہ وہ خود فرماتا ہے: ”اللہ تعالیٰ سے کس کا قول سچا ہے“۔ اللہ تعالیٰ سے کس کی بات سچی ہے۔ تیرے رب کی باتیں سچ اور عدل میں کامل ہیں کوئی اس کی باتوں کا بدلنے والا نہیں۔ تو صیح: جیسے میں پہلے امام الطائفہ وہابیہ کا قول نقل کر چکا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو جھوٹ بولنے پر قادر سمجھا جائے۔ یا وہ جھوٹ نہ بول سکے تو انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے زیادہ ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اسی طرح اس امام الطائفہ کے امام ابن حزم نے بھی اپنی کتاب المل والنحل میں اس طرح لکھ دیا ہے کہ انہ تعالیٰ قادر ان یتخذ ولدًا ذلولم یقده و لکان عاجراً یعنی اللہ تعالیٰ اپنے لیے بیٹا بنانے پر قادر ہے۔ اور اگر وہ قادر نہ ہو عاجز ہوگا۔ اس بات کا رد علامہ سید عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی اس طرح فرماتے ہیں۔ وهو هذا (۲۹) مطالبہ فیہ میں حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمۃ ابن حزم کا قول نقل کر کے فرماتے ہیں: فانظر اختلال هذا المبتدع کیف عقل عما یلزم علی هذه المقالة الشيعة من اللوازم التي لا تدخل تحت وهم و کیف فاته ان العجز انه ما یکون لو کان المقصود جاء من ناحية القدرة اما اذا کان لعدم قبول المستحيل تعلق القدرة فلا یتوهم عاقل ان هذا عجز۔ یعنی اس بدعتی (ابن حزم) کی بدحواسی دیکھو۔ کیونکہ غافل ہوا کہ اس قول شنیع پر کیا کیا قباحتیں لازم آتی ہیں۔ جو کسی وہم میں نہ سہائیں اور اس کا وہم کس طرف گیا۔ عجز تو جب ہو کہ قصور قدرت کی طرف سے ہو۔ اور جب یہ وہ ہے کہ محال خود ہی تعلق قدرت کی قابلیت نہیں رکھتا تو اس سے کسی عاقل کو عجز کا وہم نہ گزرے گا اس سے آگے اس طرح پر لکھا ہے۔ بالجملة فذلك التقدير الفاسد بردي الى تخليط عظیم ایقی معہ شی من الایمان ولا من المعقولات اصلاً۔ یعنی یہ تقدیر فاسد کہ (اللہ تعالیٰ محالات پر قادر ہے) وہ سخت درہمی اور برہمی کا باعث ہوگی۔ جس کے ساتھ نہ ایمان رہے۔ نہ اصلاً احکام عقلی کا نشان۔ پھر فرماتے ہیں: وقع ههنا لابن حزم عذبان بين البطلان ليس له

قدوة و رئیس الاشیخ الضللة ابلیس۔ یعنی مسئلہ قدرت میں ابن حزم سے وہ بھکی بھکی بات کھلی باطل واقع ہوئی۔ جس میں اس کا کوئی پیشوا نہ رئیس مگر ہر دار گمراہی ابلیس بلفظہ۔ سبحن السوح عن عیب کذب مقبوح صفحہ ۴۶۔

(۳۰) کنز الفوائد میں اسی قول کے متعلق لکھا ہے: القدرة والارادة صفتان مؤثرتان والمستحيل لا يمكن ان يتاثر بهما اذ يلزم ح ان يجوز تعلقهما باعدام انفسهما واعداد الذات العالیة واثبات الالوهیت لا یقبلها من الحوارث و سلبها عن مستحقها جل و علا فای قصود و فساد و نقص اعظم من هذا و هذا التقدير یودی الی تخلیط عظیم و تخریب جسيم لا یبقى معه عقل ولا نقل ولا ایمان ولا کفر و لعناءة بعض الاشقیاء من المبتدعة عن هذا صرح بلیقینة فانظر عما لهذا المبتدع کیف عمی عما یلزم علی هذا القبول الشنیع من اللوازم التي لا یطرق الیها الوهم۔ یعنی قدرت اور ارادہ دونوں صفتیں مؤثر ہیں۔ اور محال کا ان سے مؤثر ہونا ممکن نہیں۔ ورنہ لازم آئے گا کہ قدرت و ارادہ اپنے نفس کے عدم اور خود اللہ کے عدم اور مخلوق کو خدا بنا دینے اور خالق سے خدائی چھین لینے ان سب باتوں سے متعلق ہو سکے اس سے بڑھ کر کون سا قصور و فساد و نقصان ہوگا۔ اس تقدیر پر وہ سخت درہمی اور عظیم خرابی لازم آئے گی جس کے ساتھ نہ عقل رہے نہ عقل نہ ایمان نہ کفر اور بغض اشقیاء بد مذہب کو جو یہ امر نہ سوجھا تو صاف لکھ گیا کہ ایسی بات پر بھی خدا قادر ہے۔ اب اس بدعتی کا اندھا پن دیکھو کیونکہ اسے یہ سوجھیں وہ شاعتیں جو اس برے قول پر لازم آئیں گی جن کی طرف وہم کو بھی راستہ نہیں۔ بلفظہ۔ سبحن السوح مؤلفہ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ فاضل بریلوی۔ (۳۱) علامہ ترمذی صاحب تنویر الابصار کتاب معین المفتی فی جواب المستفتی میں لکھتے ہیں: ولا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرة علی الظلم والسفۃ والكذب لان المحال لا یدخل تحت القدرة وعند المعتزلة بقدر ولا یفعل۔ یعنی حق تعالیٰ کا ظلم اور بے عقلی اور کذب پر قادر ہونے سے موصوف ہونا ناروا ہے۔ کیونکہ محال قدرت کے نیچے داخل نہیں ہوتا ہے۔ اور معتزلہ کے نزدیک قادر ہے۔ اور کرتا نہیں۔ بلفظہ۔ تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مؤلفہ حضرت مولوی غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمۃ صدقہ علماء حرمین شریفین۔ (۳۲) حاشیہ متن سنویہ میں علامہ ابراہیم باجوری لکھتے ہیں: القدرة لا متعلق بالمستحيل فلا ضیر فی ذلك كما لا ضیر فی ان یقال لا یقدر اللہ علی ان یتخذ ولدا اوز وجتہ او نحو ذلك۔ (۳۳) کفایۃ العلوم فی علم الکلام۔ ومن الجهل قوله من قال ان اللہ قادر علی ان یتخذ ولدا الا انه لا تعلق القدرة بالمستحيل واتخاذ الولد مستحيل والا یقال انه اذ لم یکن قادر علی اتخاذ الولد کان عاجزا لا تاتقول انما یلزم العجز لو کان المستحيل من وظيفة القدرة ولم تتعلق به مع انه لیس من وظیفتها الا الممكن۔ اہ۔ یعنی یہ قول جہالت کا ہے کہ جو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اولاد پیدا کرنے پر قادر ہے۔ یاد رکھو کہ اس کا تعلق قدرت کے ساتھ نہیں محال کی وجہ سے اور اولاد پیدا کرنا خدا کے لیے محال ہے یہ نہیں کہا جاتا کہ جب اللہ تعالیٰ اولاد پیدا

کرنے پر قادر نہ ہو تو عاجز ہوگا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ عجز لازم نہیں آتا اگر محال قدرت کے لیے مقرر ہوتا لیکن وہ اس کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ اس کا تعلق صرف ممکن کے ساتھ ہے۔

(۳۴) رد المحتار شرح در مختار صفحہ ۳۵۱، سطر ۱۲ جلد اول مقبولہ عرب و عجم میں ہے: يجوز خلف الوعيد فظاهر ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعة قائلون بجوازه لانه لا یعد نفصا بل جودا و کرمًا۔ و صرح التفتازانی وغیرہ بان المحققین علی عدم جوازه و صرح اسفی بانہ الصحيح لا استحالة علیہ تعالیٰ لقوله وقد قدمت علیکم بالوعید ما یبدل القول لدی وقوله تعالیٰ ولن یحلف اللہ وعده ای وعیدہ۔ بلفظہ۔ یعنی کیا خلف وعید جائز ہے۔ جیسا مواقف اور مقاصد میں لکھا ہے۔ کہ اشاعرہ اس کے جواز کے قائل ہیں۔ کیونکہ یہ عیب نہیں۔ بلکہ بخشش اور کرم ہے۔ لیکن تفتازانی وغیرہ محققین نے تصریح کی ہے کہ خلف وعید جائز نہیں ہے۔ اور امام نسفی نے بھی اس پر تصریح کی ہے کہ خلف وعید اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ اور یہی صحیح ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وقد قدمت علیکم بالوعید ما یبدل القول لدی اور ولن یحلف اللہ وعده ای وعیدہ یعنی بے شک ہم نے پہلے بھیجی تھی۔ تمہاری طرف اپنی وعید۔ اور نہیں بدلی جائے گی میرے پاس سے کوئی بات۔ اور اللہ ہرگز خلاف نہ کرے گا اپنے وعدہ اور وعید کے۔

(۳۵) حاشیہ شرح عقائد علامہ رمضان افندی علیہ الرحمۃ میں درج ہے: وزعم بعضهم من اهل السنة ای فی الجواب عن تمسک المعتزلة وهو لیس بمرضی عند الشافعی رحمته ۱۰ تعالیٰ ان الخلف کرم فیجوز من اللہ تعالیٰ و المخففون علی خلافہ کیف ای کیف یجوز الخلف من اللہ تعالیٰ فی الوعيد وهو ای الخلف تبديل للقول وقد قال اللہ تعالیٰ ما یبدل القول لدی الآیہ۔ بلفظہ۔ من کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مقبولہ حرمین شریفین صفحہ ۳۱۸ یعنی بعض اہلسنت نے معتزلہ کے جواب میں یہ زعم کیا ہے کہ خلف وعید کرم ہے۔ یہ حق تعالیٰ پر روا ہے۔ حالانکہ یہ زعم خود امام شافعی کے نزدیک بھی ناپسند ہے۔ اور محققین اس کے خلاف پر ہیں۔ حق تعالیٰ سے خلاف وعید کیونکر روا ہو کہ یہ تبدیل قول ہے۔ اور قرآن میں حکم ہے کہ خدا کے نزدیک بات نہیں بدلتی۔ (۳۶) معین المفتی فی جواب المستفتی علامہ محمد بن عبد اللہ الترمذی صاحب تنویر الابصار حنفی العضمین الکفر لا یجوز عقلا خلافا لاشعری وتخلید المؤمنین فی النار و الکافرین فی الجنة یجوز عقلا عندہم الا ان السمع ورد بخلافہ وعندنا لا یجوز بلفظہ تقدیس الوکیل صفحہ ۳۱۸ یعنی کفر کی بخشش عقلاً بھی جائز نہیں۔ خلاف اشعری کے۔ اور مومنوں کا ہمیشہ دوزخ میں رہنا۔ اور کافروں کا بہشت میں ہونا اشعری کے نزدیک روا ہے۔ مگر دلیل سمعی اس کے برخلاف ہے۔ اور ہمارے نزدیک جائز نہیں۔ (۳۷) عمدۃ من الحنفیۃ علامہ ابوالبرکات النسفی کی کتاب میں ہے۔ تخلید المؤمنین فی النار و الکافرین فی الجنة یجوز عقلا عندہم یعنی الاشاعرۃ الا ان السمع ورد بخلافہ وعندنا معشر الحنفیۃ لا یجوز۔ بلفظہ۔ تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مقبولہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً صفحہ ۳۱۸ یعنی مومن کا ہمیشہ دوزخ میں رہنا۔ اور کافر کا بہشت میں ہمیشہ رہنا اشاعرہ کے نزدیک صرف عقلاً جائز ہے۔ مگر دلیل سمعی اس کے برخلاف ہے۔ اور ہم حنفیوں کے

نزدیک عقلاً و سمعاً ناجائز ہے۔ لیجئے مولوی جی یہ ہے مذہب اہلسنت و جماعت کا علم کلام کی کتب سے۔ اور وہ مذہب مردود اور مطرود ہے۔ جو آپ فرماتے ہیں کہ خلف وعید کے تمام اہلسنت قائل ہیں۔ اور آپ کا یہ مذہب کہ خدا تعالیٰ تمام مشرکین اور کفار فرعون و ہامان و نمرود وغیرہم کو بہشت میں داخل کرے گا۔ یا کر سکتا ہے۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام و اصدقا و شہداء، صلحاء، اولیاء، قطب و غوث اور سائر مسلمین مومنین کو دوزخ میں داخل کرے گا۔ یا کر سکتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ کیا خداوند کریم غفور الرحیم ایسا کرے گا یا کر سکتا ہے کہ جو فرمایہ دار خاص و اکمل مقبول بندگان الہی ہیں، ان کو دوزخ میں داخل کرے گا اور جو شر الاشرار کفارنا ہنجار مشرکین کبار ہیں، ان کو بہشت میں داخل کرے۔ لاحول و لا قوۃ۔ یہ صریح ظلم اور کذب قبیح ہے۔ جو حق تعالیٰ پر محال زیر قدرت کے قابل نہیں۔ جس کا کوئی بھی مسلمان تمام مذاہب کا حتیٰ کوئی غیر مسلم بھی قائل نہیں۔ ہاں اگر قائل ہیں۔ تو معتزلہ یا وہابیہ دیوبندیہ ہیں۔ دیکھو مذہب معتزلہ یہ ہے: المزاد اریۃ ہو ابو موسیٰ عیسیٰ بن صلیح المزدار ہذا لقبہ من باب الافتعال عن الزیادۃ وهو تلمیذ بشر اخذ العلم منه ویزہد حتیٰ مسمیٰ راہب المعتزلۃ قال اللہ تعالیٰ قادر علیٰ ان یکذون بظلم۔ یعنی مزداریہ وہ موسیٰ عیسیٰ بن صلیح ہے۔ مزدار اس کا لقب ہے۔ باب افتعال میں سے لفظ زیارت سے۔ اور وہ بشر کا شاگرد ہے۔ اس سے اس نے علم حاصل کیا۔ اور اس نے ایسا زہد کیا کہ اس کا نام معتزلہ فرقہ کا راہب ہو گیا۔ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے اور ظلم کرنے پر قادر ہے۔ اس کے آگے شارح علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ولو فعل لکان الہا کاذباً ظالماً تعالیٰ اللہ عما قال علوا کبیراً بلفظہ۔ شرح مواقف صفحہ ۷۹۵۔ معتزلہ کا مذہب یعنی اللہ تعالیٰ ایسا کام کرے تو وہ جھوٹا اور ظالم ہوگا۔ مگر اللہ تعالیٰ بڑا بزرگ اور عالی ہے۔

توضیح: اس جگہ پر ایک امر کا اظہار بھی قابل دید ہے کہ آپ کے بھائیوں نے کتاب شرح مواقف اپنے بھائی مرزائیوں کو دے کر عدالت میں اس کی یہ عبارت صرف جملہ و ہما من الممكنات تشملہا۔ صفحہ ۷۹۹ کے لکھوائی۔ مگر اس کے معنی نہ لکھوائے۔ اور میں نے کہا کہ اس کے آگے پیچھے سے بھی عبارت لکھواؤ جو سمجھ میں آجائے کہ یہ کن لوگوں کا مذہب ہے۔ عدالت نے کہا کہ جو ملزمان لکھواتے ہیں اتنا ہی لکھواؤ۔ جب تمہاری باری آئے گی باقی اس وقت لکھوا دینا۔ مگر افسوس کہ جب میری باری آئی تو عدالت نے مکر رسوالات کو جو میرا قانونی حق تھا لکھنے سے انکار کیا (انکار عدالت) اب میں بتلاتا ہوں کہ اس جملہ سے ملزمان کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وعدہ اور وعید دونوں کے برخلاف کرنے پر قادر ہے۔ اول تو یہ کہ یہ جملہ عبارت المقصد الخامس فی فروع للمعتزلۃ کے نیچے درج ہے۔ دوم یہ کہ جملہ مذکور تمام شرح عقائد کی عبارات کے جو میں لکھ چکا ہوں مخالف ہے۔ کیونکہ وہ بار بار اپنی کتاب میں فرما رہے ہیں: کہ الکذب نقص و النقص علی اللہ تعالیٰ محال اور مذہب معتزلہ کو بھی صاف فرما رہے ہیں کہ وہ کذب اور ظلم پر اللہ تعالیٰ کو قادر جانتے ہیں۔ سوم اس جملہ کی تردید علامہ دوانی بھی فرما رہے ہیں جن کی عبارت صفحہ ۲۷۷ فقرہ ۱۱ میں لکھ چکا ہوں۔ پس ثابت ہوا کہ ان وہابیوں کا مذہب معتزلہ کا مذہب ہے۔ اور انہیں کا کاسہ لیس ہے۔ اور بس۔

دیگر کتب دینیہ اہلسنت و جماعت سے خلف وعید یا کذب

باری تعالیٰ کے ناجائز ہونے کا ثبوت

(۱) فتوح الغیب کی شرح فارسی شیخ محقق محمد عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مقالہ ۲۲ صفحہ ۲۵۵-۲۵۶۔ اشکال دریخا اینست کہ فرمودہ اندوعدہ کہ بعارف از درگاہ خداوندے میرود گاہے وفا کردہ نمیشود و آں موعود بایشاں رسائندہ نمیشود پس ایں خلاف دروعدہ حق لازم مے آید و آں باتفاق روانہ بود الخ۔ بلفظہ۔

(۲) غنیۃ الطالبین حضرت پیران پیر علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۹۹-۲۰۰۔ اما الفصل الاول فیما لا یجوز اطلاقہ علی البادی عزو جل من الصفات و یستحل الخ یعنی پہلی فصل جس میں وہ باتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پر اطلاق کرنا جائز نہیں اور وہ اس کی صفات میں محال ہیں۔ اس میں بہت سی باتیں لکھ کر حضرت غوث پاک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ محال ہے۔

(۳) غنیۃ الطالبین حضرت پیران پیر علیہ الرحمۃ صفحہ ۵۶۱۔ قوله احیب و استجیب خبر و الخبر لا یعتبر علیہ النسخ لانہ اذا نسخ صار بخبر کاذباً و تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیراً او خبر اللہ تعالیٰ لا ینع بخلاف مخبرہ الخ۔ بلفظہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں قبول کرتا ہوں اور استجیب خبر ہے انشاء نہیں۔ اور خبر پر نسخ عارض نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر خبر منسوخ ہو جائے تو بخبر (خبر دینے والا) جھوٹا ہو جائے گا۔ اور خداوند تعالیٰ اس سے بزرگ اور بلند ہے (پاک ہے) اور اللہ تعالیٰ کی خبر خلاف واقع نہیں ہو سکتی۔

(۴) مکتوبات حضرت شیخ احمد علیہ الرحمۃ امام ربانی مجدد الف ثانی کا مکتوبات نمبر ۲۶۶۔ عقائد اہلسنت و جماعت جلد اول میں فرماتے ہیں۔ و تعالیٰ از جمیع نقائص و سمات حدود منزہ و مبرا است۔ بلفظہ۔

(۵) ایضاً مکتوب نمبر ۲۶۶ جلد اول۔ اردو ترجمہ یہ ہے اور آیت کریمہ: فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسالہ خصوصیت پر دلالت نہیں کرتی۔ ہو سکتا ہے کہ اس جگہ وعدہ خلافی کے نہ ہونے کا اقتضار و انحصار اس سبب سے ہو کہ وعدہ سے اس جگہ مراد رسولوں کی نصرت اور فتح اور کفار پر ان کا غلبہ ہے۔ اور یہ بات وعدہ اور وعید پر متضمن ہے۔ یعنی رسولوں کے لیے وعدہ ہے۔ اور کفار کے لیے وعید پس گویا اس آیت میں خلف وعدہ کی بھی اور خلف وعید کی بھی نفی ہے۔ فالایۃ مستشہد علیہ لالہ۔ نیز وعید میں خلاف ہونا وعدہ کی طرح کذب کی مستلزم ہے۔ اور یہ بات حق تعالیٰ کی بلند بارگاہ کے مناسب نہیں۔ یعنی حق تعالیٰ نے ازل میں جان لیا تھا کہ کفار کو ہمیشہ کا عذاب نہ دوں گا۔ اور پھر باوجود اس بات کے کہ کسی مصلحت کے لیے اپنے علم کے خلاف کہہ دیا۔ کہ ان کو ہمیشہ کا عذاب کروں گا۔ اس امر کا تجویز کرنا نہایت ہی برا ہے۔ بلفظہ۔ اردو ترجمہ مکتوبات جلد اول، صفحہ ۵۱۹۔

(۶) حسن العقیدہ مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ۔ ولا یصح علیہ الحرکۃ والانتقال والتبدل فی ذاته ولا فی الصفاتہ ولا الجہل ولا الکذب۔ بلفظ۔ صفحہ ۶، سطر ۴۔ یعنی اللہ تعالیٰ پر حرکت کا کرنا یا انتقال کرنا یا بدلتا صحیح نہیں ہے۔ نہ ذات میں نہ صفات میں اور نہ جہل اور نہ جھوٹ اس میں ہے۔

(۷) شرح فقہ اکبر ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری صفحہ ۱۲۸۔ مطبوعہ گلزار محمدی لاہور ومنہا ان خلف الوعد کرم فیجوز من اللہ تعالیٰ والمحققون علی خلافہ کیف ہو تبدیل القول وقد قال اللہ تعالیٰ ما یبدل القول لدی ای بوقوع الخلف فیہ یعنی لا تبدیل ولا خلف القولی فلا یطعمون ان ابدل وعیدی۔ بلفظ۔ یعنی بعض کا قول ہے کہ خلف وعید کرم ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے لیے اس کا کرنا جائز ہے۔ لیکن محققین اس کے خلاف ہیں۔ یعنی جہاں نہیں کہ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے قول کو تبدیل کرے۔ اور تحقیق فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ میرا قول تبدیل نہیں ہوتا۔ یعنی اس میں خلاف وعدہ و وعید وقوع میں نہیں آتا ہے۔ یعنی میری بات میں نہ تو خلاف ہے اور نہ تبدیلی۔ اور یہ خیال مت کرو کہ میں اپنی وعید تبدیل کرتا ہوں۔ یا کرنے والا ہوں۔

(۸) شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۶۹۔ انہ لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ انہ یقدر ولا یفعل۔ بلفظ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو ظلم پر قادر ہونا نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر محال ہے اور یہ کہ محال قدرت کے نیچے نہیں ہے۔ لیکن معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ قادر ہے کرتا نہیں۔

(۹) فتاویٰ عالمگیری اردو جلد دوم صفحہ ۸۳۵ تا ۸۳۷۔ اگر کسی نے وصف کیا اللہ تعالیٰ کو ایسے وصف سے جو لائق شان الہی نہیں ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کو جہالت یا عاجزی یا نقص کی طرف منسوب کیا تو وہ کافر ہوگا۔ بلفظ۔

(۱۰) مجمع الانہار شرح ملتقی الا بحر جلد اول مصری صفحہ ۲۲۹، سطر ۳۔ (کلمات کفر) اذا نکر صفته من صفات اللہ او الکفر وعده او وعیده او جعل له شریکا او ولدا او زوجہ او نسبته الی الجہل او العجز او النقص الخ یکفر۔ بلفظ۔ یعنی یا انکار کرے اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کسی ایک منفعت کا یا انکار کرے وعدہ یا وعید کا۔ یا اس کا شریک بنائے یا اولاد یا عورت بنائے۔ یا اس کی نسبت جہل یا عاجزی یا کسی نقص کی طرف کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔

(۱۱) غایۃ الاوطار ترجمہ اردو در مختار جلد دوم، صفحہ ۵۱۳، سطر ۱۲۔ جو شخص حق تعالیٰ کو بصفات ناقصہ موصوف کرے۔ یا اس کے نام مقدس سے یا اس کے کسی حکم سے مسخر اپن کرے یا اس کا کوئی شریک یا فرزند یا زوجہ ٹھہرا دے یا اس علیم و قدیر کی طرف جہل یا عجز یا نقصان کی نسبت کرے وہ کافر ہے۔ بلفظ۔

(۱۲) ضمان الفردوس مفتی عنایت احمد علیہ الرحمۃ صفحہ ۳۱، سطر ۱۶۔ جس کلمہ میں بے ادبی ہو اللہ تعالیٰ کی جناب میں یا انکار ہو خدا تعالیٰ کی صفات کمال کا یا اثبات ہو کسی عیب و نقصان کا۔ ایسا کلمہ یقیناً کفر ہے۔ بلفظ۔

(۱۳) خلاصہ رسالہ تقدیس الرحمن عن کذب والنقصان مولوی محمد لدھیانوی جد فاسد مولوی عبداللہ معترض سکنہ

ریاست پٹالہ۔ اب میں آپ کے جد فاسد مولوی محمد صاحب لدھیانوی کی کتاب تقدیس الرحمن عن کذب والنقصان سے دکھلاتا ہوں۔ اس کو کھول کر اپنے سامنے رکھیے اس کے صفحات ۱-۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰ کو ملاحظہ کیجئے۔ اور شرم سے سر جھکائیے۔ اس شرم سے نہیں جو آپ کے بازار میں بکتی ہے بلکہ اس شرم سے جو خداوند تعالیٰ نے جسم میں ودیعت فرمائی ہے۔ اور مذہب حق کو قبول کیجئے۔ وہ ہوندا۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین۔ ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اصدق الصادقین کے کذب کا قائل ہے۔ جیسا کہ مولوی اسماعیل صاحب کے رسالہ یکروزی میں لکھا ہے کہ اگر مراد از محال منتع لذاتہ است کہ تحت قدرت الہیہ داخل نیست پس لاسلم الخ صفحہ ۲ اور مولوی خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا تو میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے۔ الخ انتہی مختصر صفحہ ۳، سطر ۳۔

الجواب

فریق اول کا دعویٰ کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں کذب ممکن ہے۔ سخت بیجا ہے۔ کیونکہ ممکن اس کو کہتے ہیں جس کا ہونا نہ ہونا دونوں برابر ہوں الخ صفحہ ۳، سطر ۱۰۔ اور کذب جناب باری کی کلام میں معصات سے ہے۔ کیونکہ عدم اس کا برخلاف ممکن کے ضروری ہے۔ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے علماء اہل اسلام نے کذب کا امتناع ثابت کیا ہے۔ کتب تفاسیر و عقائد و اصول میں یہ مسئلہ مشروحاً موجود ہے۔ الخ صفحہ ۳۔ اس کے آگے مولوی صاحب آپ کے جد فاسد نے قرآن شریف و تفاسیر و علم عقائد سے دلائل مفصل لکھے ہیں۔ اور اچھی روشنی اس مسئلہ پر ڈالی ہے۔ اور اس کے آگے لکھتے ہیں: اس مسئلہ میں اسماعیل صاحب نے اعلیٰ درجہ کی غیر مقلدی کا رتبہ حاصل کیا ہے۔ کیونکہ ادنیٰ درجہ کی غیر مقلدی تو صرف یہی ہے کہ ہم امامان دین کی تقلید نہیں کرتے آیات و احادیث پر عمل بموجب فہم اپنے کے کرتے ہیں۔ اور اعلیٰ درجہ کی غیر مقلدی یہ ہے۔ کہ قرآن و حدیث کی بھی تقلید نہ کی جائے جیسا کہ اپنے زعم میں آئے گویا آیات قطعیہ اور جمہور عقلا کے مخالف ہو درست ہے جب مولوی اسماعیل صاحب کذب کا امکان کلام ربانی میں مخالف اولہ نقلیہ اور عقلیہ کے جائز رکھ کر تبیین مورد آیت شریف فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً لیضل الناس بغیر علم ان اللہ لا یھدی القوم الظالمین کے ہوئے یعنی خدا کی ذات اور صفات میں افترا کرنے والا مستوجب سخت تر وعید شدید کا ہے اعاذنا اللہ منہ۔

اور جو مولوی خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ امکان کذب کا مسئلہ جدید کسی نے نہیں نکالا۔ قدما میں خلف وعید کا مسئلہ اختلافی قدیمی ہے۔ اور امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے۔ انتہی ملخصاً بالکل بے بنیاد ہے۔ متقدمین سے کوئی امکان کذب کا قائل نہیں ہوا۔ خلف وعید اگرچہ بعض اشاعرہ کے نزدیک جائز ہے۔ لیکن جمہور محققین نے بسبب استلزام

کذب کے جو اجماعاً متقدمین کے نزدیک ممتنع ہے۔ غیر جائز قرار دیا ہے۔ اور بعض کی مخالفت کو جمہور کے مقابلہ میں امتحان نہیں۔ الخ صفحہ ۸۔

حاصل کلام و خلاصہ مرام یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اول غلطی مولوی اسماعیل صاحب سے شاید زمانہ غیر مقلدی میں سرزد ہوئی۔ اب مولوی خلیل احمد صاحب نے اس کو مسئلہ اختلافی قدیمی قرار دے کر آتش فتنہ کو از سر نو افروختہ کیا۔ جس میں مولوی رشید احمد صاحب بھی بسبب ثبت کرنے مہر اپنی کے اس زمرہ میں شمار کیے گئے۔ الخ صفحہ ۱۳۔

لیجئے مولوی صاحب! اس تمام تحریر جد فاسد پر ایمان لا کر مولوی اسماعیل کو اعلیٰ درجہ کا غیر مقلد تصور کریں۔ اور ان کو زیر دہم آیت شریف فمّن اظلم الا یہ میں داخل اور باقی مولوی رشید احمد صاحبان کو بھی شامل کریں۔ اور مذہب اہلسنت و جماعت اختیار کریں۔ اور آئندہ کبھی یہ لفظ زبان پر نہ لائیں۔ کہ تمام اہلسنت خلف و عید کے قائل ہیں۔ اگر آپ کسی اور کی بات نہیں مانتے تو خیر لیکن اپنے جد فاسد ماجد کی تحریر پر تو ضرور ایمان لائیں۔ اور معتزلہ میں شمار نہ ہوں۔ اور نہ خوارج میں۔ (۱۴) فتاویٰ قادریہ مصنفہ مولوی محمد صاحب لدھیانوی جد فاسد مولوی معترض میں مولوی رشید احمد صاحب دیوبندی کی کیفیت اور مسئلہ کذب باری تعالیٰ۔ مولوی صاحب! اب آپ ایک دوسری کتاب اپنے جد فاسد کی اپنے ہاتھ میں لے کر اس کے صفحہ ۹۴-۹۵ کو دیکھیے کہ وہ آپ کے دیوبندی بزرگ مولوی رشید احمد کی نسبت کیا کچھ تحریر فرماتے ہیں۔ وہ ہذا:- در حقیقت مولوی رشید احمد صاحب اہل نظر نہیں (یعنی نابینا) ہیں۔ کیونکہ پہلا فتویٰ یہ دیا کہ مرزا قادیانی مرد صالح ہے۔ وہ مرزا جس نے دعویٰ کیا ہے کہ اس پر یہ حکم نازل ہوا ہے کہ ہم نے اتارا اس کو قادیان کے قریب۔ پھر یہ فتویٰ دیا کہ مرزا اہل ہوا اور بدعت ہے باوجودیکہ مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا کہتا ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ پھر مولوی صاحب نے یہ فتویٰ دیا کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ اور یہ مخالف ہے قول اللہ تعالیٰ کے کہ اللہ سے زیادہ کوئی سچا نہیں۔ اور اس مفتی نے ہندوستان میں ظہر بعد جمعہ کو منع کر دیا الخ۔ دیکھیے یہاں بھی آپ کے جد فاسد مرحوم نے مولوی رشید احمد صاحب کی کیفیت مسائل کیسی لکھی ہے۔ کہ فتویٰ دیتے ہیں۔ کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ اور ان کے ایسے ہیں کہ کبھی کچھ لکھتے ہیں۔ اور کبھی کچھ۔ (۱۵) فتاویٰ قادریہ مصنفہ مولوی محمد لدھیانوی جد فاسد مولوی معترض میں ایک دوسرے جد فاسد مولوی عبداللہ لدھیانوی کا الہام مولوی رشید احمد کی حالت کی نسبت صفحہ ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲۔

اب آپ ذرا سا فتاویٰ کے صفحہ ۱۴۰ کو دیکھیے کہ آپ کے دوسرے جد فاسد مولوی عبداللہ صاحب کا استخارہ خواب والہام مولوی رشید احمد آپ کے بزرگ دیوبندی کی نسبت کیا کہہ رہا ہے۔ وہ ہذا:- مولوی رشید احمد صاحب نے جب ۱۳۰۱ھ ہجری میں مرزا غلام احمد قادیانی کو مسلمان صاحب تحریر کیا اس عاجز (مولوی عبداللہ کو نہایت فکر ہوا کہ ایسے شخص کو جو اپنے کلمات کے ضمن میں پیغمبری کا دعویٰ کر رہا ہے مولوی صاحب نے کیسے مسلمان صاحب تحریر دیا۔ جناب الہی میں دعا کر کے سو گیا۔ خواب میں یہ معلوم ہوا کہ تیسری شب کا چاند بد شکل ہو کر لٹک پڑا۔ غیب سے آواز آئی کہ رشید احمد یہی ہے۔ اسی زمانہ سے فتوے ان کے متناقص با دیگرے خیر وجود میں آئے واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ط الرام عبداللہ لدھیانوی۔ بلفظہ۔

(۱۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الا ان وعدہ اللہ حق ولکن اکثرہم لا یعلمون ۵ یعنی خبردار ہو جاؤ اور ہوش کرو اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے (اس کے خلاف ہرگز نہ کرے گا) لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور نہیں سمجھتے۔ اس میں ایک خاص نکتہ ہے وہ یہ کہ جملہ آیت شریفہ: ولکن اکثرہم لا یعلمون ۵ کے اعداد جمل (۱۱۱۰) گیارہ سو دس ہیں اور ادھر جماعت جموع ہندو باہیہ نجدیہ اسمعیلیہ دیوبندیہ کے بھی وہی اعداد جمل گیارہ سو دس (۱۱۱۰) ہیں۔ جو خلف و عید و وعدہ کے قائل ہیں۔ (۱۷) اب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال دکھاتا ہوں۔ جو آپ کے برادران کے برادر ہیں۔ اس سبب سے آپ کے بھی بھائی ہوئے گو اس وقت کا فرد مرتد میں (الف) براہین احمدیہ مصنفہ قادیانی صفحہ ۱۲۴ باقی سب مؤخذ اس قصور سے جو خدا کو ہر ایک طرح کے نقصان سے جو اس کے کمال تام کے منافی ہے پاک سمجھتے تھے بلفظہ۔ صفحہ ۱۲۴۔ (ب) براہین احمدیہ ایضاً صفحہ ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴،

بہاولپور میں پہنچے۔ منظور جی جناب نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاول ماہ شوال ۱۳۰۶ھ میں مناظرہ مناظرہ مسائل پر ہوا۔ اور مولوی خلیل احمد صاحب مغلوب ہوئے۔ اور سخت ذلت کے ساتھ ریاست موصوف سے نکال دیئے گئے۔ اسی وقت علماء پنجاب نے یوں فتویٰ دیا کہ یہ شخص خلیل احمد مع معاونین کے وہابی ہے اور اہلسنت سے خارج ہے۔ فتویٰ مذکور طبع ہو کر شائع ہو گیا۔ اس کے بعد مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ تمام کاغذات بحث کو جو تحریری ہوئی تھی لے کر حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کو تشریف لے گئے۔ اور اخیر ماہ شوال ۱۳۰۷ھ ہجری میں بروقت اقامت مکہ معظمہ کے ان کاغذات بحث کا عربی میں ترجمہ کر کے رو برو علماء مکہ معظمہ کے پیش کیا۔ ان کی تصدیق کے بعد جب آپ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔ تو وہاں کے علماء اور مفتیان باوفا کے رو برو پیش کیا۔ انہوں نے بھی نہایت خلوص سے تصدیق فرمائی۔ اور حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب کی تعریف اور مدح فرمائی۔

براہین قاطعہ کے سات مسائل تھے جن پر مناظرہ ہوا تھا وہ یہ ہیں

اول: امکان کذب باری تعالیٰ صحیح ہے۔ یعنی خداوند تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے یا بول سکتا ہے۔

دوم: امکان نظیر سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحیح ہے۔ یعنی حضور کی طرح اور بھی ہو سکتا ہے۔

سوم: تمام بنی آدم بشریت میں آنحضرت کے برابر ہیں۔

چہارم: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم شیطان لعین کے علم سے کم ہے۔

پنجم: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل میلاد کنھیا کے جنم کے مشابہ ہے۔

ششم: فاتحہ خوانی برہمنوں کے اشلوک پڑھنے کی مانند ہے۔

ہفتم: حرمین شریفین کے مفتیوں کا فتویٰ رشوت خوری کی وجہ سے نامعتبر ہے۔

ان سب مسائل کو سوائے مسئلہ ہفتم کے علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کے رو برو پیش کیا۔ اور مولانا علیہ الرحمۃ نے نہایت دوراندیشی سے مسئلہ ہفتم کو پیش نہ کیا تا کہ نہ سمجھا جائے کہ علماء و مفتیان ہر چہ ائمہ اہب ابقا، ہم اللہ تعالیٰ کو کسی قسم کا اشتعال طبع پیدا ہو گیا ہو۔ انہوں نے ہر شش مسائل کی تصدیق فرماتے ہوئے حسب ذیل تحریر فرمایا:-

(۱) خلاصہ مختصر مکہ معظمہ کے مفتی حنفی صاحب کی تحریر کا ترجمہ

میں اپنے رب کو پاک جانتا ہوں۔ اور دروغ و ناشکرے کی گفتگو سے۔ جس نے اپنی کتاب کا نام براہین قاطعہ رکھا ہے۔ اس کا حکم سوا اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ جلا داس کے بدن سے گردن کاٹ دے تاکہ بگڑ جاہلوں کے لیے عبرت ہو۔ اختصاراً۔

(۲) مکہ معظمہ کے مفتی شافعی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ

صاحب براہین اور اس کے شیطانوں اور اہل زلیغ و زندیقوں سے ہیں۔

(۳) مکہ معظمہ کے مفتی مالکی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ

براہین والے بدعتی اور گمراہ ہیں۔

(۴) مکہ معظمہ کے مفتی حنبلی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ

تحقیق جو ذات پاک باری تعالیٰ کو کذب سے متصف کرے بے شک وہ راہ بھولا ہوا اور مخالف ہوا اجماع کا۔ اور موصوف ہوا کفر سے اگر تو بہ اور اس سے رجوع نہ کرے۔

(۵) مدینہ منورہ کے مفتی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ

بے شک میں نے مطالعہ کیا اس مضبوط ردّ اور اعتراضات کا جو لاغراور فرہ میں فرق کرنے والا ہے۔ وارد ہیں۔ مؤلف براہین پر جو جنگل کی ریت پر راہ دکھائی ہے۔ اور اس کی سخت بری باتیں کا ذب کی کم عقلی پر دلیل ہیں۔ پس مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ صاحب براہین گمراہی کے دریاؤں میں گہرے غوطے لگا کر حق تعالیٰ سے مستحق رسوائی ہے۔

(۶) مدینہ منورہ کے ایک بڑے مدرس کی تحریر کا مختصر خلاصہ

جو اس بزرگ مؤلف رسالہ تردید نے صاحب براہین اور اس کے بدکار مریدین سے مقولے نقل کیے ہیں صریح کفر اور زندقہ ہے۔

پھر اس کے بعد ۱۳۱۴ھ ہجری میں یہ پاک کتاب مستطاب دیگر علماء کرام کی تقریظ سے مکمل ہو کر ۳۲۴ صفحہ کے حجم سے مع ترجمہ اردو صدیقی پریس قصور ضلع لاہور میں طبع ہو کر شائع ہوئی اور اہلسنت و جماعت کے لیے فیض عام ہوئی۔ اس میں مولانا پایہ حرمین شریفین حضرت مولوی محمد رحمت اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر کی استاد الاستاد گروہ دیوبندیہ کی بھی مفصل و مشرح تقریظ درج ہے۔ جو قابل ملاحظہ و اطمینان دل حزن ہے۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ عقیدہ نمبر ۱۹ مولود شریف میں درج ہوگی۔ وہاں ملاحظہ کیجئے۔ تاکہ گروہ دیوبندیہ کی کیفیت واقعی معلوم ہو۔ اس کے بعد حضرت حاجی حرمین شریفین صوفی کامل مرشد ارشد گروہ دیوبندیہ اعنی حضرت محمد امداد اللہ فاروقی چشتی مہاجر کی علیہ الرحمۃ نے اس طرح تحریر فرمایا ہے:

تحریر بالا صحیح اور درست ہے۔ مطابق اعتقاد فقیر کے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تب کو جزا خیر دے۔ شعر

بے سبب گر عز بما موصول نیست قدرت از عزل سبب معزول نیست

نمبر
محمد امداد اللہ فاروقی

یادداشت: اس کتاب لا جواب کا جواب آج تک نہیں ہوا۔

یادداشت دیگر: اس مسئلہ کذب باری تعالیٰ کے امکان میں نہایت مفصل و مدلل و مشرح و مکمل کتاب سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح نام اعلیٰ حضرت فاضل ابن فاضل اجل مجدد مائتہ حاضرہ مولانا محمد احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی۔ اہل اللہ تعالیٰ نے لکھ کر شائع فرمائی۔ جس نے تمام گروہ وہابیہ کو مذہب یوح کر دیا۔ اور جواب نہ ہو سکا۔ قابل دید کتاب ہے۔ جزاءہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

ایک عیسائی اور ایک دیوبندی مولوی وہابی کی گفتگو کذب مقبوح پر

عیسائی: ہم کہتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں۔ دلیل یہ ہے کہ ان کا کوئی باپ نہیں۔ اور خدا ہی ان کا باپ ہے۔ مریم ان کی ماں ہے۔ اگر خدا کے بیٹے نہیں ہیں تو کیوں؟ دیوبندی: ہمارے قرآن میں اس کی نفی ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لم یلد ولم یولد نہ تو خدا کسی کا بیٹا ہے اور نہ خدا کا کوئی بیٹا ہے۔ یہ دلیل کافی ہے۔

عیسائی: مولوی صاحب آپ کے مذہب میں یہ بھی ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ اور وہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ نیز یہ کہ خدا اپنی اولاد پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو عاجز ہے۔ اور عاجز خدا نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی کہ انسان تو جھوٹ بولتا ہے۔ اور بول سکتا ہے۔ اگر خدا جھوٹ نہ بولے۔ یا جھوٹ نہ بول سکے۔ تو انسان خدا کی قدرت پر کامل ہوگا۔ اور خدا ناقص، اور خدا ناقص نہیں ہو سکتا۔ انسان تو بیٹا پیدا کرے۔ اور خدا نہ کر سکے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اور یہ بات بھی تم قرآن سے کہتے ہو کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ پھر کیونکر خدا نے حضرت عیسیٰ اپنے بیٹے کو پیدا کیا؟ اور جو دلیل آپ نے قرآن سے دی۔ ممکن ہے وہ جھوٹ ہو۔ جب کہ خدا جھوٹ پر قادر ہے۔ دیوبندی: یہ سب باتیں سچ ہیں۔ لیکن ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا نہیں مانتے۔ ہاں ان اللہ علیٰ کل شیء قدير۔ خدا کا کلام صحیح ہے۔ بے شک وہ ہر چیز کے کرنے پر قادر ہے۔ عیسائی: بس مولوی صاحب آپ نے مان لیا کہ خدا تعالیٰ ہر چیز کے پیدا کرنے پر قادر ہے۔ تو حضرت عیسیٰ کے پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ جب انسان اس کی مخلوق اولاد پیدا کرنے پر قادر ہے تو وہ خدا قادر مطلق کیونکر اپنا بیٹا پیدا نہیں کر سکتا۔ اگر نہیں کر سکتا تو پھر انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے زیادہ ہو جائے گی۔ اور یہ ممکن نہیں۔ دیوبندی: ہاں یہ بات تو صحیح ہے۔ اور یہی ہمارا مذہب ہے۔ عیسائی: اگر صحیح ہے تو حضرت مسیح بھی خدا کے بیٹے صحیح ہیں۔ فہو المراد۔ دیوبندی: چپ۔ لیجئے مولوی صاحب! اب اس بحث کا خاتمہ ہے۔ اس سے زیادہ لکھنا طوالت ہے۔ خدا کرے آپ کی سمجھ میں آجائے اور آئندہ نہ کہیں کہ خلف و عید یا خدا کا جھوٹ بولنا جائز اور تمام اہلسنت کا مذہب ہے۔ بلکہ یہ مذہب معتزلہ اور خوارج کا ہے۔

باب دوم

عقائد نمبر ۲-۳-۴- وہابیہ، دیوبندیہ

عقیدہ نمبر ۲:-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیے۔ ملخصاً

عقیدہ نمبر ۳:-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چار سے بھی ذلیل ہیں۔ ملخصاً

عقیدہ نمبر ۴:-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے روبرو ایک ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ ملخصاً

قول:

توضیح مطالبہ نمبر ۲ بر عقائد نمبر ۲-۳-۴- آپ کے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۲ یہ لکھا ہے کہ تقویت الایمان میں مولوی اسماعیل شہید نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیے۔ اور عقیدہ نمبر ۳ بھی اسی حوالہ پر لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چار سے بھی ذلیل ہیں۔ اور نمبر ۴ یہ کہ اس کتاب میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ صاحبان! میں نے ان ہر سہ عبارات کی تلاش ساری تقویت میں کی لیکن یہ عبارات جن حروف سے آپ نے انہیں لکھا ہے۔ کہیں نظر نہ پڑیں۔ جس سے ثابت ہوا کہ آپ نے مخلوق خالق کو مغالطہ میں ڈالنے کی غرض سے جھوٹ موٹ وضع کر کے مولوی اسماعیل صاحب مرحوم کے سر تھوپ دیا۔ ان صفحہ ۱۲، سطر ۴۔ اقول: مولوی صاحب افسوس آپ نے میرے اشتہار کو غور سے نہیں پڑھا۔ اور جواب لکھنے بیٹھ گئے۔ اور نہ اشتہار کو نظر غور دیکھا۔ کہ عبارات لفظاً لفظاً تلاش کرنے لگے۔ حالانکہ اشتہار میں ہر سہ عقیدہ کے محاذ اور مقابل میں لفظاً لکھا ہوا موجود ہے۔ اور تقویت کے صفحات ۶۰، ۱۲، ۱۹، ۵۵ کا حوالہ لکھا ہوا ظاہر ہے۔ نہایت افسوس اور تعجب ہے کہ آپ اردو عبارات کو بھی پڑھ نہیں سکتے۔ یا شاید لفظ مخلصاً عربی ہے اس کے معنی آپ کی سمجھ میں نہ آئے ہوں۔ سو میں بتاتا ہوں کہ مولوی صاحب ان عقائد کو میں نے بطور خلاصہ کے لکھا ہے اور صفحوں کا حوالہ دیدیا تاکہ دیکھنے والا ان صفحوں میں نظر اٹھا کر دیکھ لے کہ یہ مضمون مندرجہ اشتہار ان میں موجود اور درج ہے۔ تاہم آپ بعینہ عبارات کو لفظاً لفظاً تلاش کرتے ہیں۔ اور ظاہر عبارت کے خلاصہ کو

بھی نہیں سمجھ سکتے۔ لیجئے اصل عبارت تقویۃ الایمان کی دیکھ لیجئے۔ وہ یوں ہے۔ ف: یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ اور مالک سب کا اللہ ہے۔ بندگی اس کو چاہیے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء و انبیاء، امام و امام زادے۔ پیرو شہید۔ یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ہیں ان کو اللہ نے بڑائی دی ہے۔ وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم کیا ہے۔ ہم ان کے چھوٹے ہیں۔ بلفظ، صفحہ ۶۰، سطر ۲۔ کہیے مولوی صاحب! یہ عبارت آپ کو تقویۃ الایمان میں نظر نہیں آئی۔ اب دوبارہ دیکھیے کہ یہ عبارت اس میں موجود ہے یا نہیں۔ کوئی شبہ نہیں کہ موجود ہے۔ پھر آپ کی نظر کا قصور ہے یا نہیں۔ پھر میں نے مخلوق خالق کو دھوکا دیا ہے۔ یا آپ نے۔ کیا اس میں الفاظ اولیاء، انبیاء درج ہیں یا نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء میں داخل ہیں یا نہیں۔ اور بندہ مقرب الہی ہیں یا نہیں۔ اور جملہ بڑے بھائی ہونے میں داخل ہوئے ہیں یا نہیں۔ اور وہ بڑے بزرگ ہیں۔ یا نہیں۔ اور جملہ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہونے میں داخل ہوئے یا نہیں۔ پھر جملہ سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے میں داخل ہو گئے یا نہیں۔ افسوس! آپ کی سمجھ اور ادو دانی پر کہ آپ اردو عبارت کے سمجھنے کا مادہ بھی نہیں رکھتے۔ اور جواب لکھنے کا حوصلہ۔ علاوہ اس کے تمام علماء کرام عرب و عجم نے جو اس کو سمجھا ہے وہی ہے۔ جو میں نے سمجھا ہے بلکہ آپ کے وہابی بھائیوں نے بھی اسی طرح سمجھا ہے۔ مگر انہوں نے اس سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ اقرار کر کے تاویلات بے سود اور بے معنی کی ہیں۔ تاکہ مولوی اسماعیل کی تحریر غلط ثابت نہ ہو۔ اس کے غلط اور خلاف ہونے کی تحقیق آگے آئے گی۔ مگر معلوم نہیں کہ آپ کیوں انکار کرتے ہیں جب کہ آپ کے امام نے حدیث شریف اکرموا احکام کو پیش کیا ہے۔ علاوہ اس کے آپ اپنے بزرگ مولوی خلیل احمد صاحب کی تحریر کو دیکھ لو۔ وہ لکھتے ہیں: اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کہہ دیا۔ براہین قاطعہ، صفحہ ۳۔

لیجئے آپ کا انکار کیونکر صحیح ہو۔ ذرا سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ ادھر ادھر ہاتھ پاؤں نہ مارئے۔

عقیدہ نمبر ۳

کی پوری عبارت یوں ہے جس پر میرا خلاصہ مضمون ہے۔

(الف) اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ یہ مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی وہ اللہ کی شان کے آگے چہارے بھی ذلیل ہے۔ بلفظ، صفحہ ۱۴، سطر ۱۴۔

(ب) ہمارا جب خالق اللہ ہے۔ اور اس نے ہم کو پیدا کیا ہے۔ تو ہم کو بھی چاہیے کہ ہر کاموں پر اس کو پکاریں۔ اور کسی سے ہم کو کیا کام۔ جیسے کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا۔ تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے۔ دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا۔ اور کسی چوہڑے چہار کا تو کیا ذکر۔ بلفظ، صفحہ ۱۹، سطر ۳۔

حاشیہ: آپ کو اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ۱۲۔

(ج) محض ب انسانی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکار سے لوگوں کو ثابت کیجئے۔ بلفظ، صفحہ ۲۹، سطر ۱۷۔

فرمائیے مولوی جی ہر مخلوق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہیں یا نہیں۔ اور ان کے تفصیلی فقرہ یعنی بڑا ہو یا چھوٹا میں بھی آتے ہیں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان کے سامنے چہار کون ہیں۔ اور چہارے بھی ذلیل کون ہیں۔ ذرا ہوش کیجئے۔ اس عبارت کو قبول کر کے تاویل میں بھی لایعنی کی گئی ہیں۔ جیسے کہ اسی تقویۃ الایمان کے حاشیہ صفحہ ۱۳ میں کسی مجہول الاسم و جال نے تاویل بے عدیل اور ذلیل یہ کی ہے۔ کہ چوہڑے چہار سے بدعتیوں کے زندہ پیر مقصود ہیں۔ پھر آپ نے بھی اسی عبارت کو قبول کر کے گو پہلے انکار ہی سہی اس طرح پر لکھا ہے۔ فوائد الفوائد کے صفحہ ۱۰ پر ہے کہ ”ایمان کے تمام نشود۔ تاہم مخلوق نزدیک اوہم چنان نماں کہ پشک شتر“۔

مولوی صاحب یا تو آپ کہتے ہیں کہ یہ عبارتیں تقویۃ الایمان میں موجود ہی نہیں یا پھر ان کی تاویلیں اور مولوی اسماعیل صاحب شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تائید کے لیے بے سمجھے سوچے عبارتیں لاتے ہیں۔ فرمائیے لفظ ہر اور ہمہ کے ایک ہی معنی ہیں ہرگز نہیں۔ وہاں تو جملہ لفظ ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی درج ہے اور یہاں آپ کی عبارت پیش کردہ میں مخلوق درج ہے اور وہاں لفظ چہار ذی روح لکھا ہے۔ اور یہاں پشک (میٹھی غیر ذی روح تحریر ہے۔ یہ کتنا بڑا فرق زمین و آسمان کا ہے۔ اور آپ کی عبارت کے معنی یہ ہیں۔ جو آپ نہیں سمجھے۔ یعنی ایمان کسی شخص کا کامل نہیں ہوتا۔ جب تک وہ تمام مال و متاع دنیا کا اونٹ کی میٹھی کے برابر نہ سمجھے فرمائیے اس عبارت سے آپ کا منشاء پورا ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہاں فقرہ ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی درج ہے۔ جس میں تمام انسان مع انبیاء علیہم السلام داخل ہیں۔ اسی واسطے آپ کے امام الطائفہ ذی روح انسان ہونے کے لحاظ سے لفظ چہار سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اور یہی آپ لوگوں نے سمجھ کر اپنے امام کی حمایت کرنے میں سرگرمی کی خواہ ایمان رہے یا جائے۔ مگر اپنے ایمان پر کوئی حرف نہ آئے اس لیے اپنے امام کا دھونا دھونے کے لیے کبھی آپ انکار کرتے ہیں۔ اور کبھی اس کی تاویل بے دلیل کرتے ہیں۔ اور کبھی اس کی تائید میں اور کتابوں کی عبارت نامہی سے پیش کرتے ہیں۔ فرمائیے کسی چوہڑے چہار کا تو کیا ذکر۔ کون ہیں۔ کن سے مراد ہے۔ یا بموجب حاشیہ تقویۃ الایمان کی تاویل فضول کے جملہ چوہڑے چہار سے بدعتیوں کے زندہ پیر مقصود ہیں سے مراد ہے۔ لیکن آپ کے امام الطائفہ نے تمثیل سے سمجھا دیا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ تمہارا بادشاہ ہے پھر اور کسی سے تم کو کیا واسطہ یا علاقہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا غلام ہو چکا تو پھر کسی نبی یا رسول یا ولی اور بزرگ وغیرہ بزرگان دین جو نعوذ باللہ منہا چوہڑے یا چہار ہیں۔ ان سے علاقہ نہیں رکھنا چاہیے۔ لیجئے پوری تشریح یوں ہوئی۔ جس کو آپ کے امام الطائفہ بیان کر رہے ہیں۔ افسوس! آپ نے اس دوسری عبارت کو بھی دیانت سے خیانت میں رکھ دیا۔ اور تیسری عبارت کو بھی آپ نے حذف کر دیا جس میں ناکارہ لوگوں کا جملہ موجود ہے۔ گویا توہین انبیاء میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی گئی۔ میں پوچھتا ہوں کہ آپ لوگوں کا ایمان ہے کہ کتاب تقویۃ الایمان نہایت اچھی اور ایمان کے قائم رکھنے والی کتاب ہے۔ اور یہ کتاب آیات و احادیث کا ترجمہ ہے اور اعلیٰ درج کی قابل عمل ہے۔ فرمائیے یہ عبارت (اور یہ یقین جان لینا

چاہیے کہ ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی وہ اللہ کی شان کے آگے چہرے بھی ذلیل ہے) اور بادشاہ کے مقابلہ میں کسی چوہے کے چہرے کا تو ذکر کیا۔ ناکارہ لوگ کن آیات و احادیث کا ترجمہ میں اپنا امام الطائفہ یا کسی اپنے بزرگ دیوبندی سے دریافت کر کے بتلائے۔ مجھے یقین واثق ہے کہ تمام عمر تلاش کریں۔ جواب نہ دے سکیں گے۔ خواہ امام الطائفہ کی روح سے بھی مدد لیں۔ یا عبد الوہاب یا ابن عبد الوہاب یا ابن حزم ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور

عقیدہ نمبر ۴ کی پوری اور اصل عبارت یہ ہے۔ جو تقویۃ الایمان میں ہے

اللہ کی بہت بڑی شان ہے۔ کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ سارے آسمان اور زمین کو عرش اس کا قبہ کی طرح گھیر رہا ہے۔ اور باوجود اس بڑائی کے اس شہنشاہ کی عظمت نہیں تھام سکتا۔ بلکہ اس کی عظمت سے چرچر بولتا ہے۔ سو کسی مخلوق کی کیا طاقت اس کی بڑائی کا بیان کر سکے۔ بلفظہ صفحہ ۵۵، سطر ۲۱۔

کہیے مولوی جی! اس جملہ سب انبیاء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل ہیں یا نہیں۔ اگر وہ ایک ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ تو وہ کون سی آیت یا حدیث اس کی دلیل میں آپ کے یا آپ کے امام الطائفہ کے پاس ہے۔ جس سے تقویۃ الایمان کی تصدیق ہو۔ پھر عجب یہ کہ آپ فرماتے ہیں کہ ساری تقویۃ میں یہ عبارت ہی نہیں۔ اور پھر خود ہی اقبال کر کے کیوں اس عبارت کو لکھ دیا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ آپ کے امام نے یہاں پر بھی وہ لفظ مخلوق کا استعمال کیا ہے۔ اور انسان ذی روح مراد ولی ہے۔ اور عرش معلیٰ کا اللہ تعالیٰ کے بوجھ سے چرچر کی آواز سے بولنا خدا تعالیٰ کو مجسم ثابت کر رہا ہے جو کسی مسلمان سی کا عقیدہ نہیں۔ ہاں مغز لہ و ہابیہ کا ضرور ہے۔ چونکہ یہ بات بحث سے خارج ہے۔ اس لیے اس کو ترک کیا جاتا ہے۔ اچھا مولوی جی! اب تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ جو میں نے عقائد و ہابیہ نمبر ۲-۳-۴ اپنے اشتہار میں لکھے ہیں۔ وہ عبارات مندرجہ بالا کا خلاصہ ہے۔ اور صحیح ہے۔

اب میں ان ہر سہ عقائد کی جو آپ کے اور آپ کے امام کے خلاف قرآن مجید و حدیث اور اہلسنت و جماعت کے ہیں۔ ان کی تحقیق درج کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کا اطمینان ہو۔ سنئے اور آنکھ اور کان کو کھول کر دیکھیے۔

فصل اول تحقیق انیق عقیدہ نمبر ۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بڑا بھائی ہونا

پچہری میں وہابیوں دیوبندیوں نے مرزائیوں سے مشکوٰۃ کی حدیث پیش کروائی۔ جو مولوی اسماعیل صاحب شہید دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں درج کی ہے۔ فقال اعبدوا ربکم واکرموا احاکم یعنی فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خدا کی بندگی کرو۔ اور اپنے بھائی کی عزت کرو۔ جب پچہری میں کہا کہ اس کا جواب لکھیے تو مجوز نے کہا کہ جتنا

ملزمان کہتے ہیں۔ وہی لکھا جائے گا۔ جس وقت تمہارا وقت آئے گا اس وقت اس کا جواب لکھا جائے گا۔ مگر افسوس مجوز نے میرا جواب نہ لکھا۔ اب آپ نے اس کا مطالبہ کیا اور رسالہ لکھا ہے اس لیے جواب اس حدیث شریف کا سنئے۔

(۱) مجمع البحار الانوار محمد طاہر علیہ الرحمۃ جلد اول صفحہ ۲۰، سطر ۱۶۔ یہ کتاب شرح احادیث میں ہے۔ اعبدوا ربکم واکرموا احاکم۔ اراد نفسه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هضما لنفسه ای اکرموا من هو بشر مثلكم لما اکرم الله تعالیٰ بالوحي۔ بلفظہ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی عبادت کرو۔ اور اپنے بھائی کی عزت کرو۔

اس سے منشا اور ارادہ حضور سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو واضح اور کسر نفسی کا تھا۔ جو بھائی کا لفظ فرمایا یعنی تعظیم اور عزت کرو اس کی جو مثل تمہارے آدمی ہے۔ اور اس کو معزز و مکرم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیج کر۔

(۲) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری جلد سوم، جلد ۱۴۷۔ یہ حدیث تو واضح اور کسر نفسی پر محمول ہے۔

(۳) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد سوم، شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ۔ یہ حدیث تو واضح اور کسر نفسی پر محمول ہے۔

پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لیے تو واضح اور کسر نفسی کی رو سے بھائی کا لفظ فرمایا۔ واقعی حقیقی بھائی سمجھ لینا وہابیوں کا ہی دماغ ہے۔ دیکھو جیسے کوئی اولوالعزم بادشاہ یا نواب یا وزیر و امیر و رئیس اعظم کسی اپنے غلام یا نوکر کو بھائی کہہ دے۔ تو کیا وہ واقعی بھائی ہو جائے گا۔ اور اس غلام یا نوکر کو یہ حق حاصل ہو جائے گا کہ بادشاہ کو بھائی کہہ کر پکارے۔ ہرگز نہیں۔ اس بات کو کوئی بھی عقلمند قبول نہیں کر سکتا۔ ذرا غور کر کے سوچئے۔ اور یہ بتلائے کہ اس حدیث شریف میں وہ کون سا لفظ ہے جس کا ترجمہ آپ کے امام الطائفہ نے بڑے بھائی کا کیا ہے۔ یا وہ کون سے الفاظ اس حدیث میں ہیں جن کا ترجمہ بڑے بھائی ہوئے۔ یا اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ کیا یہ تحریف معنوی یا لفظی حدیث شریف کی نہیں ہے۔ العیاذ باللہ۔ یہ بھی کہیے کہ خلفائے راشدین و صحابہ مہدیین رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین و تبع تابعین و آئمہ مجتہدین و محدثین و اولیائے کرام و صوفیائے عظام علیہم الرحمۃ اجمعین میں سے کبھی کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھائی کے خطاب سے مخاطب کیا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ جب یہ بات ثابت ہے کہ آج تک کسی فرد بشر نے ابتداء سے لے کر اب تک ایسا نہیں کیا۔ تو اب کسی غیر مقلد یا وہابی دیوبندی کا حق ہے کہ وہ ایسا لفظ کہہ کر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کر کے ایمان کا ستیاناس کرے۔ خدا نیک ہدایت دے۔ اور سنئے آپ کے امام الطائفہ نے تقویۃ الایمان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر قرار دیا۔ تو دوسرے مولوی خلیل احمد صاحب انٹھے۔ انہوں نے اپنی براہین قاطعہ میں جملہ بنی آدم کے برابر لکھ دیا۔ جیسے وہ صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں۔ البتہ نفس بشریت میں آپ کے مماثل جملہ بنی آدم ہیں۔ اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی لکھ دیا کہ اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کہہ دیا۔ اب فرمائیے۔ اگر ہم یہ کہہ دیں کہ مولوی

اسمعیل یا مولوی رشید احمد صاحب یا مولوی خلیل احمد صاحب فرعون، نمرود، ہارون، قارون کے بھائی ہیں یا تھو، کتھو، سینڈھو، چوہڑوں، چماروں کی مثال بھائی ہیں۔ تو کیا خلاف نص ہے اور آپ یا آپ کے دیوبندی بھائی اس پر خوش ہوں گے۔ کیونکہ یہ بھی مماثل میں جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ ایسے الفاظ تو ہیں و تحقیر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں تو بے محابا تحریر کیئے جائیں۔ اور خوش ہو کر نص کا حوالہ بھی دے دیں اور جب آپ کے بزرگوں کے حق میں ایسے الفاظ کا استعمال کیا جائے تو سوء بے ادبی ہو جائے۔ اور سنئے اگر کوئی وہابی اپنی بیوی کو بہن کہہ دے یا اس کی بیوی اپنے خاوند کو بھائی کہہ دے تو کیا خلاف نص ہے۔ حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے باعث خوف بادشاہ ظالم کے اپنی زوجہ مطہرہ چچازاد کو بہن کہہ دیا تھا تو وہ صورتاً کذب قرار دیا گیا۔ جیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تین کذب صادر ہوئے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ کہ انہوں نے اپنی بیوی کو بہن کہہ دیا تھا۔ اس لیے وہ قیامت کو شفاعت کرتے ہوئے شرمائیں گے۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں صدور کذب ان سے ممتنع ہے۔ اس لیے علماء محققین ان کے بہن کہنے کو تو رویہ اور تعریض پر محمول فرماتے ہیں۔ کسی نے بھی اس کو موافق نص نہیں فرمایا۔ نہ ان کو یہ وجہ سوجھی۔ مگر ہاں وہابیہ کا ہی حصہ تھا۔ جو نص کا حوالہ دے دیا۔ پس اس نص سے وہابیوں کو اپنی جو رو کو بہن کہنا اور وہابیات کو اپنے خاوندوں کو بھائی کہنا جائز ہوگا۔ مبارک ہے۔ اس حدیث کے مطابق عمل کریں۔ وہابیہ کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جہاں کہیں مسلمان لوگ اہلسنت و جماعت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح اور تعریف کرتے ہیں تو ان کو آتش غضب و غیظ بھڑک اٹھتی ہے۔ اور فوراً الفاظ توہین و کسر شان زبان سے نکالتے ہیں۔ حالانکہ تمام مسلمانان اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ و شان عظمت و منزلت خدا کے بعد سب سے وہی افضل ہیں۔ تمام مخلوق سے ان کا عالی مرتبہ ہے۔ بمنزلہ بادشاہ اور وزیر کے۔ جیسے شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر عزیزی میں تحریر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجہ کی کوئی حد نہیں ہے۔ جس قدر ان کی تعریف انسان سے ہو سکے کرے۔ صرف اتنا لحاظ رکھا جائے کہ خدا نہ کہا جائے۔ اور باقی جو کچھ تعریف ہو سکتی ہو کرے۔ یہی حضرت شیخ شرف الدین بن محمد البوصیری علیہ الرحمۃ اپنے قصیدہ بردہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ وہ ہوندا۔

(۱)

محمد سید الکونین والثقلین
والفریقین من عرب ومن عجم

(۲)

هو الحبيب الذي ترجى شفاعته
لكل هول من الالهو ال مقتحم

(۳)

دع ما اذ عنه النصادی فی نبیہم
وحکم بما شئت مد حافیہ واحتکم

(۴)

وانسب الی ذاته ماشئت من شرف
وانسب الی قدرہ ماشئت من عظم

(۵)

فان فضل رسول اللہ لیس لہ
حد فی عرب عنہ ناطق بفم

ترجمہ: (۱) یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں جہان دین و دنیا اور جن و بشر ہر دو فریق عرب و عجم کے سردار ہیں۔

(۲) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا تعالیٰ کے وہ حبیب ہیں جن کی شفاعت کی امداد ہر ناگہاں مصیبت میں امید کی جاتی ہے۔

مشائخ نے کہا ہے کہ یہ شعر مقبول و مستجاب ہے۔ جس کو حاجت دنیا و آخرت کی ہو اس شعر کو ایک ہزار ایک دفعہ ایک ہی جگہ بیٹھ کر پڑھے۔ اور درمیان میں بات چیت نہ کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت دور ہو جائے گی۔ مجرب ہے۔ شرح۔

(۳) قوم نصاریٰ جو اپنے پیغمبر کی نسبت دعا کرتے ہیں۔ اس کو چھوڑ دو۔ باقی جو تیراجی چاہے حضور کی تعریف میں بیان کرے۔ اور خوب زور سے بیان کرے (یعنی خدا، یا خدا کا بیثامت کہو باقی سب کچھ کہو)۔

(۴) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس کی طرف جس کمال کو تم چاہو اور رتبہ والا کی طرف جس بزرگی کو تم چاہو نسبت دو۔ خلاصہ یہ کہ ہر دونوں کے کمالات اور حسنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اشرف اور رتبہ عظیم کی طرف منسوب کرنے کا ہر ایک کو وسیع اختیار ہے۔

(۵) (کیونکہ) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی کی کوئی حد و نہایت نہیں جس کو کوئی گویا اپنی زبان سے بیان کر سکے۔

(۵) اسی طرح حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

کے کمالات عزیز سی صفحہ ۳۱ و تفسیر عزیز میں ہے!

یا صاحب الجمال و یا سید البشر

من وجهک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الشناء کما کان حقہ،

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یعنی یا صاحب جمال (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور یا تمام جہانوں کے سردار آپ کے چہرہ مبارک سے واقعی چاند روشنی پائی۔ اور نور ملا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ کی تعریف جیسے حق ہے تعریف کا کسی سے ہو سکے۔ بات مختصر یہ ہے کہ خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں اس سے بڑھ کر اور سنیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاک پاکی قسم یاد فرماتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا رتبہ اور درجہ ہے۔ چونکہ مت سنسی نہ کیجئے۔ سن کر مہوت بے شک ہو جائے۔ لیکن گھبرائیئے نہیں سنیئے!

(۶) منہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۳۸ جلد اول، مواہب اللدنیہ میں مذکور ہے۔ روایت ہے کہ کہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یا رسول بانی و امی یعنی میرے والدین آپ کے تصدیق ہوں۔ یا رسول اللہ تحقیق پہنچی ہے۔ فضیلت تمہاری خدا کے نزدیک اس حد کو کہ قسم کھاتا ہے۔ تمہاری خاک پاکی کہ کہتا ہے: لا اقسم بهذا البلد یعنی قسم کھانا بلد کر کے جو عبارت ہے زمین سے جس پر پاؤں رکھ کر چلتے ہیں۔ سو گند کھانا اس پر گویا سو گند کھانا خاک پا کا ہے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۳۸، سطر ۱۸۔ لیجئے مفتی صاحب کامل مفتی بنیئے۔ اور خداوند تعالیٰ پر بھی فتویٰ کفر لگائیے۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ما کان محمد ابنا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ فرمائیے آپ کے بڑے بھائی کیسے ہوئے۔

(۸) تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۳۳۰ سطر ۸۔ مصری مولانا روم امام رازی علیہ الرحمۃ ولو شئنا لبغشنا فی کل قریۃ نذیرا۔ (وجاؤل) قلا قوی ان المراد من ذلك تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وذلك لوجوه (احدهما) کانه تعالیٰ بین له انه مع القدرة علی بعثة رسول نذیرا فی کل قریۃ حضۃ الرسالۃ وفضله بها علی الكل (ثانیاً) المراد ولو شئنا لخففنا عنک اعباء الرسالۃ اعلیٰ کل العالمین ولبغشنا فی کل قریۃ نذیرا ولكن قصرنا الامر علیک واجللنا وفضلناک علی سائر المرسل۔ بلفظہ۔ یعنی خداوند تعالیٰ کا فرمانا۔ اگر ہم چاہتے تو ہر ایک قریہ بستی میں نذیر (نبی) مبعوث کرتے۔ اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے۔ اس کی

وجوہات ہیں۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر ایک بستی میں نذیر پیدا کرنا قدرت میں ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی خصوصیت ہے کہ اس کی بزرگی تمام پر ہے (ختم رسالت کی وجہ سے)۔ دوسری جگہ یہ کہ اگر ہم چاہتے سے مراد ہے کہ ہلکا کرتے ہم تم سے رسالت کا بوجھ تمام جہانوں پر لیکن ہم نے پسند کیا۔ کم اور کوتاہ کیا ہم نے تم پر یہ کام (ختم رسالت کر کے) اور بزرگ کیا اور فضیلت دی ہم نے تم کو تمام رسولوں پر۔

(۹) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۱۲۵۔ ولو شئنا اور اگر ہم چاہتے تو لبغشنا البتہ ہم بھیجتے فی کل قریۃ ہر گاؤں اور بستی میں نذیر یا پیغمبر ڈرانے والا اگر اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری شان بڑی کرنے کو اور مرتبہ بلند کرنے کو ہم نے نبوت تم پر ختم کر دی۔ اور تم ہی کو سب مسلمانوں اور سب لوگوں پر قیامت تک ہم نے پیغمبر کیا۔ بلفظہ۔ دیکھیئے! شان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔ مگر آپ لوگ ہیں کہ ان کو بڑے بھائی کے برابر کہہ رہے اور لکھ رہے ہو یہ سخت تو ہیں و تحقیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ جیسے کہ آپ کے امام الطائفہ تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں "یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہو۔ وہ بڑا بھائی ہے"۔ اب فرمائیے کہ انسانوں میں نمرود، فرعون، شداد، ہامان، قارون اور بوجہل وغیرہ کافر و مشرک جو ہڑے چمار سب داخل ہیں۔ تو پھر انبیاء و مرسلین علیہم السلام و صحابہ عظام و اولیاء کرام تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین ان لعینوں، بد دینوں، زندیقیوں، ملحدوں، ذلیلوں، کمینوں، سفیہوں کے بھائی با بڑے بھائی کیسے ہوئے یہ سخت ترین تو ہیں و کسر شان اور گستاخی انبیاء علیہم السلام بالخصوص حضور سرور عالم سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ جو صریح کفر ہے۔ حالانکہ اگر کوئی شخص اپنے بڑے بھائی کو قتل بھی کر دے کافر نہیں۔ اگرچہ گناہ کبیرہ ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا بھائی یا مدنی کہے۔ یا اشارتا و کنایا بھی تو ہیں کرے تو وہ کافر و مرتد ہے۔ تو یہ بھی اس کو منظور و مقبول نہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز کو بھی بلند کرے تو اس کے تمام عمر کے اعمال جبط اور نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص کسی نبی علیہ السلام کے میلے کپڑے کو ابانت سے میلا کہے۔ تو وہ اسی وقت کافر ہو جاتا ہے۔ (دیکھو کتب دینیہ کلمات کفر)۔

بڑا بھائی اگر فوت ہو جائے تو اس کی بیوہ سے نکاح جائز ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ ان سے نکاح ابداً حرام ہے۔ پس یہ تمام تحریرات و ہابیہ سخت تو ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور فرست انسانی یہ ہے کہ ہر ایک انسان کو برابر اور ہر آدمی کو خواہ وہ کیسا ہی برگزیدہ ہو یکساں سمجھ لیا۔ آفرین۔ مولانا روم فرماتے ہیں

گر بصورت آدمی انسان بدے احمد و بوجہل خود یکساں بدے
احمد و بوجہل دربت خانہ رفت ایں شدن و آں شدن فرقیست رفت
آں در آید سر نہند اور ابتاں ایں در آید سر نہند چوں امتاں

فصل دوم تحقیق ائین عقیدہ نمبر ۳

وہابیہ کی گستاخی کہ ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے

عبارت تقویۃ الایمان کی پوری لکھی جا چکی ہے۔ جس میں آپ کے امام الطائفہ نے تمام انبیاء علیہم السلام و بزرگان دین کی توہین کی ہے۔ اب میں آیات قرآنی و احادیث حبیب رحمانی اور تفاسیر علماء ربانی سے دکھاتا ہوں کہ ایسا لکھنے اور اعتقاد رکھنے والا کون ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الذین امنوا وھاجروا وجاهدوا فی سبیل اللہ باموالھم و انفسھم اعظم درجۃ عند اللہ و اولئک ہم الفائزون۔ (سورۃ توبہ)

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا خدا کی راہ میں کوشش کی اپنے مالوں اور جانوں سے ان کے لیے بہت بڑے عظیم درجے ہیں خدا کے پاس اور وہی لوگ مرادیں پانے والے ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ (سورۃ حجرات)

یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا اور بزرگ وہ ہے جو زیادہ ڈرنے والا اور بہت پرہیزگار۔ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی متقی نہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الذین یقیمون الصلوۃ و مما رزقنھم ینفقون۔ اولئک ہم المؤمنون حقاً ثم لھم درجۃ عند ربھم۔ (سورۃ انفال)

یعنی جن لوگوں مسلمانوں نے نماز کو قائم کیا۔ اور جو کچھ رزق دیا ان کو اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے مسلمان ہیں۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس اعلیٰ درجات ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: واللہ العزۃ و لرسولہ و المؤمنین و لکن المنافقین لا یعلمون۔ (سورۃ المنافقون)

یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے عزت ہے۔ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے عزت ہے۔ اور مومنوں مسلمانوں کے لیے بھی عزت ہے۔ لیکن منافق لوگ نہیں جانتے۔

نکتہ: اس آیت شریفہ میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کی عزت کی تصدیق فرمائی۔ لیکن وہابیہ کہتے ہیں کہ سب مخلوق خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ لیکن منافق لوگ اس سے بے خبردار بے علم ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: و لکن المنافقین لا یعلمون۔ جب اس جملہ آیت شریفہ کے اعداد جمل شمار کیے

جاتے ہیں تو پورے سات سو چار (۷۰۴) ہوتے ہیں۔ اور ادھر فقرہ "جماعت سبابہ وہابیہ دیوبندیہ" یا جملہ جماعت بدی آموز وہابیہ دیوبندیہ کے بھی وہی اعداد جمل بھی اس جماعت یا گروہ کی خبر دے رکھی ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض۔ (سورۃ بقرہ)

یعنی یہ جماعت انبیاء علیہم السلام ہے۔ بعض کو بعض پر فضیلت دی ہم نے۔ بزرگ کیا یا افضل بنایا ہے درجہ میں۔

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین۔

یعنی اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے تجھ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بھیجا ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: و رفعنا لک ذکرك۔ (سورۃ فتح)

یعنی ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ذکر بلند کیا ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: و تعزروه و توقروہ۔ (سورۃ فتح)

یعنی اے مسلمانوں! تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرو اور بہت عزت کرو ان کی۔

(۹) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: و لقد کرمنا بنی ادم۔ (سورۃ اسرا ئیل)

ہم نے بنی آدم کو (سب مخلوق) پر بزرگ کیا ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یا بنی اسرائیل اذکرو نعمتی النی انعمت علیکم و انی فضلکم علی العلمین۔

یعنی اے بنی اسرائیل یاد کرو میری نعمت کو جو انعام کیا میں نے تمہارے پر اور تحقیق فضیلت دی میں نے تم کو

جہانوں پر۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ (سورۃ ال عمران)

اے امت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم بہترین امتوں سے ہو۔ جو پہلے پیدا ہوئی ہیں لوگوں میں۔

(۱۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الایۃ۔

یعنی ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر بلند مت کرو۔ اور نہ پکارو ان کو جیسے آپس میں

ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں۔ اپنے گریبان میں منہ ڈالو۔ اور سوچو کہ کیا

کچھ کہتے ہو۔

نکتہ: اس آیت شریفہ میں جملہ آیت شریفہ ان تحبط اعمالکم آیا ہے۔ ان لوگوں کے حق میں جو ایسی ایسی

گستاخیاں کرتے ہیں۔ آیت شریفہ کے اعداد جمل چھ سو بہتر (۶۷۲) ہیں۔ اور ادھر فقرہ اسمعیل دہلوی مع فافہم وہابیہ

دیوبندیہ کے بھی وہی اعداد چھ سو بہتر (۶۷۲) پائے گئے۔ اس میں بھی وہی سر ہے۔ جو جملہ آیت شریفہ میں ہے۔ فافہم۔

(۱۳) تفسیر قادری، جلد دوم صفحہ ۵۴۴۔ واللہ العزۃ اور اللہ کے واسطے ہے عزت اور قدرت ربوبیت و لرسولہ اور اس

کے رسول کے واسطے نبوت اور شفاعت کی عزت۔ وللمؤمنین۔ اور ایمان والوں کے واسطے ایمان اور اطاعت کی عزت۔
ولكن المنفقين لا يعلمون۔ اور مگر منافق حقیقت عزت کو نہیں جانتے۔

نقل ہے کہ جب لشکر ظفر بیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وادی عقیق میں پہنچا تو ابن ابی کایثا عبد اللہ نام کو مومن ٹھہر
تھا راستہ پر ٹھہر رہا۔ یہاں تک کہ اس کا باپ بھی وہاں پہنچا۔ عبد اللہ نے اس کے اونٹ کو بٹھایا۔ اور اونٹ کے ہاتھ پر پاؤں رکھ
کر اپنے باپ سے کہنے لگا کہ خدا کی قسم تجھے میں نہ چھوڑوں گا کہ تو مدینہ میں جائے۔ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تجھے اذن نہ دیں گے۔ اور تو یہ بات خوب جان لے کہ بڑا ذلیل تو ہے۔ اور بڑی عزت والے حضرت ہیں۔ جب حضرت کی
سواری وہاں پہنچی تو آپ کو یہ حال معلوم ہوا۔ آپ نے ابن ابی کایثا کو مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت دی۔ بلفظہ۔

دیکھو! حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ ابن ابی کافر مایا: کیونکہ وہ منافق تھا اس کو بڑا ذلیل فرمایا۔ اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت بڑی عزت والے کہا۔

یہاں وہابیہ کی یہ صورت ہے کہ اپنے گستاخ بزرگوں کی جماعت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کر رہے
ہیں۔ اس جگہ بھی ایک نکتہ ہے۔ وہ یہ کہ کلمہ متفقین کے اعداد جمل تین سو تیس (۳۳۰) ہیں۔ اور ادھر کلمہ "اسلمحیل دہلوی دادا دہلی" کے
بھی وہی تین سو تیس (۳۳۰) ہی عدد ہوتے ہیں۔ فتنہ بر۔

(۱۴) تفسیر عزیزی پارہ ۲، صفحہ ۲۱۹، سطر ۱۰۔ اول کے کہ دروازہ جنت بکشايد۔ ایشاں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
باشند۔ وروز قیامت ایشاں ابرتبہ وسیلہ مشرف سازند۔ وآن مرتبہ ایست نہایت بلند کہ کسے را از مخلوقات میسر نشدہ و حقیقت آن
آنست کہ ایشاں در آن روز بمنزلہ وزیر از بادشاہ باشند۔ بلفظہ۔ دیکھیے مولوی جی! حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ
الرحمۃ آپ کے امام الطائفہ کے دادا و پیر و مرشد لکھ رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند تعالیٰ جو سب بادشاہوں کا
بادشاہ ہے۔ اس کے بمنزلہ وزیر ہیں۔ اور یہ خلاصہ ہے آیات و تفاسیر قرآنی کا۔ لیکن وہابیوں کی گستاخیوں کی کوئی حد نہیں۔ کوئی
کہتا ہے کہ وہ ہمارے جیسے آدمی تھے اور آیت شریف ان انتم الا بشر مثلنا پیش کرتا ہے۔ کو کفار کا قول ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ
وہ جملہ آدمیوں کے برابر ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ ہمارے بھائی یا بڑے بھائی تھے۔ پس بڑے بھائی کے برابر ان کی تعظیم کرنی
چاہیے۔ کوئی دریدہ دہن یہ کہہ رہا ہے کہ وہ خدا کے سامنے چار سے بھی ذلیل ہیں۔ نعوذ باللہ منها۔ من هذه الخرافات
والخرع عیلات۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

(۵) حدیث شریف مشکوٰۃ فضائل سید المرسلین کے باب سے۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انا اکرم
الاولین والاخرین میں تمام اولین و آخرین سے بزرگ تر ہوں۔

(۶) مشکوٰۃ شریف کی حدیث شریف فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: انا سید ولد آدم میں تمام اولاد آدم
کا سردار ہوں۔

(۷) ایضاً حدیث شریف: فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انا حبیب اللہ رواہ دارمی۔ میں اللہ تعالیٰ کا
حبیب ہوں۔

(۸) ایضاً حدیث شریف فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذا کان یوم القیمۃ کنت امام النبیین و
خطیہم وصاحب شفاعتہم۔ یعنی جس دن قیامت ہوگی۔ میں تمام انبیاء کا امام اور خطیب ہوں گا۔ اور سب کی میں
شفاعت کروں گا۔

(۹) منہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۴۴۳ سے ۴۴۹ تک۔ (الف) جناب رسالت کی محبت کی
علامتوں سے ہے کہ آپ کا ذکر بہت سا کرے۔ بہت ذکر کرنا محبت کو لازم ہے۔ کیونکہ جو کوئی کسی چیز کو دوست رکھتا ہے۔ اس کا
ذکر بہت کرتا ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ محبت وہی ہے کہ ہمیشہ حضرت کے ذکر میں مشغول رہے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۴۴۳۔
یادداشت: وہابیوں کا عمل اس پر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر جو میلاد شریف میں کیا جاتا ہے اور مسلمان لوگ
نہایت محبت و ذوق و شوق سے کرتے ہیں۔ اس کو بدعت شرک کفر کہتے ہیں۔ اور اس پر فتاویٰ لکھ کر مسلمانوں کو اس ذکر اور محبت
کرنے سے روکتے ہیں۔ آفرین ہے۔ (ب) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر نہ آئے۔ تو بہت آپ کی توقیر اور
تعظیم کرے۔ جس وقت نام مبارک سنے تو بہت عجز و انکسار اپنا ظاہر کرے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۴۴۳۔ (ج) اور فرمایا جو کوئی عرب کا
دوست ہے۔ وہ میرا دوست ہے۔ جس نے عرب میرے کو دشمن رکھا وہ میرا دشمن ہے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۴۴۴۔

یادداشت: اس پر وہابیہ کا یہ عمل ہے کہ عرب کے علماء و دیگر لوگ غیر شرع فاسق و فاجر ہیں۔ اور علماء حرمین شریفین رشوت
خوار ہیں۔ ان کے فتاویٰ غیر معتبر ہیں۔ علماء دیوبند دینداری میں ان سے افضل ہیں۔ لاحول ولا قوۃ۔ (د) اصحاب کرام
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی تعظیم و تکریم کرتے تھے کہ جب آپ وضو کرتے اور منہ ہاتھ دھونے سے پانی گرتا تو اصحاب
رضی اللہ عنہم اس پانی کو تبرک سمجھ کر لینے کی خاطر جلدی کرتے۔ اور بے اختیار ہو کر ایک پر ایک گرتے کہ اس کو لے کر اپنے منہ اور
بدن پر ملیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۴۴۸۔ (ه) عمرہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں قیصر اور کسریٰ اور نجاشی کے پاس گیا تھا۔ قسم بخدا میں
نے ان بادشاہوں کے یہاں ہرگز ایسی تعظیم نہیں دیکھی۔ جو اصحاب رضی اللہ عنہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم کرتے
ہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۴۴۹۔ (و) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک روز دیکھا کہ آن سرور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم حجامت بنواتے تھے۔ اور اصحاب رضی اللہ عنہم اطراف حضرت کے پھرتے تھے۔ اور موئے مبارک دست بدست لیتے
تھے تاکہ ایک بال مبارک بھی زمین پر نہ پڑے۔ جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجامت سے فراغت پائی تو موئے سر

مبارک کو اصحابوں کے تیش تقسیم فرمایا۔ بلفظہ۔ صفحہ ۴۴۹۔ یہ ہے جو ایمان ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد

وہابیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے سب انبیاء

اولیاء ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۵۵

اس عقیدہ کی پوری عبارت صفحہ پر لکھی جا چکی ہے۔ اس میں تمام انبیاء علیہم السلام کی توہین ہے۔ جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شامل ہیں۔ جو اہلسنت کے مذہب میں کفر ہے۔ جس سے تمامی کتب اسلامی پر ہیں۔ اس کی تحقیق اور جواب عقیدہ نمبر ۳ میں کافی سے زیادہ ہو چکا ہے جس میں آیات و احادیث و تفاسیر قرآنی سے انبیاء علیہم السلام کے فضائل بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت شان و مراتب و درجات کے آداب درج کیئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لوگ بھی تمام امتوں اور لوگوں سے افضل اور درجہ میں اکمل ہیں۔ خداوند تعالیٰ وہابیہ کے شر سے بچائے۔ ہاں! ایک بات یاد آگئی وہ یہ کہ آپ نے مولوی اسماعیل صاحب کو شہید تحریر فرمایا ہے۔ پہلے آپ شہید کی تعریف کیجئے۔ لغوی اور اصطلاحی معنی بتلائیے۔ تب ان کو شہید فرمائیے۔ البتہ آپ کی مراد شہید لکھنے کی صرف یہ ہے کہ وہ خدا کی راہ میں دین کے لیے شہید ہوئے۔ سو یہ بات محض غلط اور یار لوگوں وہابیوں کی من گھڑت ہے۔ کیا جو کوئی شخص بادشاہ وقت کی مخالفت اور بغاوت کر کے خود بادشاہ پنجاب اور ہندوستان کے بننے کے لیے الہاموں کی دھن پر جنگ کرے اور بذریعہ وعظ اوگوں کو جہاد پر تیار کر کے مسلمانوں پر ہی ہاتھ صاف کرے اور ہزاروں مسلمانوں کو ہی قتل کرے یا کرا دے۔ ایسا شخص شہید ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں شہید تو درکنار وہ مسلمان بھی نہیں۔ پہلے اس کا مسلمان ہونا ثابت کریں۔ پھر شہید کا خطاب بھی دیں۔ یہاں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ آئندہ زیادہ وضاحت سے لکھا جائے گا۔

قولہ: مولوی اسماعیل صاحب مرحوم نبی علیہ السلام کی محبت میں فنا تھے۔ حضرت مولانا مرحوم تقویۃ الایمان کے صفحہ ۵۴ پر لکھتے ہیں الخ۔ صفحہ ۱۲۔ نیز جلد دوم کے صفحہ ۴۶-۴۷-۵۵ پر لکھتے ہیں الخ صفحہ ۱۳۔ حضرت مولانا کی ان عبارتوں سے ان کا رسول علیہ السلام کی محبت میں فنا ہوتے ہوئے ہونا ظاہر ہے۔ الخ۔ صفحہ ۱۳، سطر ۸۔ اقول مفتی صاحب: آپ نے اپنے امام الطائفہ کی عبارت سے یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں فنا شدہ تھے۔ مگر یہ بات صرف ہاتھی کے دانتوں کی طرح ہے۔ دیکھیے آپ کے امام اپنی اسی کتاب تقویۃ الایمان کی جلد دوم کے صفحہ ۱۹ پر یوں لکھتے ہیں۔ وہ ہذا:- (الف) زیارت کے واسطے کسی مکان متبرک کو سفر کرنا درست نہیں۔ اگر کعبہ کو اور مسجد اقصیٰ کو مدینہ کی مسجد نبوی کی زیارت کرنے کے واسطے جانا درست ہے۔ سو ان تین جگہ کے اور جگہ زیارت کے واسطے سفر کر کے جانا منع ہے۔ بلفظہ۔

پھر عقائد نمبر ۲-۳-۴ میں جو کچھ لکھا ہے کہ تمام انبیاء خدا کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ بڑے بھائی کے برابر ہیں۔ سب ناکارے ہیں۔ ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال لانا تبیل اور

کہ ہمارے لیے ہیں۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ من زار قبری وجبت له شفاعتی۔ ومن حج البيت ولم يزدني فقد جفاني۔ من زار قبری بعد مماتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزدنی فقد جفانی وغیرہ احادیث موجود ہیں۔ لیکن زیارت روضہ مطہرہ ناجائز ہے اور وہاں جانا منع ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ جس نے میری قبر کی زیارت حج کرنے کے بعد نہ کی۔ اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ کہیے! آپ کے امام نے زیارت روضہ مطہرہ کی کبھی کی ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم کرنے والا فنا شدہ ہوا کرتا ہے۔ پھر آپ کے امام اس طرح پر بھی لکھتے ہیں۔ (ب) کسی قبر پر یا چلتے پر یا کسی تھان پر دور دور سے سفر کر کے رنج و تکلیف اٹھا کر میلے کپلے ہو کر وہاں پہنچنا یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔ صفحہ ۳۱۔ تقویۃ الایمان۔ (ج) اکثر لوگ انبیاء اولیاء کی شفاعت پر پھول رہے ہیں۔ صفحہ ۳۰۔ تقویۃ الایمان۔ (د) اپنی زوجہ سے جماع کرنے کا خیال اگر نمازیں آئے تو بہتر ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آئے تو وہ تبیل اور گدھے سے بدتر ہے۔ صراط مستقیم مولوی اسماعیل دہلوی صفحہ ۸۶۔ کہیے یہ محبت میں فنا ہونے کی علامتیں ہیں جو آپ کے امام درفشانی فرما رہے ہیں۔ یا عداوت اور شقاوت کی۔ قولہ: آپ کے لیے ختم اللہ علی قلوبہم الخ کی نص موجود ہے۔ اور ہمارے لیے وما علیہم بمصیطر کی۔ بلفظہ، صفحہ ۱۳، سطر ۱۱۔ اقول: مفتی صاحب آپ نے آیت شریف کو لکھ کر پھر وہی الخ کی علامت لکھ دی۔ اس آیت کا میں مصداق نہیں۔ بلکہ آپ ہی ہیں۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ اس آیت شریف کے اعداد جمل تیرہ سو ننانوے (۱۳۹۹) ہیں۔ اور یہی اعداد اس جملہ ”وہی بد قسمت نیم مفتی عبد اللہ کے بھی تیرہ سو ننانوے (۱۳۹۹) ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ اس آیت شریف کے مصداق آپ ہی ہیں۔ اور دوسری آیت وما علیہم بمصیطر جو آپ نے لکھی وہ کوئی آیت قرآنی نہیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ آپ علم قرآن سے بے بہرہ ہیں۔ اگر آیت قرآنی ہے تو وہ لست علیہم بمصیطر ہے۔ ذرا ہوش کیجئے۔ اور اس کے معنی سمجھنے کی بھی سعی کریں۔ اس کے معنی ہیں جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کفار پر داروغہ نہیں ہیں۔ اس آیت شریف کو کہتے ہیں کہ ہمارے لیے ہیں۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارک میں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو بھی اسی درجہ پر تصور کرتے ہیں کیونکہ آپ لوگوں کے اعتقاد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال یا نظیر اور بھی ہو سکتے ہیں۔ جیسے آپ کے بزرگ اشرف علی کا یہ کلمہ کفر لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ شائع ہو چکا ہے۔ پھر آپ ان سے کم کیوں ہیں۔ العیاذ باللہ۔ قولہ: اگر آپ کو اسی باعث سے مولانا کی تحریر پر اعتراض ہے کہ انہوں نے کیوں علامہ غلاق کے ساتھ انبیاء کو شامل کیا تو اس صورت میں آپ کے اعتراض سے کلام مجید بھی نہیں بچ سکا گا۔ کیونکہ کلام مجید میں اکثر جگہ انسانوں کا ایک ہی پیرایہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس امر کی تصدیق کے لیے آیات ذیل ملاحظہ ہوں۔ صفحہ ۱۲۔

(۱) یا ایہا الناس اعبدوا ربکم۔ (ترجمہ) لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ (سورہ بقرہ)

(۲) یا ایہا الناس اتقوا ربکم واخشو یوماً الخ (ترجمہ) لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو اور خوف رکھو اس دن کا۔

(۳) یا ایہا الناس انتم الفقراء الى الله - اقول: مولوی صاحب! ان آیات کے لکھتے ہیں۔ اول تو رسم الخط قرآنی کی غلطیاں ہیں۔ جن کو آپ سمجھ نہیں سکے۔ اعبدوا کو آپ نے اعبد و لکھا ہے۔ اور اتقوا کو اتقو لکھ دیا ہے۔ اور سورہ بقرہ کو آپ نے سورہ بقرہ لکھا ہے۔ یہ آپ کی علمیت کی دلیل ہے۔ دوم: ان آیات کے پیش کرنے سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح الناس کا لفظ قرآن شریف میں آیا ہے۔ اسی طرح ہر مخلوق اور ہمہ مخلوق ہے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیگر سائر انبیاء علیہم السلام باہر نہیں ہیں۔ اور وہ لفظ الناس میں داخل ہیں۔ وہ سبحان اللہ میں بار بار کہتا ہوں کہ آپ کو علم قرآن سے بالکل واقفیت نہیں۔ صرف لوگوں سے سنی سنائیں باتیں دلائل میں پیش کرتے ہیں۔ دیکھیے سب سے اول قرآن شریف میں سورہ فاتحہ میں الحمد لله رب العالمین لکھا ہے تو کیا خداوند تعالیٰ اپنی طرف سے فرماتا ہے۔ گویا خود اپنی حمد بیان کرتا ہے لیکن آپ کو یاد رہے کہ تمام قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔ اور متکلم اللہ تعالیٰ ہے۔ اور مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور لفظ قل (کہو) اس میں محذوف ہے۔ اسی طرح لفظ یا ایہا الناس میں بھی قل محذوف ہے۔ ورنہ قرآن شریف میں تو یہ بھی ہے کہ فاتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة یعنی ڈرو آگ دوزخ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس صورت میں آپ کا اعتقاد یہ ہے کہ اس میں رسول اکرم سید الاولین والآخرین شفیع المذنبین بھی داخل ہیں۔ العیاذ باللہ من هذه الاعتقاد الکفریہ۔ اور لیجئے بعض جگہ قرآن شریف میں لفظ قل کو محذوف رکھا ہے۔ اور بعض جگہ ظاہر بھی فرمایا ہے۔ جیسے فرماتا ہے:

(۱) قل یا ایہا الناس ان کنتم فی شک - (سورہ یونس) (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں کو کہہ دیجئے۔ اے لوگو اگر تم شک میں ہو۔

(۲) قل یا ایہا الناس قد جاءکم الحق - (اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دیجئے کہ اے لوگو تمہارے پاس حق آیا ہے۔ یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (سورہ یونس)

(۳) قل یا ایہا الناس انی رسول الله الیکم جمیعاً - (سورہ اعراف) اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف سے اللہ تعالیٰ کا رسول آیا ہوں (قیامت تک)۔

(۴) قل اعوذ برب الناس ملک الناس الہ الناس الایۃ (سورہ الناس) یا رسول میرے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہیے کہ میں پناہ مانگتا ہوں۔ اس سے جو لوگوں کا پروردگار ہے۔ اور جو لوگوں کا مالک اور معبود ہے۔

(۵) وارسلنک للناس رسولا - (سورہ النساء) اے رسول ہم نے تجھ کو لوگوں کا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ (۶) وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا - (سورہ السباء) اے رسول ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ تمام لوگوں کی طرف قیامت تک کے لیے خوشخبری سنانے والا (بہشت کی) اور ڈرانے والا۔ (دوزخ سے)۔

(۷) انا انزلنا علیک الکتب للناس بالحق - (سورہ زمر) یعنی ہم نے اے رسول قرآن نازل کیا۔ لوگوں کی ہدایت کے لیے جو حق ہے۔ یا حق کے ساتھ ہے۔

(۸) واللہ یعصیک من الناس - (سورہ مائدہ) اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں کے شر سے بچائے گا۔

(۹) یا ایہا الناس قد جاءکم الرسول بالحق - (سورہ النباء) اے لوگو تحقیق آیا تمہارے پاس پیغمبر ساتھ حق کے۔ لیجئے اگر اس قسم کی اور بہت سی آیات ہیں۔ جن میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لفظ الناس میں داخل نہیں ہیں۔ یہ نو آیات کافی ہیں مگر آپ لوگوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسر شان اور توہین کرنے پر بہت بندھی ہوئی ہے۔ اس لیے ایسے ایسے بیہودہ دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی جگہ بھی لفظ الناس میں قرآن شریف نے دخل نہیں فرمایا۔ بلکہ تمام لوگوں سے جدا گانہ سے رسول کے لفظ سے بار بار یاد فرمایا ہے اور تعظیماً یا ایہا الرسول۔ یا ایہا النبی۔ یس۔ طہ۔ یا ایہا المزمحل۔ یا ایہا المذثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وغیرہ خطابات سے پکارا اور کبھی یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یا احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نام لے کر یاد نہیں فرمایا۔ اور آپ کی قرآن دانی وہی یہ ہے۔ کہ اپنے امام کے سچا کرنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لفظ الناس میں داخل کر کے عوام الناس کی طرح سمجھ رہے ہیں۔ جن میں تمام کافر و مشرک چوڑے چمار بھی داخل ہیں۔ خدا پناہ میں رکھے۔ ایسی سوء اعتقادی سے۔

فتویٰ علماء کرام صوبہ پنجاب عقائد بالا پر

کتاب عروۃ المقلدین بالہام قوی المبین مصنفہ مولانا مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ قصوری لاہوری صاحب کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید واخلیل مطبوعہ قادری مقام قصور واقع ۱۳۰۰

ہجری صفحہ نمبر ۲

بسم الله الرحمن الرحيم

سوال: جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ باری تعالیٰ کا عرش پر مکان ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ سب اعضاء جوارح ہیں۔ نیز یہ عقیدہ ہے کہ ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی۔ وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ اور یہ بھی عقیدہ ہے کہ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم گن سے چاہے تو کروڑوں نبی (علیہ السلام) اور ولی رحمۃ اللہ علیہ۔ جن اور فرشتے جبریل اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔ اور جو لوگ صرف نماز کو ظاہر پڑھتے ہیں۔ یعنی غیبر المغضوب علیہم ولا الضالین کو غیر المغضوب علیہم ولا الظالین پڑھتے ہیں اور جس کنوئیں میں کتا، سور،

بلی، چوہا وغیرہ مر کر گل جائے تو اس پانی کو پاک جان کر پینے اور اس سے وضو اور غسل کر لیتے ہیں۔ آیا ایسے عقیدہ والوں اور ایسے کام کرنے والوں کے پیچھے اہل سنت کی نماز روا ہے۔ یا نہیں۔

الجواب واللہ هو الملمہ للصواب

ان تینوں عقیدہ والوں اور دونوں کام کرنے والوں کے پیچھے اہل سنت کی نماز روا نہیں اس کتاب یا فتویٰ پر اٹھارہ (۱۸) کس علماء کرام پنجاب کے دستخط و مواہیر ثبت ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ عقیدہ نمبر اول مولوی اسماعیل دہلوی آپ کے امام الطائفہ کی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۵۵ اور ایضاً الحق کے صفحہ ۲۴ پر درج ہے۔ عقیدہ دوم مولوی اسماعیل مذکور کی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۲-۱۹ پر درج ہے۔ عقیدہ سوم اسی مولوی اسماعیل کی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۳۱ پر درج ہے۔ باقی دو کام آپ کے بھائی غیر مقلدوں کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اور تین عقائد بالا میں آپ سے متفق۔

پس اس فتویٰ سے بھی ثابت ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ اور غیر مقلدوں کے پیچھے ہماری اہلسنت کی نماز جائز نہیں۔ اگر نادانستہ پڑھی جائے تو اعادہ کرنا فرض ہے۔ مسلمانان اہل سنت اس مسئلہ کو خوب یاد رکھیں۔ قولہ: حضرت سلطان نظام الدین علیہ الرحمۃ کی فوائد الفوائد کے صفحہ ۱۰ پر لکھا ہے کہ ایمان کے تمام نشود، تاہم مخلوق نزدیک اوہم چنان نمایند کہ پشتک شتر بلفظہ صفحہ ۱۴ (اور ترجمہ اس کا صفحہ ۵ پر یوں کیا) کہ اس وقت تک کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اس کے نزدیک تمام مخلوق اونٹ کی میٹنگی کی مانند نہ ہو۔ مولانا کے لفظ چہار اور سلطان جی کے لفظ میٹنگی کا مقابلہ کر کے فرمائیے کہ کیا آپ کے نزدیک سلطان جی بھی وہابی اور کفریہ کلمہ لکھنے والے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں۔ بلفظہ ۱۵، سطر ۷۔ اقول: مولوی صاحب! آپ نے عبارت کتاب بھی غلط لکھ دی۔ جس کے معنی بھی صحیح نہیں بنتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی رسالہ سے آپ نے غلط درغلط لکھ مارا۔ اور معنی بھی فارسی عبارت کے سمجھ میں نہ آئے۔ اصل عبارت صحیح یوں ہے۔ ”ایمان کے تمام نشود تاہم مخلوق نزدیک اوچینیں نہ نماید کہ پشتک شتر۔ بلفظہ۔ فارسی اور اردو کے سمجھنے کی بھی قابلیت نہیں رکھتے۔ حضرت سلطان نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحریر تو کل کے بارہ میں ہے۔“ آگے پیچھے کی عبارت کو حذف کر کے ایک سطر عبارت لکھ دی۔ اور اس کا ترجمہ بھی غلط لکھ دیا۔ اس کتاب فوائد الفوائد کا اردو ترجمہ اس طرح پر ہے۔ اور یہ فرمایا کہ بندہ کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا۔ جب تک متاع دنیا اس کو اونٹ کی میٹنگی کے برابر نہ معلوم ہونے لگے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۳۵، سطر ۳۔ دیکھیے آپ نے خلق یا مخلوق کے معنی تمام انسانوں کے کیے ہیں۔ حالانکہ اس کے معنی مال و متاع دنیا کے ہیں۔ اور آپ کے امام الطائفہ وہابیہ نے ہر مخلوق لکھ کر رفع شبہ کے لیے چھوٹا ہوا یا بڑا تمام انسانوں کے لیے لکھ دیا۔ اب آپ سمجھیے۔ یہ ہے مطلب حضرت سلطان نظام الدین علیہ الرحمۃ کا جو مال و متاع دنیا سے مراد ہے اور واقعی وہ خفی المذہب خالص سنی ہیں۔ اور وہابیوں کے دشمن اور کاملین اولیاء میں سے ان کی زبان یا قلم سے کلمہ کفریہ وہابیہ کیسے نکل سکتا ہے۔ جو سماع کے بھی سخت شائق تھے۔ جس کو وہابیہ کفر اور شرک و حرام کہتے ہیں۔

باب سوم

عقیدہ وہابیہ دیوبندیہ نمبر ۵

شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکار

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۳ بر عقیدہ نمبر ۵ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۵ یہ لکھا ہے کہ تقویۃ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیق بنائے گا۔ حضرت مولانا مرحوم نے شفاعت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے۔ اس میں انہوں نے کلام مجید کی ان آیات کی ترجمانی کی ہے۔ آیت نمبر: من الذی یشفع عندہ الا باذنہ۔ ترجمہ: کون ہے جو اس کے اذن بغیر اس کی جناب میں کسی کی سفارش کرے۔ آیت نمبر: یوم یقوم الروح والملئکہ صفلاً یتکلمون الا من اذن لہ الرحمن السخ۔ ترجمہ: جس دن جبرائیل اور فرشتے اس کے حضور میں صف بستہ کھڑے ہوں گے۔ کسی کے منہ سے بات نہ نکلے گی۔ مگر جس کو خدا رحمٰن اجازت دے گا۔ الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۵-۱۶۔

اقول: مولوی صاحب! آیات اول من الذی الآیہ میں سے ایک الف کی آپ نے کی کر کے من الذی لکھا ہے۔ یہ قرآنی تعلیم اور تفہیم آپ کی ہے۔ الحمد للہ۔ آپ نے اس عبارت تقویۃ الایمان کو بعینہ بلا چون و چرا مان لیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس عقیدہ کے سامنے لفظ بلفظ لکھا ہوا تھا۔ انکار نہ ہو سکا۔ ورنہ عبارت مخلصاً کو اپنی فہمید کی وجہ سے انکار ہی کرتے رہے۔ اور انکار کرتے رہیں گے۔ گو آخر کو اسی عبارت کی جس کا میں نے خلاصہ لکھا ہے۔ تاویل کرنے پر زور دیں گے۔ دیکھیے آپ نے اپنے امام کی اس عبارت کو مان کر اس کی تاویل میں آیات کو پیش کیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے ان آیات کا کوئی ذکر اپنی کتاب میں نہیں کیا اور نہ وہ آیات کو اس موقع پر لائے ہیں۔ لیکن آپ نے اپنے امام کی حمایت میں یہ لکھ دیا ہے کہ مولانا نے ان آیات کی ترجمانی کی ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے آپ نے جملہ جس کو خدا اجازت دے گا بھی لکھ دیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے اس جملہ کو بھی کہیں نہیں لکھا۔ دیکھیے ان کی عبارات یہ ہیں۔ (الف) تمام آسمان اور زمین میں کوئی کسی کا سفارشی نہیں۔ بلفظہ۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۶۔ (ب) کوئی کسی کا وکیل اور حمایتی بننے والا نہیں۔ بلفظہ۔ ایضاً صفحہ ۹۔ (ج) جو کوئی نبی یا ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیق سمجھے۔ وہ اصل مشرک ہے۔ بلفظہ۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۳۱۔ (د) جو کوئی کسی کو اس کی جناب میں اس قسم کا شفیق سمجھے۔ وہ بھی ویسا ہی مشرک ہے۔ اور جاہل۔ صفحہ ۳۲۔ (ه) اللہ تعالیٰ کے سوا کہیں اپنا بچاؤ نہ جانے اور کسی کی حمایت پر بھروسہ نہ کرے۔ کیونکہ وہ خود بڑا غفور الرحیم ہے۔ سب مشکلیں اپنے ہی فضل سے کھول دے گا۔ اور جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیق بنائے گا۔ غرضیکہ جیسا ہر حاجت اپنی اسی کو سونپا چاہیے۔ اسی طرح یہ حاجت بھی

اسی کے اختیار پر چھوڑ دیجئے۔ جس کو وہ چاہے۔ اس کو ہمارا شفیق کر دے۔ نہ یہ کہ کسی کی حمایت پر بھروسہ کیجئے۔ صفحہ ۳۳۔ (و) رعیتی لوگ اور امیروں کو مانتے ہیں۔ اور ان کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔ وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں۔ بلفظہ تقویۃ الایمان صفحہ ۳۴۔ (ز) اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجھ سے جتنا مال میرا چاہئے۔ نہ کام آؤں گا۔ میں تیرے اللہ کے یہاں کچھ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۸، سطر ۱۔

ان عبارات کی مراد اور مطلب یہ ہے کہ وہابیہ کا کوئی شفیق نہیں ہے۔ اگر کسی نبی یا ولی وغیرہ پر شفاعت کرنے کا بھروسہ کرے وہ مشرک ہے۔ اور جاہل ہے۔ جس کو چاہے، شفیق بنا دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس میں کوئی خصوصیت نہیں ہے اور نہ وہ ماذون شفاعت ہیں۔ اور نہ آپ کی آیات پیش کردہ ان عبارات میں کوئی ذکر ہے اور امام الطائفہ وہابیہ نے چالاکی اور دھوکا دہی سے جگہ جگہ میں ”اس قسم کا شفیق“ کا جملہ لکھ دیا۔

لیکن اہل سنت و جماعت کا مذہب اور اعتقاد یہ ہے

کہ ہمارے شفیق دنیا و آخرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور ہم گنہگاروں کو ان کی ہی شفاعت پر سب سے اول بھروسہ اور تکیہ ہے۔ وہ ضرور بالضرور اپنی امت کے شفیق ہیں۔ حتیٰ کہ تمام انبیاء علیہم السلام ان کی طرف رجوع کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم شفاعت ہو چکا ہوا ہے۔ آپ نے جو دو آیات نفی شفاعت میں پیش کی ہیں۔ جن کی ترجمانی آپ کے امام نے یا آپ نے کی ہے۔ اس کا مطلب ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ ان آیات میں کوئی نفی نہیں۔

(۱) تفسیر عزیزی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی دادا مرشد امام الطائفہ وہابیہ۔ سورہ بقرہ، صفحہ ۱۵۳۔ گویم آیات و احادیث بسیار دلالت بر وقوع شفاعت میکنند۔ پس تخصیص ایں آیت لابد است اہلسنت بکافر تخصیص میکنند و مے گویند۔ کہ متے ایں آنت کہ شفاعت بے حکم الہی در ان روز مقبول نخواہد شد۔ بدلیل آنکہ در آیات بسیار نفی شفاعت را مقید بایں قید فرمودہ اند مانند یومئذ لا تنفع الشفاعۃ الا من اذن له الرحمن ورضی له قولا ومن ذالذی یشفع عنده الا باذنه ومن حمیم ولا شفیع یطاع ولا تنفع الشفاعۃ عنده الا لمن اذن له۔ و احادیث متواترہ بیان کردند۔ کہ غیر از کافر در حق ہمہ اہل معاصی حکم بشفاعت نخواہد شد۔ پس معلوم شد کہ محروم مطلق از شفاعت کافر است و بس۔ و مناسب مقام ہم نفی ہمیں شفاعت است الخ بلفظہ۔

(۲) تفسیر عزیزی سورہ بقرہ، صفحہ ۱۵۲، سطر ۱۳ ازیر آیت ولا یقبل منها شفاعۃ درین جا باید دانست کہ معتزلہ باین آیت در نفی شفاعت تمسک میکنند۔ و مے گویند کہ روز قیامت شفاعت نخواہد شد۔ لیکن نئے فہمد کہ درین آیت نفی شفاعت از طرف کسے است۔ کہ ہرگز شکر نعمت الہی نہ کردہ باشد۔ و آن نیست مگر کافر۔ و شفاعت در حق کافر بالا جماع مقبول نیست الخ بلفظہ۔

(۳) تفسیر جامع البیان بر حاشیہ جلالین، صفحہ ۳۷ من ذالذی یشفع عنده الا باذنه بیان لعظمتہ و جلالہ نفی

الزعم الکفار ان الاصنام شفعاء بلفظہ یعنی یہ آیت عظمت و جلال الہی ظاہر کرتی ہے۔ اور کفار کے حق میں سے۔ وہ زعم کرتے تھے کہ ہمارے شفیق ہیں۔

(۴) تفسیر جلالین سورہ السبا، صفحہ ۳۵۹۔ ولا تنفع الشفاعۃ عنده الآیۃ اللہ تعالیٰ رد لقولہم ان الہتم شفع عنده یعنی اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ کفار کی تردید فرماتا ہے۔ جو ان کا قول تھا کہ ان کے بت ان کے شفیق ہیں۔

(۵) تفسیر جلالین سورہ طہ، صفحہ ۲۶۵۔ زیر آیت یومئذ لا تنفع الشفاعۃ (احدا) الا من اذن له الرحمن۔ ان یشفع له ورضی له قولا بان یقول لا الہ الا اللہ۔ بلفظہ۔ یعنی اس روز قیامت کو شفاعت فائدہ نہ دے گی۔ کسی کو مگر جس نے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا۔ اور جن کافروں نے کلمہ شریف نہ پڑھا۔ ان کے حق میں شفاعت نہیں۔ یہ آیت کفار کے حق میں ہے۔

اب میں آیات و احادیث سے شفاعت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت پیش کرتا ہوں

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: عسی ان یعتک ربک مقاما محمودا۔ (سورہ بنی اسرائیل) یعنی قریب ہے کہ آپ کو (اے رسول) مقام محمود (شفاعت) میں کھڑا کیا جائے گا۔

(۲) ولسوف یعطیک ربک فترضی۔ یعنی قریب ہے کہ (اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیرا رب تجھ کو (شفاعت کا) رتبہ عطا فرمائے گا جس سے تو راضی ہو جائے گا۔

(۳) تفسیر قادری، جلد اول، صفحہ ۶۱-۶۱۱۔ عسی ان یعتک ربک چاہئے اور البتہ ایسا ہوگا کہ رکھے گا تیرا خدا تجھے مقاما محمودا۔ مقام محمود پسندیدہ میں۔ یعنی اس مقام پر کہ وہاں کھڑے ہونے والے سب تعریف کرنے والوں نے تعریف کی ہوگی۔ اور وہ مقام شفاعت ہے۔ اور ازادالمسیر میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرش پر بٹھائے گا۔ اور لباب میں امیر المؤمنین حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود مقام محمود کی تفسیر میں فرمایا کہ حق تعالیٰ مجھے نزدیک کرے گا۔ اور عرش پر اپنے ساتھ بٹھالے گا۔ اور حدیث شریف کی عبارت یہ ہے: یدنینی اللہ فیقع علی معہ علی العرش عین معائیں میں لکھا ہے کہ مقام محمود عرش میں سے ایک مقام ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی سب سے ظاہر کریں گے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ مقام محمود وہاں ہے جہاں حضرت کے دست مبارک میں لوائے حمد دیں گے۔ اور کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ حضرت آدم علیہ السلام ہوں یا کوئی اور سب حضرت کے لواء یعنی جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ بیت

نے ہمیں زیر لوائے دولتش مانیم و بس

آدم من دونہ تحت لوائے مصطفیٰ است

اے ذات تو درد کو کون مقصود و وجود
نام تو محمد ﷺ و مقام محمود

(۳) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۶۳۶۔ ولسوف يعطيك ربك۔ اور قریب ہے کہ عطا فرمائے تیرا رب یعنی گنہگاروں کے باب میں شفاعت کا رتبہ فطر ضی بس تو راضی ہو جائے یعنی اس قدر عطا فرمائے کہ تم کہو بس میں راضی ہوں۔ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے اہل عراق تم کہتے ہو کہ قرآن کی سب آیتوں میں بڑی امید کی آیت یہ ہے کہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ اور ہم اہل بیت اس بات پر ہیں کہ آیا ولسوف يعطيك ربك فطر ضی سے اس کی بہ نسبت امید بہت زیادہ ہے۔ اس واسطے کہ جب تک آپ کی امت میں سے ایک شخص بھی دوزخ میں رہے گا۔ ہرگز آپ راضی نہ ہوں گے۔ آیات

نماند بدوزخ کسے در گرد
عطائی شفاعت چنانش دہند
کہ دار و چین سید پیشرو
کہ امت تمامی ز دوزخ رہند

بلفظہ

(۴) تفسیر جلالین صفحہ ۲۳۵، سطر ۱۰۔ عسی ان یبعثک یقیمک۔ ربک۔ فی الآخرۃ۔ مقاما محمودا۔ یحمدک فیہ الاولون والآخرون و هو مقام الشفاعۃ۔ بلفظہ۔ یعنی قریب ہے کہ آپ کو کھڑا کرے گا۔ تیرا رب آخرت میں اور تعریف کریں گے۔ تیری اس میں تمام اولین اور آخرین۔ اور وہی مقام شفاعت ہے۔

(۵) جامع البیان میں اسی آیت کے نیچے اسی طرح درج ہے۔ جس طرح تفسیر جلالین میں ہے۔ یعنی مقام محمود وہی مقام ہے۔ جہاں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں کی شفاعت کریں گے۔

(۶) تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی پارہ ۴ صفحہ ۲۱۸۔ زیر آیت شریف ولسوف يعطيك ربك فطر ضی در حدیث شریف است کہ چون ایں آیت نازل شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بیاران خود فرمودند کہ من ہرگز راضی نشوم تا آن کہ یک ایک را از امت خود بہ بہشت داخل نہ کنم بلفظہ۔

(۷) تفسیر عزیزی ایضاً صفحہ ۲۱۹۔ و بجانب راست عرش بالائے کرسی ایشان را آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جادہند۔ و بمقام محمود شرف سازند و در دست ایشان لواء الحمد دہند کہ حضرت آدم علیہ السلام و تمام ذریت ایشان زیر آن نشان باشند و ہمدانیا بامتان خود پس روا ایشان شوند۔ بلفظہ۔

(۸) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ۴۰۹-۴۹۲۔ ترجمہ: حدیث طویل حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان لوگ قیامت کے دن محبوس کیئے جائیں گے۔ اور وہ بہت تنگ ہوں گے۔ تب ارادہ کریں گے کہ کسی کو اپنا شفیق بنادیں۔ تب پہلے وہ آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ اور عرض کریں گے کہ آپ سب آدمیوں کے باپ ہیں۔ خدا نے آپ کو اپنے دست قدرت سے بنایا۔ اور بہشت

میں رکھا۔ اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ کروایا۔ اور تمام اسماء آپ کو تعلیم کیئے۔ آپ ہمارے لیے خدا کے پاس جانے کی ہدایت فرمائیں گے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کے پاس جائیں گے۔ لیکن سب کے سب عذر کریں گے کہ ہم شفاعت نہیں کر سکتے۔ ہاں تم سب سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو۔ آپ کے دن سوا ان کے اور کوئی شفاعت کرنے والا نہیں۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ سب میرے پاس آئیں گے میں ان کی شفاعت جناب الہی میں کروں گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔

وهذا المقام المحمودی الذی وعدہ نبیکم۔ یہ وہ مقام ہے۔ جس کا وعدہ تمہارے نبی کو دیا گیا ہے۔ ملخصاً۔

(۹) منہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت۔ مصنفہ ایضاً بعینہ صفحہ ۴۲۲-۴۲۳۔

(۱۰) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ایضاً صفحہ ۴۹۳۔ ترجمہ حدیث شریف۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پانچ چیزیں اللہ تعالیٰ نے مجھے عنایت کی ہیں۔ جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئیں۔ ان میں ہے و اعطیت الشفاعۃ دادہ شد مرا مرتبہ شفاعت عظمیٰ۔ الخ۔

(۱۱) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم صفحہ ۵۰۳۔ وعن ابی کعب عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اذا کان یوم القیمۃ کنت امام النبین و خطیبہم و صاحب شفاعتہم۔ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں تمام انبیاء (علیہم السلام) کا روز قیامت کو امام اور خطیب ہوں گا۔ اور مالک ان کی شفاعت کا ہوں گا۔

(۱۲) منہاج النبوت شرح مدارج النبوت صفحہ ۴۲۶۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایک روز حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے روز میری شفاعت فرمائیے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انشاء اللہ تعالیٰ میں تیری شفاعت کروں گا۔ الخ۔ بلفظہ۔

(۱۳) سبیل الجنان ترجمہ تکمیل الایمان شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ ۲۱۔ و الشفاعۃ شفاعت حج ہے۔ جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے روز اپنی امت کی فرمائیں گے۔ ملخصاً۔ مولوی صاحب! آپ نے جو آیات نفی شفاعت میں پیش کر کے اپنے امام کی حمایت نامناسب اور بے جا کی تھی اس بحث سے معلوم ہو گیا کہ شفاعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اظہر من الشمس ہے جو چند آیات اور کتب تقاسیر وغیرہم سے کافی طور پر ثابت کیا گیا ہے۔ تمام کتب اسلامیہ اس سے پُر ہیں۔ منکرین کے لیے انکار مبارک ہو۔ یہ بات نہیں کہ جیسے آپ کے امام نے کہہ دیا کہ زمین و آسمان میں کوئی شفاعت کرنے والا نہیں۔ یا یہ لکھ دیا کہ کوئی کسی کا سفارشی نہیں۔ یا یہ کہ کوئی کسی کا وکیل نہیں۔ یا یہ کہہ دیا کہ اگر کوئی کسی نبی یا ولی کو شفیق سمجھے تو وہ مشرک ہے۔ نعوذ باللہ منها۔ اس میں تمام مطالبات آپ کے گاؤں خورد ہو گئے۔ اب ایک دو حدیث شریف اور بھی آپ کی تسلی کے لیے درج کی جاتی ہیں۔ باقی طوالت کی وجہ سے ترک کی جاتی ہیں۔ و ہونذا:-

(۱۴) جامع ترمذی شریف و دارمی شریف حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرمایا رسول خدا صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدہم اذا وفدوا وانا خطیبہم اذا انصتوا وانا مستشفعہم اذا حسبوا وانا مبشرہم اذا اليسوا الکرامہ والمقاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی وانا اکرم ولد ادم اعلى ربی يطوف على الف خادم کانہم بیض مکنون اولو لؤ منشور یعنی میں سب پہلے اٹھوں گا۔ جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے۔ اور میں سب کا پیشوا ہوں گا۔ جب اللہ تعالیٰ کے حضور چلیں گے اور میں ان کا خطیب ہوں گا۔ جب وہ دم بخود ہوں گے۔ اور میں ان کا شفیع ہوں گا۔ جب وہ عرصہ محشر میں روکے جائیں گے۔ اور میں ان کی بشارت دوں گا۔ جب وہ ناامید ہو جائیں گے عزت اور خزان رحمت کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی۔ اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں تمام آدمیوں سے زیادہ اپنے رب کے نزدیک اعزاز رکھتا ہوں۔ میرے گرد و پیش ہزار خادماں دوڑتے ہوں گے۔ گویا وہ انڈے ہیں حفاظت سے رکھے ہوئے یا موتی ہیں بکھرے ہوئے۔ بلفظہ۔ تجلی یقین بان نبی سید المرسلین۔ فاضل بریلوی صفحہ ۵۶-۵۷۔

(۱۵) جامع ترمذی تفسیر سورہ بنی اسرائیل مترجم مولوی بدیع الزمان بھوپالی جلد صفحہ ۲۵، سطر ۱۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی قولہ عسی ان یبعثک ربک مقامًا محمودًا۔ وسئل عنها قال ہی الشفاعۃ۔ ترجمہ: روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس آیت کی تفسیر میں اور کسی نے آپ سے پوچھا کہ عسی ان یبعثک ربک مقامًا محمودًا۔ یعنی قریب ہے کہ اٹھا دے گا تجھے اللہ تعالیٰ مقام محمود میں۔ فرمایا آپ نے مراد اس سے شفاعت ہے۔ بلفظہ۔

(۱۶) صحیح مسلم صفحہ ۲۳۵، سطر ۷۔ جلد دوم قال انا سید ولد ادم و اول من ینشق عنه القبر اول شافع و مشفع۔ میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں۔ اور سب سے اول قبر سے تشریف لانے والا ہوں۔ اور پہلا شفیع ہوں۔ اب میں ایک عبارت ترجمہ ترمذی شریف سے لکھ کر اس کو ختم کرتا ہوں۔ جو مولوی بدیع الزماں صاحب نے لکھی ہے۔ وہ ہوندا۔ (۱۷) جامع ترمذی مترجم مولوی بدیع الزماں صاحب بھوپالی جلد دوم، صفحہ ۱۷۶، سطر ۱۸۔ اور روایات صحیحہ سے اس قدر ثبوت شفاعت میں وارد ہوتے ہیں کہ تو اتر معنوی کو پہنچ گئی ہیں۔ اور اجماع بھی سلف صالح کا اس پر ہے۔ اور انکار کیا بعض خوارج اور معتزلہ نے اس لیے کہ ان کا مذہب ہے کہ مذنبین مخلد فی النار ہیں۔ اور استدلال کیا انہوں نے ان آیتوں سے۔ للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع الا یہ۔ اور آیت فما تنفعہم شفاعۃ الشافعیین۔ اور جواب دیا ہے اہلسنت نے کہ مراد آیت اول میں ظلم سے شرک ہے۔ اور آیت ثانی کفار کے حق میں ہے۔ بلفظہ۔ پس شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسئلہ اجماعی اہل اسلام بالخصوص اہلسنت و جماعت کا ہے۔ اور منکر اس کے خوارج اور معتزلہ ہیں۔ منکرین اور ان کے پیروں کو مبارک ہو مذہب خوارج و معتزلہ۔

باب چہارم

عقیدہ نمبر ۶ و ہابیہ دیوبندیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی نہیں، مرکز مٹی ہو گئے

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۴۔ بر عقیدہ نمبر ۶۔ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۶ یہ لکھا ہے کہ مولانا مولوی اسماعیل صاحب شہید دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی نہیں مرکز مٹی ہو گئے۔ صاحبان! اگر آپ مولانا مرحوم کا بیعت اس طرح لکھا ہوا دکھلا دیں۔ ہم آپ کے دعوے کو ماننے کے لیے تیار ہیں الخ۔ مولانا نے تقویۃ کے صفحہ ۸۱ جلد اول میں یہ ضرور لکھا ہے۔ مشکوٰۃ کے باب عشرة النساء الخ فائدہ یعنی میں بھی ایک دن مرکز مٹی میں ملنے والا ہوں۔ الخ صفحہ ۷۱۔ اقول: مفتی صاحب افسوس! پہلے آپ لکھتے ہیں کہ تقویۃ میں یہ بات ہی درج نہیں۔ پھر خود لکھتے ہیں: یعنی میں بھی ”ایک دن مرکز مٹی میں ملنے والا ہوں“۔ تقویۃ کے صفحہ ۸۱ میں ضرور لکھا ہے۔ مانتے بھی ہیں۔ اور مکر تے بھی ہیں کیا میری تحریر کے محاذ بلفظہ ملخصاً لکھا ہوا نہیں ہے۔ یعنی یہ عقیدہ بلفظہ بھی ہے۔ اور بطور خلاصہ بھی۔ اچھا فرمائیے جو آپ نے حدیث شریف کا حوالہ دیا ہے۔ اس حدیث کے کون سے الفاظ ہیں۔ جن کا ترجمہ یہ ہے کہ ”میں بھی ایک دن مرکز مٹی میں ملنے والا ہوں“ اور یہ عبارت آپ کے امام نے کہاں سے پیدا کی۔ جب کہ حدیث شریف میں ایک حرف تک بھی موجود نہیں لیکن انہوں نے (ف) فتنہ اور فساد کی لکھ کر اس جملہ عبارت کو لکھ مارا۔ اور آتش فتنہ و فساد کو بھڑکایا۔ جو مادہ غضب و غیظ و عداوت کا ان کے قلب متقلب میں موجود تھا۔ ظاہر فرمایا کیا ادب اسی کا نام کہ لفظ ”مرکز مٹی میں ملنا“ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت لکھا جائے۔ در آنحالیکہ قرآن شریف میں شہداء کی نسبت حکم آیا ہے کہ ان کو مردہ کے لفظ سے مت پکارو۔ بلکہ گمان بھی مت کرو۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنیٰ خادم ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ایسے الفاظ کا استعمال کرنا قرآن شریف کی مخالفت ہے یا نہیں۔

ضرور ہے۔ بھرتا دبا بھی ادنیٰ ادنیٰ دنیا داروں کی روزمرہ کی بول چال ہے کہ فلاں بزرگ وصال فرما گئے۔ ارتحال فرما گئے۔ انتقال فرما گئے۔ وفات پا گئے یا گزر گئے۔ واصل باللہ ہو گئے۔ اس دنیا سے پوشیدہ ہو گئے۔ وغیرہ، وغیرہ۔ لیکن مرکز مٹی میں مل گئے۔ تو کوئی بھی با ادب شخص نہیں کہے گا۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت نعوذ باللہ منہا۔ دوسرا یہ جملہ ”میں بھی ایک دن مرکز مٹی میں ملنے والا ہوں“۔ حدیث شریف میں داخل کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عداوت بہتان لگایا گیا ہے۔ اس صورت میں آپ کے امام الطائفہ مخالف حدیث شریف ہوئے۔ اور اس وعید میں داخل ہوئے۔ جو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعده من النار۔ یعنی جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر کذب یا جھوٹ لگائے۔ جو میں نے نہ فرمایا ہو اس کی جگہ دوزخ ہے۔ کہیے مرکز مٹی میں ملنے والا ہوں کے معنی مرکز مٹی ہو گئے ہوئے یا نہیں۔ باوصفہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی جسم مبارک اصلی دنیاوی سے حیات ہیں۔ ایسے ایسے الفاظ حضرت کی شان مبارک میں لکھنا سخت تو بہن اور گستاخی ہے۔ قولہ: تو فرمائیے کیا نبی علیہ السلام پر موت نہیں آئی اور جناب قبر مبارک میں مدفون نہیں ہوئے۔ جو کہ مٹی میں ہوتی ہے۔ صفحہ ۱۸۔ اقول: اہلسنت وجماعت کے مسلمانوں کا مذہب اور اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی ہیں اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام بھی ان کو مردہ کہنا یا مرکز مٹی میں مل گئے۔ سخت درجہ کی گستاخی قریب بکفر ہے۔ جو خلاف آیات قرآنی و احادیث حبیب رحمانی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے۔ اگرچہ اس باب میں کثرت سے آیات و احادیث و کتب تفاسیر موجود ہیں۔ لیکن مختصراً تحریر کیا جاتا ہے تاکہ آپ کو تسکین ہو۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احياء ولكن لا تشعرون۔ (سورہ بقرہ) ”شہداء کے حق میں“ جو لوگ خدا کے راستہ میں مارے گئے ہیں۔ ان کو مردہ مت کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم نہیں جانتے۔ دیکھیے اللہ تعالیٰ شہداء کے لیے فرماتا ہے کہ تم ان کو مردہ مت کہو۔ مگر افسوس آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الاولین والآخرین کو مردہ کہہ رہے ہو۔ اور مٹی میں ملا رہے ہو۔ العیاذ باللہ۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ اموات بل احياء عند ربهم یرزقون۔ (سورہ آل عمران) یعنی مت گمان کرو ان لوگوں کو خدا کے راہ میں قتل کیے گئے ہیں۔ مردے بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اپنے رب کے پاس روزی دیئے جاتے ہیں۔ دیکھیے یہاں بھی اللہ تعالیٰ شہداء کے حق میں فرما رہا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنیٰ درجہ کے خادم ہیں کہ ان کی نسبت دل میں گمان تک بھی نہ کرو کہ وہ مردہ ہیں چہ جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اعلیٰ اور ارفع پر مردہ ہونے کا اطلاق کیا جائے۔ العیاذ باللہ۔

(۳) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۳۸۔ لا تقولوا انہ کہو۔ لمن یقتل اس آدمی کو قتل کیا جائے۔ فی سبیل اللہ۔ راہ خدا میں یعنی جہاد میں اموات کہ وہ مردہ ہیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جنگ بدر کے بعد شہیدوں کا ذکر کرتے تھے اور حیرت سے کہتے تھے کہ پیارے فلاں مسلمان نے جنگ بدر کے دن جان شیریں دی۔ اور زندگی کی نعمت اور دنیا کی نعمتوں کی لذت سے محروم ہو گیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو مردہ نہ کہو۔ بل احياء بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ہماری جناب میں ولكن لا تشعرون۔ اور لیکن تم نہیں جانتے ہو۔ اس زندگی کی کیفیت۔ اس واسطے کہ عقل سے اس زندگی کی کیفیت دریافت کرنا ممکن نہیں۔ بلفظہ۔ نکتہ: جملہ آیت شریفہ: ولكن لا تشعرون۔ میں آپ کی ہی جماعت حلقہ زن پائی جاتی ہے۔ جیسے کہ اس جملہ آیت کے اعداد جمل گیارہ سو تریسٹھ (۱۱۶۳) ہیں۔ اور ادھر جملہ فقرہ جماعت حلقہ زن کفر کدہ وہابیہ دیوبندیہ کے بھی وہی اعداد جمل گیارہ سو تریسٹھ (۱۱۶۳) ہیں۔ یا جماعت مجردانہ اسماعیلیہ وہابیہ کے بھی وہی اعداد گیارہ سو تریسٹھ (۱۱۶۳) ہیں۔ کیا خوب مطابقت

ہوتی ہے۔

(۴) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۱۳۹-۱۴۰۔ ولا تحسبن الذین اور نہ سمجھان لوگوں کو جو صدق نیت سے۔ قتلوا فی سبیل اللہ۔ قتل کے گئے بچ راہ خدا کے اموات کہ وہ مردے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی مسلمان جو جنگ احد میں شہید ہوئے حق تعالیٰ نے ان کی جانوں کو سبز رنگ پرندوں میں جگہ دی کہ جنت کی ہوا میں پھریں۔ اور طوبے کی ٹہنیوں پر آشیانہ کریں۔ اور جنت کی نہروں کا پانی پیئیں۔ الخ۔ بل احياء بلکہ وہ زندہ ہیں۔ عند ربهم۔ اپنے رب کے پاس کہ ہر سال جہاد کا ثواب انہیں پہنچتا ہے۔ یا زمین انہیں نہیں کھاتی۔ اور مردوں کی طرح غسل نہیں دیتے یا زائروں کے سلام کا جواب دینے میں زندوں کی طرح۔ یوزقون۔ روزی دیئے جاتے ہیں۔ میوہائے جنت سے۔ الخ۔ دیگر تفاسیر میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

(۵) تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی سورہ بقرہ صفحہ ۳۵۵، سطر ۱۴۔ ویكون الرسول علیکم شہیداً۔ یعنی باشد رسول شہید شاہ گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت پر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در گدام در جہاد دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست کہ حجابے کہ بداں از ترقی محبوب ماندہ است کد ام است۔ پس او سے شناسد گناہاں شمارا و درجات ایمان شمارا و اعمال نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا و لہذا شہادت او در دنیا بجگم شرح در حق امت مقبول و واجب العمل ست و آنچہ اورا از فضائل و مناقب حاضران خود مثل صحابہ و ازواج و اہلبیت یا غائبان از زمان خود مثل اویس و صلہ مہدی و مقتول و جلال یا از معائب و مثالب حاضران و غائبان سے فرمائید اعتقاد بر آں واجب است۔ بلفظہ۔ دیکھیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ابدی کو شاہ صاحب نے کیسے ثابت فرمایا ہے کہ وہ ہر ایک کو دیکھ رہے ہیں۔ سب غائبین کے اعمال و درجات و گناہاں پر مطلع ہو رہے ہیں۔ اسی وجہ وہ سب پر شہید اور گواہ ہوں گے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ گواہی اسی گواہ کی ہو سکتی ہے جو اپنی آنکھوں سے واقعات کو دیکھے۔ اور دیکھنا اور گواہی دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثابت ہے۔ اور یہ سب باتیں حیات النبی ہونے کی دلیل و حجت کو قوی کر رہی ہیں۔

(۶) ابن ماجہ، صفحہ ۱۱۹، سطر ۱۴، حدیث شریف: عن اوس رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء یعنی فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ اجسام انبیاء علیہم السلام کو کھائے۔

(۷) ابن ماجہ، صفحہ ۱۱۹، سطر ۱۸۔ حدیث شریف: عن ابی درداء رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خدا نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ ابدان انبیاء علیہم السلام کو کھائے۔ پس اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہمیشہ زندہ ہے۔ اس کو روزی کھانا دیا جاتا ہے۔

(۸) ابی داؤد جلد اول صفحہ ۲۲۱، سطر ۱۲ حدیث شریف اسی طرح ہے۔

(۹) نسائی جلد اول، صفحہ ۹۷، سطر ۲۱، حدیث شریف اسی طرح ہے۔ ان حدیثوں میں یہ بھی ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن زیادہ درود شریف پڑھنے کی تاکید فرمائی۔ تب صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ جب آپ اس دنیا سے تشریف لے جائیں گے اور قبر میں جسم نہ ہوگا۔ تو درود شریف کیسے پہنچے گا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم یہ ہرگز گمان مت کرو کہ قبر میں ہمارے اجسام میں کوئی تغیر آ جاتا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھانے کی سخت ممانعت کر کے حرام کر دیا ہے۔ ان کے جسموں کو قبر کی زمین چھوتی تک نہیں۔ بیعتہ وہی اجسام جو دنیا میں تھے قائم رہتے ہیں۔ اور انہیں اجسام حسی دنیا دے سب جگہ جہاں چاہیں۔ سیر فرماتے ہیں۔ اور کھانا کھاتے ہیں۔ صرف ہماری نظروں سے غائب ہیں۔ اور شہداء اور اولیاء کرام کی بھی کسی مکرر کی کے ساتھ یہی صورت ہے۔

(۱۰) مناجات النبوت ترجمہ مدارج النبوت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ۔ جلد اول صفحہ ۲۷۵، سطر ۱، کہا باب قلوب یعنی صاحب دل لوگ دیکھتے ہیں۔ بیداری میں ملائکہ کے تئیں اور پیغمبروں کے ارواح کے تئیں اور وہ سنتے ہیں۔ ان سے آوازوں کو چنتے ہیں ان سے نوروں کو اور استفادہ کرتے ہیں ان سے۔ بلفظ۔

(۱۱) مناجات النبوت ترجمہ مدارج النبوت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ جلد دوم، صفحہ ۸۲۲، تا ۸۲۸۔ جان کہ حیات انبیاء متفق علیہ ہے۔ درمیان علماء ملت کے۔ کسی کو خلاف نہیں اس میں کامل تر اور وجود حیات سے شہیدوں کے الخ اور حیات انبیاء کی حسی دنیاوی ہے۔ یعنی شہداء وغیرہ کو حیات ہے پر اس عالم میں ہے۔ اور انبیاء اسی عالم میں محسوس اور زندہ ہیں۔ اور احادیث و آثار اس کے درمیان میں واقع ہوئے ہیں۔ جیسے کہ مذکور ہوتے ہیں۔ ایک ان سے یہ حدیث ہے: قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الانبياء و احياء في قبورهم يصلون الحديث یعنی تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اور نماز پڑھتے ہیں۔ دوسری ایک حدیث یہ ہے: ما من مسلم يسلم على الارذ الله روحى حتى ارد عليه السلام۔ اور عالموں نے اختلاف کیا ہے کہ یہ فضیلت عام ہے۔ واسطے ہر ایک اس شخص کے جو سید کائنات کی تسلیم کے شرف سے مشرف ہو۔ اور سلام کرنا خواہ از تر قبور شریف پر حاضر ہو یا غائب اس جناب سے جس مکان میں ہو اور ظاہر عموم ہے۔ اور ہر تقدیر مفید مدعا ہے۔ جو حیات ہے الخ۔ ایک اور حدیث دلالت کرتی ہے اوپر اس بات کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سماع کرتے ہیں۔ سلام کی آواز سنتے ہیں۔ اور یہ نفس نفیس اس کے رد سلام کے متکفل ہوئے ہیں۔ بلکہ پیشتر بندے کے سلام سے آپ مہاورت فرماتے ہیں۔ اوپر سلام کے جس طرح حالت شریف تھی۔ جناب کی حالت حیات کے درمیان الخ۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ فرمایا بہت کو جمعہ کے روز صلوٰۃ اوپر میرے کیونکہ درود تمہارے معروض ہوتے ہیں۔ مجھ پر عرض کی اصحاب نے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح معروض ہوتی ہے۔ درود تمہارے حضور میں اور آپ پوشیدہ ہوں گے قبر کے درمیان۔ فرمایا: حق تعالیٰ نے حرام گردانا ہے۔ زمین پر جو کھائے انبیاء کے اجساد کے تئیں۔ اس جگہ معلوم ہوتا ہے کہ حیات انبیاء

کی حیات حسی دنیاوی ہے۔ نہ صرف بقاء ارواح الخ۔ ہم اعتقاد رکھتے ہیں۔ انبیاء کی حیات پر حضرت پروردگار جل جلالہ کے نزدیک وہ حیات کر کے جو اشرف اور اکمل ہے۔ اس حیات متعارف سے الخ۔ یہ تمام حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ اوپر اس بات کے کہ اہل قبور کو ادراک ہے۔ اور سماع حاصل ہے۔ یعنی پہچانتے ہیں۔ اور سنتے ہیں۔ اور شک نہیں کہ سماع یعنی شنوائی ان اعراض سے ہے۔ جو مشروط ہیں حیات پر۔ پس سب وحی (زندہ) ہیں۔ لیکن حیات ان کے مرتبے میں کم ہے۔ شہیدوں کی حیات ہے۔ اور حیات انبیاء کی کامل تر ہے۔ شہیدوں کی حیات سے الخ۔ حق تعالیٰ نے حضرت کے جسد شریف کے تئیں ایسی ایک حالت اور قدرت بخشی ہے کہ جہاں جس مکان میں چاہیں جائیں۔ خواہ بیعتہ ہوا ہو کہ با مثال خواہ آسمان پر یا زمین پر خواہ قبر شریف یا دوسری جگہ الخ۔

(۱۲) شرح مواہب اللدنیہ والقر قانی علیہ الرحمۃ: لا یمنع رویتہ ذاتہ علیہ السلام بجسدہ و بروحہ و ذالک لانہ وسائر الانبياء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ردت الیہم ارواحہم بعدما قبضوا و اذن لہم فی الخروج من قبورہم۔ والتصرف فی الملکوت العلوی والسفلی یعنی کوئی بات اس امر کی مانع ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک یا مجسم نظر آجائیں۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و نیز دیگر انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبات بعد وفات کے ان کے مقدس جسموں میں باذن الہی پھر دوبارہ واپس کر دی گئی ہیں۔ اور ان کو رب العزت کی طرف سے تصرف اور عام اجازت عطا کی گئی ہے کہ اپنے مقدس مزارات سے نکل کر عالم بالا اور عالم دنیا میں جس طرح چاہیں۔ تصرف کرتے رہیں۔ بلفظ۔ کتاب تحقیق الحق مصنفہ مولانا محمد عسکری صاحب حسینی الترمذی رئیس اودھ صفحہ ۶۰، سطر ۱۲۔

(۱۳) فیوض الحرمین حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۲۷-۲۸:- میں داخل ہوا مدینہ منورہ میں اور زیارت کی روضہ مقدس کی آپ کی روح مبارک کو دیکھا ظاہر اور عیان الخ میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثر امور میں اسی صورت مقدس میں جس میں آپ تھے۔ بلفظ۔

(۱۴) ملفوظات حضرت مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ نقشبندی مجددی، صفحہ ۹۱، سطر ۸ (عام مزارات کے ذکر میں) زیارات مزارات متبرکہ بایدرقت بوسیلہ ارواح پاک ایشان فتوحات ظاہری و باطنی باید طلبید و فاتحہ نیز بارواح ایشان ہر روز باید خواند کہ موجب برکات بسیار است و فتوحات بے شمار بلفظ۔

(۱۵) منتخب مکتوبات قدوسیہ مصنفہ حضرت شیخ المشائخ شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مطبع مجبائی دہلی ۱۳۱۳ ہجری صفحہ ۲-۳ حضرت زبدۃ الاولیاء ربانی شیخ عبدالنار سہارن پوری اور ملفوظات حضرت قطب العالم سے گویند کہ یوم پنج شنبہ بود و مردم کثیر برائے زیارت بدرگاہ آسمان جاہ حضرت شیخ احمد عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ حاضر بودند قطب عالم شیخ عبد القدوس رحمہ اللہ تعالیٰ نیز پائیں چہوترہ مزار اقدس نشستہ بودند کہ بیک ناگاہ مزار اقدس شق شدہ و حضرت مخدوم برحق شیخ احمد عبدالحق قدس اللہ سرہ ہمین جسم ظاہری از مزار شریف بیرون آمدہ بر چہوترہ نشستند و جانب قطب عالم مخاطب شدہ فرمودند۔ بیت

مرا زندہ پندار چوں خویش تن من آئم بجان گرتو آئی بہ تن

الخ۔ بلفظ

لیجئے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ورنہ تمام کتب دینیہ اہلسنت وجماعت اس مضمون سے پُر ہیں۔ طوالت کی وجہ سے ترک کرتا ہوں۔ قرآن شریف و احادیث شریف و تفاسیر و کتب سیر سے ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان مبارک کے ساتھ زندہ ہیں۔ اور ہر جگہ تصرف کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام و مؤمنین صالحین و محبین زندہ ہیں۔ جو شخص لکھتا یا کہتا یا اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ مرگئی میں ملنے والے ہیں۔ مخالف قرآن و حدیث کا کاذب بہتانی ہے۔ بس آپ کے سب مطالبات ملیا میٹ ہو گئے۔

باب پنجم

عقیدہ نمبر ۷ و ہابیہ دیوبندیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں

ملخصاً صفحات ۶-۸-۲۳-۲۹-تقویۃ الایمان

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۵، بر عقیدہ نمبر ۷، عقیدہ نمبر ۷ کی یہ عبارات کہ مولوی صاحب مرحوم نے تقویۃ میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں اگر آپ یہ عبارت بعینہ تقویۃ میں دکھلا دیں تو آپ کا منہ شکر سے بھر دیا جائے۔ ورنہ شکر کی بجائے..... (گالی) ہم پیش گوئی کرتے ہیں کہ آپ یہ عبارت تقویۃ میں ہرگز دکھلائیں گے۔ بلفظ، صفحہ ۱۸-اقوال: مفتی صاحب! نہایت افسوس ہے۔ بار بار میں کہتا ہوں کہ آپ عبارت کے آگے لفظ ملخصاً کو نہیں دیکھتے۔ یا نظر نہیں آتا۔ اور بلفظ عبارت کو تلاش کرتے ہو۔ ذرا ہوش سے صفحات محولہ کو دیکھیے۔ آپ کو اس عبارت کا پتہ مل جائے گا۔ مرزا قادیانی کی طرح پیش گوئیاں کرنا بے سود ہیں اور گالیاں دینا نامساعد اور بے بہبود ہیں۔ اور تہذیب کے سامنے مردود اور مٹ رہے ہیں۔ میں نے کتاب تقویۃ الایمان کے صفحات ۶-۸-۲۳-۲۹ کا حوالہ دیا ہوا ہے کہ یہ عبارت عقیدہ و ہابیہ کا خلاصہ ان صفحوں میں ہے۔ باوجود اس کے آپ کو یہ عقیدہ نہیں ملا۔ اور نہ نظر آیا۔ جو آپ کی قابلیت بینائی کی وجہ سے ہے۔ لیجئے دیکھیے۔ (الف) اکثر لوگ پیروں کو پیغمبروں کو اماموں کو شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں۔ غرض کہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں۔ سو وہ سب کچھ یہ چھوٹے مسلمان اولیاء اور انبیاء سے اور اماموں اور شہیدوں سے اور فرشتوں اور پریوں سے کر گزرتے ہیں۔ الخ اور دعویٰ مسلمانی کیے جاتے ہیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف میں وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون۔ ترجمہ: اور نہیں مسلمان ہیں۔ اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں۔ یعنی اکثر لوگ جو دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں۔ وہ شرک میں گرفتار ہیں الخ۔ بلفظ، صفحہ ۵-تقویۃ الایمان۔

(ب) جواب دیتے ہیں کہ ہم تو شرک نہیں کرتے۔ بلکہ اپنا عقیدہ انبیاء اور اولیاء کی جناب میں ظاہر کرتے ہیں۔ الخ غلط یعنی جن کو لوگ پکارتے ہیں۔ ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی۔ صفحہ ۶ تقویۃ الایمان۔ (ج) ف یعنی شرک کرنے والے بڑے احمق ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے قادرِ علیم کو چھوڑ کر اوروں کو پکارتے ہیں۔ اول تو وہ ان کا پکارنا سنتے ہی نہیں۔ دوسرے کچھ قدرت نہیں رکھتے۔ اگر کوئی ان کو قیامت تک پکارے تو وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ بعض اگلے بزرگوں کو دور

سے پکارتے ہیں۔ اور اتنا بھی کہتے ہیں یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو۔ یہ سب شرک ہے۔ بلفظ، صفحہ ۲۳، سطر ۱۱۔ آیت شریف جس کا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے: وَمَنْ اضِلَّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ الْيَوْمَ الْقِيَمَةِ وَهُمْ عَنْ دَعَائِهِمْ غَافِلُونَ۔ ترجمہ: اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورہ احقاف میں۔ اور کون زیادہ گمراہ ہوگا اس شخص سے کہ پکارتا ہے ڈرے اللہ سے ان لوگوں کو کہ نہ قبول کریں گے اس کی بات قیامت کے دن تک اور وہ ان کے پکارنے سے غافل ہیں۔ بلفظ، صفحہ ۲۳، سطر ۱۲، تقویۃ الایمان۔

(و) جو بعضے عوام الناس کہتے ہیں کہ اولیاء انبیاء کو یا امام و شہیدوں کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت تو ہے سو یہ بات غلط ہے۔ بلکہ کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے۔ اور نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ بلفظ، صفحہ ۲۹، تقویۃ الایمان۔ لیجئے مفتی جی اور عقیدہ جس کو آپ بعینہ غلطی اور نا فہمی سے تلاش کرتے ہیں۔ ان عبارات مندرجہ بالا کا خلاصہ ہے۔ جو تقویۃ الایمان میں کیے۔ الفاظ انبیاء علیہم السلام اور اگلے بزرگوں اور یا حضرت میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل ہیں، یا نہیں۔ ضرور داخل ہیں۔ تو بتائیے وہ کچھ قدرت نہیں رکھتے۔ اور نہیں سنتے۔ ہاں ضرور قدرت بھی رکھتے ہیں۔ اور اچھی طرح سے سنتے بھی ہیں۔ اور ہم یہاں پنجاب و ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے مسلمان یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پکارتے ہیں اور درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ بڑے شوق اور ذوق سے پڑھتے ہیں۔ بلکہ ان کے اولیاء صلحاء رحمہم اللہ سے بھی استمداد کرتے ہیں۔ اور بموجب تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یا عباد اللہ اعینونی اے خدا کے بند و میری مدد کر دو۔ سے جب کبھی ضرورت ہوتی ہے پکارتے ہیں۔ یا روح یا روح یا روح کا وظیفہ بھی کرتے ہیں۔ اور قادری سلسلہ کے بزرگ: یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیعہ اللہ کا وظیفہ بھی کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ ہاں آپ کے امام الطائفہ کی عادت ہے۔ جو آیات کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ وہ تمام اہلسنت کے خلاف مسلمانوں کے حق میں لگاتے ہیں یہاں ان عبارتوں میں دو آیات سورہ یوسف اور سورہ احقاف کی درج کی ہیں۔ وہ دونوں کفار اور ان کے بتوں کے حق میں ہیں۔ لیکن آپ کے امام الطائفہ نے ان کو کیسی دلیری اور جرأت سے انبیاء علیہم السلام اور مسلمانوں پر چسپاں کیا ہے۔ اور ترجمہ بھی غلط کیا ہے۔ پہلی آیت سورہ یوسف کی یہ ہے: وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ۔ ترجمہ: آپ کے امام کا اور نہیں مسلمان نہیں اکثر لوگ مگر شرک کرتے ہیں۔ صفحہ ۵، تقویۃ الایمان۔ ترجمہ فارسی شاہ علی اللہ علیہ الرحمۃ۔ وایمان نے آرند اکثر ایشان بخدا مگر شریک اور مقرر کردہ اند۔ ترجمہ شاہ رفیع الدین علیہ الرحمۃ: اور یقین نہیں لاتے بہت لوگ اللہ پر ساتھ شریک بھی کرتے ہیں۔ دیکھئے مولوی جی! ان مشہور ترین ترجموں اور اپنے امام کے ترجمہ پر غور کیجئے۔ ان ہر سہ ترجموں میں صاف معلوم ہو رہا ہے کہ یہ آیت کفار کے حق میں نازل ہوئی تھی کہ وہ ایمان نہیں لاتے یعنی کافر ہیں اور شریک بھی اللہ تعالیٰ کا ٹھہرتے ہیں۔ لیکن آپ کے امام لفظ مسلمان کا بجائے کافر کے اپنی طرف سے لگاتے ہیں اور قرآن شریف تحریف معنی کرتے ہیں۔ اس کی تصدیق میں حاشیہ غافلون بموجب رسم الخط قرآنی غلط ہے۔ غفلون: لکھنا چاہئے تھا۔ یہ آپ کے امام کی نادانگی ہے۔

تفسیر بھی موجود ہیں۔ یہاں صرف ایک تفسیر دکھاتے ہیں۔ تفسیر قادری، جلد اول، صفحہ ۵۱۵: وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ۔ مگر وہ شریک کرنے والے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس سے عرب کے کافر مراد ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے بعد کہنے لگے کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ یا یہود مراد ہیں کہ خدا کا ایمان لائے اور کہنے لگے عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔ یا نصاریٰ مراد ہیں کہ خدا پر ایمان لائے۔ اور یہ بات کہی کہ عیسیٰ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ اب معلوم ہوا کہ یہ آیت شریف کفار عرب یا یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی۔ اور کیسی بے باکی سے مسلمانوں پر لگادی۔ اسی طرح دوسری آیت کو دیکھئے۔ جو سورہ احقاف کی ہے: وَمَنْ اضِلَّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ الْيَوْمَ الْقِيَمَةِ وَهُمْ عَنْ دَعَائِهِمْ غَافِلُونَ۔ ترجمہ اس کا صفحہ ۸۳ پر لکھا جا چکا ہے۔ آپ کے امام نے جو لفظ يدعوا اور دعا کے معنی پکارنے کے کیے ہیں وہ محض غلط ہیں۔ چنانچہ تفسیر معتبرات جلالین، معالم التنزیل، مدارک نیشاپوری، خازن وغیرہ میں يدعوا کے معنی یعبد کے لکھے ہیں۔ یعنی جو لوگ سوا خدا کے کسی اور کی عبادت کرتے ہیں۔ یعنی بتوں کی اور دعائیں سے یہی مراد عبادت ہی ہے، پکارنا نہیں۔ جیسے اسی آیت شریف کا دوسرا حصہ واذا حشر الناس كانوا لهم اعداء وكانوا بعبادتهم كافرين۔ یعنی قیامت کو بت اپنی پرستش کرنے والوں کے دشمن ہو جائیں گے۔ اور ان کی عبادت کا انکار کریں گے۔ پس صاف ثابت ہے کہ یہ آیت شریف کافروں بت پرستوں کے حق میں ہے۔ اور پکارنے کے معنی کر کے تمام مسلمانوں درود شریف پڑھنے والوں اور یا رسول اللہ کہنے والوں کو کافر بنا دیا۔ اور شرک لکھ دیا اس کی مفصل تحقیق عقیدہ نمبر ۱۰، باب ہفتم و ہشتم میں ہوگی۔ لیکن ایک عبارت تفسیر قادری کی تائید میں لکھ دیتا ہوں۔ تفسیر قادری جلد دوم، صفحہ ۳۲۶، سطر ۳۔ وَمَنْ اضِلَّ اور کون ہے زیادہ گمراہ مِمَّنْ يدعوا اس شخص سے جو پکارے اور پوجے۔ مِمَّنْ دُونِ اللَّهِ خدا کے سوا مِمَّنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ اس کو جو نہ جواب دے۔ اور نہ قبول کرے۔ اس کی دعا کو الی یوم القیمة قیامت تک یعنی مشرک اپنے معبود باطل کو عمر دنیا کی مدت تک پکاریں۔ تو اجابت کا اثر اس سے نہ ظاہر ہوگا۔ وہم اور وہ بت۔ عن دعائهم بت پرستوں کے پکارنے سے جو ان بتوں کو پکارتے ہیں غفلون غافل اور بے خبر ہیں۔ اور جب وہ ان کا پکارنا سنتے ہی نہیں تو جواب کیونکر دیں۔ پس بد بخت وہ ہے جو سننے والے اور قبول کرنے والے خداوند کی عبادت سے دست بردار ہو اور چند بے حس جماد جو نہ دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں ان کی عبادت کی طرف متوجہ ہو۔ بیت

بے بہرہ کے کہ چشمہ آب حیات بگزار دور و نہد بسوئے ظلمات

واذا حشر الناس اور جب حشر کیے جائیں گے لوگ تو كانوا لهم ہوں گے معبود باطل اپنی پرستش کرنے والوں کے اعداء دشمن۔ بخلاف اس چیز کے جو گمان رکھتے تھے۔ ان سے شفاعت اور مددگاری کاو كانوا اور ہوں گے معبود باطل بعبادتهم اپنے عابدوں کی عبادت کے ساتھ کفرین کافر اور منکر یا عبادت کرنے والے ان کی پرستش سے منکر ہو جائیں گے۔ یعنی بت کہیں گے کہ انہوں نے ہماری پرستش نہیں کی۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا: یوم القیمة یکفرون بشرکم یابت

پرست کہیں گے کہ ہم نے تو بتوں کی پرستش نہیں کی۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا: بنا ما کننا مشرکین۔ بلفظہ۔ یہ ہے آپ کے امام الطائفہ کی ایمان داری کہ جو آیات کفار مشرکین بت پرستوں کے حق میں نازل شدہ ہیں وہ مسلمانوں کے حق میں لگائی گئی ہیں۔ تمام تقویۃ الایمان میں یہی حال ہے جس پر آپ کا ایمان ہے۔ یہ وہ آیتیں وہی بطور نمونہ تحریر ہیں۔ جن کو آپ کے امام الطائفہ نے اپنی تقویۃ الایمان میں درج کیا ہے۔ اب میں چند احادیث شریف و دیگر معتبرات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصرف اور قدرت دیکھنا اور سننا تحریر کرتا ہوں تاکہ آپ کا اور آپ کے امام کا انکار ناخوار معلوم ہو جائے۔

(۱) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۶۹، سطر ۲۷۔ مصری (باب المیت یسمع خفق النعال) عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال العبد اذا وضع فی قبره وتولی عنه وذہب اصحابہ حتی ان یسمع قوع نعالہم۔ اتاہ ملک ان فاقعدہ فیقول ان لہ ما کنت تقول فی ہذا الرجل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیقول اشہد انہ عبد اللہ ورسولہ فیقال انظر الی مقعدک من النار ابدلک اللہ بہ مقعدا من الجنة قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیراہما جمیعاً واما الکافر او المنافق فیقول لا ادری کنت اقول ما یقول الناس فیقال لا ذریت ولا تلیت ثم یضرب مطرقة من حدید ضربۃ بین اذنیہ فیصیح صیحة یسمعها من ینبہ الی الثقلین بلفظہ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اور اس کے دوست جب اس سے چلے جاتے ہیں۔ تو وہ ان کی جوتیوں کی آہٹ کو سنتا ہے پھر دوفرشتے اس کے پاس آتے ہیں۔ اور اس کو قبر میں بٹھا دیتے ہیں۔ اور اس سے کہتے ہیں کہ کیا کہتا ہے تو اس شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں۔ تب وہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق یہ بندے خاص اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ اور اس کے رسول ہیں۔ پھر کہتے ہیں فرشتے کہ دیکھ اپنی جگہ دوزخ میں۔ لیکن بدل دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بہشت سے۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس دیکھتا ہے۔ وہ ان دونوں جگہوں کو۔ اور جب کافریا منافق سے پوچھا جاتا ہے۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں) تو وہ کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ وہی کہا کرتا تھا۔ جو عوام کہتے تھے۔ پس کہا جاتا ہے (اس کافریا منافق کو) کہ کیا تو دیکھتا اور عقل رکھتا تھا۔ اور نہ قرآن شریف پڑھتا تھا؟ پھر مارتے ہیں اس کو فرشتے لو ہے کے تھوڑوں سے اس کے کانوں پر۔ تو وہ چلاتا اور چیخیں مارتا ہے۔ اس چلا۔ کو سب سنتے ہیں۔ جو اس کے پاس ہیں سواء انسان و جن زندہ کے۔

(۲) صحیح بخاری جلد اول، صفحہ ۱۷۵، سطر ۱۔ حدیث شریف یعنی حدیث بالا کے مطابق ہے۔ صرف ایک دو لفظوں کا فرق ہے۔ اس لیے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ مضمون واحد ہے۔

(۳) نسائی جلد اول صفحہ ۱۳۴، ۱۳۶، سطر ۱۲، ۱۲۔ وہی حدیث بالا یعنی ہے۔

(۴) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول، صفحات ۱۲۳-۱۲۷-۱۱ میں بھی یہی حدیث شریف بخاری کی درج ہے۔

جس میں الفاظ مختلفہ مثلاً ما کنت تقول فی ہذا الرجل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ماہذا الرجل الذی بعث فیکم اور ما کنت تقول فی ہذا الرجل لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یعنی کیا کہا کرتا تھا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں۔ اور کیا ہے۔ اور کون ہے۔ یہ شخص (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو تمہارے میں رسول مبعوث کیا گیا اور تو کیا کہا کرتا تھا۔ اس شخص کے بارے میں جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پس ان احادیث سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ عام مسلمان فوت شدہ اور کافر اور منافق مردے بھی قبروں میں سماع کی طاقت رکھتے ہیں۔ دوسرا خداوند تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا تصرف بخشا۔ اور ایسی قدرت عطا فرمائی۔

(۵) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول، صفحہ ۴۴۱، سطر ۶۔ وعن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من صلی علی عند قبری سمعہ کے کہ درود بفرستد بر من نزد قبر من سے شنوم من صلوة اور او من صلی تائماً بلفظہ وکے کہ درود بفرستد بر من از دور نہ در حضور قبر رسانیدہ شود صلوة او مرا کہ ملائکہ سیاحین سے رسانند و بر ہر تقدیر سلام سے کم و جواب سلام دے گویم۔ ازیں جائے تو ان دانست کہ سلام بر آنحضرت چہ فضیلت دارد۔ و سلام گویندہ بر آنحضرت را خصوصاً بسیار گویند را چہ شرف است۔ اگر سلام تمام عمر۔ یک جواب آید سعادت است۔ چہ جائے آنکہ ہر سلام را جواب بشنود۔ بیت

بہر سلام مکن رنجہ در جواب آل لب کہ صد سلام مرا بس یکے جواب از تو

(۶) وظیفہ دلائل الخیرات (فضائل درود شریف) وقیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازایت صلوة المصلین علیک ممن خاب عنک ومن یاتی بعدک ما حا لہما عندک فقال اسمع صلوة اہل محبتی واعرفہم وتعرض علی صلوة غیرہم عرضاً بلفظہ۔ یعنی اور عرض کیا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں کہ خبر دیجئے ان لوگوں کے درود سے جو حضور سے غائب اور دور ہیں۔ اور جو آپ کے بعد ہوں گے۔ ان دونوں کے درودوں کے بھیجنے کا کیا حال ہے۔ آپ کے نزدیک۔ پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں خود سنتا ہوں۔ درود اپنے اہل محبت کا۔ اور ان کو پہنچاتا ہوں۔ اور پیش کیئے جاتے ہیں۔ میرے پاس درود دوسرے تمام لوگوں کے فرشتوں کے ذریعہ سے۔ دیکھئے ان حدیثوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خود بخود سننا اور سننے کی قدرت رکھنا خواہ کوئی مشرق کے پرے سرے پر درود شریف پڑھے خواہ مغرب کے کنارہ پر پڑھے۔ غرضیکہ خواہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہو۔ پس مردود ہے وہ قول کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں۔ اور نہ وہ سنتے ہیں۔ (مندرجہ تقویۃ الایمان)۔

(۷) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی جلد دوم، مکتوب نمبر ۵۸، اردو ترجمہ صفحہ ۱۹۰، ۱۹۱۔ جن جو مختلف شکلیں بن جاتے ہیں۔ اور مختلف جسدوں میں متجسد ہو جاتے ہیں۔ اس وقت ان سے اعمال عجیبہ جو ان شکلوں اور جسدوں کے مناسب ہیں۔ ظہور میں آتے ہیں۔ ان میں کوئی تنازع اور حلول نہیں۔ جب جنوں کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے اس قسم کی طاقت حاصل ہے کہ مختلف

شکلوں میں ظاہر ہو کر عجیب و غریب کام کریں۔ تو اگر کالمین کی ارواح کو یہ طاقت بخش دیں تو کون سی تعجب کی بات ہے۔ اسی قسم کی ہیں وہ حکایتیں جو بعض اولیاء اللہ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ ایک ساعت میں مختلف مکانوں میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور مختلف کام ان سے وقوع میں آتے ہیں۔ یہاں بھی ان لطائف مختلف جسدوں میں متحد ہو کر مختلف شکلوں میں متشکل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اس عزیز کا حال ہے جو ہندوستان میں وطن رکھتا ہے اور کبھی اپنے ملک سے باہر نہیں نکلا۔ بعض لوگ جو حضرات مکہ معظمہ سے آتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم نے اس عزیز کو حرم کعبہ میں دیکھا۔ بعض نقل کرتے ہیں کہ ہم نے اس کو روم میں دیکھا۔ بعض بغداد میں دیکھ کر آئے ہیں۔ یہ سب اس عزیز کے لطائف ہیں۔ جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوئے ہیں۔ یہ بھی ان بزرگوں کے لطائف کی شکلیں ہیں یہ شکلیں کبھی عالم شہادت میں ہوتی ہیں کبھی عالم مثال میں جس طرح رات ہزار آدمی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھتا ہے۔ مختلف صورتوں میں اور استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات و لطائف کی مثالی صورتیں ہیں اسی طرح مرید اپنے پیروں کی مثالی صورت سے استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ اور مشکلات کو حل کرتے ہیں۔ بلفظہ۔ دیکھیے مفتی جی! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیسی قدرت ہے۔ اور تمام جہان میں ان کا تصرف ہے۔ اور حضرت امام مجتہد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کا کیا کیا تصرف فرما رہے ہیں۔ اور حل مشکلات تحریر فرما رہے ہیں۔ لیجئے فتوے کفر جو آپ کی بغل میں ہے۔ دھر گھسیئے۔

باب ششم

عقیدہ نمبر ۸-۹ و ہابیہ دیوبندیہ

عقیدہ نمبر ۸- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب کا خدا کا دیا ہوا بھی ماننا شرک ہے۔ ملخصاً

عقیدہ نمبر ۹- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے۔ ملخصاً

صفحات: ۱۰، ۲۶، ۲۷، ۵۸، تقویۃ الایمان

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۶ عقیدہ نمبر ۸-۹ آپ نے عقیدہ نمبر ۸ پر لکھا ہے کہ تقویۃ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب خدا کا دیا ہوا ماننا بھی شرک ہے۔ اور اسی حوالہ پر عقیدہ نمبر ۹ پر یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے۔ صاحبان یہ ہر دو عبارات بعینہ تقویۃ میں نہیں ہیں یہ بہتان بندی ہے۔ وغیرہ وغیرہ الخ۔ صفحہ ۱۸-۱۹۔ اقول: مفتی جی! کیا کیا جائے۔ آپ کو لفظ ملخصاً نظر ہی نہیں آتا۔ اور عبارت بعینہ ڈھونڈتے ہیں۔ میں نے یہ کہاں لکھا ہے کہ یہ عبارت بلفظہ ہیں۔ یہ بہتان بندی آپ کی ہے۔ خلاصہ عبارات جو صفحات ۱۰-۲۶-۲۷-۵۸ میں لکھا ہوا ہے ان صفحات کو آپ نے دیکھا تک بھی نہیں۔ اور خود ہی اقرار نفی علم غیب آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دلائل لا طائل شروع کر دیئے۔ لیجئے وہ عبارات جن کا خلاصہ میں نے نقل کیا ہے۔ آپ کی تقویۃ الایمان سے نکال کر دکھلاتا ہوں۔ اور پھر آپ کے دلائل کی طرف توجہ کروں گا۔ دیکھیئے (الف) اللہ کا عالم اور کو ثابت کرنا اس عقیدہ سے آدمی شرک ہو جاتا ہے۔ خواہ یہ عقیدہ انبیاء اولیاء سے رکھے خواہ پیرو شہید سے خواہ امام و امام زادے سے۔ خواہ بھوت اور پری سے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ بلفظہ۔ تقویۃ الایمان، صفحہ ۹-۱۰۔ (ب) کسی انبیاء اولیاء امام و شہیدوں کی جناب ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں۔ بلکہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے۔ اور نہ ان کی تعریف میں ایسی بات کہے بلفظہ، صفحہ ۲۶۔ تقویۃ الایمان۔ (ج) جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کوئی امام یا کوئی بزرگ غیب کی بات جانتے تھے۔ سو وہ جھوٹا ہے۔ بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوائے کوئی جانتا ہی نہیں۔ بلفظہ، صفحہ ۲۷، تقویۃ الایمان۔ (د) غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔ بلفظہ، صفحہ ۵۸، سطر ۳، تقویۃ الایمان۔ (ه) یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علم غیب تھا صریح شرک ہے بلفظہ۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۰، سطر ۲۱۔ (و) اور یہ اعتقاد کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب ہیں۔ وہ یقیناً کافر ہے۔ بلفظہ، فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم، صفحہ ۴۲۔

(ز) اور یہ جو کہتے ہیں کہ علم غیب کبھی اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے۔ سو محض باطل اور خرافات میں سے ہے۔ بلفظہ، فتاویٰ رشیدیہ، حصہ سوم، صفحہ ۳۲، سطر ۸۔ لیجئے مولوی جی! ان ہر سہ عبارات میں بعینہ عبارات موجود ہیں۔ جن سے ہر دو عقیدے وہابیہ دیوبندیہ کے ثابت ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ یہ آپ کی بہتان بندی ہے کہ تقویہ میں عبارات موجود نہیں۔ واہ نظر۔ قولہ: صاحبان اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا غیب دان کوئی نہیں۔ خواہ وہ نبی ہو ولی۔ اور آیت ذیل اس عقیدہ کی تعلیم دیتی ہیں:

(۱) لا یعلم الغیب الا اللہ۔ ترجمہ: نہیں جانتا ہے غیب کی بات کو سوائے اللہ کے۔

(۲) وعنده مفاتیح الغیب لا یعلمها الا هو۔ ترجمہ: اس کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں۔ جس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (سورہ انعام)

(۳) ولو کنتم اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء۔ ترجمہ: اگر میں جانا کرتا غیب کی باتیں تو بہت خوبیاں لیتا۔ اور مجھ کو برائی کبھی نہ پہنچتی۔ (سورہ اعراف)

(۴) قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ۔ ترجمہ: اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دو کہ جتنی مخلوقات زمین و آسمان میں ہے۔ ان میں سے غیب کی بات کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ بلفظہ، صفحہ ۱۹۔

اقول: مفتی صاحب! یہ عقیدہ وہابیہ کا ہے۔ اہلسنت و جماعت کا نہیں۔ اہلسنت و جماعت کا مذہب اور عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص آنحضرت افضل الانبیاء والمرسلین خدا کے فضل سے بے شمار باتیں غیب کی جانتے ہیں۔ کوئی بات ان سے چھپی نہیں۔ بلکہ اولیاء کرام ادنیٰ خادمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خدا کی عنایت سے علم غیب سے مشرف ہیں۔ ہاں وہابیہ اس کے منکر ہیں۔ بلکہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بھی غیب کی بات نہیں جانتا۔ دیکھیے آپ کے امام اپنی تقویۃ الایمان میں کیا درفشانی کرتے ہیں۔ وہ ہذا۔

غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کہ لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ الخ بلفظہ، صفحہ ۲۰، تقویۃ الایمان۔ (پوری عبارت حاشیہ میں درج کی گئی ہے)۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی ہر وقت علم غیب کا نہیں۔ جب وہ چاہتا ہے کہ غیب کی بات کو دریافت کروں۔ تو وہ اپنے اختیار سے دریافت کر لیتا ہے۔ جب کبھی چاہتا ہے اور جب دریافت کرنا نہ چاہئے تو نہ سہی۔ لیکن پہلے اس دریافت سے وہ علم غیب یا غیب کی بات نہیں جانتا۔ اور نہ دریافت کرنے سے پہلے اس کو غیب کی بات معلوم ہوتی ہے۔ دریافت کرنا شرط ہے مگر یہ پتا نہیں کہ وہ دریافت کس سے کرتا ہے۔ اور کون اس کو بتاتا ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ یہاں آپ کے امام نے خداوند کریم کو جہل یا جہالت سے موصوف کیا۔ یہ اس لیے کہ یہ فعل انسان کا ہے جب انسان ایسا کر سکتا ہے تو خدا کیوں نہیں کر سکتا اور نہ انسانی قدرت ربانی قدرت سے زائد ہو جائے گی۔ یہ صریح کفر ہے۔ جیسے فتاویٰ عالمگیری کے صفحہ ۲۵۸ جلد دوم میں ہے: یکھرو اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق

بہ اوسبہ الی الجہل او العجز او النقص۔ اھ۔ بلفظہ۔ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اس کو جہل یا عجز یا کسی عیب کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے اور اسی طرح دیگر کتب فقہ میں درج ہے۔ جن میں سے تین دیگر کتب فقہ کا حوالہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(۲) بحر الرائق جلد ۵، صفحہ ۱۲۹، مصری۔ ولو وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ کفر یعنی اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی بات کہی جو اس کے لائق نہیں تو وہ کافر ہو گیا۔

(۳) فتاویٰ برازیہ، جلد ۳، صفحہ ۳۲۳، مصری۔ عبارت مندرجہ بالا درج ہے۔

(۴) جامع لفصولین جلد ۲، صفحہ ۲۹۸، مصری بعینہ عبارت مندرجہ بالا درج ہے۔ لیجئے اب میں آپ کے دلائل کی طرف توجہ کرتا ہوں میں بار بار کہتا چلا آ رہا ہوں کہ مفتی جی آپ کو علم قرآن سے منہ نہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے قرآن شریف کو کسی استاد سے نہیں پڑھا اور نہ کبھی آپ کی تلاوت میں ہے۔ آپ نے علم غیب کو نفی میں چار آیات نقل فرمائی ہیں ان میں سے سب سے پہلی آیت: لا یعلم الغیب الا اللہ۔ درج کی ہے لیکن پتا نہیں دیا کہ یہ آیت شریفہ قرآن شریف کے کون سے پارہ یا سورہ میں ہے۔ میں حیران ہوں کہ آپ آیات قرآنی بتلا کر لکھتے چلے آئے ہیں۔ جو مسلمانوں کے قرآن شریف میں تو موجود نہیں۔ ہاں آپ کا کوئی قرآن مولوی اشرف علی صاحب پر اترا ہوا آپ کے پاس ہو اور اس میں یہ آیت موجود ہو تو ہو۔ جس کی ہمیں پروا نہیں۔ لیکن آپ ہمارے مسلمانوں کے قرآن شریف سے نکال کر دکھلائیے۔ یا پتا دیجئے کہ کہاں کس پارہ یا سورہ میں ہے۔ تب آپ کی قرآن دانی مانی جاسکتی ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ آپ قرآن شریف سے کورے ہیں۔ اس میں ایک سخت درخت قرآن شریف میں برخلاف حکم خداوندی: انا لہ لحفظون کے یہ زیادتی کر دی ہے کہ ایک آیت ہی اپنی طرف سے داخل کر دی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بہتان ہو سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو بہتان اور کذب لگاتے چلے ہی آئے ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے کلام پاک قرآن شریف کی بھی تحریف پورے طور پر کر دی۔ دوسری آیت شریف میں آپ نے ایک یہ غلطی کی ہے کہ لفظ مفتاح کو متقاضی لکھ دیا ہے۔ یہ بھی آپ کی قرآن دانی کی دلیل ہے۔ اور تحریف قرآنی ہے بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ پر چھوٹ بولنے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ اس سے کوئی خوف نہیں تو آیات بنا کر قرآن میں داخل کر دینا کون سی بڑی بات ہے۔ مگر ہمارے مسلمانان اہلسنت و جماعت کے مذہب میں بہت بڑا کفر ہے۔ چوتھی آیت شریف کا بھی آپ نے پتا نہیں لکھا۔ مگر چونکہ وہ آیت قرآنی ہے۔ اس لیے تلاش سے سورہ نمل میں مل گئی گویا چار آیات کے نماز صرف تین آیات باقی رہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ ہر سہ آیات محمولہ آپ کی کمی ہیں۔ یعنی مکہ معظمہ میں نازل ہوئی تھیں۔

حاشیہ پوری عبارت یہ ہے۔ اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے۔ جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں۔ سو اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کہ لیجئے۔ یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے کسی ولی و نبی کو جن دفر شے کو پیر و شہید کو امام و امام زادے کو بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں۔ بلفظہ۔ تقویۃ الایمان، صفحہ ۳۰، ۱۲۔

فصل اول:

علم غیب کی تعریف میں

اس بات کو پہلے بیان کرنا ضروری ہے کہ علم غیب کس کو کہتے ہیں۔ اور اس کی تعریف علماء کرام نے کیا کی ہے۔ سنئے۔

- (۱) تفسیر کبیر جلد اول، مصری صفحہ ۱۶۹، سطر ۲۷۔ الغیب هو الذی یكون غائبا عن الحاسة یعنی غیب اس کو کہتے ہیں جو حاسہ سے باہر ہو یعنی حواس خمسہ سے الگ ہو (سنئے، دیکھئے، ۳، سونگھئے، ۴، چکھئے، ۵، چھونے سے جدا ہو۔)
- (۲) منتخب اللغات، صفحہ ۱۴۰، سطر ۱۳۔ حواس یہ تشدید سین تو تھائے دریافت جمع حاسہ و آل السمع، است و بصرو شم و ذوق و لمس۔ بلفظ، یعنی حاسہ (کان، آنکھ، شامہ، ذائقہ، لامسہ)
- (۳) تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ جلد اول سورہ بقرہ صفحہ ۵۷، سطر ۲۸۔ غیب نام آں چیز است کہ از ادراک حواس ظاہرہ و باطنہ خارج باشد۔ بلفظ،

(۴) تفسیر عزیزی جلد دوم، تبارک الذی، صفحہ ۲۰۵، سطر اول۔ غیب نام چیز است کہ از ادراک حواس ظاہرہ و باطنہ غائب باشد نہ حاضر۔ بلفظ۔ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت اس طرح پر ہے کہ علم غیب دو قسم پر ہے اول حقیقی یا استقلالی، یا ذاتی، دوسرا اضافی، یا وہبی، یا تعلیمی۔ اول قسم کا علم غیب جو بلا کسی وسیلہ یا ذریعہ کے ہے۔ بالاستقلال ذاتی ہے وہ خاص اللہ تبارک تعالیٰ کے واسطے ہے۔ اور دوسرا علم غیب جو اضافی و وہبی یا تعلیمی ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اولیاء کرام کو ثابت ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ تمام علوم غیب لوح محفوظ جو ہو چکا یا ہو رہا ہے۔ یا آئندہ ہوگا قیامت تک کے حالات سب اللہ تعالیٰ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمادیئے ہیں۔ کوئی بھی علم ان سے پوشیدہ نہیں۔ یہ عقیدہ بطور اجمال کے ہے۔ تفصیل اس کی شروع کی جاتی ہے۔ اور آپ کی آیات پیش کردہ کا جواب سنئے:-

(۱) تفسیر روح البیان زیر آیت، عندہ مفاتح الغیب الآیۃ کے لکھا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:- معلوم ہوا کہ علم غیب حق تعالیٰ سے خاص ہے۔ اور جو انبیاء اور اولیاء اور ملائکہ سے خبریں دینی مروی ہیں۔ وہ خدا کی تعلیم سے ہیں۔ یا بطریق وحی یا بطور الہام اور کشف کے۔ پس جس علم پر سو انبیاء اور اولیاء اور ملائکہ کے کوئی مطلع نہیں ہوتا۔ وہ حق تعالیٰ ہی سے خاص ہوا۔ جیسا کہ آیت علم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول۔

(۲) تفسیر روح البیان زیر آیت ولا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب کے لکھا ہے۔ ترجمہ: حق تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ السلام کو فرمایا کہ کافروں سے ان کی عقل کے موافق باتیں کریں۔ (الی قولہ) اور میں خود بخود علم غیب نہیں جانتا۔ کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے اعلام سے ماضی اور مستقبل کی خبریں دیتے تھے۔ اور شب معراج کے واقعہ میں آپ نے واقعی فرمایا ہے کہ میرے حلق میں ایک قطرہ نکلا جس سے میں نے معلوم کر لیا جو ہوا۔ اور جو ہونا ہے۔ اور جو ہوگا۔ پس جو کوئی کہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب نہیں جانتے ہیں۔ وہ راستہ سے بھولا ہوا ہے ختم ہوا ترجمہ۔

(۳) تفسیر جمل بر حاشیہ تفسیر جلالین زیر آیت علم الغیب فلا یظہر ترجمہ یہ ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کسی جگہ علم غیب کی نفی اپنے نفس شریف سے فرمائی ہے تو یہ حق تعالیٰ سے تواضع ہے۔ اور اپنی عبودیت کا اقرار ہے اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ میں خود بخود غیب نہیں جانتا۔ مگر حق تعالیٰ مجھے غیب پر اطلاع دے دیتا ہے۔ الخ۔ ترجمہ ختم ہوا۔

(۴) تفسیر کبیر جلد چہارم، صفحہ ۴۷، سطر ۲۷۔ قل لا اقول ولا اعلم الغیب ان المراد منه ان یظہر لرسول من نفسه التواضع لله والخضوع له والاعتراف بعبودیتہ حتی لا یعتقدا اعتقاد النصارى فی المسيح علیہ السلام یعنی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا کہ آپ کہہ دیں کہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے ہیں اللہ تعالیٰ کے اور میں غیب نہیں جانتا۔ تحقیق اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد تواضع اور کسر نفسی کی ہے۔ اور خضوع کی اور اپنی عبودیت کا اعتراف کرتا ہے۔ تاکہ لوگ مسلمان قوم نصاریٰ کی طرح آپ اعتقاد نہ کریں۔ جیسا انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں کیا (کہ وہ خدا ہیں)۔

(۵) تفسیر خازن، جلد دوم، صفحہ ۱۶۔ زیر آیت قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب الا یہ وانما نفی عن نفسه الشریفة هذا لا شیاء تواضعاً لله تعالیٰ واعترافاً بالعبودیۃ وان لا تفتروا حوا علیہ الایات۔ یعنی اس آیت سے مراد تواضع و کسر نفسی اور اعتراف عبودیت ہے۔ ورنہ دیگر آیات علم غیب پر کیوں آتیں۔

(۶) تفسیر خازن جلد دوم، صفحہ ۱۷۔ (لباب التواضع) فان قل قد اخبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن المفیات وقد جاءت احادیث فی الصحیح بذالک وهو من اعظم معجزات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فكيف الجمع بنیه (بین قوله تعالیٰ لو كنت اعلم الغیب لا ستكثر من الخیر۔ قلت یحتمل ان یکون قاله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبیل التواضع والادب والمعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ تعالیٰ ویقدره لی ویحتمل ان یکون قاله قبل ان یطلعه اللہ تعالیٰ علی الغیب فلما اطلعه اللہ عز وجل اخبر کما قال علم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول الا یہ۔ بلفظ۔ یعنی اگر تو کہے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی خبریں دیں ہیں۔ جو بہت سی صحیح حدیثوں میں آئی ہیں۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات عظیمہ میں سے ہیں۔ پھر کیونکر تطبیق ہو سکتی ہے۔ ان میں اور قول اللہ تعالیٰ و لو كنت اعلم الغیب الا یہ میں۔ میں کہتا ہوں اس میں احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا بسبیل تواضع اور ادب کے ہو۔ اور معنی اس آیت کے یہ کہ اطلاع کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ مجھ کو اس کی قدرت دے دیتا ہے۔ اور یہ بھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا فرمانا قبل اس کے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو غیب کا علم دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ علم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول الا یہ یعنی علم الغیب اللہ تعالیٰ اپنے غیب کو ظاہر نہیں فرماتا کسی پر بھی مگر اپنے رسول پر ظاہر فرماتا ہے۔

(۷) شرح نسیم الریاض علامہ شہاب خفاجی علیہ الرحمۃ۔ زیر آیت مندرجہ بالا۔ و هذا لا ینافی الایات الذالۃ
انه لا یعلم الغیب الا الله و قوله لو کنت اعلم الغیب لا استکثرت من الخبر ان النفی علیہ من غیر واسط
واما اطلاعہ علیہ باعلام الله تعالیٰ فامتحق قال الله تعالیٰ علم الغیب فلا یتظہر علی غیبہ احدا الا
ارتضیٰ من رسول انتہی۔ یعنی یہ آیات منافی نہیں ہیں۔ جو دلالت کرتی ہیں اس بات پر کہ خدا کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا
جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لو کنت الایۃ۔ تحقیق اس میں ان کے علم غیر واسطہ کی نفی ہے لیکن جو خدا تعالیٰ کے اسلام سے ان
اطلاع ہوتی ہے وہ صحیح ہے۔ اور یہ امر متحقق ہو چکا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اپنے علم غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر اس
رسولوں میں سے جس کو چاہے (یعنی اپنے علم غیب پر جو خاصہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ وہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
فرمادیا ہے)۔ پس ان تحریرات سے ثابت ہے کہ جن آیات میں نفی عام غیب کے لیے کی گئی ہے۔ وہ علم غیب ذاتی و استقلال سے
اور ان آیات و دیگر آیات جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب عطا ہو چکا ہے۔ اور کثرت سے احادیث وارد ہیں
تطبیق یوں ہے کہ جن آیات میں نفی ہے وہ علم غیب ذاتی ہے۔ اور باقی عام علم غیب بالواسطہ عطیہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ وہ علم غیب
ہے۔ جس کا وہابیہ انکار کرتے ہیں۔ لیجئے آپ کی آیات پیش کردہ کا جواب تو ہو چکا ہے۔ اب علم غیب رسول اکرم صلی اللہ
وآلہ وسلم کے ثبوت کو ملاحظہ کیجئے۔

فصل دوم:

آیات قرآن شریف سے علم غیب کے عطا ہونے کا ثبوت

- (۱) علم الغیب فلا یتظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول الایۃ (سورہ جن مکیہ) یعنی وہ اللہ تعالیٰ
عالم الغیب ہے ظاہر نہیں اپنے علم غیب کو کسی پر۔ لیکن اپنے پسندیدہ رسول کو۔
- (۲) تلک من انباء الغیب نوحیہا الیک۔ (سورہ ہود مکیہ) یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں۔ جو اے رسول (صلی
علیہ وآلہ وسلم) تیری طرف وحی بھیجتے ہیں۔
- (۳) علم البیان (سورہ الرحمن مکیہ) یعنی تعلیم کر دیا اس کو (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سب بیان۔
- (۴) فواوحی الی عبدہ ما اوحی۔ (سورہ النجم مکیہ) یعنی پس وحی کی اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی
طرف جو کچھ وحی کی۔
- (۵) وما هو علی الغیب بضنین (سورہ تکویر مکیہ) اور نہیں وہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) غیب کی باتیں بتلا

حاشیہ: علم الغیب الایۃ تفسیر بیضاوی، جلد دوم، صفحہ ۳۹۲۔

حاشیہ: وما هو الایۃ وما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی الغیب علی ما یخبرہ من الوحی الیہ و غیرہ من الغیوب بیضاوی
دوم، صفحہ ۳۹۲، ۱۵۔

میں بخیل۔ یعنی علم غیب کے بتلانے میں کچھ چھپا نہیں رکھتے۔

- (۶) وما کان الله لیطلعکم علی الغیب ولكن الله یحبب من رسلہ من یشاء۔ (سورہ آل عمران مدنی) یعنی
اللہ تعالیٰ کے لیے ضروری نہیں کہ غیب کی باتوں پر کسی کو اطلاع دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو
چاہتا ہے۔ علم غیب کے لیے (سوا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب کے لیے چن لیا ہے)۔
- (۷) و علمک ما لم تکن تعلم و کان فضل الله علیک عظیم۔ (سورہ النساء مدنی) یعنی اے رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہم نے تمام علوم تم کو سکھلا دیے۔ جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔
- (۸) ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک۔ (سورہ آل عمران مدنی) یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں۔ جو ہم نے تیری
طرف وحی کی ہیں۔

فصل سوم:

تفاسیر معتبرات سے علم غیب کا ثبوت

- (۱) تفسیر خازن زیر آیت و علمک ما لم تکن تعلم۔ یعنی من احکام شرع و امور الدین و قبل علمک
من علم الغیب ما لم تکن تعلم و قبل معناه و علمک من خفیات الامور و اطالعک علی ضمائر القلوب و
علمک من احوال المنافقین و کدھم ما لم تکن تعلم و کان فضل الله علیک عظیماً یعنی ولم یزل فضل
الله علیک یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عظیماً۔ انتہی یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ وہ سب کچھ تم کو
سکھلادیا۔ جو آپ نہیں جانتے تھے۔ یعنی احکام شرع اور امور دین۔ اور یہ بھی قول ہے کہ علمک سے علم غیب مراد ہے۔ جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں جانتے تھے۔ وہ سب سکھلادیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں کہ تمام خفیہ اور مخفی
باتیں سکھلادیں۔ اور خبردار کر دیا تمام لوگوں کے دلوں کی خفیہ باتوں پر اور تمام منافقین کے حالات اور ان کے مکروں پر آگاہ فرما
دیا۔ جو آپ نہیں جانتے تھے اور بہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ سے ہے۔ یہ فضل اللہ تعالیٰ کا عظیم
آپ پر۔ اھ۔ (یعنی علم غیب ہمیشہ کے لیے عطا ہوا)۔

- (۲) تفسیر روح البیان، جلد ششم، صفحہ ۲۴، و کذا اصرار علمہ محیطا بجمیع المعلومات النبیۃ الملکوۃ
کما جاء فی حدیث اختصام الملئکۃ انه قال فوضع کفہ علی کفی فوجدت بردھا بین یدیی فعلمت
علم الاولین و الاخرین و فی رواۃ علم ما کان وما سیکون۔ بلفظہ۔ ترجمہ: آپ کا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علم
جمع معلومات غیبیہ ملکوتیہ کو محیط ہو گیا۔ جیسا کہ حدیث بحث ملائکہ میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنا کف
حاشیہ: ذلک من انباء الغیب الایۃ اے ما ذکرنا من القصص من الغیوب الخ۔ تفسیر بیضاوی، جلد اول، صفحہ ۱۲۴، ۲۳۔

(قدرت) میرے شانوں میں رکھا۔ پس اس کی خنکی میرے پستانوں میں پینچی۔ پس جان لیا میں نے علم اولین و آخرین اور ایک روایت میں ہے علم اس چیز کا جو ہو چکی اور وہ چیز جو آئندہ ہوگی۔

(۳) تفسیر کبیر مصری، جلد سوم، صفحہ ۳۱۰، سطر ۳۱ زیر آیت: وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا - هَذَا مِنَ الدَّلَائِلِ عَلَى أَنَّ الْعِلْمَ أَشْرَفَ الْفَضَائِلِ وَالْمُنَاقِبَهَا ذَلِكَ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى مَالَا أَى الْخَلْقِ مِنَ الْعِلْمِ الْإِلَهِيِّ كَمَا قَالَ وَمَا أَوْتَيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا وَنَصِيبُ الشَّخْصِ الْوَاحِدِ مِنَ الْعُلُومِ جَمِيعُ الْخَلْقِ يَكُونُ قَلِيلًا إِنَّهُ سَمَّى ذَلِكَ الْقَلِيلَ عَظِيمًا حَيْثُ قَالَ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا وَسَمَّى جَمِيعَ الدُّنْيَا قَلِيلًا حَيْثُ قَالَ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَذَلِكَ بَلْ عَلَى غَايَةِ شَرَفِ الْعِلْمِ - بَلْفِظْ - - یعنی اور یہ بزرگ تر دلائل سے ہے۔ اَلَمْ اشْرَفْ فَضَالِ اور مناقب ہونے پر بدیں وجہ کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تھوڑا سا علم دیا جیسا کہ تم تھوڑا سا علم دیے ہو۔ اور ایک شخص (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ساری مخلوق کے علموں سے جو حصہ ملا۔ تو وہ بھی تھوڑا ہی ہے۔ پھر اس تھوڑے اللہ تعالیٰ نے بہت فرمایا۔ آیت و کان فضل اللہ علیک عظیمًا - میں اور ساری دنیا کا نام بھی خدا نے تھوڑا رکھا ہے جو کہ دے سامان دنیا تھوڑا ہے۔ اور یہ بات علم کی نہایت درجہ کی فضیلت پر دلیل ہے۔

(۴) تفسیر عزیزی سورہ بقرہ، صفحہ ۱۱۷، سطر ۱۳ - ہفت کس را از انبیاء لغت علم صراحۃ تفضیل دادہ - حضرت آدم علیہ السلام بعلم لغت کہ و علم ادم الاسماء کلہا - حضرت خضر را بعلم فراست و علمناہ من لدنا علماء حضرت یوسف را بتعبیر کہ و علمنی من تاویل الاحادیث و حضرت داؤد را بعلم صنعت و علمناہ صنعة لبوس لکم و حضرت سلیمان را بعلم السلام را بدانتن زبان جانوراں کہ - علمناہ منطق الطیر - و حضرت عیسیٰ علیہ السلام را بعلم توریت و انجیل کہ و بعلم الکتاب و الحکمة و التورہ و الانجیل - و حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسرار کہ علمک مالک تکن تعلم - بلفظ - (۵) تفسیر جلالین صفحہ ۸۵، سطر ۴ - علمک مالک تکن تعلم من الاحکام و الغیب - یعنی اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ تم کو دیا اے رسول تم کو جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے۔ وہ تمام احکام اور امر و نواہی اور غیب کے علوم ہیں۔

(۶) تفسیر معالم التنزیل - زیر آیت: خَلَقَ الْإِنْسَانَ عِلْمَهُ الْبَيَان - قُلْ ابْنُ كَيْسَانَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علمہ البیان یعنی بیان ما کان ہا سیکون اھ - یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پیدا کر انسان کو اور سکھایا اس کو بیان - یعنی بیان وہ کہ جو کچھ ہو چکا - اور جو آئندہ ہوگا - سب کچھ بتا دیا۔

(۷) تفسیر جامع البیان بر حاشیہ تفسیر جلالین - صفحہ ۸۵ - و علمک مالک تکن تعلم - قیل نزول ذلك من خفیات الامور - بلفظ - یعنی آیت شریف کہ اے رسول سب کچھ تم کو سکھلا دیا - جس کو آپ نہیں جانتے تھے۔ وہ تمام امور دین اور شریعت کے اور تمام غیب کی باتیں اور تمام لوگوں کے دلوں کے ہید اور اندرونی حالات ہیں۔

(۹) تفسیر بیضاوی، جلد اول، صفحہ ۲۰۱، سطر ۱۴ - و علمک مالک تکن تعلم من خفیات الامور و امور الدین

والشرائع و الاحکام - اس آیت شریف میں تمام غیب کی باتیں یا تمام دین اور شریعت و احکام اور امر و نواہی ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعلیم فرمائے گئے ہیں۔

(۱۰) تفسیر قادری جلد اول، صفحہ ۱۹۲ - و علمک اور تعلیم کر دیا تجھے مالک تکن تعلم جو نہ تھا تو کہ آپ سے جان لیتا چھپی ہوئی باتیں اور دلوں کے ہید اور بہت علماء نے کہا ہے کہ وہ علم ہے ربوبیت حق اور اس کے جلال کا۔ اور پہچانتا عبودیت نفس اور اس کے حال کا۔ اور بحر الحقائق میں لکھا ہے کہ جو کچھ ہو چکا یہ اس کا علم ہے۔ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا۔ جیسا کہ معراج کی حدیثوں میں وارد ہے کہ میں عرش کے نیچے تھا ایک قطرہ میرے حلق میں ڈال دیا۔ پس جان لیا میں نے جو کچھ ہو گیا ہے۔ اور جو کچھ ہونے والا ہے۔ بلفظ -

(۱۱) تفسیر قادری جلد اول، صفحہ ۴۶۵ - تلک یہ قصہ جو مذکور ہوا - من انباء الغیب غیب کی خبروں میں سے جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ سے نوحیہا الیک - وحی کی ہم نے تیری طرف - بلفظ -

(۱۲) تفسیر قادری جلد دوم، صفحہ ۴۹۰ (سورہ الرحمن) خلق الانسان - پیدا کی خدا نے آدمیوں کی جنس علمہ البیان - تعلیم کر دیا اس کو بیان یعنی جو کچھ اس کے دل میں ہے اسے کہہ کر یا لکھ کر ظاہر کرنا یا حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ اور علم اسماء انہیں تعلیم کر دیا۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا۔ اور جو کچھ تھا اور ہے اور ہوگا، سب ان کو تعلیم کر دیا چنانچہ علمت علم الاولین والاخرین (حدیث) کا مضمون اس کی خبر دیتا ہے۔ بلفظ -

(۱۳) تفسیر قادری، جلد دوم، صفحہ ۵۸۲ عَالِمُ الْغَيْبِ وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا فَلَا يُظْهِرُ تو ظاہر نہیں کرتا۔ اور مطلع نہیں فرماتا عَلٰی غَيْبِہِ اس غیب پر جو مخصوص ہے اس کے علم کے ساتھ أَحَدًا کسی کو إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مگر جسے پسند کر لیتا ہے مَنْ رَسُولٍ اپنے رسول میں سے کہ اسے ان میں سے بعض پر اطلاع دیتا ہے۔ تاکہ اس رسول کا معجزہ ہو اور یہاں رسول سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔ بلفظ -

(۱۴) تفسیر جلالین صفحہ ۴۹۰ وما هو ای محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام علی الغیب بضنین بمتہم وفي قراءة بالضاد ای بخبیل فلینقص شیئا منہ - یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب کے بتلانے میں متہم نہیں۔ اور قراءۃ ضاد (بضنین) سے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی باتیں بتلانے میں بخیل نہیں۔ اور نہ کسی چیز کی کنی کرتے ہیں۔

(۱۵) تفسیر جامع البیان بر حاشیہ تفسیر جلالین، صفحہ ۴۹۰ وما هو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علی الغیب علی کل ما اطلع علیہ مما کان غائبًا عنہ - بضنین - بمتہم ومن قراءة بالضاد فمعناه لیس بخبیل حاشیہ تفسیر بیضاوی جلد دوم، صفحہ ۳۱۶، سطر ۱۵ - وما هو وما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی الغیب علی ما یخبرہ من الوحی الیہ وغیرہ من الغیوب بضنین بمتہم من الظاویہ التہمة وقراءة نافع وعاصم وحمزة و ابن عامر بضنین من الضن وهو البخل ای لا یبخل بالتبلیغ والتعلیم - بلفظ -

علیہ بل یدلہ لكل واحد ویعلمہ۔ بلفظہ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی خبروں کو جو ان کو اطلاع پہنچا ہے۔ بتلانے میں متہم نہیں ہیں اور حرفِ ضد کی قرأت میں اس کے معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی باتوں کے بتلانے میں بخیل نہیں ہیں۔ بلکہ بخشش کر دیتے ہیں۔ ہر ایک کو اور سکھلا دیتے ہیں ہر شخص کو۔

(۱۶) تفسیر نیشاپوری زیر آیت فاوحی الی عبده ما اوحی والظاهر انها اسرار وحقائق و معارف لا يعلم الا الله ورسوله و كان فضل الله عليك عظيما . فيه دليل ظاهر على شرف العلم حيث سماه عظيما و سمي متاع الدنيا باسرها قليلا . بلفظ . یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔ پس میں نے وحی کی جو کچھ چاہا ۔ اس کی تفسیر حضرت نیشاپوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس سے ظاہر ہے کہ وہ تمام اسرار اور بھید مخفی ہیں ۔ اور تمام حقیقتیں اور مہبتیں اشیاء کی اور ان کے معارف اور شناختیں ہیں ۔ جن کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اور کوئی نہیں جانتا ۔ یعنی ذرہ ذرہ بقا دیا ۔ و كان فضل الله عليك عظيما ۔ میں ظاہر دلیل ہے علم کی شرافت پر کہ خدا نے اس کو بزرگ عظیم فرمایا ۔ اور ساری دنیا کو قلیل یعنی تھوڑا سا ۔

(۱۷) تفسیر قادری جلد اول، صفحہ ۱۴۲، سطر ۱۴۔ ماسکان اللہ۔ نہیں ہے اللہ اس بات پر کہ لیڈر المومنین چھوڑ دے۔ مسلمانوں کی علیٰ ما انتم علیہ اوپر اس چیز کے تم اے منافقو اس چیز پر ہو۔ یعنی تم جو مسلمانوں پر خفیہ طعن کرتے ہو اور ظاہر میں تم ان پر ہنستے ہو بلکہ حق تعالیٰ اپنی حکمت سے تمہارا امتحان کرتا ہے حتیٰ یميز الخبیث یہاں تک کہ جدا کر دے ناپاک کو جو نفاق میں آلودہ ہے من الطیبت پاک یعنی مومن مخلص سے اور یہ جدا کرنا یا تو جہاد کے سبب سے ہوتا ہے کہ مخالف لوگ خلاف کر کے اعداء دین سے لڑائی نہ کریں۔ جیسا کہ جنگ احد میں ہوا یا ان کے دلوں میں جو باتیں بھری ہوئی ہیں وہ وحی سے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہو جائیں۔ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس سے آگاہ ہو جائیں۔ اور منافقوں کی باتوں میں سے ایک یہ بات تھی کہ جب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح حضرت آدم صلی اللہ علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے ان کی ذریت دکھادی تھی اسی طرح میری تمام امت کی صورت و شکل سب مجھے دکھا دی ہے۔ اور مجھے الہام الہی کی رو سے معلوم ہو گیا ہے کہ ان میں کون شخص اسلام قبول کرے گا۔ کون گمراہی میں پھنسا رہے گا۔ منافق یہ بات کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علانیہ یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ اور ہمارے دل متزلزل کے حال سے غافل ہیں اگرچہ کہتے ہیں تو کہہ دینا چاہیے کہ ایک ایک کا حال ہم سے بیان کر دیں کہ کون شخص مخلص ہے اور کون منافق۔ تب یہ اگلی آیت نازل ہوئی۔ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولكن اللہ یجتبیٰ من رسلہ من یشاء۔

(۱۸) تفسیر معالم التنزیل در شان نزول آیت وما کان الله لیذر المؤمنین الایة قال السدی قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم عرضت عن الامتی فی صورها فی الطین کما عرضت علی ادم و اعلمت من حاشیة ایما کان . ۱۹ تفسیر بیضاوی، جلد اول، صفحہ ۱۶۳، سطر ۱۹۔

یومن بدومن یکفر فبلغ ذلك المنافقين فقالوا استهزاء زعم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انه يعلم من یومن به ومن یکفر ممن یخلق بعد ونحن معه وما یعرفنا فبلغ ذلك رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال علی المنبر محمد اللہ اثنی علیہ ثم قال ما بال اقوام طعنوا فی علمی لا تسئلوا فی عن شیء فیما بینکم و بین الساعة الا ایتاکم . فقام عبد اللہ ابن حذافہ فقال من ابی یا رسول اللہ قال حذافہ . فقام عمر فقال یا رسول اللہ رضینا با اللہ ربا وبالا سلام دینا وبالقران اماما ربک نبیا فاعف عنا عفا اللہ عنک فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فهل انتم منتھون ثم نزل عن المنبر فانزل اللہ هذا الایة ما کان اللہ لیذر المؤمنین . الایة - بلغظہ - تحفہ تنگیریہ مولانا غلام تنگیری علیہ الرحمۃ ، صفحہ ۱۱۲ - ترجمہ : کہاسدی نے (جو کبار مفسرین تابعین سے ہیں) کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے روبرو پیش کی گئی میری امت اپنی اصلی صورتوں میں جو مٹی میں تھی جیسے کہ پیش کی گئی تھی - حضرت آدم کے روبرو - تب میں نے جان لیا ہر شخص کو جو مجھ پر ایمان لائے گا اور جو ایمان نہ لاکر فرار ہے گا - پس یہ بات منافقین کو پہنچی - تب انہوں نے ہنسی اور تمسخر سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دعویٰ کرتے ہیں کہ میں جانتا ہوں اس شخص کو جو میرے پر ایمان لاتا ہے - اور جو کافر فررتا ہے - اگرچہ وہ اب تک پیدا بھی نہیں ہوا - حالانکہ ہم ان کے ساتھ رہتے ہیں - وہ ہم کو بھی پہچان نہیں سکتے اور نہ اب تک ہم کو انہوں نے جانا ہے - پس منافقین کی اس گفتگو کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں پہنچی - پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوراً منبر پر تشریف فرما ہوئے - اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کر کے فرمایا کہ وہ کون لوگ ہیں جو میرے علم (غیب) پر طعن کرتے ہیں - پوچھیں مجھ سے جو کچھ چاہتے ہیں قیامت تک کے حالات - اور میں ان کو بتلاؤں - پس کھڑا ہوا عبد اللہ ابن حذافہ (کہ بعض لوگ اس کے باپ کے بارے میں شک کرتے تھے) اس نے عرض کی - یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! میرا باپ کون ہے - فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرا باپ حذافہ ہے - اسی وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! ہم راضی ہیں - اللہ تعالیٰ سے جو ہمارا رب ہے اور سلام سے جو ہمارا دین ہے اور قرآن سے جو ہمارا امام ہے اور حضور سے کہ ہمارے نبی اور رسول ہیں - پس معاف فرمائے ہمیں اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے تب فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یا نہیں پوچھتے - اور بس کر دی پوچھنے سے - تب منبر سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتر آئے تو اسی وقت یہ آیت شریفہ و ما کان اللہ لیذر المؤمنین الایہ نازل ہوئی -

(۱۹) تفسیر فتح العزیز، معروف عزیزی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی سورہ بقرہ، صفحہ ۳۵۵، سطر ۱۲۔ ویسکون
الرسول علیکم شہیدا۔ یعنی باشند رسول شمار شاگواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بررتبہ ہر متدین مدین خود کہ در کدام
درجہ از دین من رسیدہ۔ و حقیقت ایمان او چیست و جوابے کہ بدان از ترقی محبوب ماندہ است کدام است۔ پس او مے شناسد
حاشیہ: ای مقام عبداللہ الخ۔ اسی طرح کی حدیث صحیح بخاری میں ہے۔ جو فصل نوم کے نمبر ۲ پر لکھی گئی ہے۔

گناہان شمار و اعمال نیک و بد شمار و اخلاص و نفاق شمار۔ و لہذا شہادت اور دنیا بحکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل است۔
آنچه از فضائل و مناقب حاضران زمان خود مثل صحابہ و ازواج و اہل بیت یا غائبان از زمان خود مثل اولیٰں و صلہ و مہدی و مقتول و جال۔ یا از معائب و مثالب حاضران۔ و غائبان مے فرماید۔ اعتقاد بر آن واجب است و ازین است کہ در روایات آمدہ کہ ہر نبی را بر اعمال امتیان خود مطلع مے سازند کہ فلانے امروز چنین میکند۔ و فلانے چنان تار و قیامت ادا شہادت اند کرد۔ الخ بلفظہ۔

فصل چہارم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کا احادیث صحیحہ سے ثبوت

صحیح بخاری، جلد دوم، کتاب بدء الخلق، صفحہ ۱۳۹، سطر ۲۵، مصری۔ قال سمعت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول قال فیما النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقامًا فآخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازل لهم و اهل النار منازل لهم حفظ ذلك من حفظه و نسیہ بلفظہ۔ (عن طارق بن شہاب) قال سمعت عمر یعنی طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے (صحابہ میں) میں ایک مقام پر کھڑے ہوئے اور ہم کو خبر دے دی تمام ابتداء دنیا سے لے کر قیامت تک کی۔ یہاں تک کہ ہنسی اپنی جگہوں میں داخل ہوں۔ اور دوزخی اپنی جگہوں میں۔ یا در کھا اس بات کو جس نے یاد رکھا۔ اور بھول گیا۔

(۲) صحیح بخاری جلد چہارم کتاب الفتن، صفحہ ۱۶۱، سطر ۳۵، مصری۔ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سئلوا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی احفوه بالمسئلة فصعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات یوم المنبر فقال لا تسئلونی عن شیء الا بنیت لکم فجعلت النظر یمینًا و شمالًا فاذا کل رجل رأسه فی ثوبه یسکی فانشاء رجل اذا لاجی یدعی الی غیرابیہ فقال یا نبی اللہ من ابی فقال ابوک حذافہ ثم انشاء عمر فقال رضینا باللہ ربنا و بالاسلام دینا و بمحمد رسولنا نعوذ باللہ من سوء الخلق فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما رأیت فی الخیر و الشرکاء لیوم قط انه صورت لی الجنة و النار حتی رأیت ہما دون الحافظ۔ بلفظہ۔ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (علم غیب کی بابت) پوچھا اور سوال کرنے میں بہت اصرار کیا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ

حاشیہ: و یكون الرسول الایة تفسیر شاہی جلد اول، صفحہ ۸۱۔

حاشیہ: تفسیر بیضاوی جلد اول، صفحہ ۱۶۲، سطر ۲۴۔ و ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب و لكن اللہ یحتی من رسلہ من یشاء و ما کان اللہ لیؤتی احدکم علم الغیب فیطلع علی ما فی القلوب عن کفر و ایمان و لکنہ یجتبیٰ لرسالۃ من یشاء فیوحی الیہ و یخبرہ ببعض اللغیبات او ینصب لہ ما یدل علیہا۔ بلفظہ۔

پوچھو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہوتا کہ میں بیان کروں۔ ادھر ادھر، دہانے بائیں، میں نے نظر کی تو معلوم ہوا کہ ہر ایک شخص اپنے منہ پر کپڑا ڈال کر رو رہا ہے۔ اتنے میں کھڑا ہوا ایک آدمی جس کو جھگڑے کے وقت اس کے باپ کے سوا اور کسی کی نسبت کرتے تھے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیے میرا باپ کون ہے۔ تب فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوراً کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم راضی ہوئے، اللہ پر جو ہمارا رب ہے اور اسلام پر جو ہمارا دین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو ہمارا رسول ہے۔ ہم پناہ مانگتے ہیں۔ برائی خلق سے۔ پس فرمایا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نے نہیں دیکھا آج کے دن کا سانچہ اور تحقیق وہ متشکل دکھائی ہوئے۔ بہشت و دوزخ یہاں تک کہ میں نے دونوں کو اس دیوار کے ادھر دیکھا۔

(۳) صحیح بخاری، جلد چہارم، کتاب الفتن، صفحہ ۱۶۲، سطر ۱۴، مصری۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال ذکر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہم بارک لنا فی شامنا اللہم بارک لنا فی یمنا۔ قالوا یا رسول اللہ و فی نجدنا قال اللہم بارک لنا فی شامنا اللہم بارک لنا فی یمنا قالوا یا رسول اللہ و فی نجدنا فاطنہ قال فی الثالثة۔ هناك الزلازل و الفتن و بہا یصلح قرن الشیطان بلفظہ۔ ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یا اللہ برکت دے ہمارے ملک شام میں۔ اور اے اللہ برکت دے ہمارے ملک یمن میں۔ اور کہا (نجد والوں نے) کہ ہمارے ملک نجد کے واسطے بھی دعا فرمائیے کہ برکت ہو۔ پھر دوبارہ فرمایا کہ یا اللہ برکت دے ہمارے ملک شام میں۔ اور یا اللہ برکت دے ہمارے ملک یمن میں۔ پھر نجدی بولے کہ ہمارے نجد میں بھی برکت ہو۔ پس راوی کا گمان ہے کہ یہ دعائیں دفعہ مانگی گئی۔ اور نجدیوں کے حق میں فرمایا کہ وہاں (نجد میں) زلزلے اور فتنے پیدا ہوں گے۔ اور نیز وہاں ایک شیطان نکلے گا۔ یا شیطان کا سینک نکلے گا۔ یہ حدیث شریف پیشگوئی علم غیب میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہے۔ جو ۱۲۰۰ ہجری میں پوری ہوئی۔ جب کہ شیخ عبد الوہاب نجد نے وہاں ظہور کیا۔ تمام محدثین و علماء اس میں متفق ہیں۔ اور کتاب رد المحتار شامی کے باب البغات میں اس کا حال درج ہے۔

(۴) صحیح بخاری، جلد چہارم، صفحہ ۱۸۵، سطر ۱۹۔ کتاب الاختصام بالکتب و السنۃ۔ عن الظہری اخیرنی انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرج حین زاغت الشمس فصلى الظهر فلما سلم قام علی المنبر فذكر الساعة و ذکر ان ثین یدیہا امورا اعظما ثم قال من احب ان یسئل عن شیء فلیسئل عنہ فواللہ لا تسئلونی عن شیء الا اخبرتکم بہ ما راحت فی مقامی هذا قال انس فاكثر الناس البكاء و اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یقول سلونی فقال انس فقال الیہ رجل فقال ابن مدحی یا رسول اللہ قال النار فقال عبد اللہ بن حذافہ فقال من ابی یا رسول اللہ قال ابوک حذافہ فقال ثم اکثر ان یقول سلم فی سلونی فبرک عمس علی رکتیہ فقال رضینا باللہ ربنا الحدیث۔ ترجمہ:-

حضرت ظہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو خبر دی انس رضی اللہ عنہ بن مالک نے تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وقت سورج ڈھلا۔ اپنے گھر سے باہر تشریف لائے۔ اور نماز ظہر پڑھی۔ اور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اور قیامت کے آنے کا حال بیان فرمایا۔ اور فرمایا اس سے پہلے بڑے بڑے اہم امور ہونے والے ہیں۔ پھر فرمایا کہ کوئی شخص ہے کہ جو مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے۔ پس پوچھ لے مجھ سے۔ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جو کچھ خبر بھی پوچھو گے۔ میں بتلاؤں گا جب تک میں یہاں کھڑا ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ بہت روئے۔ اور بہت دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سوال کرو مجھ سے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا اس نے پوچھا کہ میرے داخل ہونے کی جگہ کہاں ہے۔ فرمایا کہ تیری جگہ دوزخ میں ہے۔ پھر اٹھا عبد اللہ بن حذافہ اس نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا باپ کون ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر فرمایا کہ اور پوچھو۔ اور پوچھو مجھ سے اخیر حدیث تک۔

(۶) صحیح مسلم، جلد دوم، صفحہ ۳۹۰، سطر ۴ (کتاب الفتن) عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان الله زوى لى الارض فرأيت مشاربها ومغاربها وان امتى سيلغ ملكها ما زوى لى منها واعطيت الكنزين الاحمر والابيض الحديث۔ یعنی حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے بغرض ملاحظہ پیش کیا۔ پس میں نے اس مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔ اور قریب ہے کہ میری امت کی سلطنت ان تمام مقامات میں پہنچے۔ اور مجھے دونوں خزانے سرخ و سفید دیئے گئے ہیں۔ (چاندی اور سونے کے، یا ملک شام و عراق، یا عرب و عجم)

(۷) صحیح مسلم، جلد دوم، صفحہ ۳۹۰، سطر ۱۸۔ عن حذيفة قال قام فينا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما ترك شيئا يكون في مقامه ذلك الى قيام الساعة لا حدث به حفظه من حفظه ونسيه من نسيه الحديث یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (منبر پر خطبہ کے لیے) تشریف فرما ہوئے کہ کوئی چیز بیان کرنے سے نہیں چھوڑی۔ قیامت تک۔ یعنی سب کچھ جو ہونے والا تھا قیامت تک کے لیے بیان فرما دیا۔ یاد رکھا جس نے یاد رکھا۔ اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔

(۸) صحیح مسلم، جلد دوم، صفحہ ۳۹۰، سطر ۲۱۔ عن حذيفة انه قال اخبرني رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بما هو كائن الى ان تقوم الساعة يوم القيمة فما منه شيء الا قد سألته الحديث یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق آگاہ فرمادیا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابتداء سے لے کر قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے۔ باقی کوئی چیز نہیں رہی۔

(۹) صحیح مسلم، جلد دوم، صفحہ ۳۹۰، سطر ۲۷۔ حدثني ابو زيد (عمر بن) خطب) قال صلى بنا رسول الله

صلى الله عليه وآله وسلم الفجر و صعد المنبر فخطبنا حتى حضرت الظهر ثم فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتى حضرت العصر ثم نزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتى غربت الشمس فاجبرنا بما كان وبما هو كائن فاعلمنا احفظنا۔ بلفظ۔ یعنی حدیث بیان کی مجھ سے ابو زید (عمر بن خطب) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ فجر کی نماز پڑھی ہم نے (صحابہ نے) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ۔ پھر آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اور خطبہ پڑھا ہمارے سامنے یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ پھر منبر پر سے نیچے تشریف لائے۔ اور نماز پڑھی ظہر کی۔ پھر منبر پر تشریف لے گئے۔ اور خطبہ فرمایا ہم سے یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ پھر منبر سے نیچے تشریف لائے۔ اور نماز پڑھی عصر کی۔ اور پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اور خطبہ فرمایا ہم سے یہاں تک کہ سورج چھپ گیا۔ پس خبر دی ہم کو ان تمام امور کی جو چاہئے ہو چکے تھے۔ اور وہ جو آئندہ ہونے والے تھے۔ پس زیادہ علم اس کو ہے جسے زیادہ یاد رہا۔

(۱۰) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ حضرت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی، جلد چہارم، صفحہ ۲۹۲، سطر ۱۰۔ عن حذيفة رضى الله عنه قال روایت از حذیفہ کہ گفت قام فينا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مقامًا ايتادورا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی خطبہ خواند۔ و وعظ گفت ایتادانی کہ ما ترك شيئا يكون نه كزاشت چیزے کہ۔ باشد وقوع یا بدفعی مقامہ ذلك۔ الى قيام الساعة در ان مقامے کہ ایتادہ بود تا روز قیامت یعنی نكذاشت درین مقام چیزے را باوقائع کہ شدنی ست تا روز قیامت۔ الحديث متفق الیه۔

(۱۱) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی، جلد چہارم، صفحہ ۲۶۸، سطر ۲۴۔ عن عمر رضى الله تعالى عنه قال قام فينا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مقامًا گفت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کہ ایتادہ در میان ما از جهت ما و وعظت ما آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایتادانی یا در مقام ایتادان یعنی خطبہ خواند فاخبرنا عن بدء الخلق پس خبر داد ما را از آفرینش حتی دخل الجنة منازلهم و اهل النار منازلهم تا آخر روز قیامت کہ در آئند بہشتیاں بہشت را و دوزخیاں دوزخ را۔ یعنی احوال مبداء و معاد از اول تا آخر ہمہ را بیان کرد۔ بلفظ الحديث

(۱۲) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی، جلد اول، صفحہ ۳۵۷، سطر ۶۔ عن عبد الرحمن بن عائش قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم رأيت ابى ایدیم پروردگار حوز را عز وجل..... در شب معراج..... فی احسن صورته در نیکو صورتے..... قال فيم تحمصم الملاء الاعلى گفت پروردگار تعالیٰ۔ و پر سید از من کہ در چه چیز خصومت مے کنند ملائکہ و ملاء جماعت از اکابر و اشراف قوم را گویند..... قلت مے فرماید آنحضرت کہ گفتم من در برابر این سوال انت اعلم تو دانای تری قال گفت آنحضرت فوضع كفہ بین کتفی پس نہاد پروردگار تعالیٰ دست قدرت و النعم خود را در میان دو شانہ من فوجدت بر دہا بین ندی پس یا قسم من سرور دست مولیٰ تعالیٰ در میان دو پستان خود کنایت است از وصول اثر فیض بقلب شریف و حصول برویقین..... فرمود فعلمت ما فی السموات والارض پس واتم ہر چہ در

آسمان بود و ہر چہ در زمین بود عبادت ست از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آن و تلا و خواند آن حضرت مناسب اس حال
ایں آیت را ونری ابراہیم ملکوت السموت والارض و بچنین نمودیم ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام را ملائک علیہ السلام
تمامہ آسمان ہار او زمین را و لیکن الموقنین و تا آنکہ گرد و ابراہیم را یقین کنند گاہ بود ذات و صفات و توحید و اہل تحقیق
گفتہ اند کہ تفاوت سب در میان این دو رویت کہ خلیل علیہ السلام ملک آسمان و زمین را دید و حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
چہ در آسمان و زمین بود حالے از ذوات و صفات و ظواہر و باطن ہمد را دید بلفظہ -

(۱۳) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ علیہ الرحمۃ جلد اول، صفحہ ۳۶۶، سطر ۱۱، ایک طویل حدیث حضرت معاذ بن جبل رضی
اللہ عنہ کی طرف سے ہے۔ جو اسی حدیث مندرجہ بالا کے مطابق ہے۔ اس میں حدیث شریف کا خاص جملہ یہ ہے: فتجلی لی
کل شیء و عرفت پس ظاہر شد و روشن شد مرا ہر چیز از علوم و شناخت ہمد را۔
اس حدیث شریف سے واضح طور پر ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذرہ ذرہ کا علم حاصل ہے۔ کوئی بھی چیز
ان سے پوشیدہ نہیں۔ اور سب کو پہچانتے ہیں۔ (وہابیہ کے لیے ماتم)۔

(۱۴) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، ایضاً جلد چہارم، صفحہ ۵۹۹ (باب معجزات فضل ثانی) (شہادت گرگ) عن ابی
ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال جاء ذنب الی راعی غنم فاخذ منها شاة فطلبہ الراعی حتی انزعها منه قال
فصعد زنب علی اتل فاقعی مامو استقر و قال و قد عمدت الی رزق رزقیہ اللہ فاخذتہ ثم انتزعۃ منی
فقال الرجل تا اللہ ان ما رأیت کالیوم ذنب یتکلم فقال ذنب اعجب من هذا رجل فی النخلات بین
الحرمین یخبرکم بما مئنی و ما هو کائن بعدکم قال فکان الرجل یهود یا فجاء الی النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم و اخبرہ و اسلم فصدقہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الحدیث بلفظہ ترجمہ: حضرت ابو
ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑ یا ایک بکریوں کے چرواہے کے پاس آیا۔ اور اس نے ایک بکری کو پکڑ لیا۔ اور
چرواہے نے اس کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ بکری کو بھیڑیے سے چھڑا لیا۔ پس بھیڑ یا ایک ٹیلہ پر چڑھ گیا۔ اور بیٹھ گیا۔ اور اپنی
دم کو چوڑوں میں کر لیا اور بولا کہ میں نے قصد کیا۔ اس روزی کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے مجھے روزی دی۔ اور میں نے اس کو لے
لیا۔ تو نے (اے چرواہے) وہ روزی مجھ سے چھین لی۔ چرواہے نے بھیڑیے کو جو گفتگو کرتا ہو۔ تب بھیڑیے نے کہا کہ اس
سے تعجب انگیز وہ بات ہے جو ایک شخص (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نخلستان مکہ مدینہ میں رہتا ہے۔ وہ خبر دیتا ہے جو کچھ تمہارے
بعد ہونے والا ہے۔ (فرمایا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے) وہ جو چرواہا یہودی تھا۔ پس آیا وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور
اس واقعہ کی خبر عرض کی۔ اور مسلمان ہو گیا۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تصدیق کی اس کا ذکر حیات الحیوان
میں بھی ہے)۔

حاشیہ: حرمین حرمت کے معنی پھر ملی زمین اور حرمین صیفہ تثنیہ ہے۔

(۱۵) مواہب اللدنیہ، جلد دوم، صفحہ ۱۹۳، سطر ۱۲، مصری۔ جلس النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی المنبر
فکشف لہ حتی نظر الی معرکتہم فقال اخذ الرایتہ زید بن حارث حتی استشهد فصلى علیہ ثم قال
استغفر والہ ثم اخذ رايتہ زید بن حارث حتی استشهد فصلى علیہ ثم قال استغفر والہ ثم اخذ رايتہ
جعفر بن ابی طالب حتی استشهد فصلى علیہ ثم قال استغفر والاخیکم جعفر ثم اخذ الرايتہ عبد اللہ بن
رواحہ فاستشهد فصلى علیہ ثم قال استغفر والاخیکم فاخبرنا صحابہ بقتلہم فی الساعۃ الی قتلوا
فیہا مونہ دون دمشق بارض البلقاء۔ بلفظہ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ تو
جنگ کا موقع حضور کی آنکھوں کے سامنے ظاہر ہو گیا۔ فرمایا کہ اب زید بن حارث نے علم اٹھایا ہے۔ یہاں تک کہ وہ شہید ہو
گئے۔ پس دعا رحمت فرمائی ان کے لیے۔ اس پر پھر فرمایا۔ دعا استغفار کرو۔ اس کے لیے۔ پھر فرمایا کہ علم اٹھایا۔ اب جعفر بن ابی
طالب نے یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہوئے پھر دعا رحمت فرمائی۔ ان پر پھر فرمایا۔ دعا مانگو اپنے بھائی جعفر کے لیے۔ پھر فرمایا کہ اب
علم اٹھایا ہے۔ عبد اللہ بن رواحہ نے وہ بھی شہید ہو گیا۔ پس دعا رحمت فرمائی۔ اس پر اور فرمایا کہ دعا مانگو اپنے بھائی کے لیے
پس خبر دی اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اسی گھڑی میں۔ جب کہ وہ شہید ہوئے۔ یہ واقعہ جنگ شہادت کا مقام موتہ جو دمشق
کے پاس زمین بلقا میں ہوا (جو مدینہ منورہ سے دور فاصلہ پر ہے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں ملاحظہ اپنی
چشم مبارک سے فرما رہے تھے۔ اور صحابہ سے ان کا حال بیان فرما رہے تھے۔ (۱۶) مواہب اللدنیہ جلد دوم، صفحہ ۱۹۳، سطر ۱۱۔
مصری۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ قدر فلی الدنیا فانما انظر الیہا
والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کا نما انظر الی کفی ہذہ۔ بلفظہ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق اٹھائی گئی۔ میرے لیے تمام دنیا کہ میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ اور
جو کچھ قیامت تک اس میں ہونے والا ہے۔ اس کو دیکھ رہا ہوں۔ ایسا جیسے یہ میرے ہاتھ کی ہتھیلی ہے۔ (۱۷) مواہب اللدنیہ،
جلد دوم، صفحہ ۱۹۲، سطر ۱۳، مصری۔ عن حذیفۃ قال قام فینا الحدیث یہ وہی حدیث شریف ہے جو صحیح مسلم کے صفحہ ۳۹۰،
خط ۱۸، میں ہے۔ جو صفحہ ۱۲۸ میں درج کی گئی ہے۔ (۱۸) شرح سفر السعادت شیخ عبد الحق رحمہ اللہ تعالیٰ محدث دہلوی، صفحہ ۲۲
بالجملہ نو تہ استغفر مے کرد ابوالبابہ بن عبد اللہ کہ یکے از مشاہیر صحابہ بوداہ برخاست و گفت یا رسول اللہ خرمادر مرد است اہد
آب ہاران خراب خواہ شد بر غم ابی لبابہ فرمود اللہم اسقنا حتی یقوم ابو لبابہ عربانا فیستہ ثعلب لربہ بازارہ
فامطرت فاجتمعوا الی ابی لبابہ فقالوا انہا لن تقلع حتی تقوم عربانا فتسد بدک بازارک کما قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فافعلی فاستہلت السماء اھ یعنی اے اللہ! ہم پر پانی برسا۔ یہاں تک کہ ابوالبابہ ننگا

حاشیہ: ثعلب۔ بارش کے پانی نکلنے کی جگہ۔ ۱۲۔ تو گیری

حاشیہ: مرد۔ وہ جگہ جہاں اونٹ بٹھائے جاتے ہیں۔ یا حرمنا خشک کی جاتی ہیں۔

کھڑا ہو۔ اور اپنے مرید کے راستہ کو اپنے ازار سے بند کرے۔ پس مینہ برسا۔ لوگ ابولبابہ کے پاس جمع ہوئے۔ اور کہا جب تک تم مطابق فرمان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ننگے کھڑے ہو کر اپنے ازار سے مرید کو بند نہ کرو گے۔ تب تک بارش بند نہ ہوگی۔ ابولبابہ نے ویسا ہی کیا۔ آسمان صاف ہو گیا۔

(۱۹) مدارج النبوت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی، صفحہ ۵۷، جلد اول، از بعض صلحا از اہل فضل شنیدہ شدہ کہ بعض از عرفا کتابے نوشتہ و اثبات کردہ کہ آنحضرت را تمامہ علوم الہی معلوم ساختہ بودند۔ اتنی۔ معلوم ہوتا ہے کہ شیخ علیہ الرحمۃ نے جس کتاب کی تصنیف کا ذکر فرمایا۔ وہ غالباً یہ کتاب ہے جس کا نام المدلول بالمنقول فی بیان شمول علم الرسول ہے۔ جو حضرت شیخ ابواسحاق شیرازی علیہ الرحمۃ کی ہے جس کی عبارت ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ جو دوسری کتاب فوائد النفسیہ کے نام سے ہے اس میں درج ہے۔

(۲۰) فوائد نفسیہ حضرت شیخ ابواسحاق علیہ الرحمۃ و کل واحد من قوله تعالى و علمك ما لم تكن تعلم و قوله ما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء فيطلععه على الغيب و الغيب اسم الجنس فهو يفيد التعموم كما تقرر في اصول الفقه و حينئذ يكون مضاه فيطلععه على جميع الغيوب و قوله صلى الله عليه وآله وسلم علمت ما كان وما يكون في ما رواه البخاری و قوله صلى الله عليه وآله وسلم فيما رواه احمد و الترمذی و صححه البخاری خلاصہ یہ ہے کہ جہاں کہیں رب العزت جل جلالہ نے و علمك ما لم تكن تعلم۔ و ما كان الله ليطلعكم على الغيب الاية فرمایا ہے اس سے تمام جنس مراد ہے۔ اور غیب اسم جنس ہے۔ وہ عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسا کہ اصول فقہ والوں نے مقرر کیا ہے۔ تو یہ معنی ہوں گے کہ اللہ پاک آگاہ فرماتا ہے۔ تمام غیبوں پر اور فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ علمت ما کان وما سیکون کہ جان لیا میں نے جو کچھ ہو چکا۔ اور جو آئندہ ہوگا۔ جیسے کہ بخاری نے روایت کیا ہے۔ اور فرمانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جیسا کہ احمد اور ترمذی نے روایت کی ہے اور بخاری نے اس کو صحیح کہا ہے۔ انی قمت من الليل فتوضأت و صليت ما شاء الله فنعست فی صلاتی فاستشقلت فاذا انا بربى تبارك و تعالى فقال يا محمد فيم يختصم الملاء الا على قلت لا ادرى قالها ثلثا قلت لا ادرى فرايته وضع كفه بين كتفي حتى وجدت بردانا مله بين ثديي فتجلى لى كل شئ و عرفت خاص من حيث شخص النبي صلى الله عليه وآله وسلم عام من حيث المعلوم فان المعلوم فى الآية الاولى جميع المعايات وفى الآية الثانية جميع الغيوب فى الحديث الاول جميع موجودات و المعد و مات وفى الحديث الثانى جميع الاشياء اى جميع المعلومات و كل واحد من هذا المعلومات الاربعة عم من الغيوب الخمسة و غيرها ونحن بعون الله و حسن توقيقه و تائبه اثبتنا بسبعة دلائله تعلق عمله صلى الله عليه وآله وسلم بجميع المعلومات فضلا عن هذه الغيوب الخمسة فى كتابنا المدلول بالمنقول

والمعفى فى بيان شمول علم الرسول وهو كتاب صنفنا فى هذه الشاكة انتهى۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) فرمایا تحقیق ایک رات کو میں اٹھا۔ اور وضو کیا۔ اور نماز پڑھی۔ جب تک اللہ پاک نے چاہا۔ پس اونگھ گیا۔ میں اپنی نماز میں پس بوجھل ہو گیا۔ پس یکا یک گویا میں نے اپنے پروردگار کو دیکھا۔ پس فرمایا اللہ تعالیٰ یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کس بات میں ملاء اعلیٰ کے فرشتے جھگڑا کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ ایسا اللہ تعالیٰ نے تین بار فرمایا میں نے یہی کہا کہ میں نہیں جانتا۔ پس دیکھا میں کہ رکھا ہاتھ قدرت اپنا میرے دونوں مونڈھوں کے درمیان۔ یہاں تک کہ پایا میں نے ٹھنڈک اس کی انگلیوں کی درمیان اپنی چھاتی کے۔ پس روشن ہوئیں میرے لیے کل چیزیں۔ اور جانا میں نے ان کو یہ خاص ہے۔ اس حیثیت سے کہ اس میں خاص کیئے گئے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عام ہے بحیثیت معلومات کے پس تحقیق معلوم ہوا کہ پہلی آیت جامع ہے معلومات کے لیے اور دوسری آیت غیوبات کے لیے۔ اور پہلی حدیث میں تمام موجودات اور معدومات۔ اور دوسری حدیث میں تمام اشیاء یعنی تمام معلومات۔ اور ہر ایک ان چاروں معلومات سے زیادہ نام ہیں۔ پانچ نبیوں سے۔ اور ان کے غیب کو۔ اور ہم نے اللہ تعالیٰ کی مدد اور اچھی توفیق و تائید سے ثابت لیا دلیلوں کے ساتھ اپنی کتاب المدلول بالمنقول و المنقول فی بیان شمول علم الرسول ہیں۔ اور ثابت کر دیا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معلومات ان پانچ غیبوں سے کوئی علم غیب باقی نہیں رہا۔ اور تمام غیبوں کو () ہے۔ اور وہ کتاب ہم نے اس نبی بحث میں تصنیف کی ہے۔ بلنظہ۔ کتاب منیر الدین مولفہ مولانا محمد بشیر الدین صاحب مطبوعہ مصطفائی سیٹم پریس نل بازار پبلٹی نمبر ۹، ۱۳۳۴ھ۔ (۲۱) یعنی شرح صحیح بخاری، جلد رابع، صفحہ ۲۲۱۔ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال خطب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يوم الجمعة فقال اخرج يا فلان فانك منافق اخرج يا فلان فانك منافق فاخرج منهم نامما فضجهم الحديث بلنظہ یعنی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے روز خطبہ میں فرمایا کہ اے فلاں نکل جا یہاں سے۔ تو واقعی منافق ہے۔ اے فلاں نکل جا یہاں سے کہ تو واقعی منافق ہے۔ پس نکال دیئے بہت آدمی۔ اور ان کی فضیحت ہوئی۔ یعنی ان کی رسوائی ہوئی۔ (۲۲) شرح شفا حضرت ملا علی قاری، جلد اول، صفحہ ۲۴۱۔ قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ كان المنفقون عن الرجال ثلث مائة ومن النساء مائة و سبعين بلنظہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے (بموجب ارشاد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بتلایا۔ منافق مرد تین سو (۳۰۰) تھے۔ اور عورتیں منافقات ایک سو تر (۱۷۰) تھیں۔ یہاں یہ بات بھی صاف ہو گئی۔ جیسا کہ منافق کہتے تھے کہ ہم حضرت کے پاس رہتے ہیں۔ لیکن ہم کو نہیں پہچانتے۔ اور غیب کی باتیں بتلاتے ہیں۔ مگر بموجب حکم اللہ تعالیٰ منافقوں کو مسلمانوں سے جدا رکھ دیا۔ اور تعداد بھی بتلادی۔ وہ حکم اللہ تعالیٰ کا۔ ما كان الله ليذر المؤمنين الاية میں ہے۔ جو فصل دوم میں لکھا جا چکا ہے۔ (۲۳) مجموعہ فتاویٰ مولوی عبدالحی مرحوم لکھنؤی، جلد دوم، صفحہ ۹۷، سطر ۲۔ سوائے اس کے ہزار دلائل حضور کے تولد شریف کے باب میں موجود ہیں۔ چنانچہ جواب سوال حضرت عباس رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے ثابت ہے۔ یعنی حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند آپ کے ساتھ معاملہ کرتا تھا۔ اور آپ ان دنوں میں چہل روزہ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مادر مشفقہ نے ہاتھ میرا مضبوط باندھ دیا تھا اس اذیت سے مجھے رونا آتا تھا۔ اور چاند منع کرتا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ ان دنوں چہل روزہ تھے۔ حال کیونکر معلوم ہوا۔ فرمایا کہ لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا۔ اور میں سنتا تھا۔ حالانکہ شکم مادر میں تھا۔ اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے۔ اور ان کی آواز سنتا تھا۔ حالانکہ میں شکم مادر میں تھا۔ بلفظ۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابتداء خلق سے علم غیب حاصل ہے۔ لوح محفوظ ان کے روبرو لکھی گئی۔ شکم مادر میں ہی علم غیب حاصل تھا۔

فصل پنجم

کتب سیر وغیرہ سے علم غیب کا ثبوت

(۱) مناجات النبوت ترجمہ اردو مدارج النبوت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی جلد اول، صفحہ ۱۲۔ یعنی چھہ طرفیں جن ۱۔ فوق، ۲۔ تحت، ۳۔ یمن، ۴۔ شمال، ۵۔ قبل، ۶۔ بعد کہتے ہیں ان طرفوں کو حضرت کے حضور میں ایک جہت کی مانند گردانا ہے۔ قطعہ

اے برگزیدہ حق عالی ہے تیرا پایا
خالق نے شش جہت کو تیرے لیے بنایا
تیرا مقام والا ہے شش جہت سے اعلیٰ
سوئے نشیب و بالا چاروں طرف کو سایا
پیش نظر ہے تجھ کو افضال ایزدی سے

تو ہے محیط سب پر یا اشرف البرایا

دیکھیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۔ آگے، ۲۔ پیچھے، ۳۔ نیچے، ۴۔ اوپر، ۵۔ دائیں، ۶۔ بائیں، چھہ اطراف کی یکساں دیکھتے تھے۔ گویا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے فضل سے تمام اطراف پر محیط ہیں۔ اور سب کچھ ان کی نظر کے سامنے ہے۔

(۲) مناجات النبوت ترجمہ مدارج النبوت، جلد اول، صفحہ ۱۲۔ ایک بار ناقہ سرور عالم گام ہوا تھا۔ منافقوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان کی خبر دیتے ہیں اور نہیں پاسکتے کہ ناقہ ان کا کہاں ہے۔ جب یہ بات منافقوں کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی۔ فرمایا میں نہیں غانا اور نہیں پاتا۔ مگر وہ جو کچھ بتلا دے۔ اور معلوم کرادے۔ مجھے پروردگار میرا اور پے درپے یہی فرمایا۔ یعنی اسی وقت کہ تحقیق رہنمائی کی مجھے پروردگار نے اوپر اس ناقہ کے کہ وہ ایک جگہ میں ہے۔ انکی ہے مہار اس کی

ایک درخت میں۔ پس گئے لوگ وہاں اور پایا اسے اسی طرح جس طرح خبر دی تھی حضرت نے الخ۔ بلفظ۔

(۳) مناجات النبوت ترجمہ مدارج النبوت، صفحہ ۷۱-۷۲، جلد اول

نہ مکتب میں گیا وہ سرور آزاد
نہ ہے علم وز ہے عقل وز ہے فر
وہ امی عالم علم لذنی
ہے علام الغیوب اس کا معلم

معلم کی رہانت سے آزاد
تعالیٰ شانہ، اللہ اکبر
بمعنی عالم و ظاہر میں امی
وہ آپ عالم کے عالم کا معلم

بلفظ

(۴) تفسیر حسینی سورہ جمعہ زیر آیت هو الذی بعث فی الامیین رسولاً الایہ۔ آیات

فیض ام الکتاب پرورش
لوح تعلیم نا گرفتہ ببر
برخط اوست انس و جان راسر

لقب امی ازاں خدا کر دوش
ہمہ ز اسرار لوح دادہ خبر
گر نہ خواندست خط ازاں چہ خطر

بلفظ

(۵) مناجات النبوت ترجمہ مدارج النبوت، جلد اول، صفحہ ۷۲۔ جو کوئی مطالعہ کرے۔ اس جناب کے احوال شریف کے تئیں ابتداء سے انتہا تک۔ اور دیکھیے تعلیم فرمائی ہے۔ حضرت حق نے اس کی۔ اور کیا اضافہ فرمایا ہے۔ اوپر اس سرور کے ماکان و ما کیوں کے علوم اور اسرار کے تئیں۔ یعنی جو علوم اور اسرار کائن اور موجود ہیں۔ اور جو بعد میں ہوں گے۔ تو بضرورت حاصل ہو اسے۔ یعنی اسے دیکھنے والے کو علم نبوت اس سرور کا بے شک و شبہ قولہ تعالیٰ: و علمک ما لم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیمًا۔ بلفظ۔

(۶) مناجات النبوت ترجمہ مدارج النبوت، جلد اول، صفحہ ۳۳۲، سطر ۱۳ (احادیث معراجیہ) فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پوچھا میرے پروردگار نے مجھ سے پس میں جواب نہ دے سکا۔ پس رکھا اپنے دست قدرت کے تئیں میرے دونوں شانوں کے درمیان بدول تکلیف و تجدید کے پس پایا میں نے اس کے برد کے تئیں۔ یعنی دست قدرت کی خنکی کے تئیں اپنے سینہ کے درمیان۔ اور عطا فرمایا مجھے پروردگار نے علم الاولین اور آخرین اور تعلیم کیا یعنی سکھایا طرح طرح کے علم کے تئیں۔ ایک علم ایسا تھا کہ عہد لیا مجھ سے میرے پروردگار نے اس کے پوشیدہ رکھنے کا۔ کہ کسی سے نہ کہوں۔ اور کوئی اس کے تئیں اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ سوا میرے اور دوسرا ایک علم تھا کہ مختار گردانا اس کے اظہار اور کتمان کے درمیان اور ایک علم ایسا تھا کہ امر کیا مجھ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے پہنچانے پر طرف خاص اور عام کے میری امت کے۔ بلفظ۔

(۷) ایضاً جلد اول، صفحہ ۳۳۳، سطر ۱۸، اور اٹھایا گیا میں یہاں تک کہ پہنچا میں عرش کو پس دیکھا میں نے ایک ایسے امر

عظیم کے تئیں۔ جس کے وصف نہ ادا کر سکیں زبانیں۔ پس نزدیک ہوا مجھ سے ایک قطرہ عرش سے اور پڑا میری زبان پر۔ چکر چکھائیں نے ایسی چیز کو کہ نہیں چکھا کسی چکھنے والے نے ہرگز کسی چیز کو شیریں راس سے۔ اور حاصل ہوئی مجھے خبر اولین کی۔ اور آخرین کی۔ اور روشن گردانا میرے دل کو۔ اور ڈھانپا عرش کے نور نے میرے بصر کے تئیں پس دیکھا میں نے تمام چیزوں کے تئیں اپنے دل سے اور دیکھا میں نے اپنے پیچھے سے جس طرح دیکھتا ہوں اپنے آگے سے۔ بلفظ۔

(۸) مناجات النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد اول، صفحہ ۳۴۶، سطر ۵ اور فرمایا فوحی الی عبدی ما اوحی یعنی وحی کی پروردگار نے طرف اپنے بندے کے جو کچھ وحی کیا بطریق الہام کے یعنی وحی کیا ہو کیا خدا جانتا ہے۔ اور اس کا رسول۔ دوسرا کیا پاسکتا ہے۔ تمام علوم اور معارف اور حقائق اور بشارات اور اشارات اور اخبار اور آثار اور کرامات اور کمالات اس ابہام کے احاطے میں داخل ہیں۔ اور تمام کو یہ شامل ہے۔ اور کثرت اور عظمت سے اس کے ہے۔ جو بہم لایا۔ اور بیان کیا۔ ان اشارات اور اخبار اور آثار اور کرامات اور کمالات اس ابہام کے احاطے میں داخل ہے۔ اور تمام کو یہ شامل ہے۔ اور کثرت اور عظمت سے اس کے ہے۔ جو بہم لایا۔ اور بیان کیا۔ ان اشارات کے تئیں اوپر اس بات کے کہ سوا علامہ الغیوب کے اور رسول محبوب کے کوئی اس پر احاطہ کرنے والا نہیں ہو سکتا۔ الخ۔ بلفظ۔

(۹) ایضاً جلد اول، صفحہ ۳۷۷، سطر ۱۲، وصل یہ بھی سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزوں سے ہے کہ آپ غیب کا حال جانتے تھے اور وہ چیزیں جو آئندہ ہونے والی ہیں۔ ان کی خبر دیتے تھے۔ آگاہ ہو کہ علم غیب کا خاص اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اور غیب کی خبریں جو زبان مبارک سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے بعضے دیسوں کی ظاہر ہوئیں سو وحی یا الہام سے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم میں نہیں جانتا ہوں۔ مگر اس چیز کو میرے پروردگار نے مجھ کو سکھایا۔ آگاہ ہو کہ یہ بات یعنی حضرت نے جو غیب کی خبریں دی ہیں مانند دریائے بے انتہا کے ہیں۔ بلفظ۔

(۱۰) فحاشا للانس حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ صفحہ ۲۴۹ (حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند علیہ الرحمۃ نقل فرماتے تھے) مے فرمودند کہ حضرت عزیزاں علیہ الرحمۃ والرضوان مے گفتند کہ زمین در نظر ایں طائفہ چوں سفرہ ایست۔ دماغے گویم چوں روئے ناخن است ہیچ چیز از نظر ایشان غائب نیست بلفظ۔ (از سیف المسلول، صفحہ ۲۱)

(۱۱) مصباح الہدایت ترجمہ عوارف حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۶۵، فصل سوم در آداب حضرت رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پس باید کہ بندہ بچھنا نہ حق سبحانہ تعالیٰ پیوستہ بر جمیع احوال خود ظاہر او باطن او واقف و مطلع بندہ۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را نیز ظاہر و باطن خود مطلع و حاضر داند۔ تا مطالعہ صورت تعظیم و وقار او و موارہ بر محافظت آداب حضرتش دلیل بود۔ و از محافظت او سزاوارا علاناً شرم دارد۔ و ہیچ دقیقہ از دلائق آداب صحبت او فرو نگذارد و معظم آداب آنست کہ در خاطر خود مجال نہ بد کہ ہیچ آفریدہ را آن بکمال و منزلت و علو مرتبت کہ اور ابد ممکن باشد الخ۔ بلفظ۔ لیجئے مفتی جی! لایئے اپنا فتویٰ کفر و شرک کا۔ اور رکھ دیجئے۔ زیر پائے بزرگان۔

(۱۲) قصیدہ بردہ حضرت شرف الدین بن محمد بوسیری علیہ الرحمۃ

فان من جودك الدنيا و ضررتها

ومن علومك علم اللوح والقلم

یعنی پس تحقیق دنیا و آخرت آپ کے بحر عطا سے ایک قطرہ کے برابر ہے۔ اور لوح قلم کا علم آپ کے علموں میں سے ایک شے ہے۔ توضیح۔ لوح و تخت قدرت ہے۔ جس پر ماسکان و ماسیکون کا علم سب کچھ لکھا ہوا موجود ہے۔ وہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علموں کا ایک ذرہ ہے۔ کیونکہ لوح محفوظ تو ادنیٰ نمادمان اولیاء کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر وقت پیش نظر رہتی ہے۔ جیسے حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیا از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

(۱۳) مثنوی شریف حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ دفتر اول، صفحہ ۶، بمثنیٰ حضرت مولانا نے بوجہل لعین کا قصہ نقل فرمایا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کی مٹھی بند کر کے اس میں سنگریزے لایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو کھڑا ہو کر پوچھنے لگا۔ کہ بتاؤ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے ہاتھ میں کیا ہے۔ آسمانوں کی خبر تو دیتے ہو لیکن بتاؤ میرے ہاتھ میں کیا ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جس کو مولانا علیہ الرحمۃ نے اس طرح لکھا ہے

گفت اے احمد بگوتا چیست زد	سنگہا اندر کف بوجہل بود
چون خبر داری زراز آسمان	گر رسولی چیست درد ستم نہاں
یا بگویند آنکہ ما ھقیم و راست	گفت چون خوانی بگویم کاں چہا ست
گفت آری حق ازاں قادر ترست	گفت بوجہل ایں دوئم نادر ترست
بشنواز ہر یک تو تسبیح درست	گفت شش پارہ حجر در دست تست
در شہادت گفتن آمد بے درنگ	از میان مشیت اوہر پارہ سنگ
گوہر احمد رسول اللہ سفت	لا الہ گفت و إلا اللہ گفت
زد زختم آن سنگہار ابر زمین	چوں شنید از سنگہا بوجہل این
ساحراں ز سر توئی و تاج سر	گفت نبود مثل تو ساحر دگر
چشم او ابلیس آمد خاک بین	خاک بر فرش کہ بدکو رو بین
سوئے کفر و زندقہ سر تیز رفت	مجرہ او دید شد بد بخت رفت

بلفظ

دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی بات کیسے زور سے فرمائی۔ اس سے بھی بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ

والہ وسلم کے ادنیٰ خادم کسی نبی پیشگوئی فرماتے ہیں۔ اس کو بھی حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ اس طرح فرماتے ہیں۔ (۱۳)
 مثنوی شریف حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ دفتر چہارم صفحہ ۵۲-۵۳ بمبئی۔ اس میں حضرت مولانا علیہ الرحمۃ حضرت
 بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کی ایک پیش گوئی جو حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کی پیدائش کی نسبت ہے۔ فرماتے ہیں۔ جو علم غیر
 کو کیسے ظاہر کیا ہے۔

این طیبان بدن دانشو رند
 تاز قاروره ہے بیند حال
 ہم زنبض وہم زرنگ وہم زدم
 پس طیبان الہی در جہان
 کاملان ازدور نامت بشنوند
 حال تودانندیک یک موبہو
 بلکہ پیش از زادن تو سالہا
 آن شنیدی داستان بایزید
 روزے آن سلطان تقویٰ میگدشت
 بوئی خوش را عاشقانہ مے کشید
 بوئی خوش آمد مراورا ناگہان
 ہم بد آنجا نالہ مشتاق کرد
 چوں درد آثار مستی شد پدید
 پس پرسیدش کہ این احوال خوش
 گہ سرخ و گہ زرد و گہ سفید
 مے کشی بوئی و ظاہر نیست گل
 قطرہ بریز برمازاں سبو
 گفت ایندم لوئے یارے میرسد
 بعد چندین سال مے زاند شے
 روش از گلزار حق گلگوں بود
 چیست نامش گفت نامش بوالحسن
 بر مقام تو تو واقف تراند
 کہ بدانی تو ازاں رو اعتدال
 بوبر نداز تو بہر گونہ سقم
 چوں نداند از تو بے گفت دہاں
 تا قہر بتا رو پودت در روند
 زانکہ پر ہستند از اسرار ہو
 دیدہ باشندت بچندین حالہا
 کہ ز حال بوالحسن پیشین چہ دید
 بامریان جانب صحرا و دشت
 جان او از باد بادہ می چشید
 درسوا درے زحدہ خارقان
 بوئے را از باد استشاق کرد
 یک مرید اورادر آندم در رسید
 کہ بردست از حجاب شیخ و شش
 مے شود رویت چہ حالت و نوید
 بیشک از غیب است از گلزار گل
 شمع زان گستان ماگو
 کاندین دہ شہر یارے میرسد
 برزند بر آسمان باخر کہے
 ازمن و اندر مقام افزوں بود
 حلیہ اش وا گفت از برود ذقن

قد ا دورنگ او و شکل او
 برنشتند آن زماں تاریخ را
 چوں رسید آن وقت و آن تاریخ زاست
 از پس آن سالہا آمد پدید
 جملہ خوانے ادا زامساک وجود
 لوح محفوظ است پیش اولیاء
 نہ نجوم است و نہ رمل است نہ خواب
 مومن! ۱۔ بنظر بنور اللہ شدے
 یک بیک وا گفت از گیسو ورد
 از کباب آرا ستند آن سخ را
 زادہ شد آن شاہ وزد ملک باخت
 بو الحسن بعد وفات با یزید
 آن چناں آمد کہ آن شاہ گفتہ بود
 ازچہ محفوظ است محفوظ از خطا
 وحی حق واللہ اعلم بالصواب
 از خطا وسوا یمن آمدے

دیکھیے! حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادمان خادم اور خادماں خادم ہیں۔
 کسی زبردست و باہرہ کش پیش گوئی حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کی پیدائش سے پہلے فرماتے ہیں۔ نام، سکونت، پتہ، حلیہ
 بال بال ذرہ ذرہ، قد، شکل، رنگ وغیرہ سب کچھ فرمادیا۔ اور اس پیش گوئی کو اسی وقت لکھ لیا گیا۔ جو حضرت بایزید بسطامی علیہ
 الرحمۃ کے وصال کے ۳۹ سال بعد حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ پیدا ہوئے۔ اور اس لیے فرمایا کہ لوح محفوظ جہاں قلم
 قدرت نے سب کچھ ہونے والا لکھا ہوا ہے۔ وہ اولیاء کرام کے پیش نظر رہتی ہے۔ اور بموجب حدیث شریف مشہورہ
 اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله۔ وہ سب کچھ دیکھتے ہیں۔ کتب تواریخ و سیر میں اس طرح لکھا ہے کہ حضرت بایزید
 بسطامی علیہ الرحمۃ ۱۳۶ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۵ شعبان ۲۶۹ھ ہجری میں وفات پائی۔ عمر آپ کی ۱۳۳ سال ہوئی۔ اور
 حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ ۳۰۸ ہجری کو پیدا ہوئے۔ اور ۳۱۹ھ یا ۳۲۵ھ بقول مختلف عاشورہ کے دن وفات پائی۔ اللہ!
 اللہ! بندگان خدا مقبول بارگاہ خالق ارض و سما کیسے رتبہ و شان کے گزرے ہیں۔ جو علوم غیب کے دریا تھے۔ درآں حالی کہ وہ ادنیٰ
 سے ادنیٰ خادم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے۔ اور ان کے مقابلہ میں ان کا علم ایک قطرہ کے برابر ہے۔ قولہ: کلام مجید سے
 تحقیق کہ آپ غیب نہیں جانتے تھے۔ اگر جانتے ہوتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب منافقین نے تہمت لگائی تھی آپ
 متردد نہ ہوتے۔ درانحالی کہ جس وقت تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بریت کے لیے وحی نہ آئی۔ اس وقت آپ اس میں
 سخت متردد رہے۔ الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۹۔ اقول: مولوی جی! ہوش میں آئیے۔ قرآن کریم و احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم و دیگر کتب سیر سے علم غیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورج کی طرح روشن کر کے دکھلا چکا ہوں۔ اگر آپ کی
 آنکھیں روشنی حاصل کرنے کے قابل ہوئیں تو انشاء اللہ آپ ظلمت سے نور کی طرف رجوع کریں گے ورنہ چند ہی ضرور جائیں
 گے پھر یہ ہوگا

عائشہ! عموماً بنظر الخ یہ مضمون حدیث شریف اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله۔ کا ہے۔ یعنی مومن کی فراست صفائی قلب سے ڈرو۔ کیونکہ
 وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے سب کچھ دیکھ لیتا ہے۔

گرنہ بیند بروز شہرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ام المؤمنین پر اس وقت کے منافقین بہتان اور افک قائم کیا تھا۔ اسی افک کو اس وقت کے منافقین بڑے زور سے لگاتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ مطہرہ کی سخت توہین کرتے ہیں۔ ورنہ کسی مسلمان کا یہ حوصلہ اور زہرہ نہیں کہ اپنی زبان سے اپنے قلم سے۔ اپنے دل سے یہ نکال کر صفحہ قرطاس پر لائے۔ کسی یہودی یا نصرانی کسی دشمن اہلیت کا یہی کام ہے۔ میرا تو کیا کاغذ ہے۔ آپ کے ان فقرات کو نقل کرتے ہوئے بھی۔ اسی واسطے اس کے لکھنے سے پہلے توبہ واستغفار کرتا ہوا الفاظ نقل کرنا ناہشہ۔ بھی لکھ دیتا ہوں۔ اور خدا علیم بذات الصدور ہے۔ وہ خود جانتا ہے کہ کون توہین کرتا ہے اور کون دفع توہین اور ازالہ کر کے مدح و توصیف و تعریف لطیف کرتا ہے۔ ایسے ایسے توہین۔ اور گستاخیوں کے کام شیطان لعین نے جن لوگوں کے دلوں میں کر رکھے ہیں۔ ان کو مبارک ہو۔ ہمارا ایمان ہے کہ اس تہمت و بہتان اور افک کا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اچھی طرح سے معلوم تھا کہ منافقین کی طرف سے محض افتراء ہے۔ اور ان کو کیونکر معلوم نہ ہوتا۔ جب کہ خداوند کریم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکی اور عزت کا ایسا لحاظ تھا کہ نماز کی ہی حالت میں اپنی جوتی کی ناپاکی کو معلوم کر کے اتار ڈالا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے نکاح میں ایسی بیوی دیتا کہ قابل الزام ہو بات یہ ہے کہ لوگوں کے سر پر شیطان سوار ہے۔ اور ان خدا کی مار ہے۔ جو ایسے ایسے بے بنیاد اور لغو اہانت آمیز اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ اہل سنت و جماعت اس پر اور ایسے اظہار کرنے والوں پر تبرہ بھیجتے ہیں۔ اول میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چند مناقب یہاں لکھتا ہوں پھر آپ کے اعتراض کی طرف توجہ کروں گا۔ اور ثابت کروں گا کہ اس افک کا علم حضور کو پہلے ہی سے تھا۔

(۱) مشکوٰۃ شریف: عن ابی سلمۃ ان عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا عائشۃ ہذا جبریل یقرئک السلام قالت و علیہ السلام و رحمۃ اللہ و ہو یری یعنی حضرت ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ جبریل ہیں تجھ کو سلام کرتے ہیں کہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جبریل پر سلام اور رحمت اللہ کی ہو اور حضور دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔ بلفظہ، جامع المناقب صفحہ ۱۸۸۔

(۲) حدیث شریف: عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارئتک فی المنام ثلث لیل یجی بک المملک فی سرقة من حریر فقال لی ہذا امرأتک فکشف عن وجهک الثوب فاذا ات ہی فقلت ان یکن ہذا من عند اللہ یمضہ۔ ترجمہ: روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ فرمایا مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مجھ کو تو خواب میں دکھلائی گئی تین رات تجھ کو فرشتہ میرے پاس لے آتا تھا ریشمی ٹکڑے میں پس یوں کہتا تھا کہ یہ حضور کی زوجہ ہے۔ پس جب میں نے تیرے چہرے سے کپڑے کو ہٹایا۔ تو کیا

دیکھتا ہوں کہ وہ صورت تیری ہے۔ پس کہا میں نے کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ یوں ہی کرے گا کہ تو میرے نکاح میں آئے گا۔ بلفظہ۔ جامع المناقب، صفحہ ۱۵۸۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ آپ صاحب زادی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کنیت آپ کی ام عبد اللہ ہے۔ مروی ہے آپ سے کہ عرض کیا میں نے رسول اللہ تمام عورتیں کنیت رکھتی ہیں۔ میری کنیت کیا ہوگی۔ فرمایا آپ نے تو اپنی کنیت اپنی بہن کے لڑکے عبد اللہ بن زبیر کے نام سے مقرر کر۔ (یہاں بھی غیب ثابت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے کوئی بچہ پیدا ہونے والا نہیں تھا۔ اس لیے آپ کی کنیت ہی ان کے بہن کے لڑکے عبد اللہ کے نام سے مقرر کر دی ماں آپ کی ام رومان بنت عمیر بن عامر قبیلہ دہمان سے ہیں۔ اور بعد انتقال حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چھ (۶) برس کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں اور نو برس کی عمر میں زفاف واقع ہوا۔ فرماتی ہیں آپ کہ میرے ولیمہ میں اونٹ بکری وغیرہ کچھ ذبح نہیں ہوا۔ بلکہ ایک پیالہ دودھ کا سعد بن عبادہ کے یہاں سے آیا تھا۔ اور آپ بڑی فصیح بلیغ مفتی فقیہ تھیں۔ بعض سلف سے منقول ہے کہ چہارم حصہ احکام شرعیہ آپ سے معلوم ہوئے ہیں۔ عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ کہا نہیں دیکھا میں نے کسی کو زیادہ جاننے والا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے معافی قرآن اور فرائض و احکام حلال و حرام اور شعر عرب اور علم نسب میں۔ اور مروی ہے آپ سے کہ مجھ کو تمام ازواج مطہرات میں دس چیزوں کے ساتھ فضیلت اور خصوصیت ہے۔

اول: باکرہ عورت، سوائے میرے آپ کی بیبیوں میں کوئی نہ تھی۔
دوم: کسی بی بی کے باپ اور ماں دونوں نے ہجرت فی سبیل اللہ نہیں کی سوائے میرے۔
سوم: قبل اس کے کہ میں آپ کے نکاح میں آؤں جبرائیل علیہ السلام نے پارہ حریر میں میری صورت آپ کو دکھائی۔ اور کہا کہ اس عورت سے نکاح کیجئے۔

چہارم: ایک طرف سے میں نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل کیا۔
پنجم: کسی بی بی کے اوڑھنے پچھونے میں وحی نازل نہیں ہوئی۔ سوائے میرے۔
ششم: میری پاکی آسمان سے نازل ہوئی۔
ہفتم: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال میری گود میں ہوا۔
ہشتم: وفات آپ کی میرے مکان میں باری کے دن ہوئی۔

نہم: وقت ارتحال سرور عالم میرا عاب دہن بسبب اس مساو کے جو میں نے اپنے دانتوں سے چبا کر آپ کو دی تھی آپ کے منہ میں رہا۔

دہم: میرے ہی حجرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما ہوئے۔ بلفظہ۔ جامع المناقب، صفحہ ۱۵۹۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں تمام امہات المؤمنین کے مصارف کے واسطے دس ہزار درہم

مقرر کیے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تنہا کے واسطے بارہ ہزار اور فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ وہ مجھ پر رسول خدا ہیں۔

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ اکابر تابعین سے ہیں۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کوئی حدیث روایت کرتے تو یہاں کہتے۔ حدثتني الصديقة بنت الصديق حبيبة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم۔ یعنی حدیث بیان کی۔ مجھ سے بڑی سچی بی بی نے جو بڑے سچے کی بیٹی ہے۔ اور محبوبہ ہیں۔ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ بلفظ۔ جامع المناقب صفحہ ۱۶۰۔ آپ فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اگر تو میرے درجہ میں ہونا اور میری نزدیکی چاہتی ہے تو دنیا میں اس طرح بسر کر کہ سامان دنیا سے مقدار زادہ ایک مسافر کے کھانے کا کافی ہے۔ اور کسی کپڑے کو پرانا نہ سمجھ تاوقتیکہ اس میں پیوند نہ لگے۔ اور پرہیز کر امیروں اور دولت مندوں کی مجلس سے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحت حضرت صدیقہ کو ایسی مؤثر ہوئی کہ آپ نے بھی تو نگری کو فقر پر پسند نہیں کیا۔ اور ایک جبہ جمع نہ کیا۔ چنانچہ عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا کہ آپ کے پیرا میں پیوند لگا ہوا تھا۔ اور ستر ہزار درہم فی سبیل اللہ صدقہ کر دیے۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنی حکومت کے زمانہ میں سو ہزار درہم آپ کے واسطے بھیجے۔ آپ نے جلسہ واحد میں ان سب کو اقارب اور فقراء پر تقسیم کر دیا۔ اور اس روز صائم تھیں اور وقت افطار لوٹنے سے کھانا طلب کیا۔ چند خرے اور تھوڑی سی روٹی وہ لے آئی۔ اس وقت ایک ضیفہ موجود تھی۔ یہ حالت دیکھ کر اس نے عرض کیا۔ یا ام المومنین اس قدر درہم آپ نے خیرات کر دیئے اور ایک درہم کا گوشت نہ منگایا۔ کہ جس سے افطار کرتیں فرمایا اگر تو پہلے سے یاد دلاتی۔ تو ایسا کرتی۔ سبحان اللہ کیا ہمت ہے۔ اور کیا سخاوت آپ کی روایت سے دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) حدیثیں ہیں۔ ایک خلق کثیر نے صحابہ اور تابعین سے روایت کی ہیں۔ آپ کے انتقال کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہا بشارت ہو تم کو اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ تم زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھیں۔ اور سوائے تمہارے کسی باکرہ سے آپ نے نکاح نہیں کیا۔ اور پاکی تمہاری آسمان سے نازل ہوئی بعد ان کے عبداللہ بن زبیر آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ابن عباس نے میری تعریف کی۔ اور میں دوست نہیں رکھتی ہوں کہ کوئی میری تعریف کرے کاش کے میں ایک درخت ہوتی کہ مجھ کو کاٹتے۔ کاش میں ایک پتھر ہوتی۔ کاش میں ایسی ہوتی کہ میرا کوئی ذکر نہ کرتا۔ اچھا ہوتا کہ میں مخلوق نہ ہوتی۔ اور وصیت فرمائی کہ قبر میں مجھ کو ڈکوان میرا غلام اتارے۔ اور قبر کو راست کرے۔ بعد اس کے وہ آزاد ہے۔

منقول ہے کہ بعد انتقال آپ کے گھر سے آواز نالہ و فریاد کی پیدا ہوئی۔ اس وقت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی لوٹنے کو خبر کے واسطے بھیجا۔ اس نے آ کر آپ کے انتقال کی خبر دی ام سلمہ گریاں ہوئیں۔ اور کہا رحمت حق تعالیٰ کی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ہو کہ وہ دوست ترین مردم تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بعد اپنے باپ یعنی حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ کے یہ واقعہ شب سہ شنبہ سترھویں رمضان ۵۸ھ ہجری کو بھر چھیا سٹھ سال کے ہوا۔ اور نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ اور قائم رضی اللہ عنہ بن محمد بن ابی رضی اللہ عنہ بکر اور عبداللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قبر میں اتارا۔ انا لله وانا اليه راجعون۔ بلفظ۔ جامع المناقب صفحہ ۱۶۱۔ یہ ہے ایک شہ حالات و منقبات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا۔ جو محبوبہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھیں۔ جن پر منافقین نابکار جہنمیوں نے افک اور بہتان لگایا تھا۔ انہیں کی سنت کے مطابق اس وقت کے منافقین بھی کتابوں میں بطور یادگار اس کا حیا کر رہے ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اب میں آپ کے اعتراض کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تہمت کی وجہ سے متردد رہے۔ اگر علم غیب ہوتا تو سخت متردد کیوں ہوتے۔ یہ آپ کا اعتراض ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جو اقوال و ہابیہ آپ نے کسی رسالہ سے غلط ملط دیکھ لیے۔ اسی پر آپ کا دار و مدار ہے۔ مادہ تحقیق حاصل نہیں۔ مولوی جی! آپ کو لازم تھا کہ قرآن شریف کو پڑھ کر دیکھتے پھر احادیث شریف پر نظر کرتے۔ پھر دیگر سیر کی کتب کو دیکھتے۔ تو ایسا اعتراض نہ کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنج کرنا یا متردد ہونا اس بات سے نہیں تھا کہ حضرت ام المومنین پر منافقین نے افک یا بہتان لگایا تھا۔ بلکہ اس سبب سے تھا جو وہ لوگ طعن اور استہزاء کرتے تھے۔ دیکھئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما تقولون۔ یعنی تحقیق ہم جانتے ہیں کہ آپ ان کی باتوں سے آزرہ دل ہوتے ہو۔ اس کی تحقیق تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۳۷۵ سے ہوتی ہے۔ زیر آیت قوله ان الذین حبا و ابالا فک عصبة الایہ والجواب عن الثانی انه علیہ السلام کثیر ما کان یضیق ظہہ من اقوال الکفار مع علمہ بفساد تلك الا قوال قال الله تعالى ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون۔ الایۃ الخ۔ یعنی جواب دوسرے اعتراض کا کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کی طعن زنی اور بدکلامیوں سے رنجیدہ دل رہتے تھے۔ باوجود معلوم ہونے کے کہ یہ قول ان کے لغویات سے ہیں۔ اور فرمان خداوندی کہ ہم جانتے ہیں کہ غم رنجیدہ خاطر یا آزرہ دل ہوئے یا رہتے ہو۔ منافقوں یا کافروں کے کہنے سے۔ یا ان کی باتوں سے جو وہ کہتے ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس معاملہ میں خاموش اس لیے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی اس کا فیصلہ فرمائے گا۔ میں خود فیصلہ کرنا نہیں چاہتا۔ جس میں منافقین کے کہنے کی جگہ باقی رہے۔ اس کی تصدیق اس طرح پر ہوتی ہے۔ شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فتح الباری، جلد ہشتم صفحہ ۳۶۸۔ وفيه ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان لا يحكم لنفسه الا بعد نزول الوحي لانه صلى الله عليه وآله وسلم لم يحزم في القصة بشئ قبل الوحي۔ الخ۔ بلفظ۔ یعنی اس میں یہ بات ہے کہ حضور اپنے نفس کے بارے میں بلا نزول وحی حکم نہیں فرماتے تھے۔ اس واسطے کہ حضور نے جو قصہ (افک میں) قبل وحی کسی امر کا جزم نہیں کیا۔ اس لیے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا علم پورا پورا تھا۔ کہ یہ منافقین کی طرف سے محض افک اور بہتان ہے۔ اور چاہتے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حکم سے اس کا فیصلہ کرے۔ اور یہ بھی علم تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کا

فیصلہ احسن طور پر کرے گا۔ اسی عرصہ انتظار میں جب کفار منافقین کی طرف سے طعنہ زنی اور ایذا بڑھ گیا تو آپ نے خطبہ فرمایا۔ صحیح بخاری، جلد دوم، صفحہ ۷۱، ۳۲ مصری۔ کتاب الشہادات باب تعدیل النساء۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من بعددنی من رجل بلغنی اذاہ فی اہلی فو اللہ ما علمت علی اہلی الا خیر او قد ذکودا رجلا ما علمت علیہ الا خیر۔ بلفظہ۔ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون ہے۔ یا کوئی ایسا ہے جو اس کا بدلہ لے اس آدمی سے جس نے میری اہل (بیوی) کی بابت مجھے ایذا دی ہے۔ پس قسم ہے اللہ کی کہ مجھے اپنی بیوی کی بابت علم ہے کہ وہ نیک اور پاک ہے۔ اور جس مرد رضوان (کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ بھی پاک ہے۔

مشارق الانوار میں بھی اس حدیث شریف کو اس طرح پر لکھا ہے۔ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من بعددنی من رجل قد بلغنی اذاہ فی اہل بیتی فو اللہ ما علمت علی اہلی الا خیر متفق علیہ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کون شخص ہے۔ بدلہ لینے والا یا میری طرف سے اس عذر کو سننے والا اس شخص سے جو مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس شخص نے میرے اہل بیت کی ایذا رسانی کی ہے۔ پس قسم ہے خدا کی کہ میں اپنے اہل کی نسبت بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتا۔ تیسری ایک حدیث شریف صحیحین میں اس طرح ہے۔ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا معشر المسلمین من بعددنی من رجل قد بلغنی اذاہ فی اہل بیتی واللہ ما علمت علی اہلی الا خیر۔ لقد ذکر وار جلا ما علمت علیہ الا خیر وما کان یدخل علی اہل لا معنی یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمانوں کے گروہ کون ایسا ہے۔ جو میرا عذر دریافت کر کے بدلہ لے۔ اس مرد سے جس کی ایذا اور تکلیف میرے اہل بیت کو۔ یعنی میری گھر والی کو پہنچی۔ سو قسم خدا کی نہیں جانتا میں نے اپنی بیوی کو مگر نیک اور پاک۔ اور البتہ لوگوں نے ذکر کیا ہے ایسے مرد کا جس کو میں نیک جانتا ہوں اور نہیں جانتا وہ کبھی میرے گھر میں مگر میرے ساتھ۔ ف۔ یہ حدیث ایک ٹکڑا بڑی طویل حدیث بخاری کا ہے۔ جس کا مختصر مطلب یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہجرت کے پانچویں سال حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ بنی مصطلق کو تشریف لے گئے۔ اور میں آپ کے ساتھ تھی۔ وقت واپسی مدینے کے قریب قیام تھا۔ پھر شب کو کوچ کی خبر ہوئی۔ اس وقت میں رفع حاجت کے واسطے لشکر کے باہر چلی گئی تھی۔ اور جب واپس آئی تو معلوم ہوا کہ میرے گلے کا ہار وہیں گر پڑا ہے۔ میں اس کے ڈھونڈنے کو گئی اور یہاں سے لشکر کوچ کر گیا۔ اور جو شخص میرے کجاوے اٹھانے پر مقرر تھا۔ اس نے اسے اٹھا کر اونٹ پر کس دیا۔ اور بسبب اس کے میں اس وقت تپتی اور دہلی لاغرتھی۔ کچھ اس کو تمیز نہ ہوئی کہ اس میں کوئی ہے یا نہیں۔ پھر جب میں ہار کو تلاش کر کے آئی تو یہاں کسی کو نہ پایا ناچار میں اسی جگہ بیٹھ گئی۔ بدیں خیال کہ جب میرا حال معلوم ہوگا۔ تو لوگ لینے کو آئیں گے۔ پھر صفوان بن معطل جو لشکر کے پیچھے تھکے ماندوں کو لانے کے واسطے رہا کرتے تھے۔ اس مقام پر پہنچے۔ اور مجھ کو سوتا دیکھا۔ اور پہچانا بدیں

سبب کہ نزل آیت حجاب سے قبل انہوں نے مجھ کو دیکھا ہوا تھا۔ پھر نہایت افسوس اور تعجب سے انسا اللہ و انسا الیہ راجعون پڑھا۔ اور کہا کہ یہ پیغمبر کی بی بی ہیں۔ میں جاگ پڑی۔ اور ان کی اور بات میں نے نہیں سنی۔ انہوں نے اپنا اونٹ بٹھلایا۔ اور میں سوار ہو گئی۔ وہ اونٹ کی ٹکیل پکڑ کے روانہ ہوئے۔ ظہر کے وقت لشکر میں پہنچی۔ تو تہمت کرنے والوں نے مجھ پر تہمت باندھی۔ الخ۔ (بہت لمبی حدیث ہے) پھر حضرت منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اور یہ حدیث فرمائی اور فرمایا کہ اے گروہ مسلمانان کوئی اس منافق سے یعنی عبداللہ بن سلول سے میرا بدلہ لے کہ ناحق میرے گھر کے لوگوں کو تہمت لگائی۔ اس وقت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو قوم اس کے سردار تھے۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کا بدلہ لینے کو تیار ہوں اگر تہمت کرنے والا میری قوم یعنی اس سے ہو تو میں اس کی گردن ماروں۔ اور اگر دوسری قوم سے یعنی خزرج سے ہو تو جیسا حکم ہو ویسا میں کروں۔ اس وقت سعد بن عبادہ قوم خزرج کے سردار نے اپنی قوم کی بیچ سے کہا کہ اے ابن معاذ تو زیادہ گوئی کرتا ہے۔ ہماری قوم والوں پر تیرا کچھ مقدور نہیں۔ اور اپنی قوم کی بھی تو حمایت کرے گا پھر اسید بن خضیر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھائی نے کہا: اے سعد بن عبادہ تو زیادہ گوئی کرتا ہے۔ قسم خدا کی ہم تہمت کرنے والوں کو قتل کریں گے۔ کیا تو منافق ہے۔ جو تہمت کرنے والوں کی حمایت کرتا ہے۔ غرض قریب تھا کہ کشت و خون ہو۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کو چپ چاپ کیا۔ الخ۔ اس کے بعد قرآن شریف میں سورہ نور کا نزول ہے۔ جس میں حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بریت کا ذکر ہے۔ اور اقل لگانے والوں کو سزا شرعی دی گئی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی پاکی کا علم پہلے ہی سے تھا۔ اعتراض و باہیہ غلط اور جھوٹ ہے۔ اور سینے اگر دل میں وسوسہ ہو کہ اس بارے میں صحابہ کرام سے مشورہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا تو اس سے عدم علمیت غیب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمایاں ہوتی ہے میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بموجب حکم خداوندی و انذار ہم فی الامر مشورہ صحابہ کرام سے ضرور فرمایا۔ جس سے علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور بھی تائید ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مشورہ فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس امر سے آگاہ کیا کہ منافقین کی طرف سے مجھ کو اور میرے اہل بیت کو ایذا پہنچائی گئی ہے۔ اس شخص سے جس نے یہ اقلک برپا کیا ہے۔ بدلہ لینا چاہیے۔ تب صحابہ میں سخت شورش پیدا ہو گئی۔ اور پھر یہ مشورہ بھی کیا گیا کہ اقلک لگانے والے کو کیا سزا ملنی چاہیے۔ اور یہ مشورہ بھی اس قسم کا نہیں تھا کہ خاص طور پر صحابہ کرام کو بلایا گیا ہو۔ بلکہ جیسے جیسے وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے ان سے بات چیت ہوتی رہی۔ اور اس بات میں بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولوالعزمی اور طہارت ثابت ہوتی رہی۔ اور علم غیب کی تقویت اگر مشورہ نہ ہوتا تو صحابہ کرام کے خیالات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عفت اور عصمت پر متعلق نہ ہوتے سینے وہ مشورہ جس کا ذکر ہے۔ وہ یوں ہے:

(۱) تفسیر مدارک التنزیل۔ روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان فی الایام اکثر اوقاتہ فی

البيت فدخل عليه عمر فاستشاره في تلك الولة الحديث (آسانی اور عام فہم ہونے کے لیے صرف ترجمہ کر جاتا ہے) یعنی مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں میں اکثر اوقات مکان میں تشریف رکھتے تھے۔ پس آپ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر آئے پس اعلم عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یقین کرتا ہوں منافقوں کے جھوٹ پر اس لیے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسد مبارک پر مکھیوں کے بیٹھنے کو روک رکھا ہے۔ کیونکہ یہ مکھیاں ناپاکیوں پر بیٹھتی ہیں۔ اور اس میں لتھڑا جاتی ہیں۔ پس جب کہ اللہ پاک نے اس قدر معمولی نجاست سے آپ کو محفوظ رکھا ہے تو کیونکر آپ کو محفوظ نہ رکھے۔ ایسے کی صحبت سے جو کہ اس قسم کے فحش کے ساتھ ملوث ہو۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ پاک نے آپ کو سایہ مبارک زمین پر گرنے نہیں دیا۔ اس لحاظ سے کہ شاید کوئی شخص اس پر اپنا قدم رکھ دے۔ یا کہیں زمین ناپاک ہو۔ پس اللہ پاک نے اتنی بھی قدرت کسی کو نہیں دی۔ کہ جو آپ کے سایہ مبارک پر اپنا قدم رکھے تو کیونکر وہ قدرت دے سکتا ہے کہ کسی کو آپ کے زوجہ مطہرہ سے سوطن کرے۔ اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سب آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ پس اچانک آپ نے نماز کے درمیان اپنا جوتا مبارک اتار دیا۔ پس جب کہ جناب نے نماز تمام کی تو ہم سے جوتا اتار دینے کا سبب دریافت فرمایا۔ ہم نے جواب میں عرض کیا کہ اتباع جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا گیا۔ یعنی جب آپ نے نعلین مبارک اتارے تو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری کے لیے اتار دیا۔ یہ سن کر آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو جبرائیل علیہ السلام نے ان کے اتارنے کے لیے کہا کہ ان میں کمال لطافت نہیں۔ قدرے رینٹ لگی ہوئی ہے۔ پس جب اللہ پاک نے اس امر پر آپ کو خبردار کیا کہ آپ کے نعلین مبارک پر کچھ رینٹ ہے۔ ان کے اتار دینے کا حکم دیا ان دونوں کی آلودگی کی وجہ سے۔ تو پھر وہ کس طرح حکم نہ رہے گا کہ وہ برائی کی مرتکب ہوئی ہوں۔

(منیر الدین، صفحہ ۱۴۵)

(۲) مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، جلد دوم، صفحہ ۲۲۱۔ آنچہ مذکور است در صحیح بخاری ہمیں است کہ از عی واسامہ بریرہ (رضی اللہ عنہم) پرسید وایشان اس گفتند۔ اما بعض علماء سیر قصہ عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب و عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہما و مشاورت آنحضرت علیہ السلام بایشان و جواب دادن ایشان ذکر کردہ اند و در آنجا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز موافق ایشان گفتند۔ امام عمر رضی اللہ عنہ گفت یا رسول اللہ گس راندم تو نخے نشید بجهت آنکہ گس برنجاست مستقر رات سے افتد۔ و پائہائے او آلودہ ہاں ملے گرود۔ و خدا تعالیٰ از ان نگاہ میدارد پس چگونہ تر از کسیکہ بہ بدترین چیز ہا۔ آلودہ باشد گاہ ندر ارد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ گفت کہ مایہ شریف تو بر زمین نمی افتد کہ مباد ابر زمین نجس افتد و حق تعالیٰ چون حیانت سایہ تو بدیں مشاہد میکند چگونہ حیانت حرم محترم تو از ناشائستہ عنند و علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفت حق تعالیٰ روا نداشت کہ نعلین ملوث در نما

حاشیہ: صحیح بخاری مطبوعہ مصر، جلد ثالث، صفحہ ۳۰۴۲۔

صدریائے مبارک تو باشد و خبر کرد ترا شاکشی آنرا از پائے مبارک خود۔ اگر اس امر واقع بودے خبر کردے ترا بیدان خاطر جمع دار کہ تحقیق حال ترا خبر خواہند کرد۔ چون آنحضرت اس سخاں را شنید مسجد رفت و خطبہ خواند و گفت کیست کہ نصرت دہد مراد انتقام کشد الخ، بلفظ منیر الدین، صفحہ ۱۷۶۔ یہ ہے مشورہ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی گفتگو۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب حال معلوم تھا لیکن چاہتے تھے کہ خداوند کریم خود اس کا فیصلہ احسن وجوہ پر فرمائیں گے۔ اور اس پر ان کو یقین کامل تھا۔ اس واسطے آپ نے خود حکم نہیں دیا۔ اور حکم سزا بھی ایسے افک لگانے والوں کے لیے نازل ہونے والا تھا۔ جس کے مطابق منافقوں اور ہاں میں ہاں ملانے والوں کے لیے سزا دی جاتی ہے۔ لیکن مسلمانوں میں جو اس وقت منافق لوگ موجود ہیں۔ اگر وہ اپنے تئیں مسلمان سمجھتے ہیں تو ان کو لازم تھا کہ اس بات کو زبان پر نہ لاتے۔ اور اعتراض اور توہین کرنے والوں کی جو نصرانی خاصیت رکھتے ہیں۔ اس طرح جواب دیتے جیسے ایک مسلمان خالص نے ایک نصرانی معترض کو دیا تھا جس کا ذکر اس طرح پر ہے سنئے:-

(۳) ارشاد الساری، جلد چہارم، صفحہ ۳۷۴ میں امام قسطلانی تحریر فرماتے ہیں۔ ترجمہ صفدری علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں نے ابن خلکان کی تحریر میں دیکھا ایک مسلمان نے ایک نصرانی سے مناظرہ شروع کیا۔ پس نصرانی نے اثناء گفتگو میں بوجہ کالادل ہونے کے اور بغض و کینہ کی آگ بھڑکی ہوئی ہونے کے طنز اور طعنایہ کہا کہ اے مسلم کیا صورت تھی تمہارے نبی کی زوجہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ان کی سواری کے پیچھے رہ جانے میں تمہارے نبی کے جس حال میں کہ وہ (عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اپنے ہار کے گم کرنے کا عذر پیش کرتی تھیں۔ پس کہا اس نصرانی سے مسلم نے اے نصرانی اس کی صورت مریم بنت عمران (سلام اللہ علیہا) کی صورت کے مانند تھی۔ جب کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھائے ہوئے لائیں بغیر خاوند کے پس جب کہ اعتقاد رکھتا ہے تو اپنے دین میں برأت مریم کا تو ہم بھی مثل اس کے اعتقاد رکھتے ہیں۔ اپنے دین میں برأت عائشہ سلام اللہ علیہا کا زوجہ بنی اپنے سے۔ پس خاموش ہو گیا نصرانی اور کچھ جواب اس سے نہ بن پڑا۔ ختم ہوا ترجمہ۔ (منیر الدین، صفحہ ۱۷۷) لیجئے۔ اب ایک عام فہم اردو زبان کی ایک تحریر دکھاتا ہوں جس سے آپ کی سمجھ میں بخوبی آجائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بریت از بہتان کا حال پہلے ہی سے معلوم تھا۔ وہ ہوندا۔

(۴) وسیلہ جلیلہ مصنف حضرت مولانا وکیل احمد صاحب، صفحہ ۱۶۶، چوتھا شبہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب بالعرض ما کسان وما یکون کا تسلیم کیا گیا۔ تو پھر حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے معاملے میں آپ کو کیوں تردد رہا۔ جب وحی نازل ہوئی آپ کو اطمینان ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ اس بحث میں بڑا شبہ خیال کیا جاتا ہے۔ شاید مشرکین مکہ بھی اس سے بڑھ کر حجت پیش نہ کر سکے۔ مولوی خرم علی ”وہابی“ نے یہ شبہ پیش کیا ہے۔ نصیحت المسلمین میں ہے۔ اور کافروں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ہمت باندھی تھی حضرت کو نہایت رنج ہوا۔ جب بہت روزوں کے بعد خدا نے قرآن میں فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پاک ہے۔ کافر جھوٹے ہیں۔ تب حضرت کو خبر ہوئی۔ اگر آگے سے معلوم ہوا ہوتا تو غم کیوں

ہوتا۔ فقط۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ شبہ اصل واقعہ کی جہالت یا چشم پوشی سے ناشی ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اصل واقعہ سر موثر دو نہیں تھا۔ منافقین کی شہرت سے البتہ آپ کو رنج تھا۔ اس امر میں وحی کے (جو کچھ آپ نے تفتیش فرمائی۔ اس میں کھر تشریح منظور تھی۔ وحی سے آپ برأت چاہتے تھے تاکہ منافقین کی زبان بندی ہو۔ ایسی صورت میں کہ کفارہ طرح طرح سے اپنے دل کے پھپھو لے توڑتے ہوں۔ اور ہرزہ سرائی میں مشغول ہوں۔ بدون تمسک وحی کے مقتضائے مصلحت نہ تھا کہ آپ بطور خود اپنے علم کی بنا پر برأت فرماتے۔ چونکہ وحی میں توقف ہوا۔ اور منافقین کی زبان بڑھتی چلی۔ آپ کو زیادہ تردد ہوا۔ اگر آپ کو نفس معاملہ میں اطمینان نہ ہوتا اور صرف منافقین کی یادہ گوئی سے ملال نہ ہوتا تو منبر پر رونق افروز ہو کر یہ نہ فرماتے یا معشر المسلمین من یعدرنی من رجل قد بلغنی اذہ فی اہلی واللہ ما علمت علی اہلی الا خیر۔ یعنی اے گروہ مسلمانان کے کون شخص مجھ سے معذرت کرے گا۔ ایسے شخص جس نے ہمارے اہل کو اذیت پہنچائی۔ خدا کی قسم ہم کو اپنے اہل پر بجز خیر کے کسی قسم کی بدگمانی نہیں۔ یہاں علم بمعنی اذعان ہے۔ تو اس سے معلوم ہو گیا کہ آپ کو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے معاملہ میں اطمینان کلی تھا۔ صرف منافقین کے بہتان سے تردد تھا۔ انتہی بلفظ۔ اسی طرح اہلسنت وجماعت کے مسلمانوں کا عقیدہ اور کتب میں بھی درج ہے۔ زیادہ لکھنا طوالت ہے۔ اور خلاصہ یہ ہے: سب سے زیادہ قول قاطع یہ ہے کہ محال ہے کہ کسی نبی کے جسم یا ثوب یا اہل یا عیال کسی معلق میں ایسی بات ہو جو اس نبی سے موجب نفرت ہو۔ اور عوام کے نزدیک معاذ اللہ باعث ذلت ہو۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا ایسی باتوں سے منزہ ہونا واجب ہے۔ اور ہر نبی قبل از ظہور نبوت بھی بالیقین ان تمام باتوں کو جانتا ہے۔ جو عز و جل یا انبیاء علیہم السلام کے لیے واجب یا جائز یا ممتنع ہو۔ نبی کا ان باتوں میں سے کسی بات کا جہل محال ہے۔ سو یقیناً قطعاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وتمام ازوان مطہرات وبنات مکرمات کی برأت و طہارت یقیناً جانتے تھے۔ اور اس میں شک و شبہ سے مبرا اور منزہ تھے۔ قولہ: خفیوں کے نزدیک وہ کافر ہے جو نبی علیہ السلام کو غیب دان اعتقاد کرے۔ فتاویٰ برازیہ میں ہے: لو تزوج بلا شہود و قال خدا اور رسول و فرشتگان را گواہ کردم یکفر لا نہ اعتقاد ان الرسول والملك یعلمان الغیب۔ خدا اور رسول اور فرشتوں کی شہادت پر نکاح کرنے والا کافر ہے۔ کیونکہ اس نے نبی علیہ السلام اور فرشتوں کو غیب دان جاننا۔ اور بحر الرائق میں ہے۔ الخ، صفحہ ۲۰۔ اقول: مفتی جی! آپ نے فتویٰ برازیہ اور بحر الرائق کی عبارت کسی وہابیہ رسالہ سے نقل کی ہے۔ مگر اصل کتابوں کا ملاحظہ نہیں کیا۔ دراصل یہ عبارت قادی قاضی خاں علیہ الرحمۃ کی ہے۔ جو قطع و برید کر کے لکھی گئی ہے۔ کیونکہ حضرت قاضی خاں علیہ الرحمۃ چھٹی صدی میں ہوئے۔ اور فتاویٰ برازیہ والے صاحب محمد بن محمد بن شہاب علیہ الرحمۃ نویں صدی میں تین سو سال کے بعد گزرے ہیں۔ فتاویٰ برازیہ میں فتاویٰ قاضی خاں سے لکھا گیا جس کی اصل عبارت دو جگہ پر اس طرح ہے۔

اول فتاویٰ قاضی خاں جلد اول صفحہ ۱۵۷ (فصل فی شرائط النکاح) رجل تزوج امرأة بشهادة الله ورسوله كان باطلا التولية صلى الله عليه وآله وسلم لا نكاح الا بشهود و كل نكاح يكون شهادة و بعضهم جعلوا ذلك كفر

لانہ یعتقد ان الرسول صلى الله عليه وآله وسلم يعلم الغیب وهو كفر۔ انتہی۔ بلفظ۔ یعنی ایک آدمی نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی پر۔ یہ باطل ہے۔ بموجب ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ نکاح بغیر شہادت گواہاں کے نہیں ہوتا۔ اور ہر ایک نکاح میں گواہاں ہونے چاہیے۔ اور بعض کا قول ہے کہ یہ کفر ہے (لیکن اکثر اس کو کفر نہیں جانتے) اس لیے کہ اس نے بات کا اعتقاد کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بخود علم غیب جانتے تھے۔ دیکھیے اس عبارت میں بعض علماء کا قول نقل کیا گیا ہے کہ یہ اعتقاد کفر ہے۔ لیکن اکثر علماء اس کے خلاف ہیں کہ یہ اعتقاد کفر نہیں۔ گو نکاح باطل ہو۔ اور آپ نے سب خفیوں کا عقیدہ لکھ دیا۔ دوئم فتاویٰ قاضی خاں جلد چہارم، صفحہ ۴۶۸ (کتاب اسیر باب ما یکون کفر و مالا یکون) رجل تزوج امرأة بغیر شہود فقال الرجل والمرأة خدائے راو پیغمبر را گواہ کر دیم قالوا یقول کفر لانہ یعتقد ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يعلم الغیب وهو ما كان يعلم الغیب۔ الخ۔ بلفظ۔ یعنی ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ بلا گواہوں کے نکاح کیا۔ اور عورت اور مرد دونوں نے کہا کہ ہم خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو گواہ کرتے ہیں۔ کہا بعض فقہاء نے ایسا کہنا کفر ہے۔ کیونکہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب کا اعتقاد کیا۔ دیکھیے اپنی دیانت کو کہ آپ نے دونوں عبارات کو پورا پورا نقل نہیں کیا۔ بلکہ لفظ بعضهم کو پہلی عبارت سے اور لفظ قالوا کو اس دوسری عبارت سے نکال ڈالا جو آپ کے خلاف تھا۔ اور لفظ فرشتگان اپنی طرف سے زیادہ کر دیا۔ ایمان داری اور فتویٰ نگاری ہو تو ایسی ہی ہو جزاک اللہ۔ اب میں لفظ قالوا کہ جس کو آپ نے کسی استاد کے مشورہ سے عبارت میں سے نکال ڈالا ہے۔ بتلاتا ہوں اس کا سبب معلوم کیجئے۔ اور یہ بھی کہ خدا اور رسول کے گواہ کرنے میں آدمی کا فر نہیں ہوتا۔

اہلسنت وجماعت کا یہ مذہب نہیں ہے۔ اس کا ثبوت بھی ملاحظہ کیجئے:-

(۱) رد المحتار شرح در مختار، جلد پنجم، صفحہ ۴۴۵۔ مقبولہ و مسلمہ عرب و عجم (معروف بہ شامی) الف لفظہ قالوا تذکر فیما فیہ خلاف کما صرحوا بہ الخ یعنی لفظ قالوا لا ذکر اس میں کیا جاتا ہے جس میں علماء کا باہمی خلاف ہوتا ہے۔ جس کی تصریح کی گئی ہے۔

(۲) عقود الدریہ بہ تنقیح الحامیہ جلد دوم، صفحہ ۳۶۷، مصنفہ حضرت محمد امین مشہور بایں عابدین شامی علیہ الرحمۃ۔ (ب) فائدہ لفظ قالوا يستعمل فیما فیہ اختلاف المشائخ کذا فی النہایۃ فی کتاب الغضب..... ان فی لفظ قالوا اشارۃ الی ضعف ما قالوا الخ یعنی فائدہ کر کے لکھا ہے کہ لفظ قالوا کا استعمال اس وقت کیا جاتا ہے جب کہ مشائخ میں کسی مسلک کا اختلاف ہوتا ہے۔ اسی طرح نہایہ کی کتاب الغضب میں ہے تحقیق لفظ قالوا میں اشارہ اس بات کا ہے کہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس میں ضعف ہے یعنی روایت ضعیف ہے۔

(۳) نوائد البیہ فی تراجم حنفیہ، صفحہ ۱۰۷، فائدہ۔ لفظ قالوا يستعمل فیما فیہ اختلاف المشائخ کذا فی النہایۃ

کتاب الغضب وفي العنايات و البنایه فی باب ما یفسد الصلوة و ذکر ابن الهمام فی فتح القدیر فی باب ما یوجب القضاء و الکفارة من کتاب الصوم و کذا ذکر سعد الدین تفتازانی فی حواشی الکشاف ان فی لفظ قالوا اشارة الى ضعف ما قالوا الخ یعنی لفظ قالوا کا استعمال کیا جاتا ہے اس مضمون میں جس میں کہ مشار کا اختلاف ہوتا ہے۔ اسی طرح نہایت کتاب الغضب میں ہے اور عنایہ و البنایہ کے باب ما یفسد الصلوة میں ہے۔ اور کیا ہے ابن ہمام نے فتح القدیر کے باب یوجب القضاء اور کفارہ کتاب الصوم میں۔ اور اسی طرح ذکر کیا ہے سعد الدین تفتازانی نے حواشی کشف میں کہ تحقیق لفظ قالوا میں اشارہ ضعف کا ہے۔ یعنی یہ قول ضعیف ہے۔

(۴) غنیۃ المستملی شرر: المصلی صفحہ ۴۰۲ (آ خر بحث قنوت) حضرت قاضی خان علیہ الرحمۃ کی عبارت اس طرح درج ہے: و کلام قاضیخان یشیر الی عدم اختیارہ له حیث قال و اذا صلی علی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی القنوت قالوا لا یصلی علیہ فی القعدة الاخیرة ففی قوله قالوا اشارة الى عدم استحسانه له والی انه غیر مروی عن الائمة الخ۔ بلقظم۔ یعنی کلام قاضی خان کی طرف اشارہ ہے اس کے عدم اختیار کرنے میں جیسا کہا ہے اور جس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درود و سلام پڑھا جائے۔ قنوت میں کہا انہوں نے (یعنی فقہانے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قعدہ اخیر میں درود و سلام نہ پڑھا جائے۔ پس اس کے قول میں لفظ قالوا عدم استحسان کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ کہ یہ بات آئمہ سے مروی نہیں ہے۔ پس ان تمام روایات کتب معتبرات سے ثابت ہو گیا کہ قاضی خان علیہ الرحمۃ کی تحریر میں اللہ قالوا اور ج ہے۔ جو ضعف پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس پر کوئی فتویٰ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ قول ضعیف اور مرجوح ہے۔ جس کی بابت درمختار میں لکھا ہے: ان الحكم و الفتيا بالقول المرجوح جهل و خرق الاجماع۔ یعنی حکم اور فتاویٰ کو مرجوح پر دینا جہل اور اجماع کا توڑنا ہے۔ یعنی خلاف اجماع ہے۔ رد ہو گیا یہ آپ کا کہنا کہ تمام حنفیہ کے نزدیک وہ شخص کافر ہے۔ جس نے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت پر نکاح کیا۔ اچھا کہیے اور ذرہ سوچ کر کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ ویکون الرسول علیکم شہیدا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پر اے لوگو گواہ ہیں۔ تفسیر عزیزی کی مفصل عبارت پیچھے درج کر چکا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور نبوت سے سب حالات نیک و بد اور تمہارے سارے اعمال روزمرہ دیکھ رہے ہیں۔ جس پر وہ گواہ ہیں اور گواہی دیں گے۔ اور وہ گواہی مقبول ہے۔ تو کیا اس مرد اور عورت کے نکاح کی شہادت یا گواہی نہیں دیں گے۔ جب وہ ان کے نکاح کی خبر رکھتے ہیں اور ان کے سامنے یہ نکاح ہوا ہے۔ میں کہ ہوں کہ وہ ضرور بالضرور شہادت دیں گے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ بلا دیکھے وہ گواہی نہیں دیں گے۔ نتیجہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ اس لیے ضرور ہے کہ گواہی دیں گے۔ البتہ اس سے انکار کرنے والا ضرور کافر ہے۔ اس لیے کہ وہ نص کا منکر ہے۔ اب اور لیجئے۔ اسی نکاح کی بابت کتب فقہ معتبرات کو دیکھیے۔

(۵) درمختار کتاب النکاح تزوج بشهادة الله و رسوله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یجز قیل یکفر یعنی

اگر نکاح کیا کسی نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت پر تو جائز نہیں۔ اور قول ضعیف یہ ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اب اس کا حاشیہ شامی دیکھیے۔

(۶) رد المحتار شامی حاشیہ یا شرح درمختار جلد دوم، صفحہ ۲۷۶، سطر ۲۱۔ مطبوعہ مجتہبائی دہلی۔ (قولہ قیل یکفر) لا نہ اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب۔ قال فی التاتارخانیۃ و فی الحجة ذکر فی المنتقط انه لا یکفر لان الاشياء یعرض علی روح النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وان الرسل یعزفون بعض الغیب قال اللہ تعالیٰ علم الغیب فلا یظهر علی غیبہ احدا الا من ارتضى من رسوله قلت بل ذکر و فی کتاب العقائد ان من جملة کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعفو المغیبات و ذو و اعلیٰ المعتزلة المستدلین الخ۔ بلقظم۔ ترجمہ: یہ قول ضعیف (قیل یکفر) اس واسطے کہ اس نے اعتقاد کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب خود بخود جانتے ہیں۔ کہا فتاویٰ تاتارخانیہ اور حجتہ میں اور ذکر کیا کتاب ملتقط میں کہ تحقیق وہ شخص کافر نہیں ہوتا۔ کیونکہ تمام اشیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو پیش کی جاتی ہیں۔ اور تحقیق پیغمبران علیہ السلام بعض غیب جانتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ عالم الغیب وہ اللہ نہیں ظاہر کرتا اپنے غیب کو کسی شخص پر لیکن جس کسی نبی یا رسول کو پسند فرماتا ہے۔ اس کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔ (حضرت شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں بلکہ کتب عقائد میں لکھا ہے کہ اولیاء کرام کی کرامات میں سے ہے بعض غیب پر اطلاع پانا۔ اور یہ امر معتزلہ فرقہ کا رد ہے۔

(۷) معدن الحقائق شرح کنز الدقائق (کتاب النکاح) و الصحیح انه لا یکفر لان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یعلمون الغیب و یعرض علیہم الاشياء یعنی صحیح یہی ہے کہ خدا اور رسول کی شہادت پر گواہ نکاح میں کرنے والا کافر نہیں ہوتا۔ کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب کی باتیں جانتے ہیں۔ اور تمام اشیاء ان کے روبرو پیش کی جاتی ہیں۔ (۸) خزائنہ الروایات (باب النکاح) و فی المضممرات و الصحیح انه لا یکفر لان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یعلمون الغیب و یعرض علیہم الاشياء فلا یکون کفراً الخ یعنی مضممرات میں ہے کہ صحیح یہی ہے کہ وہ نکاح کرنے والا کافر نہیں ہوتا۔ کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام علم غیب جانتے ہیں۔ اور تمام چیزیں ان کے روبرو پیش کی جاتی ہیں۔

(۹) مجموعہ خانی، جلد ثانی، صفحہ ۶۔ در فتاویٰ حجتہ میگوید صحیح آنست کہ آن شخص کفر نہیں وزیر اکہ اعمال بندگان بر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرض میکند۔ پس غیب نباشد۔ بلقظم۔ لیجئے مفتی جی! ان تمام عبارات کتب معتبرات سے آفتاب کی طرح روشن اور صاف ہو گیا کہ جو شخص خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی پر نکاح کرے وہ ہرگز ہرگز کافر نہیں ہوتا۔ اور یہی صحیح ہے اور جو کچھ آپ نے لکھا ہے۔ وہ بالکل غلط ہے۔ اور یہی اعتقاد مذہب اہلسنت و جماعت احناف کا ہے۔ اور جن علماء یعنی قاضی خان و برازی علیہ الرحمۃ نے کفر کا لفظ تحریر کیا ہے۔ وہ خود اس کو ضعیف اور مرجوح فرما رہے ہیں۔ اور وجہ اس کی ظاہر اور

صاف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم تاکیدی یہ ہے کہ نکاح کے وقت دو آدمی گواہ ہونے چاہئیں جو شخص اس کے خلاف کرے گا وہ واقعی کافر ہو جائے گا۔ لیکن یہ وجہ نہیں کہ کسی شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مارا الغیب سمجھا۔ دیکھیے اس کی تصدیق یوں ہے۔

(۱۰) طحاوی حاشیہ در مختار میں اسی مسئلہ کو اس طرح پر لکھا ہے۔ قوله يكفر لعل وجه انه حلال ما حرم الله تعالى لان الله تعالى لم يحل النكاح الا بشهود من الجنس فاذا اعتقد الحل بغير ذلك فقد خالف اه۔ یعنی یہ قول کہ (نکاح کرنے والا) کافر ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے حلال اعتقاد کیا اس چیز کو کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ نکاح جائز نہیں ہوتا جب تک دو گواہ آدمی اس کی جنس کے موجود اور حاضر نہ ہوں۔ پس جب کہ اس نے اعتقاد کیا۔ اس بات کا کہ نکاح بغیر شہادت دو گواہان جنس خود کے حلال ہے۔ پس اس نے مخالفت کی حکم خداوندی کی (اس لیے وہ کافر ہو گیا) ایک بات اور بھی آپ نے تحریر فرمائی ہے کہ جو فرشتوں علیہم السلام کو عالم الغیب کہے وہ بھی کافر ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا کہ میں دنیا میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ تو فوراً فرشتوں نے یوں کہا: قالوا اتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء (سورہ بقرہ) یعنی فرشتوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کو کہا کہ کیا تو ایسے شخص پیدا کرنا چاہتا ہے جو زمین میں فساد اور خون ریزی کرے گا۔ فرمائیے یہ غیب کی بات فرشتوں نے کیسے کر دی۔ اور کہاں سے کر دی۔ یہ خبر ان کو کس نے بتائی اور خداوند تعالیٰ نے بھی ان سے پوچھا نہیں کہ تم یہ غیب کی بات کیسے کہتے ہو۔ میرے سوا تو کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا۔ تم تو کافر ہو گئے۔ تم نے غیب کی بات کہہ دی۔ اور نہ اللہ تعالیٰ نے ان کے غیب کی بات کا انکار فرمایا نہ صرف اتنا فرمایا کہ جو جو اسرار آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے اور خلیفہ بنانے کے میں جانتا ہوں۔ وہ تم نہیں جانتے۔ یعنی جو بات تم کہتے ہو۔ وہ بھی صحیح ہے۔ لیکن آدم علیہ السلام کا پیدا کرنا اور آخر دنیا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ العالمین کا ظہور کرنا میری مشیت میں ہے۔ کیا کہیے۔ مولوی جی اب فرشتے بھی سب کے سب آپ کے فتویٰ کفر کے نیچے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

اگر آپ یہ کہیں کہ کسی مرد و عورت کے نکاح کی خبر فرشتوں کو کس طرح ہوئی۔ اور وہ حاضر کیسے ہوئے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کو یہ بھی علم نہیں کہ ہر انسان کے ساتھ کم سے کم دو فرشتے تو ضرور ہر وقت ہر لحظہ ہر لمحہ حاضر رہتے ہیں۔ یا یہ کہ آپ کا اس پر بھی ایمان نہیں۔ اور قرآن شریف کی آیات۔ وان علیکم لحفظین ۵ کراما کابتن ۵ يعلمون ما تفعلون (سورہ انفطار) ”یعنی تمہارے پر محافظ مقرر ہیں سردار لکھنے والے وہ سب کچھ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔“ پر بھی ایمان و ایقان نہیں۔ یہاں بھی اللہ تبارک و تعالیٰ فرشتوں کے غیب کو فرما رہے کہ وہ فرشتے جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب کچھ جانتے ہیں۔ پس اس صورت میں نکاح کرنے والے مرد اور عورت کے ساتھ دو دو فرشتے ہر وقت حاضر ناظر رہتے ہیں۔ اور حاضر تھے بجائے دو گواہان کے چار گواہ موجود ہوئے۔ تو پھر کیونکر ان کا نکاح نہ ہوا۔ آپ کا اعتقاد یہ ہے کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت پر نکاح

نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ وہ نکاح کے وقت حاضر نہ تھے۔ یا یہ کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب نہیں جانتے نکاح کے وقت ہوں۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ کیا خداوند تعالیٰ بھی آپ کے اعتقاد میں نکاح کے وقت حاضر نہیں ہوتا۔ یا وہ علم غیب نہیں جانتا کہ نکاح کے وقت اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی حاضری میں یا فرشتوں کی حاضری میں نکاح نہ ہونے یا ناجائز ہونے کی وجہ ان کی حاضری یا غیر حاضری یا علم غیب کا ہونا یا نہ ہونا نہیں ہے۔ بلکہ اس کی وجہ وہی ہے جو میں صفحہ ۱۳۶ کے نمبر ۱ پر عبارت طحاوی حاشیہ در مختار کی نقل کر چکا ہوں۔ یعنی دو گواہان کا جنس انسان سے وقت نکاح بموجب حکم خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر ہونا ضروری ہے تاکہ اگر کوئی صورت ایسی پیدا ہو جائے کہ مرد و عورت میں ناچاکی و شکرچی کی صورت پیدا ہو۔ اور ان میں سے کوئی ایک نکاح سے انکار کرے۔ یا مہر مقرر سے منکر ہو۔ یا خدا خواستہ کچہری حکام میں مقدمہ دائر ہو جائے تو اس جگہ پر یہ دونوں گواہ حاضر نہ ہو سکیں۔ اور شہادت ادا کریں۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا گواہوں کو کچہری یا غیر کچہری میں کسی فرد یا بشر یا حاکم کو طلب کرنے کی مجال اور طاقت اور قدرت نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ دو گواہان کا نکاح کے وقت موجود اور حاضر ہونا ضروری ہے۔ ورنہ نکاح ہی نہ ہوگا۔ یہ شریعت کا حکم ہے۔ مگر افسوس آپ نے اس بات پر غور ہی نہیں کیا۔ اور نہ تمام کتب دینیہ کو مطالعہ کیا۔ ایک دو عبارتیں بے سمجھی سے لکھ دیں۔ خیر اب بھی امید نہیں کہ اپنے عقیدہ کو صاف کریں غالباً ویسے کے ویسے ہی رہیں۔ بقول شخصے

باز گردیدن ندارد سود جاہل را ز جہل

قلب ناداں گر کنی صد بار ناداں می شود

اب ایک اور امر کا اظہار ضروری ہے جس کا تعلق علم غیب کے ساتھ ہے۔ وہ یہ ہے کہ میں نے اپنی کتاب کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی مرزا قادیانی کی کتاب انجام آتھم کے رد میں لکھی تو میں نے اس کی کتاب ازالہ اوہام کے صفحات ۶۸۹-۶۹۱ کے حوالہ سے لکھا کہ مرزا قادیانی کا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی غلط تھی۔ ملخصاً

تب آپ کے بھائیوں دیوبندیوں نے ایک حدیث شریف کچہری میں نکال کر مرزائیوں کو دی اور انہوں نے کچہری میں پیش کی۔ وہ حدیث یہ ہے: وعن ابی موسی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال رأیت فی المنام انی اهاجر من مکة الى الارض بها نخل فذهب وھلی الی انھا الیمامة اوھجر فاذا ھی المدینة یشرب الحدیث:-

بات یہ تھی کہ مسلمانوں نے جب قادیانی پر اعتراضات کیے کہ تمام الہام تمہارے غلط اور جھوٹ ہیں۔ تب مرزا قادیانی نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی بھی غلط تھی۔ اور اس کی تائید ازالہ اوہام کے صفحہ ۴۲۹ میں لکھا کہ چار سو بیسویں نے بھی جھوٹ بولا تھا کہ ایک بادشاہ کی فتح کی انہوں نے پیشگوئی کی تھی۔ جو جھوٹی نکلی تھی۔ اور بادشاہ مذکور اسی ملیدان میں مارا گیا۔ اور قصہ حدیبیہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلطی کھائی۔ ایسی ایسی عبارتیں دھوکا دینے کی غرض سے

اس نے لکھی تھیں۔ مرزا قادیانی کی تائید اور تصدیق میں آپ کے بھائیوں نے بڑے زور سے اس حدیث شریف کو پکھری پیش کر دیا۔

ترجمہ حدیث شریف کیا جاتا ہے جو پکھری میں نہیں کیا گیا۔ صرف یہ کہا گیا کہ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کا مقام وہ جانا کہ جہاں کھجور کے درخت ہیں۔ وہ یمامہ یا ہجر ہے۔ مگر دراصل وہ مدینہ تھا۔ یہ ان کی اجتہادی غلطی تھی۔ اس پر میں نے کہا کہ اس حدیث کا یہ مطلب اور معنی نہیں ہیں۔ میں اس کے معنی و مطلب بتاتا ہوں۔ لیکن مجوز نے فرمایا کہ جس قدر ملزمان چاہتے اتنا ہی لکھا جائے گا۔ جس وقت تمہاری باری آئے گی۔ اس وقت تم نے اس کا مطلب بیان کر دیا۔ آخر یہ ہوا کہ مہربان منصف نے جب میری باری جواب دینے اور سوالات کے صاف کرنے کا وقت آیا تو لکھنے سے انکار کر دیا۔ جیسے مثل پکھری مقدمہ اور فیصلہ مجوز سے ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ منتقم حقیقی بدلہ لے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ چونکہ اس کا جواب بھی اسی باب علم غیب کے متعلق ہے جو ہو جانا ضروری ہے تاکہ آپ اور آپ کے وہابی بھائی اور مرزائی دونوں بھائی بھائی آپ میں سمجھ لیں جن کا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجتہادی غلطی ہوتی رہی ہے۔ ترجمہ حدیث بالا کا یہ ہے۔ یعنی ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہجرت کر رہا ہوں۔ مکہ شریف سے ایک ایسی جگہ کی طرف جہاں کھجور کے درخت ہیں۔ میرا خیال ہوا کہ وہ یمامہ ہے یا ہجر۔ پس ناگہاں وہ مدینہ یثرب ہوا۔ ترجمہ ختم ہوا۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ یہ سارا واقعہ خواب ہی کا ہے۔ اس حدیث شریف میں دو الفاظ قابل غور ہیں۔ ایک وہلی۔ دوسرا فاذا الفظ وہلی یا وہل کے معنی دل کا کسی جگہ جانا جو مراد اس کی نہ ہو۔ یا دل میں کسی چیز کا بے قصد آنا (دیکھو منتخب اللغات، صفحہ ۴۹۶) اور لفظ فاذا یا اذا کے معنی ناگہاں فوراً اور اسی وقت کے ہیں۔ جیسے قرآن شریف میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جادو گروں کے جادو چلانے کے وقت اپنا عصا شریف کو حکم خدا تعالیٰ پھینکا۔ تب فاذا ہی ثعبان مبین پس فوراً ناگہاں اسی وقت وہ عصا شریف سانپ یا اثر دہا بن گیا۔ یا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کو معجزہ کے طور پر باہر نکالا تو فاذا ہی بیضاء للنظرین پس فوراً اسی وقت وہ ہاتھ نورانی سفید ہو گیا۔ اور یہی الفاظ حدیث شریف کے فاذا ہی یعنی اسی وقت خواب ہی میں مدینہ شریف معلوم ہو گیا۔ کیا یہ دھوکہ نہیں جو مرزا قادیانی نے دیا۔ اور مطلب نکالا ہے؟ کہ یمامہ اور ہجر مقامات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمجھا۔ اور پھر کئی روز بعد آپ کو پتہ لگا کہ وہ مدینہ یثرب ہے۔ قرآن شریف میں فاذا۔ اذا کثرت سے آیات میں موجود ہے جس کے معنی فوراً ناگہاں اسی وقت کے ہیں اور لفظ وہل کے معنی صاف بتلا رہے ہیں۔ کہ یمامہ اور ہجر کا خیال جو دل میں آیا۔ وہ اصل مقصد نہیں تھا بلکہ مدینہ شریف جو عین یثرب ہی میں معلوم ہو گیا تھا۔ غرضیکہ یہ حدیث شریف کلم خواب ہی کے حالات فرما رہی ہے۔ اس میں بیداری کا مطلق ذکر نہیں۔ بد مذہبوں کا دھوکا ہے۔

جب باقی یہ بات ہے کہ مرزائیوں اور وہابیوں کا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجتہادی غلطی ہوتی

رہی ہے۔ سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ ان کا کہنا سراسر بہتان اور دھوکا اور کسر شان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ جس کا کوئی بھی مسلمان قائل نہیں۔ بوجوہات ذیل:-

اول: اگر پیغمبران علیہم السلام کی نسبت یہ اعتقاد رکھا جائے کہ ان سے اجتہادی غلطی ہوتی رہی ہے تو تمام سلسلہ نبوت اور شریعت ہدایت و اخبار کا درہم برہم ہو جائے گا۔ جب کوئی بات ہوئی یہ کہہ دیا کہ یہ ان کی اجتہادی غلطی ہوگی۔ اور ان کے صدق کلام میں سخت رخنہ ہوگا۔ دیکھو میرے بیان کی تصدیق ذیل میں ہے:-

دوم: انبیاء علیہم السلام کی خواب وحی میں داخل ہے۔ اور اولیاء کرام کی خواب الہام میں داخل ہے۔

سوم: انبیاء علیہم السلام کا اجتہادی وحی کے ساتھ مشتمل یقینی ہے۔ اور اولیاء کرام کا اجتہاد ظن ہے۔

چہارم: مکتوبات امام ربانی حضرت شیخ احمد مجد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ جلد ثانی نمبر ۳۶ صفحہ ۹۰، سطر ۸، حصہ ششم، مطبوعہ امرتسر۔ احکام اجتہاد یہ در ثانی الحال احکام منزلہ سماوی گشتہ است زیرا کہ برخلاف مقرر داشتن انبیاء را جائز نیست۔ علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات پس از احکام اجتہاد یہ بعد از نبوت اجتہاد و مستبطن و اختلاف رائے ایشان حکم از نزاد حق جل و علا نازل میگردد کہ صواب را از خطا جدا سازد و امتیاز محقق از مبطل نماید پس احکام اجتہاد یہ نیز در زمان آنسور علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول وحی تمیز صواب از خطا نمود قطعی الثبوت بودند۔ و احتمال خطا نداشتند۔ الخ۔ بلفظہ۔

پنجم: حجتہ اللہ البالغہ ترجمہ اردو حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۱۹۹، سطر ۳۳ ان علوم میں سے بعض وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوتے ہیں۔ اور بعض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجتہاد سے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اجتہاد بھی وحی کے درجہ میں ہے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو اس سے محفوظ رکھا ہے کہ آپ کی رائے خطا پر جم سکے۔ الخ۔ بلفظہ۔

ششم: تفسیر عزیزی سورہ بقرہ شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی، صفحہ ۷، سطر ۱۶ تا ثیر نور القدس در وقت نظریہ ابو جہہ واقع میشود کہ غلط و اشتباہ در معلومات اور انمی یاد۔ بلفظہ۔

ہفتم: منابع النبوت ترجمہ مدارج النبوة شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی جلد دوم، صفحہ ۶۹، سطر ۸، وصل، جان اس بات کو کہ عالموں نے وحی کے مراتب عدیدہ ذکر کیے ہیں۔ یعنی کئی وجہ سے اول روایا صالحہ ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں آیا ہے: اول ما بدئ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الروایۃ الصالحہ۔ یعنی اول جس چیز سے کہ ابتداء (وحی) کیا گیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وہ روایا صالحہ ہے۔ وفی روایۃ الصادقة فکان لا یسری رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح فلق یعنی شکاف ہونا اور فلق یعنی پوپھٹنا صبح کا اور مراد اس سے نور صبح ہے یعنی وحی کے مراتب سے ایک روایا صالحہ ہے۔ لفظ صالحہ کے واسطے کہ خواب میں اکثر چیزیں نظر پڑتی ہیں کہ محمول ہوتی ہیں دے اوپر اہمال کے اور فساد کے لیکن انبیاء کو یہ نہیں۔ بلکہ وہی روایا ہے انبیاء کا کہ بمنزلہ وحی ہو۔ اسی واسطے کہا ہے روایا صالحہ اور بعض روایت میں آیا ہے روایا صادقہ پس نہیں دیکھتا روایا کے تئیں مگر آتا ہے روایا مثل فلق صبح یعنی نور صبح۔ بعضی کتابوں میں

واقع ہوا ہے روایات چھ مہینے تک تھا۔ اور نبوت میں اس مدت کے کلام ہے۔ واللہ اعلم۔ بلفظ۔

ہشتم: مناجات النبوت در ترجمہ مدارج النبوة ایضاً صفحہ ۸۶، ۶، جلد دوم وما یسطق عن الہوی سے مراد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان ہے۔ یعنی جو کلام کرتا ہے پیغمبر نہیں ہے وہ کلام مگر وحی اپنی طرف سے نہیں۔ الخ۔ بلفظ۔ پس ثابت ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اجتہاد بھی وحی الہی ہے۔ اس میں کسی قسم کی غلطی کو راہ نہیں۔ اور مردود ہے۔ کلام قادیانی کا اور ساتھ ہی وہابیہ دیوبندیہ کا۔ اب میں قصہ حدیبیہ کا بھی مختصر حال لکھ دیتا ہوں۔ جس پر قادیانیوں اور وہابیوں کا غلطی کا گمان ہے۔ مناجات النبوت ترجمہ مدارج النبوة جلد دوم، صفحہ ۴۳۵، ۴۳۶ روایت کرتے ہیں کہ حدیبیہ کی صلح کے روز اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نہایت اندوہناک اور محروم ہوئے۔ ایک تو اس جہت سے کہ انہوں نے تصور میں یہ بات آئی تھی کہ اسی سال میں اس جناب کی خواب کا نتیجہ ظاہر ہوگا۔ اور مکے کی فتح میسر ہوگی اور اہل اسلام مسجد الحرام میں داخل ہوں گے۔ نقل ہے عمر ابن الخطاب سے کہ ایک روز میرے دل میں ایک امر عظیم آیا اور مراجعت کی میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کہ ہرگز اس کے مانند نہیں کی تھی۔ اور کہا میں نے کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برحق نہیں ہیں۔ فرمایا ہوں۔ پھر کہا میں نے کہ ہم برحق نہیں ہیں۔ اور مخالف باطل پر۔ فرمایا ہاں کہا میں نے پس کس واسطے یہ مذلت اور حقارت کھینچیں ہم اور اس طور سے صلح کر کے پھریں ہم۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے بیٹے خطاب کے تحقیق کہ میں فرستادہ خدا ہوں۔ اور بے فرمانی اس کی نہیں کرتا ہوں اور وہ میرا ناصر اور معین ہے۔ وہ مجھے ضائع نہ چھوڑے گا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ یہ صلح وحی سے واقع ہوئی۔ نہ رائے اور اجتہاد سے۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے ہم سے وعدہ نہیں کیا کہ جلد ہو کر مکے میں جائیں ہم اور بیت اللہ کا طواف بجالائیں ہم فرمایا ہاں وعدہ کیا میں لیکن یہ نہیں کہ اسی برس۔ اے عمر رضی اللہ عنہ غم نہ کھا کہ تو کعبے کی زیارت کو پہنچے گا۔ پس ویسا ہی اندوہ گیس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے سے اٹھائیں۔ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک گیا میں۔ اور وہی حکایت جو حضرت سے میں نے عرض کی تھی۔ اس سے بھی کہی میں نے۔ اور وہی جواب جو میں نے حضرت سے سنا تھا۔ صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی سنا میں نے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے مرد جا اور ہاتھ اس کی رکاب میں مارو۔ اور کچھ اعتراض مت کر کہ وہ فرستادہ خدا ہے۔ جو کرتا ہے وحی سے یعنی پیغام خدا سے کرتا ہے۔ اور مصلحت اس میں ہے اور خدا ناصر ہے اس کا۔ اور یہ قول عمر خطاب رضی اللہ عنہ برسمیل استکشاف اور استفسار تھا۔ نہ برسمیل شب و انکار اور ساتھ اس کے عمر خطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ایک عمر گزری ہے کہ شیطان کے وسوسے اور کید نفس سے جو اس روز میری خاطر میں گزرا تھا استغفار کرتا ہوں۔ اور اعمال صالحہ سے صوم و صلوة اور اعتکاف و تصدقات سے تو تسلسل ڈھونڈتا ہوں۔ تاکہ میری اس جرأت کی کفالت ہو۔ نقل ہے کہ حدیبیہ کی صلح کی مدت میں مشرکین اتنے مسلمان ہوئے کہ برابری کرتے تھے ابتداء بعثت سے عین مصالحت تک۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کوئی فتح اہل اسلام میں حدیبیہ کی صلح کے برابر نہ تھی۔ لیکن ادراک عقل اس معنی تک نہیں پہنچتا۔ وہ ایک سر تھا۔ درمیان اس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اس کے پروردگار

کے۔ لیکن بندے تعمیل کرتے تھے اور خداوند عز و علاجلت یعنی جلدی کرنے سے مبرا اور منزہ ہے۔ یعنی پاک ہے۔ اور جب واقع ہوئی حدیبیہ کی صلح۔ تب مختلف ہوئے کفار مسلمانوں سے اور آئے مدینہ میں اور مطلع ہوئے احوال شریف پر۔ اس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کہ پڑھتے تھے قرآن کو کفار کے سامنے بے تحاشے اور مباحثہ اور مناظرہ کرتے تھے۔ بلا ملاحظہ۔ اور گئے اہل اسلام مکہ میں اور خلوت و جلوت کی انہوں نے اپنے اہل و عیال سے اور اپنے یاروں سے اور دوستوں سے اور نصیحت کی انہوں نے تئیں اور سنا اہل مکہ کے احوال شریف اس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ اور معجزات ظاہرہ اور آثار بینہ یعنی روشن۔ اس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور اعلام نبوت اور حسن سیرت یعنی ظاہر کرنا نبوت کا اور نیکی خصلت کی اور جمال طریقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پس پیدا ہوئی ان کے دلوں میں محبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور مائل ہوئے بواطن جمع باطن کی طرف ایمان کے۔ اور اس کے احکام کے۔ اور یہ وہی لوگ تھے کہ اس کے آگے نہیں سنتے تھے۔ سوا اہل کفر کے افتراؤں کے۔ افتراء بمعنی بہتان اور طغیان اور مختربات نفس کے اور شیطان کے مختربات اختراع سے آیا ہے۔ بمعنی نو پیدا کرنا کسی بات کا خیر ہو یا شر۔ پس ایمان لائے حدیبیہ کی صلح کے بعد میان اور مکے کی فتح میں بہت لوگ اور حاصل کی میل یعنی رغبت طرف اسلام کے اور اہل اسلام کے۔ یہاں تک کہ طلوع ہوا نور مکے کی فتح کا۔ یعنی مکے کی فتح ہوئی اور ساطع ہوا برہان دین یعنی روشن ہوئی حجت دین کی الخ۔ بلفظ۔ میں کہتا ہوں کہ مدارج النبوت میں بہت مفصل حالات قصہ حدیبیہ کے درج ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ سفر حدیبیہ بموجب وحی الہی تھا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے فرمان وما یسطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی سے نافرمان ہونا پڑے گا۔ ان لوگوں کو جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غلطی کرنے کا الزام لگاتے ہیں۔ اور کسر شان اور توہین کرتے ہیں۔ الغیاذ باللہ۔ اب میں پھر اصل مطلب پر آتا ہوں اور یہ بتلانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا علم کتنا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب کس قدر ہے اور اولیاء کرام کو علم غیب کہاں تک ہے۔ تاکہ ان لوگوں کے شب اور وہم کا ازالہ ہو جائے جو کہتے ہیں کہ سنتیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا کے برابر کر دیا ہے۔

اول: علم اللہ تبارک و تعالیٰ

(۱) شرح عقائد علامہ تفتازانی علیہ الرحمۃ، صفحہ ۲۷۔ معلومات اللہ تعالیٰ اکثر من مقدوراتہ مع لا تناہیہما۔ اھ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے معلومات مقدورات سے بہت زیادہ ہیں۔ باوجود اس کے کہ دونوں کی کوئی انتہا نہیں۔ (یعنی معلومات اور مقدورات کی)۔

(۲) شرح مواقف۔ موقف ثانی علامہ جرجانی علیہ الرحمۃ۔ واعلم ان معلومات اللہ تعالیٰ اکثر من مقدوراتہ مع ان کل واحد منها غیر متناہیہ۔ یعنی جان تو تحقیق اللہ تعالیٰ کے معلومات بہت زیادہ ہیں۔ اس کی تقدیر کیے ہوئے سے۔ باوجود اس کے ہر ایک ان دونوں سے غیر متنبی ہیں۔

(۳) صحیح بخاری، جلد دوم، صفحہ ۱۷۶، سطر ۴ مصری (قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و خضر علیہ السلام) - فما ركبافى السفينة جاء عصفود فوق على حرف السفينة فنقر فى البحر نقره او نقرتين قال له الخضر يموسى ما نقص علمى و علمك من علم الله الامثل ما نقص هذا العصفور بمنقاده من البحر الحديث - بلفظه - یعنی ایک چڑیا کشتی کے کنارہ پر آ کر بیٹھی۔ اور اس نے اپنی چونچ کو سمندر میں ڈبو دیا۔ پس خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علی نبیہما علیہ السلام سے فرمایا کہ تمہارا علم اور میرا علم اور سارے جہانوں کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں اتنا ہے جتنا چڑیا نے اپنی چونچ میں لیا۔

(۴) علامہ خفاجی علیہ الرحمۃ حاشیہ بیضاوی میں ہے: ان معلومات اللہ تعالیٰ لا نہایۃ لها و غیب السموات والارض وما یدونہ وما یکتمونہ قطرة منها یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ کے معلومات کی انتہا نہیں ہے۔ اور غیب آسمانوں اور زمینوں۔ اور جو کہ ظاہر کرتے ہیں اس کو۔ اور جو کہ چھپاتے ہیں اس کو ایک قطرہ ہے اس سے۔

(۵) کیمیائے سعادت امام غزالی علیہ الرحمۃ داتا گلیلیں دل نبود کہ ای قدر ندانند کہ فرشتگان و آدمیان در حجب علم حق ناچیز است و ہمد را گفتہ کہ وما اوتیت من العلم الا قليلا۔

دوم: علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اولیائے کرام علیہم الرحمۃ

(۱) روح البیان تفسیر (لیلة الاسری) وقد قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیلة المعراج قطرت فی حلقی قطرة علمت ما کان وما سیکون۔ اہ یعنی تحقیق فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ معراج کی رات کو میرے حلق میں قطرہ پکا یا گیا۔ تب جانائیں گے جو کچھ ہو چکا تھا۔ اور جو کچھ آئندہ ہوگا۔

(۲) تفسیر حسینی باب معراج در احادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش قطرة در حلق من ریختند فعلمت ما کان وما سیکون۔ اہ۔ بلفظہ۔

(۳) تفسیر روح البیان، صفحہ ۳۷۵۔ قال شیخنا العلامة ابقاہ اللہ ما لسلامۃ فی الرسالة الرحمانية فی بیان الکلمۃ العرفانیۃ علم اولیاء من علم الانبیاء بمنزلة قطرة من سبعة البحر و علم الانبیاء من نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بهذا المنزل و علم نبینا من علم الحق سبحانه بهذه المنزل۔

وفی قصیدۃ البردق

و کلہم من رسول اللہ ملتئم

و دافقون لیدیہ عند خدہم

حاملۃ ان علوم الکائنات وان کثرت بالنسبة الی علم اللہ تعالیٰ بمنزلة نقطة او شکلة

و مشربہا بحر دو حانیۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فکل نبی و رسول دولی اخذدن بقدر القابلیۃ والاستعداد مما لیدیہ و لیس لاحد ان یحذرہ او یتقدم علیہ انتہی۔

یعنی کہا ہمارے شیخ علامہ نے باقی رکھے اللہ تعالیٰ اس کو ساتھ سلامتی کے اپنے رسالہ رحمانیہ فی بیان کلمۃ العرفانیۃ میں۔ علم اولیاء کا انبیاء علیہم السلام کے علم کے مقابلہ میں سات سمندروں میں سے ایک قطرہ ہے۔ اور علم تمام انبیاء علیہم السلام کا مقابلہ میں علم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسا ہی ہے۔ علم سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم الہی سبحانہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ایسا ہی ہے۔ اور قصیدہ بردہ میں ہے اور تمام وہ انعام سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امید رکھنے والے ہیں کہ چلو دریائے فضل سے یا ایک قطرہ بارش جود سے ملے۔ اور کھڑے ہوئے ہیں دربار مختار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے اپنے مرتبہ کے موافق تاکہ مل جائے ایک نقطہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے۔ یا ایک شکل شکلوں سے حکمت کے۔ حاصل ان تمام کا یہ ہے کہ تحقیق علوم کل کائنات اگرچہ بہت ہیں۔ مگر علم الہی کی طرف نسبت کرتے ہوئے قائم مقام ایک نقطہ یا ایک شکل کے ہے۔ اور اس علم کے حاصل کرنے کی جگہ سمندر ہے۔ روحانیت محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ پس ہر رسول و نبی دولی اس دریائے اپنی اپنی قابلیت اور استعداد کے موافق پاتے ہیں۔ کسی کی طاقت نہیں کہ اس کی برابری کرے۔ یا اس سے بڑھ جائے۔ کمائی الابرار صفحہ ۲۶۲، لو عاش جبرئیل مائة الف عام الی مائة الف عام الی مالا نہائۃ ما ادرك ربعاً من معرفة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و لا من علمہ برہ تعالیٰ و کیف یمکن ان یکون سیدنا جبرئیل اعلم و هو انما خلق من نورہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخ و قد کان الحبيب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع حبیبہ عزوجل حیث لا جبرئیل ولا غیرہ واستمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ربہ تعالیٰ اذ ذاک ما یلیق بعطیۃ الکریم و جلالہ و عظمتہ مع حبیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی اخر ما افاد واجاد فلینظر ثمہ من اراد۔ یعنی پس کہا تحقیق اگر زندہ رہیں ہر انیل علیہ السلام ایک لاکھ برس سے دوسرے لاکھ برس تک۔ یا اس قدر زندہ رہیں کہ جس کی حدود نہیں تو بھی معرفت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ اور نہ ان کے علم سے جو ان کے رب جل مجدہ نے عطا فرمایا ہے۔ چوتھا حصہ بھی نہیں پائیں گے۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام زیادہ علم والے ہوں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حالانکہ جبرائیل علیہ السلام انہیں کے نور مبارک سے بنائے گئے ہیں۔ (منیر الدین)

(۴) درر الغواض عن فتاویٰ علی الخواص حضرت امام شعرانی علیہ الرحمۃ، صفحہ ۸۰، قال ولما لقن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ و خلع علیہ ذلك صار یقول عندی من العلم الذی اسره الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما لیس عند جبرئیل علیہ السلام تخلف عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیلة الاسراء و قال مامنا الاله مقام معلوم فلا یدری ما وقع بعد ذلك لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یعنی کہا اور جب تعلیم کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وسلم نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اس تلقین کو پیش کیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میرے پاس اس علم میں سے جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کیا وہ علم بھی ہے جو جبرائیل و میکائیل علیہما السلام جیسے فرشتوں کے پاس بھی نہیں ہے اس بات پر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ سے سوال کیا کس طرح ہے یہ علم اس کا کیا مطلب ہے۔ یا امیر المؤمنین! پس جواب دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے۔ تحقیق جبرائیل علیہ السلام پیچھے رہ گئے۔ ہو گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شب معراج میں۔ اور کہا جبرائیل نے کہ ہم میں کوئی ایسا فرشتہ نہیں ہے جس کے لیے ایک خواص حد نہ ہو۔ بلکہ ہر ایک کے لیے ایک مقرر مقام ہے کہ وہ اس سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ پس نہیں جانتے جبرائیل علیہ السلام جو کچھ واقعہ ہوا بعد اس کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔

(۵) تفسیر نیشاپوری زیر آیت فاو حلی الی عبده ما او حلی۔ والظاهر انها اسرار وحقائق و معارف لا يعلمها الا الله ورسوله بلفظ۔ یعنی آیت شریف ”پس وحی کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو کچھ وحی کی۔“ اس سے ظاہر ہے کہ وہ تمام چھپے بھید اور حقائق اور معارف ہیں۔ کوئی چیز چھپی نہیں رہی۔ سب کچھ بتلادیا۔

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: نزلنا عليك الكتب تبينا لكل شئ هدى ورحمة ط و بشرا للنؤمنين۔ (سورہ نحل) اتاری ہم نے تم پر کتاب جس میں ہر چیز کا روشن طور پر بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے رحمت اور ہدایت کی خوش خبری ہے۔ (۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ما كان حديث يفتري ولكن تصديق الذي بين يديه و تفصيل كل شئ (سورہ يوسف) یعنی قرآن شریف ایسی بات نہیں جو افترایا جائے۔ بلکہ یہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور اس میں ہر شے کا مفصل بیان ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ما فرطنا في الكتاب من شئ (سورہ النعام) ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز لکھنے سے نہیں چھوڑی۔ یعنی سب کچھ لکھ دیا ہے۔

(۹) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولا حبة في ظلمت الارض ولا رطب ولا يابس الا في كتاب مبين۔ (سورہ النعام) کوئی دانہ نہیں ہے زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر۔ اور نہ کوئی خشک۔ مگر یہ کہ وہ روشن کتاب میں لکھا ہوا موجود ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: و كل شئ احصيناه في امام مبين۔ (سورہ النین) یعنی ہر چیز کو ہم نے روشن پیشوا میں جمع کر دیا ہے۔ یعنی قرآن شریف میں ہر شے کا ذکر فرما دیا ہے۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: و كل صغير و كبير مستطر۔ (سورہ قمر) یعنی ہر چھوٹی بڑی چیز کو (لوح محفوظ میں) لکھ دیا ہے۔ یعنی لوح محفوظ میں سب کچھ جو ہونے والا ہے۔ درج کر دیا ہے۔ دیکھیے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ صاف صاف کل کے لفظ سے فرما رہا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید میں ہر شے کا علم دیا گیا۔ کوئی چیز باقی نہیں رہی اور لوح محفوظ

میں جو کچھ درج ہے۔ ان سب کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے اور لوح محفوظ کا علم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علموں میں سے ایک شے ہے جیسے کہ اس بحث میں ثابت کر چکا ہوں۔ بلکہ لوح محفوظ تو ادنیٰ خادمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی اولیاء کرام کے بھی ہر وقت پیش نظر ہے۔ جیسے مولانا روم علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے

لوح محفوظ است پیش اولیاء
از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

منکرین علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر قرآن شریف اور احادیث شریف کے ہیں۔ اور مسلمانوں کو کافر کہنے والے خود کافر بلکہ اکفر ہیں۔ نتیجہ کامل اخیر بحث پر درج ہوگا۔

اب میں چند عقائد آپ کے امام الطائفہ کے ان کی صراط مستقیم

سے دکھلاتا ہوں تاکہ ان کی نسبت بھی فتویٰ کفر عائد ہو

(دیکھو صراط مستقیم مولوی اسماعیل دہلوی)

(الف) و ہمیں اصحاب ایں مراتب عالیہ دارباب ایں مناصب رفیعہ ماذن مطلق در تصرف عالم مثال و شہادت ے باشند۔ و ابن کبار اولی الایدی و الابصار میرسد۔ کہ تمامی کلیات را بسوئے خود نسبت نمائند۔ مثلاً ایشان راے رسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ما است۔ الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۰۱، سطر ۷۔

(ب) افادہ۔ ا۔ برائے انکشاف حالات سموات و ملاقات ارواح و ملائکہ و جنت و نار و اطلاع بر حقائق آں مقام دریافت امکنہ آنجا و انکشاف امرے از لوح محفوظ ذکر یا حی یا قیوم است الخ۔ بلفظہ، صفحہ ۱۱۳، سطر ۷۔

(ج) افادہ۔ ا۔ برائے کشف ارواح و ملائکہ و مقامات آنہا و سیر امکنہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کند۔ و طریقش در فصل اول مفصلاً مذکور شد الخ بلفظہ۔ صفحہ ۱۱، سطر ۸۔ لیجئے اپنے امام الطائفہ کی تحریری دستاویز کو ملاحظہ کیجئے کہ اولیاء کرام علیہم الرحمۃ کے کیسے مراتب لکھ رہے ہیں۔ اور تمام آسمانوں اور زمینوں کے حالات اور دوزخ و بہشت کے سیر اور لوح محفوظ پر اطلاع پاننان کا ثابت کرتے ہیں۔ اور یہ بھی استحقاق لکھتے ہیں کہ ان کو جائز ہے کہ وہ یہ بات بھی صاف کر دیں کہ عرش سے لے کر فرش تک ہماری بادشاہی اور سلطنت ہے۔ اور وظیفہ بھی یا حی یا قیوم کا بتلا رہے ہیں۔ دیکھو! جب اولیاء کرام کا تمام جہانوں پر تصرف اور علم غیب لوح محفوظ پر اطلاع ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے مقابلہ میں ایک قطرہ کا بھی مقدار نہیں ہے۔ تو پھر ان کے تصرف اور علم کا اندازہ سوائے خدا کے کون کر سکتا ہے۔ اللہ غنی!!

اب میں ایک فتویٰ علماء کرام ہندوستان کا علم غیب پر لکھتا ہوں۔ اس کو بغور پڑھیے:-

(از کتاب ابناء المصطفیٰ بحال سرواخی۔ فاضل بریلوی)

مسئلہ استفتاء

(از دہلی چاندنی چوک موتی بازار مرسلہ بعض علماء اہل سنت ۲۱ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ)

بسم الله الرحمن الرحيم

حضرات علماء کرام اہلسنت اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ زیدؑ دعویٰ کرتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے دنیا میں جو کچھ ہوا اور ہوگا۔ حتیٰ کہ بدء الخلق سے لے کر دوزخ و جنت میں داخل ہونے تک تمام حال اور اپنی امت کا خیر و شر با تفصیل جانتے ہیں۔ اور جمع اولین و آخرین کو اس طرح ملاحظہ فرماتے ہیں۔ جس طرح اپنی کف دست مبارک کو۔ اور اس دعویٰ کے ثبوت میں آیات و احادیث و اقوال علماء پیش کرتا ہے۔ بکر اس عقیدے کو شرک اور کفر کہتا ہے۔ اور بکمال درستی دعویٰ کرتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ نہیں جانتے۔ حتیٰ کہ آپ کو اپنے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہ تھا۔ اور اپنے اس دعویٰ کے اثبات میں تقویۃ الایمان کی عبارتیں پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت یہ عقیدہ کہ آپ کو علم ذاتی تھا۔ خواہ یہ کہ خدا نے عطا فرمایا تھا۔ دونوں طرح شرک ہے۔

اب علماء ربانی کی خدمت میں التماس ہے کہ ان دونوں میں کون برسر حق موافق عقیدہ سلف صالحین۔ اور کون بد مذہب جہنمی ہے۔ عمرو کا دعویٰ ہے کہ شیطان کا علم (معاذ اللہ) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ اس کا گنگوہی مرشد اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۴۷ پر اس کا بیان یوں لکھا ہے۔ کہ شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ تو فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے۔ اس شخص کی نسبت کیا حکم ہے۔

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم لك الحمد سرمدًا صلي وسلم وبارك علي من علمته الغيب و نزهته من كل عيب و علي اله و صحبه ابدا رب اني اعوذ بك من هوان الشيطان و اعوذ بك رب ان يحضرون زيدا قول حق و صبح۔ اور بکر کا زعم مردود قبیح ہے۔ بے شک حضرت عزت عزت عظمت نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمامی اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب، عرش تا فرش، سب انہیں دکھایا مملکوت السموات والارض کا شاہد بنایا۔ روز اول سے آخر تک کا سب ما کان و ما یكون انہیں بتایا اشیاء مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا۔ نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر صغیر و کبیر ہر رطب و یابس، جو پتا کرتا ہے زمین کی اندھیروں میں، جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا۔ الحمد للہ حمداً کثیراً۔ بلکہ جو کچھ بیان ہوا۔ ہر گز ہر گز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا شیعہ زید سے مراد مولوی ہدایت الرسول صاحب لکھنوی ہیں۔ اس غلطی سے۔ منیر الدین، صفحہ ۲۶۱، مطبوعہ ۳۳۳ باریانی۔

وآلہ وسلم کا پورا علم نہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی آلہ واصحابہ اجمعین۔ بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے ہنوز احاطہ علم محمدی ہیں۔ وہ ہزار دو ہزار بے حد و بے کنار سمندر لہر رہے ہیں۔ جن کی حقیقت وہ جانیں۔ یا ان کا عطا کرنے والا۔ ان کا مالک و مولیٰ جل و علا والحمد للہ العلی الاعلیٰ۔ کتب حدیث و تصانیف علماء قدیم و حدیث میں اس کے دلائل کا بسط و ثانی و بیان وافی ہے۔ اور اگر کچھ نہ ہو تو بحمد اللہ قرآن عظیم خود شاہد عدل و حکم فضل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ و نزلنا علیک الکتب تبیاناً لکل شیء و ہدی و بشریٰ للمسلمین۔ اتاری ہم نے کتاب تم پر ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت و بشارت و قال اللہ تعالیٰ ما کان حدیث یفتی و لکن تصدیق الذی بین یدیه و تفصیل کل شیء قرآن وہ بات نہیں جو بتائی جائے بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے۔ اور ہر شی کا صاف صاف جدا جدا بیان و قال اللہ تعالیٰ ما فطرنا فی الکتب من شیء ہم نے کتاب میں کوئی چیز اٹھانہ رکھی۔ الخ۔ بلفظ کتاب منیر الدین مصنفہ مولانا بشیر الدین۔ صفحہ ۲۶۱ اس کے آگے اس فتویٰ میں قرآن شریف و احادیث شریف و تفاسیر و کتب سیر و اقوال علماء درج کر کے زید کے دعویٰ کو کامل و مکمل طور پر سے ثابت کیا ہے۔ اور دعویٰ بکر و عمر و کو مردود دظاہر کیا ہے۔

تعداد علماء جن کی اس فتویٰ پر تقاریض و مواہیر و دستخط ہیں

نمبر شمار	نام شہر	تعداد علماء	نمبر شمار	نام شہر	تعداد علماء
۱	علماء کرام بریلی شریف	۵	۲	علمائے کرام بدایوں شریف	۳
۳	علماء کرام بریلی سورت	۴	۴	علمائے کرام حیدر آباد دکن	۱۷
۵	علماء کرام بریلی مدارس	۳	۶	علمائے کرام احمد آباد گجرات	۴
۷	علماء کرام بریلی بمبئی	۹	۸	علمائے کرام بنگلور	۷
۹	علماء کرام بریلی دہلی	۱	۱۰	علمائے کرام علی گڑھ	۱
۱۱	کانپور	۱	(میزان کل)	۵۵ علماء	

دوسرے فتویٰ علماء حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً

جن کے دستخط کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و تحلیل مصنفہ حضرت مولانا مولوی غلام و سگیر علیہ الرحمۃ پر ہیں۔ جو

۱۳۳۷ھ میں مولانا نے خود کروائے

- ۱- محمد صالح کمال صاحب مفتی الحنفیہ
- ۲- محمد سعید باصیل صاحب مفتی شافعیہ
- ۳- محمد عابد بن حسین صاحب مفتی مالکیہ
- ۴- خلف ابن ابراہیم صاحب مفتی حنابلہ
- ۵- شیخ الدلائل محمد عبدالحق صاحب آلہ آبادی مہاجر کی
- ۶- عبد اللہ سندھی صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ

- ۷- امام الدین احمد صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ
۸- محمد سعید صاحب مہتمم مدرسہ صولتیہ
۹- سید اعظم حسین صاحب
۱۰- عظمت علی صاحب
۱۱- حضرت نور صاحب
۱۲- عبدالسبحان صاحب
۱۳- محمد رحمت اللہ صاحب پایہ حریم شریفین

نام علمائے مدینہ منورہ

(۱) عثمان بن عبدالسلام واعستانی مفتی حنفیہ۔

(۱) سید محمد علی بن طاہر مدرس اعلیٰ۔

لیجے مولوی جی! علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آیات و احادیث و تفاسیر و کتب سیر و احوال و اقوال علمائے متقدمین و متاخرین سے کامل طور پر ثابت کر دیا گیا اور آپ کے اعتراضات کا جو غلط فہمی یا دھوکا دہی سے کیئے گئے تھے۔ ان کا بھی دندان شکن جواب ہو چکا اب ماننا نہ ماننا آپ لوگوں کے اختیار میں۔ جب تک خداوند تعالیٰ کی مہربانی نہ ہو تب تک کچھ نہیں بنتا۔ مگر ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ خداوند کریم صراط مستقیم عطا کرے۔ اب علم غیب کو (آخری نتیجہ پر ختم کرتا ہوں۔ وہ نتیجہ قرآن شریف اس طرح پر ہے۔

نتیجہ اخیر علم غیب کا

یہ ہے کہ جو کوئی شخص علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلقاً انکار کرے وہ بموجب حکم خداوندی

منافق - کافر - مرتد ہے

اگرچہ اصولاً بالعموم کوئی شخص قرآن شریف اور احادیث شریف کا استہزاء کرے یا انکار کرے۔ وہ شخص بالاتفاق کافر ہے۔ لیکن یہاں پر بالخصوص جو شخص علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلقاً استہزاء انکار کرے۔ وہ بموجب خداوند تعالیٰ۔ منافق، کافر، مرتد ہے۔ اس طرح پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَنَسْأَلَنَّهُمْ لِيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْهَوْنَ - لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ - (سورہ توبہ) ترجمہ: اگر تم ان سے (منافقین سے) پوچھو۔ تو وہ (منافقین) ضرور کہیں گے ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل میں تھے۔ (اے میرے حبیب) آپ فرما دیجئے کہ کیا تم اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے غصھا کرتے تھے۔ پس بہانے مت بناؤ۔ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے۔ (یعنی مرتد)۔

(۱) تفسیر امام ابن جریر علیہ الرحمۃ مصر جلد دہم، صفحہ ۱۰۵۔

(۲) تفسیر درمنثور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ، جلد سوم، صفحہ ۱۲۵۲ حضرت ابن شیبہ وابن جریر وابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابوالشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے اور شان نزول اس آیت کا یوں فرماتے ہیں: اِنَّهٗ قَالَ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَلَنَسْأَلَنَّهُمْ لِيَقُولُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ الْاَيَةُ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ يَحْدِثُنَا مُحَمَّدٌ اَنْ نَّاقَةَ فَلَانِ بُوَادِي كَذَا وَكَذَا مَا يَدْرِيهِ بِالْغَيْبِ - کہا امام مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں۔ اور اگر تم ان سے (منافقین سے) پوچھو تو دو (منافقین) کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی ہنسی اور کھیل کرتے جاتے تھے۔ (آخر آیت تک) (وہ منافقین استہزاء یہ کہتے جاتے تھے) جب ایک شخص کی اونٹنی گم ہو گئی تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں شخص کی اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ پر ہے۔ اس پر ایک منافق بولا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں فلاں جگہ میں ہے وہ غیب کی بات کیا جانیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت شریف اتاری کہ تم اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غصھا کرتے ہو۔ بہانے مت بناؤ۔ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) غیب کی بات کو کیا جانیں) کے کہنے سے کافر ہو گئے۔ دیکھیے اس وقت کے منافقین کی مطابقت اس وقت کے منافقین کے ساتھ کیسی ہے۔ وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی بات کیا جانیں اور اس وقت بھی منافقین کا یہی قول ہے کہ ”غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے۔ رسول کو کیا خبر“۔ بلفظہ۔ تقویۃ الایمان، صفحہ ۵۸؛ سطر ۳۔ فرق اس قدر ہے کہ اس وقت کے منافقین اس عقیدہ علم غیب کو کفر نہیں کہتے تھے۔ یا اس عقیدہ والے مسلمان کو کافر نہیں کہتے تھے لیکن اس وقت اور اس زمانہ کے ان کے گئے بھائی مسلمانوں کو جو قرآن شریف کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں۔ بڑے زور سے علی الاعلان کافر کہتے اور اپنی کتابوں اور سالوں میں کافر لکھتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ - گویا یہ ان سے بھی اعلیٰ درجہ کے عالی مرتبت کافر ہیں۔ جزاک اللہ تعالیٰ۔ نکتہ منکرین علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو دلائل سے منافق اور کافر ہیں۔ ایک تو یہی آیت شریف ظاہرہ قد کفرتم بعد ایمانکم ہے دوسری دلیل یہ ہے کہ قد کفرتم بعد ایمانکم یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے منکروں کو فرمایا کہ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔ صریح طور پر یوں ہے کہ اس آیت شریف کے اعداد جمل ایک ہزار بیاسی (۱۰۸۲) ہیں۔ اور ادھر جملہ یا فقرہ۔ برآمدہ یعنی ”فرقہ زنداقہ، نسب نجدیہ اسمعیلیہ و ہابیہ یو بندیہ“ کے بھی وہی اعداد جمل ایک ہزار بیاسی (۱۰۸۲) ہیں۔ گویا خداوند کریم نے پہلے ہی سے اس آیت میں اس فرقہ زنداقہ کو داخل کر دیا۔ علاوہ اس کے اگرچہ اعداد جمل الفاظ بلغی اور اغلائی کے بھی وہی اعداد (۱۰۸۲) ہیں۔ لیکن مجھے ان کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یعنی مولوی جی! علم غیب کی بحث مختصر لیکن مسکنا ختم ہوئی۔ زیادہ لکھنا طوالت میں ہے۔

باب ہفتم

عقیدہ نمبر ۱۰: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے۔ ملخصاً، تقویۃ الایمان صفحہ ۴۰، ۴۱۔

عقیدہ نمبر ۱۱: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لیے کھڑا ہونا شرک ہے۔ ملخصاً، تقویۃ الایمان، صفحہ نمبر ۴۰، ۴۱، ۴۲۔

قولہ: توضیح۔ مطالبہ نمبر ۷، بر عقیدہ نمبر ۱۰، ۱۱۔ آپ نے تقویۃ کے حوالہ پر عقیدہ نمبر ۱۰ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے۔ اور عقیدہ نمبر ۱۱ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لیے کھڑا ہونا شرک ہے۔ ساری تقویۃ کے تلاش کرنے کے بعد یہی واضح ہوا کہ ان ہر دو عقیدوں کی عبارات بھی سوائے بہتان اور افتراء ہونے کے کوئی اصلیت نہیں رکھتی۔ بلفظہ۔ صفحہ ۲۰۔ اقول: مفتی جی! معلوم ہو گیا ہے کہ آپ کو اردو عبارات کے پڑھنے کی بھی لیاقت نہیں۔ میری عبارت میں کہیں بھی یہ بات درج نہیں کہ یہ عبارات بلفظہ ہی ہیں۔ بلکہ لفظ ملخصاً لکھ کر تقویۃ کے صفحات ۱۰، ۴۰، ۴۱، ۴۲ کا حوالہ دیا ہوا ہے۔ آپ ان صفحات کو پڑھتے نہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ساری تقویۃ میں یہ مضمون ہی نہیں اور بہتان و افتراء کا الزام لگاتے ہیں۔ اور اسی طرح کرتے چلے آتے ہیں اور اس پر ہنسی اور حیرانی کی بات یہ ہے کہ جو کچھ میں لکھتا ہوں اس کا جواب بھی لکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ بندہ خدا اگر وہ عبارت یا مضمون تقویۃ میں نہیں ہے تو پھر اس کی حمایت میں جواب کس بات کا لکھتے ہیں۔ اور کیوں؟ صرف یہ لکھنا کافی تھا کہ یہ مضمون ہی تقویۃ میں نہیں ہے۔ اس لیے اس کا جواب بھی نہیں ہے۔ واہ عجب۔ لیجئے میں ان عبارات کو پورے طور پر لکھتا ہوں۔ جو آپ کو نظر نہیں آتیں۔ جن کا خلاصہ میں نے لکھا ہے۔ وہ ہوندا:

(الف) تیسری بات یہ ہے کہ بعضے کام اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کیئے ہیں کہ ان کو عبادت کہتے ہیں۔ جیسے سجدہ اور رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا۔ اور اس کے گھر کی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا الخ۔ بلفظہ، صفحہ ۱۰، تقویۃ الایمان۔

(ب) پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی سچی قبر کو۔ یا جھوٹی قبر کو۔ یا کسی کے تھان کو۔ یا کسی کے چلے کو۔ یا کسی کے مکان کو۔ یا کسی تبرک کو۔ یا نشان کو۔ یا نابوت کو سجدہ کرے۔ یا رکوع کرے۔ یا اس کے نام کا روزہ رکھے۔ یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو۔ یا جانور چھڑا دے۔ یا ایسے مکانون میں دور دور سے قصد کر کے جائے یا وہاں روشنی کرے، غلاف ڈالے۔

چادر چڑھائے۔ ان کے نام کی چھڑی کھڑی کر کے رخصت ہوتے الٹے پاؤں چلے۔ یا ان کی قبر کو بوسہ دے۔ مورچہ چل جھلے۔ اور اس پر شامیانہ کھڑا کرے۔ ہاتھ باندھ کر التجا کرے۔ دعا مانگے۔ مجاور بن کر بیٹھ رہے۔ وہاں کے گرد و پیش جنگل کا ادب کرے۔ ایسی قسم کی باتیں کرے۔ سواں پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ بلفظہ۔ تقویۃ الایمان، صفحہ ۱۱۔

(ج) اس آیت سے معلوم ہوا کہ ادب سے کھڑا ہونا۔ اور اس کو پکارنا اور اس کا نام چپٹا نہیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کے لیے ٹھہرائے ہیں۔ اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے۔ بلفظہ۔ تقویۃ الایمان، صفحہ ۴۰۔

(د) اور کسی کی قبر پر یا چلے پر یا کسی کے تھان پر دور دور سے قصد کرنا۔ اور سفر کے رنج اور تکلیف اٹھا کر وہاں پہنچنا۔ یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۴۱۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کی محض تعظیم کے واسطے اس کے روبروئے ادب سے کھڑا رہنا۔ انہیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تعظیم کے لیے ٹھہرائے ہیں۔ سواور کسی کے لیے نہ کیا جائے۔ بلفظہ۔ تقویۃ الایمان، صفحہ ۴۳۔

دیکھئے مفتی جی! یہ عبارات مندرجہ بالا تقویۃ الایمان میں موجود ہیں۔ جن کا خلاصہ میرے اشتہار میں ہے۔ جو آپ کو نظر نہیں آئیں۔ کیا مسلمان لوگ دور دور سے قصد کر کے روضہ مطہرہ کی زیارت کے لیے نہیں جاتے۔ اور حاضر ہو کر ہاتھ باندھ کر حضور میں کھڑے نہیں ہوتے۔ اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ نہیں پکارتے۔ اور اپنے گناہوں کی مغفرت بموجب حکم خداوند تعالیٰ و لو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک الذیہ نہیں مانگتے۔ ضرور ضرور مسلمان لوگ ایسا ہی کرتے ہیں اور کریں گے اور تاقیامت کرتے رہیں گے۔ اس لیے کہ ایسا کرنا خداوند کریم اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے لیکن وہابیوں کے گھر میں یہ سب شرک ہے۔ العباد باللہ۔ قولہ: البتہ تقویۃ میں یہ عبارت ضرور ہے۔ بعضے کام اللہ نے تعظیم کے اپنے لیے خاص کیئے ہیں۔ ان کو عبادت کہتے ہیں۔ جیسے سجدہ کرنا۔ رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا۔ وغیرہ وغیرہ۔ الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۲۱، سطر ۲۱۔ اقول: مفتی جی! شاباش اور آفرین یا تو ایسی سختی سے انکار تھا کہ ساری تقویۃ میں دیکھا۔ یہ عبارات ہی نہیں۔ نرا افتراء اور بہتان ہے یا یہ کہ اسی وقت اعلیٰ حیا سے فوراً اقرار بھی کر لیا۔ اور البتہ کر کے یوں لکھ دیا۔ البتہ تقویۃ میں یہ عبارت ضرور ہے سبحان اللہ و بحمدہ۔ جادو و دوسرے پر چڑھ کر بولے۔ اچھا فرمائیے! یہ کام جو آپ کے امام الطائفہ نے خاص خدا کے لیے مقرر کیئے ہیں۔ صحیح ہیں۔ اور ان کی صحت پر کیا دلائل ہیں۔ وہ کام یہ ہیں:

وہ کام جو مولوی اسماعیل دہلوی نے خاص ان کا جواب میری طرف سے بموجب مذہب اہل سنت

خدا کے لیے مقرر کیئے ہیں

(۱) ہاتھ باندھ کر کسی کے سامنے کھڑا (۱) یہ خاص اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے دست بستہ جیسے نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ ایسے ہی وہاں تعظیم کے لیے کھڑا ہونا کتب دینیہ اور تعامل صحابہ و مسلمین سے ثابت ہے۔

(۲) کسی کی قبر کی طرف دور دور سے (۲) یہ کام بھی خاص خدا کے لیے نہیں۔ کیا نعوذ باللہ خدا کی بھی کوئی قبر ہے۔ جس کے لیے دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا چاہیے۔ ہاں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روضہ منورہ ہے۔ جس کی زیارت کے لیے دور دور سے قصد لوگ بموجب ارشاد لازم الانقیاد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاتے ہیں۔ اور احادیث شریف میں درج ہے کہ جس نے حج بیت اللہ کا کیا۔ اور میری زیارت کو نہ آیا اس نے میرے پر ظلم کیا۔ جس نے زیارت کی میری قبر کی اس کی شفاعت میرے پر واجب ہوگئی۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تعلیم شرک کی فرمائی۔ العیاذ باللہ۔

(۳) اس پر غلاف ڈالنا۔

(۳) کیا کوئی غلاف خدا پر ڈالا جاتا ہے۔ یا

کوئی نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی قبر ہے۔ جس پر غلاف ڈالا جاتا ہے۔ یہ کام کیونکر اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہوا۔ ہاں روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہایت قیمتی زریدار غلاف موجود ہے۔ جو جائز ہے۔

(۴) اس کی چوٹ کے آگے کھڑے ہو کر پکارنا۔ یا دعا مانگنا۔

(۴) کیا خدا کی بھی کوئی چوٹ ہے۔ جہاں کھڑے ہو کر پکارنا چاہیے۔ یہ کام خدا کے لیے کیونکر ہوا۔ ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کی چوٹ کے سامنے کھڑے ہو کر الصلوٰۃ والسلام عینک یا رسول اللہ۔ ضرور پکارا جاتا ہے۔ اور دعائے مغفرت بھی مانگی جاتی ہے۔ جو حضور کے لیے خاص ہے۔

(۵) اس کے گرد روشنی کرنی۔

(۵) کیا خداوند تعالیٰ کے گرد بھی کہیں روشنی کی جاتی ہے۔ یہ کام خدا کے لیے کیے خاص ہوا۔ ہاں روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد نہایت عمدہ خوشبودار روشنی وہابیہ سوز کی جاتی ہے۔ جس سے وہابیہ کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ اس لیے وہاں جاتے ہی نہیں۔ خدا نصیب نہ کرے۔

(۶) فرش بچھانا

(۶) کیا کوئی فرش بھی نعوذ باللہ منہا خدا کے بیٹھے کے لیے بچھایا جاتا ہے۔ یہ کام خاص خدا کے لیے کیسا ہوا۔ ہاں روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہایت عمدہ قیمتی قالینیں بچھی ہوئی

ہیں۔ کافی زینت بغرض تعظیم حضور انور کے ہے قل من حرم زیۃ اللہ الایہ حکم خداوندی کے مطابق ہے۔ وہابیو! جلو، بھنو، مگر کسی کی مت سنو!

(۷) پانی پلانا۔

(۷) یہ بھی خوب کہی۔ پانی پلانا بھی خدا کو ہی چاہیے ورنہ شرک ہے۔ اگر اور کسی کو پلا دیا۔ یہ بھی خاصہ خدا ہے۔ العیاذ باللہ۔

(۸) وضو اور غسل کا لوگوں کے لیے

(۸) کیا یہ کام بھی خاص خدا کے لیے ہے۔ خدا کو بھی غسل اور وضو کی ضرورت ہے۔ شاباش۔ یا آپ کے امام الطائفہ یہ چاہتے ہیں۔ سب لوگ بے غسل اور بے وضو نماز پڑھیں۔ یا یہ کہ جس شخص نے نمازیوں کے لیے یہ سامان کیا۔ وہ مشرک ہے۔ العیاذ باللہ۔

(۹) اور اس کے کنوئیں کا پانی تبرک سمجھ

(۹) یہ کام بھی خاص خدا کو کیونکر ہے۔ کیا کوئی کنواں بھی خداوند تعالیٰ کا ہے۔ آب زمزم مکہ شریف میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا۔ اور آب کوثر مدینہ شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاہ مبارک کا پینا اور بائٹنا اور غائبوں کے لیے لے جانا شرک ہوا۔ اور اس پانی کے لے جانے والا مشرک ہوا۔ العیاذ باللہ۔

(۱۰) رخصت ہوتے وقت لٹے پاؤں چلنا اور اس کے گرد و پیش جنگ کا ادب کرنا۔

(۱۰) یہ کام بھی خاص خدا کے لیے کیونکر ہوا۔ خدا سے بھی کوئی رخصت ہو کر سیدھے پاؤں چلنا یا خدا کے جنگل کا بھی ادب کیا جاتا ہے۔ کیا وہابیوں کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی کی طرف پشت کر کے چلنا چاہیے۔ حالانکہ روضہ مطہرہ کی طرف منہ کر کے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کا حکم ہے۔ اور کعبہ کی طرف پشت کرنے کا حکم ہے۔ اور مدینہ طیبہ بھی کعبہ کی طرح حرم ہے۔ ان سب کا اثبات آگے ہوگا۔

(۱۱) ان کی قبر کو بوسہ دے۔

(۱۱) یہ کام بھی اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کیونکر ہوا کیا اللہ تعالیٰ کی بھی کوئی نعوذ باللہ قبر ہے۔

جس کے بوسہ دینے کا حکم ہے۔ عام لوگوں کی قبر کو بوسہ دینا جائز ہے۔ تو اگر کسی نے نہایت محبت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کو بوسہ دیا۔ تو وہ مشرک کیسے ہو گیا۔ وہابیوں کے دادا پیر حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی اپنے والدین کی قبر کو بوسہ دیا کرتے تھے۔ تو کیا وہ مشرک ہیں۔ العیاذ باللہ منہا۔

(۱۲) مورچہل جھلے۔

(۱۲) یہ کام بھی اللہ تعالیٰ کو کیونکر خاص ہے۔ کیا کوئی مورچہل اللہ تعالیٰ کو بھی جھلے جاتا ہے گویا خدا کو مورچہل جھلے جاتا ہے۔

(۱۳) اس پر شامیانہ کھڑا کرے۔ (۱۳) یہ شامیانہ بھی نعوذ باللہ خدا کی قبر پر کھڑا کرنا چاہیے۔ ورنہ شرک ہے۔

(۱۴) مجاور بن کر بیٹھ رہے۔ (۱۴) چونکہ یہ کام بھی خاص خدا کے لیے ہے۔ تو خدا کی قبر (نعوذ باللہ) پر مجاور بن کر بیٹھے اور بقول ان کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سب مجاور مشرک ہیں۔ العیاذ باللہ۔

لیجئے مفتی جی! یہ چودہ کام جو آپ نے اپنے امام الطائفہ کی کتاب تقویۃ الایمان سے اپنے رسالہ کے صفحہ ۲۱-۲۲ میں سے نقل کیے ہیں۔ پیش کر کے ساتھ ہی مختصر سا جواب بھی دے دیا ہے۔ اب آپ فرمائیے۔ اور اپنے اماموں سے پوچھ کر جواب دیجئے۔ کہ یہ کن کن آیات و احادیث کا ترجمہ ہیں۔ ان کو پیش کیجئے۔ ورنہ سخت متعصب و ہابی ہونا قبول کیجئے جس کی آپ کو ظاہر بڑی چڑ ہے۔ اور میں انشاء اللہ تعالیٰ وہابیوں کی تعریف جدا گانہ باب میں لکھوں گا۔ انتظار کریں۔

فصل اول

اب میں چند آیات و احادیث و دیگر کتب معتبرات کی عبارات مختصر آپ کے اطمینان کے لیے نقل کرتا ہوں۔ جن سے ثابت ہوگا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیارت کے لیے دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا قریب واجب ہے۔ نیز مدینہ منورہ بھی مکہ معظمہ کی طرح حرم ہے۔ اسی واسطے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ دونوں کو حرمین شریفین زادما اللہ ثرا تعظیماً بولا اور لکھا جاتا ہے۔ اور قبر کو بوسہ دینا۔ غلاف چڑھانا۔ شامیانہ کھڑا کرنا وغیرہ وغیرہ سب درست ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدَ اللَّهُ تَوَّابًا رَحِيمًا (سورہ النساء) یعنی جب وہ اپنی جانوں پر ظلم یعنی گناہ کریں تیرے (اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پاس آئیں۔ اور اللہ سے معافی مانگیں۔ اور معافی مانگے ان کے اے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو البتہ وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحیم پائیں گے۔ یعنی گناہ بخشے جائیں گے۔

(۲) مواہب اللدنیہ، جلد ثانی، مصری، صفحہ ۳۳۸، سطر ۲۸۔ (الفصل فی زیارة قبرۃ الشریف و مسجد المنیف) عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من زارني محتسباً الى المدينة كان في جوارى يوم القيامة رواه البيهقي. ايضاً قال العلامة زين الدين بن الحسين المراعي وينبغي لكل مسلم اعتقاد كون زيارته صلى الله عليه وآله وسلم قرابة للاحاديث الواردة في ذلك ولقوله تعالى و لو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول الآية۔ بلفظہ۔ یعنی فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی شخص (مسلمان) دلی قصد سے مدینہ شریف میں میری زیارت کے لیے آیا۔ وہ قیامت کے دن میری پناہ اور پڑوس میں

ہوگا۔ اور علامہ زین بن حسین مراغی نے فرمایا کہ ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو باعث قربت الہیہ کا اعتقاد رکھے۔ کیونکہ اس میں بہت احادیث وارد ہیں۔ اور بموجب قول اللہ تعالیٰ کے کہ اور اگر وہ لوگ جو گناہ کریں اور تیرے پاس آئیں۔ اور استغفار کریں اللہ سے اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کے لیے بخشش مانگیں (تو اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا) لان تعظیمة صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ينقطع بموته یہ اس لیے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے۔ وہ ان کے وصال سے قطع نہیں ہوتی۔ الخ۔ حیات و ممات برابر ہیں۔

(۳) مرغوب القلوب ترجمہ جذب القلوب شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صفحہ ۲۱۳، سطر ۱۸۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ زیارت شریف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے جس پر سب کا اجماع ہے۔ اور وہ فضیلت ہے جس میں سب کی رغبت ہے۔ اور بعض علماء اس کو واجب کہتے ہیں۔ اور دوسرے اس قول کو تاویل سنن درجہ کی کرتے ہیں۔ اور گویا کہ مراد سنن واجب سے سنت مؤکدہ نہایت تاکید کر۔ بلفظہ۔

(۴) ایضاً حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک سارے مندوبات سے افضل ہے۔ اور سارے مستحبات سے مؤکد قریب بدرجہ واجبات ہے۔ بلفظہ، صفحہ ۲۱۴۔

(۵) ایضاً بعضے کہتے ہیں اگر مدینہ منورہ حج کی راہ میں پائے۔ تو اولیٰ یہ ہے کہ پہلے مدینہ منورہ کی زیارت کرے۔ اور بعضے سلف باوجود اس بات کے کہ راہ حج مدینہ منورہ کی طرف سے نہ ہو تو بھی اس پر زیارت مدینہ منورہ کو مقدم رکھتے۔ بلفظہ، صفحہ ۲۱۴۔

(۶) ایضاً اور تاج الدین سبکی نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی فضیلت کو باصول اربعہ بیان کیا ہے مگر کتاب اللہ حق تعالیٰ کے قول سے۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ الْآیہ اور کہا ہے کہ یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے۔ درگاہ رسالت پناہ میں حاضر ہونے کی ترغیب پر۔ اور اس بات کی ترغیب کہ اس آستانہ شریف پر حاضر ہو کر سوال مغفرت کریں۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استغفار مانگیں اور یہ ایک رتبہ عظیمہ ہے کہ منقطع ہونے والا نہیں۔ اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات و ممات برابر ہے۔ بلفظہ، صفحہ ۲۱۴۔

(۷) ایضاً سارے علماء نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات و ممات کا برابر ہونا اس آیت مجیدہ سے سمجھ کر آداب زیارت میں حکم دیا۔ بلفظہ، صفحہ ۲۱۴۔

(۸) ایضاً آئمہ اعلام نے باسانید معتبرہ صحیحہ روایت کی ہے کہ محمد بن حرب بلالی کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں حاضر ہو کر زیارت قبر شریف سے شرف حاصل کیا۔ ایک روز مواجہ شریفہ میں حاضر تھا۔ کہ ایک اعرابی نے آ کر زیارت قبر مطہرہ کی کی۔ اور عرض کیا کہ یا خیر الرسل حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک سچی کتاب آپ پر اتاری ہے۔ اور اس میں فرمایا ہے: وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ الْآیہ اور میں آپ کے حضور میں حاضر ہوا ہوں۔ اپنے گناہوں سے استغفار مانگتا ہوں۔ اور

آپ کی جناب سے طلب شفاعت کرتا ہوں۔ پھر اعرابی نے رو کر بیت پڑھے۔ پھر وہ اعرابی چلا گیا بعد اس کے جانے کے نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ تو اس اعرابی کے پاس جا۔ اور اس کو بشارت دے۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے میری شفاعت سے اس کی مغفرت کی۔ اور اس کے گناہوں کو بخش دیا۔ بلفظہ صفحہ ۲۱۵۔

(۹) ایضاً، حافظ ابو عبد اللہ مصباح الظلام میں حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بعد تین دن کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن سے ایک اعرابی نے آ کر اپنے قبر شریف پر گرا دیا۔ اور خاک پر لوٹنے لگا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کچھ آپ نے خدا سے سنا ہے۔ وہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے اور جو کچھ آپ نے خدائے تعالیٰ سے سیکھ کر یاد کیا ہے ہم نے آپ سے سیکھ کر یاد کیا ہے۔ اور از جملہ اس کے کہ آپ پر ہے۔ یہ آیت ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَذْهَبُوا أَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوْ جَدَّ اللَّهُ تَوَّابًا رَحِيمًا**۔ میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اور آپ کی جناب میں آیا ہوں کہ آپ میرے واسطے استغفار کیجئے۔ قبر میں سے آواز آئی کہ غفر لک (تحقیق تیرے گناہ بخشے گئے) بلفظہ صفحہ ۲۱۵۔

فصل دوم:

احادیث در زیارت روضہ مطہرہ

(۱) حدیث شریف: من زار قبری وجبت له شفاعتی۔ یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے زیارت کی میری قبر کی۔ اس کے واسطے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ ترجمہ جذب القلوب محدث دہلوی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صفحہ ۱۹۶، سطر ۳۔

(۲) حدیث شریف: من زار قبری حلت له شفاعتی یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کسی مسلمان نے زیارت کی میری قبر کی۔ اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ ترجمہ جذب القلوب شیخ عبدالحق محدث دہلوی، صفحہ ۱۹۶، سطر ۱۲۔

(۳) حدیث شریف: من حج فزار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی بلفظہ۔ یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کسی نے حج کیا۔ اور پھر میرے انتقال کے بعد میری قبر کی زیارت کی۔ لوگو یا اس نے میری زیارت میری زندگی میں کی۔ ترجمہ جذب القلوب شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، صفحہ ۱۹۶، سطر ۱۹۔

(۴) حدیث شریف: من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی۔ بلفظہ۔ یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کسی نے حج بیت اللہ شریف کا کیا۔ اور اس نے میری زیارت نہ کی۔ پس تحقیق اس نے میرے پر ظلم کیا۔ جذب القلوب کا ترجمہ اردو، صفحہ ۱۹۷، سطر ۶۔

(۵) حدیث شریف: من زار قبری کنت له شفیعا وشہیدا۔ بلفظہ۔ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ جس نے زیارت کی میری قبر کی۔ تو میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا۔ ترجمہ جذب القلوب، صفحہ ۱۹۷، سطر ۱۰۔

(۶) حدیث شریف: حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: من زار قبری بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری فقد جفانی یعنی فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے میرے انتقال دنیا کے بعد میری قبر کی زیارت کی پس گویا اس نے میری زیارت میری زندگی میں کی۔ اور جس شخص نے میری قبر کی زیارت نہ کی۔ پس تحقیق اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ ترجمہ جذب القلوب صفحہ ۱۹۸، سطر ۳۔

دیکھئے یہ چھ احادیث ایسی ہیں۔ جن میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قبر کی زیارت کے لیے فرمایا ہے اگرچہ اور بھی احادیث موجود ہیں۔ لیکن قبول کرنے والے کے لیے یہی کافی ہے زیادہ ہیں۔ اور نہ ماننے والے کے لیے قرآن شریف بھی ناکافی ہے۔ ان میں یہ بھی وعید موجود ہے۔ کہ اگر کوئی مسلمان میری قبر کی زیارت نہ کرے گا۔ تو اس نے فی الواقعہ مجھ پر ظلم کیا۔ پس یہ شخص جو منکر ہے یا مانع ہے ظالم ہے۔ ظالم بھی ایسا ظالم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم کرنے والا۔ اس ظالم کے برابر دنیا و آخرت میں بڑھ کر کون ہو سکتا ہے۔ العیاذ باللہ جس کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **اللعنت اللہ علی الظلمین**۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی لعنت ظالموں پر ہے۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے **والکفرون هم الظلمون**۔ (سورہ بقرہ) یعنی جو لوگ کافر ہیں وہی ظالم ہیں۔ پس کیا حال ہے ان اشد ظالموں کا۔ کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیارت کرنے کو علی الاعلان شرک کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ اور زیارت کرنے والے مسلمانوں پر شرک کے فتوؤں کی بوچھاڑ کر رہے ہیں۔ جو تمام دنیا پر ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

فصل سوم:

آداب زیارت روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں

(کتب سیر وفقہ)

(۱) غائۃ الاوطار ترجمہ در مختار، جلد اول، صفحہ ۶۲۳، سطر ۴، (کتاب الحج)

(الف) فصل ثانی قبر شریف کے آداب زیارت میں سنن ابو داؤد، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا جو سلام کرے مجھ کو مگر حق تعالیٰ میری روح کو پھیر دیتا ہے۔ تاہم یہ کہ میں اس کو سلام کا جواب دیتا ہوں روح پھیرنے سے مراد یہ ہے کہ بجز سلام کرنے کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عالم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ سلام کا جواب دینے کے واسطے اور ابو بکر بن ابی شیبہ وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو درود پڑھے گا میری قبر کے پاس میں اس کو سنتا ہوں۔ اور جو درود پڑھتا ہے دور تو مجھ کو پہنچا ہے۔ یعنی فرشتے پہنچاتے ہیں۔ دارقطنی اور ابوبکر بزاز نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر کی زیارت کرے گا میری شفاعت اس کے واسطے واجب ہوگی۔ یعنی بالغ ثابت ہوگی۔ فجر صادق کے وعدہ صادق سے اور دارقطنی نے امام مالکی میں۔ اور ابوبکر مرقی نے اپنے معجم میں۔ اور طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط میں بسند معتمد عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو میری زیارت کرنے کو آئے گا اس طرح کہ اس کا کچھ مطلب اور حاجت نہ ہو۔ سو میری زیارت کے۔ تو مجھ پر یہ لازم ہے کہ میں اس کا شکر ہوں گا قیامت کے دن۔ م حضرت کی زیارت عام ہے۔ حیات میں یا بعد ممات کے چنانچہ اگلی حدیث میں مصرح ہے۔ دارقطنی اور طبرانی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حج اور میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد تو گویا اس نے میری زیارت کی میری حیات میں۔ اور دارقطنی اور ابن عدی نے روایت کی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت نہ کی تو اس نے مجھ پر تم کیا۔ اور حافظ ابن عساکر نے یہ مضمون انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا کچھ عذر نہیں جس کو وسعت اور مقدور ہو میری امت سے اور میری زیارت نہ کرے۔ کذا فی النسخ وتاریخ المدینہ للسید السمو دی اور حافظ منذری نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا بعد وفات کے ایسا ہے جیسا علم میرا حیات میں ہے۔ اور ابن عدی اور ابویعلیٰ نے بروایت ثقات روایت کیا ہے۔ انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء زندہ ہیں۔ اپنی قبور میں نماز پڑھتے ہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۶۲۳۔

(ب) جب کعبہ شریف نظر آئے تو اس کی عظمت اور فضیلت کو دھیان کرے کہ وہ یہ مکان ہے جس کو حق تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے پسند فرمایا۔ سو کمال شوق اور تعظیم سے درود پڑھے۔ پھر جب مدینہ شریف میں داخل ہو تو یوں کہے: بسم اللہ رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۶۲۳، سطر ۵۔

(ج) اور لازم ہے کہ کمال فردتی اور عاجزی سے اس شہر معظم کی عزت کو دھیان کرتے ہوئے درود پڑھتا ہو داخل ہو۔ اور یہ تصور کرے کہ اس شہر کو کس ذات پاک کے رہنے سے شرف و جلالت حاصل ہے۔ الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۶۲۳، سطر ۸۔

(د) پھر قبر شریف کی طرف کمال عجز و انکساری سے آنکھیں جھکائے متوجہ ہو۔ بلفظہ۔ صفحہ ۶۲۳، سطر ۱۸۔

(ه) بالجملة قبر شریف کے سامنے قبلہ کو پشت دے کر زیارت کے واسطے کھڑا ہو۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی منہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی طرف قبلہ کی سمت سے آئے۔ اور پشت اپنی قبلہ کی طرف کرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی طرف منہ کرے۔ اور کہے السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ انتہی کلامہ۔ اور یہی مذہب ہے آئمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کا۔ الخ۔ اصل زیارت کے وقت

مؤدب بطور نماز کھڑے ہو کر صورت مقدسہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصور کرے۔ گویا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلمہ مبارک میں آرام فرماتے ہیں۔ اور میرے حاضر ہونے کو جانتے ہیں۔ اور میرا کلام سنتے ہیں۔ اسی واسطے کہ حضرت کی حیات اور ممات حدیث میں منصوص ہے۔ پھر کمال حیا اور ادب سے یوں عرض کرے۔ السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ تین بار السلام علیک یا رسول رب العالمین۔ السلام علیک یا خیر الخلائق اجمعین السلام علیک یا سید المرسلین و خاتم النبیین الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۶۲۳، سطر ۲۱۔

(۲) مرغوب القلوب ترجمہ جذب القلوب الی دیار الخجوب شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی، صفحہ ۲۳۱، ۲۳۲۔ اور جس قدر ممکن ہو سکے ظاہر و باطن میں خضوع و خشوع و انکسار سے ایک ذرہ فروگزاشت نہ کرے۔ اور سلام کے وقت ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر کھڑا ہو۔ جیسے نماز میں کھڑا ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ کرمانی نے اس بات کی تصریح کی ہے۔ اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر لے۔ بلفظہ۔ بہر حال جالی کے قریب کھڑا ہو یا دور۔ ادب کو ہاتھ سے نہ دے۔ اور یقین رکھے اس بات کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے کھڑے ہونے اور حاضر رہنے پر مطلع ہیں۔ اور آواز معتدل سے کہ نہ بہت اونچی ہو۔ اور نہ بہت پست۔ بہ صفت حیا و وقار سلام عرض کرے۔ السلام علیک یا ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ پھر تین بار کہے۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔ السلام علیک یا نبی اللہ۔ السلام علیک یا سید المرسلین۔ السلام علیک یا خاتم النبیین۔ آخر عبارت تک جو زیارت کے رسالوں میں لکھی ہے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۲۳۱، ۲۳۲ تک۔

(۳) کتاب حاشیہ مناسک خطیب شربنی باب زیارت روضہ مطہرہ فالولیٰ لہ وضع یمینہ علی یسارہ کا الصلوٰۃ الخ۔ بلفظہ۔ یعنی زیارت روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت بہتر یہ ہے کہ اپنا دہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھے۔ جیسے نماز میں رکھے جاتے ہیں۔

(۴) فتاویٰ عالمگیری باب زیارت قبر شریف ویقف فی الصلوٰۃ یعنی زیارت کرنے والا ایسا کھڑا ہو۔ جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔

(۵) مواہب اللدنیہ، جلد دوم، صفحہ ۳۸۳، سطر ۱۰۔ مطبوعہ مصر۔ اعلم زیارة قبرہ الشریف من اعظم الایات وارجی الطاعات والسبیل الی اعلی الدرجات ومن اعتقد غیر هذا فقد انخلع من ربقة الاسلام وخالف اللہ ورسولہ وجماعة العلماء الاعلام۔ بلفظہ۔ یعنی جان لے کہ زیارت قبر مطہرہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت عظیم آیات سے ہے۔ اور تمام طاعتوں سے ثواب زیادہ دلانے والی۔ اور اعلیٰ درجات کی طرف سے راستہ ہے۔ اور جو کوئی اس بات کے خلاف عقیدہ رکھے (یعنی زیارت کرنے کا مانع ہو) اس نے اپنی گردن پر سے اسلام کا قلاوہ اتار ڈالا (یعنی اسلام سے نکل گیا) اور اس نے مخالفت کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ اور ایک جماعت علماء اعلام کی۔ (العیاذ باللہ)

(۶) مواہب اللدنیہ، جلد دوم، صفحہ ۳۸۷، سطر ۶۔ مصری۔ ویسبغی ان یقف عند محافات اربع ذرع ویلازم الادب والخشوع والتواضع غاص البصر فی مقام الہیۃ کما کان یفعل بین یدیه فی حیاتہ ویستحضر علمہ بوقوفہ بین یدیه وسماعہ السلام کما ہو فی حال حیاتہ اذا لا فوق بین موتہ وحیاتہ فی مشاہد الامۃ لو معرفتہ باحوالہم ونیاتہم وعزائمہم وخواطرہم وذلك عنده جلی لا خفایہ۔ بلفظہ۔ (یعنی زیارت کرنے والے کو) لازم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو اور لازم کر لے ادب اور عاجزی کو آنکھیں نیچے کیے ہوئے ہیبت زدہ جیسے کہ ان کی حیات میں کرتا۔ اور یقین جانے اپنے دل میں یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے کھڑے ہونے کو اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں۔ اور میرے سلام کو سنتے ہیں۔ جیسے کہ زندگی کی حالت میں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات اور حیات میں بالکل فرق نہیں۔ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں۔ اور سب کو پہچانتے ہیں۔ ان کے حالات اور ان کے دلوں کی نیتیں۔ اور ان کے مقاصد و مرادات اور ان کے دلوں کے بھید سب کچھ ان کے سامنے روشن ہیں۔ ان سے کچھ بھی چھپا نہیں۔

(۷) مواہب اللدنیہ، جلد دوم، صفحہ ۳۸۷، سطر ۱۸۔ مصری۔ ثم یقول الزائر بحضور القلب وغص طرف وصوت و سکون جوارح و اطراق السلام علیک یا رسول اللہ، السلام علیک یا نبی اللہ۔ الخ۔ بلفظہ۔ یعنی زیارت کرنے والا روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ اپنے دل کو حاضر کرے۔ اور اپنی آنکھوں کو نیچے کرے۔ اور آواز نرم کرے۔ اور تمام اعضا کو ساکن کرے۔ اور سر جھکا کر یوں کہے اے اللہ تعالیٰ کے رسول آپ پر سلام، اے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر سلام۔ اسی طرح اخیر تک۔ لیجئے مفتی جی! اسی قدر کافی ہے اور تمام المہنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف روضہ مطہرہ کی زیارت کے لیے دور دور سے سفر کر کے جانا واجبات سے ہے۔ مسلمانوں کے لیے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہاتھ باندھ کر جیسے نماز میں خدا کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ نہایت عجز و انکساری خشوع و خضوع سے کھڑا ہونا چاہیے۔ اور ان کو اپنے سامنے حاضر و ناظر سمجھنا چاہیے۔ اور ایسا نبی اور یا رسول اللہ یا نبی اللہ۔ پکارنا چاہیے۔ ایسا کرنے والا عین مسلمان اور پکا دیندار۔ دوست خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ اس کو مشرک کہنے والا خود بیل مشرک ہے۔ مبارک ہو۔

فصل چہارم:

مدینہ منورہ بھی مکہ معظمہ کی طرح حرم ہے

پہلے صحیح بخاری سے دو ایک احادیث نقل کی جاتی ہیں۔ جس کو وہابیہ بعض مسائل میں قرآن شریف سے بھی مرعہ سمجھتے ہیں۔ یا کم سے کم قرآن شریف کے بعد یہی کتاب ان کے نزدیک صحیح اور قابل عمل ہے۔ اور دوسری صحیح مسلم۔

(۱) صحیح بخاری، جلد اول، صفحہ ۲۳۵، سطر ۱۸۔ باب حرم المدینہ۔ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال المدینۃ حرم من کذا الی کذا الا یقطع شجرہا ولا یحدث فیہا حدث من احدث فیہا حدث فعلیہ لعنہ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین۔ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مدینہ منورہ حرم ہے۔ اس جگہ سے لے کر اس جگہ تک۔ اس میں سے کوئی درخت نہ کاٹا جائے۔ اور نہ اس میں کسی قسم کی نئی بات خلاف شرع پیدا کی جائے۔ اور جو کوئی شخص ایسا کرے۔ اس پر اللہ تعالیٰ اور تمام فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہے۔

(۲) صحیح بخاری، جلد اول، صفحہ ۲۳۵، سطر ۲۸۔ مصری۔ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المدینۃ حرم ما بین عائر الی کذا من احدث فیہا حدثا او ادى محدثا فعلیہ لعنہ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین الحدیث۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مدینہ منورہ حرم ہے۔ درمیان عائر (پہاڑ جگہ ہے) کے اس جگہ تک۔ جو کوئی اس میں نئی بات خلاف شرع کرے۔ یا اس میں ایسے پلید شخص کو پناہ دے تو اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں و تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

(۳) صحیح بخاری، جلد اول مطبوعہ مطبع احمدی صفحہ ۱۹۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب الہی میں دعا کی: اللہم انی احرم ما بین جبلین جلیہما مثل ما حرم بہ ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام مکہ۔ یعنی الہی میں دونوں پہاڑوں کے درمیان مدینہ منورہ کو حرام کرتا ہوں۔ مانند حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے جیسے انہوں نے مکہ کو حرم بنایا تھا۔

(۴) صحیح مسلم، جلد اول، صفحہ ۴۳۱، سطر ۶۔ مطابق حدیث بالا صحیح بخاری ہے۔

(۵) صحیح مسلم، جلد اول، صفحہ ۴۳۰، سطر ۱۲۔ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ابراہیم حرم مکہ وانی حرمت المدینۃ ما بین لا بیتہا لا یقطع اعضاہا ولا یصاد صیدہا۔ بلفظہ۔ یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار پایا۔ اور میں نے بھی اسی طرح مدینہ کو حرم بنایا ہے۔ اس کے درخت نہ کاٹے جائیں اور نہ اس میں شکار کیا جائے۔ دیکھیے مفتی جی! مدینہ منورہ بھی مکہ معظمہ کی طرح حرم ہے۔ کیسی سخت تاکید احادیث ہیں۔ آپ کے امام الطائفہ کا یہ قول کہ اس کے گرد و پیش جنگل کا ادب کرنا بھی شرک ہے۔ آپ کے عقیدہ نمبر ۱۰-۱۱ کا رد پورے طور سے کافی ہو چکا ہے۔ یعنی در دور سے قصد کر کے روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لیے جانا۔ اور روضہ منورہ کے آگے کھڑے ہونا۔ اور نہایت تعظیم اور خشوع اور خضوع اور انکساری اور عجز سے دست بستہ دونوں ہاتھ باندھ کر جیسے نماز پڑھنے کے وقت باندھے جاتے ہیں۔ کھڑے ہونا۔ اور پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جان کر ایسا نبی رحمتہ اللہ وبرکاتہ السلام علیک یا رسول اللہ کہہ کر پکارنا۔ اور ان

سے نجات مانگنا۔ استغفار کرنا۔ دعا مانگنا۔ اور مدینہ منورہ کو حرم جان کر اس کے گرد و پیش جنگل کا ادب کرنا۔ درختوں کو نہ کاٹنا۔ شکار نہ کرنا۔ آیات و احادیث سے ثابت کر دیا گیا۔ اب آپ کو سوا قبول کرنے کے چارہ نہیں۔ اور باقی آپ کے امام الطائفہ کے اقوال جن پر آپ کا بھی ایمان ہے۔ مثلاً خلاف ڈالنا۔ اس کے گرد روشنی کرنا، فرش بچھانا، پانی پلانا، وضو و غسل کا لوگوں کے لیے سامان کرنا، کنوئیں کے پانی کو تبرک جان کر پینا، یا غائبوں کے لیے لے جانا قبر کو بوسہ دینا، شامیانہ کھڑا کرنا، مجاور بن کر بیٹھنا وغیرہ۔ یہ سب افعال اہلسنت و جماعت کے نزدیک حلال و جائز ہیں۔ وہابیہ کے پاس کوئی دلیل آیت نور حدیث سے ان کے خلاف نہیں ہے۔ یہ باتیں میری بحث سے خارج ہیں۔ اس لیے ان کا جواب دینا ترک کیا گیا۔ یہ سب عقائد وہابیہ کے ہیں۔ جو اہلسنت و جماعت سے خارج ہیں۔ اور بس۔ لیجئے آپ کے سب کے سب مطالبے جو اس بحث کے نیچے تھے گاؤ خورد ہو گئے۔ اب ایک مطالبہ باقی ہے جو میری بحث سے خارج ہے اور آپ کا نیا سوال ہے جس کا جواب دینا میرے لیے ضروری نہیں۔ مگر چونکہ آپ سائل ہیں اس لیے جواب دیا جانا مناسب ہے۔ اس خیال سے بھی کہ مشرک مسؤل آپ کے گھروں میں بہت ارزاں ہے۔ جس کو وہابیہ نے سمجھا ہی نہیں کہ شرک کیا چیز ہے۔ لیجئے میں بتاتا ہوں۔ پہلے آپ کا سوال لکھ لوں وہ یہ ہے۔ قولہ: مطالبہ بضم مطالبہ نمبر ۷، شرک کسے کہتے ہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۲۳، سطر ۳۔ قول: شرک کے لغوی معنی شریک کرنا، اور اصطلاح شریعت میں خدا کے ساتھ کسی مخلوق میں سے شریک کرنا، ساجھی، برابر بنانا ہے۔ عبارت ایک کتاب معتبر لغت درج کی جاتی ہے۔ منتخب اللغات، صفحہ ۲۴۹۔ شرک بالکسر اناز شدن و اعتقاد اناز بخدائے بے نیاز۔ نعوذ باللہ۔ و شریک باکے۔ بلفظہ۔ یعنی لفظ شرک شین کی زیر سے شرک کرنا۔ ہمتا، برابر کا ساتھی، اور اعتقاد خدا کے ساتھ شریک کرنا۔ خدا پناہ دے اور کسی کے ساتھ شریک یا سنا ساجھی کرنا۔ علم عقائد کی کتاب شرح عقائد نفی میں اس طرح لکھا ہے۔ جس کا ترجمہ یوں ہے۔ (شرک کے معنی) شرک اس کو کہتے ہیں کہ کسی کو خدائی میں شریک کرنا یعنی جیسے اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے۔ ایسا ہی کسی دوسرے کو مستقل بالذات واجب الوجود سمجھنا۔ یا جس طرح خدا تعالیٰ کو مستحق عبادت جانتے ہیں۔ کسی دوسرے کو بھی مستحق عبادت جاننا۔ اٹنی۔ ترجمہ ختم ہوا۔ یہ شرک ہے یاد رکھیے۔ لیکن آپ اور آپ کے امام الطائفہ یا جماعت وہابیہ نے شرک کو یوں سمجھ کر سستا کر دیا ہے۔

۱۔ اگر کسی نے مولود شریف کیا۔ وہ مشرک ہو گیا۔

۲۔ اگر کسی نے مولود شریف میں تعظیم کی۔ ذکر و ولادت پر اس نے قیام کر دیا۔ تو مشرک ہو گیا۔

۳۔ اگر کسی نے فاتحہ خوانی کسی بزرگ، یا فوت شدگان اقربا کی کی۔ تو وہ مشرک ہو گیا۔

۴۔ اگر کسی نے طعام و آب و شیرینی سامنے رکھ کر قرآن شریف میں سے کوئی سورۃ پڑھی۔ مشرک ہو گیا۔

۵۔ اگر کسی نے بعد دفن میت قبر پر اذان بہ نیت تلقین مسنونہ کہی۔ تو وہ بھی مشرک ہو گیا۔

۶۔ اگر کسی بزرگ سلسلہ قادریہ نے وظیفہ مقررہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً اللہ پڑھا وہ مشرک ہو گیا۔

۷۔ اگر کسی نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا وہ مشرک ہو گیا۔

۸۔ اگر کسی نے درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھا وہ بھی مشرک ہو گیا۔

۹۔ اگر کسی نے درود تاج پڑھا وہ بھی مشرک ہو گیا۔

۱۰۔ اگر کسی نے کہا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا علم غیب تھا۔ مشرک ہو گیا۔

۱۱۔ اگر کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا شفیع جانا۔ تو وہ بھی مشرک ہو گیا۔

۱۲۔ اگر کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حیات النبی کہا تو مشرک ہو گیا۔

۱۳۔ اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا درود شریف پڑھنا سنتے ہیں، مشرک ہو گیا۔

۱۴۔ اگر کسی امتی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے اعمال دیکھتے ہیں تو مشرک ہو گیا۔

۱۵۔ اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر یا مثل پیدا نہیں ہو سکتا تو مشرک ہو گیا۔

۱۶۔ اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کو مکان و جہت سے منزہ سمجھا تو وہ بدعتی ہو گیا۔ بلکہ حقیقی بدعتی۔

۱۷۔ اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑا بھائی کہنا تو ہین ہے۔ تو وہ خلاف نص کہہ کر مشرک ہو گیا۔

۱۸۔ اگر کسی نے کہا کہ مولود شریف کی تشبیہ کنھیا کے جنم کے ساتھ دینا تو ہین ہے تو وہ مشرک ہو گیا۔

۱۹۔ اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شیطان سے کم علم کہنا تو ہین ہے تو خلاف نص کہہ کر مشرک ہو گیا۔

۲۰۔ اگر کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ میں سچا ہے۔ کذب کا بہتان لگانا کفر ہے۔ تو وہ مشرک ہو گیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیجئے آپ کے شرک کی تعریف پوری ہو گئی۔ مسلمانوں کے نزدیک کا شرک اور وہابیہ کا شرک جدا جدا معلوم ہوا۔

عقیدہ نمبر ۱۲- وہابیہ دیوبندیہ

عقیدہ نمبر ۱۲- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد یا

یا رسول اللہ کہنا شرک ہے۔ ملخصاً تقویۃ الایمان صفحہ ۲۳

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۸، بر عقیدہ نمبر ۱۲- آپ نے تقویت کے حوالہ پر عقیدہ نمبر ۱۲ لکھا ہے کہ کتاب مذکور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد یا رسول کہنا شرک ہے۔ یہ عبارت بعینہ تقویت میں کہیں نہیں۔ لیکن یہ عرض کیے دیتا ہوں کہ اہلسنت اللہ کی ذات کے سوا کسی اور کو حاضر ناظر اعتقاد رکھنا شرک جانتے ہیں۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے: من قال ارواح المشائخ حاضرون يعلمون بکفر۔ جو کہے بزرگوں کی رو میں حاضر و ناظر ہیں اور ہمارے حالات جانتے ہیں، ہر وقت کافر ہو جاتا ہے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۲۳، سطر ۸۔

اقول: مفتی جی کی عادت میں داخل ہے کہ میری عبارت ملخصاً لکھی ہوئی کا ضرور انکار کریں گے۔ صفحہ مخولہ پر نظر نہیں کرتے۔ یا کرتے ہیں تب اس کی فوراً تاویل کر کے جواب لکھنے لگ جاتے ہیں۔ کیا میں نے یہ بات کہیں لکھی ہے کہ یہ عبارت آپ کی تقویۃ میں بعینہ لکھی ہوئی ہے۔ جب یہ بات نہیں ہے۔ تو پھر آپ عبارت بعینہ کیوں تلاش کرتے ہیں اور جب صریحاً لفظ ملخصاً لکھا ہوا موجود ہے تو پھر یہ اغماض کیوں ہے۔ لیکن ساتھ ہی میرے اعتراض کا جواب بھی عبارت کو قبول کر کے لکھنا شروع کر دیا جاتا ہے۔ عجب حالت ہے انکار بھی ہے۔ اور ساتھ ہی اقرار بھی ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ ”اہلسنت اللہ کی ذات کے سوا کسی اور کو حاضر و ناظر اعتقاد رکھنا شرک جانتے ہیں۔“ یہ عبارت آپ کی کس آیت یا حدیث کا ترجمہ ہے۔ کیا کراما کا تین فرشتگان ہر وقت ہر انسان کے پاس حاضر و ناظر نہیں یا شیطان لعین سب جگہ موجود نہیں۔ یا چاند اور سورج ہر وقت حاضر و ناظر نہیں۔ اگر آپ کا ایمان اس بات پر ہے کہ یہ ضرور حاضر و ناظر ہیں۔ تو آپ کے مشرک ہیں۔ کیونکہ خدا کی ذات کے سوا اوروں کو حاضر و ناظر سمجھا۔ اور اگر آپ کا ایمان یہ نہیں کہ ہر وقت ہر آن اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے، چلتے پھرتے، کسی وقت بھی کراما کا تین ہمارے پاس حاضر و ناظر نہیں رہتے تو آپ قرآن شریف کا انکار اور احادیث سے روگردانی کر کے کافر ہوتے ہیں۔ اب تو آپ کے لیے کوئی راستہ نہیں۔ نہ راہ رفتن۔ نہ روئے ماندن۔ یہ آپ کا تفقہ فی الدین ہے۔

آپ نے عبارت فتاویٰ بزازیہ کو کسی وہابیہ کے رسالہ سے غلط نقل کر دیا۔ اور اس کے معنوں میں بھی آپ نے تحریف کی

ہے۔ یعنی الفاظ ناظر ہمارے حالات۔ ہر وقت فتاویٰ بزازیہ کے کون سے الفاظ کا ترجمہ ہے۔ جو آپ نے لکھ دیے ہیں۔ دیکھئے اصل عبارت فتاویٰ بزازیہ کی اس طرح پر ہے: من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم بکفر۔ بلفظہ۔ ”یعنی جو شخص یہ بات کہے کہ تحقیق ارواح مشائخ حاضر ہیں۔ جانتے ہیں وہ کافر ہو جاتا ہے۔“ مراد اس عبارت کی یہ ہے کہ جس کا اعتقاد یہ ہو کہ مشائخ کی ارواح بلا حکم و قدرت اللہ تعالیٰ کے خود بخود استقلالاً حاضر ہیں۔ جو خاصہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ تو ضرور کافر ہو جاتا ہے۔ اور جس کسی کا یہ اعتقاد نہیں۔ وہ کافر نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ارواح انبیاء علیہم السلام و اولیاء علیہم الرحمۃ کا خدا کے حکم سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا جائز ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ویسکون الرسول علیکم شہیداً۔ یعنی تم سب پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گواہ اور حاضر ہیں۔ اس آیت شریف سے ثابت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ اس آیت شریف کی تفسیر حضرت شاہ عبدالعزیز ملیہ الرحمۃ محدث دہلوی نے جو تمام وہابیہ دیوبندیہ کے دادا پیر ہیں۔ اپنی تفسیر فتح العزیز میں مفصل فرمائی ہے۔ جس کو میں علم غیب کی بحث باب ششم کے فصل دوم کے نمبر ۷ پر درج کر چکا ہوں۔

فصل اول:

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہنے کے جواز کے

اثبات ہیں اور ان کا حاضر و ناظر ہونا

(۱) حدیث شریف مواہب اللدنیہ، جلد دوم، صفحہ ۱۹۲، سطر ۱۱۔ (مطبوعہ مصر) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ قدر فی الدنیا فانا انظر الیہا والی ماہو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کانه انظر الی کفی ہذہ۔ بلفظہ۔ یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق اٹھائی گئی تمام دنیا میرے ملاحظہ کے واسطے۔ پس میں دیکھتا ہوں۔ اس کی طرف اور تمام ان چیزوں کی طرف جو قیامت تک ہونے والی ہیں۔ میں ان کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ اس سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحکم خدا حاضر و ناظر ہیں۔

(۲) شفاء حضرت قاضی عیاض و شرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہما، صفحہ ۱۱، جلد ثانی۔ ان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی ورحمۃ اللہ و برکاتہ لان روح علیہ السلام حاضر فی البیوت اهل الاسلام۔ یعنی (اگر کسی مسلمان کی ملاقات کو جاؤ) وہ گھر میں موجود نہ ہو تو کہو کہ میرا سلام و رحمت و برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے۔ یہ اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک ہر اہل اسلام کے گھر میں حاضر رہتی ہے۔ اس سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہے۔

(۳) شفا قاضی عیاض علیہ الرحمۃ ان عبد اللہ بن عمر خدوت رجلہ فقیل اذکر احب الناس الیک ینزل عنک وضاح یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اھ۔ بلفظ۔ شرح ملا علی قاری۔ ای فنادی یا علی صوتہ و کانه رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصدہ اظہار المحبۃ فی ضمن الاستغاثۃ۔ تحقیق عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سو گیا ان کو کہا گیا کہ یاد کرو آدمیوں میں سے اس شخص کو جو سب سے زیادہ پیارا ہے آپ کو۔ تب انہوں نے زور سے پکارا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اس کے شارح حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اظہار محبت کا قصد کر کے استغاثہ یا فریاد کے ضمن سے پکارا تھا۔

(۴) مناجات النبوت ترجمہ مدارج النبوت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی جلد اول، صفحہ ۴۴۳، سطر ۱۴۔ روایت ہے کہ عید اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا۔ لوگوں نے کہا یاد کرو اسے جو تیرے پاس سب سے زیادہ محبوب ہے تاکہ یہ آفت جاتی رہے۔ تب انہوں نے یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کر کے پکارا۔ پاؤں ان کا اچھا ہو گیا۔ بلفظہ۔

(۵) ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین مطبوعہ نامی لکھنؤ ۱۳۰۱ ہجری۔ صفحہ ۱۰۱، سطر ۲۸۔ (اور جب سو جائے پاؤں) (والد احدنرت رجله فیلند کر احب الناس الیہ اور جب سو جائے پاؤں کسی کا پس چاہئے کہ یاد کرے بہت پیارے کو آدمیوں میں سے طرف اپنے نقل کی۔ یہ حدیث موقوفاً ابن سنی نے ف یاد کرے محبوب کو تاکہ حاصل ہو خوشی نزدیک اس کے پس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ بلفظہ۔) (یہ حدیث شریف بہت مشہور ہے۔ اور اکثر کتب معتبرات میں مسطور ہے)۔

(۶) ایضاً عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی طرح روایت ہے: ان الانسان اذا حذرت رجله فليتنا ديا محمد فان الحذر يذهب عنه بلفظہ۔ یعنی جب کسی آدمی کا پاؤں سو جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ پکارے یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو اس کے پاؤں کا سو جانا جاتا رہے گا۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۰۱۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہمیشہ عمل رہا۔ اور بالخصوص غزوات میں یا رسول اللہ یا نبی اللہ پکارتے تھے۔ اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی سخت مشکلات میں اعانت اور امداد فرماتے تھے۔ خصوصاً حاجت روائی اور مشکل کشائی۔ مصیبت اور آفتوں کے وقت خاص نام نامی حضور سید ولد آدم رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لے کر ندا کرتے تھے۔ اسی طرح تابعین و تبع تابعین و دیگر بزرگان دین آج تک کرتے آئے ہیں اور کرتے چلے جائیں گے۔ جو وہابیوں نجدیوں دیوبندیوں کے نزدیک سب مشرک ہیں۔ العباد باللہ من هذه الخرافات و الخزعبيلات۔

(۷) تاریخ ابن جریر طبری میں حضرت ابن اشیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ان الصحابة بعد موت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان شعارهم في الحروب يا محمد اسي طرح غزوة يرموك في جب وهاو اهاو ابرار باصحابي رضي الله تعالى عنهم يا محمد صلى الله عليه وآله وسلم امت وقت ظهور امت وقت ظهورك آوازہ کرتے اور نعرے مارتے تھے۔

(٨) ظفر جليل ترجمه حصن حصين منزل يكشنبه صفحه ٤٥، سطر ٢٩-واذا انفلت دابة فلينادا عينوني عباد الله

رحمکم اللہ۔ مو۔ مص۔ جب بھاگ جائے جانور کسی کا۔ پس چاہیے کہ پکارے مدد کرو میری اے بندو خدا کے۔ نفل کی بزاز نے ابن عباس سے ف۔ مراد بندوں سے رجال الغیب ہیں۔ یعنی ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات۔ ابن مسعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب بھاگ جائے جانور کسی کا جنگل میں چاہیے کہ کہے: یا عباد اللہ اجسوا یا عباد اللہ اجسوا یا عباد اللہ اجسوا یعنی اے بندگان خدا اس کو روکو۔ پس اللہ تعالیٰ کے بندے زمین میں ہیں کہ روکتے ہیں اس کو۔ پس ایک بزرگ سے منقول ہے کہ جانور اس کا بھاگ گیا اور وہ یہ حدیث جانتے تھے۔ انہوں نے یہ کلمہ کہہ۔ فی الحال اللہ تعالیٰ جانور اس کا پھیر لایا۔ بلفظ۔

(۹) ایضاً صفحہ ۷۵، سطر ۳۳۔ وان اراد عوفاً فليقل يا عباد الله اعينوني يا عباد الله اعينوني يا عباد الله اعينوني۔ ط۔ جو چاہے مدد۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی امر میں پس چاہیے کہ کہے اے بندو خدا کے مدد کرو میری۔ اے بندو خدا کے مدد کرو میری۔ اے بندو خدا کے مدد کرو میری۔ نقل کیا یہ طبرانی نے۔ وقد جوب ذلک۔ ط تحقیق یہ امر آئنا گیا ہے۔ نقل کی طبرانی نے بلفظہ۔ مفتی جی! ذرا سمجھ کر فتویٰ اپنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دینا۔ نعوذ باللہ منہا۔ دیکھتے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہابیت کی کیسی قطع الوتین کی ہے۔ یہاں تک کہ خداوند تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی چھوڑ دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیسی تعلیم فرمائی یا عباد اللہ اعینونی تین بار کہہ کر فرمایا کہ اے خدا کے بندو میری مدد کرو۔ کیا یہ تعلیم نہیں ہو سکتی تھی۔ کہ اے اللہ میری مدد کرو۔ پس اس سے صاف ثابت ہے کہ خدا کے بندوں سے امداد مانگنا۔ اور ان کو یا کے لفظ نہ انیہ سے حاضر و ناظر جان کر پکارنا عین سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور تمام مسلمانان اہلسنت و جماعت اس حکم کے عامل ہیں۔ یہاں تک کہ آپ کے مسلمہ علماء و اب قطب الدین خان صاحب اور شاہ عبدالعزیز و شاہ ولی اللہ علیہم الرحمۃ خاندان محدثین دہلوی اس کے عامل ہیں۔ سلسلہ اجازت اس طرح ہے۔ یعنی مؤلف کتاب حصین حضرت ابو الخیر محمد بن محمد بن محمد الجزری الشامی علیہ الرحمۃ ۷۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۳۳ھ میں فوت ہوئے۔ ان سے اس کتاب حصین کے پڑھنے کی اجازت خاندان مجاہدین دہلی کو ہوئی (دیکھو ظفر جلیل ترجمہ حصین کا دیباچہ صفحہ ۳) پس آپ کے اعتقاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین و تبع تابعین اور بزرگان دین مع حضرت مؤلف کتاب اور تمام خاندان بزرگان دہلی اور آج تک تمام مسلمانان اہلسنت و جماعت سب کے سب نعوذ باللہ مشرک ہوئے تو مؤرخ کون؟ یہ اس وقت کے چند وہابی دیوبندی۔ آفرین ہے مفتی جی! آپ کو۔ شاید آپ کو کو حدیث یاد نہیں۔ کہ جو شخص کسی ایک مسلمان کو کافر یا مشرک کہتا ہے۔ وہ کفر اور شرک اسی کے گلے کا ہار ہوتا ہے۔ اور جو شخص تمام مسلمان کو ابتداء سے اخیر تک حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نہ چھوڑے اس کا کیا حال۔ اس کے گلے میں کتنے کفر کے ہار پڑنے چاہئیں۔ اچھا اس کو خدا کے سپرد کیا جاتا ہے۔ ظاہرہ شریعت یا علماء کرام ابقاہم اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نسبت جو فتویٰ صادر فرمائیں گے وہ اخیر مرٹا ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہاں! ایک بات یاد آگئی۔ وہ یہ کہ حصین کے اس ترجمہ

ظفر جلیل کے وقت اس حدیث مندرجہ بالا کے لکھتے ہوئے ایک آپ جیسے وہابی بہت سٹ پٹائے۔ اور وہابیت کے سرگ آئے اور یہ بات جھوٹ اپنے منہ پر الحاقا لائے۔ کہ یہ حدیث ضعیف ہے (دیکھو ظفر جلیل ترجمہ حسن حصین مؤلف نواب الدین صاحب دہلوی کا صفحہ ۷۵) مگر افسوس انہوں نے اسی کتاب کا دیباچہ نہیں دیکھا۔ ورنہ اس الحاق کرنے کا موقع اور ندامت اٹھانی نہ پڑتی۔ کیونکہ حضرت مؤلف حسن حصین رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو احادیث اس کتاب میں جمع ہیں۔ وہ سب صحیح احادیث کا مجموعہ ہے۔ اس میں کوئی حدیث ضعیف نہیں ہے۔ اور یہ الحاق وہابی کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ دیکھیے حضرت مؤلف علیہ الرحمۃ شروع میں اسی طرح لکھتے ہیں:

ع واجرحته من الاحادیث الصحیحة ابرزته عدة عند كل شدة وجودته جنة تقى من شر النار والجنة۔ یعنی اور نکالا میں نے اس کتاب کو صحیح حدیثوں سے ظاہر کیا میں نے اس کو۔ درحالیکہ سامان ہے نزدیک ہر تکی کے۔ خالص کیا میں نے اس کو درحالیکہ سپر (ڈھال) ہے کہ بچاتی ہے برائی آدمیوں اور جنوں کی سے۔ بلفظہ۔

دیکھیے مؤلف علیہ الرحمۃ فرما رہے ہیں کہ میں نے اس کتاب میں سے سب احادیث صحیح درج کی ہیں۔ کوئی ضعیف حدیث اس میں نہیں ہے۔ لیکن وہابی صاحب ترجمہ میں یہ الحاق کرتے ہیں کہ یہ حدیث استمدادی یا عباد اللہ اعیانہ ضعیف ہے۔ اس شخص نے نہ تو مؤلف علامہ اور بزرگ فہامہ کے کلام کو دیکھا۔ اور نہ مترجم کے وظیفہ کو دیکھا۔ اور نہ ان اساتذہ کی اجازت پر خیال کیا۔ اور ضعیف لکھ دیا۔ لا حول ولا قوۃ۔ چلے اسی کتاب سے ایک اور سیف المسلول کو دیکھیے۔

(۱۰) ظفر جلیل ترجمہ حسن حصین منزل دوشنبہ صفحہ ۹۰، سطر ۳۰ من کانت له ضرورة فليتوضاء فيحسن وضوءه ت۔ س۔ ق۔ مس ویصلی رکعتین۔ س۔ ثم یدعوا للہم انی استلک والتوجه الیک نبیک محمد فی الرحمة یا محمد انی التوجه بک الی ربی فی حاجتی هذه لتقضى الی اللہم فشفعه فی ت۔ س۔ ق۔ مس۔ اور جس کو ہوئے کوئی ضرورت۔ یعنی حاجت (اللہ تعالیٰ کی طرف) یا آدمی کی طرف۔ پس وضو کرے۔ اور اچھا کر وضو اپنا۔ نقل کی یہ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم نے اور پڑھے دو رکعتیں نقل کی یہ نسائی نے فقط نسائی کی روایت میں ہے۔ اور باقی سب متفق ہیں۔ پھر دعا کرے یہ۔ یا اللہ تحقیق مانگتا ہوں تجھ سے حاجت اپنی اور متوجہ ہوتا ہوں میں طرف تیری ساتھ ویلے نبی تیرے کے۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی رحمت ہیں۔ اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحقیق میں متوجہ ہوتا ہوں۔ ساتھ ویلے تیرے کے طرف پروردگار اپنے کے بچ اس حاجت اپنی کے۔ تو کہہ روا کی جائے واسطے میرے۔ یا اللہ تعالیٰ پس شفاعت قبول کر میرے حق میں۔ نقل کی یہ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم نے۔ ف حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک اندھے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرو اللہ تعالیٰ سے کہ مجھ کو عافیت دے اس مرض سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر چاہے تو تو دعا کروں میں اور چاہے تو تیرے کر۔ یہ بہتر ہے تیرے لیے۔ اس نے عرض کیا کہ دعا ہی کیجئے۔ پس اس کو وضو کے لیے حکم فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ دعا پڑھے۔ پس

اس نے پڑھی اور سمکھا ہوا۔ کذا فی مشکوٰۃ بلفظہ۔

فرمائیے اتلی ہوئی یا نہیں۔ یا آپ کا فتویٰ جاری ہے۔ اور لیجئے:-

(۱۱) فتوح شام۔ صفحہ ۲۹۸۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے قنسرین سے کعب بن ضمہ کو ارادہ حرب روانہ کیا۔ ایک ہزار سوار لے کر۔ اور کعب بن ضمہ کی لڑائی یوقا سے پڑی۔ اس کے پانچ ہزار سپاہی تھے۔ اور یہ لڑائی ہو رہی تھی کہ پانچ ہزار سپاہ یوقا کی اور دوسری طرف سے مسلمانوں پر آ پڑی۔ اس کے پانچ ہزار سپاہی تھے۔ غرض کہ دس ہزار کا مقابلہ ٹھہر گیا۔ مسلمان جانبازیں کر رہے تھے۔ اور کعب بن ضمہ نہایت بے آرام اور بے چین گرداوا دیتے تھے۔ اور پکارتے تھے یا محمد۔ یا محمد یا نصر اللہ انزل اور مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر کہتے تھے۔ یا معاشی المسلمین ابیتوا للہم فانما ہی ساعة وانتم الاعلون۔ بلفظہ۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اے اللہ تعالیٰ کی مدد۔ آنزول فرما۔ اے مسلمانوں کے گروہ ثابت قدمی دکھلاؤ۔ پس جان لو یہی گھڑی ہے۔ اور تم غالب ہونے والے ہو۔

(۱۲) حضرت شیخ مصلح الدین۔ معروف سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ متوفی ۶۹۰ھ ولی کامل۔ جن کی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی۔ کتاب بوستان میں فرماتے ہیں۔

چم کم گردواے صدر فرخندہ پے
کہ باشند مشتے گدایان خیل
چہ وصفت کند سعدی ناتمام
نہ قدر رفیعت بدرگاہے
بہمان دارالسلامت طفیل
علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

(۱۳) حضرت شمس التبریز علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی
نازنین حضرت حق صدر بدر کائنات
در شب معراج بود جبرائیل اندر رکاب
یا رسول اللہ تو دانی امتانت عاجز اند
شمس تبریزی چہ دم در نعت والایت زند
برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی
نور چشم انبیاء چشم و چراغ ما توئی
پانہادہ بر سریر گنبد خضرا توئی
عاجزاں را رہنماؤ جملہ رامالے توئی
مصطفیٰ و محبتی و سپہ اعلیٰ توئی

(۱۴) حضرت مولانا احمد تھانیسری علیہ الرحمۃ۔ جو سلطان امیر تیمور کے زمانہ میں فاضل اور بزرگ گزرے ہیں۔ اپنے عقیدہ میں فرماتے ہیں:-

یا حیوتی و یا روحی و یا جسدی
و یا فوادی و یا ظہری و یا عضدی

مشکوٰۃ سمکھا ہوا۔ ہندی لفظ ہے۔ یعنی وہ ناپیدا ہونا ہو گیا۔ ۱۲۱ مندر۔

مالی الیک بقطع الیاء من قبل

ولیس لی باصطار عنک من مددی

(۱۵) حضرت مولانا عبدالرحمن ابن احمد جامی علیہ الرحمۃ متوفی ۸۹۸ ہجری شرح ملاً و شرح فصوص الحکم و شرح عقائد

لمعات وغیرہ کتب۔ اس طرح لکھتے ہیں

زمجوری برآمد جان عالم ترجم یا نبی اللہ ترم

نہ آخر رحمۃ اللعالمینی زمجوراں چرا فارغ نشینی

شب اندوہ مارا روز گرداں زرویت روز بافیروز گرداں

تو ابر رحمتی آں بہ کہ گاہے کنی بر حال لب خشکاں نگاہے

(۱۶) شیخ محمد عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صوفی کامل محدث۔ فقیہ، حنفی۔ جن کی ایک سو بیس (۱۲۰) کتابیں

فارسی کی تصنیف ہیں۔ تاریخ ولادت آپ کی شیخ اولیاء ۹۵۸ھ اور تاریخ وفات فخر عالم ۱۰۵۲ھ ہے۔ اپنی کتاب اخبار

میں یوں قصیدہ لکھتے ہیں۔

بہر صورت کہ پاشد یا رسول اللہ کرم فرما

بلطف خود سرو سامان جمع بے سرو پاک

محب آل و اصحاب توام کار من حیراں

بلطف خویش ہم امروز ہم در روز فرواکن

(۱۷) حضرت شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

گرنہ بودے یا رسول اللہ ذات پاک تو ہیچ پیغمبر بزدے دولت پیغمبری

(۱۸) حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی اپنے قصیدہ عربی الطیب النعم میں لکھتے ہیں۔

وصلی علیک اللہ یا خیر خلقہ و یا خیر مامول دیا خیر و اہب

و یا من یرجی لکشف ذریۃ و من جودہ قدفاق جود السحاب

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت کرے۔ اے سب خلقت سے اچھے۔ اور اچھے امید گاہ۔ اور اچھے بخشش

والے۔ اور اچھے امید کیے گئے واسطے کشف مصیبت۔ اور بخشش آپ کی خالق ہے بارشوں والے ابر کی بخشش سے۔

(۱۹) حضرت مولانا نظامی گنوی علیہ الرحمۃ متوفی ۵۹۲ھ اس طرح خطاب کرتے ہیں

من از کمترین اُمتان خاک تو بدیں لاغری صید فتراک تو

نظامی کہ در گنجہ شد پایے بند مہاد از سلام تو ناہرہ مند

(۲۰) حضرت عارف باللہ حاجی حافظ شاہ محمد امداد اللہ علیہ الرحمۃ تمام دیوبندیوں کے پیرومرشد اپنی نظم نعتیہ میں کیا اچھی

غزل وہابیہ سوز قم فرماتے ہیں

ذرا چہرہ سے پردہ کو اٹھاؤ یا رسول اللہ

مجھے دیدار تم اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ

کرو روئے منور سے میری آنکھوں کو نورانی

مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ

اگر نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں

بس اب چاہو ہنسناؤ یا رُلاؤ یا رسول اللہ

پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر

میری کشتی کنارہ پر لگاؤ یا رسول اللہ

اگرچہ ہوں میں ناقابل وہاں کے پر امید ہے تم سے

کہ پھر مجھ کو مدینہ میں بلاؤ یا رسول اللہ

پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو

بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

(۲۱) مناجات النبوت۔ ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی صفحہ ۲۱، جلد اول، اہلسنت والجماعت کا

اعتقاد ہے کہ خداوند تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی قدرت اور طاقت بخشی ہے کہ شش جہت دابہ، بائیں،

آگے پیچھے، نیچے اوپر ان کے سامنے ایک ہی جہت ہے۔ اور وہ اپنے سامنے ہر ایک چیز کو برابر دیکھ رہے ہیں اور وہ سب پر محیط

ہیں۔ وہ ہذا: یعنی نیک اور پسندیدہ یہ بات ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس سرور کے دل مبارک کو ایک احاطہ اور کشائش

دریافت میں اور جاننے میں معقولات کے ارزانی رکھا۔ اسی طرح اس جناب کے حواس لطیف کے تئیں حکم میں ایک جہت کے

گردانا۔ واللہ اعلم۔ یعنی چھ طرفیں جن کو ۱۔ فوق، ۲۔ تحت، ۳۔ یمن، ۴۔ شمال، ۵۔ قبل، ۶۔ بعض کہتے ہیں۔ ان طرفوں کو

حضرت کے حضور ایک جہت کی مانند گردانا۔ قطعہ

اے برگزیدہ حق ہے تیرا پایا

خالق نے شش جہت کو تیرے لیے بنایا

تیرا مقام بالا ہے شش جہت سے اعلیٰ

سوئے نشیب و بالا چاروں طرف سایا

پیش نظر ہے تجھ کو افضل ایزدی سے
تو ہے محیط سب پریا اشرف البرایا
(۲۲) در مختار مقبولہ عرب و عجم کے باب اذان میں لکھا ہے۔

مسئلہ فقہی: جس وقت صبح کی اذان میں مؤذن الصلوٰۃ خیر من النوم کہے۔ یعنی نماز پڑھنا سونے سے بہتر ہے۔ سامعین کو چاہیے کہ اس کا جواب اس طرح دیں صدقت و برورت یعنی تو نے سچ کہا اور اچھی بات کہی۔ اس پر علامہ شامی علیہ الرحمۃ حاشیہ در مختار میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث میں آیا ہے۔ دیکھیے مؤذن مسجد میں اذان کہہ رہا ہے۔ اور اذان سننے والا اذان کا جواب اپنے گھر میں بطور ندا حاضر کے دیتا ہے۔ اور ایسا جواب دینے کا حکم حدیث شریف میں ہے۔ جیسے صاحب در مختار اور رد المحتار فرما رہے ہیں۔ اگر آپ ان کو نہیں مانتے تو لیجئے آپ کے بزرگ اور آپ کے قطب الاقطاب مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں جو لکھ چکے ہیں۔ اس پر ہی ایمان لائیے۔ اب تو کچھ عذر نہ ہونا چاہیے۔ وہ یوں لکھتے ہیں۔ سوال سترہواں: صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کے جواب میں صدقت و برورت کہنا کسی حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ الجواب: یہ کہنا چاہیے ثابت ہے۔ بلفظہ۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول، صفحہ ۸، سطر ۸۔

یہاں پر اور زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر و ناظر جاننے کی زیادہ تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ عقیدہ ۲۰۵ میں لکھی جائے گی۔ انتظار کیجئے۔

ایک آدمی جو سکھوں کا پیشوا تھا۔ ان کے کلام سے رسالت کا بھی اقرار ثابت ہوتا ہے جیسے وہ کہتے ہیں کہ ہاتھ محمد بھگت اجائیں۔ یعنی بغیر تابعداری (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے عبادت کرنا ضائع اور بے سود ہے۔ اگرچہ بظاہر ان کا اسلام لانا ثابت نہیں۔ کون ہیں وہ؟ گورونانک صاحب ہیں۔ جو ملک پنجاب ضلع گورداسپور میں ساڑھے چار سو سال کے قریب عرصہ ہوا۔ پیدا ہوئے تھے۔ جو راقم حروف کا وطن آدر ضلع ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے الہام سے (اپنے حسن عقیدت سے) ہر ایک چیز میں موجود ہونا ثابت کرتے ہیں۔ یعنی ہر ایک چیز میں نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہونا ثابت کرتے ہیں۔ ان کا کلام ایک رباعی میں ان کی زبان میں درج ہے۔ وہ یوں ہے:-

رباعی گورونانک صاحب بانی مذہب سکھی
عدد گنوں ناؤں انجھر کے کرد چو گئے تا
دس تلاؤ پنج گن کچو کالو میں بنا
باقی بچے سونو گن کچو دواس میں اور ملا
نانک ہر کے بچن سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نام بنا

ترجمہ:- عدد، گنو، ناؤں، نام، انجھر، حروف، یعنی کسی نام کے حرف کے اعداد جمل نکالو، چو گئے، اس کو چار میں ضرب دو۔

حاصل ضرب میں دس عدد ملاؤ۔ پھر ان سب کو پانچ میں ضرب دو۔ اس حاصل ضرب کو بیس پر تقسیم کرو۔ تقسیم کرنے پر جو باقی بچ جائے اس کو نو سے ضرب دو۔ اور حاصل ضرب میں دو عدد ملاؤ۔ تب گورونانک کہتے ہیں کہ خدا کے حکم سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک بن جائے گا۔

طریقہ تمثیلاً

حاشیہ نمبر ۱: طریقہ تمثیلاً۔ الخ۔ اس طریقہ پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اس طریقہ سے اور نام بھی پیدا ہو سکتے ہیں مگر اس میں گورونانک صاحب نے اپنے سنن عقیدہ سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی اسم مبارک پیش کیا۔ الاعمال بالنیات حدیث شریف صحیح ہے۔ ۱۲ منہ

نام ”نوح“ کولو۔ یہ وہ چیز ہے جس میں بحکم خداوند کریم ابتدا سے اخیر تک ہونے والا ہے سب کچھ درج ہے۔ اس نام لوح کے اعداد جمل ۴۴ ہیں۔ ان کو ۴ میں ضرب دیا۔ تو ۱۷۶ ہوئے۔ اس میں دس ملائے تو ۱۸۶۶ ہوئے۔ ان کو ۵ میں ضرب دیا تو ۹۳۰ ہوا۔ ان کو ۲۰ پر تقسیم کیا تو دس باقی بچے۔ پھر ان دس عدد کو نو (۹) سے ضرب دیا تو (۹۰) ہوئے اس میں دو عدد اور ملائے تو ۹۲ ہوئے۔ پس ۹۲ عدد نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔ اسی طرح جس چیز کے عدد نکالو گے۔ اس میں نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوگا۔

آپ کے اعتقاد کے مطابق تمام دنیا کے چورانوے کروڑ (۹۴,۰۰,۰۰,۰۰۰) مسلمان ہر پانچ وقت روزمرہ کافر اور مشرک ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہر نماز میں تشہد کے وقت التحیات للہ میں ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پڑھتے ہیں۔ اور پڑھنے کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جانتے ہیں۔ اگر ایسا نہ جائیں تو نماز ہی نہیں ہوتی۔ بس اب وہابیوں کو نماز ہی سے دست بردار ہونا چاہیے۔ اس کی زیادہ تحقیق اور تشریح آپ کے عقیدہ نمبر ۲۰ میں ہوگی۔ وہاں دیکھیں۔ اس تمام تحقیق میں آپ کے لیے کوئی راہ نہیں۔

قولہ: تو شیخ میں ہے: الذین یدعون الانبیاء و الاولیاء عند الجوالج ذلک شرک قلیح و جہل صریح۔ ترجمہ: وہ لوگ جو پکارتے ہیں۔ انبیاء اور اولیاء کو اپنی حاجتوں کے وقت یہ شرک ہے برا اور جہل ہے کھلم کھلا۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۳، سطر ۱۲۔ قول: آپ نے عبارت تو شیخ کی اور اس کا غلط ترجمہ دھوکا دہی کے لیے لکھ دیا ہے۔ اس میں آپ نے لفظ یدعون کا ترجمہ پکارنے کا کیا ہے۔ جو غلط ہے یدعون کے معنی عبادت کرنے کے ہیں یعنی جو لوگ اپنی حاجتوں کے وقت انبیاء اور اولیاء کی عبادت کرتے ہیں اور ان کو پوجتے ہیں وہ شرک ہے اور ضرور شرک ہے۔ لیکن محض پکارنا جیسے کہ میں اوپر کافی سے زیادہ ثبوت دے چکا ہوں۔ اس میں داخل نہیں۔ تمام مسلمانوں کا قول اور فعل یا محمد یا محمد یا عباد اللہ اعینونی یہ تعلیم خود حاشیہ ان کی زبان یعنی پنجابی بھاشا۔ ۱۲۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔ اس کے اثبات میں قرآن شریف کی اکثر آیات ہیں۔ جن میں یدعون یا یدعون کے آئے بعد کے آئے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَسْبُوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ الْآيَةُ لِيُنْزِلَ أَلْيَا مِنْ دُونِ اللَّهِ الْآيَةُ۔ یعنی کسی مخلوق کی عبادت کرنا بہت گمراہی ہے۔ یا ایسا کرنے والا بہت گمراہ ہے۔ چنانچہ تفاسیر جلالین، خازن، معالم التنزیل، تدارک نیشاپوری وغیرہ میں یدعوا کے معنی یدعو کے لکھے ہیں۔ عبارات کا لکھنا بوجہ اظہار ترک کیا گیا۔ خود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحیح حدیث میں فرماتے ہیں الدعاء هو العبادة دعا بمعنی عبادت ہے۔ پکارنا کے معنی کرنا سوائے اہلسنت وجماعت کے وہابیہ کا ہی علم اور کام ہے جو دیوبند اور دیوبند جن کے اعداد و حمل میں نسبتاً ایک کی کمی اور زیادتی سے درجہ برابر ہیں۔ یعنی نجد کے ۷۷، دیوبند کے ۷۶ ہیں۔ قدرتی ارتباط و اتحاد ہے۔ مبارک ہو۔

باب ہفتم

عقیدہ نمبر ۱۳، وہابیہ دیوبندیہ

عقیدہ نمبر ۱۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر اور

بھی پیدا ہونا ممکن ہے۔ ملخصاً تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۳۱

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۸۔ بر عقیدہ نمبر ۱۳۔ آپ نے تقویۃ کے حوالہ پر عقیدہ نمبر ۱۳ یہ لکھا ہے کہ اس میں لکھا ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے۔ بعینہ یہ عبارت تقویۃ میں نہیں۔ غالباً آپ نے عبارت ذیل کو تحریف کر کے لکھا ہے ”اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتے جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔ اور ایک دم میں سارا عالم عرش سے فرش تک الٹ پلٹ کر ڈالے۔ اور ایک اور ہی عالم اس کی جگہ پیدا کر دے۔ اس کے تو محض ارادہ ہی سے ہر چیز ہو جاتی ہے۔ بلفظ صفحہ ۳۲۔ سطر اول۔

اقول: آپ کی عادت مستمر یہ ہے کہ پہلے میرے اشتہار کی عبارت یا مضمون کا انکار کرنا اور پھر خود ہی اقرار کر کے اس عبارت یا مضمون کو پیش کر دینا اور پھر اپنے امام الطائفہ کی جماعت کی حمایت کر کے جواب بے جوڑ بھی لکھ دینا۔ جواب کیا دیا وہ یہ کہ کیا خدا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا کرنے پر یا ان کی نظیر پیدا کرنے پر قادر نہیں۔ یا اب اس کی قدرت سلب ہو گئی ہے۔ حضرت شرف الدین یحییٰ منیری اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی عبارات بے ربط جن میں لفظ اگر خواہد کا بھی درج ہے۔ لکھ دیں۔ جن کا جواب باب اول عقیدہ نمبر اول میں پورے طور پر ہو چکا ہے۔ اول تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مفتی جی لکھا کرتے ہیں کہ مولانا اسماعیل دہلوی علیہ الرحمۃ نے قرآن کی آیات کی ترجمانی کی ہے۔ فرمائیے یہ عبارت جو تقویۃ الایمان کے صفحہ ۳۱ پر ہے۔ جس کی آپ نے نقل کی ہے۔ کس آیت قرآنی کی ترجمانی ہے یا یہ مضمون کس حدیث شریف رسول رحمانی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے ذرا اس کا پتا تو دیجئے کہ آپ کی علیت کا اندازہ ہو جائے بات یہ ہے کہ گستاخی بھری طبیعت ہے۔ جو چاہا۔ جو دل میں آیا۔ لکھ مارا۔ خوف خدا تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل میں ہو تو ایسا کب ہو سکتا ہے۔ یوں تو علماء اور شہید و مرحوم و رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ وغیرہ وغیرہ سارے القاب مریدوں کی طرف سے عنایت و عطا شدہ ہیں۔ دیگر جب اللہ تعالیٰ کے فرمان انما یخشى الله من عباده العلماء کی بونگ بھی نہیں تو یہ درجے اور رتبے اور القاب کیسے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کتاب تقویۃ الایمان میں ایسے ہی اناپ شتاب باتیں۔ فتنہ اور فساد کی لکھ کر بھری پڑی ہیں۔ تو ہین انبیاء

علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے یہ کتاب مملو ہے۔ اسی وجہ سے تمام عرب اور عجم کے فتاویٰ کفر کتاب اور مؤلف کتاب پر ہو چکے ہوئے موجود ہیں۔ لیکن وہابیہ نجد یہودیہ بند یہ اس کو صحیفہ آسمانی اور اپنے ایمان کی نشان دہانی جانتے ہیں۔ اس کا حال بھی انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔ آپ کے اور آپ کے امام الطائفہ و تمام جماعت وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح اور بھی کروڑوں ہو سکتے ہیں۔ اس لیے کہ ایسا کرنے پر اللہ تعالیٰ قادر ہے اور اپنے عہد اور وعدہ اور خبر کے برخلاف گو کیوں نہ ہو۔ اور اب اس پر عمل بھی شروع ہو گیا ہے اور ہونا چاہیے۔ جب گروہ وہابیہ نے اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر بھی خاتم اور نبی ہو سکتے ہیں تب مرزا قادیانی نے فوراً اپنے آپ کو نبی بنا کر بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنا کر اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ تب آپ کی آنکھیں کھلیں کہ ہم تو ابھی تجاویز سوچ رہے تھے کہ مرزا قادیانی بازی لے گیا۔ اس پر مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے مرید کی خواب شیطانی اور ضغاث اطلاق ذریعہ رسالت کا دعویٰ کر کے بجائے کلمہ طیبہ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اپنا کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف فعلی رسول اللہ نعوذ باللہ منها گھڑ لیا۔ اور ساتھ ہی درود شریف بھی اپنا جڑ لیا۔ لا حول ولا قوۃ۔ جس کو رسالہ الاعداد ماہ ۱۳۳۶ھ میں درج کر کے شائع بھی کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فصل اول:

در بیان عدم نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آیات قرآنی سے اثبات

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ما کان محمد ابداً احد من رجالکم ولكن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ آیت یعنی نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) باپ کسی مرد کے تم میں سے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور ختم کرنے والے تمام پیغمبروں کے ہیں۔ تمام اہل اسلام کا اجماع و اتفاق ہے۔ اس بات پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم کرنے والے ہیں تمام انبیاء علیہم السلام کے ان کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کا کامل و مکمل و اٹل حکم ہے۔ اپنے اس حکم کے خلاف ہرگز نہیں کرے گا۔ پھر نظیر کیسے ہو سکتا ہے ہمارا خدا وہابیوں کا خدا نہیں ہے۔ جو جھوٹ بولے۔ یا وعدہ خلافی کرے۔ اس کی بحث باب اول میں کامل ہو چکی ہے۔ زیادہ ضرورت نہیں۔

(۲) آیت شریف: قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ (سورہ اعراف) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام جہان کے لوگوں کو کہہ دیجئے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اور تم سب کی طرف قیامت تک کے واسطے بھیجا گیا ہوں۔ کیا خداوند کریم کسی اور کو بھی کبھی ایسا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح پیدا کرے گا۔ ہرگز نہیں۔ اگر پیدا کرے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام آدمیوں کی طرف رسول کب ہوئے۔ اور اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نئے نبی کی طرف بھی رسول ہوں اور وہ حضور کا امتی ہو تو وہ حضور کا نظیر کب ہوگا۔ امتی حضور کا نظیر کب ہو سکتا

ہے۔ اگر یہ کہو کہ حضور تمام آدمیوں کی طرف رسول ہیں کہ ان میں فرض کردہ نبی بھی داخل ہے اور وہ فرض کردہ نبی بھی تمام آدمیوں کی طرف رسول ہے۔ جن میں حضور بھی داخل ہیں تو وہ حضور کا امتی ہو اور حضور معاذ اللہ اس کے امتی ہوئے۔ اور یہ قطعاً محال ہے لہذا حضور کا نظیر ہونا محال ہے۔

(۳) آیت شریف: وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً۔ (سورہ السبا) یعنی اور نہیں رسول بنا کر بھیجا ہم نے آپ کو لیکن تمام جہان کے لوگوں کے لیے۔ قیامت تک بشارت دینے والا بہشت کی اور ڈرانے والا عذاب دوزخ سے۔ (۴) آیت شریف: وارسلنک للناس رسولاً (سورہ النساء) یعنی ہم نے آپ کو تمام جہان کے لوگوں کی طرف قیامت تک رسول بنا کر بھیجا ہے۔

(۵) آیت شریف: الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی الایۃ۔ (سورہ مائدہ) یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آج کامل کر دیا ہم نے تمہارے لیے دین تمہارا۔ (کبھی منسوخ نہ ہوگا) اور تمام کردی میں نے اوپر تمہارے اپنی نعمت۔ کیا خداوند تعالیٰ اس اپنے حکم کے برخلاف اس دین کو ناقص کرے گا۔ اور اپنی نعمت کو پھر ناقص کرے گا ہرگز نہیں۔ اگر کہو کہ مانا اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا۔ مگر قادر تو ہے۔ اور ان اللہ علی کل شیء قدیر قرآن میں موجود ہے۔ اس کا جواب عقیدہ نبی میں کافی وافی ہو چکا ہے۔

فصل دوم:

عدم نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اثبات احادیث سے

(۱) حدیث شریف صحیح بخاری، جلد دوم، صفحہ ۱۹۲، سطر ۲۳۔ مصری عن جابر بن عبد اللہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثلی و مثل الانبیاء کر جل بنی دار فاکملھا واحسنھا الا موضع لبنۃ فجعل الناس بدخلو نہا ویتعجبون ویقولون لو لا موضع البنۃ بلفظہ۔ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری مثل اور انبیاء کی مثل ایسی ہے جیسے ایک آدمی نے ایک گھر بنایا اور اس کو اچھی طرح مکمل کیا۔ مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ پھر اس میں آدمی داخل ہوئے۔ انہوں نے تعجب سے کہا کہ یہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی۔ یعنی یہ اینٹ کی جگہ میں ہوں۔ جس نے گھر کو مکمل کر دیا۔ کیا خداوند تعالیٰ اب اس گھر میں ایک فالتوا اینٹ یا کئی اینٹیں یوں ہی ڈال دے گا۔ ہرگز نہیں۔

(۲) حدیث شریف صحیح بخاری، جلد دوم، صفحہ ۱۹۲، سطر ۲۷۔ (باب ختم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنہ و اجمله الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویتعجبون لہ ویقولون ہلا وضعت هذه اللبنة قال قال اللبنة وانا خاتم النبیین۔ بلفظہ۔ یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ تحقیق فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری مثال اور ان انبیاء کی مثال جو مجھ سے پہلے گزرے ہیں۔ اس کی جیسے کسی شخص نے ایک گھر بنایا اور اس کو اچھی طرح خوب سجایا۔ مگر ایک کونہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ پھر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ پس وہ اینٹ میں ہوں۔ اور میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(۳) حدیث شریف صحیح بخاری، جلد چہارم، صفحہ ۱۴۹، سطر ۲۸، مصری۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يقول المايق من النبوة الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرؤيا الصالحة بلفظہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے نبوت ختم ہوگئی۔ اس میں کچھ باقی نہیں رہا مگر صرف مبشرات۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی مبشرات کون ہیں۔ فرمایا نیک خواب۔

(۴) صحیح مسلم، جلد دوم، صفحہ ۲۴۸، سطر ۲۰ تا ۲۱۔ مطابق صحیح بخاری کے ہے۔ دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

(۵) جامع ترمذی، جلد دوم، ترجمہ اردو، صفحہ ۴۸۱۔ روایت ہے ابی ابن کعب سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری مثال پیغمبروں میں ایسی ہے کہ جیسے کسی نے ایک محل بہت خوبصورت اور اچھا اور پورا بنایا۔ اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ اور لوگ اس میں پھرتے تھے۔ اور تعجب کرتے تھے۔ اس کی خوبی کو دیکھ کر اور کہتے تھے کاش کہ یہ جگہ ایک اینٹ کی بھی پوری ہو جاتی۔ پس میں پیغمبروں میں ایسا ہوں اور اسی اسناد میں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا میں امام ہوں گا پیغمبروں کا۔ اور خطیب ہوں گا ان کا۔ اور صاحب شفاعت ہوں گا ان کا الخ۔ بلفظہ۔ ان تمام احادیث صحیحین و جامع ترمذی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین۔ اور خطیب الانبیاء اور صاحب شفاعت الانبیاء علیہم السلام بموجب آیات قرآنی کے ثابت ہے علاوہ ان کے کثرت سے احادیث صحیحہ وارد ہیں۔ جن پر تمام اہل اسلام کا اجماع قائم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ کوئی نبی ان کے بعد پیدا نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اصدق الصادقین کا حکم اور اس پر سید المرسلین کا ارشاد اس بات کی دلیل قوی بلکہ اقوی ہے کہ کوئی بھی نظیر یا مانند یا مثل ان کا نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہوگا۔ اور اگر بقول وہابیہ اور مرزا سیہ ایسا ہو تو اللہ تعالیٰ اور اس کا حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں نعوذ باللہ کاذب ٹھہرتے ہیں۔ اور یہ بات ان کے شان کے سخت خلاف ہے۔ اور محال ہے۔ اور کہنے والا دجال ہے۔

فصل سوم:

اقوال علمائے احلام سے ثبوت اور وہابیہ کی تردید

(۱) معتمدی المحقق حضرت علامہ العلماء نور پشٹی علیہ الرحمۃ صفحہ ۹۷، مطبوعہ مدارس۔ یہ کتاب ساتویں صدی ہجری میں

لکھی گئی تھی۔ لکھتے ہیں اگر کوئی شخص قائل ہو مثل یا نظیر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ کافر ہے تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و التحلیل۔ صفحہ ۶۶ اور کتاب بوارق لامعہ صفحہ ۵۸۔ اصل عبارت علامہ علیہ الرحمۃ کی یہ ہے کہ وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ثوسین ہمہ پیغمبران است۔ در زمان وے تا قیامت بعد از وے هیچ نبی نباشد و ہر کہ دریں بشک باشد در اس نیز بشک باللہ۔ و آں کس کہ گوید بعد ازیں نبی دیگر بود یا ہست۔ یا خواہد بود و آں کس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر است اینست شرط درستی، ایمان بخاتم انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہی ولنعلم ما قال واصل۔

ربنا اللہ لا عدیل لہ جبہ کیف لا مثیل لہ

(۲) تفسیر روح البیان۔ بوارق لامعہ صفحہ ۵۸۔ مسئلہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے وقت میں ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ مجھ کو مہلت دو کہ میں علامت نبوت کی تم کو دکھلاؤں۔ حضرت امام صاحب نے حکم فرمایا جو شخص اس سے نشان نبوت اور معجزہ طلب کرے گا وہ اسی وقت کافر ہو جائے گا۔ اس لیے کہ جو شخص اس سے معجزہ طلب کرے گا یہ بات ثابت ہوگی کہ وہ دوسرے نبی کا ہونا بعد آپ کے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ممکن الوقوع سمجھتا ہے۔ حالانکہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرما چکے ہیں لا نبی بعدی بلفظہ۔

(۳) تمہید۔ یہ کتاب پرانی عقائد کی ہے جس کو حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ نے بھی پڑھا ہے۔ قدما میں درسی کتاب تھی۔ بوارق لامعہ صفحہ ۵۸۔ من ادعی النبوة فی زماننا یصیر کافراً ومن طلب منه المعجزۃ فانه یصیر کافر الانہ شک فی النص۔ یعنی جو کوئی دعویٰ نبوت کا کرے ہمارے زمانہ میں کافر ہو جائے گا۔ اور جو کوئی اس سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ اس نے نص (آیت وحدیث) میں شک کیا۔

(۴) مجمع الانہر شرح ملتقى الابحر صفحہ ۶۳۔ مصری و اما الایمان سیدنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فیجب بانہ رسر لنا فی ما قال و خاتم الانبیاء والرسول فاذا امن بانہ رسول ولم یؤمن بانہ خاتم الانبیاء لا یکون مؤمناً۔ بلفظہ۔ یعنی اور ایمان لانا ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یوں واجب ہے کہ تحقیق وہ اب بھی ہمارے رسول ہیں۔ اور یہ کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے خاتم الانبیاء ہیں۔ جو یہ ایمان لائے کہ وہ ہمارے رسول ہیں۔ لیکن اس بات پر ایمان نہ لایا کہ وہ خاتم الانبیاء ہیں۔ تو وہ مسلمان نہیں۔ دیکھیے اگر کوئی شخص اس بات پر ایمان لاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے رسول تو ہیں مگر خاتم الانبیاء اور رسول نہیں۔ تو وہ کافر ہے۔ یہی ایمان وہابیہ اور مرزا سیہ کا ہے۔ فیصلہ شد کہ دونوں گروہ کافر ہیں۔ کیونکہ ان دونوں کا یہی عقیدہ ہے۔

(۵) شمول وہابیہ فی سلک النجید یہ مطبوعہ لاہور صفحہ ۵۹ حاشیہ

انت موج اول الامراج بحر القديم

لیس مثلك ممکن فی الکائنات یا رسول

یعنی اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سب سے پہلے بحر القدیم کی موج ہے۔ آپ کا مثل یا نظیر کائنات میں ہو ممکن ہی نہیں۔

(۶) مظہر الحق و بہار جنت عقائد میں دونوں کتابیں جو ۱۲۸۴ ہجری میں تالیف ہوئیں۔

نبی بعد حضرت نہ ہوگا کوئی سمجھ خاتم الانبیاء ہیں وہی
نہیں شرع میں مصطفیٰ کے سوا کسی کا لقب خاتم الانبیاء
نبی ایسا بھیجا بشر و نذیر ہوا ہے نہ ہو جس کا ہرگز نظیر

(۷) وسیلۃ العادنی اثبات میلاد خیر العباد مؤلفہ مولانا مولوی محمد عبداللہ ڈھا کوئی مطبوعہ نامی لکھنؤ ۱۳۰۳ ہجری، ص ۲۸۔ نعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ظہور نور احمد سے ہوا کون و مکاں پیدا
ملک پیدا فلک پیدا زمیں پیدا زماں پیدا
کہاں عالم میں احمد سا ہوا عالی مکاں پیدا
ہوئے ہیں جس کے باعث سے زمین و آسمان پیدا
ہوئی ظلمت نہاں یکسر فروغ نور احمد سے
ہوئے انجم عیاں سارے ہوئے سب آسماں پیدا
رسول پاک کے باعث شہ لولاک کے باعث
ہوئے دونوں جہاں پیدا ہوئے سب انس و جاں پیدا
نہ کوئی عرش سے تا فرش تجھ سا ہے نہ ہووے گا
نہ نوری میں وہاں پیدا نہ خاکی میں یہاں پیدا

(علیہ السلام)

پس ہمارا اہلسنت و جماعت کا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر یا مانند کا مثل نہ کبھی ہوا ہے۔ اور نہ ہوگا۔ جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی شان الوہیت میں واحد و بے نظیر ہے۔ اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی شان نبوت و رسالت و عبودیت میں واحد اور بے نظیر ہے۔ اور جو شخص یہ کہتا ہے خواہ وہ وہابی یا مرزائی کہ ان کی طرح ان کی نظیر یا مانند اور بھی کروڑوں ہو سکتے ہیں۔ وہ قرآن شریف و احادیث و اقوال علماء اعلام کا منکر بلکہ کذب ہے۔ اور بس۔

قولہ: امام غزالی علیہ الرحمۃ کیسے سعادت کے صفحہ ۵۳۶ پر لکھتے ہیں کہ آسمان و زمین و ہرچہ درمیان آست الخ۔ و ہفت آسمان و زمین در قبضہ قدرت و بست الخ۔ و شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوب کے صفحہ ۷۵ پر ہے۔ اگر خواہد در لحظہ ہزار ہزار آدم و عالم بیا فریند الخ۔ اور صفحہ ۹۶ پر ہے۔ اگر خواہد در لحظہ صد ہزار الخ بلفظہ صفحہ ۲۴۔

اقول: مفتی جی! ان عبارات سے آپ یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح اور بھی کروڑوں پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور یہ بات خدا کی قدرت میں داخل ہے۔ پوچھتا ہوں کہ ان عبارات کا ماخذ کہیں قرآن شریف و احادیث شریف سے بھی دکھلا سکتے ہیں۔ یا کہیں ان کی سند نص صریح سے بتلا سکتے ہیں۔ کیونکہ آپ کو تو قرآن اور حدیث سے سند لانا چاہئے۔ جو وہابیہ کے بظاہر بڑا اصول ہے۔ یا بزرگان دین اور صوفیائے کرام کے مول کلام کو ہی پیش کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔ خواہ وہ بظاہر نص کے خلاف ہی ہوں۔ ان تحریرات عبارات کا جو مطلب آپ سمجھے بیٹھے ہیں۔ وہ غلط اور محض غلط ہے حالانکہ وہ بزرگان لفظ اگر خواہد کا ساتھ ہی فرما رہے ہیں۔ جس کا جواب پہلے ہو چکا ہے۔

قولہ: مطالبہ نمبر ۹۔ کیا آپ کے نزدیک خداوند کریم سے وہ قدرت جو اس میں نبی علیہ السلام کے پیدا کرنے کے وقت تھی۔ اب سلب ہو گئی۔ اگر نہیں ہوئی تو آپ کو مولانا کی تحریر پر کیا اعتراض ہے۔ الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۲۴۔

اقول: مفتی جی! یہ عجیب آپ کی منطق ہے کہ جس کا صغریٰ اور کبریٰ آپ کے ذہن ماؤف میں ہے۔ یہ کس نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سلب ہو گئی۔ ایسی ایسی گستاخیاں اللہ تعالیٰ کی شان میں کرنا آپ لوگوں کو ہی شایاں ہے۔ جو بظاہر بیچ و بیچ سے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا الزام قائم کرنا چاہتے ہیں۔ کیا اللہ تبارک و تعالیٰ اگر بموجب اپنے حکم اور وعدہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوبارہ پیدا نہ کرے۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی یا رسول کو نہ پیدا کرے تو اس سے اس کی قدرت سلب شدہ تصور ہوگی۔ جو آپ فرماتے ہیں کہ وہ قدرت جو اس نبی علیہ السلام کے پیدا کرنے کے وقت تھی۔ اب سلب ہو گئی۔ واہ سبحان اللہ! آپ کی دلیل۔ کہیے آپ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین کے پیدا کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ نے یہ بھی اقرار کر لیا تھا کہ میں نے آپ کو خاتم النبیین بنایا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ لیکن میں اپنا علم اور وعدہ کے خلاف کروڑوں نبی پیدا کروں گا۔ یا کم سے کم سید احمد بریلوی یا مرزا قادیانی یا مولوی اشرف علی تھانوی کو تو ضرور نبی بناؤں گا۔ تاکہ وہابیہ فرقہ، یا مرزائیہ کو یہ گمان نہ گزرے کہ میری قدرت سلب ہو گئی ہے۔ اگر ایسا وعدہ یا حکم کہیں آپ کے قرآن شریف میں ہے تو دکھلائیے۔ ورنہ ایسے ایسے بیہودہ دلائل کو علماء کے روبرو پیش کرنے کی جرأت نہ کیجئے۔ اچھا کہیے اللہ تبارک و تعالیٰ کو کبھی اپنی اولاد کے پیدا کرنے کی بھی قدرت تھی۔ اگر تھی تو کتنے لڑکے لڑکیاں نعوذ باللہ پیدا کیئے (اگر نہ تھی تو کیوں؟ اور اب بھی قدرت ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اس قدرت کو ظاہر کیوں نہیں کرتا یا آپ کے خیال اور عقیدہ کے مطابق وہ قدرت اب سلب ہو گئی۔ یا آپ اپنے مولا کی روح سے دریافت کر کے اس کا جواب دیجئے۔ بشرطیکہ وہ روح مدد دینے کے قابل ہو۔ ورنہ اپنے مولا کی تحریر کو غت بالو دیجئے۔ اور باقی مطالبات کو بھی اسی ذیل میں رکھیے۔

عقیدہ نمبر ۱۴ اوابیہ و دیوبندیہ

”آحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں“

بلفظہ۔ براہین قاطعہ صفحہ ۳۶ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۱۰۔ بر عقیدہ نمبر ۱۴۔ آپ نے براہین قاطعہ کے حوالہ پر اوابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۴ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ صاحبان! کیا آپ نبی علیہ السلام کو خدا کے برابر اعتقاد رکھتے ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۲۵۔ سطر ۱۵۔

اقول: مفتی جی! الحمد للہ آپ نے عبارت محررہ براہین قاطعہ کا حسب عادت خود انکار نہیں کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی علیہ السلام بار بار لکھنا آپ کی دینی معلومات کا نمونہ ہے۔ جو قرآن شریف کی آیت شریف یا ایہا الذین امنوا صلو علیہ وآلہ وسلموا تسلیما کے برخلاف ہے۔ جو درود شریف کو چھوڑ کر صرف سلام ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور یہ مفتی ہیں۔ ہم نے کہاں کہاں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے برابر ہیں یا حسب عادت بہتان لگاتے ہیں۔ ہاں ہم یہ ضرور کہتے ہیں اور کہیں گے کہ ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کہیے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اور بھی کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر ہے۔ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی ہے تو اس کا دجہ اور نام بتلائیے۔ ہاں آپ کے اعتقاد میں بڑے بھائی کے برابر یا جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ العیاذ باللہ۔ یا تو بقول آپ کے امام الطائفہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ یا یہ تفریط اس سے بھی پڑھ گئے۔ کہ جملہ بنی آدم کے برابر کر دیا۔ اس میں مسلم، کافر، مشرک، منافق، چوڑے، چمار کی بھی کوئی تمیز نہ رہی۔ ایسی صورت میں اگر ہم کہیں کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید رحمہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ ایک چوڑے کے برابر ہیں۔ یا مولوی رشید احمد ایک چمار کے برابر ہیں۔ یا یہ کہیں کہ مولوی خلیل احمد ایک کچر کے برابر ہیں۔ یا مولوی اشرف علی ایک دوم کے برابر ہیں۔ تو کیا آپ اس پر بہت خوش ہوں گے۔ اور توہین ان کی نہ سمجھیں گے۔ جب کہ آپ کے اعتقاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ تو آپ کے بزرگوں کو ایسے مماثلت سے کیا عذر ہوگا۔ خواہ لفظ بشریت بھی ان میں شامل کر لیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ حاشیہ: کچر یہ ایک قوم جہنم پیشہ ہے۔ جو دہلی پہاڑ گنج میں رہتے ہیں۔

جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قل هو اللہ احد امی فی الالوہیت۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں۔ قل هو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ای فی العبودیت و المحبوبیت۔ یعنی جیسے اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت میں احد اکیلا ہے۔ اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبودیت و رسالت محبوبیت میں احد یکتا ہیں۔ کوئی ان کا شریک نہیں۔ بس۔

قولہ: نصوص قرآنیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نفس بشریت میں بنی آدم کے برابر بتلاتی ہیں جو کہ قل انما انا بشر مثلكم۔ ترجمہ: اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے کہہ دو۔ کہ میں بھی تو تم ہی جیسا ایک بشر ہوں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۲۵۔ سطر ۱۷۔ اقول: مفتی جی! آپ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جملہ بنی آدم کے برابر بنانے میں ایسے منہک ہیں کہ آیت قرآنی سے لفظ یوحی الی کو بھی چھوڑ گئے۔ اور تحریف قرآنی کا بھی خوف نہ آیا۔ مراد اس سے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی طرح بھی کوئی فضیلت ظاہر نہ ہو۔ نعوذ باللہ منہا۔ کسی مسلمان کی زبان یا قلم سے یہ لفظ نہ نکلے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرح یا ہماری مثل یا مانند بشر تھے۔ البتہ کفار ناجار کا یہ قول تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا دیگر پیغمبران علیہم السلام ہماری طرح آدمی اور بشر تھے۔ جیسے اللہ تعالیٰ اس کی خبر قرآن شریف میں دیتا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فقال الملاء الذین کفروا من قومہ ما نراک الا بشرا مثلنا۔ (سورہ ہود) یعنی پس کہا رئیس لوگوں نے جو کافر تھے۔ قوم (حضرت نوح علیہ السلام) میں سے کہ نہیں دیکھتے ہم تجھے۔ مگر اپنی طرح ایک آدمی۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فقال الملاء الذین کفروا من قومہ ما هذا الا بشر مثلكم یرید ان یتفضل علیکم۔ (سورہ المؤمنون) پھر کہا ان بڑے آدمیوں نے جو کافر ہوئے تھے۔ اس کی قوم (حضرت نوح علیہ السلام) سے نہیں ہے یہ شخص۔ مگر ہماری طرح ایک آدمی۔ چاہتا ہے تمہارے پر بڑائی۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وقال الملاء من قومہ الذین کفروا و کذبوا بقاء الاخوة و اترفہم فی الحیوة الدنیا ما هذا الا بشر مثلكم یا کل مما تاکلوا (و) یشرب مما تشربون ولن اطعمکم بشر مثلكم اذا الخسرون۔ (سورہ المؤمنون) یعنی اور کہا ایک گروہ رئیسوں نے اس (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قوم میں سے۔ جو ایمان لائے نہیں لائے۔ (یعنی کافروں نے) اور جھوٹ سمجھا انہوں نے روز قیامت کو۔ اور نعمت دینی تھی ہم ان کو زندگی دنیا میں۔ (کہنے لگے) نہیں ہے یہ رسول مگر آدمی مثل تمہارے۔ کھاتا ہے اس میں سے جس میں سے تم کھاتے ہو۔ اور پیتا اس میں سے جس میں سے تم پیتے ہو۔ اور اگر تم فرمانبرداری کرو گے۔ ایک آدمی کی جو تمہاری مانند ہے۔ بے شک تم اسی وقت ٹوٹا یا نقصان پانے والے ہو۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قالوا ان انتم الا بشر امثلنا (سورہ ابراہیم) یعنی کہا کافروں نے رسولوں سے کہ تم ہمارے ہی جیسے آدمی ہو۔

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الذین ظلموا هل هذا الا بشر مثلكم۔ (سورہ الانبیاء) یعنی ظالموں کافروں نے کہا کہ یہ

(محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہاری ہی طرح ایک آدمی ہیں۔

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا۔ (سورۃ اشعراء) (کہا کافروں نے) نہیں ہے تو (حضرت صالح علیہ السلام) مگر ایک آدمی ہماری مانند۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا۔ (سورہ یٰسین) یعنی کہا کافروں نے (رسولوں سے) نہیں تم مگر ہماری مانند آدمی۔ علاوہ ان کے اور بہت آیات قرآن شریف میں موجود ہیں۔ کہ کافر لوگ پیغمبران علیہم السلام کو کہا کرتے تھے کہ تمہاری مانند یا مثل آدمی ہی ہو۔ اور دلیل میں یہ بھی کہا کرتے تھے کہ جیسے ہم کھاتے پیتے ہیں ویسے ہی تم بھی کھاتے ہو۔ یہ حال وہابیہ کا ہے۔ ذرہ بھر بھی زبان کو نہیں روکتے اور نہ اس کو گستاخی یا بے ادبی تصور کرتے ہیں۔ بلکہ بڑے زور اور تعلیٰ سے کہتے ہیں کہ ہم نص کے مطابق کہتے ہیں اور جو نص قل انما انا بشر مثلكم تم قرآن شریف سے پیش کرتے ہو۔ وہ تو وضع اور کمرہ نفسی پر محمول ہے۔ اور تم کو اس طرف سے ذہول ہے اور ذہن ان کا مجبول اور مجہول ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے کہ آپ تواضعاً کہہ دیجئے کہ میں بھی بشر ہوں یعنی خدا نہیں۔ لیکن خدا کی طرف سے میری عزت اور توقیر ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے جو کسی بشر کے پاس تمہارے میں نہیں آتی۔ اس کی تصدیق میں صرف دو کتابوں معتبرہ سے نقل کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کا اطمینان ہو۔

(۱) تفسیر کبیر جلد خامس صفحہ ۵۱۱۔ سطر ۵۔ مصری۔ واعلم انه تعالى لما بين كمال كلام الله امر محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بان يستلك طريقة التواضع فقال: قل انما انا بشر مثلكم۔ بلفظ۔ یعنی اور جان لے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کمال کلام الہی کا بیان کیا تو حکم دیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ طریق تواضع اور کسر نفسی کا اختیار کریں۔ پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اے رسول میرے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دیجئے۔ کہ میں بھی تمہاری طرح آدمی ہوں۔

(۲) مجمع البحار الانوار، جلد اول، صفحہ ۲۰۔ سطر ۱۶۔ لغت و شرح احادیث شریف اعبدوا الله واکرموا اباکم۔ اراد نفسه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هضما لنفسه ای اکرموا من هو بشر مثلكم لما اكرم الله تعالى بالوحي۔ بلفظ۔ یعنی حدیث شریف میں ہے کہ بندگی کرو اللہ تعالیٰ اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی۔ یعنی اس کہنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ اور منشا کسر نفسی ہے۔ یعنی تعظیم اور عزت کرو اس کی جو تمہاری طرح آدمی ہے۔ جب کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیج کر معزز فرمایا ہے۔

دیکھیے حدیث شریف کا اور آیت شریف کا مطلب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا فرمانا محض کسر نفسی اور تواضع و منشا اور مطلب ہے۔ نہ واقعی وہ کسی آدمی کے بھائی ہیں جیسے وہابیہ سمجھ رہے ہیں۔ قولہ: لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بڑا ہی فضل کیا کہ ان میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا۔

بلفظ۔ صفحہ ۲۵۔ سطر ۲۰۔ قول: مطلب آپ کا اس حصہ آیت شریف کے لکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم سنی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا سمجھے ہوئے ہیں۔ لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔ کیا اس آیت شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ہماری مانند آدمی ہیں۔ یا آپ کو بھی یہ حق پیدا ہو گیا ہے کہ ان کو بھائی یا جملہ بنی آدم کے برابر سمجھیں۔ باوجودیکہ اس آیت میں لفظ رسول موجود ہے۔ اور دوسرے لوگوں سے آپ کو جدا کر رہا ہے۔ تو کیا جملہ بنی آدم مع آپ کے بزرگوں کے سب رسول ہی ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔ اچھا اگر آپ کے امام الطائفہ یا کوئی بزرگ جملہ بنی آدم میں داخل ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسے ہی ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لفظ یا جملہ آیت شریف: لقد من الله على المؤمنين۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ تو کسی اور کے لیے بھی ایسا جملہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو دکھالے۔ تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی جملہ بنی آدم میں داخل کیجئے۔ اور نہ ایسی گستاخی سے باز آئیے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرحمۃ کو جملہ بنی آدم کے برابر سمجھنا سخت توہین اور خلاف قرآن شریف و احادیث شریف و اجماع امت ہے۔ دیکھیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱) افمن كان مؤمنا كمن كان فاسقا لا يستوون۔ (سورہ سجدہ) یعنی کیا مومن اور کافر برابر ہو سکتے ہیں۔
(۲) قل لا يستوى الخبيث والطيب۔ (سورہ مائدہ) یعنی اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے کہ پاک اور ناپاک برابر نہیں۔

(۳) لا يستوى اصحاب النار و اصحاب الجنة۔ (سورہ حشر) یعنی دوزخی اور بہشتی لوگ برابر نہیں۔
(۴) وما يستوى الاعمي والبصر۔ (سورہ مومن) یعنی اندھا اور ساکھا برابر نہیں۔ (سنی اور وہابی برابر نہیں)۔
(۵) قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون۔ (سورہ زمر) یعنی عالم اور جاہل برابر نہیں۔ آپ فرما دیجئے۔

(۶) افجعل المسلمين كالمجرمين۔ (سورہ قلم) کیا ہم مسلمانوں کو کافروں کی طرح بناتے ہیں۔ (یعنی نہیں بناتے)۔ دیکھیے اور ہوش سے سوچیے۔ کیا جملہ بنی آدم برابر ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی۔ کیوں کفر کی دلدل میں پھنسے ہوں؟

فصل اول:

تفاسیر قرآنی سے ثبوت کافی کہ جملہ بنی آدم برابر نہیں اور نہیں ہیں

(۱) تفسیر کبیر جلد ثانی، صفحہ ۴۴، سطر ۲۲۔ مصری۔ زیر آیت ان الله اصطفى ادم الایہ واعلم ان تمام الکلام فی هذا الباب ان النفس قد سية النبويته مخالفة بما هيته سائر النفوس الخ۔ بلفظ۔ یعنی نفس قد سیه نبویہ کی ماہیت

باقی تمام نفوس کی ماہیت سے مخالف ہے۔

(۲) تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۴۹۶، سطر ۱۳۔ مصری۔ زیر آیت: (سورہ کہف) و علمناہ من لدنا علما۔ فقول جواہر النفس الناطقة مختلفة بالماہیة۔ بلقظہ۔ یعنی جواہر نفوس مختلف الماہیة ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفس مطہرہ کی ماہیت سے جداگانہ ہے۔ اس لیے نفس بشریت میں مساوات یا مماثلت کسی انسان سے نہیں۔

(۳) تفسیر کبیر جلد دوم، صفحہ ۴۳۹-۴۴۰۔ سطر ۳۵۔ مصری۔ اعلم حیث يجعل رسالته وذكر الحليمي في كتاب المنهاج ان الانبياء عليهم الصلوة والسلام لا بد وان يكونوا مخالفين لغيرهم في القوى الجسمانية والقوى الروحية وقوله، صلى الله عليه وآله وسلم زويت لي الارض فازيت مشارفها ومغاربها۔ وقوله صلى الله عليه وآله وسلم اقيموا اصفوفكم و تراصوا فاني اراكم من وراء ظهري۔ بلقظہ۔ یعنی جانو کہ رسالت کہاں رکھی جاتی ہے۔ اور حلیمی نے کتاب منہاج میں ذکر کیا ہے کہ تحقیق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے ضروری ہیں کہ وہ دوسرے لوگوں سے قوی بدنی اور قوی روحانی میں سے جدا ہیں۔ اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے لیے زمین کو سمیٹا گیا۔ پس میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔ اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ قائم اور سیدھی کرو نماز میں اپنی صفوں کو۔ اور مل کر کھڑے ہو۔ پس تحقیق میں دیکھتا ہوں تم کو اپنی پشت کی طرف سے بھی۔

(۴) تفسیر فتح العزیز شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پارہ عم، صفحہ ۲۱۸، سطر ۱۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات:-

از خصوصیات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را در بدن مبارکش داده بود۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از پس پشت مے دیدند۔ چنانچہ از پیش روئے خود مے دیدند۔

(۲) دور شب و تاریکی چٹاں مے دیدند کہ بروز در روشنی۔

(۳) و آب دہن ایشان آبہائے شور را شیریں مے کرد۔

(۴) و باطفال شیر خوارہ یک قطرہ از آب دہن بچشایندند آن اطفال تمام روز شکم سیری مانندند۔ و طلب شیر نمیکردند۔ چنانچہ در روز عاشورہ باطفال اہلبیت تجربہ شدہ۔

(۵) و بغل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید رنگ براق بود و اصلا مومے نہ داشت۔

(۶) و آواز ایشان جائے می رسد کہ آواز دیگران بعشر عشر آن مے رسد۔ و از دور مے شنیدند کہ دیگران مسافت نمیتواند شنید۔

(۷) دور خواب چشم ایشان خواب آلود مے شد۔ و دل خبردار مے ماند۔

(۸) و فاذہ دہن ہرگز ایشان در تمام عمر اتفاق نہ افتاد۔

(۹) و احکام ہرگز واقع نشد۔

(۱۰) عرق مبارک ایشان خوشبو تر از مشک بود۔ بحدیکہ اگر در کوچہ مے گزشتند مردم بسبب بوئے خوش عرق ایشان کہ در ہوا سرایت کردہ میماند پے میردند کہ ازیں کوچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزشتند۔

(۱۱) بچ کس از فضلہ ایشان بر روی زمین ندیدہ۔ زمین مے شکافت فرد میردوازاں مکان بوئے مشک مے سمیدند۔

(۱۲) و درقت تولد مختون پیدا شدند۔

(۱۳) و ناف بریدہ و پاک و صاف ہرگز لوث نجاست بر بدن ایشان نبود۔

(۱۴) چون بر زمین افتادند سجدہ کنناں و انگشت خود را سوئے آسمان برداشتند۔

(۱۵) و درقت تولد ایشان نورے متشعشع شد کہ سبب آں شہر ہائے شام مادر ایشان را نمودار شد۔

(۱۶) و مہد ایشان ملائکہ مے جنانیدند۔

(۱۷) و مہتاب بایشان در حالت طفولیت کہ در گہوارہ بودند حرف میزد۔

(۱۸) ہرگز اشارہ بوئے میفرمودند بسوئے ایشان مائل مے شد۔

(۱۹) و بارہا در حالت گہوارہ تکلم مے فرمودند۔

(۲۰) ہمیشہ بروز وقت تمازت گرما بر ایشان سایہ مے داشت۔

(۲۱) اگر زبرد رختے مے آمدند سایہ درخت بسمت ایشان متوجہ مے شد۔

(۲۲) و سایہ ایشان بر زمین مے افتاد۔

(۲۳) بر جامہائے ایشان گس نمے نشست۔

(۲۴) و پیش ایشان را ایذا نمے داد۔

(۲۵) گر بر جانورے سوار مے شدند آں جانور تا مدت سواری ایشان بول و براز نمے کرد۔

(۲۶) در عالم ارواح اوّل کسے کہ پیدا شد ایشان بودند۔

(۲۷) اوّل کسے کہ در جواب المست بر یکم بلی گفت نیز ایشان بودند۔

(۲۸) و میر معراج مخصوص بایشان است۔

(۲۹) و سواری براق نیز مخصوص بایشان۔

(۳۰) و بالائے آسمان رفتن و بحدقاب تو سین رسیدن و بیدار الہی مشرف شدن۔

(۳۱) و ملائکہ را فوج و حشم ایشان ساختن ہمراہ ایشان مانند لشکریاں جنگ و قتال کردند نیز خاصہ ایشان است۔

(۳۲) و شق القمر و دیگر معجزات عجیبہ و غریبہ نیز مخصوص بایشان است۔

(۳۳) وروز قیامت آنچہ ایشان را دہند بیچ کس را ندہند۔

(۳۴) اوّل کسیکہ از قبر سر بر آرد ایشان باشند۔

(۳۵) واول کسیکہ از بیہوشی افاقہ کند ایشان باشند۔

(۳۶) ایشان را براق حشر نمایند۔

(۳۷) و ہفتاد ہزار فرشتہ گردا گرد ایشان جلو دار باشند۔

(۳۸) و بجانب راست عرش بالائی کرسی ایشان را جادہند۔

(۳۹) و مقام محمود مشرف سازند۔

(۴۰) و در دست ایشان لواء الحمد دہند کہ حضرت آدم و تمام ذریت ایشان زیر آں نشان باشند

(۴۱) و ہمہ انبیاء باقیان خود پس روئے ایشان شوند۔

(۴۲) و در دیدار خدا اول بایشان شروع کنند۔

(۴۳) و شفاعت عظماء ایشان را مخصوص سازند۔

(۴۴) و اول کسے کہ بر پلصر اط بگذرد ایشان باشند و تمام خلایق حشر را حکم شود کہ چشمہاںے خود را فردیند و دختر ایشان قاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بر پلصر اط بگذرد۔

(۴۵) اوّل کسے کہ جنت را بکشاید ایشان باشند۔

(۴۶) و روز قیامت ایشان را بمرتبہ وسیلہ مشرف سازند و آں مرتبہ ایست نہایت بلند کہ کسے را از مخلوقات میسر نشدہ۔

(۴۷) و حقیقت آں آنست کہ ایشان در آن روز از جناب خداوندی بمنزلہ وزیر از بادشاہ باشند۔ و آنچہ در شرائع باں مخصوص اند چیز ہائی بسیار است کہ تعداد آں موجب تطویل ست۔ الخ۔ بلفظہ۔

دیکھیے ان خصائل و فضائل و خصائص کا کوئی فرد بشر حتی کہ انبیاء علیہم السلام میں بھی کوئی نہیں ہے۔ نہ تو پیدا ہوا اور نہ ہوگا۔ لعنت خدا اس شخص پر ہو جس کا یہ قول ہو: ”کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے بھائی کے برابر ہیں“۔ اور لعنت خدا اور تمام فرشتوں اور انسانوں کی اس قائل پر ہو۔ جس کا قول یہ ہو ”کہ وہ چوہڑے اور چمڑے بھی ذلیل ہیں۔“

(۵) تفسیر قادری جلد اول، صفحہ ۳۶، سطر ۱۰ (سورہ ہود) فقال الملاء پس کہا اشراف اور رئیس لوگوں نے الذین

کفروا وہ لوگ کہ کافر تھے۔ من قومہ۔ قوم نوح علیہ السلام میں سے کہ مانرا کہ نہیں دیکھتے ہیں تجھے الایبشر مثلنا مگر بشر مثل اپنے۔ یعنی تجھ میں وہ فضیلت ہم نہیں پاتے۔ جس کے سبب نبوت کے ساتھ تیری تخصیص ہو۔ اور ہم پر تیری اطاعت واجب ہو۔ انہوں نے بشر کی صورت دیکھی۔ اور حقائق انسانی کے ادراک سے غافل رہے۔ بلفظہ۔

(۶) مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ دفتر اول صفحہ ۱۱، مطبوعہ ممبئی۔

حکایت مرد بقال

کارِ پا کاں را قیاس از خود گیر	گر چہ آید در نوشتن شیر و شیر
شیر آں باشد کہ مردم را درد	شیر آں باشد کہ مردم میخورد
جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد	کم کسے را بادل حق آگاہ شد
کافراں را دیدہ بینا نبود	نیک و بد در دیدہ شاں یکساں نمود
ہمسری با انبیاء برداشتند	اولیا را ہم چو خود پنداشتند
گفت اینک ما بشر ایشان بشر	ما و ایشان بستہ خواہیم و خور
این ندا نستند ایشان از غمی	ہست فرقے در میاں بے منتہی
ہر دو گون زنبور خور و از یک محل	از یکے شد نیش زاد دیگر غسل
ہر دو گون آہو گیہا خوردند آب	از یکے سرگیں شد وزاں مشکناں
آں دونے خوردند از یک آنخور	آں یکے خالی و دیگر پرشکر
صد ہزاراں ایں چنین اشاہ ہیں	فرق شاہ ہفتا و سالہ راہ ہیں

دیکھیے مولانا روم علیہ الرحمۃ مطابق قرآن شریف و تفاسیر کے کیا حسب حال منکرین فرماتے ہیں کہ یہ قول کفار نابکار کا تھا کہ پیغمبران علیہم السلام ہماری مانند بشر ہیں۔ اور ان کے ساتھ دعویٰ ہمسری کرتے تھے اور اولیاء اللہ کو بھی اپنے جیسا سمجھتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم بھی آدمی یا بشر ہیں۔ ایسے ہی پیغمبران علیہم السلام ہیں جس طرح ہم کھاتے پیتے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی کھاتے پیتے ہیں مگر یہ ان کی ناپیدائی چشم تھی۔ ورنہ ہم میں اور ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پھر اس کی مثالیں لکھتے ہیں کہ دیکھو۔ دو قسم کے زنبور ہیں۔ ان کی خوراک ایک ہی چیز ہے۔ مگر ایک میں زہر دار نیش ہے۔ اور دوسری سے شہد پیدا ہوتا ہے۔ جس کی تعریف قرآن شریف میں ہے۔ پھر دو ہرن ایک ہی جنگل میں چرتے ہیں۔ مگر ایک تو میٹگی کرتا ہے۔ اور دوسرے سے مشک ناند پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح دونے (نزل) ایک ہی پانی سے پرورش پاتے ہیں۔ لیکن ایک ویسا ہی پھیکا ہوتا ہے۔ اور دوسرا ایسا میٹھا کہ اس سے شکر اور مصری پیدا ہوتی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ایسی لاکھوں مثالیں نظیریں، صورتیں موجود ہیں کہ جن میں بہت فرق اور تفاوت ہے۔ جس کا اندازہ نہیں۔ اور یہاں آپ جملہ بنی آدم کے برابر کہہ رہے ہیں لا حول ولا قوۃ۔

(۷) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۴۹، سطر ۱ (سورہ قمر) عند ملیک ایسے بادشاہ کے پاس مقدر قادر ہے سب چیزوں پر۔ صاحب بحر الرائق نے فرمایا ہے مقعد صدق وحدت قربت کا مقام ہے کہ عنایت کے مرتبہ میں متحقق ہوتا ہے۔ اور کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ عند کا کلمہ تقریب اور تخصیص کی علامت رکھتا ہے۔ یعنی اہل قرب کل اس گھر میں اس مرتبہ کے ساتھ اختصاص رکھیں گے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی عالم میں اس مرتبہ کے ساتھ مخصوص تھے کہ ایست عند ربی

ویطعمنی ویسقینی اور جب وہ مرتبہ جس کے سبب سے خاص لوگ کل کو ناز کریں گے آج آپ کا ادنیٰ رتبہ تھا تو کل قیام میں جو مرتبہ اعلیٰ آپ کو حاصل ہوگا۔ اس کا نشان کون دے سکتا ہے۔ نظم

اے محرم سر لایزال	مرآت جمال ذوالجلالی
مہمان ابیت عند ربی	صاحب دل لاینام قلبی
از قربت حضرت الہی	ہستی بمشایہ کہ خواہی
قربے کہ عبارتش نہ سجد	در حوصلہ خرد نہ گنج
گم گشتہ بود عیارت آنجا	بلکہ نرسد اشارت آنجا

بلفظ

(۸) تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ پارہ ۴، صفحہ ۲۳۳، سطر ۷۔ ودفعننا لك ذكرك یعنی بلند کردیم برائے تو ذکر ترا۔ بایں مرتبہ جامعیت کمالات ترا میسر شد کہ ظل مرتبہ الوہیت گشتی۔ وبایں جامعیت منفرد و طاق برآمدی۔ حالاً ترا خدا یاد کنند۔ مثلاً گویند اللہ و رسول و انا تراست و رسول چنین فرمودہ کہ واجب الاطاعت است۔ علیٰ ہذا القیاس۔ و در حدیث شریف وارد است آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از جبرائیل علیہ السلام پرسیدند کہ رفع ذکر من چگونه فرمودہ اند۔ حضرت جبرائیل گفت علیہ السلام کہ ذکر تو قرین ذکر خود گردانیدہ اند در بانگ نماز و التحیات و اقامت۔ و خطبہ۔ و در کلمہ طیبہ و در کلمہ شہادت۔ و در امر باطاعت کہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و در حرمت معصیت کہ من یعص اللہ و رسوله فان لہ نار جہنم خلدین فیہا ابد ابد ہر جا کہ ذکر خدا آمدہ ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز ہمراہ آست۔ الخ۔ بلفظ۔

فصل دوم:

احادیث سے نبوت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کی مانند نہیں ہیں

(۱) حدیث شریف صحیح بخاری، جلد اول، صفحہ ۲۴۶، سطر ۳۵۔ مصری (باب الوصال) عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا توصلوا قالوا انک توصل قال لست کاحد منکم انی اطعم واسقی ادا انی ابیت اطعم واسقی۔ بلفظ۔ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ وصل نہ کرو۔ یعنی روزہ وصل نہ رکھو۔ عرض کیا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہ آپ جو وصل کرتے ہیں اس لیے ہم بھی روزہ وصل رکھیں گے۔ اس پر فرمایا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں تمہارے کسی آدمی کی مانند نہیں ہوں کہ مجھ کو کھانا پینا دیا جاتا ہے۔ یا یہ کہ مجھ کو رات کو کھانا دیا جاتا اور پانی دیا جاتا ہے۔

(۲) صحیح بخاری جلد اول، صفحہ ۲۴۶، سطر ۳۷۔ مصری عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال نہی

رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم عن الوصال قالوا انک توصل قال انی لست مثکم انی اطعم واسقی۔ یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال سے (یعنی روزہ وصال سے) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی کہ آپ جو وصال کرتے ہیں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق میں تمہاری مثل یا مانند نہیں ہوں مجھے کھانا پینا دیا جاتا ہے۔

(۳) صحیح بخاری جلد اول، صفحہ ۲۴۷، سطر ۲۔ مصری۔ عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لا توصلوا فایکم اذا اراد ان یوصل فلیو اصل حتی السحر قالوا فانک توصل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال انی لست کہیتکم انی ابیت لی مطعم یتطعمنی وساق یتسقینی۔ ترجمہ: یعنی حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق میں نے سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا مت وصل کرو اور اگر وصل کرنے کا ارادہ کرو تو سحری تک وصل کرو۔ عرض کیا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہ تحقیق آپ وصل فرماتے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں تمہاری صورت و شکل و ہیئت کی مانند نہیں ہوں کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ کھانے والا کھلاتا ہے۔ اور پلانے والا پلاتا ہے۔

(۴) صحیح بخاری، جلد اول، صفحہ ۲۴۶، سطر ۵۔ مصری۔ عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ لہم قالوا انک توصل قال انی لست لہیتکم انی یتطعمنی ربی ویسقین۔ بلفظ۔ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ فرمایا۔ منع فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطریق رحمت ان کے لیے پس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ آپ جو خود وصل فرماتے ہیں۔ تب فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں تمہاری شکل و صورت اور خو خصلت کی مانند نہیں ہوں۔ مجھ کو تو میرا رب کھلاتا پلاتا ہے۔

(۵) صحیح بخاری، جلد اول، صفحہ ۲۴۶، سطر ۹۔ مصری۔ ان ابا ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن الوصال فی الصوم فقالہ رجل من المسلمین انک توصل یا رسول اللہ قال وایکم مثلی انی ابیت یتطعمنی ربی ویسقین۔ الحدیث۔ بلفظ۔ یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ میں وصل کرنے سے پس کہا ایک صحابی نے کہ حضور جو خود وصال کرتے ہیں۔ تب فرمایا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کون ہے تمہارے میں مانند (یعنی) تمہارے میں میری مانند کوئی نہیں ہے۔ (تحقیق مجھے میرا رب رات کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔) (الحدیث)۔

اسی قسم کی دو اور احادیث اسی صحیح بخاری میں موجود ہیں۔ بوجہ اطناب ترک کی گئی ہیں۔ ایمان لانے والے کے لیے پانچ احادیث کم نہیں۔ بلکہ ایک ہی حدیث کافی ہے۔ اور نہ ایمان لانے والے کے لیے قرآن شریف بھی کافی نہیں۔

(۶) صحیح مسلم، جلد اول، صفحہ ۳۵۱-۳۵۲ میں سات احادیث کسی قدر خفیف الفاظ کے فرق سے موجود ہیں۔ ان میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ان کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ حسب ذیل ہیں:-

(الف) لست کا احد منکم میں تمہارے میں سے کسی ایک کی مانند نہیں ہوں۔

(ب) انی لست مثلكم تحقیق میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔

(ج) انی لست کھیتکم تحقیق میں تمہاری خود خصلت و شکل و صورت کا نہیں ہوں۔

(د) وایکم مثلی اور کون ہے تمہارے میں میری مثل؟ (یعنی کوئی بھی میری مثل نہیں ہے)۔

دیکھیے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ارشادات فرما رہے ہیں اور تعجب اور افسوس ہے جماعت وہابیہ پر کہ وہ علی الاعلان منہ پھاڑ پھاڑ کر یہ کہہ رہے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری مثل ہیں۔ اس پر بھی بس نہیں۔ بلکہ یہ کہ کتابوں میں شائع کر رہے ہیں کہ وہ جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ العیاذ باللہ۔ ہم کہتے ہیں کہ جس طرح اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی ذات الوہیت میں بے مثل ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات و صفات عبودیت و نبوت و رسالت میں بے مثل ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ثانی محال ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثانی محال ہے۔ اور جن لوگوں کا عقیدہ اس کے خلاف ہے۔ ان پر خدا کی طرف سے نکال و وبال ہے۔

(۷) شفاء قاضی عیاض، و شرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما میں ان احادیث بالا کی شرح یوں ہے: قال ای فیما رواہ شیخان عن ابن عمر و ابی ہریرۃ و انس و عائشۃ (رضی اللہ عنہم) جواباً لقولہم انک تو اصل فکیف تنہانا قال انی لست کھیتکم ای علی صفتکم و ماہیتکم انی بطعمنی ربی و یسقینی۔ بلفظ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا کہ تم میں کون ہے میری مثل جیسے روایت کیا۔ حضرت شیخین (ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے۔ اور ابن عمر اور ابی ہریرہ اور انس اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کے جواب میں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو روزہ وصل رکھتے ہیں۔ پھر ہمیں کیوں منع فرماتے ہیں۔ اس پر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق میں تمہاری ہیئت کا نہیں ہوں۔ یعنی تمہاری صفت اور ماہیت خود خصلت شکل اور مثل کا نہیں ہوں۔ تحقیق مجھ کو میرا رب کھلاتا ہے۔ اور پلاتا ہے۔

(۸) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ۔ جلد ثانی، شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی، صفحہ ۸۶، سطر ۶۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن الوصال فی الصوم نہی کردہ است آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از وصال یعنی روزہ داشتن دور یا زیادہ بے اکل و شراب در میان آن۔ فقالہ رجل پس گفت مرا آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) را مروے از اصحاب انک تو اصل بدرستیکہ تو وصال مے کنی۔ یا رسول اللہ پس مرا چرا منع کنی از اصال حالانکہ تو میخوانی ماراد اتم باتباع خود قال گفت آنحضرت وایکم مشی وکدام یکے از شما مانند من است انی ابیت یطعمنی ربی و یسقینی بدرستیکہ من شب مے کنم در حالیکہ طعام مے دہد مرا آنکہ پرورندہ و تربیت کنندہ من

است و آب مے دہد مرا۔ متفق علیہ۔

بدانکہ علماء را دریں طعام و شراب چند قول است۔ یکے آنکہ طعام و شراب محسوس بود کہ برائے آنحضرت ہر شب از نزد پروردگار مے آنکہ۔ و میخورد دے و مے نوشید۔ و اس کراستے بود از خدائے تعالیٰ مخصوص بوے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ و اس منافی وصال و موجب بطلان صوم نبود۔ اگرچہ خود روزانہ نیز فرض کنند۔ چنانچہ در روایت دیگر آمدہ است اظل عند ربی یطعمنی و یسقینی روزہ مے کم نزد پروردگار خود طعام و شراب مے دہد مرا چنانچہ موجب افطار راست شرعاً طعام و شراب معتاد است۔ اتانچہ بطریقہ خرق عادت از بہشت و از پیش پروردگار آمدہ باشد مبطل صوم نبود الخ۔ بلفظ۔

(۹) مناقج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد اول، صفحہ ۶۳۳، سطر ۶، وصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان میں بعضی راتوں میں وصال فرماتے تھے۔ یعنی برابر روزہ رکھتے تھے۔ نہ کچھ کھاتے اور نہ پیتے تھے۔ اور نہ افطار فرماتے تھے۔ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بوجہ رحمت اور شفقت اور دور اندیشی کے اس سے ممانعت فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس روزہ رکھنے کو منع فرمایا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ جو روزہ وصال رکھتے ہیں۔ ہم کو کیوں اس کی ممانعت فرماتے ہیں۔ باوجود اس بات کے کہ ہمیشہ اپنی متابعت کے لیے فرماتے ہیں۔ فرمایا۔ لست کا احد منکم یعنی میں تم سے کسی کی مانند نہیں ہوں۔ اور ایک روایت میں فرمایا ہے ایکم مثلی یعنی کون تم میں سے میری مثل ہے۔ انی ابلیت عند ربی بیشک میں اپنے پروردگار کے پاس۔ جو میرا پالنے والا ہے۔ تربیت دینے والا ہے۔ رات کو رہتا ہوں۔ یطعمنی و یسقینی۔ وہ مجھ کو کھلاتا ہے۔ اور پلاتا ہے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ میرا ایک کھلانے والا پلانے والا ہے۔ مجھ کو کھلاتا ہے پلاتا ہے۔ اور عالموں کے اس کھانے اور پینے میں بہت سے قول ہیں۔ بعضے کہتے ہیں۔ اس سے مراد طعام و شراب محسوس ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ہر شب کو طعام و شراب بہشت سے آتے تھے آپ کھاتے تھے اور پیتے تھے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خدا تعالیٰ جل شانہ، کی ایک کرامت مخصوص تھی۔ اور خلاف وصال کے اور روزہ کے جاتے رہنے کا سبب نہ تھا۔ کیونکہ جو چیز شرعاً افطار کا سبب ہوتی ہے۔ وہ کھانا معمولی دنیا کا ہے۔ لیکن جو بطریق معجزے کی پروردگار کی طرف سے آئے۔ وہ روزے کے افطار کا اور جاتے رہنے کا باعث نہ ہوگا۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گیارہ روز تک طے کا روزہ چالیس دن کا رکھا ہے۔ الخ۔ بلفظ۔

(۱۰) مواہب اللدنیۃ للشیخ قسطلانی علیہ الرحمۃ، جلد اول، صفحہ ۲۳۸، مقصد ثالث، سطر ۲۳۔ اعلم ان من تمام الایمان بہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الایمان بان اللہ تعالیٰ جعل خلق بدنہ الشریف علی وجہ لم یظہر قبلہ ولا بعدہ خلق آدمی مثله الخ۔ بلفظ۔ یعنی خوب جان لے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کمال ایمان یہ ہے کہ ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر کہ اس نے پیدا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن شریف کو ایسی پر کہ ان کے برابر نہ کوئی پہلے

پیدا ہوا ہے۔ اور نہ ان کے بعد پیدا ہوگا۔ یعنی ان کی مثل یا نظیر کوئی نہیں ہوگا۔

(۱۱) مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ جلد سوم، مکتوبات نمبر ۱۰۰، ترجمہ اردو۔ جاننا چاہیے کہ پیدائش محمدی تمام افراد انسان کی پیدائش کی طرح نہیں۔ بلکہ افراد عالم میں سے کسی فرد کی پیدائش کے ساتھ نسبت نہیں رکھتی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: خلقت من نور اللہ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا ہوں۔ دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں ہوئی۔ اس دقیقہ کا بیان یہ ہے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت واجب الوجود جل شانہ، کے صفات ثنائیہ حقیقیہ اگرچہ دائرہ وجوب میں داخل ہیں لیکن اس احتیاج کے باعث جو ان کو حضرت ذات تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ ان میں امکان کی بوپائی جاتی ہے۔ اور جب صفات حقیقیہ قدیمیہ میں امکان کی بوپائی جاتی ہے تو حضرت واجب الوجود جل شانہ، کی صفات اضافیہ میں بطریقہ اولیٰ امکان ثابت ہوگا۔ اور ان کا قدیم نہ ہونا ان کے امکان پر پہلی دلیل ہوگا۔ کشف صریح سے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش ان امکان سے پیدا ہوئی ہے۔ جو صفات اضافیہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے نہ کہ اس امکان سے جو تمام ممکنات عالم میں ثابت ہے۔ ممکنات عالم کے صحیفہ کو خواہ کتاباں یک نظر سے مطالعہ کیا جائے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مشہود نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کی خلقت کو امکان کا منشاء عالم ممکنات میں ہے ہی نہیں۔ کیونکہ اس عالم سے بدتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا نہ تھا۔ نیز عالم شہادت میں ہر ایک شخص کا سایہ اس کے وجود کی نسبت زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ جب جہان میں ان سے زیادہ لطیف کوئی نہیں۔ تو پھر ان کا سایہ کیسے تصور ہو سکتا ہے۔ بلفظہ۔ (۱۲) شمول الوہابیہ فی ملک النجد یہ مطبوعہ لاہور مطبع فخر الدین صفحہ ۵۹۔ نظم وہابیہ کش۔

السلام عليك مني والصلوة يا رسول صلى الله عليه وآله وسلم
ليس في حسن العمل كيف النجات يا رسول صلى الله عليه وآله وسلم
ما اقول كيف حالي حيث لا يخفى عليك
انت تعلم ما مهني وما سينات يا رسول صلى الله عليه وآله وسلم
انت موج اول الامواج في البحر القديم
ليس مثلك ممكن في الكائنات يا رسول صلى الله عليه وآله وسلم
انت خير الخلق خير الانبياء خير الرسل
مصدر الخيرات محمود الصفات يا رسول صلى الله عليه وآله وسلم
انت جواد كريم نحن قوم سائلون
من نصاب الفضل شيء في الزكوة يا رسول صلى الله عليه وآله وسلم

ان في هجر ك عذابا في عذاب لا يطاق
ان في وصلك حياتا في حيات يا رسول صلى الله عليه وآله وسلم
كنت كنزا مخفيا في كنت كنزا مخفيا
اختفاء النخل في عين النبات يا رسول صلى الله عليه وآله وسلم
سلم الله على روحك و صلى دائما
كل ساعات النهار والليالي يا رسول صلى الله عليه وآله وسلم
يہ نظم قطع الوتین وہابیہ ہے۔ عربی آسان ہے۔ اس لیے ترجمہ نہیں کیا گیا۔ آپ کسی مولوی سے پوچھ لیں۔

عقیدہ نمبر ۱۵- وہابیہ دیوبندیہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے شیطان کو علم زیادہ ہے ملخصاً

برائین قاطعہ صفحہ ۵۱

قولہ: توضیح مطابق نمبر ۱۱، بر عقیدہ نمبر ۱۵- آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۵ یہ لکھا ہے کہ برائین کے صفحہ ۵۱ پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے۔ مشہور و مصدق صاحبان! اگر آپ یہ عبارت بعینہ کتاب مذکور میں دکھلا دیں تو آپ کو پھولوں کا باردوں ورنہ گلا۔۔۔۔۔ کے لیے تیار رکھیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۲۶، سطر ۱۰- اقول: مفتی جی! حسب عادت مستمرہ آپ نے عبارات برائین سے قطعی انکار کر دیا۔ کیا میں نے اشتہار میں بلفظہ یا بعینہ کا لفظ لکھا ہے۔ یا ملخصاً کا لفظ اس میں موجود ہے۔ آپ نے صفحہ ۵۱ کو بھی دیکھا ہے۔ یا یونہی لکھ دیا ہے۔ مگر افسوس کہ اپنے بزرگوں کی اردو عبارت کا بھی مطلب نہیں سمجھا۔ اس پر زیادہ کیا آپ کی فہمید اور علمیت کا اندازہ کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ بلا سمجھے بوجھے جواب دیتے ہیں۔ لہٰذا میں اصل عبارت برائین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ کی ذیل میں لکھتا ہوں۔ تاکہ آپ کو پھولوں کے ہار یا گلا تیار رکھنا یاد آ جائے۔ اور اردو عبارت سمجھنے کا بھی ملکہ حاصل ہو۔ وہو ہذا۔ الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاص نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسد سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت علم نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کورد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ بلفظہ، صفحہ ۵۱ پر نظر نہ آیا۔ آپ کو معلوم نہیں کہ مولوی محمد عبدالسمیع مرحوم نے اپنی کتاب انوار ساطعہ میں لکھا تھا۔ وہ مضمون یہ ہے:- جب ملک الموت ہر جگہ موجود ہے تو اس کو شرک کہنا جائز ہے۔ وہ تو مقررین ملائکہ میں سے ہے۔ شیطان لعین کو دیکھو کہ وہ بھی ہر جگہ موجود ہے۔

پھر شرک کیسے ہوا۔ اور اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو تمام مخلوق الملائکہ وغیرہ سے افضل ہیں۔ تو ان کے ہر جگہ فیض رساں ہونے میں کیونکر شرک ہوگا۔ الخ۔ اس پر مولوی خلیل احمد آپ کے بزرگ یہ درفشانی فرماتے ہیں کہ شیطان و ملک

الموت کو یہ وسعت علم کی نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کورد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ بلفظہ۔ مطلب اس کا یہ ہوا کہ شیطان اور ملک الموت کی وسعت یا زیادتی علم پر نص موجود ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعت علم پر کوئی نص نہیں۔ اس لیے شیطان لعین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم زیادہ ہے۔ اگر کوئی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو شیطان کے علم سے زیادہ بلکہ برابر بتائے گا تو شرک ہوگا۔ اب سمجھے یا نہیں۔ اگر نہیں سمجھے تو آپ سے خدا سمجھے۔ علم کی بحث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے عطا فرمایا ہے ہو چکی ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضور کے علم کی تھا یا حد نہیں۔ حتیٰ کہ لوح محفوظ کا تمام علم ان کے علموں میں سے ایک شے ہے۔ مخلوق الہی میں سے کوئی فرشتہ یا جن و انس میں سے کوئی بھی حضور کے علم سے زیادہ یا برابر جاننے والا ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ سخت کفر کی گستاخی ہے۔

قولہ: توضیح۔ مطالبہ نمبر ۱۱- ہم نے کتاب مذکور میں عبارت عقیدہ نمبر ۱۱ تلاش کرنے کے بعد یہ لکھا ہے کہ اس میں یہ عبارت نہیں ہے۔ جب یہ عبارت اس میں نہیں تو کیوں یہ عقیدہ آپ کا نہ سمجھا جائے۔ بقول حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ):- کلام الفوائد بدل علی اللسان۔ اور کیوں اس کذب نویسی کے باعث آپ کو آیت علی الکاذبین کا مصداق نہ قرار دیا جائے (کسی کو خواہ خواہ وہابی کہنے کی سزا ہے)۔ بلفظہ۔ صفحہ ۲۶، سطر ۱۲- اقول: مفتی جی! آپ نے عبارت کی تلاش آنکھ بند کر کے کی۔ اگر آنکھیں کھول اور دماغ کو پھول کر ڈھونڈتے تو ضرور یہ عبارت جو دکھلا چکا ہوں مل جاتی اور ندامت اٹھانی نہ پڑتی۔ اب بھی آپ کی آنکھ نہیں کھلی۔ اس سہ سطر عبارت میں تین غلطیاں کیں۔ اول: عقیدہ نمبر ۱۵ کو عقیدہ نمبر ۱۵ لکھ دیا۔ دوم: آیت شریف علی الکاذبین کو رسم الخط کے خلاف لکھا۔ سوم: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ کلمہ تعظیمی نہیں لکھا۔ اب بھی اپنی آنکھیں کھولیں۔ ورنہ بہتر ہے کہ نہ بولیں۔ اور جو آپ جملہ آیت شریف علی الکاذبین کا مجھے مصداق لکھتے ہیں۔ یہ بالکل جھوٹ اور غلط ہے۔ اس کے مصداق آپ ہی موزوں ہیں۔ جن کا خدا بھی اس میں مطعون ہے۔ تصدیق اس کی یوں ہے کہ اس آیت شریف کے جملہ علی الکاذبین کے اعداد جمل نویسی (۹۲۳) ہیں۔ اور اسی طرح (مفتی مصنوعی مع حزب) اور (مفتی نفسانی عبد اللہ) اور نالائق ابد مفتی عبد اللہ و حزب وہابیہ کے بھی وہی اعداد نویسی (۹۲۳) ہی ہیں۔ یہ اس لیے کہ آپ خالص سنی حنفی مسلمانوں کو خواہ وہ حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً کے ہی ہوں۔ بدعتی، کافر، مشرک کہتے ہیں۔ یہ اس کی سزا ہے مگر اس کی آپ کو کیا پروا ہے۔ جب کہ آپ خود بدولت بڑے گھر میں تشریف فرما رہ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا رحم کرے۔

باب دوازدہم

عقیدہ نمبر ۱۶

یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے، ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے (بلفظہ - حفظ الایمان، اشرف علی صفحہ ۷)۔

قولہ: توضیح، مطالبہ نمبر ۱۳، بر عقیدہ نمبر ۱۶۔ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۶ یہ لکھا ہے کہ حفظ الایمان میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے۔ ایسا علم زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے آپ نے اس عبارت کے نقل کرنے میں چالاکی سے کام لیا ہے۔ عبارت کا اول و آخر چھوڑ کر مخلوق کو آپ نے خوب مغالطہ میں ڈالا ہے۔ یہ کام اسی سے ہو سکتا ہے جسے ایمان کی خواہش اور عاقبت کا خوف نہ ہو پوری عبارت اتمام حجت کی غرض سے یہاں نقل کی جاتی ہے۔ ”(آپ کی نبی علیہ السلام) ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل علم۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔“ بلفظہ، صفحہ ۲۶، سطر ۱۸۔ اقول: مفتی جی! شکر ہے کہ اس عبارت کے موجود ہونے کا آپ نے اقرار کر لیا ہے مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی لکھ دیا کہ عبارت کے نقل کرنے میں چالاکی سے کام لیا۔ عبارت کا اول و آخر چھوڑ کر مخلوق کو خوب مغالطہ میں ڈالا۔ مگر افسوس یا رعیار پر کہ اس چالاکی یا مغالطہ کو تحریر نہیں کہ جو عبارت میں نے نقل کی اس میں کیا چالاکی کی تھی۔ اور مخلوق کو کیا مغالطہ ہوا۔ اور آپ نے اس کی پوری عبارت اتمام حجت کے لیے جو نقل کی اس نے کیا صفائی کی اور کس چالاکی اور مغالطہ کا دغیہ کیا۔ یا بس یونہی عبارت لکھ دی۔ اور اپنی زبان سے بکواس کر دیا اور اس عبارت کے نقل کرنے میں بھی چند غلطیاں کیں۔ مثلاً میری عبارت میں صرف زید و عمر و لکھ دیا۔ گویا بکر کا لفظ اپنے پاس سے ڈال دیا اور اصل عبارت میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ”لیکن آپ نے“ حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔“ میں لفظ ”ہی“ کو اپنی طرف سے لکھ دیا۔ اور اصل عبارت میں ”ہر صبی و مجنون“ درج ہے۔ لیکن آپ نے ”ہر صبی مجنون“ لکھ دیا ہے۔ خوب چالاکی اس کو کہتے ہیں۔ جو صریح غلطیاں کی ہیں۔ میں نے عبارت کو مختصر نقل کیا ہے۔ لیکن آپ نے پوری عبارت نقل کر

کے میرے مضمون کو اور بھی واضح کر دیا اور اس پر اور واضح کیا جاتا ہے۔ دیکھو رسالہ حفظ الایمان میں تین سوالات ہیں۔ اور ان کے جوابات ہیں۔ تیسرا سوال وہ ہے جس کا جواب مولوی اشرف علی صاحب نے مندرجہ بالا دیا۔ جس کو آپ نے بھی پورا نقل کر دیا ہے۔ اصل سوال یہ ہے اور زید کہتا ہے کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں۔ بالذات اس کے معنی کہ عالم الغیب خدا تعالیٰ کے سوال کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور بواسطہ اس معنی کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب تھے۔ زید کا یہ استدلال اور عقیدہ کیسا ہے۔ بیوا تو جزوا۔ بلفظہ۔ صفحہ اول، حفظ الایمان، سطر ۶۔ میں کہتا ہوں کہ اس سوال میں صاف لکھا ہے۔ علم غیب دو قسم پر منقسم ہے۔ ایک بالذات جو خاصہ خدا ہے۔ دوسرا اس میں شریک نہیں جب تک خداوند تعالیٰ خود مطلع نہ کرے۔ اور دوسری قسم کا علم غیب بالواسطہ ہے۔ یعنی جو خداوند تعالیٰ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماکان و ماسکون کا عطا فرمایا اس کا جواب مولوی اشرف علی صاحب یوں دیتے ہیں:- اور جو علم بواسطہ ہواس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے۔ تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع اور ناجائز ہوگا۔ اس لیے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا۔ الخ، بلفظہ۔ اس پر بھی زیادہ غصہ جب مولوی صاحب کو آیا تو غصہ و غیظ و غضب میں اس طرح پر رسالہ حفظ الایمان برائے نام میں نکل گیا۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض سے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۷-۸ حفظ الایمان مولوی اشرف علی دیکھئے اس تمام عبارت سے بالکل اظہر من الشمس ہو گیا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نعوذ باللہ کوئی خصوصیت علم غیب کی نہیں۔ ایسا علم غیب زید و عمر و بلکہ ہر لڑکے اور پاگل اور جانوروں چارپایوں اور ڈنگروں کو بھی حاصل ہے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب ہے نعوذ باللہ منها من سذل الخرافات و الخزعبيلات۔ یہ ہے آپ کے امام یا بزرگ مولوی اشرف علی۔ اور آپ کا عقیدہ۔ یہی وجہ ہے کہ عرب و عجم کے فتاوے کفر لگے ہوئے ہیں۔ قولہ: مطالبہ نمبر ۱۲۔ آپ کے اشتہار کی عبارت عقیدہ نمبر ۱۶ سے واضح ہے کہ آپ نبی علیہ السلام کو غیب دان جانتے ہیں۔ بتلائے کل غیب کے جاننے والے جانتے ہیں۔ یا بعض کے اگر کل کے جانتے ہیں تو آئیے۔ لا یعلم الغیب الا اللہ و عنده مفاتیح الغیب وغیرہم کا آپ کے پاس کیا جواب ہے۔ اور اگر بعض غیب کا جانتے ہیں۔ تو کیا بہت سی باتیں پوشیدہ ایسی نہیں جو دوسروں کو معلوم ہوں۔ اور آپ کو معلوم نہ ہوں۔ یا اس کے برعکس۔ تو اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی خصوصیت ثابت فرمائیے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۲۷-۳۔ اقول: مفتی جی! ہمارا اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام علوم ماکان و ماسکون کے عطا فرمادیئے ہیں۔ اور یہ علوم غیب کل اور بعض سب بخش دیئے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک ذرہ بھی حضور سے پوشیدہ نہیں۔ مفصل بحث اور اثبات علم غیب باب ششم عقیدہ نمبر ۸-۹ میں گزر چکی ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ بتلائیے کہ مولوی اشرف علی آپ کے پیغمبر نے جو یہ عبارت اور اپنا

عقیدہ لکھا ہے کہ ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون۔ بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ کس آیت حدیث کا ترجمہ ہے۔ یا کسی کتاب سلف و خلف میں ایسا لکھا ہے میں یقین دلاتا ہوں کہ یہ بات نہ آیت میں ہے نہ حدیث میں کسی بزرگان دین کی کتاب میں ہاں مولوی اشرف علی کے قرآن میں ہو تو اس سے نکال کر پیش کیجئے۔ یہ سب افتراء اور تہمتیں کے اپنے ناپاک دل اور قلم سے نکلے ہوئے خبیث کلمات ہیں۔ جن کا تمغہ ان کو مل چکا ہے۔

العیاذ باللہ الرحیم الکریم

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔

باب نیر ذہم

عقیدہ نمبر ۱۷-۱۸

عقیدہ نمبر ۱۷: خدا سے ہم کو کام ہے۔ آنحضرت ﷺ سے نہیں

با خدا داریم کارو با خلائق کار نیست

بلفظہ بسط البنان، صفحہ ۷

عقیدہ نمبر ۱۸، حق سبحانہ، تعالیٰ کو جہت و مکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے۔

ملخصاً۔ ایضاً الحق۔ مولوی اسماعیل امام الطائفہ و ہابیہ نجدیہ و دیوبندیہ صفحہ ۳۵-۳۶

قولہ: عقیدہ نمبر ۱۷-۱۸ آپ نے بسط البنان و ایضاً الحق کے حوالہ پر لکھے ہیں۔ چونکہ یہ کتابیں میرے پاس نہیں ہیں۔ ان عقائد کے متعلق جو کہ سراسر افتراء معلوم ہوتے ہیں۔ کتابوں کے ملنے پر لکھا جائے گا۔ بلفظہ۔ صفحہ ۲۷، سطر ۸۔ اقول: معنی جی! نہایت افسوس ہے۔ آپ کی عقل و دانش پر۔ درآں حالیکہ وہ کتابیں آپ نے دیکھی بھی نہیں۔ اور نہ آپ کے پاس موجود ہیں۔ اور نہ آپ نے دیوبند یا سہارنپور سے منگوا کر دیکھیں۔ بلا دیکھے افتراء لکھ دیا اور لفظ سراسر بھی قلمبند فرما دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پر ہزاروں نکتہ چینیوں ہوں۔ اور برے برے لفظ استعمال کیئے جاتے ہیں۔ اور شرک و کفر لگایا جاتا ہے مگر خود غیب کی خبریں اور باتیں کہہ رہے ہیں کہ ”سراسر افتراء معلوم ہوتے ہیں“۔ کہیے کیونکر معلوم ہوا کہ (جو میں نے کتابوں کی عبارتیں اور ان کے صفحے لکھے ہیں) وہ سراسر افتراء ہیں۔ کیا یہ غیب کی باتیں اور غیب کی خبریں نہیں۔ حالانکہ برابر عبارات لکھتا ہوا چلا آ رہا ہوں۔ مگر بے شرمی کا کیا علاج۔ جو کسی حکیم کے پاس بھی نہیں۔ کتاب رسالہ بسط البنان کی عبارت تو بلفظہ صفحہ ۷ سے اپنے اشتہار میں درج کر چکا ہوں۔ جس کا خلاصہ نمبر ۱۷ ہے مگر اس کو بھی آپ نے نہیں دیکھا۔ وہ یوں ہے

با خدا داریم کارو با خلائق کار نیست

یہ مصرعہ فارسی زبان کا ہے۔ شاید آپ نے سمجھا نہ ہو۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ”ہم کو خدا سے کام ہے۔ اور کس شخص سے جو مخلوق میں سے ہے۔ اس سے کام نہیں۔“ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خلائق میں سے ہیں۔ اس لیے ان سے بھی کام نہیں۔ بس خلاصہ میرے مضمون عقیدہ و ہابیہ کا یہ ہوا کہ ”خدا سے ہم کو کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمیں۔“ یہ مضمون یا خلاصہ یا عبارت جو بسط البنان میں ہے۔ وہ تقویۃ الایمان سے لیا گیا ہے وہ یوں ہے:-

اصل عبارات تقویۃ الایمان

(الف) تمام آسمان اور زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے۔ بلفظ۔ صفحہ ۶، سطر ۲۲۔

(ب) سو جان رکھو کہ بیشک بات یوں ہے کہ نہیں کوئی حاکم سوائے میرے اور کوئی مالک سوائے میرے۔ بلفظ۔ صفحہ ۶۔

(ج) (خدا نے قول و قرار لیا) میرے سوائے کسی حاکم و مالک نہ جانو۔ اور کسی کو میرے سوائے نہ مانو۔ بلفظ۔ صفحہ ۶۔

(د) اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو نہ مان (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نہ مان) بلفظ۔ صفحہ ۱۸، سطر ۱۱ اب میں اس عقیدہ کی تردید قرآن شریف اور احادیث سے کرتا ہوں۔

فصل اول:

آیات قرآن شریف سے تردید

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولا تاكلوا اموالکم بینکم بالباطل و تدلوا بها الى الحکام۔ (سورہ بقرہ) یعنی مت آپس میں کے مال ناحق یا فریب سے۔ اور نہ لے جاؤ حاکموں کے پاس کہیے یہ خدا کے سوا کون حاکم ہیں؟

(۲) قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله الآية یعنی کہہ دے (اے رسول من) کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے چاہتے ہو۔ تو میری پیروی کرو۔ اور میرا حکم مانو۔ تب اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ کہیے یہاں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کا حکم ماننے کو فرماتا ہے۔

(۳) اذا حكمتم بين الناس ان تحكموا بالعدل۔ (سورہ النساء) یعنی جب تم حکم کرو لوگوں میں تو انصاف اور عدل سے حکم کرو۔

کہیے خدا کے سوا کون ہیں جن کو حکم ہو رہا ہے؟

(۴) اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولی الامر منکم الآية۔ (سورہ النساء) یعنی اے لوگو حکم مانو اللہ تعالیٰ کا۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ اور حکم مانو بادشاہوں اسلام یا مجتہدین کا جو تم میں سے ہیں۔ کہیے خدا کے رسول اور اس کے تابعداران مجتہدین و بادشاہان اسلام کے حکم ماننے کا حکم ہو رہا ہے۔ ابھی ماں باپ، استاذ، مرشد باقی ہیں اور مولوی اسماعیل کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔ وہابیہ کا عمل در آمد یہاں قرآنی آیت پر نہیں۔ بلکہ تقویۃ الایمان ہے۔

(۵) من يطع الرسول فقد اطاع الله۔ (سورہ النساء) جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی یا حکم مانا۔

اس نے تحقیق اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ اور حکم مانا۔
دیکھیے یہاں اللہ تعالیٰ نے خود رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے ساتھ ذکر فرمایا یعنی جیسا حکم اللہ تعالیٰ کا ہے۔ ویسا ہی حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

(۶) فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم الآية۔ (سورہ النساء) یعنی پس قسم ہے پروردگار تیرے کی کہ نہیں ایمان لائیں گے۔ جب تک کہ حاکم بنادیں تجھ کو بیچ اس چیز کے کہ جھگڑا پڑے درمیان ان کے۔

دیکھیے یہاں پر اللہ تعالیٰ قسم کے ساتھ فرماتا ہے کہ جب تک لوگ تم کو اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنا حاکم اور منفعت نہ بنالیں گے۔ وہ مسلمان ہی نہیں۔ اور آپ کے امام الطائفہ یہ کہہ رہے ہیں کہ خدا کے سوائے کسی کو مانو ہی مت اور نہ کسی کو حاکم جانو۔ فرمائیے یہ کن آیات کا ترجمہ ہے۔ یہ سب خانہ ساز باتیں ہیں۔

فصل دوم:

چند احادیث سے تردید

(۱) حدیث شریف: لا يؤمن احدکم حتى اکون احب الیه من والده وولده و الناس اجمعین۔ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے میں کوئی بھی مسلمان مومن نہ ہوگا۔ جب تک کہ وہ شخص اپنے باپ اور بیٹے اور تمام لوگوں سے مجھ کو زیادہ محبت نہ کرے (متفق علیہ)

(۲) حدیث شریف: فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من اطاعتی دخل الجنة ومن عصانی فقد ابی۔ یعنی جس نے میرا حکم مانا۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس نے میرا حکم نہ مانا۔ اس نے میرا انکار کیا (وہ دوزخ میں داخل ہوگا)۔ صحیح بخاری

(۳) حدیث شریف طویل: فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فمن اطاع محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقد اطاع الله ومن عصی محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقد عصی الله۔ یعنی پس جس نے حکم مانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ پس تحقیق حکم مانا اس نے اللہ تعالیٰ کا۔ اور جس نے نافرمانی کی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ اس نے نافرمانی کی اللہ تعالیٰ کی۔

دیکھیے یہ احادیث بھی مثل آیات کے ہیں۔ سبحان الله وبحمده۔ یہ بات سب سچ ہے کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو کوئی نہ مانے۔ خدا تعالیٰ کا حکم مان سکتا ہی نہیں۔ کیونکہ وہی خدا نما ہیں۔ اور کثرت سے احادیث اسی قسم کی موجود ہیں۔ بوجہ اطناب ترک کی گئی ہیں۔

عقیدہ نمبر ۱۸ کی اصل عبارت

عقیدہ نمبر ۱۸ کی عبارت ایضاً الحق الصریح فی احکام المیت والضرع مترجم مطبع فاروقی دہلی۔ جو آپ کو نہیں ملی اس طرح پر ہے۔

فائدہ اولیٰ در بیان آنچه در بدعت حقیقیہ داخل است۔ و آن مشتمل بر چند مسائل است

مسئلہ اولیٰ۔ باید دانست کہ مسئلہ در وحدت وجود و شہودہ بحث تنزلات خمسہ وصال در اول و تجدید و مثال و کمون و بروز و المثال آن از نباست تصوف و همچنین مسئلہ تجرد واجب و بساطت او تعالیٰ بحسب ذہن یعنی تنزیہ و تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و اہمیت و ترکیب عقلی و محبت عینیہ و زیادہ صفات و تاویل تشابہات و اثبات رویت بلا جہت و جہافات و اثبات جوہر و ابطال ہیولی و صورت و نفوس و عقول یا بالعکس و کلام در مسئلہ تقدیر و کلام و قول بصدور عالم بر سبیل ایجاب و اثبات قدم عالم و امثال آن از مباحث و فن کلام والہیات و فلاسفہ ہم از قبیل بدعات حقیقیہ است۔ اگر صاحب آن اعتقادات مذکورہ را از جنس عقاید دینیہ می شمارد والا دریں جزو زمان در بدعات حکمیہ البتہ مندرج است۔ چہ سعی در ادراک حقیقہ آن و اہتمام تنقیح آن و معدود شدن صاحب آن در زمرہ علماء دین و حکما رہا بنین و تدرج بآں در مقام ذکر کمالات دینیہ در عرف عوام بلکہ در کلام خواص ہم دائر و سائر است بلفظہ صفحہ ۳۵-۳۶۔

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ فائدہ اولیٰ اس بیان میں ہے۔ جو باتیں بدعت حقیقیہ میں داخل ہیں۔ اس میں کئی مسئلے ہیں۔ پہلا مسئلہ ہے کہ مسئلہ وحدت وجود اور شہود اور بروز اور کمون تصوف کی باتیں خدا تعالیٰ کا مجرد یا بسیط (واحد) ہونا۔ یا اللہ تعالیٰ کے تجرد اور بساطت پر اعتقاد رکھنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو زمان اور مکان اور طرف اور ماہیت اور ترکیب عقلی سے پاک کہنا وغیرہ وغیرہ۔ سب بدعات حقیقیہ کی قسم سے ہیں۔ اگر اعتقادات دینیہ سے گئے جائیں ورنہ اس زمانہ میں بدعات حکمیہ کی قسم میں داخل ہیں۔ الخ۔ اس تمام عبارت کا میرا خلاصہ مضمون صرف یہ ہے کہ ”حق تعالیٰ کو جہت و مکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے“ اگر اب بھی آپ کو میری طرف سے افترا ہی نظر آتا ہے۔ تو بس معلوم ہو گیا کہ آپ کی نظر ہی نہیں اور آپ کو رہے ہیں۔ دیکھیے آپ کے امام الطائفہ نے خداوند تعالیٰ کو مجرد اور بسیط اعتقاد کرنا بھی بدعات حقیقیہ میں داخل کر دیا ہے۔ اور زمان و مکان اور جہت یا طرف و ماہیت و ترکیب سے پاک و منزہ اعتقاد کرنا بھی بدعات حقیقیہ میں شمار کیا ہے۔ اور گمراہی لکھا ہے۔ ان کی نسبت یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک زمانہ میں ہونا۔ ایک خاص مکان میں رہنا۔ اور ایک طرف خاص مشرق یا مغرب شمال یا جنوب یا فوق یا تحت میں ہونا اور اس کی صورت و شکل خاص کا ہونا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی اور بچوں کا ہونا اعتقاد کیا جائے۔ العیاذ باللہ۔ اس عقیدہ کی تردید میں اہلسنت کا مذہب یوں ہے۔

تردید عقیدہ نمبر ۱۸ کتب معتبرات

(۱) تحفہ اثنا عشریہ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۲۱۹، سطر ۱۱۔ عقیدہ سیزدہم۔ آنکہ حق تعالیٰ را مکان نیست۔ و اورا چہ از فوق و تحت متصور نیست۔ و ہمیں است مذہب اہلسنت و جماعت۔ بلفظہ۔

(۲) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ دفتر اول، حصہ چہارم، صفحہ ۱۱۰، سطر ۱۵۔ امر تشری۔ مکتوب نمبر ۲۶۶ (اللہ تعالیٰ) جسم و جسمانی نیست و مکانی و زمانی نہ۔ بلفظہ۔

(۳) عقائد شمسی ترجمہ عقائد شمسی۔ صفحہ ۳۲، سطر ۱۷۔ نہ وہ (خداوند تعالیٰ) متمکن کسی مکان میں ہے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۲، سطر ۱۷۔ خداوند تعالیٰ پر زمانہ جاری نہیں ہوتا۔ یعنی وہ ذات زمانی نہیں ہے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۲۳، سطر ۹۔

(۴) سبیل الجنان ترجمہ تکمیل الایمان۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، صفحہ ۶، سطر ۱۹۔ ولا فی جہت ولا فی مکان ولا فی زمان۔ پروردگار عالم نہ کس طرف ہے نہ کس مکان میں ہے۔ نہ کس وقت میں۔ بلفظہ۔

(۵) مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر مصری صفحہ ۶۲۹، سطر ۱۰۔ وبائبات المکان للہ تعالیٰ فان قال اللہ فی السماء فان قصد بہ حکائتہ ما جاء فی ظاہر الاخبار لا یکفروا اذا اراد بہ المکان کفر وان لم تکن لہ نیتہ یکفر عند اکثرہم و علیہ الفتویٰ کما فی البحر۔ بلفظہ۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے مکان ثابت کرنا۔ (کفر ہے) پس اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے۔ اگر اس کا قصد بطور حکایت کے ہو جیسا کہ ظاہر احادیث میں آیا ہے تو کافر نہیں ہوتا اور جب ارادہ کرے اور قصد کہے کہ وہ کسی مکان خاص میں ہے تو وہ ضرور کافر ہو جائے گا۔ خواہ اس کی نیت نہ ہو۔ اکثر کے نزدیک کافر ہو جاتا اور اسی پر فتویٰ ہے۔ جیسا کہ بحر میں ہے۔

(۶) فتاویٰ عالمگیری ترجمہ اردو جلد دوم صفحہ ۸۳۶-۸۳۷ اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کے لیے جہت و مکان ثابت کیا وہ کافر ہے۔ بلفظہ۔ اسی طرح تمام کتب اہلسنت و جماعت میں درج ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے مکان و زمان و جہت ثابت کر کے اس پر اعتقاد رکھے وہ کافر ہے۔ مگر آپ کے امام الطائفہ اس پر بڑے شد و مد اور سختی سے اعتقاد رکھتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا خاص مکان بھی ہے۔ وغیرہ وغیرہ بلکہ جو شخص ایسا اعتقاد نہ رکھے وہ بڑا بھاری حقیقی اور حکمی بدعتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب میں اس مسئلہ پر ایک فتویٰ خود علماء دیوبند کا لکھتا ہوں

(۷) دیوبندی مولویوں کا ایمان مشتملہ محمد عبدالغنی رامپوری مورخہ ۱۸۔ صفر الحظفر ۱۳۲۹ھ مطبوعہ اہلسنت و جماعت بریلی۔ لے اکثر لوگ اس کو امر تشری پڑھتے ہیں حالانکہ یہ لفظ امر تشری ہے۔ امرت سرہند و ستان کا ایک شہر ہے۔ ۱۲۔ تو گہروی

علماء دیوبند کا فتویٰ کفر اپنے امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی پر

سوال: کیا ارشاد ہے علماء دین کا اس شخص کے بارے میں جو یہ کہے کہ جناب باری تعالیٰ عز اسمہ کو زمان و مکان اور ترکیب عقلی سے پاک کہنا اور اس کا دیدار بے جہت و بے محاذات حق جاننا بدعت ہے۔ یہ قول کیسا ہے۔ بینوا و تو جروا۔

جواب (۱): یہ شخص عقائد اہلسنت والجماعت سے جاہل اور بے بہرہ ہے۔ اور یہ اعتقاد اور مقولہ جو درج سوال ہے کفر ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ حضرات سلف صالحین اور آئمہ دین کا یہی مذہب ہے۔ اور یہی احادیث صحیحہ و کلام اللہ شریف کی آیات صریحہ سے ثابت ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ، زمان اور مکان اور جہت سے پاک ہے۔ اور دیدار اس کا بہشت میں مسلمانوں کو نصیب ہوگا۔ چنانچہ کتب عقائد اس سے مٹھون ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔ مہر رشید احمد ۱۳۱۵ھ لکھنؤ،

جواب (۲): الجواب صحیح۔ اشرف علی غفری عنہ۔

جواب (۳): اگر حق تعالیٰ کو زمان و مکان سے اور ترکیب سے پاک نہ مانا جائے گا تو حق تعالیٰ کا محتاج ہونا اور صفات حادث کے ساتھ متصف ہونا لازم آئے گا۔ حالانکہ حق تبارک و تعالیٰ احتیاج سے منزہ و صمد الیہ کے ساتھ متصف ہے۔ کم یزل اور لایزال اس کی صفت ہے۔ زمان و مکان حادث و مخلوق ہیں۔ کان اللہ و لکم یکن معہ شئی قال اللہ تعالیٰ کل شئی ہالک الا وجہہ و قال اللہ تعالیٰ لیس کمثلہ شئی و هو السميع البصیر۔ الغرض حق تعالیٰ کو زمان و مکان سے اور ترکیب عقلی سے منزہ جاننا عقیدہ اہل ایمان کا ہے۔ اس کا انکار الحاد اور زندقہ ہے۔ اور دیدار حق تعالیٰ جو آخرت کو ہوگا۔ مومنین کو وہ بے کیف اور بے جہت ہوگا۔ مخالف اس عقیدہ کا بد دین اور ملحد ہے۔ کتبہ عزیز الرحمن مفتی و مدرسہ دیوبند۔ (و توکل علی عزیز الرحمن)

جواب (۴): الجواب صحیح۔ بندہ محمود غفری عنہ مدرس اول مدرسہ دیوبند۔

جواب (۵): الجواب صحیح۔ محمود حسن غفری عنہ۔

جواب (۶): الجواب صحیح۔ غلام رسول غفری عنہ۔

جواب (۷): زمان و مکان اور ترکیب یہ سب علامات حدوث و خواص امکان ہیں۔ واجب تعالیٰ سبحانہ، ان سب سے بری ہے۔ چنانچہ شرح عقائد نسفی میں جو ایک متداول کتاب ہے لکھا ہے۔ الخ۔ حررہ المسکین محمد سید اقی غفری عنہ۔

جواب (۸): الجواب صواب۔ محمود حسن مدرس دوم مدرسہ شاہی۔ مراد آباد۔

جواب (۹): ایسے عقیدہ کو بدعت کہنے والا دین سے ناواقف ہے۔ ابوالوفاء ثناء اللہ مہر ثناء اللہ المحمود ۱۳۱۵ھ بلفظہ فتویٰ

ختم ہوا۔

سلف صالحین کا مخالف ہے۔ لیجئے۔ ع

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

عجیب ہوشیاری وزیر کی مستفتی کی

اس فتوے کے حاصل کرنے میں سائل مستفتی نے کمال عقلمندی اور ہوشیاری کی۔ جو قابل تعریف و داد ہے کہ اس استفتا میں انہوں نے مولوی اسماعیل دہلوی کا عقیدہ ظاہر کر کے پیش نہیں کیا۔ جس سے علماء دیوبند کو پتا بھی نہیں لگا کہ ہمارے امام کا یہی عقیدہ ہے۔ اگر علماء دیوبند کو پتا لگ جاتا۔ تو ایسا فتویٰ کفر کا بھی نہیں دیتے۔ بلکہ بتاویلات رکیکہ اپنے امام کی حمایت میں مدد کرتے۔ اور مرنے مارنے پر ہو جاتے: اللہ! اللہ! ایمان!!! دیکھو مولوی اسماعیل دہلوی کو شہید مرحوم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ خطابات دیتے دیتے ملحد، زندیق، بد دین، کافر، جاہل، بے بہرہ، خود ہی ثابت کر دیا۔

باب چہارم

عقیدہ نمبر ۱۹

وہابیہ دیوبندیہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولود شریف کرنا اور قیام تعظیمی کے لیے کھڑا ہونا بدعت و شرک ہے۔ اور بمثل کنھیا کے جنم کے ملخصاً

(فتویٰ رشید احمد صفحہ ۱۳، براہین قاطعہ صفحہ ۲۲۸)

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۱۳۔ بر عقیدہ نمبر ۱۹۔ آپ کے عقیدہ نمبر ۱۹۔ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کے فتاویٰ کے حوالہ پر لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولود شریف کرنا۔ قیام تعظیمی کے لیے کھڑا ہونا بدعت اور شرک ہے۔ اور نقل کم کے جنم کی صفحہ ۱۳۔ مولانا مرحوم کے فتاویٰ کا صفحہ ۱۳ دیکھا گیا۔ اس میں اس عبارت کا کہیں نشان نہیں۔ لیکن فتاویٰ کے دوسرے صفحات میں مولانا مرحوم نے ضرور مولود مروجہ کی مجالس کی بوجہ قبیحات شرعیہ کے مملو ہونے کے بدعت مذمومہ لکھا ہے اور قیام کو بھی بلفظ صفحہ ۲۷۔ سطر ۱۰

اقول: مفتی جی! اپنی عادت ضرور پوری کر لیا کرتے ہیں۔ یعنی پہلے عبارت محولہ کا انکار کرنا اور بعد میں اقرار کر لینا خدا! اگر عبارت صفحہ ۱۳ میں نہ ہوئی صفحہ ۱۴ میں ہوئی تو اس میں فرق کیا ہوا۔ ممکن ہے فتاویٰ کے طبع ہونے کے جدا گانہ تاریخیں مطبع ہوں۔ خیر شکر ہوا کہ آپ نے عبارت محولہ کو قبول کر لیا۔ ایک غلطی آپ نے کی وہ یہ ہے کہ میں نے لفظ ”مثل کنھیا کے جنم کی“ لکھا تھا۔ اور آپ نے اس کی جگہ ”نقل کنھیا کے جنم کی“ لکھ دیا ہے۔ لیکن مولوی رشید احمد کے لیے جو آپ نے لکھا ہے کہ انہوں نے اس مجلس مولود شریف کو بوجہ قبیحات شرعیہ بدعیہ مذمومہ لکھا ہے اور قیام کو بھی۔ یعنی مولود شریف اور قیام دونوں بدعت مذمومہ لکھا ہے۔ مگر یہ غلط ان کے فتاویٰ میں قیام تعظیمی کو شرک لکھا ہوا ہے۔ وہی میں نے لکھا مگر آپ اس کو ہضم کر گئے اور جو مثل کنھیا کے جنم کی میری عبارت میں لکھا ہوا ہے۔ جو میں نے ان کے فتاویٰ سے نقل کیا ہے۔ اس کا ذکر تک بھی نہیں۔ آپ کے مولانا کے فتوے میں کیا کوئی آیت شریف یا کوئی حدیث شریف پیش کی گئی ہے۔ جو فتوے کی سند میں ہو۔ یا جس سے

حاشیہ: مولوی اسماعیل دہلوی کی گستاخانہ تعبیر یہ ہے کہ اگر کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تولد کے بڑے دن کی محفل کرتے تو مطعون ہوگا اور مولود شریف کی محفلیں کرتے ہیں۔ اور برا نہیں سمجھتے۔ سب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں ہے۔ اس کی رسم پڑ گئی ہے۔ اور حقیقت میں دونوں ایک ہی ہیں۔ بلفظ۔ لکھا۔ الاخوان بقیر تقویۃ الایمان، صفحہ ۱۳۹۔ سطر ۱۰۔ المطبوعہ فاروقی دہلی۔ نول کشور مطبع نامی۔

معلوم ہو کہ فلاں آیت یا حدیث شریف سے مجلس مولود شریف بدعت مذمومہ ہے۔ یا فلاں آیت اور حدیث شریف کی رو سے قیام تعظیمی شرک ہے۔ یا فلاں آیت حدیث کے مطابق یہ مولود شریف جس میں قرآن شریف و احادیث پڑھی جاتی ہیں۔ اور کثرت سے درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ مثل کنھیا کے جنم کے ہے۔ یا آپ کے مولانا نے اس مجلس مولود شریف کی ممانعت میں کوئی نص ثبت فرمائی ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ سب کچھ اپنے دل کی شقاوت و بغض و عداوت کا نتیجہ ہے اور کچھ نہیں۔ اب میں پہلے شروع کرنے تر دید منکرین و اثبات مولود شریف کے اثبات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ بتاؤں کہ مولود شریف جو ابتداء سے ہوتا چلا آیا اور اس وقت تمام دنیا میں (سوائے وہابیہ دیوبندیوں کے) بہنیت کذا یہ ہوتا ہے۔ اس میں کیا کیا امور ہیں جن پر گروہ وہابیہ ہمیشہ چلے بھنے رہتے ہیں۔ اور بدعت و شرک اور شرک اور کفر کے فتوے لکھتے رہتے ہیں تاکہ خاص و عوام ان کے فتاویٰ کا اندازہ کر لیں۔

فصل اول:

محفل میلاد شریف بہنیت کذا یہ کی حقیقت

واضح ہو کہ مولود شریف یا میلاد شریف یا مولد مبارک کی عبارت سے مراد یہ ہے کہ آنحضور موفور مسرور نور علی نور، سرور عالم، سید ولد آدم، خیر الخلق و خیر الانبیاء والرسل حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم النبیین والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کا حال و اثبات نبوت و رسالت و فضائل و خصائل و معجزات کا بیان نہایت صحیح صحیح کیا جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت دل میں پیدا کی جائے۔ اس لیے جب کوئی شخص مسلمان بندہ خدا مولود شریف کرنا یا کرانا چاہتا ہے تو بروز یکشنبہ یا شب دوشنبہ یا جمعہ کو خالصاً للہ نیت کر کے ریا اور نمود کو دخل نہیں دیتا اور جو کچھ حلال کمائی کا روپیہ پیسہ ہوتا ہے خرچ کر کے اشیاء ضروری کھانا عمدہ شیرینی خوشبو، عطر، پھول، اگر بتی، لوبان، پانی سرد، برف خرید کر کے مہیا کرتا ہے۔ پھر فرش فروش چاندنی، لیپ، لائین، چراغ فانوس، جھاڑ وغیرہ حسب استعداد جمع کرتا ہے۔ اور ایک مکان نہایت مصفا اس محفل پاک کے لیے تیار کرتا ہے۔ اس مکان کو حسب بمقدور خود خوب سجاتا ہے۔ پھر دن مقرر کر کے علماء و قراء و حفاظ و نعت خوانان کو اس مکان میں طلب کرتا ہے اور قاری مولود شریف کے لیے ایک تخت یا چوکی بچھاتا ہے۔ اس پر قالین اور عمدہ سفید کپڑا بچھا دیتا ہے۔ اور بچوں کے خوب گلہ سستے اس تخت پر قاری مولود شریف کے سامنے رکھتا ہے۔ اور لوگ بیرو جوان و نابالغ بچے نہایت خوشی اور مسرت سے حاضر ہوتے ہیں۔ بانی محفل کی خوشی دوبا لا ہو جاتی ہے۔ تب قاری مولود اور حفاظ قرآن شریف کے چند رکوعات پڑھتے ہیں۔ پھر درود شریف کثرت سے پڑھا جاتا ہے۔ بانی محفل تمام حاضرین کو خوشبو کی دعوت کرتا ہے اور قاری مولود شریف حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے پیدا ہونے سے شروع کرتا ہے چند روایات پڑھنے کے بعد وقفہ کرتا ہے۔ اس وقفہ میں نعت خوانان مدح حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابیات جو مجتہدین اور

عاشقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصنفہ ہیں۔ خوش الحانی سے پڑھتے ہیں۔ کبھی اکیلا کبھی دو دو مداح ایک آواز سے پڑھتے ہیں۔ جب نعت ختم ہوتی ہے تو دس (۱۰) دس (۱۰) مرتبہ ہر ایک آدمی بلند آواز سے درود شریف پڑھتا ہے یا سب حاضرین ایک ہی درود شریف کو پڑھتے ہیں۔ اسی طرح پڑھتے پڑھتے جب قاری مولد شریف ذکر ولادت پر پہنچتا ہے تو یوں کہتا ہے

اٹھ کھڑے ہو مومنو تعظیم کو اور جھکا دو اپنا سر تسلیم کو

یا

ندا از حاملان عرش آمد کہ بر خیز از پے تعظیم احمد علیہ السلام

یا

اٹھ ذکر میلاد حضرت ہے اب

چاہئے آداب سے کرنا قیام

ندا یہ غیب سے آئی برابر کہ تعظیم محمد علیہ السلام کیجئے اٹھ کر

پڑھتا ہے اور تعظیم کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے۔ تب حاضرین بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یعنی دست بستہ جیسے نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اور کھڑے ہو کر درود و سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہایت شوق اور ذوق سے پڑھتے ہیں۔ اور یہ تشبیہ اور تمثیل ان فرشتوں کی ہے جو حضور سرور عالم باعث ایجاد کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے وقت کھڑے ہوئے درود شریف پڑھتے تھے۔ درود و سلام کے بعد سب لوگ بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر معجزات وقت ظہور و دیگر معجزات معراج شریف وغیرہ جہاں تک ہو سکے پڑھتے ہیں۔ پھر بانی محفل اور تمام حاضرین و غائبین کے دین اور دنیا کے فائدہ کے لیے اور خاتمہ بالخیر کی دعا مانگی جاتی ہے۔ اور پھر شیرینی پر ختم فاتحہ ہاتھ اٹھا کر پڑھی جاتی ہے۔ اور جب کبھی کوئی شخص ضیافت کی دعوت کرتا ہے۔ تو کھانا کھلانے کے بعد مولود شریف شروع کیا جاتا ہے۔ اور بعد تقسیم شیرینی سب لوگ ملاقات کر کے اور السلام علیکم کے بعد اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔

یہ سب کچھ محض بغرض حصول محبت اور خوشنودی خداوند کریم اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کیا جاتا ہے۔ جو عین شریعت کے مطابق ہے۔ اسی طرح تمام ممالک اسلامیہ و غیر اسلامیہ۔ مثلاً حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً، مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ، جدہ، حدیدہ، ملک عرب، مصر، اندلس، مغرب، شام، روم، پنجاب، سندھ، ہند وغیرہ میں بڑے زور شور سے ہوتا ہے اور تمام علماء کاملین اور فضلاء صالحین عرب و عجم کا اسی ہیئت کذا سب پر اتفاق اور اجماع ہو چکا ہے۔ کہ جس کا ماننا اور بعد میں فرض ہے۔ مولود شریف عین اظہار محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جو عین فرص ہے۔ لیکن وہابیہ کی طرف سے نکتہ چینیوں اور درفشانیوں یوں ہوتی ہیں کہ مولود شریف کرنے والے اور وہاں حاضر ہونے والے سب کے سب حقا، فاسق،

فاجر، بدعتی، شرک و کافر ہیں۔ گویا تمام دنیا کے مسلمان اہلسنت و جماعت سات سو سال سے لے کر آج تک مشرک اور کافر ہیں۔ اور یہ چند شخص خاص دیونجی یا دیوبندی مسلمان۔ العیاذ باللہ اب میں مختصر آداب مولود شریف کے بھی لکھ دیتا ہوں تاکہ آپ کو پتہ لگ جائے کہ ہم مسلمان کس طرح سے مشرک ہو جاتے ہیں۔

فصل دوم:

آداب محفل میلاد شریف

مولود شریف کرنے یا کرانے والا خالصاً لہذا نیت کرے کہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں مولود شریف کرتا ہوں۔ کوئی نمود یا ریا کو اس میں دخل نہیں۔ جو کچھ اس میں خرچ ہو۔ حلال ہو۔ حلال کی کمائی ہو۔ مکان نہایت صاف ہو۔ خوشبو سے معطر ہو۔ رات کا وقت ہو تو خوب عمدہ روشنی ہو۔ علماء و حفاظ نعت خواں اچھے دیندار ہوں۔ اور مساکین بھی شامل ہوں۔ ان کی اچھی خدمت کی جائے۔ فرش فروش سب پاکیزہ ہو۔ کوئی بات خلاف شرع، حقہ نوشی، گفتگو فضول نہ ہو۔ محفل میں دوزانو، یا چارزانو بیٹھے۔ ٹانگ سپار کر یا تکیہ کر نہ بیٹھے۔ قاری مولود شریف کے لیے بیٹھے کو جگہ اونچی ہو۔ جیسے چوکی، تخت، چوہترہ، منبر وغیرہ ہو۔ اور قاری مولود شریف صاحب اگر غسل کر کے بیٹھے تو مستحسن ہے۔ اور باقی لوگ اگر ممکن ہو تو با وضو بیٹھیں۔ بلند آواز سے کوئی نہ بولے۔ بلکہ تعظیم و ادب سے خاموش بیٹھیں۔ اور سب حاضرین قدرے بلند آواز سے دس دس بار درود شریف پڑھیں۔ اور پڑھنے کے وقت کسی کی تعظیم کے لیے کھڑا نہ ہو۔ اور ہر ایک شخص اپنی توجہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رکھے۔ اور ان کی محبت اور عظمت اپنے دل میں جمائے اور تمام آداب کو ملحوظ رکھے۔ اور وقت ذکر ولادت شریف سب لوگ دست بستہ تعظیماً کھڑے ہو جائیں۔ اور درود شریف اور سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھیں اور بعد اس کے بیٹھ جائیں اور قاری مولود شریف معجزات جو وقت پیدائش ظہور میں آئے تھے بیان کرے اور وقت میں گنجائش ہو تو بانی محفل یا دیگر شائقین کے شوق کے اظہار پر دیگر معجزات اور بیان معراج شریف کا بھی کرے اور حلیہ شریف حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنائے۔ اور ختم کر کے شیرینی وغیرہ پر کلام الہی حسب دستور پڑھ کر ثواب اس عمل مولود شریف کا اور اشیاء خوردنی و نوشیدنی و شہیدنی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روح پر فوج و دیگر انبیاء علیہم السلام و صدیقین و شہداء و صلحاء و صحابہ کرام و ازواج مطہرات اور اولیاء جمیع المسلمین و المسلمات کے ارواح کو پہنچائے۔ اور تمام حاضرین اور بانی محفل کے واسطے دعائے خیر و خاتمہ بالخیر کی مانگے۔ پھر سب کو اجازت اور رخصت ہے۔

ایک ضروری ادب مولود شریف میں یہ بھی ہے کہ حالات ارتحال و وصال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مجلس میں ہرگز ذکر نہ کیئے جائیں کیونکہ یہ مجلس مولود شریف کے لیے مخصوص ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات حسی دنیاوی منصوص ہے۔ اس لیے لفظ وفات یا ارتحال و وصال بھی زبان پر نہ لایا جائے۔ کیونکہ مولود شریف میں محض اظہار سرور و موفور

آنحضور نور علی نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا جاتا ہے۔ اس لیے ایسی محفل میں ذکر خزن و محن کا کیا جانا نہایت غیر موزوں ہے۔ اور یہی حکم برابر جاری ہے۔ جب سے یہ عمل خیر و برکت شروع ہوا ہے۔ ان آداب کو وہابیہ دیکھ کر جلے بھنے دیکھیں کیا فتوے لگاتے ہیں۔ اب کیا فتوے لگائیں گے۔ ان کے بزرگ جو کچھ لگا چکے ہیں۔ وہی کافی ہے۔ شریعت سے واسطہ نہیں۔ ان کو تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت نے مجبور کر رکھا ہے ان کو حضور کی تعظیم سے ہی پڑھے اور یہی ان کی سڑ ہے۔ خدا ہدایت دے۔ آمین۔

قولہ: اس کے لکھنے میں انہوں نے سلف صالحین کی پیروی کی ہے جو کہ ایک عالم اہلسنت حنفی کے لیے ضروری اور لازمی ہے۔ عبارات ذیل کے دیکھنے سے آپ کو معلوم ہو جائے گا اور کہ سلف علماء نے کس شد و مد سے مولود مرد و جد و قیام کو بدعت مذمومات سے لکھا ہے۔ ابن حجر کی مدخل میں ہے۔ ترجمہ: ان بدعتوں میں سے جو عبادات اور شعائر اسلام جان کر نکالی گئی ہیں۔ بدعت مجلس میلاد کی بھی ہے۔ جو بیچ الاول میں کی جاتی ہے۔ جس میں سے بہت سی بدعات اور حرام فعل کیے جاتے ہیں کتاب مذکور میں۔ ترجمہ: مجلس میلاد کا کرنا دین میں زیادتی پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ صحابہ و تابعین و ائمہ نے اسے نہیں کیا۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۷، سطر ۱۵۔ امام فاکہانی اپنے رسالہ رد عمل المولد میں لکھتے ہیں۔ ترجمہ: میلاد کا اصل قرآن و حدیث سے کچھ بھی ثابت نہیں اور نہ امامان دین سے سوائے اس کے نہیں کہ یہ ایک بدعت ہے اور اسے گمراہوں نے نکالا ہے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۲۷۔ سطر ۲۵۔ اخیر۔ علاوہ اس کے معتد مغربی کا فتاویٰ، شرح وانی، طریقہ السنۃ، شرح البعث والنشور۔ خیرۃ السالکین کا حوالہ ہے۔ جن میں اس مجلس کو بدعت یا بری بدعت درج ہے۔ ملخصاً۔ صفحہ ۲۸۔

اقول: آپ لکھتے ہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب نے جو مولود شریف کو بدعت مذمومہ اور شرک لکھتا ہے۔ وہ انہوں نے سلف صالحین کی پیروی کی ہے۔ اور جن علماء کے نام آپ نے اپنی سند میں بیان کیے ہیں۔ مولوی رشید احمد نے ان کو سند میں پیش نہیں کیا ہے گویا جائے استاد خالی کی مثال ہے۔ مگر ان علمائے مؤیدین نے بھی یہ بات نہیں لکھی کہ مولود شریف بمثل کھیا کے جنم کے ہے۔ اس لیے مولوی رشید احمد صاحب آپ کے مولانا ان سے بھی بڑھ گئے۔ اور یہ بات ان کو بھی نہ سوجھی کہ یہ انہیں کا حصہ تھا۔ مگر اس کی سند میں کوئی نص نہ بیان کی۔ جن کتابوں کے کام آپ نے لکھے ہیں۔ وہ بالکل غیر معروف ہیں۔ نہ ان کے مصنفوں کا پتا ہے کہ وہ کس مذہب کے تھے یا کس زمانہ میں پیدا ہو کر فوت ہونے اور نہ ان کے صفحوں کا حوالہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی وہابیہ رسالہ سے دیکھ کر نام لکھ رہے ہیں۔ اور کچھ بتا نہیں۔ اب میں بتاؤں گا کہ مولوی رشید احمد نے سلف صالحین کی پیروی نہیں کی۔ بلکہ گستاخ خلف صالحین کی پیروی کی ہے۔ یہاں تک کہ اپنے بزرگوں اور حضرت مرشد کی بھی سخت مخالفت کی ہے۔ آپ نے حضرت ابن حجر علیہ الرحمۃ کی کتاب مدخل کے حوالہ سے مولود شریف کو بدعت اور شعائر بدعت لکھا ہے۔ اور یہ بھی کہ اس میں حرام فعل کیے جاتے ہیں۔ اور یہ دین میں زیادتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ حضرت ابن حجر کی لکھتی کی کوئی کتاب مدخل نہیں ہے۔ اور دوسرے حضرت ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ ہیں۔ ان کی بھی کوئی کتاب مدخل

نہیں۔ یہ زائر اور بہتان ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کسی غلط ملط رسالہ وہابیہ سے نام درج کر دیا۔ اور نہ آپ نے مدخل کو دیکھا۔ نہ ابن حجر سے واسطہ ہے۔ یہ دونوں بزرگ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے نام سے موسوم مولود شریف کے مؤید ہیں۔ جنویں دسویں صدی ہجری میں ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضرت نور الدین حلبی شافعی علیہ الرحمۃ مصنف سیرت حلبی میں تحریر فرماتے ہیں۔ عنہ ۱۱۴۔ وقد قال ابن حجر الہیتمی الحاصل ان البدعة الحسنة متفق علی ندبها وعمل المولد و اجتماع الناس له كذلك ای بدعة حسنة اھ یعنی بدعت حسنہ کے مندوب پر سب کا اتفاق ہے۔ اور مولود شریف اور اس میں لوگوں کا جمع ہونا اسی طرح بدعت حسنہ ہے۔ اور دوسری جگہ ہے: وهو (ای مولود شریف) بدعة حسنہ یعنی محفل مولود شریف کی بدعت حسنہ ہے نیک عمل ہے۔ اسی طرح حضرت ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ بھی حدیث شریف سے مولود شریف کی تائید کرتے ہیں۔ یعنی سیرت شامی میں حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی سے اس طرح نقل کیا ہے: قال قد ظهر لى فى تخریجہ علی اصل ثابت وهو ماثبت فى الصحيحین من ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قدم المدينة فوجد اليهود يصومون يوم عاشور انسئالهم فقالوا هذا اليوم اغرق الله فيه فرعون و نجا موسى عليه السلام. نحن بصومه شكرا فقال احق بموسى منكم فصامه وامر بصيامه فاستفتاد منه فعل ذلك شكر الله تعالى على ما من فى يوم معين من ابداء نعمة الله اور رفع نعمته و يعار ذلك فى نظير ذلك اليوم من كل سنة والشكر لله تعالى يحصل بانواع العبادات و السجود و الصيام و الصدقة و التلاوة و ای نعمة اعظم من بروز هذا النبى الكريم نبى الرحمة فى ذلك اليوم۔ ترجمہ: حضرت ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھے اصل صحیح مولود شریف کا استنباط ظاہر ہوا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے (جو صحیحین میں موجود ہے) یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ شریف میں تشریف فرما ہوئے تو یہودیوں کو روزہ رکھا ہوا پایا۔ پس پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے یہ کیسا روزہ ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ وہ دن ہے جس میں خداوند تعالیٰ نے فرعون کو دریا میں غرق کیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی۔ اس کے شر سے۔ پس ہم روزہ رکھتے ہیں خدا کی شکر گزاری کا۔ پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہم زیادہ حقدار ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اور اس دن روزہ رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور حکم فرمایا روزہ رکھنے کا۔ پس معلوم ہو گیا کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کے واسطے عمل میں آیا جو اس دن معین میں شکر و دفع کیا۔ اور نعمت کو بھیجا۔ جب دور کر کے پھر وہی دن آجائے تو اس کو نظیر کی طور پر یادگاری کا شکر ہر سال بجالانا چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری انوع عبادات سجدہ اور روزہ اور صدقہ خیرات و تلاوت سے حاصل اور ادا کی جاتی ہے۔ اب گونئی نعمت اور رحمت زیادہ اور بڑی عظیم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے سے اس دنیا میں جو نبی کریم اور نبی رحمۃ للعالمین ہیں۔ آج کے دن یعنی وہ دن جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں رونق افروز ہوئے۔ مٹی اس سے بڑھ کر کوئی بھی نعمت اور رحمت نہیں ہے؟ جتنی خوشی اور شکر گزاری ہو سکے کی جائے۔

دیکھیے مولود شریف کی اصل حدیث شریف سے ثابت کر رہے ہیں اور حدیث بھی متفق علیہ۔ وہاں حضرات ابن مؤیدین مولود شریف میں سے ہیں۔ مدخل ان کی کوئی کتاب تصنیف شدہ نہیں۔ ہاں میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ مدخل کس شخص ہے۔ وہ فاکہانی کی طرح منکرین میں سے ہے۔ یا شاید یہ دونوں استاذ شاگرد ہیں۔ اس کا نام ابن حاج بیان کیا جاتا ہے۔ کی تصدیق اس طرح پر ہے۔ ماضیت بالنسب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ ۷۹ میں ہے۔ ولقد اظنبت الحاج فی المدخل فی الانکار الخ۔ بلفظہ۔ یعنی ابن حاج نے اپنی مدخل میں مولود شریف کا بہت انکار کیا ہے۔ اب معلوم ہو گیا کہ مدخل کس کی تصنیف ہے۔ اور حضرت ابن حجر علیہ الرحمۃ پر تہمت لگا دی بلا سوچے سمجھے۔ ایسے ہی آپ کے فتوے ہیں۔ وہ اپنی کتاب مدخل جلد اول، صفحہ ۲۱۵، سطر ۷۔

مطبوعہ مصر میں فرماتے ہیں: من توسل بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم استغاث بہ او طلب حوائج منہ فلا یرد ولا یخیب لما شهدت بد المعایین والاثار و یحتاج الی الادب الکمل فی زیادۃ علیہ الصلوۃ والسلام وقد قال علماء ن ارحمۃ اللہ علیہم ان الزائر یشعر نفسہ بانہ واقف بین یدیه علیہ الصلوۃ والسلام کما هو فی حیاتہ اذ لا فوق بین موتہ و حیاتہ اعنی فی شہادتہ لامتہ ومعرفتہ باحوالہم و نیاتہم و عزائہم و خواصہم و ذلك عنده جلی لا خفاء فیہ۔ بلفظہ۔ ترجمہ: جو شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسل کرے۔ یا حضور کی دہائی دے۔ یا حضور سے اپنی حاجتیں مانگے۔ وہ نہ رد کیا جائے گا اور نہ اُمید رہے گا۔ اس لیے کہ مشاہدہ اور روایات اس پر گواہ ہیں۔ اور حضور کی زیارت میں پورے ادب کی حاجت ہے۔ بے شک ہمارے علماء رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ زیارت کے لیے حاضر ہونے والا اپنے دل کو آگاہ کرے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا ہے۔ جیسا حضور کی حیات ظاہری میں اس لیے کہ حضور کی حیات اور وفات میں اس کا کچھ فرق نہیں کہ حضور پر تمام امت کو کھڑے رہے ہیں۔ اور ان کے تمام احوال کو پہنچاتے ہیں۔ اور ان کی نیوٹوں اور ارادوں اور دل کے خطروں کو جانتے ہیں۔ اور یہ سب ان پر ایسا روشن ہے۔ جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔ دیکھیے حضور کی دہائی دینا، حضور سے اپنی حاجتیں مانگنا۔ حضور کا اپنی تمام امت پر ناظر ہونا۔ اور ان کے تمام احوال سے کہ دل کے خطروں پر مطلع ہونا۔ تقویۃ الایمانی دھرم پر چاروں کتنے بھاری شرک ہیں۔ ایک ایک کون کر دہلوی جی کی قبر پر سو سو برس لرزے پھر کس منہ سے ان کو سنا لاتے ہیں۔ شرم!!!

اور بھیجئے طرفہ یہ کہ یہ ابن حاج مالکی وہابیہ کے نزدیک مسلمان بھی نہیں ہو سکتے۔ ان کا مستند ہونا تو درکنار۔ اسی طرح آپ کا امام فاکہانی منکر مولود شریف ہے۔ اس کے رد عمل المولد کا رد حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے ایسا دندان شکن کیا۔ جس کا جواب نہ ہو سکا۔ اور نہ کسی وہابی ان کے حمایتی نے جواب دیا اور یہ یاد رہے کہ جس وقت تمام علماء اسلام نے اس شخص حاشا! کتاب مدخل ابن حاج مالکی کی تصنیف ہے۔ نہ کہ ابن حجر کی۔ مجموعہ فتاویٰ عبدالحق صاحب میں یہی آیا ہے۔ اصل عبارت یہ ہے: کتاب المدخل لابی حاج۔ مالکی میں ہے، جلد اول، صفحہ ۳۳۵، سطر ۶، ۱۲، مندرج

فاکہانی کی مخالفت کی تو اس وقت علماء کا اتفاق اور اجماع مولود شریف کے کرنے پر ہو چکا تھا۔ جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔ مفتی جی! آپ نے چند کتب غیر معروف کا حوالہ دیا ہے۔ جن سے مولود شریف کا بدعت ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ بزم خود مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ مفتی تو دھینگا دھاگنی بن گئے۔ مگر آداب معلوم نہیں۔ کبھی غیر معروف کتب شاذہ پر فتویٰ نہیں دیا جاتا ہے۔ اور نہ وہ فتوے قبولیت کی عزت رکھتا ہے۔ کتب فقہ در مختار اور فتاویٰ عالمگیری بھی کسی سے سن لیتے۔ تب بھی آپ کو پتا لگ جاتا۔ اس زمانہ میں کوئی شخص بھی مفتی نہیں۔ جیسے آپ نے اپنے رسالہ پر خود بخود مفتی لکھا ہے۔ اگر ان بڑی کتابوں کے دیکھنے کی دسترس نہ ہو تو اپنے جد فاسد مولوی محمد صاحب کی کتاب فتاویٰ قادریہ کو ہی دیکھ لیجئے۔ دیکھی تو ہوگی مگر حافظہ سے اتر گیا۔ دیکھیے وہ لکھتے ہیں۔ اور تیسرا امر یہ ہے کہ اس زمانہ کے علماء فی الحقیقت مفتی نہیں ہیں۔ صرف مفتیان ماسبق کا فتویٰ نقل کر دینے کا رتبہ رکھتے ہیں۔ اور ان پر لازم ہے کہ ایسی کتاب مشہور سے نقل کریں۔ جس کو علماء امت نے قدیم سے اپنا دستور العمل بنایا ہوا ہے۔ الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۵۰، سطر ۸۔ (یہ عبارت مولوی رشید احمد آپ کے مولانا کی تردید ہے۔) اس حکم شرعی کے مطابق آپ کی غیر مشہور کتاب سب ناقابل سند اور عمل ہیں۔ اور وہابیوں کی مصنفہ۔ قولہ: امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مکتوبات کی جلد اول کے مکتوب نمبر ۲۷۳ میں ہے۔ ”مبالغہ در منع سماع متضمن منع مولد کہ عبارت از قصائد نعت و اشعار غیر نعت خواندن است۔“ اسی میں ہے۔ ”بمنظر انصاف بہ بیند اگر حضرت ایشاں فرماندار دنیا زندگی بودند ایں مجلس (یعنی مولد) و اجماع منعقد می باشد آیا بایں راضی می شدند۔ و ایں اجماع را می شنیدند یقین فقیر است کہ ہرگز ایں معنی را تجویز نہ فرمودند۔ بلکہ انکار فرمودند۔ بلفظہ۔ صفحہ ۲۸، سطر ۲۱۔

اقول: مفتی جی! آپ نے تمام مکتوبات کو نہیں پڑھا۔ اور اگر پڑھا ہے تو سمجھا نہیں۔ اور اگر سمجھا ہے تو تجاہل عارفانہ ہے۔ یا بصورت دیگر کید اور دھوکا ہے۔ دراصل یہ مکتوب شریف سماع کے بارے میں ہے۔ اور اس سے مقصود انکار شرعی کا بیان نہیں۔ بلکہ اپنے طریقہ سے جدائی کا ہے۔ ”مبالغہ فقیر در منع بواسطہ مخالفت طریقت خود است۔ مخالف طریق خواہ بسماع و رقص بود۔ خواہ بمولود و شعر خوانی۔“ بلفظہ۔ حضرت مجدد نہ تو اس کو بدعت فرماتے ہیں اور نہ شرک اور نہ ہی تنہا کا جہنم۔ اس مکتوب سے مولود شریف کی ممانعت اسی صورت میں نکل سکتی ہے کہ جب اس میں مزامیر کا داخلہ ہو۔ ورنہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ ایسی مجلس پاک کو جس میں عین ذکر اور محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہو۔ کس طرح منع فرما سکتے ہیں۔ جب کہ وہ خود اس پر حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمہ اللہ کا قول اسی مکتوب میں جو سماع کے متعلق ہے۔ نقل فرماتے ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ فرمودہ اند۔ ”مانہ ایں کار میکینم۔ و زانکار میکینم یعنی ایں کار منافی طریق ما است۔ پس نکینم۔ و چون مشائخ دیگر کردہ اند بآل انکار ہم نہ نمایم۔“ بلفظہ۔

دیکھیے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کیسا صاف فیصلہ فرماتے ہیں۔ جس سے عیاں ہے کہ یہ ذکر کلیۃً سماع کا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ نہ تو ہم اس سماع سے انکار کرتے ہیں۔ اور نہ ہم یہ کام (سماع کا سننا) کرتے ہیں۔

اس لیے کہ یہ سماع و قرض ہمارے سلسلہ اور طریقت کے خلاف ہے۔ یا ہمارے سلسلہ میں نہیں۔ اور نہ ہم اس سے انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ دیگر مشائخ طریقت علیہم الرحمۃ اس کو سنتے آئے ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مولود شریف میں بھی اگر یہ سامان قوالی و قرض جو سماع میں ہوتا ہے۔ موجود ہوں۔ تو اس کے لیے بھی انکار نہیں کر سکتے۔ گو خود نہ کریں۔ جب اس سے انکار نہیں ہے۔ تو پھر اقرار ہوا۔ جیسے کوئی مسلمان کسی حلال جانور کا گوشت نہیں کھاتا۔ اس کی عادت نہیں ہے۔ لیکن وہ مسلمان اس کے کھانے سے انکار نہیں کر سکتا۔ اور نہ اس کو حرام کہہ سکتا ہے۔ اور نہ کسی دوسرے مسلمان کو اس کے کھانے سے منع کر سکتا ہے۔ یہی صورت اس امر میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی بھی ہے اس کی تصدیق حضرت مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ مرید و خلیفہ خاندان خاص حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تحریر سے ہوتی ہے کہ واقعی یہ مکتوب سماع کے بارے میں ہے جو سماع کو جائز قرار دیتے ہیں۔ ان کے ملفوظات کی عبارت اختصاراً اس طرح پر ہے۔ وہو ہذا فقیر اور باب سماع و لیلے قوی بھر سہو است۔ کہ ار باب آں خبر ندارد۔ چنانچہ السماع یورث الوقۃ والوقۃ تجلب الرحمة والنتیجۃ السماع یجلب الرحمة۔ مواحید حضرت چشتیہ خوب میدانم لہذا جرأت بر انکار احوال ایشان نمی کنم۔ پس طریق اسلم دریں باب آنست۔ کہ انکار آں دارد نہ ارتکاب۔ وقول حضرت خواجہ بزرگ ہم مدائیں معنی است کہ نہ انکاری کنیم و نہ ایں کار۔ بلفظہ۔ کتاب کلمات طہیات صفحہ ۹۴۔ مطبوعہ مجتہبائی دہلی ۱۳۰۹ھ۔ دیکھیے جو الفاظ حضرت خواجہ بزرگ بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب نمبر ۲۷۳ میں ہیں۔ و نہ ایں کار میکنم۔ و نہ انکاری میکنم۔ وہی الفاظ حضرت مرزا جانجاناں اپنے ملفوظ میں فرما رہے ہیں۔ اور اس عبارت کو اپنی دیانت سے آپ نے برخلاف جان کر بالکل چھوڑ دیا۔ اور لا تقربوا الصلوۃ کو پورے طور پر ثابت کر دیا۔ اس تحریر سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ یہ مکتوب ۲۷۳ خاص سماع کے بارے میں ہے۔ جس کو آپ نے بڑے زور سے پیش کیا تھا۔ ایسا ہی آپ کے بھائی اس مکتوب کو غلط فہمی سے پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر ناواقفوں جاہلوں کے روبرو۔

اور سنیے اسی مکتوب میں ہے۔ (جیسے کہ میں لکھ چکا ہوں۔ کہ ان کے وقت مولود شریف میں بھی سماع کا ڈھنگ ہو گیا ہوگا۔ اور ان کے مخدوم بزاگان نے کچھ زیادتی کی ہوگی۔ جس کی وجہ سے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے منع فرمایا ہوگا)۔ وہو ہذا فقیر آں کہ بلوا ملاذ مافقر است وقد وہ پیران مادر وے امرے حادث شود کہ مخالف طریق والد بزرگوار خود فرزند ان حضرت خواجہ احرار قدس سرہ بعد از تغیر طریق والد بزرگوار ایشان طریق اصل را ایشان محافظت نمودند و یا تعبیر کنندگان مجادلہ فرمودند۔ آری در اوائل حال در بعض امور رعایت مذہب ملامتیہ نمود مہالہ میفرمودند و ملامت را ترجیح دادہ تبرک عظیمت و بعض اشیاء ارتکابی نمودند اما در اواخر ایں امور اجتناب داشتند و یا ملامت و ملامتیہ نمیکردند۔ بلفظہ۔ لیکن اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ مخدوم بزاگان نے برخلاف اپنے والد بزرگوار کے ایک نیا امر پیدا کیا اور ان کے عمل اواخر کے خلاف تھا۔ جملہ ”امرے حادث“ سے بالکل صاف ظاہر ہے کہ مولود شریف میں انہوں نے ایک نئی بات پیدا کی۔ جو بصورت قوالی یا مزامیر کے ہو۔ جو بحالت ملامتیہ کے ان سے وقوع میں بھی کبھی آئی ہوگی۔ اور آخر کو اس سے اجتناب کر دیا تھا ورنہ مولود شریف امرے حادث نہیں ہو سکتا۔ جب

کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے چار سو سال پیشتر اس بیت کذا ینہ سے چلا آ رہا تھا۔ اور حضرت کے وقت میں بھی ہوتا تھا۔ یہ انکار حضرت مخدوم بزاگان کے امر حادث پر جو بصورت سماع و قرض تھا۔ مبنی تھا۔ نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ احرار علیہ الرحمۃ والد بزرگوار مخدوم بزاگان اوائل میں فرقہ ملامتیہ کو جو فقراء میں ہے۔ پسند فرمایا کرتے تھے۔ اور اس کو ترجیح دیتے تھے۔ ممکن ہے کہ اس وقت انہوں نے کبھی ایسا مولود شریف بھی کیا ہو۔ اور پھر ترک کر دیا۔ اور ملامتیہ فرقہ کا نام بھی نہ لیا۔ اور مخدوم بزاگان نے اپنے والد بزرگوار کے پہلے عمل کے مطابق عمل در آمد کیا ہو۔ یا کرنے لگ گئے ہوں۔ یہی موجب انکار ہوا صرف فیروز آباد کے لیے ورنہ تمام بلاد اسلامیہ و غیر اسلامیہ و ہندوستان میں مولود شریف ہوا کرتا تھا۔ اس کا کوئی انکار نہیں فرمایا۔ اور اگر نفس میلاد شریف پر ہی انکار فرماتے۔ تو یوں فرماتے کہ محفل مولود شریف کہ در تمام بلاد عرب و عجم منعقد میشد و خلاف طریقت ماست بنا نہ کرد۔ یا یوں فرماتے کہ ایں محفل مولود شریف بدعت سیہ و شرک و مشابہ جنم کھیا است۔ ہر کہ ایں محفل منعقد کند کافر و مشرک است۔ مگر افسوس ایسے الفاظ کہاں لائیں۔ الحاق کا موقع بھی نہ ملا۔ غور کیجئے اپنی ناہمی مکتوب سے لوگوں کا دھوکہ نہ دیجئے۔ اور کار خیر و برکت کے منع کرنے سے مناعہ للخیبر نہ ہو جائے۔ اور مکتوب موصوف کی یہ عبارت۔ ”یقیناً فقیر آنست کہ ہرگز ایں معنی را تجویز نمی فرمودند۔ بلکہ انکار فرمودند۔“ صاف ظاہر کر رہی ہے کہ ”ایں معنی را تجویز“۔ یعنی یہ بات جو مولود شریف میں اب کی گئی ہے۔ اس کو جائز نہ فرماتے۔ وہ بھی صورت سماع تھی۔ اس کے آگے اخیر پر مکتوب شریف کے یوں فرماتے ہیں۔ وہو ہذا۔ ”مقصود فقیر اعلام بود۔ قبول کنید یا کنید ہیچ مضائقہ نیست۔“ و گنجائش مشاعرہ نہ از مخدوم بزاگان دہلے دیار آل آنجائے بر ہما وضع مستقیم باشند مافقیراں از صحبت ایشان غیر از حرماں چارہ نیست۔ بلفظہ۔ دیکھیے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا اس مکتوب کی تحریر سے مقصود صرف یہ ہے جو فرماتے ہیں کہ مخدوم بزاگان کو صرف اعلام یا معلوم کروانا مقصود ہے۔ خواہ وہ مانیں یا نہ مانیں۔ زیادہ تکرار کی ضرورت نہیں۔ اور اگر مخدوم بزاگان اور یاران فیروز آباد کے اسی طریق (سماع) پر مستقیم رہے۔ تو ہم ان کی صحبت سے کنارہ کر لیں گے۔ سوائے اس کے اور کوئی علاج نہیں۔ اس میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے مولود شریف کے کرنے یا سماع کی مجلس میں بیٹھنے سے کسی قسم کا گناہ یا جرم یا بدعت یا شرک یا خلاف قرآن یا حدیث نہیں فرمایا اور نہ کوئی وعید شرعی فرمائی۔ آپ ہیں۔ یا آپ کے بزرگ ہیں کہ مولود شریف کے کرنے والے مسلمانوں کو بدعتی اور مشرک اور کافر کہہ رہے ہیں۔ خدا کا خوف دل میں ذرہ بھر بھی نہیں۔ جو ایمان کی نشانی ہے۔ ایک اور شہادت پیش کرتا ہوں۔ کہ واقعی یہ مکتوب ۲۷۳ سماع کے بارے میں ہے۔ مقامات سعید یہ تصنیف حضرت مولانا محمد مظہر علیہ الرحمۃ نقشبندی مجددی اپنے والد قدس سرہ کے حالات میں اس طرح پر لکھتے ہیں۔ خواندن مولود شریف و قیام نزدیک ذکر و ولادت باسعادت مستحب است دریں باب رسالہ خاص دارند دور آں تحقیق فرمودہ اند کہ منع حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ از مولود خوانی محمول بر سماع و غنا است۔ لایسر انہست بحرو فہا بلفظہ اللہ المنظم فی حکم مولد النبی الاعظم تصنیف حضرت شیخ مشائخ شیخ الدلائل محمد عبد الحق علیہ الرحمۃ مہاجر کی۔ صفحہ ۱۳۱، سطر ۱۔ پس پورے طور پر ثابت ہو گیا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مکتوب

نمبر ۲۷ میں ممانعت فرمائی ہے۔ اسی مولود شریف کی نسبت ہے۔ جس میں سماع اور غناداغل ہو۔ ورنہ اصل مولود شریف جو غرض الخانی سے پڑھا جاتا ہے۔ وہ قرآن و حدیث و اتباع سے ثابت ہے اس کو کیونکر منع کر سکتے تھے۔ اب ان کی اجازت کو ملاحظہ کیجئے۔ وہ اپنے مکتوبات کی جلد سوم کے مکتوب ۷۲ میں جو خاص مولود شریف کے بارے میں سوال کیا گیا تھا۔ فرماتے ہیں۔ ذرا غور سے پڑھیں۔ وہ ہوندا۔ دیگر در باب مولود خوانی اندراج یافتہ بود در نفس قرآن خواندن بصورت حسن دور قصائد نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است۔ ممنوع تحریف و تغیر حروف قرآن است و التزام رعایت مقامات نغمہ و ترید صوت بآں بطریق الخانی بالتصنیق مناسب آں کہ در شعر نیز غیر مباح است۔ اگر برنجے خوانند کہ تحریفے در کلمات قرآنی واقع نشود و در قصائد خواندن شرائط مذکورہ متحقق نگردد و آنرا ہم بغرض صحیح تجویز نمایند چہ مانع است۔ بلفظہ۔ مکتوب نمبر ۷۲ جلد سوم۔ دیکھیے حضرت مجتہد علیہ الرحمۃ کیسی صاف اور صریح اجازت مولود شریف کی فرما رہے ہیں۔ اور اس بات کی ممانعت فرماتے ہیں کہ مولود شریف کے پڑھنے میں حروف قرآنی کی تغیر و تبدل واقع نہ ہو اور نہ سر نکالیں۔ اور نہ تالیاں بجائیں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ دونوں مکتوب مرزا احسان الدین احمد کے نام پر ہیں۔ آپ لوگوں کا یہ بڑا زعم تھا کہ حضرت مجتہد علیہ الرحمۃ مولود شریف کرنے کو منع فرماتے ہیں۔ اور جہان کو خوش کیا کرتے تھے۔ مگر لا تقربوا الصلوٰۃ کی مثال کے مطابق۔ وہ ساری خوشی خاک میں مل گئی۔ اور ایک بات وہابیہ سوزن لیجئے کہ حضرت مجتہد الف ثانی علیہ الرحمۃ سماع اور قصص صوفیاء کرام و مشائخ عظام کو جائز فرما رہے ہیں۔ صرف جائز ہی نہیں۔ بلکہ نافع و عروج منازل کے لیے مدد فرماتے ہیں۔ پھر بتلایئے وہ مولود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدد عین ایمان ہے منع فرما سکتے ہیں۔ یہ سب وہابیہ کی طرف سے ان پر بہتان ہے۔ وہ ہوندا۔ مکتوب دو بیست و ہشتاد و پنجم (جلد اول) بمیر سید محبت اللہ مالکپوری صدور یافتہ در بیان احکام سماع و وجد و رقص۔ ”بدان کہ سماع و وجد جماعہ رانافع است۔“ آئے قسمتے از منتہیان اند کہ سماع با وجود استمرار وقت ایساں رانیز نافع است۔ دریں صورت سماع ایساں راسودمند است و حرارت بخش ہر زمان ہمد و سماع ایساں راعرو جے بمنازل قرب میسر میشود۔ مبتدی را سماع و وجد مضر است و منافی عروج۔ بالجملہ سماع متوسط آنرا نافع است۔ و قسمے منتہیاں رانیز چنانکہ بالا گذشت۔ سماع و وجد دریں صورت ایں جماعہ رآمد و معاون است۔ بلفظہ۔ ملقطاً (مکتوب نمبر ۲۸۵ جلد اول)۔ دیکھیے اس مکتوب میں حضرت مجتہد علیہ الرحمۃ کیا فرماتے ہیں۔ اس مکتوب شریف کو سامنے رکھ کر پیشانی پر ہاتھ جما کر بیٹھ جائیے۔ اور ان کے فرمانے پر غور کیجئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ سماع و وجد و رقص نہایت نافع، سودمند اور مدد و معاون۔ عروج منازل کا ذریعہ اور تقرب الی اللہ کا حصول ہے۔ اس پر امید ہے کہ حضرت مجتہد علیہ الرحمۃ بھی آپ کے فتوے سے نہیں بچیں گے۔ ایک بات حضرت مجتہد علیہ الرحمۃ نے بہت ہی سخت وہابیہ کش اس میں لکھ دی ہے کہ وہ یہ کہ ”ہمد و سماع ایساں عرو جے بمنازل قرب میسر می شود۔“ دوسری یہ کہ ”سماع و وجد ایں جماعہ رآمد و معاون است۔“ یعنی سماع ان کی مدد کرتا ہے اور سماع کی مدد سے ان کو عروج و قرب کے منازل حاصل ہوتے ہیں اور سماع و وجد ان کا معاون اور مددگار ہے۔ یعنی خدا کی مدد یا خدا معاون و مددگار نہیں فرمایا۔ بلکہ سماع کی مدد اور سماع اور وجد کو صوفیاء کرام کے مددگار اور معاون

فرمایا۔ اس صورت میں وہابیہ کی قطع التوین ہوگئی اب تو ضروری آپ کا فتویٰ جاری ہوگا۔ مگر جب کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام تابعین و تبع التابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نہیں بچے کہ جن پر آپ لوگوں کا فتویٰ نہ چلا ہو تو حضرت مجتہد علیہ الرحمۃ کب بچ سکتے ہیں۔ آپ لوگوں کے فتاوے کیا ہیں۔ یہ کہ مولود شریف ذکر ولادت و معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدعت و شرک و کفر ہے۔ صدقات و خیرات و ایصال ثواب۔ سوم، چہلم، برسی وغیرہ بدعت اس کا کھانا حرام۔ گیارہوں کی نیاز بارہویں کے تبرکات کا طعام حرام، اسقاط، دعا، بدعت مذمومہ، قبر پر بعد دفن میت اذان تلقینی بدعت و حرام۔ شب برات، شب قدر، تبرعات کی خیرات بدعت۔ اور کھانا حرام۔ عاشورہ کے روز کا کھانا حرام، قبروں کی زیارت ناجائز۔ دور دور سے جانا حرام اور شرک۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیارت روضہ مطہرہ کے لیے جانا اور زیارت کے وقت دست بستہ کھڑا ہونا شرک۔ غرضیکہ تمام نیک کاموں پر اور خیرات و صدقات پر آپ لوگوں کی طرف سے ممانعت و حرمت کے فتاوے موجود ہیں۔ گویا پورے پورے مناع للخیر ہیں۔ ع

ایں کاراز تو آمد و مراں پیش کنند

مگر اس زمانہ کے علماء کے فتاوے تعریف کے قابل ہیں۔ جب کہ حضرت مجتہد علیہ الرحمۃ اپنے زمانہ کے علماء سوء کا حال فرماتے جس کو تین سو ستیس سال (۳۳۷) کا عرصہ گزر گیا۔ اب تو اور بھی برا حال ہے۔ کل یوم ابتر۔ دیکھیے حضرت مجتہد علیہ الرحمۃ یوں فرماتے ہیں۔

مکتوب نمبر سی و سوم (جلد اول) عزیزے شیطان لعین را دید کہ فارغ نشسته است از تہلیل و اغوا خاطر جمع ساخته آں عزیز سر آں را پر سید لعین گفت کہ علماء سوء ایں وقت در ایں کار با من خود مدد عظیم کردہ اند و مرا از ایں مہم فارغ ساختہ اند۔ بلفظہ۔ اسی طرح مکتوب نمبر ۱۲۱۳ جلد اول میں بھی ہے۔ جس کا ترجمہ اردو جلد اردو کے صفحہ ۳۵۷ پر اس طرح ہے کسی شخص نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ آسودہ اور فارغ بیٹھا ہے۔ اور گمراہ کرنے اور بہکانے سے ہاتھ کوتاہ کیا ہوا ہے۔ اس نے اس کا سبب پوچھا۔ لعین نے کہا کہ اس وقت کے بڑے علماء میرا کام کر رہے ہیں۔ گمراہ کرنے اور بہکانے کے ذمہ دار ہوئے ہیں۔ بلفظہ۔ مکتوب نمبر ۲۱۳ صفحہ ۳۵۷۔ قولہ واضح ہو کہ میلا و مروّجہ کی مجالس اس طریق سے کہ جس طریق پر آج کل ہوتی ہیں۔ قرون ثلاثہ مشہو و ہابا بخیر میں نہیں ہوئیں۔ بلکہ یہ ۶۰۴ھ میں ایجاد ہوئی۔ تاریخ ابن خلقان میں تبدیل۔ ترجمہ عمر بن حسن کے ہے: قد ما ربل فی سنۃ اربعة و ستمائة و هو متوجه الی خراسان فری صاحبھا الملک المعظم مظفر الدین ابن زین الدین صاحب عمل مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظم الاحتفال۔ ترجمہ: آیا وہ ۶۰۴ھ میں اربل میں جب کہ وہ خراسان کو جا رہا تھا۔ پس دیکھا اس لیے صاحب اس کے بادشاہ معظم مظفر الدین بن زین الدین محبت کو کہ کرتا تھا میلا و مروّجہ کی مجالس کا مولد مظفر الدین ہے۔ اور اس نے اسے ۶۰۴ھ میں ایجاد کیا ہے۔ مظفر الدین کے فق کو امام فاکہانی نے رد عمل المولد میں ان الفاظ سے قلمبند کیا ہے: قد صرح

اہل التاریخ بانہ یجمع اصحاب الملاہی والمزایر فی هذا العمل ویستمع الغنادا صوات الارسلہو دیر قص بنفسہ ومن هو كذلك فلا شک فی نفسہ و ضلالتہ ترجمہ: مورخین نے لکھا ہے۔ مظفر الدین اربل کا بادشاہ باجے گا بے والوں کو میلاد کی مجلس میں جمع کرتا تھا اور ناچتا تھا۔ اس مجلس میں خود۔ پس جو اس قسم کا فعل کرتا ہے اس کے فاسق اور گمراہ ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ مظفر الدین ایک فاسق شخص تھا۔ اب اس امر کا خود فیہ کر لیں کہ فاسق کی ایجاد کو کس کا طریقہ لکھنا چاہیے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۲۹۔ سطر ۴۔

اقول: مفتی جی! آپ نے اس عبارت کے لکھنے میں چند غلطیاں صریح کی ہیں۔

اول: ابن خلکان کو ابن خلکان لکھا۔

دوم: ”تبدیل ترجمہ عمر بن حسن کے ہے۔“ کے جملہ کو مہمل اور بے معنی لکھا۔ جس کا کچھ مطلب ظاہر نہیں۔

سوم: مجاہد کے ترجمہ کو محبت لکھا۔ جس کے معنی محبت کے طور پر ہیں۔

چہارم: مورخین نے لکھا ہے۔ غلط کس مورخ نے لکھا ہے۔ ابن خلکان مورخ کی عبارت صاف ہے۔ اس نے نہیں لکھا۔

پنجم: یہ ترجمہ بھی بالکل غلط ہے۔ آپ کی اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ جو آپ کے امام فاکہانی کے

سے پیدا ہوتی ہیں۔

اول: یہ کہ یہ مجلس مولود شریف کی قرون ثلاثہ مشہود لہا میں نہیں ہوئی۔ اس لیے بدعت ہے۔ اس پر عمل نہیں ہونا چاہیے۔

دوم: یہ کہ اربل کے بادشاہ مظفر الدین کے زمانہ ۶۰۴ھ میں عمر بن حسن نے اس مجلس کو دیکھا تھا۔

سوم: یہ بادشاہ مظفر الدین فاسق تھا۔ گانے بجانے والے لوگوں کو مجلس مولود شریف میں جمع کرتا۔ اور خود ناچتا تھا۔

چہارم: یہ کہ فاسق بادشاہ کی ایجاد پر عمل کرنا کس کا طریقہ ہے۔ یعنی فاسقوں کا۔ جو بات نمبر وار سینے۔ اول یہ کہنا کہ

مولود شریف و ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر القرون قرون ثلاثہ میں نہیں تھی۔ بالکل غلط ہے۔ بلکہ آیات

احادیث سے اس کا اصل ثابت ہے۔ جس کو آگے بیان کیا جائے گا۔ انتظار کریں۔ ہاں اس ہیئت کذا ایہ موقتہ سے اس مجلس

مولود شریف کا خیر القرون میں نہ ہونا کچھ منافی اور مضرت نہیں ہے۔ اور نہ ہر امر خیر القرون کا قابل عمل ہے۔ اور نہ ہر عمل خیر

القرون کے بعد ہوا قابل ترک ہے۔ پہلے آپ کو لازم تھا کہ بتلاتے کہ خیر القرون کا زمانہ کس کو کہتے ہیں۔ اور کتنے سال کا ہے۔

اور سب قرن کتنے ہیں۔ اور کل قرونوں کے کتنے سال ہوئے۔ خیر القرون مشہود لہا لکھ دیا اور بس۔ میں کہتا ہوں کہ

القرون کے معنوں اور میعاد میں بہت اختلاف ہے۔ چنانچہ (الف) لغت قاموس میں قرون کے معنی سید القوم ہیں۔

(ب) دوسری کتب لغت میں سینگ۔ گیسوزمانہ ہے۔ (ج) شرح مسلم میں ہے۔ قال الحسن و غیر القرون

عشر سنین و قتادة سبعون و النخعی اربعون و وزارة ابن ابی اوفی مائة و عشرون و عبد الملک بن عبد

مائة و قال ابن الاعرابی هو الرقت یعنی قرن دس سال کا ہے۔ حضرت حسن بصری کا قول ہے اور قتادہ ستر سال کا ہے

پس اور نخعی چالیس سال اور زرارہ ابن ابی اوفی ایک سو بیس (۱۲۰) اور عبد الملک بن عمیر ایک سو سال اور ابن اعرابی کہتے ہیں کہ اس کے معنی وقت کے ہیں۔ (د) بعض نے کہا ہے کہ لفظ قرن جو حدیث میں آیا ہے۔ اس سے مراد صحابہ کرام اور ان کی اولاد اور اولاد ہیں۔ (ه) اور بعض نے کہا ہے کہ اول قرن سے مراد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دوسرے قرن سے تابعین اور تیسرے قرن سے تبع تابعین یہ سب اقوال شرح صحیح مسلم میں ہیں۔ (و) مولوی عبد الجبار و مولوی امداد علی صاحبان عینی شرح صحیح بخاری کے حوالہ سے اپنے رسائل میں لکھتے ہیں۔ قرون ثلاثہ نوے (۹۰) سال کے بعد ختم ہو گئے۔ (ز) ازالۃ الخفا حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی، صفحہ ۵۷ مطبوعہ بریلی قرن اول از زمان ہجرت آنحضرت است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تا زمان وفات و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و قرن ثانی از ابتداء خلافت صدیق رضی اللہ عنہ تا وفات حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ و قرن ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ و ہر قرن قریب بہ دوازدہ سال بودہ است بلفظہ (اس حساب سے خیر القرون کا زمانہ چھ بیس ۲۶ سال تک ختم ہو گیا۔ (ح) مجمع البحار کا اخیر تکملہ۔ صفحہ ۱۴۴ میں خیر القرون دو سو بیس ۲۲۰ سال تک۔ ان تمام تحریرات پر غور کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مجتہدین اربعہ کے فتاویٰ جو نوے سال کے بعد ہوئے وہ سب بدعت ہوئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد تمام صحابہ بالخصوص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے آثار اور احکام قضایا وغیرہ سب بدعت ہوئے۔ اور جو فراق اکثر مذہب مبتدعین مثل روافض۔ خوارج قدریہ۔ مجریہ۔ معتزلہ وغیرہا جو دو سو بیس سال کے اندر اندر پیدا ہوئے۔ یہ سب کے سب اچھے خاصے سنت ہوئے۔ اور یزید پلید کے سب افعال و اقوال بھی سنت میں داخل ہوئے ان سب کو جانے دیجئے۔ اپنے گھر کی طرف توجہ کیجئے۔ تمام مدارس بالخصوص مدرسہ دیوبند بدعت میں داخل ہے۔ اور وہاں کی دستار بندی بدعت سیہ ہے۔ اور قرآن شریف اور کتب دینیہ کے پڑھانے کی اجرت جولی جاتی ہے۔ وہ حرام ہے۔ احادیث کا جمع ہونا بدعت سیہ قرآن شریف موجودہ مطبوعہ سنہری چھوٹی چھوٹی حائل شریف وغیرہ سب کی سب بدعت سیہ، علم صرف و نحو، و منطق بدعت، وظائف و اور ادلائل الخیرات۔ حزب الاعظم۔ حزب البحر۔ وغیرہا سب بدعت اور تقلید شخصی بدعت سیہ اور شرک۔ اور تمام مساجد پختہ۔ سنگ مرمر۔ سنگ سرخ۔ گلکاری شدہ اور برجیاں اور گنبد سب بدعت۔ اور ان میں نماز پڑھنا بدعت سیہ۔ اور آپ کے جد فاسد مولوی محمد مرحوم کی دو منزلی مسجد واقع لدھیانہ سب سے زیادہ بدعت سیہ ہے۔ اس میں نماز پڑھنے والا تو ضرور کافر ہی ہونا چاہیے۔ اور آپ کا اور تمام دیوبندیوں کا جسم ہی بدعت سیہ۔ آپ کا تیجے دسویں چالیسویں برسی میں پلاؤ۔ تورمہ۔ یا شادیوں میں مٹھائی۔ فرنی۔ چائے۔ پان وغیرہ کا کھانا سب بدعت و حرام ہوا۔ کیونکہ قرون ثلاثہ مشہود لہا میں ان سب باتوں کا وجود بھی نہیں ملتا۔ اگر آپ میں کچھ حییت مفیت ہے تو پہلے مدرسہ دیوبند کی دستار بندی پر فتوے دیجئے۔ اور لدھیانہ والی مسجد دو منزلی کے انہدام کا فتویٰ دیجئے ورنہ لم تقولون مالا تفعلون میں داخل ہو جائیے۔ اور آئندہ خیر القرون کے لفظ کو سمجھ سوچ کر استعمال کیجئے۔ لیکن یاد رہے کہ ہمارے اہلسنت کے مذہب میں یہ تمام امور جائز ہیں۔

بدعت کی بحث کتب اہلسنت و جماعت میں بہت طول طویل ہے۔ جن کی صرف ایک ہی مثال دیکھ لیجئے۔ غایت الاوطار

ترجمہ در مختار جلد اول صفحہ ۱۸۱ سطر ۲۱ باب الاذان۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کہنا (اذان کے بعد) نیا پیدا ہوا۔
الاول ۸۷ سال ہجری میں عشاء کی نماز میں دو شنبہ کی رات پھر جمعہ کے دن دس برس کے بعد پیدا ہوا سب نمازوں میں
مغرب کے پھر مغرب میں بھی دوبارہ سلام کہنا رائج ہو گیا۔ اور یہ امر بدعت حسنہ ہے۔ یہ فائدہ شارح نے جلال الدین سیوطی
شافعی کے حسن المحاضرہ سے نقل کیا۔ اور سخاوی کے قول بدیع میں ہے کہ اس کی ابتداء حدوث سلطان صلاح الدین بن مظفر بن
ایوب کے حکم سے ہوئی۔ ۹۱ھ ہجری میں طحاوی نے کہا کہ مغرب کا سلام ہمارے وقت میں رائج نہیں۔ الخ۔ بدعت حسنہ
نیک بات ہے جو قواعد شرعیہ کے مخالف نہ ہو۔ بلفظہ۔ ۱۸۱، سطر ۲۱۔

دیکھیے آٹھویں صدی کی ایجاد اذان کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پڑھنا بدعت حسنہ ہے۔ جو صلوات
الدین بادشاہ کے وقت ان کے حکم سے رائج ہوا۔ اس عمل اور آمد مکہ معظمہ و مدینہ منورہ و دیگر ممالک میں جاری ہے خواہ وہابی لوگ
اس کے بھی منکر ہوں پس یہی صورت مولود شریف کی اس بیعت کذا یہ پر ہے جو وہ بھی بموجب حکم شاہ اربل ظفر الدین جادی
ہوا۔ اور حسن اتفاق سے سلام کے کہنے کے جواز میں بھی بادشاہ مظفر الدین کا نام ہے۔ یعنی دونوں بادشاہ رحمۃ اللہ علیہما
ہیں۔ پس ثابت ہے کہ امور نیک خیر و برکت کے پیدا ہونے اور ان کے اجرا کے لیے خیر القرون پر حصر نہیں ہے۔ بلکہ اس
کے لیے خاص حدیث شریف ہے۔ جو صحیح مسلم میں ہے: من سن فی الاسلام سنہ حسنة فله اجر الحدیث ہے۔ جس
میں کسی زمانہ کا حصہ نہیں۔ دیکھیے آپ کے امام الطائفة اپنی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں۔ صفحہ ۸ ملاحظہ ہو۔ مصلحت وقت چنان
اقتضا کر کہ یک باب ازیں کتاب برائے بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب وقت ست تعین کردہ شود۔ بلفظہ۔

اس کے آگے آپ نے ایک باب ہی جدا گانہ ۱۲۳۳ھ تیرھویں صدی میں تیار کیا ہے جس میں سلاسل اربعہ صوفیاء کرام
علیہم الرحمۃ کے اشغال وافہ کار تیار کر کے لکھ دیا ہے۔ جس میں ذکر یک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی، چہار ضربی، مراقبہ کے
اقسام، نفی اثبات۔ کشف قبور لطائف ششگانہ۔ سلطان الذکر وغیرہ ہیں۔ مفتی جی! خیر القرون اور قرون ثلاثہ کو لائیے جس کے
مطابق آپ کے امام الطائفة نے یہ باب مبوب کیا ہے۔ یا بڑے زور سے فتوے کفر و بدعت و شرک کا دھردیا ہے۔ تاکہ آپ کے
امام الطائفة کی روح بھی خوش ہو جائے۔ خوش کیا جو کچھ ہے وہ ہے۔ دوم و سوم آپ لکھتے ہیں کہ بادشاہ مظفر الدین نے اس مولود
شریف کو ۶۰ سالہ میں ایجاد کیا۔ اور عمر بن حسن نے اس محفل کو دیکھا۔ یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ تذکرہ میلاد مبارک تو پہلے ہی سے اللہ
تعالیٰ نے بھی فرمایا اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا۔ پھر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین و تبع تابعین بھی
کرتے رہے۔ لیکن اس بیعت کذا یہ کے ساتھ جو فی زمانہ موجود ہے۔ اس کو اس سے پہلے حضرت شیخ و شیخ الشارح عمر بن محمد
موصلی جو نہایت متقی دیندار و صلحاء روزگار و آئمہ کبار سے تھے علیہ الرحمۃ نے شہر موصل علاقہ عراق میں ایجاد فرمایا اور جو آپ نے
عمر بن حسن لکھا ہے۔ وہ بالکل غلط ہے۔ اس کی تصدیق میں اس کتاب معتبرہ اور معتمدہ سے دکھاتا ہوں۔ جس کے مصنف کا نام
حضرت شیخ الاسلام شہاب الدین ابی محمد عبدالرحمن بن اسماعیل بن ابراہیم معروف بابوشامہ ہیں۔ اور آپ امام نووی شارح صحیح

مسلم کے استاذ و شیخ ہیں۔ اس کتاب کا نام مبارک الباعث علی انکار البدع والحوادث ہے اس میں یوں لکھا ہے:

(۱) ومن احسن ما ابتدع فی زماننا من هذا القبيل ما كان يفعل بمدينة اربل خبر الله تعالى كل عام
فی اليوم الموافق لیوم مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الصدقات والمعروف و اظهار الزینة
والسرور فان ذلك مع ما یبہ من الاحسان اے الفقراء مشعر بمحبة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و
تعظیمہ و جلالہ فی قلب فاعله و شکر الله تعالى علی ما من به من ایجاد رسول الذی ارسله رحمة
للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی جمیع المرسلین و کان اول من فعل ذلك بالموصل الشيخ
عمر محمد الملاء احد الصالحین المشہودین و به اقتدی فی ذلك صاحب اربل و غیرہ رحمہم اللہ
تعالیٰ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۱، سطر ۳۔ ترجمہ: نہایت نیک کاموں میں سے ایک بات یہ ہے جو ہمارے زمانہ میں پیدا ہوئی ہے۔ جو خاص
طور پر شہر اربل میں کی جاتی ہے۔ نیک کرے اللہ تعالیٰ اس کو جو ہر سال آج کے دن جو موافق اس دن سے ہے۔ جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کا دن ہے۔ صدقات سے نیکی اور خدا کی فرمانبرداری اور زینت اور خوشی سے اور اس میں فقرا پر
تقسیم طعام وغیرہ انعام سے کیا جاتا ہے۔ یعنی احسان کیا جاتا ہے۔ بغرض حصول محبت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ان کی
تعظیم اور عظمت اور جلال مولود شریف کے کرنے والے کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر کیا جاتا ہے۔ اس بات پر
کہ اس نے پیدا کیا ہمارے اس رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو رحمتہ للعالمین ہیں۔ اور رحمت ہیں۔ تمام مرسلین علیہم السلام
پر اور سب سے پہلے یہ کام (مولود شریف کا شہر موصل میں شیخ عمر بن محمد علیہ الرحمۃ نے کیا۔ جو ایک سردار تھے۔ صالحین اور دیندار
مشہورین میں سے اور پھر ان کا اقتدا کیا بادشاہ اربل (مظفر الدین) وغیرہ سلاطین نے اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت نازل
کرے۔ ختم ہوا ترجمہ۔ پس اصل اور صحیح بات یہ ہے کہ اس مولود شریف کو اس بیعت کذا یہ ملتزمہ موقتہ کو سب سے پہلے حضرت شیخ
الشارح عمر بن محمد علیہ الرحمۃ نے شہر موصل میں ایجاد فرمایا۔ جن کی پیروی فخر سلاطین اسلام میں سے سب سے اول سلطان مظفر
الدین شاہ اربل کو حاصل ہوا۔ اطاب اللہ ثراہ و جعل الجنة مثواہ۔ یہ بادشاہ نہایت بزرگ، متقی، کریم النفس اور تبع
شریعت تھا۔ اور اس میں شبہ کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں اور جن کے قلب میں تعصب اور عداوت ہو وہ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور خداوند کریم کی بھی تو ہین کرنے اور گالیاں دینے میں نہیں چوکتے۔ اگر کسی بادشاہ دیندار کو گالیاں دیں تو کون سی بڑی
بات ہے۔ اسی بزرگ کی کتاب کو دیکھیے کہ وہ اس بادشاہ کی لکھ رہے ہیں۔ گویا اس بادشاہ کو سلطنت دنیاوی کے ساتھ بادشاہت
دینی اور ولایت باطنی بھی حاصل تھی۔ جزاہ اللہ خیر الجزا الی یوم القیمہ۔ اس بادشاہ نے اپنے شہر اربل میں ماہ ربیع
الاول کے تمام مہینے میں مولود شریف کی محفل کو شروع کر کے قائم رکھا۔ اور تین لاکھ اشرفی اس محفل مبارک میں خرچ کرتا تھا۔ اور
ہر سال ایسا کرنا اس کے زمانہ میں جو نہایت خیر و برکت کا زمانہ تھا اور اس وقت ایک عالم دیندار حضرت ابو الخطاب بن وجہ نام
علیہا الرحمۃ جو حضرت وجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی کی اولاد سے موجود تھے۔ جن کی بابت شارح علامہ زرقانی تاریخ عربی میں

لکھتے ہیں کہ وہ علم حدیث میں بڑا مبصر علم صرف ونحو اور لغت اور تاریخ عرب میں کامل تھا۔ بہت سے ملکوں میں سفر کر کے اس نے علم حاصل کیا تھا۔ اکثر ممالک اندلس و مراکش۔ افریقہ۔ دیار مصر و شام۔ و دیار مشرق و غربہ و عراق و خراسان و ماثر ندران وغیرہا میں علم حاصل کرتا۔ اور لوگوں کو فائدہ پہنچاتا پھرا۔ انجام کار ۶۰۴ھ میں شہر اربل میں آیا۔ یہاں سلطان ابوسعید مظفر کے لیے مولد شریف تصنیف کیا۔ اس کا نام کتاب التتویری فی مولد السراج المنیر رکھا۔ اور خاص بادشاہ کے روبرو پڑھا۔ بادشاہ علیہ الرحمۃ نہایت خوش ہوئے۔ اور ایک ہزار اشرفی انعام فرمائی۔ بلفظہ۔ (انوار الساطعہ والیوارق المامعہ)۔

(۲) علامہ زرقانی شارح مواہب اللدنیہ علامہ ابن کثیر کی تاریخ سے لکھتے ہیں: کان (ای ابوسعید مظفر) شہاً شجاعاً بطلاً عادلاً محموداً لیسیرۃ یعنی یہ بادشاہ (سلطان ابوسعید مظفر) بڑا بزرگ، بہادر، دلیر، عادل، تعریف کیا گیا۔ نیک خصلت تھا۔

(۳) سبط ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: وکان یحضر عنده فی مولد اعیان العلماء والصوفیۃ یعنی حاضر ہوتے تھے اس بادشاہ (سلطان ابوسعید مظفر) کے پاس مولد شریف میں بڑے بڑے بزرگ عالم اور صوفیاء گرام۔

(۴) حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب حسن المقصد میں فرماتے ہیں: احدشہ ملک عادل وعالم وقصدہ التقرب الی اللہ عزوجل وحضر عنده فی العلماء والصلحون من غیر نکر۔ یعنی جاری کیا اس عمل (مولود شریف) کو ایک بادشاہ (ابوسعید مظفر) عادل اور عالم نے۔ اور ارادہ کیا اس نے اس میں اللہ تعالیٰ کے تقرب کا۔ اور حاضر ہوئے اس کے پاس اس مولود شریف میں بہت علماء اور صالح لوگ بغیر کسی انکار کے۔

(۵) تحقیق الحق تصنیف مولانا محمد عسکری حسینی الترمذی رئیس اودھ صفحہ ۱۵، سطر ۱۶۔ مطبوعہ کانپور۔ بحوالہ تاریخ ابن خلکان و ابن کثیر۔ یہ بادشاہ ابوسعید سلطان مظفر اربل اول درجہ فاضل عادل متقی پرہیزگار تھا۔ ۶۰۴ھ ہجری میں اپنے قلم رو کے تمام سربراہ و دروہ علماء و مشائخ و فقہاء و محدثین رحمۃ اللہ علیہم اجمین کو مدعو کیا۔ اور ان کے مشورہ سے اس عمل خیر کو نہایت تزک و احتشام سے رواج دیا۔ چنانچہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق سب سے پہلے جو کتاب تصنیف ہوئی۔ اس کا نام کتاب التتویری مولد سراج المنیر ہے۔ یہ مقدس کتاب شیخ المشائخ علامہ ابوالخطاب بن وجہ کی تصنیف ہے۔ سلطان نے اس کے صلہ میں شیخ کی خدمت میں ایک ہزار دینار بطور نذر پیش کیا تھا۔ بلفظہ۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ اس بادشاہ سلطان مظفر الدین کے وقت تمام علماء و صلحائے زمانہ بلا انکار مولد شریف میں حاضر ہوتے تھے۔ اور سب کا اتفاق ہو کر اجماع ہو گیا۔ اس اجماع کے پچاس سال بعد آپ کا امام فالہانے پیدا ہوا۔ کیونکہ ولادت اس کی ۶۵۴ھ ہجری میں ہوئی۔ اور یہ محفل ۶۰۴ھ ہجری میں بلکی طور پر قائم ہو گئی۔ اس پر حکم ارشاد صادر ہو کر تمام علماء کا اتفاق ہو گیا۔ اور حضرت سلطان ابوسعید مظفر کا انتقال ۶۳۶ھ میں ہوا۔ گویا بتیس تینتیس سال تک یہ عمل مولد شریف بلا ٹکیر اجماعاً ہوتا رہا۔ اس کے بعد آپ کے امام فاکہانی نے خلاف جمہور علماء و حکم بادشاہ اولی الامر کے اپنی کتاب رد عمل المولد تصنیف کی۔ جس کو تمام علماء و فقہاء و محدثین نے رد کیا۔ اور بدستور یہ عمل مولد شریف ہوتا رہا۔ اور

تمام بلاد اسلامیہ شرقاً و غرباً و شمالاً و جنوباً رائج ہو گیا۔ اور بموجب حکم خداوند اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم الایہ کے اس کا کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہو گیا۔ اور بموجب حدیث ماراۃ المسلمون حسناً و هو عند اللہ حسن خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منظوری میں مسلمانوں پر اس کا اہتمام و احتشام واجب ہو گیا۔ جس کی تعمیل ہو رہی ہے۔ اور ہمیشہ ہوتی رہے گی۔ و ہابیہ جلیس بھیں ان کی قسمت۔

(۶) حضرت ملا علی قاری و علامہ حلبی و قسطنطینی علیہم الرحمۃ لکھتے ہیں: ثم لازال اهل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن والکبار ریختلفون فی شہر مولدہ ویغینون بقراءہ مولدہ الکریم ویظہر علیہم من برکاتہ کل فضل عمیم۔ یعنی پھر ہمیشہ کرتے رہے اہل اسلام تمام اطراف و اقطار میں اور بڑے بڑے شہروں میں محفلیں ماہ مولد ربیع الاول میں اور بڑا اہتمام کرتے اور دل لگا کر پڑھتے مولد شریف کو اور ظاہر ہوتیں ان لوگوں پر برکتیں مولود شریف کی جس سے ہر طرح کا فضل عمیم ہے۔

(۷) حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مورد الروی فی مولد النبی میں لکھتے ہیں (ترجمہ عبارت عربی) یہ بات حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً اور ملک مصر اور اندلس اور ممالک مغربی اور ملک روم اور ملک عجم۔ اور ملک ہندوستان وغیرہ میں کمال اہتمام و احتشام سے ہوتی ہیں۔ مولد شریف کی محفلیں۔ ومن تعظم مشایخہم و علماء ہم هذا المولد المعظم والمجد المکرم لانه لا یاباہ احد فی حضورہ رجاء ادراک نورہ یعنی اس مجلس اور محفل (مولود شریف) کی تعظیم ان سب ملکوں کے مشائخ طریقت و علماء شریعت اس قدر کرتے ہیں کہ کوئی ان میں سے حاضر ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ اس امید پر کہ اس کے نور سے مشرف ہوں۔ بلفظہ۔ (انوار ساطعہ)

(۸) امام سخاوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: ثم لازال اهل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یعملون المولد۔ پھر ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں۔ اہل اسلام تمام اطراف میں اور بڑے بڑے شہروں میں مولود شریف کو (یعنی یہ عمل در آمد ہمیشہ سے چلا آیا ہے)۔

(۹) سیرت حلبی میں اور ابن جزری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ولا زال اهل الاسلام یحتفلون بشہر مولدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ یعنی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے مولود شریف کی محفلیں کرتے رہے ہیں۔

(۱۰) مولانا ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مورد الروی مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فرماتے ہیں: وقال اصل عمل المولد الشریف لم ینقل من احد من السلف الصالح فی القرون الثلاثۃ الفاضلۃ وانما حدث بعدها بالمقاصد الحسنۃ والنیۃ للاخلاص الشاملۃ ثم لازال اهل الاسلام فی سائر الاقطار یحتفلون فی شہر مولدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال الامام شمس الدین الجزری والمحراب من خواصہ انه

امان تام فی ذلك العام و بشرى تعجيل نبيل ما ينبغي ويرام قال واكثرهم بذلك عناية اهل مصر والشام
ولسلطان مصر في تلك الليلة من العلم اعظم مقام قال ولقد حضرت في سنه خمس و ثمانين و سب
مائه ليلة المولد عند الملك ظاهر برق فوق رحمه الله بقلعة الجبل عليه فوأت ما هالني و سرنی ولا
ساعنی و حوزت ما انفق في تلك الليلة على الرء و الحاضرين من الوعاظ و المنشدين و غيرهم من
الاتباع و الغلمان و الخدام المترددین بنحر عشرة الاف مثقال من الذهب العين مابين خلع و مطعوم و
مشروب و مشموم و مشموم و غيرها مما يستقيم به الضلوع . وقال السخاوی قلت ولم يزل ملوك
مصر خدام الحرمين الشريفين من رفقهم لهدم كثيرا من المناكر و الشين و انظروا نى امر الرعيه كالو
الدالوده و شهر و انفسهم بالعدل فاسفهم يحدده و مدده و اما ملوك الاندلس و الغرب ندهم فيه ليلة
لتيربها الركبان يجتمع فيها ائمة العلماء الاعيان فمن يليهم من كل مكان و تعلقو مابين اهل الكفر كلمة
الايمان و اظن اهل الروم لا يخلفون من ذلك افتقاء بغيرهم من الملوك فيما هناك و بلاد الهند تزيد على
غيرها بكثير كما اعلمينه بعض اولي النقلو التحرير و قلت العجم من حيث دخل هذا الشهر المعظم
و ازمان المكرم لا هلهما مجالس فخام من انواع الطعام للقرع الكرام و العلماء العظام و الفقراء من
الخاص و العام و قرأت الختمات و التلاوت المتواليات و الانشارات المتعاليات و اجناس المبرات
و الخيرات و انواع السرور و اصناف الحيور حتى بعض العجائز من غزلهن و تجهن يجمعن ما يقمن
لجمعهن الاكابر الاعيان و ضيافتهن ما يقدرنا عليه في ذلك الزمان و من تعظيم مشائخهم و علمائهم هذا
المولد المعظم و المجلس المكرم انه لا ياباه احد في حضوره رجا ادراك نوره و سروره و قال
السخاوی و ما اهل مكة معدن الخير فيتوجهون لى المكان المتواتر بين الناس انه محل مولده رجا
بلوغ كل منهم بذلك المقصده و يزيد اهتمامهم به على يوم العيد حتى قل ان يتخلف عند احد من
صالح و طالح و مقل و سعيد و سيما الشريف صاحب اللواء و الجهاز و الاهل المدينة كرمهما الله
احتفال و على فعله . بلفظه . (من البوارق اللامعه) - صفحہ ۱۱۵، سطر اخیر - خلاصہ ترجمہ: یعنی یہ عمل مولود شریف (اس
بیت کذا یہ ملتزم موقتہ) قرون ثلاثہ سے منقول نہیں نہیں۔ لیکن اس کے بعد یہ مولود شریف جاری ہوا۔ اور اس میں مقصد نیک
اور نیت خالص اللہ ہے۔ پھر ہمیشہ سے یہ عمل تمام اہل اسلام کے ممالک و بلاد و اطراف اور بڑے بڑے شہروں میں جاری
ہو گیا۔ اور مولود شریف کی محفلیں ماہ ربیع الاول مولود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہوتی رہیں۔ امام شمس الدین جزری علیہ
الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ مولود شریف کی محفل ایسی ہے جس میں تجربہ کیا گیا ہے کہ جس مکان میں کی جاتی ہے۔ اس میں ایک سال
تک امن و امان اور برکت رہتی ہے۔ اسی طرح سے یہ محفل مولود شریف اس رات میں بڑے عظیم نشانوں کے ساتھ اہل مصر اور

شام اور بادشاہ مصر کرتے رہے ہیں۔ اور کرتے ہیں۔ امام شمس الدین جزری فرماتے ہیں کہ میں حاضر ہوا بادشاہ ظاہر برق فوق
رحمۃ اللہ علیہ کے پاس شب مولود شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واقع ۸۵۷ ہجری کو ایک بلند قلعہ میں یعنی قلعہ کے اندر میں نے
وہاں وہ سامان دیکھے جن سے مجھے حیرت اور کمال خوشی ہوئی۔ میں نے اس کے خرچ کا اندازہ کیا۔ اس سات حاضرین
و قاریوں اور واعظوں اور مداحوں نعت خوانوں و غیرہم اور ان کے پیروں اور لڑکوں اور خادموں خدمت گاروں کے لیے خلاقوں
اور طعاموں شربتوں اور خوشبوؤں اور روشنی وغیرہ کے دینے میں قریب دس ہزار مثقال زر کے تقسیم کیا گیا۔ حضرت امام سخاوی
علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بادشاہان مصر کہ خدام حرمین شریفین ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے بہت ناجائز باتوں اور عیبوں کے زائل
کرنے کی توفیق بخشی ہے۔ اور انہوں نے رعیت پر وہ شفقت کی جو باپ اولاد پر کرے اور انہوں نے عدل و انصاف میں
ناموری حاصل کی۔ اور اسی طرح بادشاہان اندلس اور مغرب کے لیے مولود شریف کی ایک ایسی رات ہے۔ جس کا چرچہ دور دور
مسافر اپنے شہروں میں لے جاتے ہیں اور جمع ہوتے ہیں۔ اس میں بڑے بڑے امام اور علماء اعیان اطراف سے آتے ہیں۔
اور کافروں میں اسلام کا بول بالا ہوتا ہے۔ اور اہل روم وغیرہ کوئی بھی اس کی مخالفت نہیں کرتا اور انہیں میں سے ہیں بادشاہان
ہندوستان جو اور بھی زیادہ کرتے ہیں۔ اور عجم کے بادشاہان میں جب یہ ماہ مبارک ربیع الاول چڑھتا ہے۔ مجالس مولود شریف
کی شروع ہو جاتی ہیں اور انواع اقسام کے طعام اور کھانے قاریان کرام اور علماء عظام کو تقسیم کیے جاتے ہیں۔ اور قرأت اور
ختمات اور تلاوت قرآنی پے در پے اور خوب زور سے نعت خوانی کی جاتی ہے۔ اور قسم قسم کی چیزیں پاک اور کثرت سے خیرات
کی جاتی ہیں۔ اور رنگ رنگ کی خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ اور اکابر علماء و فضلاء اور صوفیاء کی ضیافتیں کی جاتی ہیں۔ اور مشائخ اور
علماء کی نہایت خاطر اور تعظیم کی جاتی ہے۔ جو مولود شریف کی محفل میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور اس حاضری میں کوئی بھی انکار نہیں
کرتا۔ اور اس کے نور اور سرور کی امید رکھتے ہیں۔ یہ بھی حضرت سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اہل مکہ جو معدن خیر ہیں۔ اس
مجلس مولود شریف کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان مولود مبارک میں نہایت اہتمام سے یوم العید کی طرح کرتے
ہیں۔ حتیٰ کہ ایک فرد بشر کا بھی اس سے رہ نہیں جاتا۔ خواہ صالح نیک دیندار ہو۔ خواہ طالح گنہگار ہو۔ خصوصاً شریف مکہ معظمہ
صاحب نشان اور والی حجاز اور مدینہ منورہ زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً ہر دو جگہ یہ مولود شریف کی محفلیں ہوتی ہیں۔ ختم ہوا خلاصہ ترجمہ۔
پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت سلطان ابو سعید مظفر الدین شاہ اربل بہت بڑا بزرگ، بہادر، دلیر، عالم، عادل، محمود السیرت،
اور محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا۔ جس کے حکم سے محفل مولود شریف جاری ہوئی اور تمام بادشاہان مصر اندلس، روم،
شام، عرب و عجم نے اس کی اس نیک کام میں اچھی طرح پیروی کی اور تمام بڑے بڑے علماء صالحین اور مشائخ متصوفین نے
بلا انکار نہایت خوشی سے اس میں حصہ لیا۔ اور اب تک ایسا کرتے چلے آئے ہیں۔ اور قیامت تک خدا کے فضل اور آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم سے کرتے جائیں گے۔ مگر افسوس دشمنان دین متین حضرت شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس
بادشاہ پر جھوٹے بہتان لگا کر کہتے ہیں کہ وہ فاسق و فاجر تھا: لعنة الله على الكذابين۔ چہارم مفتی جی! جو آپ نے نتیجہ نکالا تھا

اور نکالنے کی کوشش کی تھی۔ اس میں اب بالکل ناکام اور نامراد ہے۔ یاد رکھو اولی الامر کا حکم مسلمانوں کے لیے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے واجب الاتثال ہے۔ جس کا آپ انکار کرتے ہیں۔ دیکھو! بادشاہ تاج بن یوسف ثقفی جو تخت درجہ کا ظالم تھا۔ اس کے حکم سے قرآن شریف میں اعراب لگائے گئے تھے۔ یہ ایک صریح بدعت ہے۔ لیکن تمام علماء مذہب نے اس کو بحال رکھ کر تسلیم کیا۔ کوئی انکار نہیں ہوا۔ اور عرب و عجم اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ قرآن شریف کی تلاوت میں نہایت آسانی ہوئی اور صحت الفاظ قرآنی محفوظ ہوئے۔ یہ بھی اولی الامر کا کام تھا۔ جس سے انکار نہیں۔ مگر وہابیہ کو لازم ہے کہ ان قرآن شریفوں کی تلاوت نہ کریں۔ اپنے قرآن جدا گانہ بلا اعراب پتوں، ہڈیوں، ٹھیکریوں پر لکھوا کر پڑھیں۔ تاکہ بدعت اور مشرک نہ بنیں۔

قولہ: اب رہا قیام فی المولد سوائے بھی متقدمین علماء نے بدعت و بے اصل لکھا ہے۔ شرعہ الہیہ میں ہے: منها القيامة عند ذكر وضع خير الانام صلى الله عليه وآله وسلم فانه بدعة لا اصل له في الشرع ودلت الاحاديث والآثار على كون القيام لتعظيم القادِم مكرها فما بال هذا لقيام الذي احدث عند حكاية القدوم في هذا العمل - ترجمہ: بدعت میلاد میں سے ایک بدعت قیام کا کرنا ہے۔ وقت ذکر ولادت نبی علیہ السلام کے بدعت ہے۔ نہیں ہے اس کی کچھ اصل شرع میں۔ اور کیونکر ہو سکتی ہے۔ اس کی اصل شرع میں جب کہ احادیث و آثار ولادت کرتی ہیں کسی قیام کے لیے قیام تعظیمی کے مکروہ ہونے پر۔

سیرت شامی میں ہے: جوت عادة كثيرة من المحبين اذا سمعوا بذكر وضعه صلى الله عليه وآله وسلم ان يقوموا تعظيماً له صلى الله عليه وآله وسلم وهذا القيام بدعة لا اصل له - ترجمہ: بہت سے اہل محبت کی عادت ہے کہ نبی علیہ السلام کا ذکر ولادت سن کر کھڑے ہوتے ہیں۔ تعظیماً پس یہ قیام بدعت ہے نہیں اس کی کچھ بھی اصل۔ بلقلم۔ صفحہ ۲۹-۱۸۔

اقول: مفتی جی! آپ نے دو کتابوں کی عبارت قیام تعظیمی کے لا اصل ہونے پر لکھی ہیں۔ شرعہ الہیہ کوئی غیر معروف کتاب وہابیہ کی معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے اس کے مصنف کا نام یا مذہب یا زمانہ تصنیف نہیں لکھا۔ جس سے اصلیت معلوم ہو جاتی۔ ہاں دوسری کتاب سیرت شامی البتہ مشہور کتاب ہے۔ لیکن اس کو آپ نے سیرت لسانی لکھ دیا ہے۔ شاید سہو قلم ہے۔ میں اس کو سیرت شامی ہی سمجھتا ہوں۔ گو آپ نے کسی غلط رسالہ سے شامی کو شامی لکھ دیا ہو۔ دوسری غلطی آپ نے یہ کی کہ لفظ کثیر کو کثیر لکھ دیا۔ تیسری غلطی یہ ہے لفظ اصل لکھا کو اصل لکھا۔ یہ باتیں نا فہمی عبارت کا موجب ہے۔ خیر۔ اب میں آپ کے اصل اعتراض کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ آپ نے عبارات کو لکھ کر اس بات کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مولود شریف میں قیام کرنے کی کوئی اصل نہیں۔ اور احادیث و آثار ہر قسم کے قیام کو خواہ کسی قادم کے لیے ہو۔ مکروہ کہہ رہے ہیں۔

مفتی جی! لا اصل لکھا کے لفظ سے مراد یہ ہے کہ قیام وقت ذکر ولادت کوئی اصل حدیث سے معلوم نہیں ہوتی۔ یعنی ایسی

کوئی حدیث اس میں نہیں پائی جاتی کہ جس میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ مولود شریف میں وقت ذکر ولادت قیام کیا جایا کرے۔ اور لفظ بدعت سے بدعت حسہ مراد ہے۔ جیسے آگے معلوم ہوگا مگر یاد رہے کہ آپ کسی حدیث شریف سے قیام ذکر ولادت کی ممانعت بھی دکھلا نہیں سکتے۔ بلکہ علماء اہلسنت و جماعت نے آیات و احادیث سے تمام اقسام کے قیام تعظیمی کو اپنی اپنی تصانیف میں ثابت کیا ہے۔ اور اجماع امت بھی درج ہے۔ میں آپ کی تسکین کے لیے لفظ یا جملہ لا اصل لکھا کے معنی اور مراد چند کتابوں سے دکھاتا ہوں۔ جن کو آپ بھی معتبر سمجھتے ہیں۔ اور نہایت مشہور نام ہیں۔ وہ یہ ہیں:

(۱) مجمع البحار جلد ثالث خاتمہ صفحہ ۵۱۲۔ مطبوعہ نولکشور۔ صاحب مجمع البحار نے اپنے شیخ سے مسئلہ پوچھا۔ کہ پھول یا خوشبو سو گھنے کے وقت درود شریف کا پڑھنا کیسا ہے۔ تو انہوں نے اس کا جواب اس طرح فرمایا: اما الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم عند ذلك ونحوه فلا اصل لها ومع ذلك فلا كراهة في ذلك عندنا الخ۔ یعنی درود شریف پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس وقت میں یا اس کی مثل میں اس کی اصل نہیں ہے۔ باوجود اس کے ہمارے نزدیک (اہلسنت و جماعت) اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ دیکھیے اس میں جملہ لا اصل لکھا کی بابت کیا بیان فرمایا کہ باوجود لا اصل لکھا ہونے کے کوئی کراہت اس میں نہیں۔

(۲) مسائل اربعین مصنفہ مولوی محمد اسحاق صاحب بزرگ دیوبند یہ مسئلہ چہار دہم میں اس سوال کے جواب میں کہ "نوشہ کو بطریق سلامی کچھ دینا۔ اور دلہن کو منہ دکھائی میں کچھ دینا کیسا ہے"۔ جواب در شریعت محمدی اصل اس چیز ہایا فتنہ نمیشو۔ مگر ظاہر حال اس چیز یا کہ دادن سلامی و رونمائی است مباح باشد۔ بلقلم۔ دیکھو بے اصل کہہ کر پھر مباح لکھا۔ مطلب یہ کہ اس میں کوئی حدیث وارد نہیں۔ ترجمہ عبارت مذکور کتاب رفاہ المسلمین۔ ترجمہ اردو اربعین جو ستائیسویں سوال کے جواب میں ہے۔ یوں ہے۔ "جواب شریعت محمدی میں ان باتوں کی کچھ اصل پائی نہیں جاتی۔ لیکن بحسب ظاہر مباح معلوم ہوتا ہے۔" دیکھیے۔ باوجود شریعت میں اصل نہ ہونے یا لا اصل لکھا ہونے کا کوئی حرج نہیں تاہم مباح ہے۔

(۳) الدر المنظم فی حکم مولد النبی الاعظم۔ مصنفہ حضرت شیخ المشائخ شیخ الدلائل محمد عبدالحق علیہ الرحمۃ مہاجر کی۔ صفحہ ۳۸۔ مراد اس قول و هذا القيام بدعة لا اصل لها بدعة حسنة است چنانچہ صاحب سیرۃ حلبی بترجیح آں پرداخت و معنی۔ لا اصل لکھا۔ لانظير لها في القرون الثلاثة باشد الخ۔ بلقلم۔ یعنی اس قول و هذا القيام بدعة لا اصل لکھا سے مراد بدعت حسہ ہے۔ جیسے کہ صاحب سیرۃ حلبی علیہ الرحمۃ نے اس کی تصریح فرمائی ہے اور معنی اس لا اصل لکھا کے یہ ہیں کہ اس کی کوئی نظیر نہیں۔ یعنی قرون ثلاثہ میں لیجئے یہ اصل حقیقت ہے آپ کے لا اصل لکھا کی۔ سارا کارخانہ آپ کا بے اصل ثابت ہو گیا۔ سارا کھیت اجڑ گیا۔ اب میں وہ دلائل پیش کرتا ہوں کہ جو عبارت آپ نے سیرت شامی کی جرت عادة کثیرہ لکھی ہے۔ اور اس عبارت میں بھی آپ نے لا تقربوا الصلوة کی مثل کو ظاہر کیا ہے۔ سینے۔ پہلی دلیل جملہ۔ جرت عادة سے ایک قسم کا مسئلہ نہ ہونا اس عمل کی دلیل ہے۔ جس پر یہ کلمہ وارد ہوا ہے۔ جیسے صاحب ہدایہ باب الاحرام میں فرماتے ہیں:

وبذلك جرة العادة الفاشية وهي من احادی الحجاج۔ یعنی اس کے ساتھ عادت جاری ہوئی ظاہرہ اور وہ ایک ہے شرعیہ دلیلوں سے۔ یعنی اگر یہ عادت فاشیہ یعنی ظاہرہ عہد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہو تو کمال درجہ کی قوی ہے۔ اور اگر مابعد کی عادت ہو تو بھی سند ہے۔ جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ مآراہ المسلمین حسناً فهو عند الله حسن۔ یعنی جس بات یا چیز کو مسلمان اچھا جائیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔ پس یہ مسلمانان و علماء کرام و صوفیائے عظام ممالک اسلامیہ و حریم شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً اس قیام تعظیمی کو اچھا جانتے ہیں نیک و اچھا جان کر عمل کرتے ہیں۔ اگر چند شخص دیوبندیہ یا دیوبندیہ انکار کریں تو کریں۔

دوسری دلیل۔ شامی علیہ الرحمۃ نے جو عادت کثیر اہل اسلام کی اس عمل پر فرمائی ہے وہ بھی ایک دلیل ہے۔ اس عمل کے سند ہونے پر۔ جیسے شامی علیہ الرحمۃ بخشی و شارح در مختار فرماتے ہیں: والاعتماد علی ما علیہ الجہم الکثیر یعنی بغیر یا بھر و ساس پر ہوتا ہے جس پر جماعت کثیر ہوتی ہے۔ اسی کے مطابق یہ حدیث شریف ہے۔ اتبعوا السواد الاعظم الحدیث یعنی بڑی جماعت مسلمانوں کی پیروی کرو۔ پس سواد اعظم۔ اور جماعت کثیر اس قیام تعظیمی مولود شریف پر عامل ہے۔ تیسری دلیل: وہ کثیر جماعت (جس کا عمل قیام تعظیم وقت ذکر و ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے) حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جن کی یہ عادت جاری ہو گئی ہے کہ جب مولود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتے ہیں فوراً نہایت ذوق و شوق و محبت مافوق سے تعظیم کے لیے قیام کرتے ہیں۔ اور احادیث شریف صحیحہ قطعیہ ظاہر ہے کہ اہل ایمان اور کامل الایمان وہ محبین لوگ ہیں۔ جن کو حضرت رسول کریم حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہے۔ جیسے فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والده وولده والناس اجمعین متفق علیہ۔ یعنی کوئی بھی شخص مومن نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اپنے ماں باپ اور اپنے اور تمام جہان کے لوگوں سے زیادہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ کرے گا۔ ایک دوسری حدیث میں من نفسہ و مالہ کاللفظ بھی آیا۔ جب تک اپنی جان سے بھی زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب نہ بنالے گا تب تک مومن اور مسلمان ہی نہیں پس یہ عمل قیام مولود شریف و محبین کثیر جماعت کی کامل دلیل اور حجت ہے۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ شامی علیہ الرحمۃ نے اس قیام کی وجہ صرف خاص تعظیم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لکھی ہے جو سب مسلمانوں کو شرعاً میں مطلوب اور محبوب اور ضروری ہے۔ جس کی بابت خود اللہ تبارک و تعالیٰ کا حکم ناطق و تعزیر و توقیر وہ اس سے قیام تعظیمی کی اصل بھی ثابت ہو گئی۔ نیز یہ ثابت ہو گیا کہ شامی علیہ الرحمۃ کے لا اصل لھا کہنے سے یہ مراد نہیں کہ اس قیام کے مستحق ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ اس پر جمہور علماء اور صلحاء امت کا اجماع ہے۔ جو خاص حجت اور دلیل شرعی ہے۔ پانچویں دلیل یہ ہے کہ دراصل جو عبارت سیرت شامی کی نقل کی جاتی ہے وہ امام علی ابن برہان الدین حلبی کی کتاب انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون کے صفحہ ۹۰ میں درج ہے۔ اس میں لفظ لا اصل لھا کی شرح اس طرح پر کر دی گئی ہے۔ جرت عبادۃ

کبر من الناس اذا سمعوا بذكر وضعه صلى الله عليه وآله وسلم ان يقوموا تعظيماً له، صلى الله عليه وآله وسلم وهذا لقيام بدعة لا اصل لها اي لكن هي بدعة حسنة لانه ليس كل بدعة مذمومة وقد قال سيدنا عمر رضي الله تعالى عنه في اجتماع الناس لصلوة والتراويح نعمة البدعة هذه الخ۔ بلفظ۔ اللہ اعظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم صفحہ ۱۳۶۔ اکثر لوگوں کی یہ عادت ہے کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کا ذکر (مولد شریف میں) سنتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کے لیے قیام کرتے ہیں اور یہ قیام بدعت ہے۔ اس کے واسطے اصل نہیں۔ یعنی لیکن یہ بدعت حسنہ ہے۔ کیونکہ ہر بدعت مذموم نہیں ہوتی۔ کیونکہ فرمایا ہمارے سردار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح کے لیے لوگوں کے جمع ہونے کو کہ یہ کیا اچھی بدعت ہے۔ لیجئے آپ کے اعتراضات کلمہ لا اصل لھا کے جوابات کافی سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ باقی اثبات مولود شریف اور قیام تعظیمی کا قرآن شریف و احادیث سے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین و تابعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لے کر اس وقت تک (۱۳۳۷ھ) لکھا جائے گا۔ (جب کہ آپ کے باقی اعتراضات کا جواب ختم ہوگا) انتظار کریں۔ قول: فتویٰ تحفۃ القضاۃ میں ہے: یقومون عند ذکر مولده صلى الله عليه وآله وسلم و يزعمون ان روحه صلى الله عليه وآله وسلم يحيى و حاضر فزعهم باطل بل هذا الاعتقاد شرك و قد منع الائمة عن مثل هذا۔ ترجمہ نبی علیہ السلام کی ولادت کے تذکرہ کے وقت گھرے ہوتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ روح آپ کی آتی ہے اور حاضر ہے۔ یہ زعم ان کا باطل ہے۔ بلکہ یہ اعتقاد شرک ہے۔ اور منع کیا ہے اماموں نے ایسا فعل کرنے اور اعتقاد رکھنے سے۔ بلفظ۔ صفحہ ۳۰۔ سطر ۴۔ اقول: مفتی جی! آپ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے بعد لفظ صلعم اختصار درود شریف کیا جو سخت خلاف شریعت اور بدعتی کی علامت ہے۔ دوماً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بجائے نبی علیہ السلام لکھتے ہیں۔ افسوس! آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گنجوئی قدر اور وقعت نہیں۔ پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ آپ قرآن شریف اور حدیث شریف کی پروا نہیں کرتے۔ خیر اولاً تذر الذمۃ و ذر اُخری۔ پہلے میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تحفۃ القضاۃ کس بزرگ عالم کی تصنیف ہے۔ اور وہ کس زمانہ میں ہوئے۔ کس مذہب کے تھے۔ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ ایسی غیر معروف کتابوں کو پیش کرنا قابلِ سند نہیں۔ جیسے کہ آپ کے جود سدی تحریر سے ایسی کتابوں کا نام معتبر ہونا دکھلا چکا ہوں ممکن ہے کہ کسی نے فرضی عبارت لکھ کر اپنے رسالہ میں اس کتاب کا حوالہ دے دیا جو نہ وہ کتاب ہو۔ اور نہ ملے۔ اچھا اتنا فرمائیے کہ کس مطبع میں طبع ہوئی ہے۔ یا قلمی نسخہ آپ کے پاس ہے۔ اگر قلمی ہے تو اس کے مصنف کا نام درج ہوگا۔ کیوں آپ نے اس کو نہیں لکھا۔ یہ کہیے کہ روح مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل میں تشریف فرما ہو تو شرک کس طرح ہو جائے گا اور تشریف آوری کے لیے کون سے امور موانع ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کتاب وہابی المذہب ہے۔ اسی سبب سے اس کا نام نہیں لکھا۔ اور جو اس میں یہ لکھا ہے کہ اماموں نے منع کیا ہے۔ وہ کون سے ہیں؟ یا وہابیوں کی مسجدوں کے امام ہیں! منہ سے کہہ دینا یا رسالہ میں لکھ دینا اور بات ہے۔ اور ثابت کرنا اور بات۔

ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حیات النبی سمجھتے ہیں۔ اور جہاں وہ چاہتے ہیں۔ تشریف فرما ہوتے ہیں۔ بلکہ جہاں ذکر مبارک ہوتا ہے چاہیں تو تشریف فرمایا کرتے ہیں۔ بالخصوص مولود شریف میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کی ہمت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے البتہ آپ لوگ اس عقیدہ کو شرک جانتے ہیں۔ زہے نصیب ان لوگوں کے جو محافل و مجالس کرتے ہیں۔ اب سنیہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولود شریف میں تشریف فرما ہونا اس طرح پر ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: و سیری اللہ عملکم و رسولہ۔ (توبہ) یعنی شباب ہے کہ تمہارے اعمال کو دیکھے گا اللہ اور اس کا رسول۔ یعنی تمام لوگوں کے اعمال جیسے اللہ تعالیٰ دیکھے گا ایسے ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دیکھے گا۔

(۲) انتباہ الاذکیانی حیات الانبیاء شیخ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ صفحہ ۷، النظور فی اعمال امتہ والاستغفار من السيئات والدعا بکشف البلاء عنهم والتردد فی اقطار الارض بحلول البرکۃ فیہا و حضور من منات من صالحی امتہ فان هذه الامور من اشغاله کما وردت بذلک الاحادیث والاثار۔ بلفظ: بات احادیث اور آثار سے ثابت ہے کہ آپ نظر فرماتے ہیں اعمال امت میں ان کے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں۔ اور ان کے لیے دعا فرماتے ہیں۔ اور حدود زمین میں پھرتے ہیں۔ برکت دیتے ہیں۔ اور جب امت کا کوئی ایک آدمی مر جائے اس کے جنازہ پر تشریف لاتے ہیں۔ اور آپ کے اشغال ہیں برزخ میں۔ اسی طرح احادیث و آثار میں وارد ہے۔

(۳) تفسیر روح البیان میں سورۃ تبارک الذی کے آخر پر ہے قال الامام الغزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ والرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام لہ الخیار فی طواف العالم مع ارواح الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم بقدر ادک من الاولیاء۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار دیا گیا ہے کہ تمام عالم زمین و آسمانوں میں مع ارواح صحابہ رضی اللہ عنہم اور اولیاء علیہم الرحمۃ سیر کرتے پھرتے ہیں۔ بہت سے اولیائے کرام نے حضور کو بیداری میں دیکھا ہے۔

(۴) ڈرٹمین حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی حدیث سترہویں۔ ترجمہ: یعنی خبر دی مجھ کو میرے والد نے اور کہا انہوں نے کہ خبر دی مجھ کو میرے پیر سید عبد اللہ قاری نے کہ کہا سید عبد اللہ نے کہ میں نے قرآن حفظ کیا ایک بار زائد سے۔ جو جنگل میں رہتے تھے۔ ایک بار ہم قرآن پڑھ رہے تھے اتنے میں عرب کے آدمی آئے۔ ان کا سردار آگے تھا۔ نے قاری کا پڑھنا سن کر کہا۔ اللہ تعالیٰ برکت کرے تو نے قرآن کا حق ادا کیا۔ پھر وہ چلے گئے۔ اور ایک آدمی دوسرا انہیں والوں کی وضع کا آیا اور کہنے لگا کہ کل رات کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی کہ ہم فلاں جنگل میں وہاں کے قرآن کا قرآن سننے جائیں گے جب اس آدمی نے یہ بات سنائی ہم نے جان لیا کہ وہ سردار جو آئے تھے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ اور میں نے اپنی آنکھوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔

(۵) فیوض الحرمین حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی کا ترجمہ۔ فرماتے ہیں۔ دیکھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثر کاموں میں سامنے اپنے۔ یعنی آپ کی اصل صورت میرے سامنے ہوئی بار بار تو جان لیا میں نے کہ آپ

یہ کو طاقت ہے۔ بشکل بدن مبارک کے بن جاتی ہے۔ اور یہ وہی بات ہے کہ جس کی طرف حضرت نے اشارہ فرمایا ہے۔ یعنی حدیث میں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں مرتے ہیں بے شک وہ نماز پڑھتے ہیں قبروں میں اور حج کرتے ہیں۔ اور نہ بے شک زندہ ہیں۔ فقط۔

(۶) مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکتوب نمبر ہشتاد و دوم و دویت جلد اول۔ امروز در حلقہ بعد از اینم کہ حضرت الیاس و حضرت خضر علی نبینا وعلیہم والصلوٰۃ والسلام بصورت روئیاں حاضر شدند و بہ تلقی روحانی حضرت خضر فرمودند کہ ماز عالم ارواحیم۔ حضرت سبحانہ، و تعالیٰ ارواح مار قدرت کاملہ عطا فرمودہ است۔ کہ بصورت اجسام متمثل شدہ کارہائے کاز اجسام یوقوع مے آند از ارواح ماصدور مے یابد۔ بلفظ۔

(۷) ایضاً مکتوب نمبر دو صد و بست (۲۲۰) جلد اول۔ دریں اثنا عنایت خداوندی در رسید و حقیقت معاملہ را کما ینبغی را نمود۔ روحانیت حضرت رسالت خاتمیت علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ رحمت عالمیان ست دریں وقت حضور ارزانی فرمود و تسلی خاطر ترس نمود بلفظ۔

(۸) مواہب اللدنیہ صفحہ ۳۶۵۔ مقصد عاشق کا ترجمہ عبارت عربی کا۔ اور کچھ شک نہیں۔ اس میں کہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عالم برزخ میں فرشتوں سے بڑھ کر ہے۔ یہ حضرت ملک الموت علیہ السلام قبض کرتے ہیں۔ لاکھ روئیاں زیادہ ایک ہی وقت میں اور نہیں روکتا ان کو ایک روح کا قبض کرنا دوسری روح کے قبض کرنے سے۔ اور وہ باوجود اس مشغولی کے متوجہ ہیں۔ عبادت الہی میں تسبیح اور تقدیس کر رہے ہیں۔ پس ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں۔ قبر میں نماز پڑھتے ہیں۔ اور عبادت کرتے ہیں اپنے پروردگار کی۔ اور سامنے ہیں اس کے ہمیشہ رہتے ہیں۔ قربت میں مزہ لیتے ہیں۔ سنیے خطاب الہی کا۔ اور یہی حال تھا آپ کا دنیا میں۔ ڈالتے تھے امت پر روشنیاں وحی الہی کی۔ جو کچھ ڈالتا تھا اللہ تعالیٰ ان پر۔ اور نہیں روکتی تھی ان کو امت کی فیض بخشی اور خبر گیری اللہ تعالیٰ کی مشغولی سے۔

(۹) انتباہ الاذکیانی حیات الانبیاء حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ صفحہ ۳۔ ترجمہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں۔ اور خوش ہوتے ہیں امت کی عبادت سے اور غمگین ہوتے ہیں نافرمانیوں سے۔ انبیاء کا مرجانا صرف اتنا ہے کہ ہماری نظر سے چھپ گئے۔ اور واقع میں زندہ ہیں۔ اور موجود ہیں مثل فرشتوں کے کہ وہ موجود ہیں۔ اور نظر نہیں آتے۔ مگر جس ولی اللہ کو بطور کرامت خداوند کریم دکھلا دے۔ وہ دیکھ لیتے ہیں۔ الخ۔

(۱۰) دلائل الخیرات فضائل درود شریف میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ جو لوگ حضور سے دور اور نظر سے غائب ہیں۔ آپ کے زمانہ کے بعد پیدا ہوں گے۔ ان کے درود شریف کا کیا حال ہے۔ وہ کس طرح آپ کو معلوم ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسمع صلوٰۃ اہل محبتی و اعرفہم و لعرض علی صلوٰۃ غیرہم عرضاً۔ یعنی میں سنتا ہوں درود اپنے اہل محبت کا۔ اور پہچانتا ہوں ان کو۔ اور پیش کیے جاتے

ہیں۔ درود دوسرے لوگوں کے فرشتوں کے ذریعہ سے۔ یہ ظاہر اور صاف ہے کہ مولود شریف اور قیام کی حالت میں کثرت درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اور یہ بھی کہ مولود شریف میں حاضر ہونے والے اکثر اہل محبت ہی ہوتے ہیں۔ ان کے درود شریف کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود سنتے ہیں۔ اور نام بنام ان کو پہنچاتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ فلاں موقع یا موضع یا شہر یا مسجد یا گھر میں مولود شریف ہو رہا ہے۔ اب یہاں پر تشریف فرما ہونا

ان کا آپ کی نظر میں مشکل معلوم ہو رہا ہے۔ اور یہ ضرور ہے کہ منکرین کو ان کی روح مبارک یا جسم اطہر نظر نہیں آتا۔ آنا بھی نہیں چاہیے۔ لیکن جو لوگ اہل محبت اور اہل کشف ہیں۔ وہ برابر زیارت کرتے ہیں۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ ہر انسان کی کبھی یکساں نہیں ہوتی۔ اور خاص کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان آنکھوں سے دیکھنا جو فرشتوں کے جسم سے بھی الگ ہے۔ محال اور واقعی محال ہے۔ لیکن جن بزرگوں کی آنکھیں دیکھنے کے قابل ہیں۔ وہ خوش نصیب ہیں۔ جب دیکھتے ہیں تو میں تاب ہی نہیں رہتی کہ وہ دیکھ کر بیٹھے ہیں فوراً تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر چاہے بزرگ دنیا میں موجود ہیں تو یہ رتبہ حاصل ہے۔ لیکن اس جگہ ایک تذکرہ حضرت پیران پیر دینار شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا درج ہوں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ دیکھنے والے اس پاک ذات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس طرح دیکھتے ہیں۔ بہت کتابوں میں تذکرہ کو لکھا ہے۔ لیکن صرف دو کتب معتبرات سے یہاں درج کرتا ہوں۔ وہ ہذا۔

(۱۱) مناقب النبوت ترجمہ اردو مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ۔ جلد اول صفحہ ۲۷۵، سطر ۱۱۔ بجز الاسماء جو تصنیف ابوالحسن علی بن یوسف شافعی کی ہے کہ درمیان اس کے اور حضرت غوث الاعظم کے دو واسطے ہیں۔ شیخ ابوالعباس بن شیخ عبداللہ ازہری حسینی سے لاتے ہیں کہ کہانی شیخ ابوالعباس نے کہ حاضر ہوا میں مجلس میں شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی۔ اور تھے مجلس میں مانند دس ہزار مرد کے۔ اور بیٹھا ہوا تھا علی بن ہیتی۔ پس پکڑا اسے نیند کی پینک نے۔ پس کہا لوگوں خاموش ہو۔ پس چپ ہوئے۔ یہاں تک کہ سنی جاتی تھی ان سے مگر سانس ان کی۔ پس نیچے اترے حضرت شیخ کرسی سے کھڑے ہوئے شیخ علی ہیتی کے دونوں ہاتھوں کے سامنے اور گھور کر نظر کرنے لگے اس میں۔ بعد اس کے جاگا شیخ علی۔ اور حضرت شیخ نے کیا تو نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا

جواب میں کہا: ہاں دیکھا۔ کہا اسی واسطے ادب کیا میں نے اور فرمایا کس چیز پر وصیت کی تھی حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ کہا وصیت کی اور تمہاری ملازمت کے۔ کہا شیخ علی نے لوگوں سے کہ جو کچھ دیکھا میں نے خواب میں اسے نہ بیداری میں دیکھا۔ اور روایت کی گئی ہے کہ اس روز سات کس اہل مجلس فوت ہوئے۔ بلفظہ۔

(۱۲) تحفہ قادریہ حضرت شیخ شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۲۳ھ صفحہ ۸۴ و ۸۵۔ سطر ۱۱۔ ایضاً نقل است از شیخ ابو قیلولی رحمۃ اللہ علیہ۔ گفت در مجلس حضرت شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر رضی اللہ عنہ بارہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و پیغمبران علیہم السلام را بمشاہدہ می دیدم الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۸۴۔ سطر ۵۔ دیکھیے حضرت پیران پیر علیہ الرحمۃ نے آنحضرت صلی اللہ

آلہ وسلم کو اپنی بیداری میں دیکھا۔ ظاہری آنکھوں سے مجلس میں تشریف فرما مدینہ منورہ سے بغداد شریف میں زیارت کی۔ اور تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف فرما ہونا اور تعظیم کے لیے کھڑا ہو جانا بھی ثابت ہو گیا۔ ہم لوگ ان اہل کشف کی پیروی کرتے ہیں۔ گو ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر نہ آئیں۔

(۱۳) الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم شیخ محمد عبدالحق علیہ الرحمۃ مہاجر مکی، صفحہ ۱۴۰، سطر ۱۸۔ و کتب مولانا محمد بن یحییٰ مفتی حنابلہ فی مکة الشریفة نعم يجب القیام عند ذکر ولادته صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما استحسہ العلماء الاعلام و قدوة الدین والاسلام فذکروا عند ذکر ولادته صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحضور روحانیتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فعند ذلك يستجب التعظیم و القیام واللہ سبحانہ و تعالیٰ۔ اعلم۔ بلفظہ۔ یعنی البتہ ہاں قیام کرنا وقت ذکر ولادت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واجب ہے۔ کیونکہ علماء اعلام و قدوة الدین والاسلام نے اس کو مستحسن کہا ہے۔ اور انہوں نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی ولادت کے ذکر کے وقت (مولود شریف میں) آپ کی مقدس روح حاضر ہوتی ہے تو اس وقت تعظیم کے لیے قیام کرنا واجب ہے۔ دیکھیے یہاں قیام تعظیمی واجب ہے۔ اور مولود شریف میں حاضر ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صاف صاف ثابت ہے۔ یہی عمل اہلسنت و جماعت کا ہے۔

(۱۴) شرح شفا جلد ثانی حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اللہ الباری۔ وفصل فی المواطن يستجب فیہا الصلوۃ والسلام علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ابن دینار وهو من کبار التابعین المکیین و فقہائہم ان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی رحمة اللہ و برکاتہ ای لان روحہ علیہ السلام حاضر فی بیوت اہل الاسلام الخ الدر المنظم صفحہ ۱۴۱، سطر ۱۔ یعنی کتاب شرح شفاء میں جو علامہ ملا علی قاری کی شرح ہے کہا ابن دینار نے جو کبار تابعین مکہ کے اور فقہاء میں سے تھے کہ اگر کوئی (شخص کسی کو ملنے کے واسطے جائے) اور اس گھر میں کوئی موجود نہ ہو تو یوں کہنا چاہیے۔ السلام علی النبی ورحمة اللہ و برکاتہ۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پاک ہر اہل اسلام کے گھر میں حاضر اور موجود ہوتی ہے۔ لیجئے یہ دلائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری اور قیام تعظیمی کے لیے کافی ہیں۔ لیکن ایک دواور بھی لکھ دیتا ہوں۔

(۱۵) مدارج النبوت جلد دوم حیات الانبیاء۔ بعد از ثبات حیات حقیقی جسی دنیاوی۔ اگر بعد از ان گویند کہ حق تعالیٰ جسد شریف را حلتے و قدرے بخشدہ است کہ در ہر مکانے کہ خواہد تشریف بخشد۔ خواہ بعینہ یا بمثل خواہ بر آسمان یا بر زمین خواہ در قبر یا غیرہ صورتے وارد باوجود ثبوت نسبت خاص بقبر در ہمہ حال۔ الخ۔ بلفظہ۔

(۱۶) شرح الصدور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ و اما مشاہدۃ حضورہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقدا خبر فی الثقات من اہل الصلاح انہم شاہدوہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موارا قراۃ المولد الشریف و

عند ختم القرآن۔ بلفظہ۔ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری یا حاضری کا مشاہدہ۔ پس بے شک خبر دی مجھے اللہ نے کہ مولود شریف کے پڑھنے اور ختم قرآن شریف کے وقت بارہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے۔ اور زیارت کی ہے۔ (مفکرین کو خدا ہدایت کرے)۔ اب ایک خلیجان باقی رہ گیا ہے۔ جو مفکرین کو پیدا ہوا کرتا ہے۔ وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے مواقع کی خبر کس طرح ہوتی ہوگی۔ جب کہ وہ ایک ہیں۔ اور ایک روح ان کی ہزاروں لاکھوں جگہوں میں جہاں جہاں محافل مولید ہوتی ہیں سب جگہ کس طرح حاضر ہوتی ہے۔ اس کے پہلے اگرچہ آچکا ہے کہ آسمان وزمین میں جہاں چاہیں تشریف لے جائیں۔ اور حضرت ملک الموت کی قدرت و طاقت سے بھی ان کی طاقت و قدرت زیادہ ہے۔ تمام مخلوق ان کے سامنے ہے۔ یہ بات تو ادنیٰ سے ادنیٰ خادمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی حاصل ہے کہ وہ ایک آن میں ہزاروں لاکھوں جگہ پر حاضر ہو سکتے ہیں۔ اور ہوتے ہیں۔ کیونکہ نفس ناطقہ کا ابدان مثالیہ میں چند مکانات میں ظاہر ہونا اور لطائف کا مجسم ہو کر ظاہر ہونا مسلم الثبوت ہے۔ دیکھیے حضرت عارف ربانی امام و مجتہد دالغ ثانی۔ آپ کے امام الطائفہ کے پیران پیر اپنے مکتوبات میں اس طرح فرماتے ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۱۷) مکتوبات حضرت مجتہد دالغ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلد اول مکتوب نمبر ۲۱۶۔ ہر گاہ جنیاں را بتقدیر اللہ سبحانہ و تعالیٰ قدرت بود کہ مشکل اشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع آرند۔ ارواح کمل را اگر ایں قدرت عطا فرماید چہ محل تعجب است و چہ احتیاج بدن دیگر اگر ایں قبیل است آنچہ بعض اولیاء اللہ نقل میکنند کہ در یک آن در امکنہ متعددہ حاضر میگرددند۔ و افعال متباہہ بوقوع آرند ایں جائز لطائف ایشان متجدد باجساد مختلفہ و مشکل متباہہ سے شوند۔ و ایں شکل گاہ در عالم شہادت بود و گاہ در عالم مثال۔ چنانچہ در یک شب ہزار کس آن سرور را علیہ الصلوٰۃ والسلام بصور مختلفہ در خواب می بیند و استفادہ ہائی نمائند ایں ہمہ تفکرات و صفات و لطائف اوست علی آلہ الصلوٰۃ والسلام بصورت ہائے مثالی و ہنجمنیں مریدان از صور مثالی پیران استفادہ ہائی نمائند و حل مشکلات میفرمایند۔ بلفظہ۔ (۱۸) مکتوبات ایضاً۔ مکتوب نمبر پنجاہ و ہشتم۔ (۵۸) جلد ثانی۔ اولیائیکہ صاحب علم کشف اند جائز ہست کہ بر بعض خوارق خود اطلاع پیدا کنند۔ بلکہ صور مثالیہ ایشان در امکنہ متعددہ ظاہر سازند و در مسافات بعیدہ کار ہائے عجیبہ ازاں صور بظہور آرند کہ صاحب آن صور را از انہا اصلاً اطلاع نیست۔ الخ۔ بلفظہ۔

دیکھیے! ان مکتوبات میں حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ کیا فرما رہے ہیں۔ پیر صاحبان کی روحیں اپنے مریدوں کے پاس تشریف لاتی ہیں۔ اور اپنے مریدوں کی حل مشکلات فرماتی ہیں اور آپ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف فرما ہونا اور حل مشکلات اپنی امت کا کرنا محال ہے۔ افسوس ایسی سمجھ اور وہابیت پر۔ اب میں زیادہ طوالت دینا نہیں چاہتا اگر تمام بزرگ اولیائے کرام علیہم الرحمۃ کے اقوال و افعال درج کروں تو ایک دوسری کتاب بھی کفایت نہ کرے۔ لیکن صرف ایک بات کیا دستاویز آپ کے امام الطائفہ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی کتاب صراط مستقیم سے دکھاتا ہوں۔ تاکہ آپ کو کیفیت پوری حاضری بزرگان کی معلوم ہو جائے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ہمارے مرشد ارشد سید احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مرید بنانے اور

اپنے حلقہ طوبیقت میں داخل کرنے کی آرزو میں حضرت پیران پیر شیخ محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ بغداد شریف سے اور حضرت خواجہ بہاء الدین علیہ الرحمۃ بخارا شریف سے دہلی میں ان کے پاس تشریف لائے۔ دونوں صاحبوں کا آپس میں تنازعہ ہوا۔ ہر ایک بزرگ فرماتا تھا کہ میں اپنا مرید کروں گا۔ ایک ماہ تک برابر آپس میں تنازعہ ہوتا رہا۔ آخر کو اس بات پر مصالحت ہوئی کہ ہم دونوں ان کو ایک ساتھ توجہ دے کر مرید بنالیں۔ ایک پہر برابر دونوں صاحبوں علیہم الرحمۃ نے توجہ دے کر نسبت ہر دو طریقہ قادریہ و نقشبندیہ کی عطا فرمائی۔ اصل عبارت صراط مستقیم کے صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ مجتہائی دہلی ۱۳۰۸ھ کی یہ ہے۔ القصہ حضرت ایشان را طریق ثلاثہ یعنی قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ قبل از مبادی حاصل شدہ۔ اما نسبت قادریہ و نقشبندیہ۔ پس بیانش آنکہ بسبب برکت بیعت و یمن توجہات آن جناب ہدایت آب جروح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و جناب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند متوجہ حال ایشان گردیدہ۔ و تا قریب یک ماہ فی الجملہ تنازع در میان۔ روحین مقدسین در حق حضرت ایشان ماندہ۔ زیرا کہ ہر واحد ہر دو امام تقاضائے جذب حضرت ایشان تمامہ سوئے خود میفرمودند تا اینکه بعد انقراض زمانہ تنازع و وقوع مصالحت بر شرکت روزے ہر دو روح مقدس بر حضرت ایشان جلوہ گر شد و تا قریب یک پاس حصول نسبت ہر دو طریقہ نصیب حضرت ایشان گردید۔ الخ۔ بلفظہ۔ حضرت غوث الثقلین شیخ و سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کو بغداد شریف میں اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ کو بخارا شریف میں کس طرح خبر ہو گئی۔ کیا چٹھی بھیجی گئی ڈاک میں یا کوئی تاریخ بھیجی گئی۔ مگر یہ دونوں چیزیں اس وقت نہ تھیں۔ یا مولوی اسماعیل دونوں جگہ کوئی خط لے کر گئے تھے۔ یہ بھی نہیں۔ پھر کیونکر ان کو معلوم ہوا کہ سید احمد صاحب دہلی میں کوئی بزرگ رہتے ہیں۔ چلو ان کو مرید بناؤ۔ اور پھر یہ وہ بات کیا تھی کہ دونوں بزرگ ان کے مرید بنانے میں ایک ماہ تک دہلی میں ہی بیٹھے رہے۔ اور تنازعہ ہی رہا۔ اتنی کیا سخت ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ بزرگ کامل و اکمل غوث الثقلین آپس میں بے موجب تنازعہ کریں اور پھر آخر مصالحت ہونے پر ایک پہر تک نسبت عطا فرماتے رہے۔ خیر اگر آپ اپنے امام الطائفہ پر ایمان رکھتے ہیں تو اس بات پر بھی ایمان لائیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے حد و بے عدد درجہ طاقت اور قدرت ہے کہ وہ سب حالات جانتے ہیں۔ اور تمام دنیا کے مولید کی محافل ان کے سامنے پھیلی کی طرح ہیں اس میں شک لانے والا اپنے ایمان سے خارج ہے۔ دوسری بات آپ کے امام مولوی اسماعیل نے اس میں یہ کی کہ حضرت پیران پیر کو غوث الثقلین لکھ دیا۔ جو غوث کے معنی فریادرس کے ہیں اور ثقلین کے معنی دونوں گروہ جنوں اور انسانوں کے ہیں تو حضرت پیران پیر دونوں گروہوں جنوں اور انسانوں کے فریادرس ہیں۔ بس انہوں نے غضب کر دیا۔ خدا کو چھوڑ کر ان کو فریادرس قرار دیا۔ اب تو آپ کے فتوے کے مطابق کافر ہوئے۔ لکھیے فتوے۔ قولہ: بہجۃ العشاق میں ہے: ما یفعل العوام من القیام عند ذکر وضع خیر الانام علیہ السلام لیس بشی بل ہو مکروہ۔ ترجمہ نبی علیہ السلام کے تذکرہ ملاقات کے وقت جو عام قیام کرتے ہیں۔ ایک بے ہودہ فعل ہے جو کہ مکروہ ہے۔

طریقۃ السلف میں ہے: وقد احدث بعض الجہال المشائخ امورا کثیرة لا یخولہا اثر اولاء ائماء فی

کتب ولا فی سنة منها القيام عند ذکر ولادة سيد الانام عليه السلام۔ ترجمہ: جاہل صوفیوں نے بہت سے ایسے نئے امر دین میں ایجاد کیے ہیں جن کا کچھ بھی نام و نشان قرآن و حدیث میں نہیں۔ ایک ان میں کا قیام ہے۔ نبی علیہ السلام کے ولادت کے تذکرہ کے وقت۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۰، سطر ۹۔

اقول: مفتی جی! ان دو عبارتوں کی بعض غلطیوں پر توجہ کر کے میں کہتا ہوں کہ یہ دونوں عبارتیں کسی جو پوری اور گہرائی و ہائیوں کی کتابوں سے آپ نے نقل کی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان مصنفوں اور آپ کے نزدیک مولود شریف میں قیام کرنا جاہل صوفیوں نے ایجاد کیا ہے۔ کیا حضرت امام تاج الدین سبکی حضرت پیران پیر قدس سرہ۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی۔ حضرت ملا علی قاری۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ حضرت شیخ عبدالعزیز۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہم الرحمة و دیگر علماء کرام و مفتیان حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً تعظیماً اربعہ مذاہب و سلاسل اربعہ طریقت مشرب بادشاہان امصار، مصر، روم، شام، عرب، اندلس، جدہ، حدیدہ، بغداد، بصرہ، ہندوستان رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سب کے سب جاہل صوفی تھے۔ یا اب ہیں۔ ایسی شوخ چشتی اور دیدہ و ہنی آفتاب نیم روز پر خاک ڈالنا آپ لوگوں کا ہی کام ہے۔ اچھا یہ بتلائیے۔ کہ تمام دیوبندیوں کے پیر و مرشد حضرت شاہ امداد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ مہاجر کی بھی جاہل صوفی تھے۔ جن کی نسبت آپ کے علماء دیوبند نے ان مندرجہ ذیل خطابات سے مخاطب کیا ہے:

(الف) کتاب ارشاد مرشد مصنفہ حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمة کے ٹائٹل تیج پر لکھا ہے: ”از تصانیف قطب زمان غوث دوران سالک مسالک شریعت واقف معارف طریقت حقیقت آگاہ معرفت دستگاہ حافظ کتاب اللہ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ تھانوی چشتی قادری نقشبندی سہروردی دامت فیوضہم۔“ بلفظہ۔

(ب) رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ مطبوعہ مطبع مجبائی دہلی کی پیشانی پر اس طرح لکھا ہے۔ از افادات منبع الفیوض والبرکات امام العارفین فی زمانہ مقدم المحققین فی ادانہ سیدنا مولانا الحافظ الحاج الشاہ محمد امداد اللہ صاحب مدظلہ العالی علینا۔ بلفظہ۔

(ج) مولوی خلیل احمد صاحب نے اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۲۷۱، سطر ۵ پر اس طرح لکھا ہے: حضرت حجۃ الاصفیاء تاج الاولیاء زبدۃ المقرین عمدۃ الواصلین شمس الحقیقۃ والعرفان مدد الطریقۃ والاحسان حجۃ اللہ تعالیٰ البالغۃ برہان الملتزم المستقیم مرجع العالم منبع الفیض الاتم بحر الرائق والاسرار مصدر العلوم والانوار صاحب المقامات العلیہ والافضال والدرجۃ الرفیعۃ الصدیق اعظم والقطب الاثم مولانا وسیدنا الحاج شاہ امداد اللہ القاروقی الجشتی المہاجر فی المکتۃ المعظمۃ لازالت شمس فیضہ و بدور مکارمہ طالعت۔ بلفظہ۔

کہیے! آپ ایسے اوصاف و خصائص و خصال تاج الاولیاء حجۃ الاصفیاء و حجۃ اللہ البالغۃ مکارم و مراتب کو آپ کے علماء خطابات لکھ رہے ہیں۔ یہ بزرگ بھی جاہل صوفیوں میں شمار ہیں۔ جو پرلے درجہ کے شائق اور محبت مولود شریف اور قیام تعظیسی کے دلدادہ ہیں۔ اور باقی مولوی دیوبندی جو پوری اور گہرائی بھی ان کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ یا بالخصوص مولوی خلیل احمد صاحب

دیگر مولوی صاحبان جو اپنے پیر و مرشد کی ایسی تعریف کر رہے ہیں۔ اور قطب اور غوث دوران الفاظ کلمات شرکیہ۔ (بزع و ہایاں) لکھ رہے ہیں۔ اور ادھر ان کی قلمیں ٹوٹ جائیں ہاتھ جھڑ جائیں اور آنکھیں پھوٹ جائیں جو کبھی کبھی ایسی تعریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لکھ سکیں۔ بلکہ نقل کفر کفر باشد یہ برملا کہیں کہ وہ ہمارے بڑے بھائی کے برابر ہیں۔ مولود شریف میں ان کا قیام تعظیسی کرنا کنہیا کے جنم کے برابر۔ ان کا علم غیب حیوانوں چار پایوں لڑکوں پاگلوں کے برابر ہے۔ ان کا نماز پڑھتے ہوئے خیال آجانا تیل اور گدھے سے بدتر۔ ان کو علم اردو علماء دیوبند کے ملنے جلنے ان سے بات چیت کرنے سے آگیا (شاگردوں کے برابر) وہ جملہ بنی آدم کے برابر۔ وغیرہ وغیرہ۔ العیاذ باللہ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آپ بقول جو پوری یہ گہرائی کے جن کی کتابوں کی عبارتیں آپ نے لکھی ہیں۔ حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمة کو بھی عوام جاہل صوفیوں میں شمار کرتے ہیں تو یہ مندرجہ بالا تعریفیں لکھنے والے کاذب اور بطل ہیں۔ اور اگر یہ سچے ہیں تو آپ اور آپ کے بھتیجے العشاق اور طریقۃ السلف کے مصنف (بشرطیکہ کوئی کتابیں ہوں) جو پوری اور گہرائی کاذب اور بطل ہیں۔ کہیے آپ کس طرف ہوتے ہیں۔ نہ راہ رفتن نہ روئے ماندن جان عذاب میں ہے۔

دو گونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را بلائے صحبت لیلی و فرقت لیلی

مگر میرا یقین اس پر ہے کہ حضرت حاجی حافظ شاہ امداد اللہ علیہ الرحمة واقعی ویسے ہی تھے جیسے کہ ان کی تعریفیں لکھی گئی ہیں۔ اب باقی فیصلہ آپ کر لیں ان میں کون کاذب اور بطل ہے۔ اب میں اس جگہ صرف ایک تحریر نہایت مختصر شاہ امداد اللہ علیہ الرحمة کی مولود شریف اور قیام تعظیسی کی بابت لکھتا ہوں۔ اور باقی دوسرے موقعوں پر ہوں گی۔ دیکھیے وہ کیا فرماتے ہیں۔ وہ ہذا۔ میں خود مولود شریف پڑھواتا ہوں۔ اور قیام کرتا ہوں۔ ایک روز میرا یہ حال ہوا کہ بعد قیام سب بیٹھ گئے۔ مگر میں بے خبر کھڑا رہ گیا۔ بعد دیر کے مجھے ہوش آیا تب بیٹھا۔ مرقومہ۔ ۱۳، ربیع الآخر ۱۳۰۴ ہجری۔ بلفظہ۔ انوار ساطعہ۔ صفحہ ۳۲، سطر ۱۷۔

دیکھیے۔ اور آنکھ کھول کر ملاحظہ کیجئے۔ حضرت حجۃ الاصفیاء تاج الاولیاء علیہ الرحمة کی عبارت کی جسارت اور زبدۃ المقرین و عمدۃ الواصلین کا ارشاد لازم الانقیاد اور حجۃ البالغۃ کا فرمانا اور حضرت بحر الرائق والاسرار کا سمجھنا اور مصدر العلوم و الانوار کی تحریر بے نظیر اور الصدیق الاعظم والقطب الاثم کی تقریر صحیح و پرتا شیر اور قطب زمان اور غوث دوران کے فرمان واجب الاذعان کو۔ اور شرم کیجئے۔ وہ شرم نہیں جو آپ کے بازار میں شرک کے نرخ پر نکلے سیرکتی ہے۔ بلکہ وہ شرم جو الحیا من الایمان کی دکان پر ملتی ہے اور اپنے دونوں مصنفوں کو بھی سمجھائیے جو مولود شریف کرنے والوں اور قیام تعظیسی کے آداب بجالانے والوں کو جو اعلیٰ درجہ کے عالم فاضل اور صوفی کامل تھے۔ اور ہیں سب کو صوفی جاہل بنادیا اور بڑے بڑے بادشاہوں، اولو الامر، اماموں، عالموں، بزرگوں، متقیوں، مفتیوں، عرب و عجم اور اپنے پیر و مرشدوں کلہم کو بے ہودہ نعل کرنے والے عوام اور جاہل صوفی لکھ دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا ہدایت کرے۔ اب رہا آپ کا مطالبہ نمبر ۱۳۔ صفحہ ۳۰۔ سواس کا جواب

اس میں پورے طور پر آچکا ہے۔ ابن حجر کی مدخل بھی غلط ثابت ہوئی اور آپ کے امام فاکہانی جو اول المنکرین ہیں۔ ان کا بھی ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ جو اس نے حضرت مظفر الدین سلطان اربل علیہ الرحمۃ پر الزام فاسق و فاجر ہونے کے لگائے تھے۔ پورا حال ظاہر ہو گیا۔ اور حضرت امام مجتہد دلف ثانی علیہ الرحمۃ کے مکتوب سے جو عبارات ناہنجی سے درج کی تھیں۔ ان کا بھی پورا جواب ہو کر انہیں کے مکتوبات سے مولود شریف کا جائز ہونا ثابت ہو گیا۔ بلکہ سماع بھی۔ اور سیرت شامی کی عبارت کا خلاصہ مطلب بھی پورے طور پر آ گیا۔ اور تحفۃ القضاۃ اور ہجۃ العشاق و طریقۃ السلف کا خاکہ بھی خوب کھینچ گیا۔ اس میں ایک بہت ضروری بات جو آپ نے دانستہ عمد اغماض کر کے چھوڑ دی ہے۔ وہ یہ ہے کہ مولوی رشید احمد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولود شریف اور قیام تعظیمی کو کنھیا کا جنم لکھا ہے۔ اس کی دلیل ادلہ اربعہ قرآن حدیث اجماع امت۔ قیاس مجتہد میں سے کون سی دلیل ہے۔ یہ تشبیہ کس دلیل سے ثابت ہے اور پہلے بھی کسی شخص نے ایسی تشبیہ قبیح دی ہے۔ اس تشبیہ سفیہ سے تمام مسلمانان سات سو سال سے لے کر اس وقت تک کو کافر اور مشرک بنادیا۔ مولوی رشید احمد کی اصل عبارت یہ ہے: پس یہ ہر روز کا اعادہ ولادت تو مثل ہنود کے ہے کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔ یا مثل روافض کے ہے کہ نقل شہادت اہلیت ہر سال بناتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرایہ خود برکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے۔ بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے۔ وہ تاریخ معینہ پر کرتے ہیں۔ ان کے یہاں کوئی قید نہیں جب چاہیں۔ یہ خرافات فرضی بناتے ہیں۔ بلفظ۔ فتوے رشید احمد مطبوعہ لکھنؤ۔ ذیقعد ۱۳۳۲ھ اس کا کوئی جواب آپ نے نہیں دیا کہ کس آیت یا حدیث سے یہ تشبیہ ناپاک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولود شریف کے ساتھ دی ہے۔ اگر مولوی رشید احمد سے یہ کمی رہ گئی تھی۔ تو آپ نے پوری کی ہوتی۔ جیسے آپ ترجمانی کرتے آئے ہیں۔ مگر افسوس آپ کے بزرگ ایسے ہی ہیں۔ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب و شتم کریں۔ ان کی توہین اور اہانت میں اپنا نامہ سیاہ کریں پھر بھی ان کی بزرگی میں کوئی کمی واقع نہ ہو۔ بلکہ زیادتی ہو۔ اور علامہ زمان یکتائے دوران شیخ اجل کے بڑے بڑے القابوں میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے جائیں۔ ان الفاظ ناپاک یہ ولادت مثل ہنود کے ہے۔ سانگ کنھیا کے جنم کا۔ یا مثل روافض حرکت قبیحہ۔ قابل لوم۔ حرام۔ فسق۔ خرافات ہندوؤں سے بڑھ کر۔ یہ غور کیجئے۔ اچھا کہیے۔ یہ مولود شریف مثل ہنود کے کس طرح ہوئی اور پھر سانگ کنھیا کے جنم کا کس طرح ہوا اور انتشار کیجئے۔ اور مثل کو بیان کیجئے۔ کسی ہندو پنڈت یا سمجھدار کو پوچھا ہوتا۔ کہ کنھیا جی کا جنم کس طرح کرتے ہیں۔ یا یہ کہ گھر میں ہی بیٹھ کر ایسی ایسی مثالیں اور تشبیہیں بنالیں دیکھو میں بتاتا ہوں کہ کنھیا کا جنم ہندو لوگ اس طرح کرتے ہیں کہ جنم انسانی کے روز رات کو ایک پھل خیار (کھیرا) لے کر اس کو درمیان میں سے چیر کر کرشن یا کنھیا کے بت کو اس میں رکھ دیتے ہیں۔ اور صبح کو اس خیار کے پیٹ میں سے نکال لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ کنھیا نے جنم لیا۔ یا کنھیا کا جنم ہو گیا۔ یعنی کنھیا پیدا ہو گیا۔ یہ ہے کنھیا کا جنم جس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ اب بتلاؤ کون سا مسلمان آپ کے گنگوہ یا دیوبند ادبیت یا تھانہ بھون میں ایسا کرتا ہے۔ جس کی تشبیہ دی گئی ہے کہ مولود شریف میں ایسا کیا جاتا ہے۔ ہذا بہتان عظیم لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی

العظیم۔

ایسے ہی مثل روافض کے تشبیہ میں بھی بیہودہ اور لغو ہے۔ بتلاؤ مولود شریف میں کون سا تعزیہ بنایا جاتا ہے۔ اور کون سے اصول اور شے بجائے جاتے ہیں۔ تشبیہات کے دینے میں بھی مولوی رشید احمد کمال رکھتے تھے۔ اور ان کے چیلے تشبیہات غیر منطقہ پر قربان ہوتے رہتے ہیں۔ دوسرا یہ بتلاؤ کہ مولود شریف سب سے پہلے اس ہیئت کذائیہ سے بحکم بادشاہ دیندار اولی الامر کے رائج ہوا۔ بڑے بڑے مشاہیر مشائخ و علماء فضلاء و صلحاء و سلاطین نے اس کو عمل خیر و برکت جان کر اس پر مداومت کی جہاں کنھیا کے حال کو کوئی جانتا بھی نہیں۔ اور تعزیہ روافض کا ذکر وہاں کوئی جانتا بھی نہیں۔ پھر کنھیا کا جنم کس طرح تشبیہ قبیحہ میں ہوا۔ اور کیا سمجھ کر یہ تشبیہ ناپاک دی گئی۔ یہ محض کمال و دیال ان کا خانہ زاد ہے۔ اور یہ بھی فرما دیا کہ یہ حرکت قبیحہ قابل لوم۔ حرام۔ فسق۔ خرافات ہے۔ آفرین ہے مولوی صاحب کی درفشانی پر۔ خدا ایسی تحریر ناپاک کا ثواب ان کی روح پر جہاں کہیں ہو وارد کرتا رہے اور مریدوں اور معتقدوں کے اعمال ناموں میں درج ہوتا رہے۔ اور پھر مولوی صاحب نے یہ بھی حسن کلامی فرمائی کہ ”یہ لوگ اس قوم (ہنود) سے بھی بڑھ کر ہوئے۔ یعنی صرف کافر اور مشرک کہنے سے بھی سیری نہ ہوئی تو فرما دیا کہ یہ لوگ کافروں سے بھی بڑھ کر ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو لوگ مولود شریف کرتے ہیں اور اس میں حاضر ہوتے ہیں اور قیام تعظیمی کرتے ہیں خواہ وہ عرب یا عجم کے خواہ حرمین شریفین و شہر بصرہ کے ہوں۔ یا بغداد کے یا شام و روم کے ہوں۔ یا بیت المقدس کے خواہ ان کے پیرو مرشد ہی کیوں نہ ہوں سب کے سب کافروں سے بھی بڑھ کر ہوئے۔ العیاذ باللہ۔ کیا خوب! تمام دنیا کے مسلمان کافروں سے بھی بڑھ کر اور یہ مولوی صاحب اکیلے اور یہ شرمذمہ ٹھٹی بھرو باہی مسلمان!! اللہ اللہ!!

اب میں اس تشبیہ ناپاک کے متعلق کچھ علماء کے اقوال دکھاتا ہوں کہ ایسے تشبیہ دینے والے کی نسبت کیا حکم ہے۔ (۱) اشباع الکلام مصنفہ حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ رحمۃ اللہ بجواب مولوی اولاد حسن قنوجی وہابی کے اس تشبیہ قبیحہ کے بارے میں لکھا گیا۔ وہو ہذا۔

پس بعضے از بے ادبان ناحق شناس کہ اعادہ مجلس میلاد شریف در ماہ ربیع الاول تشبیہ بنجتم کنھیا دادہ روئے بیاض را ہچونامہ اعمال خود شاہ سیاہ ساختہ اند بکمال اسات ادب پرداختہ اند ازیں بے باکاں در یدہ دہن دور نیست۔ کہ تقبیل حجر اسود و طواف کعبہ را پوجا ہنومان و نہادر مہادیو گویند۔ نعوذ باللہ من تلک الکھفوات و الکفریات و تشبیہ بنجتم کنھیا دادن بے تکلف باب جنم بر دے خود کشادان است الخ۔ بلفظ۔ از کتاب تحقیق الخ مطبوعہ کانپور۔ صفحہ ۲۶۔ سطر ۴۔

(۲) زبدۃ المرام فی اثبات مولد القیام الملقب تحفۃ الاحمدیہ فی میلاد الحمدیہ مؤلفہ مولانا مولوی اظہر حسین شاہ آبادی مطبوعہ ۱۲۹۵ھ جری صفحہ ۳۳۲۔

(الف) جو شخص بوجہ تعصب و عناد کے مشابہ کرتا ہے اس مجلس خیر بنیاد کو ساتھ جنم کنھیا کے سراسر اس کی عداوت و نشان صاحب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پائی جاتی ہے۔ کیونکہ کہاں یہ مولود پاک کہاں وہ جنم ناپاک۔ بیت

چہ نسبت خاک را با عالم پاک
کجا مہدی کجا دجال ناپاک

کیفیت ان بے ادبوں کی مفہوم عبارات ان فتاویٰ سے خوب ظاہر ہوگی: اذا عاب الرجل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی شیء کان کافرا قال بعض العلماء لو قال لشعر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعر فقد کفر و عن ابی حفص الکبیر من عاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشعر من بشعر من شعراته فقد کفر و ذکر فی الاصل ان شتم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفر (قاضی خان) جب عیب کرے کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی شے میں تحقیق کافر ہوا۔ کہا بعض علماء نے اگر بال مبارک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لکھ کر کہیں کافر ہوا۔ اور روایت ہے ابی حفص کبیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہ جس نے عیب لگایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بال بالوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس تحقیق کافر ہوا۔ اور ذکر کیا گیا اصل میں۔ کہ تحقیق دشنام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفر ہے (یہ عبارت قاضی خاں کی ہے)۔ بلفظ۔

(ب) والکافر سبب النبی من الانبیاء لانه یقتل حدا ولا یقبل توبته مطلقا ولو سب اللہ تعالیٰ قبلت لانه حق اللہ تعالیٰ والاقل حق العبد لا یزول بالتوبہ (در مختار)۔ اور جو شخص کافر ہو بوجہ گالی دینے کسی نبی کے انبیاء میں سے تحقیق قتل کیا جائے گا۔ باہر حد کے اور نہیں قبول کی جائے گی توبہ اس کی کسی طرح بھی اور اگر گالی دی اللہ تعالیٰ کو قبول کی جائے گی توبہ اس کی۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کو گالی دینا حق اللہ تعالیٰ کا ہے اور پہلا یعنی گالی دینا انبیاء کو حق العباد ہے۔ نہیں ہوگا۔ زائل بوجہ توبہ کرنے کے۔ بلفظ۔ صفحہ ۳۴-۳۵۔

(ج) ہر آئینہ عبارات فتاویٰ قاضی خاں اور اشاہہ النظائر اور حموی اور در مختار کی بہ کیفیت منکرین تشبیہ و ہندگان مولود پاک آں صاحب لولا کہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساتھ جہنم کنھیا کے معلوم ہوا۔ کہ گھٹایا مرتبہ صاحب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بایں طور کہ گالی دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صریحا کیونکہ نسبت مولود پاک ساتھ جہنم کنھیا کے عین دشنام ہے۔ اور بدین عنوان بغض رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس لیے کہ اگر محبتیں سے ہوتا ہرگز مرتکب ایسی مشابہت کا نہ ہوتا۔ پس بموجب مفہوم عبارات مندرجہ صدر واجب القتل ہوا۔ سلطان اسلام اسے قتل کرتا بصورت نہ تائب ہونے کے بلفظ۔ صفحہ ۳۵۔

(۳) سیف النبی علی سائب النبی مطبوعہ حمیدہ پریس لاہور۔ صفحہ ۳۔ قال فی الخلاصۃ و فی المحيط من شتم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او اہانۃ او عابہ فی امور دینہ او فی شخصہ او فی وصف من او صاف ذاتہ سواء کان المشتم من امۃ او غیرہا و سواء کان من اہل الکتاب او غیرہ زمیا کان او حوبیا سواء کان المشتم او الاہانۃ او العیب صادرا عنہ عمدًا او سهواً او غفلتا او حدا و ہر لا فقد کفر خلودا ابیحت ان تاب لہ

یقبل توبتہ ابداً لا عند اللہ اولاً عند الناس و حکمہ فی الشریعۃ المطہرۃ عند المتاخرین المجتہدین اجماعاً و عند اکثر المتقدمین اقل قطعاً الخ۔ بلفظ۔ صفحہ ۳۔ یعنی خلاصہ اور محیط (معتبرات) میں ہے کہ جو کوئی گالی دے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا اہانت کرے یا کوئی عیب لگائے دینی امور میں یا ان کے جسم مبارک پر یا ان کی کسی مفت پر جو ان کی ذاتی صفات ہیں برابر ہے کہ گالی دینے والا امتی ہو یا کوئی اور برابر ہے کہ وہ اہل کتاب ہو یا ذمی یا حر ہر۔ اور برابر ہے۔ یا یکساں ہے گالی دینا۔ یا اہانت کرنا یا عیب لگانا خواہ عمدًا ہو یا سهواً یا غفلت سے یا کوشش سے۔ یا تمسخر سے۔ پس ایسا شخص ہمیشہ کے لیے کافر ہو گیا یہاں تک کہ اس کی توبہ بھی قبول نہ کی جائے گی۔ نہ خدا کے نزدیک نہ لوگوں کے نزدیک اجماعاً مطلقاً قتل کا ہے۔

(۴) ایضاً صفحہ ۴۔ سطر ۶۔ قال فی ذخیرۃ العقبیٰ و فی المبسوط عن عثمان بن کنانہ من شتم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل و لم یستب انتہی و حکمہ ان یقتل ولا یقبل توبتہ و هذا کلمۃ اجماع من العلماء و ائمۃ الفتویٰ من لدن الصحابہ الی حکم جوراً۔ اھ۔ بلفظ۔ یعنی ذخیرہ میں ہے اور مبسوط میں عثمان بن کنانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دے۔ وہ قتل کیا جائے۔ اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے اور حکم اس کے لیے یہ ہے کہ وہ قتل کیا جائے۔ اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔ اور اس پر تمام علماء کا اور ائمہ فتویٰ کا اجماع ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لے کر اب تک۔

(۵) ایضاً صفحہ ۴۔ سطر ۹۔ قال فی الدر الحکام اذا سبہ او واحد من الانبیاء صلوة اللہ و سلامہ علیہم اجمعین مسلم فانه یقتل حدولا توبۃ لہ اصلاً سواء بعد القدرۃ علیہ و الشہادۃ ارجاء تائباً من قبل نفسہ کانسو ندیق لانه حد و جب فلا یسقط بالتوبۃ ولا یتصور فیہ خلاف لاحد لانه حد تعلق بہ حق العبد فلا یسقط بالتوبۃ کسائر حقوق لاومیین و کحد القذف لا یزول بالتوبۃ بخلاف ارتداد فانه معنی ینفرد بہ الموتہ و هذا مذهب ابی بکر الصدیق و الامام اعظم و الثوری و اہل الکوفہ۔ بلفظ۔ یعنی در الحکام میں ہے کہ جب کوئی گالی دے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا کسی ایک نبی کو انبیاء علیہم السلام میں سے مسلمان شخص۔ تو وہ حد اقل قتل کیا جائے۔ اس کی توبہ ہرگز قبول نہیں۔ برابر ہے کہ اس پر شہادت گزر جائے۔ یا وہ خود توبہ کر کے آئے۔ مثل زندیق طرد کے اس لیے اس پر حد واجب ہے۔ وہ توبہ کرنے سے دور نہیں ہوتی۔ اور اس میں کسی کا بھی خلاف نہیں۔ کیونکہ حد تعلق رکھتی ہے۔ بندہ کے حق کے ساتھ۔ وہ توبہ کرنے سے نہیں ٹوٹی جیسے کہ آدمیوں کے اور حق حد قذف کو توبہ کرنے سے زائل نہیں ہوتی۔ بخلاف ارتداد کے کہ وہ ایسی بات ہے۔ جسے مرتد کی ذات سے تعلق ہے۔ یہی مذہب ہے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا۔ اور ثوری اور اہل کوفہ کا رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

نقل فتوے اس شخص کی نسبت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولود شریف کو کنھیا کے جنم کے ساتھ تشبیہ قبیح

دے جس میں سب سے اول مفتی دیوبندی مولوی ہے

اب میں ایک فتویٰ علماء کرام کا نقل کرتا ہوں۔ جو کنھیا کے جنم کی تشبیہ دینے والے کے حق میں ہے۔ جو مولود شریف کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے جس میں سب سے اول عجیب دیوبندیوں کے حکیم الوہابیہ اور ولایت اور رسالت میں معزز اور مقرر ہیں۔ ولایت تو ان کی مہر سے واضح ہے یعنی ”از گروہ اشرف علی“ ہے۔ اور نبوت و رسالت میں ان کی تصدیق نعوذ باللہ کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ سے ہوتی ہے۔ جو ان کے مرید پڑھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ طیبہ ان کی زبان پر ہی نہیں چڑھتا۔ جب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ۱۳۰۹ ہجری میں مدرسہ جامع العلوم کانپور میں اول مدرس تھے۔ یہ فتویٰ وہاں مرتب ہوا تھا وہ یوں ہے:-

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۛ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص منکر میلاد شریف ہو۔ اور اس محفل مبارک کی تشبیہ جنم کنھیا سے دیتا ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا یا اس سے بیعت کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں۔ بینوا تو جو و۔

الجواب

(۱) چونکہ اس قسم کی باتیں موہم تحقیر شان والا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیں اس لیے ایسا قابل امامت و بیعت نہیں۔ واللہ اعلم۔ کتبہ محمد اشرف علی عفی عنہ۔ مہر اشرف علی از گروہ اولیاء۔

(۲) ہو العلیم۔ ذکر ولادت با سعادت جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنم کنھیا کے ساتھ تشبیہ دینا موجب تخفیف و تحقیر شان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ مرتکب و قائل اس قول کو توبہ کرنا۔ واستغفار کرنا واجب ہے۔ اور اگر وہ اصرار کرے تو خوف کفر ہے۔ ترک صحبت و بیعت اس سے چاہیے۔ حررہ العبد الراجی مغفرۃ اللہ القوی محمد عبدالغفار لکھنوی عفی عنہ۔

حاشیہ: کلمہ انج۔ دیکھو سال امداد ماہ صفر ۱۳۳۱ ہجری۔

(۳) جو کلمات کہ موجب بلکہ موہم ترین و تحقیر شان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ ان سے خوف کفر بلکہ سورت اولیٰ میں صریح کفر ہیں۔ ایسے شخص سے احتراز لازم اور واجب ہے۔ چنانچہ بیعت واللہ اعلم۔ کتبہ احمد حسن عفی عنہ مدرس علم مدرسہ فیض عام کانپور۔ دل مرتضیٰ ۱۲۹۸ ہجری۔

(۴) الحق استخفاف و توہین شان جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قولاً و فعلاً واعتقاداً مستلزم کفر ہے۔ عیاذ باللہ بوجہ۔ اور منعقد کرنا مجلس میلاد شریف کا بلاشبہ موجب حصول برکات و سعادت دارین کا ہے۔ حررہ العبد الخال محمد عادل عالمہ اللہ تعالیٰ بفضلہ الشامل و اسلحہ حالہ بلفظہ۔ الکامل فی العاجل والآجل۔ (مہر محمد عادل ۱۲۹۸ ہجری حاکم محکمہ شرع)۔

(۵) جناب رسالت میں کلمات موہم توہین سے بالضرور خوف کفر ہے۔ لہذا شخص مذکورہ کو توبہ استغفار لازم ہے۔ والا اس کی امامت و بیعت سے مسلمانوں کو احتراز چاہیے۔ واللہ اعلم۔ (کتبہ محمد عبدالنبی عفی عنہ)

(۶) اصحاب من اجاب۔ محمد لطف اللہ عفی عنہ (مفتی سلطنت۔ آصفیہ دکن)

(۷) الجواب صحیح محمد علی عفی عنہ۔

(۸) اللہ در من احباب محمد صدیق عفی عنہ مدرسہ مدرسہ فیض عالم کانپور۔

(۹) اللہ در المجیب فانہ فی کل ما قال مصیب کتبہ عبدالضعیف محمد فضل حق غفرلہ بہ المطلق۔

(۱۰) جواب صحیح۔ ابوالخیر محمد عبدالوہاب البخاری عفا عنہ الباری مدرس اعلیٰ مدرسہ دارالعلوم کانپور۔ بلفظہ۔ از کتاب تحقیق الحق۔ صفحہ ۲۶ تا ۲۸۔

لیجئے اپنے بزرگ اجل (مولوی رشید احمد صاحب) کو مسلمان بنائیے۔ مگر اب کیا ہوتا ہے جب چڑیاں چگ گئیں۔ آپ کے اعتراضات جو مولود شریف اور قیام تعظیسی پر تھے۔ وہ ختم ہوئے اور کافی سے زیادہ جوابات مسکت ہو چکے۔ اب میں مولوی شریف کے اثبات قرآن شریف و تورات و زبور و انجیل و تفاسیر قرآنی و احادیث و اقوال بزرگان و علماء اہیان و صوفیاء کرام سے دکھاتا ہوں۔ تاکہ پوری پوری آپ کی تسلی ہو جائے۔

فصل اول:

مولود شریف کا ثبوت آیات قرآن شریف

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: واذکرو انعمت اللہ علیکم۔ (البقرہ، آل عمران، مائدہ) یعنی یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو تمہیں عطا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریف میں جو نعمت حقیقی ہے۔ اپنی نعمتوں کو یاد کرنے یا ذکر کرنے۔ یا یادگاری کا حکم دیا ہے۔ سو اس میں شک نہیں کہ پیدا ہونا اور مبعوث ہونا۔ یا شریف فرمادینا میں ہونا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں ایک اعلیٰ نعمت ہے جس کے برابر اور کوئی نعمت نہیں۔ لیکن اس نعمت کا ذکر پورے طور پر میلاد شریف میں ادا ہوتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوها۔ (سورہ ابراہیم) یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمت یا نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکو گے حضرت پہل ابن عبد اللہ تستری علیہ الرحمۃ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ نعمت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جن کا ذکر خاص طور سے مولود شریف میں ادا کیا جاتا ہے۔ ولالک الخیرات: وغیرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص نام ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یعرفون نعمت اللہ ثم ینکرونها۔ (سورہ نمل) یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جانتے اور پہچانتے ہیں۔ اس کے بعد اس کا انکار کرتے ہیں۔ زجاج اور سدی علیہما الرحمۃ اس آیت شریف کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نعمت اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ یعنی کفار حضور کو نبی جانتے ہیں اور معجزات طاہرہ کو دیکھ کر انکار کرتے ہیں۔ سو یہی حال مولود شریف میں ہے کہ مسلمان لوگ اس نعمت کا ذکر کرتے ہیں۔ اور منکرین انکار کرتے ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الم ترالی الذین بدلوا نعمت اللہ کفرا الاۃ۔ (سورہ ابراہیم) کیا نہیں دیکھا ہے آپ نے (یعنی دیکھا ہے) ان لوگوں کو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بدل دیا۔ کفر یا ناشکری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کو جانتے تھے۔ اور جانتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں۔

اس آیت شریف کی تفسیر میں حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: قال ہم واللہ کفار قریبہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نعمت اللہ تعالیٰ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم کہ وہ لوگ (نعمت اللہ کو بدلنے والے) کفار و ناشکری کرنے والے) کفار قریب ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی نعمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (زر فانی شرح مواہب اللدنیہ صفحہ ۲۲۱) اس میں مسلمان لوگ نعمت اللہ کی یاد اور تعریف مولود شریف میں کرتے ہیں۔ اور منکرین اس نعمت کو توہین کے ساتھ بدلنے والے ہیں۔

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: واشکروا نعمت اللہ ان کنتم ایه تعبدون۔ (سورہ نمل) یعنی شکر کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ یا اس کو معبود جان کر اس کے عبد بننے ہو۔ شکر گزاری نعمت اللہ کی واجب ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: اتحدث بنعمت اللہ شکر او ترکہ کفر الحدیث یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمت کا ذکر بیان کرنا شکر ہے۔ اور نہ کرنا کفر ہے۔ یہ ظاہر و باہر ہے کہ نعمت اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ تفسیر معالم التنزیل اس حدیث شریف مندرجہ صدر کو زیر آیت شریفہ و اما بنعمت ربک فحدث۔ کے درج کیا ہے۔ پس اس نعمت وجود باوجود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان و ذکر کرنا شکر گزاری انعام خداوندی ہے۔ اور اس کا ترک کرنا یا چھوڑ دینا یا اس کا مانع ہونا کفر یا کفران نعمت ہے۔ طریقہ شکر گزاری سب سے بہتر اور افضل عمل مولود شریف ہے۔ منکرین خاسرین ہیں۔

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: و ذکر ہم بایم اللہ۔ (سورہ ابراہیم) یعنی (اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کو یاد دلاؤ اللہ تعالیٰ کے۔ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت شریف کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ دونوں سے مراد واقعات

غیر میں جو ان دونوں میں واقع ہوئے۔ اب اہل ایمان کو دیکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سے بڑھ کر کون سا واقعہ عظیم ہے۔ ایوان کسری کا شق ہونا۔ بتوں کا سر کے بل گر جانا۔ آتش خانہ فارس کا بجھ جانا۔ رود سادہ کا جاری ہونا۔ آسمانوں سے تاروں کا جھک آنا کعبۃ اللہ شریف کا جھک کر شکر الہی بجالانا۔ ایسے واقعات عظیمہ ہیں۔ پس یاد دلانا ایام میلاد شریف کا سب ایام کے یاد دلانے سے اہل ایمان کے نزدیک بڑھ کر ہے۔ تفسیر روح البیان میں بعض مفسرین کی طرف سے یہ بھی منقول ہے: ذکر ہم بایم اللہ اے ذکر ہم نعمانی لیؤ منوا بی یعنی یاد دلاؤ ان کو میری نعمت تاکہ وہ مجھ پر ایمان لائیں۔ اھ۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نعمت اللہ ہیں۔ اور یہ یاد دلانے نعمت اللہ کا اور تذکرہ مولود شریف ہی موزوں ہے۔ جو موجب از یاد رونق ایمان ہے اور منکرین اس نعمت سے محروم ہیں۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ورفعنا لک ذکرك۔ یعنی اللہ تعالیٰ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے کہ ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا۔ یعنی نبی اور رسول بنایا۔ اور زمین و آسمان میں مشہور کیا۔ اور پھیلا دیا تمہارا ذکر زمین اور آسمان میں دنیا کے انتہا کناروں تک اور تمہارا ذکر دلوں میں مطلوب و محبوب کر دیا۔ امام رازی علیہ الرحمۃ نے یہ باتیں مذکورہ بالا لکھ کر اس کے بعد یوں لکھا ہے۔ کان اللہ تعالیٰ یقول املاء العالم من اتباعک و کلہم یشنون علیک ویصلون علیک۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم بھر دیں گے عالم کو تمہارے فرماں برداروں سے اور وہ سب تمہاری تعریف کیا کریں گے۔ اور رود پڑھا کریں گے۔ (تفسیر کبیر) یہ آیت شریف اور اس کی تفسیر محفل میلاد شریف پر پورے طور پر صادق آتی ہے کیونکہ مولود شریف کی محفل میں کثرت سے درود شریف پڑھا جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف خوب کی جاتی ہے۔ اور کسی جگہ ایسا نہیں ہوتا۔ حضرت کے نور کا بیان اور پھر ظہور نور علی نور کا تذکرہ اور معجزات و خرق عادات جو وقت ظہور میں آئے۔ اور حلیہ شریف کا بیان یہ تمام حضور کی تعریف و ثناء میں بیان کیا جاتا ہے جو یشنون علیک ویصلون علیک۔ ہر دو پر خوب صادق ہے اور آواز بلند سے بیان کیا جاتا ہے اور مقام بلند مثل منبر۔ چوکی۔ تخت پر بیان ہوتا ہے۔ اور آپ کی رفعت اور شان بموجب حکم خداوندی و دفعنا لک ذکرك۔ کی ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن منکرین کو سوا جلے بھٹنے اور کوٹنے ہونے کے اور کچھ نہیں۔ تفسیر فتح العزیز شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی میں ہیں۔ زیر آیت بالا:۔ یعنی بلند کر دیم برائے تو ذکر کرتا اب اس مرتبہ جامعیت کمالات زمیر شد کہ کل مرتبہ الوہیت گشتی۔ و بایں جامعیت منفرد و طاق برآمدی حالاً ترا ہمراہ خدا یا و کنند۔ مثلاً گویند اللہ و رسول دانا ترست۔ واللہ و رسول چنین فرمود۔ کہ واجب الاطاعت امت و علی ہذا القیاس در حدیث شریف واردست۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از جبرائیل علیہ السلام پرسیدند کہ رفع ذکر من چگونہ فرمودہ اند۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام گفت کہ ذکر تو قرین ذکر خود گردانیدہ اند در بانگ نماز و اقامت و التحیات و خطبہ و در کلمہ طیبہ و در کلمہ شہادت و در امر باطاعت کہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول۔ و در حرمت معصیت کہ من یعص اللہ و رسولہ فان لہ نار جہنم خلدین فیہا ابدًا۔ پس ہر جا کہ ذکر خدا آمدہ و ذکر رسول نیز ہمراہ آنست۔ الخ۔ بلفظ پارہ عم۔ صفحہ ۲۳۳۔ کتاب الشفاء میں ہے۔ آیت۔ ورفعنا لک ذکرك۔

کے تحت میں ابن عطاء سے روایت ہے جعلتک ذکر امن ذکرى فمن ذکرک ذکرنى یعنی کیا میں نے تجھ کو اپنے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ذکر اپنا۔ پس جس نے کیا ذکر آپ کا۔ اس نے میرا ذکر کیا۔ یعنی دونوں ذکر واحد ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر واحد ہے۔ جو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور یہ محفل مولود شریف جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے۔ فرد فرض ہے۔ منکرین فرض کے منکر ہیں۔

(۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رؤوف رحيم ط (سورہ توبہ) یعنی بے شک آیا ہے تمہارے پاس رسول تمہیں میں سے بھاری ہے اس پر جو تم تکلیف بخوشاں حرص رکھتا ہے (تمہاری ہدایت پر) مسلمانوں پر شفقت رکھنے والا مہربان (رؤوف اور رحيم) اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ صاف صاف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا میں تشریف لانا فرماتا ہے اور پھر ان کی صفات فرما رہا ہے۔ مولود شریف میں بعینہ یہی بیان ہوتا ہے کہ آپ پیدا ہوئے یعنی علم غیب و بطون سے عالم شہادت و ظہور میں رونق افروز ہوئے نظماً و نثر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات و معجزات کا تذکرہ خوش الحانی اور ذوق شوق سے کیا جاتا ہے۔ اور خداوند تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔ اور نعمت اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاص ان کا نام ہے۔

(۹) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا۔ آئیہ۔ (آل عمران) یعنی بے شک احسان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں مومنوں پر جو بھیج دیا ان میں رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) صحیح مسلم میں ہے کہ ایک روز رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلقہ صحابہ میں تشریف لائے۔ پوچھا تم کیوں بیٹھے ہو۔ انہوں نے عرض کی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں۔ اور اس کا شکر بجالاتے ہیں علی ما هدانا الله للإسلام ومن به علينا۔ یعنی اس بات کا شکر کرتے ہیں کہ خدا نے ہم کو ہدایت دی اسلام پر اور احسان کیا ہم پر کہ راہ راست پر لگایا۔ تب فرمایا: حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم کو قسم ہے اللہ تعالیٰ کہ تم محض شکر یہ کے لیے بیٹھے ہو۔ انہوں نے عرض کی قسم ہے اللہ تعالیٰ کی ہم اسی لیے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تم کو اس لیے قسم نہیں دی کہ تم پر گمان ہو کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ بلکہ میرے پاس جبرائیل آیا۔ اور اس نے یہ خبر دی کہ ان اللہ عزوجل بیاہی بکم الملائكة۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرشتوں میں تمہارا خیر ظاہر کرتا ہے (کہ میری نعمت کا شکر کرتے ہیں)۔ دیکھئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نعمت و ہدایت اسلام جو محض حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے عطا ہوئی شکر یہ ادا کر کے کتاب بڑا درجہ پایا۔ جو اللہ تعالیٰ ان کا خیر فرشتوں میں ظاہر فرماتا ہے اس مولود شریف میں بھی بعینہ وہی شکر اللہ کی نعمت کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دین اسلام کے اصل مبداء ہیں ادا کیا جاتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ یسٹون و یصلون کے ساتھ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ بطفیل اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بانیان محفل اور حاضرین مجلس میلاد شریف کا خیر بھی ملائکہ میں ظاہر فرماتا ہوگا۔ یا فرماتا ہے۔ جیسے کہ صحابہ کرام کے لیے عطا فرمایا اس میں وہی شکر نعمت اللہ کا ہے۔ آیات نہر ۵۰، ۴۳، ۲۶۱ میں اس کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ منکرین کے لیے ظاہر ہوتا ہے کہ شیاطین میں ان کا خیر ہوتا ہوگا۔ مبارک ہو ان کو۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قد جاءكم من الله نور۔ (سورہ مائدہ) یعنی تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نور بھی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک ہے جن کے نور کا ذکر مولود شریف میں کیا جاتا ہے۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وما ارسلناك الا رحمة للعالمين۔ (سورہ انبیاء) یعنی اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مگر رحمت تمام عالموں کے واسطے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا میں تشریف لانا رحمت ہی رحمت ہے۔ پس اس رحمت کی تشریف آوری پر جو نہایت عظمت و جلالت سے ظہور کے ذکر کے وقت مولود شریف میں تعظیم کے لیے نہایت ادب سے دست بستہ کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنا ثابت الاصل ہے۔ اور فرحت اور سرور کا ہر ایک طرح کا سامان خوری اس محفل مبارک میں کرنا ثابت ہے۔ جیسے دیگر آیات شریفہ میں بھی آتا ہے۔ لیکن منکرین و مانعین اس رحمت سے محروم اور زحمت مذموم میں مسموم ہیں۔

(۱۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا۔ (سورہ یونس) یعنی (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہو مسلمان لوگ خدا کے فضل اور اس کی رحمت کے ساتھ خوشی کیا کریں۔ سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے برابر کوئی خوشی مسلمان کے لیے دنیا میں نہیں ہے۔ اس لیے مولود شریف میں تمام احباب کو جمع کرنا اور عمدہ عمدہ کھانے کھلانا خوشبو لگانا۔ مکان محفل کو خوب فرش و فرش اور روشنی سے سجانا۔ شیرینی تقسیم کرنا۔ وغیرہ وغیرہ تمام سامان سرور جو خوشی و خوری کے بجالانا زیر آیت کریمہ داخل ہے۔

(۱۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انا ارسلناك شاهداً و مبشراً و نذيراً لتؤمنوا بالله ورسوله و تعزروه و توقروه و نسبوه بکوة و اصيلاً (سورہ فتح) یعنی (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تجھ کو بھیجا رسول بنا کر۔ احوال دیکھئے اور بتانے والا اور گواہ اور ڈرسانے والا۔ تاکہ لوگ ایمان لائیں اللہ اور اس کے رسول "محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" پر۔ اور اس کی مدد کرو۔ اور اس کی تعظیم کرو۔ اور توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی اور تسبیح کرو۔ اس آیت شریف کی تفسیر میں سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قال ابن عباس رضي الله عنه في تفسير تعزروه اي تجلوه وقال المبرد فيه اي تبالغوا في تعظيمه و قري تعزروه من العز كذا في الشفا و قال الله تعالى من يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب ط یعنی فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے تعزروہ کی تفسیر میں یعنی اجلال یا بزرگی کرو ان کی۔ اور کہا بزرگ کرنے کے مبالغہ کرو اس کی تعظیم میں۔ اور بعض قاریوں نے تعزروہ کی راہمہ کو زائجہ سے پڑھا ہے یعنی تعزروہ جو عزت کے لفظ سے ہے۔ یعنی عزت کرو اس کی یہ سب کتاب الشفاء میں ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص تعظیم کرے نشانیوں اللہ تعالیٰ کی۔ پس یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ بڑھ کر کوئی شعائر اللہ یا نشانیوں اللہ تعالیٰ سے نہیں ہے۔ اور ان کی تعظیم

دلوں کی پرہیزگاری ہے۔ جو محفل مولود شریف میں اس کی تعمیل کی جاتی ہے۔ اور یہ تعمیل انہیں کے نصیب میں ہے۔ جن کے دلوں میں محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پرہیزگاری ہے۔ منکرین اس سے محروم ہیں۔

(۱۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان الله وصلته يصلون على النبي يا ايها الذين امنوا صلوا عليه وآله وسلموا تسليماً (سورہ احزاب) یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ ایمان والو! مسلمانو تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجا کرو۔ تمام عبادتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم فرمایا کہ میری بندگی کرو۔ لیکن یہاں خود کو اولاً شامل فرمایا۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہماری وفات کے بعد تم میں سے جو کوئی مجھ پر سلام بھیجے گا تو جبرائیل (علیہ السلام) آکر کہیں گے۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فلاں بن فلاں آپ پر سلام بھیجتا ہے۔ میں کہوں گا علیہ وعلیک السلام ورحمة الله وبركاته۔ دیکھا یہ کتنا بڑا عالی درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان پر درود رحمت بھیجتا رہتا ہے۔ اور ساتھ ہی تمام فرشتے بھی۔ اور پھر تمام مسلمانوں کو بھی تاکید حکم درود و سلام کے بھیجے گا دیا۔ اب غور کرو کہ مولود شریف میں کثرت سے درود و سلام ہوتا ہے۔ نہ ہے نصیب ان محبتیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان کا درود و سلام نام بنام مع ولدیت حضور کے پیش ہوتا ہے۔ اور ان پر نام بنام حضور کی طرف سے رحمت و سلام بھیجی جاتی ہے۔ منکرین کے لیے خسار الدنیا و الآخرة۔

حکایت

ایک عالم نے ایک درویش بزرگ سے پوچھا کہ حضرت بتاؤ۔ اس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ کیا کام کر رہا ہے؟ اس بزرگ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیج رہا ہے۔ وہ عالم سائیں صاحب کا جواب سن کر خاموش ہو گیا۔

اس حکایت سے نتیجہ یہ نکلا کہ خداوند تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس آیت شریف کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر وقت درود شریف پڑھتے یا بھیجتے رہتے ہیں۔ گویا ہر وقت حضور کا ذکر ہوتا رہتا ہے۔ یہاں اگر مسلمان لوگ محفل میلاد شریف منعقد کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام پڑھتے یا ان کا ذکر خیر و برکت کا کرتے ہیں۔ تو وہابیہ کے نزدیک بدعتی۔ مشرک کافر، فاجر، فاسق، بنائے جاتے ہیں۔ خدا ان لوگوں کو ہدایت دے۔ اگر ان کی مشیت میں ہے۔

(۱۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: هو الذي بعث في الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتب والحكمة و ان كانوا من قبل لفى ضلال مبين ۵ و آخرین منهم لما يلحقوهم وهو العزيز الحكيم ۵ (سورہ جمعہ) یعنی وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے پیدا کیا ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں کا پڑھتا ہے ان کے پاس اس کی آیتیں اور ان کو سنوارتا ہے۔ اور سکھاتا ہے کتاب اور عقلمندی۔ اس سے پہلے صریح بھلا دے میں تھے۔ یا بھولے ہوئے تھے۔ اور لوگ بھی ان میں سے ہیں۔ جو بھی نہیں ملے ان سے۔ اور وہی ہے۔ زبردست حکمت والا۔ رسول خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم جو ہماری نجات کے موجب اور شفیق اور خدا تک پہنچانے کے باعث ہیں خداوند کریم خود ان کو پیدا اور معبود ہونے کا ذکر فرماتا ہے۔ جو ہماری ہدایت اور رہبری کے لیے ہے۔ اس لیے ہم کو ضروری ہے کہ ہم ان کا تذکرہ نہایت شوق اور ذوق سے کریں۔ اور ان کی تعظیم و توقیر و عزت کریں۔ تاکہ ہم میں محبت کا نشان پیدا ہو۔ سو یہ مولود شریف کی مجلس میں حاصل ہوتا ہے۔ اس پر کسی منکر کے کہنے کی پروا نہیں چاہیے۔

(۱۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اطيعوا الله و اطيعوا الرسول و اولی الامر منکم آ لایۃ۔ (سورہ النساء) یعنی تابعداری کرو اللہ تعالیٰ کی۔ اور تابعداری کرو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جو تم میں صاحب امر یا حکم ہیں ان کی بھی تابعداری کرو۔ یعنی دین میں خاص کر سلاطین و آئمہ مجتہدین اولیاء کرام و علماء عظام جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم بتلاتے ہیں۔ اور ثواب و عذاب و حلال و حرام کے احکام سمجھاتے ہیں۔ ان کی تابعداری فرض و واجب ہے۔ اسی طرح ماں باپ، استاذ، مرشد کی تابعداری بھی واجب ہے۔ اس آیت شریفہ سے ثابت ہے کہ بادشاہان اسلام نے اس مولود شریف کو اس ہیئت کدائیہ سے جاری فرمایا۔ اور خود عمل کیا۔ اور اس کا تمام ملکوں میں رواج دیا۔ اور تمام علماء کرام و مشائخ عظام نے اس عمل کے کرنے کا بالاتفاق فتویٰ دیا۔ اور صوفیائے کرام نے اس کے کرنے میں ذوق و شوق کا اظہار فرمایا۔ اور تعظیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں محبت کا ازدیاد اور مزہ عظیم پایا۔ اور پھر ہمارے والدین نے بھی اس کے کرنے کا حکم فرمایا۔ اور استاذوں اور مرشدوں علیہم الرحمۃ نے اس کا خیر عظیم البرکت کا ارشاد فرمایا۔ پس اب بھی کوئی شخص اس عمل کا منکر ہو۔ تو قرآن شریف کے حکم کا منکر۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کا منکر۔ اولی الامر کے حکم کا منکر۔ علماء کرام و صوفیائے عظام کے حکم کا منکر۔ استاذوں مرشدوں کے حکم کا منکر۔ ماں باپ کے فرمانے کا منکر بتائیے ایسے بڑے منکر کا کیا حال۔ خدا سب کو ہدایت دے۔

(۱۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ويغفر لكم ذنوبكم والله غفور رحيم ۵ (سورہ آل عمران) یعنی کہہ دو (اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں کو اگر تم اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو۔ تو میری تابعداری کرو۔ تب خدا تعالیٰ تم کو دوست بنا لے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ دیکھو مولود شریف کے کرنے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور ان کی عزت اور تعظیم کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت نہ ہوگی۔ ایمان نہ آئے گا۔ اور یہ بات صحیح ہے کہ جس سے محبت ہوگی۔ اس کا ذکر بھی محبوب اور مرغوب ہوگا۔ اور اس کا ذکر زیادہ کرے گا۔ جیسے حدیث شریف میں ہے کہ من احب شیئ اکثر من ذکرہ اور یہ بھی کہ جس کے ساتھ محبت ہوگی۔ وہ اس کے ساتھ ہوگا۔ جیسے دوسری حدیث شریف میں ہے المرء مع من احب۔ اس آیت شریف اور احادیث سے ظاہر ہے کہ منکرین کو حضور سرور عالم حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطلق محبت نہیں۔ اسی لیے ان کا ذکر کرنا چاہتے ہی نہیں۔ بلکہ سخت تر ہییب کے وعظ کر کے فتاوے شرک اور کفر کے جاری کرتے ہیں۔ تاکہ کوئی بھی مسلمان دنیا میں اس ذکر پاک

کا نام تک نہ لے۔ دیکھئے کیسی کیسی عداوت اور بغض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ جو سیدھا کفار سے العیاذ باللہ۔

(۱۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِذَا اخَذَ اللّٰهُ مِثْقَالَ نَسِيْنٍ لِّمَا اَتَيْتَكُمْ مِنْ كِتٰبٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاؤَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ ؕ اَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اٰمِرٰی قَالُوْا اَقْرَرْنَا وَقَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مَعَ الشّٰهِدِيْنَ فَمَنْ تَوَلٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۵ (سورہ آل عمران) یعنی جب اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے اقرار لیا کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور حکمت سے۔ پھر جب آئے تمہارے پاس رسول تصدیق کرتا جو تمہارے پاس ہے تو اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے فرمایا۔ تم نے اقرار کیا۔ اور اس شرط پر میرا مذہب بولے ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو اب شاہد رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ شاہد ہوں۔ اور جو کوئی پھر جائے اس کے بعد تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

یہ آیت شریف بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تذکرہ مولود شریف کے لیے ضروری ہے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالی شان معلوم ہو۔ تمام قرآن شریف ہی گویا میلاد شریف ہے۔ جیسے کہ۔

(۱۹) تمام اہل کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے تھے۔ اور اس کا ذکر۔ (اعراف)

(۲۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی اور رسول امی ہونے کا ذکر (اعراف، جمع، شوری، عیسیٰ)۔

(۲۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمام دنیا کے لیے قیامت تک نبی اور رسول ہونے کا ذکر۔ (اعراف، سبا)

(۲۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا ذکر۔ (سورہ احزاب)

(۲۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام عالموں کے لیے رحمت ہونے کا ذکر۔ (سورہ انبیاء)

(۲۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق تعظیم پر مخلوق ہونے کا ذکر۔ (سورہ قلم)

(۲۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام جن وانس کے لیے رسول مبعوث ہونے کا ذکر۔ (سورہ احقاف، جن)

(۲۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام دنیا کے لیے بشیر و نذیر ہونے کا ذکر۔ (بقرہ، ہود، فرقان، وغیرہ)۔

(۲۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت و رسالت ہونے کا ذکر۔ (طہ، مدثر)

(۲۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبلیغ فرمانے کا ذکر۔ (بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، اعراف، وغیرہ)

(۲۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرح صدر ہونے کا ذکر (احزاب)

(۳۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکروں کافروں سے علیحدہ ہو جانے کا ذکر۔ (سورہ کافرون)

(۳۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمانے کا ذکر۔ (بنی اسرائیل)

(۳۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت فرمانے کا سبب اور اس کا ذکر۔ (سورہ انفال)

(۳۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار ثور میں تشریف لے جانے کا ذکر۔ (سورہ توبہ)

(۳۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنگ بدر اور نزول فرشتوں کا ذکر۔ (عمران، انفال)

(۳۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان کا ذکر۔ (سورہ فتح)

(۳۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فتح مکہ و خیبر وغیرہ کی بشارت کا ذکر۔ (سورہ فتح)

(۳۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ فصاحت قرآن شریف کے قیامت تک رہنے کا ذکر۔

(سورہ بقرہ، بنی اسرائیل، یونس، وغیرہ)

(۳۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ شق القمر کا ذکر۔ (سورہ قمر)

(۳۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ معراج شریف میں اسی جسم عضوی کے ساتھ مکہ معظمہ سے فوق السموات

تک تشریف لے جانے کا ذکر۔ (سورہ بنی اسرائیل، نجم)

(۴۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عام معجزات دکھانے کا ذکر۔ (عمران، قمر)

(۴۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قوم نصاریٰ نجران کے ساتھ مباہلہ کرنے کا ذکر۔ (سورہ آل عمران)

(۴۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہود کے ساتھ مباہلہ اور معجزہ کا ذکر۔ (سورہ بقرہ، جمع)

(۴۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل سے بچنے کی پیش گوئی کا ذکر۔ (سورہ مائدہ)

(۴۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی کہ قرآن شریف کی مثل قیامت تک کوئی نہ لاسکے گا کا ذکر (سورہ بقرہ)

(۴۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فتح روم کی پیش گوئی کا ذکر۔ (سورہ روم)

(۴۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دین اسلام کی تمام ادیان پر غالب آنے کی پیش گوئی کا ذکر۔ (سورہ فتح، توبہ)

(۴۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ میں تشریف لانے کا ذکر۔ (سورہ فتح)

(۴۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلافت ملنے کا ذکر۔ (سورہ نور)

(۴۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملک کنعان کی پیش گوئی کا ذکر۔ (انبیاء)

(۵۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام جہان پر غالب آنے کی پیش گوئی کا ذکر۔ (سورہ مائدہ اور تمام قرآن شریف)

فصل دوم:

وہ آیات جن میں دیگر انبیاء علیہم السلام کے ذکر یا یاد کرنے کا حکم ہے

اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولود شریف میں جو حالات بیان کرنے کی تصدیق قرآن شریف میں فرمائی ہے۔

بعض دیگر انبیاء علیہم السلام نے جو کر مولد کرنے کے واسطے بھی حکم فرمایا ہے۔ ہوتی ہے۔ اس طرح پر:-

(۱) واذکر فی الكتاب مریم۔

(۲) واذکر فی الكتاب ادریس۔

(۳) واذکر فی الكتاب موسیٰ۔

(۴) واذکر فی الكتب اسمعیل۔

(۵) واذکر عبدنا داؤد ذالاید۔

(۶) واذکر عبادنا ابرہیم و اسحق و یعقوب۔

(۷) واذکر اسمعیل و الیسع و ذالکفل۔

(۸) واذکر اخاعاد۔

(۹) واذکر عباد الله ابرہیم الآیہ۔

(۱۰) یا ذکر یا انا تبشیرک بغلام ن اسمہ یحطی و سلام علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیا۔

(۱۱) قال انما انا رسول ربک لا ھب لك غلاماً زکيا الآیہ۔ قال انی عبد الله اتانی الكتب و جعلنی نبیاً۔

(۱۲) و او حینما الی ام موسیٰ ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم۔ و جعلوہ من المرسلین

انسانہ۔ یہ سب آیات مولود شریف انبیاء علیہم السلام میں ہیں۔ اور خاص کر آیات ۱۰، ۱۱، ۱۲ میں تو حضرت یحییٰ عیسیٰ موسیٰ علیہم السلام کی پیدائش کا ہے گویا اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ حکم مولود شریف کرنے کے لیے دلیل ہے۔

فصل سوم:

توریت زبور انجیل سے مولود شریف کا ثبوت مختصراً

قرآن شریف کی آیات کے بعد کتب آسمانی یہود و نصاریٰ سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بغرض تصدیق مختصر ادرج کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ کوئی کتاب آسمانی ایسی نہیں کہ جس میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ اور ان کے معجزات کا تذکرہ اس میں نہ ہو یہ دوسری بات ہے کہ تحریفی کارروائی میں بہت سا تغیر واقع ہو گیا۔ تاہم خدا کی قدرت سے بہت جگہ ان کا ذکر پایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اہل ہنود کے وید میں بھی مولود شریف موجود ہے۔ جیسے کہ ذیل کی چند عبارات سے پایا جاتا ہے۔

توریت مروجہ موجودہ سے ثبوت

جو پرانے عہد نامہ سے موسوم ہے

(۱) کتاب پیدائش۔ باب ۱۷، درس ۲۰ اور اسمائیل کے حق میں میں نے تیری سنی دیکھ میں اسے برکت دوں گا۔ اور اسے برومند کروں گا۔ اور اسے بڑھاؤں گا۔

(۲) ایضاً۔ باب ۲۱، درس ۱۷، تب خدا نے اس لڑکے (حضرت اسماعیل علیہ السلام) کی آواز سنی۔ خدا کے فرشتے نے آسمان سے باجرہ کو پکارا۔ اور اس سے کہا: کہ اے ہاجرہ! تجھ کو کیا ہوا۔ مت ڈر اس لڑکے کی آواز جہاں وہ پڑا ہے۔ خدا نے سنی (۱۸) اٹھ اور لڑکے کو اٹھا۔ اور اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کہ میں اسے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔

(۳) کتاب استثناء، باب ۱۸، درس ۱۵، (اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے فرماتا ہے) (۱۵) خداوند خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں تیری مانند ایک نبی برپا کرے گا تم اس کی طرف کان دھرو۔ (۱۶) اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ انہوں نے جو کچھ کہا سوا چھا کہا۔ (۱۷) اور میں ان کے لیے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ اسے فرماؤں گا۔ وہ سب ان سے کہے گا۔ (۱۸) اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کر کہے گا۔ نہ سنے گا۔ میں اس کا حساب اس سے لوں گا۔ (۱۹) لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔ توضیح: اس بشارت کو نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بیان کرتے ہیں۔ اور یہود حضرت یوشع علیہ السلام پر ثبت کرتے ہیں۔ مگر دراصل یہ پیشگوئی خاص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ہے۔ جو جو بات ذیل:-

وجہ اول: تمام اہل کتاب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی یقیناً اور بلاشبہ انتظار تھی۔ جیسے کہ یوحنا کی انجیل باب اول میں درس ۱۹ سے ۲۵ تک اس طرح پر لکھا ہے:

(۱۹) اور یوحنا کی گواہی یہ تھی جب کہ یہود نے یروشلم سے کانہوں اور لادیوں کو بھیجا۔ کہ اس سے پوچھو تو کون ہے؟ (۲۰) اور اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا۔ بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں۔ (۲۱) تب انہوں نے اس سے پوچھا تو اور کون ہے۔ کیا تو ایسا ہے۔ اس نے کہا میں نہیں ہوں پس آیا تو وہ نبی ہے اس نے جواب دیا نہیں۔ (۲۲) تب انہوں نے اس سے کہا کہ تو کون ہے؟ تاکہ ہم انہیں جنہوں نے ہم کو بھیجا۔ کوئی جواب دیں۔ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے۔ (۲۳) اس نے کہا کہ میں جیسا کہ یسعیاہ نبی نے کہا ہے بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ ہم خداوند کے راہ کو درست کرو۔ (۲۴) مگر یہ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے۔ (۲۵) اور انہوں نے اس سے سوال کیا۔ اور کہا کہ اگر تو نہ تو مسیح ہے، نہ الیاس ہے، اور نہ وہ نبی ہے پس کیوں پتہ سمہ دیتا ہے۔

اسی انجیل میں درس ۲۱ میں جہاں لفظ وہ نبی لکھا ہے۔ حاشیہ پر کتاب استثناء کے باب ۱۵/۱۸ کا حوالہ دیا ہے۔ جس میں موسیٰ علیہ السلام کو خدا فرماتا ہے کہ تیرے ہی درمیان ہے تیرے ہی بھائیوں میں تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا۔ اسی طرح اس سے ثابت ہے کہ جس نبی کی انتظار تھی وہ نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔

وجہ دوم: اس بشارت میں اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کو فرماتا ہے تیری مانند نبی برپا کروں گا۔ یہ ظاہر و باہر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی مانند نہ تو یوشع علیہ السلام ہیں اور نہ عیسیٰ علیہ السلام۔ کیونکہ یہ دونوں نبی بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ اور کتاب تورات کی کتاب استثناء کے باب درس ۱۰ میں لکھا ہے کہ ”اب تک بنی اسرائیل میں موسیٰ کی مانند کوئی نبی نہیں اٹھا۔“ حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں حسب ذیل مطابقت نہیں

- (۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقول نصاریٰ تثلیث کے قائل تھے۔ اور موسیٰ علیہ السلام تثلیث کے قائل نہ تھے۔
- (۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقول نصاریٰ خدا کے بیٹے تھے۔ اور خدا بھی تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ایسے نہ تھے۔
- (۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے باپ پیدا ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے باپ عمران تھے۔
- (۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت تھے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کوئی جدید شریعت نہیں ملی تھی۔ بزرگ نصاریٰ۔

- (۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام احکام شریعت جاری کرنے پر قادر تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ قدرت نہ تھی۔
- (۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شادی و نکاح کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایسا نہیں کیا۔
- (۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر بحکم خدا اٹھائے گئے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام انتقال فرما گئے۔
- (۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت کو آسمان پر سے نزول فرما کر دجال کو قتل کریں گے۔ اور نکاح کریں گے۔ اور آخر کو وصال فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ مدینہ منورہ میں مدفون ہوں گے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں آئیں گے۔

(۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریوں کے راعی تھے۔ اور بکریاں آپ نے چرائی ہیں۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نہیں۔

(۱۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مخالفین کفار پر جہاد کیا۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسا نہیں کر سکتے۔ پس یہ تمام مماثلتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے من کل الوجوہ ثابت ہیں۔ یعنی جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں حلال و حرام کے احکام ہیں۔ ویسے ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت میں۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرعون کی ذلت سے نکال کر عزت دی اور راہ راست دکھائی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے لوگوں کو فارس اور روم کی قید سے نکال کر موحد بنادیا۔ اور مہذب اور شافقت

کروا۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شادی کی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کی۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماں باپ تھے۔ ایسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی تھے۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبل از نبوت بکریاں چرائی تھیں۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بکریاں چرائی تھیں جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے کفار کے ساتھ جہاد کیے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کیے۔ علیٰ ہذا القیاس ہر امر میں پوری پوری مماثلت دونوں اولوالعزم پیغمبران علیہما السلام میں پائی جاتی ہے اور کسی نبی علیہ السلام میں پائی نہیں جاتی۔ اس لیے اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں یوں فرماتا ہے: اِنَّا ارسلنا الیکم رسولاً شَاهِدًا عَلَیْکُمْ کَمَا ارسلْنَا الِیٰ فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ یعنی ہم نے تمہاری طرف ایسا رسول جو شاہد ہے تم پر بھیجا ہے۔ جیسے کہ فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ یعنی تمہاری طرف اے مسلمانو! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا ہے اور ایسا ہی فرعون کی طرف موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تھا۔

نکتہ: ایک ستر اس میں مطابقت کا یہ بھی ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نام کا حرف اول میم ہے۔ اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا اول حرف بھی میم ہی ہے۔ جس کے اعداد جمل چالیس (۴۰) ہیں۔ یہی چالیس روز حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر رہے تھے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کوہ حرا میں تشریف فرما رہے۔ اور مولود شریف کا حرف اول بھی میم ہی ہے۔

وجہ سوم: اس بشارت میں یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے تجھ سا نبی برپا کروں گا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اور ان کے بھائی حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں جن کی اولاد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لیے برکت کا دیا جانا تورات کی کتاب پیدائش سے نقل ہو چکا ہے۔

وجہ چہارم: اس بشارت میں یہ بھی فرمایا گیا کہ میں اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ یعنی تورات اور انجیل وزبور کتب کی طرح لکھی ہوئی کتاب نازل نہ ہوگی۔ بلکہ فرشتہ ان کے رو برو کلام پڑھ کر ان کے منہ میں ڈالے گا۔ اور وہ نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کلام الہی سن کر یاد کرے گا اور لوگوں کو اپنے منہ سے پڑھ کر سنائے گا۔ پس یہ بات بھی اور کسی نبی میں پائی نہیں گئی۔ وجہ پنجم: اس نبی کے لیے اعزاز و اکرام کی بھی سختی سے بشارت دی گئی ہے کہ جو شخص اس نبی کی بات کو نہ مانے گا میں اسے سزا دوں گا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ سزا خاص عذاب آخرت ہی سے مراد نہیں کیونکہ اس میں کسی نبی کی خصوصیت نہیں۔ بلکہ ہر نبی کے نافرمان کو عذاب اخروی ہوگا۔ بلکہ اس سزا سے سزا دینا مراد ہے کہ اس نبی کے منکر اور نافرمان کو جہاد اور قتال سے زیر کروں گا۔ اور ذلیل بنا دوں گا۔ سو یہ بات نہ تو یوشع علیہ السلام میں تھی اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں۔ پس یہ بشارت خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تھی جو پوری ہوئی۔

وجہ ششم: اس بشارت میں یہ بھی تصریح ہے کہ یہ نبی اگر کوئی بات اپنی طرف سے کہے گا تو قتل کیا جائے گا اور یہ ظاہر ہے کہ

ایسا حادثہ حضور کی ذات پاک پر واقع نہیں ہوا۔ بلکہ روز افزوں شان و شوکت زیادہ ہوتی گئی۔ مگر ہاں ہمارا اعتقاد نہیں ہے نصاریٰ کا اعتقاد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کیے گئے۔ یہ بات ان کو جھوٹا ثابت کرتی ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ پس یہ بشارت پورے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے واضح طور پر ثابت ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

(۳) تورات، کتاب استثناء، باب ۳۳، درس ۲، اور اس نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا۔ اور ساعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ اور فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار (۱۰۰۰۰) قدوسیوں کے ساتھ اور اس کے داہنے ہاتھ ایک آتش شریعت ان کے لیے تھی۔ بلفظ۔

توضیح: پہاڑ سینا وہ پہاڑ ہے جس کو کوہ طور کہتے ہیں۔ خدا کا آنا اس پہاڑ پر یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس جگہ پر کتاب تورات عطا ہوئی۔ اور کوہ ساعیر وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عطا ہوئی۔ اور فاران پہاڑ مکہ معظمہ پہاڑ ہے۔ یا کوہ حرا جہاں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنہائی میں عبادت کیا کرتے تھے۔ اور اسی جگہ قرآن شریف نزول شروع ہوا۔ پس کوہ فاران سے جلوہ گر ہونے سے مراد قرآنی نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے۔ ہزاروں قدوسیوں یعنی صحابہ کرام ان کے ساتھ تھے۔ اور آتش شریعت احکام سزا سخت۔ مشرکوں، منافقوں، رہزنوں، حرامکاروں، شراب خوروں وغیرہم کے لیے۔ اور تلوار ان کے پاس تھی۔ اگر کوئی شخص شبہ کرے کہ فاران مکہ معظمہ میں پہاڑ نہیں ہے تو ازالہ شبہ کے لیے تورات کی عبارت لکھ دی جاتی ہے۔ تورات کتاب پیدائش، باب ۲۱، درس ۲۰، ۲۱، (۲۰) خدا اس لڑکے (حضرت اسماعیل علیہ السلام) کے ساتھ تھا۔ اور وہ بڑھا۔ اور بیابان میں رہا کیا۔ اور تیر انداز ہو گیا۔ (۲۱) اور وہ فاران کے بیابان میں رہا۔ بلفظ۔ اس سے ثابت ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام مکہ معظمہ کے پہاڑ میں پیدا ہوئے اور اسی جگہ رہتے تھے۔ اور یہی فاران پہاڑ ہے۔ جہاں وہ تیر اندازی کرتے تھے۔ وہی تیر اندازی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی۔

کتاب زبور سے مولود شریف کا ثبوت

زبور ۴۵، حضرت داود علیہ السلام کی زبان مبارک سے اس طرح پر ہے:

میرے دل میں اچھا مضمون جوش مارتا ہے میں ان چیزوں کو جو میں نے بادشاہ کے حق میں بتائی ہیں بیان کرتا ہوں۔ میری زبان ماہر لکھنے والے کا قلم ہے۔

(۲) تو حسن میں نبی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ تیرے ہونٹوں میں لطف بٹایا گیا ہے۔ اسی لیے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا۔

(۳) اے پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت اور بزرگواری ہے حائل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔

(۴) اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو۔ اور سچائی اور ملامت اور صداقت کے واسطے اقبال مندی سے آگے بڑھ۔ اور تیرا

ہاتھ ہاتھ کو مہیب کام سکھائے گا۔

(۵) تیرے تیر تیز ہیں۔ لوگ تیرے نیچے گرے پڑے ہیں۔ وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگ جاتے ہیں۔

(۶) تیرا تخت اے خدا ابد الابد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔

(۷) تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے اس سبب خدا تیرے خدا نے تجھ کو خوشی کے تیل سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ مسح کیا۔

(۸) تیرے سارے لباس سے مراد عود اور تاج کی خوشبو آتی ہے کہ جن سے ہاتھی دانت کے دھولوں کے درمیان انہوں نے تجھ کو خوش کیا ہے۔ (۹) بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت والیوں میں ہیں۔ بلکہ اوفیر کے سونے سے آراستہ ہو کے تیرے داہنے ہاتھ کھڑی ہیں۔ (۱۶) تیرے بیٹے تیرے باپ دادوں کے قائم مقام ہوں گے تو انہیں تمام زمین کے سردار مقرر کرے گا۔ (۱۷) میں ساری پشتوں کو تیرا نام یاد دلاؤں گا۔ پس سارے لوگ تیری ستائش کریں گے۔ بلفظ۔ توضیح: تمام اہل کتاب کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ حضرت داود علیہ السلام ایک ایسے نبی کی بشارت دیتے ہیں جو ان کے بعد ان صفات سے موصوف ہو کر ظاہر ہوگا۔ پس یہود کے نزدیک تو اب تک کوئی نبی حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد ان صفات سے ظاہر نہیں ہوا۔ اور نصاریٰ کے نزدیک اس بشارت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں۔ اور اہل اسلام کے نزدیک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور حق اور صحیح یہی ہے کہ یہ بشارت واقعی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں ہے۔ کیونکہ جو اوصاف اس بشارت میں درج ہیں وہ سب کے سب ان میں پائے جاتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں ہرگز پائے نہیں جاتے۔ وہ اوصاف یہ ہیں:

(۱) اس نبی کا حسین ہونا،

(۲) قوی ہونا، یا پہلوان ہونا،

(۳) افضل البشر ہونا۔

(۴) فصیح ہونا۔

(۵) مبارک زمانہ ہونا۔

(۶) شمشیر بند ہونا۔

(۷) تیر انداز ہونا۔

(۸) خلق کا آپ کے تابع ہونا۔

(۹) ان کے کپڑوں سے خوشبو کا آنا۔

(۱۰) بادشاہوں کی بیٹیوں کا ان کے گھرانے میں آنا۔

(۱۱) اس کی اولاد کا بجائے اپنے باپ کے رئیس یا حاکم ہونا۔

(۱۲) ہر جگہ اس کی ستاکش کا ذکر ہونا۔

(۱۳) ساری پشتوں یعنی تمام لوگوں کو اس کا نام یاد دلانا۔

(۱۴) ابد الابد اس کا ذکر جاری رہنا۔ ان تمام اوصاف کی تطبیق اس طرح پر ہے کہ یہ تمام امور مولود شریف میں موجود ہیں۔ اور یوں ہے:

(۱) حسین ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے چہرہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی چیز خوبصورت نہیں دیکھی۔ گویا آفتاب آپ کے چہرہ مبارک میں پھرتا ہے اور جب ہنستے تھے تو دیوار تک آپ کے دانتوں سے روشن ہو جاتی تھی۔ اور سب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اسی طرح منقول ہے۔ (۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قوی ہونے اور قوت کا یہ حال تھا کہ رکانہ نام پہلوان طاقت میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگل میں ملا۔ اور کہنے لگا کہ اگر تم مجھ کو کشتی میں مغلوب کر دو گے تو میں جان لوں گا کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دو دفعہ پچھاڑا۔

(۳) افضل البشر ہونے پر آپ کی نبوت عامہ کا قیامت تک ہونا دلیل ہے۔

(۴) فصاحت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اظہر من الشمس وین من الامس ہے۔

(۵) تلوار باندھنا۔ اور جہاد کرنا مسلم الثبوت ہے۔

(۶) مبارک ہونا بھی حضور کا ظاہر ہے کہ مشرق و مغرب میں کروڑوں مسلمان نماز پنج وقتہ و تہجد وغیرہ نوافل میں درود شریف اللھم بارک علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثرت سے پڑھتے ہیں۔

(۷) تیر اندازی توکل بنی اسماعیل علیہ السلام کا شیوہ ہے۔ بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہر جنگ میں تیر و کمان موجود رہتے تھے اور استعمال کرتے تھے۔

(۸) خلق بھی کثرت سے حضور کے تابع ہو گئی تھی۔ چنانچہ گروہ کے گروہ آ کر اسلام قبول کرتے تھے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اذا جاء نصر الله والفتح ورأيت الناس يدخولون في دين الله افواجا۔ لوگ کثرت سے فوج اسلام میں داخل ہوئے۔

(۹) حضور کے کپڑوں اور بدن سے خوشبو کا آنا بھی ثابت ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب کبھی حضور کو مسجد یا گھر نہ پاتے۔ تو ان کے کپڑوں کی خوشبو سے پتا لگا کر حضور کی خدمت میں پہنچ جاتے۔ اور ایک عورت نے حضور کا پسینہ مبارک جمع کر کے ایک دلہن کے بدن پر ملا تھا کئی پشت تک اس کی اولاد کے بدن سے خوشبو آتی رہی۔ یہ سب کچھ کتب اسلامیہ میں درج ہے۔

(۱۰) قرن اول میں بادشاہوں کی بیٹیوں نے بھی آپ کی ذریات کی خدمت کی ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے گھر میں یزدگرد کسری فارس کی بیٹی حضرت شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھی۔

(۱۱) اور حضور کے بعد اولاد میں سے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد ہوئے۔ اور بعد ان کے ایران و یمن و ہندوستان وغیرہ میں اب تک حضرت کی ذریت میں سے حاکم اور فرمانروا رہے ہیں۔ اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ چنانچہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ جو ان کی اولاد سے ہوں گے تمام روئے زمین کے قرب قیامت کو بادشاہ ہوں گے۔

(۱۲) ہر جگہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر تمام ہوتا ہے۔ بھوقتہ نمازوں کی اذانوں میں کلمہ طیبہ میں کلمہ شہادت میں درود شریف میں، اقامت میں، التحیات میں، خطبہ میں، غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ان کا ذکر بھی برابر ہے۔

(۱۳) ابد الابد اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر جاری ہے۔ اور جاری رہے گا۔ اور محافل موالید شریف تمام دنیا میں قائم ہیں اور قیامت تک قائم رہیں گی اور یہ ذکر خیر و برکت بڑے اہتمام و احتشام سے ہوتا رہے گا۔ اور داؤد علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہوتی رہے گی۔ اور منکرین جلتے سلگتے بھنتے رہیں گے۔ پس یہ پیشگوئی کتاب زبور میں من کل الوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں پوری ہوئی۔ الحمد للہ۔

انجیل مروجہ موجودہ سے مولود شریف کا ثبوت

انجیل متی باب ۳۔ درس

(۱) ان میں یوحنا پتسمہ دینے والا یہود کے بیابان میں ظاہر ہو کر منادی کرنے لگا۔

(۲) اور یہ کہنے لگا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک ہے۔ ایضاً۔ باب ۴، درس (۱۲) جب یسوع نے سنا کہ یوحنا گرفتار ہوا۔ تب جلیل کو چلا گیا۔

(۱۷) اسی وقت یسوع نے منادی کرنی اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی۔ (۲۳) اور یسوع تمام جلیل میں پھرتا ہوا ان کے عبادت خانوں میں تعلیم دیتا ادب و شاہت کی خوشخبری کی منادی کرتا رہا۔ ایضاً باب ۱۰، درس

(۲) بلکہ پہلے بنی اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جاؤ۔

(۷) اور چلتے ہوئے منادی کرو۔ اور کہو کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی۔ ایضاً باب ۲۱، درس (۴۲) یسوع نے انہیں کہا تم نے نوشتوں میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو راج گیروں نے ناپسند کیا۔ وہی کوئے کا سرا ہوا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہے اور ہماری نظروں میں عجیب (۴۳) اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی۔ اور ایک قوم کو جو اس کے میوے لائے دی جائے گی (۴۴) جو اس پتھر پر گرے گا چور ہو جائے گی پر جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا۔ انجیل

مقدس باب اول۔ درس (۱۴) پھر یوحنا کی گرفتاری کے بعد یسوع نے جلیل میں آ کر خدا کی بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کی۔ (۱۵) اور کہا کہ وقت پورا ہوا۔ خدا کی بادشاہت نزدیک آئی۔

توضیح: ان تمام حوالہ جات اناجیل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آسمانی بادشاہت کی بشارت ہے کیونکہ جب ایک بادشاہ کی بادشاہت ختم ہو جاتی ہے تو دوسرے بادشاہ کی بادشاہت آتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسمانی بادشاہت نبوت کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آسمانی بادشاہت نبوت و رسالت ہے۔ جس کی منادی یوحنا بن مریم علیہ السلام نے فرمائی۔ اور یہ آسمانی بادشاہت و سلطنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق رکھتی ہے جو ان کے بعد سے شروع ہو کر خلفائے راشدین مہدیین و صحابہ وتابعین و تبع التابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور سے زمانہ حال تک خوب آسمانی احکام جاری ہیں۔ خدا کے دشمنوں کو خوب سزائیں دی گئیں۔ ان کو غلام بنایا گیا۔ ان کے مال و اسباب کو ضبط کیا گیا۔ خدائی خزانہ کو بیت المال میں جمع کیا گیا۔ خدائی فوجیں دشمنوں کے مقابل ہوئیں پھر ان کے توبہ کرنے سے حسب قانون آسمانی معافی دی گئی۔ قزاقوں کو سزائیں ملیں۔ ہاتھ کاٹے گئے گردنیں ماری گئیں۔ زنا کاروں کو رجم کیا گیا۔ اور خزانہ الہی بیت المال سے خدا کے مسکینوں بے کسوں یتیموں اور عاجزوں کی دستگیری کی گئی۔ یہ ہے آسمانی بادشاہت۔ جو میوہ لانے والی قوم کو دی گئی۔ جو قوم عرب ہے۔ اور ناپسندیدہ پتھر کی مثال دینا اور آخر کو کونے کا سرا ہونا اور لوگوں کی نظروں میں عجیب ہونا۔ اور پتھر کا یہ وصف کہ جس پر گرے اسے چور چور کر ڈالے یہ خاص اشارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے۔ کیونکہ قوم عرب تمام قوموں کے نزدیک ذلیل اور خوار تھی۔ علوم و فنون کا ان میں نام و نشان نہ تھا۔ یہود و نصاریٰ بسبب اپنے علم و ہنر اور بھی اہل عرب کو ذلیل و حقیر جانتے تھے اور عرب میں ابتداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے نزدیک ناپسند تھے۔ کیونکہ ان کے پاس مال و اسباب دنیوی موجود تھا اور نہ کبھی ان کا باپ دادا بادشاہ ہوا تھا۔ اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین حیات تھے گویا وہ ناپسندیدہ پتھر کی مانند تھے۔ اور لوگوں کے نزدیک آپ کا تمام جہان کے لیے رسول ہونا عجیب تھا۔ (یہ لفظ توریت کی کتاب یسعیاہ بنی کے باب ۹، درس ۶ میں اس طرح آیا ہے)۔

”یسعیاہ بنی باب ۹، درس

(۶) ہمارے لیے ایک لڑکا تولد ہوا۔ اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا۔ اور سلطنت اس کے کاندھے پر ہوگی۔ وہ اس نام سے کہلاتا ہے۔ عجیب شیر خدائے قادر۔ بلفظ۔

ہاں پھر آپ کو کونے کا سرا بنایا گیا۔ یعنی خاتم النبیین۔ یہ اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ میری ایک محل کی مثال ہے کہ تمام محل خوب بنایا گیا مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی۔ وہ اینٹ میں ہوں۔ اور مجھ پر نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔ پھر جو کوئی آپ پر گرا وہ چور ہو گیا۔ بدر کے جنگ کے دن قریش مکہ آپ پر گرے سب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چورا چورا کر دیا۔ علیٰ ہذا القیاس جس پر آپ گرے

اس کو بھی چورا کر ڈالا فتح مکہ میں اہل مکہ کو اور اس سے پہلے اہل خیبر وغیرہ کو اور آپ کے بعد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایران و روم وغیرہ بڑے بڑے ملکوں پر گرے سب کو انہوں نے چورا کر دیا۔

پس یہ بشارت تھی خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں صحیح ہوئی۔ اور کسی کے لیے نہیں۔ انجیل یوحنا: باب اول، درس

(۶) ایک شخص خدا کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ جس کا نام یوحنا تھا۔

(۷) یہ گواہی کے لیے آیا کہ نور پر گواہی دے۔ تاکہ سب اس کے باعث سے ایمان لائیں۔

(۸) وہ نور نہ تھا۔ پر نور پر گواہی دینے آیا تھا۔

(۹) حقیقی نور وہ جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔ (۱۹) یوحنا کی گواہی یہ تھی جب کہ یہود نے یروشلم سے کابنوں اور لاویوں کو بھیجا کہ اس سے پوچھیں کہ تو کون ہے۔ (۲۰) اور اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا۔ بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ (۲۱) تب انہوں نے اس سے پوچھا تو اور کون کیا تو الباس ہے۔ اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ پس آیا تو وہ نبی ہے۔ اس نے جواب دیا نہیں۔ (۲۲) تب انہوں نے اس سے کہا کہ تو کون ہے۔ تاکہ ہم انہیں جنہوں نے ہم کو بھیجا ہے کوئی جواب دیں۔ (۲۵) اور انہوں نے اس سے سوال کیا اور کہا اگر تو نہ مسیح ہے نہ الیاس اور نہ وہ نبی پس کیوں پتسمہ دیا ہے۔ ایضاً باب ۲، درس (۲۷) تم خود میرے گواہ ہو کہ میں نے کہا کہ میں مسیح نہیں۔ ایضاً باب ۷، (۳۳) اس وقت یسوع نے انہیں کہا ابھی تھوڑی دیر تک میں تمہارے ساتھ ہوں اور آس پاس جس نے مجھے بھیجا جاتا ہوں۔ (۳۴) تم مجھے ڈھونڈو گے۔ اور نہ پاؤ گے۔ اور جہاں میں ہوں تم نہ آ سکو گے۔ ایضاً باب ۱۴، درس (۱۵) اگر تم مجھے پیار کرتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو۔ (۱۶) اور میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں تسلی دینے والا بخشے گا۔ کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے تمہیں سب چیزیں سکھائے گا اور سب باتیں جو کچھ کہ میں نے تم سے کہی ہیں۔ تمہیں یاد دلانے گا۔ (۲۹) اور اب میں تمہیں اس کے واقع ہونے سے پیشتر کہا تاکہ جب وہ وقوع میں آئے تو تم ایمان لاؤ۔ (۳۰) بعد اس کے میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا۔ اس لیے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں۔ ایضاً باب ۱۵، (۲۶) پر جب کہ وہ تسلی دینے والا جسے میں تمہارے لیے باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی روح حق جو باپ سے نکلتی ہے آئے تو وہ میرے لیے گواہی دے گا۔ (۲۷) اور تم بھی گواہی دو گے۔ کیونکہ تم میرے ساتھ ہو۔ ایضاً باب ۱۶

(۷) لیکن میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لیے میرا جانا ہی فائدہ ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلیم دینے والا تم پاس نہ آئے گا۔ پر اگر میں جاؤں تو میں اسے تم پاس بھیج دوں گا۔

(۸) اور وہ آ کر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے نصیحت و ارشاد کرے گا۔

(۹) گناہ سے اس لیے کہ مجھ پر ایمان نہیں لائے۔

(۱۱) عدالت سے اس لیے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔

(۱۲) میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں۔ پر اب تم برداشت نہیں کر سکتے۔

(۱۳) لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گی۔ اس لیے کہ وہ اپنی نہ کہے گی۔ لیکن کچھ سنے گی سو کہے گی۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گی۔

(۱۴) وہ میری بزرگی کرے گی۔ اس لیے کہ وہ میری چیزوں سے پائے گی اور تمہیں دکھائے گی۔

(۱۵) سب چیزیں جو باپ کی ہیں میری ہیں۔ اس لیے میں نے کہا کہ وہ میری چیزوں سے لے گی۔ اور تمہیں دکھا

گی۔ بلفظ۔ توضیح: اس انجیل یوحنا سے صاف ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خاص طور پر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت فرمائی ہے۔ اگرچہ بہت سی تحریف بھی ہوئی۔ مگر تاہم یہ عبارات انجیل یوحنا کی واضح طور پر شہادت دے رہی ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا تذکرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرما رہے ہیں۔ نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی دے رہے ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں لفظ جاء کم من اللہ نور فرمایا ہے۔ اس کی تصدیق کر رہے ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ ابتدائی انجیل میں جو اصل انجیل تھی (حواریوں کی مرتبہ نہیں) اس میں پورے

پر نام مبارک اور حلیہ شریف سے آگاہی دی گئی تھی۔ مگر روز بروز کی تحریف کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ اس نے اپنا اثر ایسا دکھایا

کہ وہ سب کچھ نکال دیا گیا۔ تاہم جو کچھ باقی رہا۔ وہ بھی صاف ہے کیونکہ پہلے ۱۸۲۱ء و ۱۸۳۱ء و ۱۸۴۱ء میں جو ترجمہ عربی اور

انجیل یوحنا کا باب ۱۲، ۱۵، بمقام لندن کیا گیا تھا۔ اس میں اس طرح لکھا تھا اگر تم مجھے دوست رکھتے ہو تو میری وصیتوں کو

رکھو۔ اور میں باپ سے مانگتا ہوں کہ وہ تمہیں فارقلیط دے گا۔ جو اب تک تمہارے ساتھ رہے گا اب لفظ فارقلیط کا ترجمہ

۱۸۵۱ء میں باپستت مشن میں چھپا ہے۔ اس میں دوسری تسلی دینے والی روح لکھا ہے۔ بصیغہ مؤنث۔ اور اس کے بعد جو باپ کا

ترجمہ ۱۸۹۰ء میں چھپا ہے (جو میرے پاس موجود ہے) اس میں دوسری تسلی دینے والا لکھا ہے۔ بصیغہ مذکر۔ اسی طرح تحریفات

کا باز اگر کم ہے۔ لیکن لندن میں جو عربی ترجمہ پہلے چھپا تھا۔ اس میں لفظ فارقلیط صاف درج ہے۔ مثلاً (الف) میری

وصیتیں سنو۔ (ب) میں باپ سے مانگتا ہوں کہ وہ تمہیں فارقلیط دے گا جو اب تک تمہارے ساتھ رہے گا۔ (ج) فارقلیط جسے باپ

میرے نام سے بھیجے گا۔ وہ تمہیں سب چیزیں سکھائے گا اور تم کو یاد دلانے گا۔ (د) اور اب میں نے تم کو اس کے آنے سے پہلے

خبر کر دی تاکہ جب آئے تب تم اس پر ایمان لاؤ۔ (ه) اس کے بعد میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا اس لیے کہ اس جہان کا

سردار آتا ہے۔ اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں۔ (و) پھر جب کہ وہ فارقلیط جسے میں تمہارے لیے باپ کی طرف سے بھیجوں گا

وہ میرے لیے گواہی دے گا۔ وہ (ز) میرا جانا ہی فائدہ ہے۔ کیونکہ اگر نہ جاؤں گا تو فارقلیط تمہارے پاس نہ آئے گا۔ وہ آنے

دنیا کو گناہ پر اور نیکی پر اور حکم پر سزا دے گا۔ گناہ پر اس لیے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے۔ (ح) لیکن جب وہ فارقلیط آئے گا تو

تمہیں راہ حق بتائے گا۔ اور تم کو آئندہ کی خبریں بتائے گا۔ (ط) وہ میری بزرگی بیان کرے گا۔ اس لیے کہ وہ میری

چیزیں پا کر تمہیں خبر کرے گا۔ (وغیرہ وغیرہ) میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ اہل کتاب سلف سے خلف تک تحریف کتب آسمانی کی

کرتے چلے آئے ہیں جیسے قرآن شریف سے ثابت ہے۔ پس سب سے پہلے جو انجیل عبری زبان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام

بنائے ہوئی تھی اس میں خاص اور صاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) درج تھا۔ اور

اس کا ترجمہ جب یونانی زبان میں ہوا تو پیرکلوٹوس کیا۔ جس کے معنی احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں اور پھر یونانی زبان سے

عربی میں ترجمہ کیا تو اس کا معرب فارقلیط بنایا گیا۔ چنانچہ ایک پادری صاحب نے لفظ فارقلیط کی تحقیق میں ایک رسالہ لکھ کر کلکتہ

میں ۱۲۶۸ ہجری میں شائع کیا اس میں وہ اس طرح پر لکھتے ہیں: ”یہ لفظ فارقلیط یونانی زبان سے معرب کیا گیا ہے۔ پس اگر

اس کی اصل پارا کلی ٹوس قرار دی جائے تو اس کے معنی معین اور وکیل کے ہیں۔ اور اگر کہیں اصل پیرکلوٹوس ہے تو اس کے معنی محمد

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یا احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قریب ہیں۔ پس جس عالم اہل السلام نے اس بشارت سے

استدلال کیا ہے۔ تو وہ اصل پیرکلوٹوس سمجھا کیونکہ اس کے معنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب

ہیں۔ پس اس نے دعویٰ کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خبر دی لیکن اصل

پارا کلی ٹوس ہے (بلفظ کتاب عقائد السلام مولوی عبدالحق مرحوم مفسر حقانی دہلوی) اس کے بعد مولانا مرحوم لکھتے ہیں۔ ہم کہتے

ہیں کہ اصل لفظ پیرکلوٹوس ہی ہے۔ اور یونانی میں بہت تشابہ ہے۔ اس کو پارا کلی ٹوس غلطی سے پڑھ لیا اور اگر یہ بھی تسلیم کیا

جائے تو ہم پہلے ان کے اکابرین کی تحریف و تبدیل ثابت کر چکے ہیں۔ کوئی بعید نہیں کہ پیرکلوٹوس کا پارا کلی ٹوس بنالیا اس میں

کچھ زیادہ فرق نہیں اگر پارا کلی ٹوس کو بھی رہنے دیا جائے۔ تب بھی ہمارا مدعا حاصل ہے۔ کیونکہ معین اور وکیل بھی آنحضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک ہیں۔ فقط۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ تک اہل کتاب

اور دیگر لوگ فارقلیط کے تشریف لانے کے منتظر تھے اسی واسطے بعض لوگوں نے فارقلیط ہونے کا دعویٰ بھی کیا تھا۔ اور بعض نے

ان کو مان بھی لیا تھا۔ چنانچہ منٹس و مسچی نے قرن ثانی میں دعویٰ کیا تھا کہ میں وہ فارقلیط نبی ہوں جس کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام

نے خبر دی ہے۔ بہت سے عیسائی لوگ اس پر ایمان لائے اس کے تابع ہو گئے۔ جیسے کہ ولیم میور صاحب نے اپنی تاریخ کی

کتاب کے تیسرے باب میں اس کا اور اس کے قبیحین کا حال لکھا ہے۔ اور یہ کتاب ۱۸۴۸ء میں چھپی۔ اور لب التواریخ کا

مصنف بھی جو عیسائی ہے لکھا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے یہود و نصاریٰ ایک نبی کے آنے کے منتظر تھے اسی وجہ

سے ملک حبشہ کا بادشاہ نجاشی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال سن کر ایمان لایا۔ اور کہا کہ بلا شک یہ

وہی نبی ہے جس کی خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں دی تھی۔ کیونکہ بادشاہ نجاشی تو رات و انجیل کا پورا واقف تھا اسی طرح

مقتویس بادشاہ قبط نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اقرار کیا۔ اور بہت سے ہدایا آپ کے حضور میں روانہ کیں

اور یہ بادشاہ توریت و انجیل کا بڑا عالم تھا۔ اسی طرح جارد و بن العلام جو اپنی قوم نصاریٰ میں بڑا عالم تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم پر ایمان لایا۔ اور اسی طرح ہر قل شاہ روم نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار کیا۔ علیٰ ہذا القیاس بہت سے

ذی شوکت نصاریٰ کے عالموں نے اسلام قبول کیا۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وقت کوئی شوکت ظاہر نہیں ہوئی تھی۔ پس اندرین حالات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہونے کی بشارت دی ہے تو رات و انجیل و زبور سے ثابت ہے کہ پہلے نور کے آنے کی خبر دی جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں: لقد جاءكم مصداق لما بین یدی من التورۃ و مبشرا برسول یاتى من بعد اسمہ احد فلما جاءهم بالبینت قالوا هذا سحر مبین (۵) (سورہ صف) یعنی جب کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کے کہ بنی اسرائیل تحقیق میں اللہ تعالیٰ کا رسول تمہاری طرف آیا ہوں۔ تصدیق کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے تو رات میرے پاس ہے خوشخبری سناتا ہوں۔ تم کو ایک رسول کی جو میرے بعد آنے والے ہیں۔ ان کا نام احمد ہے۔ پھر جب وہ آ گیا۔ معجزات کے ساتھ تو بولے یہ جادوگر ہے۔ دیکھئے یہ بشارت کیسی صاف اور صریح مولود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انجیل میں ظاہر ہے۔ جس کی اصل یونانی زبان میں پیر کلوطوس ہے اور معرب فارقلیط ہے۔ اور اب تحریفاً اس کا ترجمہ تسلی دینے والا گیا۔ خیر مضائقہ نہیں تسلی دینے والے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔ غرضیکہ ان تمام تحریرات و دستاویزات تو رات، انجیل، زبور و محرفہ موجود میں واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ مولود شریف درج ہے۔ اب میں اصلی انجیل غیر محرف سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ مولود شریف لکھتا ہوں۔

اصلی اور صحیح غیر محرف انجیل برنباس حواری کی کتاب

سے مولود شریف کا ثبوت

یہ انجیل برنباس اصلی و صحیح تحریف اہل کتاب سے محفوظ ہے جس کا ذکر تذکرہ تو رات و انجیل موجودہ میں ہے۔ جو تاریخ جلاسیوس کے حکم سے ۳۹۲ء عیسوی میں جاری ہوا تھا۔ اس میں اس انجیل کا تذکرہ ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدائش سے اسی (۸۰) سال پیشتر کا زمانہ ہے۔ ایطالی و یونانی زبان سے اس کا ترجمہ عربی میں ہوا اور اب ۱۹۰۹ء میں عربی سے اردو میں ترجمہ ہوا۔ جو مولوی انشاء اللہ خاں صاحب کے مطبع وطن لاہور میں طبع ہو کر شائع ہوا۔ اس کا مختصر اقتباس اس طرح ہے:

(۱) بارہویں فصل۔ آیت ۷، پاک ہے نام قدوس اللہ کا جس نے تمام رسولوں اور نبیوں کا نور پیدا کیا۔ بلفظ صفحہ ۱۲۔ ان حاشیہ اند آسکو گے، یعنی آسمان پر۔

کے حاشیہ میں ہے عربی: خلق اللہ کل المخلوق برحمته و خیرہ ذکر فی الزبور اول خلق اللہ نور محمد کل الانبیاء و اولیاء نور منہ نور الانبیاء رسول اللہ۔ بلفظ۔

(۲) پینتیسویں فصل۔ آیت ۸، اور رسول اللہ کو بھی جس کی روح اللہ نے ہر ایک دیگر چیز سے ساٹھ ہزار سال قبل پیدا کی۔

(۳) چھتیسویں فصل۔ آیت ۶۔ لیکن انسان بحالیکہ تحقیق تمام انبیاء بجز اس رسول اللہ کے آچکے ہیں جو کہ جلد تر میرے بعد آئے گا۔ کیونکہ اللہ اسی امر کا ارادہ رکھتا ہے کہ میں اس کے راستہ کو صاف کروں۔ بلفظ۔ صفحہ ۵۵۔ (۴) انتالیسویں فصل۔ آیات ۱۲۔ پس جب کہ آدم اپنے پیروں پر کھڑا ہوا۔ اس نے آسمان میں ایک تحریر سورج کی طرح چمکتی دیکھی۔ جس کی عبارت تھی: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ (۱۵) تب آدم نے اپنا منہ کھولا۔ اور کہا میں تیرا شکر کرتا ہوں۔ اے میرے پروردگار اللہ۔ کیونکہ تو نے مہربانی کی پس مجھ کو پیدا کیا۔ (۱۶) لیکن میں تیری منت کرتا ہوں کہ تو مجھے خبر دے کہ ان کلمات کے کیا معنی ہیں۔ محمد رسول اللہ۔ (۱۷) تب اللہ نے جواب دیا میرا ہے تجھ کو اے میرے بندے آدم۔ (۱۸) اور میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پہلا انسان ہے جس کو میں نے پیدا کیا۔ (۱۹) اور یہ شخص جس کو تو نے دیکھا ہے تیرا ہی بیٹا ہے جو کہ اس وقت کے بہت سے سال بعد دنیا میں آئے گا۔ (۲۰) دنیا کو ایک روشنی بخشے گا۔ (۲۱) یہ وہ شے ہے کہ اس کی روح ایک آسمانی روشنی میں ساٹھ ہزار سال قبل اس کے رکھی گئی تھی کہ میں کسی چیز کو پیدا کروں۔ (۲۳) پس آدم نے ہمت یہ کہا کہ اے پروردگار! یہ تحریر مجھے میرے ہاتھ کی انگلیوں کے ناخنوں پر عطا فرما۔ (۲۴) تب اللہ تعالیٰ نے پہلے انسان کو یہ تحریر اس کے دونوں انگوٹھوں پر عطا کی واپس ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر لا الہ الا اللہ۔ (۲۶) اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ عبارت محمد رسول اللہ۔ (۲۷) تب پہلے انسان نے ان کلمات کی پوری محبت کے ساتھ بوسہ دیا۔ (۲۸) اور اپنی دونوں آنکھوں سے ملا۔ اور کہا مبارک ہے وہ دن جس میں کہ تو دنیا کی طرف آئے گا۔ بلفظ صفحہ ۶۰-۶۱۔

(۵) انتالیسویں فصل۔ آیت ۳۰، پس جب کہ آدم نے مڑ کر نگاہ کی تو اس نے فردوس کے دروازہ کی پیشانی پر لکھا دیکھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تب وہ اس وقت رویا۔ اور کہا اے بیٹے کاش اللہ تعالیٰ یہ ارادہ کرے کہ تو جلد آئے اور ہم کو اس کم بختی و مصیبت سے چھڑائے۔ بلفظ صفحہ ۶۲-۶۵۔

(۶) بیالیسویں فصل۔ آیات (حضرت مسیح علیہ السلام کا کلام)۔ (۱۵) کیونکہ میں اس کے لائق بھی نہیں ہوں کہ اس رسول اللہ کے جوتے بندیا نعلین کے تسمے کھولوں جس کو تم مسیحا کہتے ہو۔ (۱۶) وہ جو کہ میرے پہلے پیدا کیا گیا اور اب میرے بعد آئے گا۔ اور وہ بہت جلد کلام حق کے ساتھ آئے گا۔ اور اس کے دین کو کوئی انتہا نہ ہوگی۔ بلفظ صفحہ ۶۶۔

(۷) تینتالیسویں فصل۔ آیات

حاشیہ: بوسہ دیا یہ تقبیل ایہا میں سنت آدم علیہ السلام کی ہے۔ جو مسلمان لوگ ادا کرتے ہیں۔

(۹) اور یوں جب اس نے عمل کا ارادہ کیا۔ سب چیز سے پہلے اپنے رسول کی روح پیدا کی وہ رسول جس کے سبب تمام چیزوں کے پیدا کرنے کا قصد کیا۔

(۱۳) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک نبی جب وہ آتا ہے تو وہ فقط ایک ہی قوم کے لیے اللہ کی رحمت کی نشانی اٹھا کر آتا ہے۔

(۱۴) اور اسی وجہ سے ان انبیاء کا کلام اس قوم سے آگے نہیں بڑھا جس کی جانب وہ بھیجے گئے تھے۔

(۱۵) لیکن رسول اللہ، جب آئے گا اللہ اس کو وہ چیز عطا کرے گا جو کہ اس کے ہاتھ کی انگشتی کی مانند ہے۔

(۱۶) پس وہ زمین کی ان تمام قوموں کے لیے خلاص اور رحمت لائے گا۔ اور بتوں کی عبادت کو مٹا دے گا کہ شیطان ذلیل و خوار ہوگا۔ الخ بلفظ صفحہ ۶۸۔

(۸) پچیسویں فصل۔ اس فصل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمام مخلوق کی شفاعت کرنے کا ذکر ہے۔ بوجہ غزوہ طنب ترک کیا گیا۔ دیکھو صفحہ ۸۵ تا ۸۷۔

(۹) بہترین فصل آیات (۱۲) تب اس وقت اندر اس نے کہا اے معلم ہمارے لیے کوئی نشان بتا۔ تاکہ ہم اس رسول پہچانیں۔

(۱۳) تب یسوع نے اب دبا بے شک وہ تمہارے زمانہ میں نہ آئے گا۔ بلکہ تمہارے بعد کئی برسوں کے جس وقت کہ میری انجیل باطل کر دی جائے گی۔ اور قریب قریب تیس مومن بھی نہ پائے جائیں گے۔

(۱۴) اس وقت میں اللہ دنیا پر رحم کرے گا۔ پس وہ اپنے رسول کو بھیجے گا جس کے سر پر ایک سفید ابر کا ٹکڑا قرار پذیر ہوگا۔ اس وقت ایک اللہ کا برگزیدہ پہچانے گا اور وہی اسے دنیا پر ظاہر کرے گا۔

(۱۵) اور وہ بدکاروں پر بڑی قوت کے ساتھ آئے گا۔ اور بتوں کی پوجا کو دنیا سے نابود کر دے گا۔

(۱۶) اور میں اس بات کو راز کی طرح کہتا ہوں کیونکہ اس کے ذریعہ سے اس کا اعلان ہوگا۔ اور اللہ کی بڑائی کی جائے گی۔ اور میری سچائی ظاہر ہوگی۔

(۱۷) اور عنقریب وہ ان لوگوں سے انتقام لے گا۔ جو کہتے ہیں کہ میں انسان سے بڑھ کر ہوں۔

(۱۸) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق چاند اس کو اس کے بچپن میں سلانے کے لیے لوریاں دے گا۔ اور جب وہ بڑا ہوگا تو وہ اس چاند کو دونوں ہتھیلیوں سے پکڑے گا۔

(۱۹) پس چاہیے کہ دنیا اس کے انکار کرنے سے ڈرے۔ الخ۔ صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰۔

حاشیہ: اذان میں۔
حاشیہ: یعنی عیسائی۔

(۱۰) پچاسویں فصل آیات (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گفتگو ایک ایماندار سامری عورت سے)

(۹) عورت نے جواب دیا تحقیق ہم مسیحا کے منتظر ہیں پس جب وہ آئے گا ہمیں تعلیم دے گا۔

(۱۰) یسوع نے جواب میں کہا۔ اے عورت کیا تو جانتی ہے کہ مسیحا ضرور آئے گا؟

(۱۱) اس عورت نے جواب دیا ہاں اے سید۔

(۱۲) اس وقت یسوع کا چہرہ چمک اٹھا اور اس نے کہا: اے عورت مجھے دکھائی دیتا ہے کہ تو ایمان والی ہے۔

(۱۳) پس تو اب معلوم رکھ کر تحقیق مسیحا پر ہی ایمان لانے سے اللہ کا ہر ایک برگزیدہ خلاصی پائے گا۔

(۱۴) اس حالت میں یہ واجب ہے کہ تو مسیحا کی آمد کو جانے

(۱۵) عورت نے کہا شاید تو ہی مسیحا ہے اے سید۔

(۱۶) یسوع نے جواب دیا حق یہ ہے کہ میں ہی بنی اسرائیل کے گھرانے کی طرف خلاص کا نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

(۱۷) لیکن میرے بعد جلد ہی مسیحا اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا تمام دنیا کے لیے آئے گا۔ وہ مسیحا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی کی

وجہ سے دنیا کو پیدا کیا ہے۔

(۱۸) اور اس وقت تمام دنیا میں اللہ کو سجدہ کیا جائے گا۔ اور رحمت حاصل کی جائے گی کہ جو ملی کا سال جو اس وقت ہر سو

برس پر آتا ہے مسیحا اس کو ہر سال ہر ایک جگہ میں بنا دے گا۔ بلفظ صفحہ ۱۲۳۔

دیکھیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو ملی۔ یعنی مولود شریف ہر سال ہوا کرے

گا۔ ان کی پیش گوئی کیسی پوری ہو رہی ہے۔ منکرین خسران میں ہیں۔

(۱۱) ترا سی فصل۔ آیات

(۲۴) اور آدمی رات کی نماز کے بعد شاگرد یسوع کے قریب گئے۔

(۲۵) تب یسوع نے ان سے کہا یہی رات مسیحا رسول اللہ کے زمانہ میں وہ سالانہ جو ملی ہوگی۔ جو اس وقت ہر سو برس پر

آتی ہے۔ بلفظ صفحہ ۱۲۵۔ یہ دوبارہ پیش گوئی جو ملی (مولود شریف) کی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمائی۔ جو ملی

انگریزی لفظ ہے اس کے معنی خوشی کا جلسہ ہے جو بادشاہوں کے لیے سویا پچاس سال بعد کیا جایا کرتا تھا۔ یہودیوں اور عیسائیوں

میں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام بادشاہوں کے بادشاہ اور شہنشاہ ہیں۔ اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی

ہے کہ ان کی جو ملی جشن یعنی مولود شریف ہر سال نہایت احتشام و اہتمام کرام سے ہوا کرے گا۔ اس لیے سب سے اول بھی

ایک بادشاہ سلطان مظفر الدین شاہ اربل نے ہی اس کو شروع کیا پھر اس کے بعد دیگر سلاطین نے بھی اس عمل خیر و برکت اور

انبساط و مسرت کو شریعت کے مطابق جاری رکھا۔ اور قیامت تک جاری رہے گا اور خاص کر مقام مولود شریف مکہ معظمہ پر ہر

حاشیہ: رحمت۔ الخ وما ارسلناک الا رحمتہ للعلمین۔ قرآنی آیت ہے۔ ۱۲۔

سال یہ مولود شریف ہوتا ہے۔ جہاں شریف مکہ مع علماء حرم حاضر ہوتے ہیں اور نہایت خوشی و خرمی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ بڑے جلا کریں۔ دشمن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو ہوئے۔

ان تمام تحریرات تورات و زبور و انجیل کی تصدیق

قرآن شریف و احادیث سے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الذین يتبعون الرسول النبى الامى الذى يجدونہ مكتوباً عندهم فى التورۃ والانجيل۔ (سورہ اعراف) یعنی وہ (اہل کتاب یہود و نصاریٰ) لوگ جو تابع داری کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ جس کا ذکر وہ لکھا ہوا پاتے ہیں اپنی تورات اور انجیل میں۔ یعنی اہل کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام وحیہ وغیرہ حالات لکھا ہوا اپنی کتابوں تورات و انجیل میں پاتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ اور شک نہیں ہے ابھی اوپر بیان ہو چکا ہے اور اہل کتاب ہمیشہ ان کے حالات پڑھتے ہیں۔ جس کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس طرح فرماتے ہیں۔

حدیث شریف: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انى عند الله مكتوب خاتم النبیین وان اذہ لمنجدل فى طينة ساخبركم باول امرى دعوة ابراهيم و تبارة عيسى و روى امة التى رات حين وضعتى وقد خرج لها نوراً اضاع لها منه قصور الشام رواه احمد والبخاري وطبراني والحاكم والبيهقي وابن حبان ذكره القسطلاني فى مواهب اللدنية۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تحقیق میں اللہ تعالیٰ کے پاس (لوح و محفوظ و تورات و انجیل ہیں) خاتم النبیین لکھا ہوا تھا۔ جب کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی (گاہ) میں تھے۔ سو میں تمہیں خبر کرتا ہوں کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔ (سورہ بقرہ) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ (سورہ صف) اور میں اپنی ماں کا مشاہدہ ہوں۔ جو انہوں نے میرے ظہور کے وقت دیکھا کہ ان میں ایک نور روشن ہوا۔ جس سے محلات شام کے نظر آئے تھے (روایت کیا اس کو احمد اور بزار اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی اور ابن حبان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اور ذکر کیا امام قسطلانی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب مواہب (اللدنیہ) میں اس کے علاوہ احادیث اور بھی ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ لکھی جائیں گی۔

فصل چہارم:

احادیث شریف سے مولود شریف کا ثبوت

احادیث شریف مولود شریف کے اثبات میں اس قدر ہیں کہ ایک دوسری کتاب مبسوط تیار ہو۔ بخوف اظناب مختصر لکھی

جائیں گی۔ بعض وہابی لوگ کہا کرتے ہیں کہ یہ مسلمان بدعت مذمومہ کو اپنا ایمان سمجھ کر کرتے ہیں۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنا مولود شریف کیا۔ یا کرنے کا حکم دیا یا خلفاء راشدین و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس عمل کو کیا جو یہ مسلمان کرتے ہیں گویا بالکل بدعت سیہ کا کام کرتے ہیں اور قیام تعظیمی کر کے مشرک بنتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ وہابیہ کی دلیل بدعت سیہ ہونے کی یہی ہے تو وہابیہ سب سے پہلے بدعتی ہیں پہلے لکھا جا چکا ہے کہ بدعت کیا ہے۔ اور باتیں تو جانے دو اس وقت صرف قرآن شریف ہی اپنے ہاتھ میں لو جس کو تمام دنیا اور وہابی لوگ پڑھ رہے ہیں اس ہیئت کذا یہ سے دشمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھا۔ اب کوئی لاہور کا چھپا ہوا ہے کوئی دہلی۔ کوئی لکھنؤ کوئی بمبئی وغیرہ کا طبع شدہ ہے یہ قرآن شریف نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت نہ صحابہ کرام اور نہ تابعین اور نہ تبع التابعین۔ خیر القرون میں تھا تو اب اس قرآن شریف کا پڑھنا بدعت سیہ ہو گیا۔ ذرا ہوش کر۔

اس بات میں زیادہ تر احادیث کتاب الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبى الاعظم۔ مؤلفہ حضرت شیخ المشائخ مولانا المکرم شیخ الدلائل مولوی محمد عبدالحق صاحب الد آبادی مہاجر کلی میں سے لکھی جائیں گی (جو حسب الارشاد حضرت عارف باللہ مولانا حاجی شاہ امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ پیر و مرشد جماعت دیوبندیہ کے ۱۳۰۶ ہجری کو دہلی میں طبع ہوئی) میں نے حضرت شیخ الدلائل کی زیارت کی ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کے عالم فقیہ و محدث اور متقی پرہیزگار سلسلہ نقشبندیہ کے صاحب ارشاد کامل بزرگ مکہ معظمہ میں مدت سے بحالت ہجرت تشریف رکھتے ہیں عمر قریباً ستر سال سفید ریش خوش شکل چہرہ نور جن کی خدمت میں تمام اطراف کے حجاج جو مکہ معظمہ میں حاضر ہوتے ہیں ان سے اسناد و اجازت و وظائف دلائل الخیرات، حزب البحر، حزب الاعظم وغیرہ کی حاصل کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ خاکسار راقم الحروف بھی ۱۳۳۲ ہجری کو جب مکہ معظمہ میں حاضر ہوا اور ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۳۲ھ بروز یکشنبہ اجازت و سند تحریری و وظائف دلائل الخیرات حزب البحر، حزب الاعظم پڑھنے کی ان سے حاصل کی۔ اس کا اظہار بصورت ریانہیں بلکہ عطا نعمت کا اظہار بموجب حکم خداوندی۔ و اما بنعمة ربك فحدث ہے۔ دوم یہ کہ وہابیہ وظائف دلائل الخیرات کو شرک سمجھ کر نہیں پڑھتے۔ اجازت نامہ جات و سندات کو بوجہ طوالت درج نہیں کیا جاتا۔ احادیث کے شروع کرنے سے پہلے عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ بعض وہابی لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ لفظ میلاد یا مولد کسی حدیث کی کتاب میں نہیں آیا۔ تو یہ بدعتی لوگ میلاد میلاد پکارتے پھرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ وہابیوں کی زبان پر بدعت، شرک و کفر کا ایسا وظیفہ ہے کہ دم پاس انفاس کی طرح دور ہی نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ نمازوں میں بھی اس وظیفہ کا ذکر رہتا ہے۔

لیجئے میں حدیث کی ہی کتاب سے لفظ میلاد اور مولود کا دکھلا تا ہوں تاکہ آپ کی حدیث دانی بھی معلوم ہو جائے۔

(۱) جامع ترمذی جو صحاح ستہ میں سے ہے۔ اس میں خاص باب اس طرح پر ہے۔ باب ما جاء نى ميلاد النبى صلى الله عليه وآله وسلم۔ اسی باب کے نیچے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد مبارک کا ذکر کیا ہے کہ قیس بن مخرمہ صحابی رضی اللہ عنہ نے میلاد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر فرمایا۔ اس طرح پر کہ ولدت انا و رسول الله

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام الفیل یعنی میں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اصحاب فیل کا واقع ہوا اس سال پیدا ہوئے تھے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قباث بن اشیم صحابی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ انت اکبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تم بڑے ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکبر منی و انا اقدم منه فی المیلاد کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑے ہیں۔ لیکن پیدائش میں میں مقدم ہوں۔ (الدر المنظم)

(۲) ابن سعد اور ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے حضرت امام جعفر صادق محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: کان قدوم اصحاب الفیل للنصف من المحرم فبین الفیل و بین المولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خمس و خمسون لیلة۔ یعنی اصحاب الفیل کا آنا نصف محرم کو ہوا پس فاصلہ درمیان اس واقعہ اور پیدا ہونے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پچیس (۵۵) رات کا تھا۔ دیکھئے! کتب احادیث میں لفظ مولد اور میلاد موجود ہے۔ پھر اس کا انکار بے سود ہے۔

قرآن شریف اور کتب سماوی تورات، زبور، انجیل و احادیث شریف و اجماع سے مولود شریف ثابت ہے۔ قرآن شریف اور تورات و زبور و انجیل کی عبارات درج ہو چکی ہیں۔ اب احادیث شریف پیش کی جاتی ہیں۔ اس کا انکار آپ کے امام المنکرین مولوی رشید احمد صاحب بھی نہیں کر سکتے ان کی تحریر یہ ہے: ”جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سیر اور حالات اور ذکر حالات ان ذن میں بطریق وعظ و تذریس و مذاکرہ و تحدیث ہزار بار ہوتا تھا۔ بلفظ فتویٰ رشید احمد صفحہ ۸، سطر ۸۔ چلے مفتی جی! اب میں احادیث پیش کرتا ہوں تاکہ آپ کے شکوک رفع ہوں۔ بخوف اطنا عبارات عربی احادیث کا ترجمہ اردو لکھتا ہوں تاکہ آپ کی سمجھ میں پورے طور پر آئے۔ یہ سب کچھ کتاب الدر المنظم سے لکھوں گا۔“

فصل پنجم

وہ احادیث شریف جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے خود اپنی ولادت مبارک کا ذکر فرمایا ہے

(۱) حدیث شریف: امام بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے۔ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری پیدائش بنی آدم کے بہترین زمانوں میں ہوئی۔ اور یہ زمانہ کی فضیلت حضرت کے وجود سے لے کر وقافو قنالی سبیل الترقی چلی آئی۔ یہاں تک کہ جس زمانہ میں میری پیدائش ہوئی۔ وہ زمانہ سب سے افضل تھا۔ بلفظ حاشیہ صفحہ ۱۱۔

(۲) حدیث شریف: تخریج کی ہے۔ امام مسلم نے واثلہ بن الاسقع سے۔ کہا واثلہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسمعیل علیہ السلام کو برگزیدہ کیا۔ اور اسمعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے اولاد کنانہ کو اور اولاد کنانہ سے قریش کو۔ اور قریش سے اولاد ہاشم کو۔ اور اولاد ہاشم سے مجھ کو بلفظ صفحہ ۱۱۔

(۳) حدیث شریف: بیہقی اور طبرانی اور ابونعیم نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے تخریج کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام خلقت کو پیدا فرما کر اس میں سے آدم کو پسند فرمایا۔ اور اولاد آدم سے عرب کو اور عرب سے قبیلہ مضر کو اور مضر سے قبیلہ قریش کو۔ اور قریش سے اولاد ہاشم کو۔ اور اولاد ہاشم سے مجھ کو۔ سو میں نسلاً بعد نسل تمام خلقت سے بہتر ہوں۔ بلفظ صفحہ ۱۱۔

(۴) حدیث شریف: تخریج کی احمد اور بزار اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی اور ابونعیم نے عرباض بن ساریہ سے کہ تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں عبد اللہ اور خاتم الانبیاء ہوں۔ اس وقت سے کہ آدم ہنوز مٹی میں ملے ہوئے تھے۔ اور دیکھو میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ میں دعا ہوں ابراہیم کی اور عیسیٰ کی خوشخبری اور اپنی ماں کا خواب ہوں۔ اسی طرح اور انبیاء کی ماں کا خواب دیکھا گئیں۔ میری ماں نے وقت ولادت دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا کہ جس سے ملک شام کے محل نظر آنے لگے۔ صفحہ ۱۵۔

(۵) حدیث شریف: مواہب اللدنیہ میں ابو قتادہ انصاری خرزجی سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے دوشنبہ کے روزہ رکھنے کو دریافت کیا آپ نے فرمایا وہ دن اسی قابل ہے کیونکہ اسی روز میں پیدا ہوا ہوں۔ اور اسی روز اول مجھ پر نزول وحی ہوا۔ یہ روایت مسلم میں ہے۔ صفحہ ۱۶۔ اس کے علاوہ بیس احادیث اسی میلاد مبارک کی اور درج ہیں جن کو بوجہ طوالت نہیں لکھا گیا۔ گویا پچیس احادیث الدر المنظم میں درج ہیں یہ پانچ احادیث ان میں سے لکھی گئی ہیں۔ ماننے والے کے لیے ایک حدیث شریف بھی کافی ہے اور منکر کے لیے تمام مجموعہ احادیث بھی کافی نہیں۔ بلکہ قرآن شریف بھی۔

فصل ششم

وہ چند احادیث جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوجہ

مذمت منکرین خود منبر پر تشریف فرما کر میلاد مبارک کا ذکر فرمایا

(۱) حدیث شریف: تخریج کی ترمذی نے مطلب بن ابی دواعیہ سے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کچھ مذمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفار سے سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر چڑھے۔ اور فرمایا میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا کہ آپ رسول اللہ علیک السلام ہیں۔ آپ نے فرمایا میں محمد صلی اللہ

(۷) سوہم آپ کی اسی روشنی اور نور میں ہیں۔ اور اسی نور کی بدولت ہدایت میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔
(۸) آپ ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) کی پشت میں پوشیدہ تھے۔ جب ان کو آگ میں ڈالا۔ پھر بھلا وہ کس طرح جل سکتے تھے۔

اسی طرح حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب خصائص کبریٰ میں لکھا ہے۔ بلفظ صفحہ ۲۵-۲۶۔
(۳) حدیث شریف: امام بخاری نے تخریج کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے واسطے مسجد میں منبر بچھوایا کرتے تھے۔ تاکہ حضرت کی طرف سے اس پر کھڑے ہو کر کفار کی ہجو کا جواب دیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ حسان کی مدد روح القدس سے کرتا ہے۔ جب تک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جواب دیتا ہے۔ بلفظ صفحہ ۲۸۔

علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ نے مواہب اللدنیہ کی شرح میں لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے تو آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر بہت سے آدمی پیشوائی کو گئے۔ جس کہ ہمیشہ سے لوگ حکام اور امراء کی پیشوائی تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت دنوں میں تشریف لائے تھے۔ علاوہ بریں منافقین کی ایذا رسانی کے مشورہ کی خبر پا چکے تھے۔ اور عورتیں بچے اور باندیاں اور لونڈیاں حضرت کی رونق افروزی کی خوشی میں نکل پڑی تھیں۔ اور پردہ نشیں کوٹھوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھنے کو چڑھ گئی تھیں کہ وہ حضرت کی زیارت سے مشرف نہیں ہوئی تھیں۔ اگرچہ اسلام کا چرچا ان میں پیشتر تھا۔ اور ہر ایک کی زبان پر یہ اشعار تھے

طلع البدر علینا من ثنات الوداع
وجبت الشکر علینا ما دعا اللہ داع
وبعدہما فیما یروی ☆☆☆☆☆

ترجمہ: ہمارے اوپر پورا چاند ثنات (گھانٹیاں) وداع کی طرف سے نکلا اور اوپر اس چاند کے طلوع ہونے کا ہمیشہ شکر واجب ہے۔ اے وہ شخص کہ ہمارے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔ آپ فرمان واجب الاطاعت لائے ہیں۔ صفحہ ۲۹۔

نسل ہشتم

حضرت خلفائے راشدین و عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف سے مولود شریف کا ذکر مختصراً

(حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے مولود شریف)

(۱) حدیث شریف: تخریج کی ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں عیسیٰ بن وہب سے کہا۔ عیسیٰ نے کہ حضرت ابوبکر نے اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے معبود ہونے کا انتظار ہو رہا ہے۔ ہم تم میں سے ہوگا۔ یا فلسطین والوں میں سے رہنے کا انتظار ہے۔ یہ گفتگو ان دونوں کی سن کر میں ورنہ بن نوفل کے پاس گیا۔ اور سب قصہ ان کی گفتگو کا بیان کیا۔ اس نے کہا اے میرے بھتیجے سچ ہے جس نبی کے معبود ہونے کا انتظار ہے مجھ کو یہ خبر اہل کتاب اور علماء سے تحقیق ہو چکی ہے کہ اہل عرب کے اعلیٰ درجہ کے لوگوں میں پیدا ہوگا۔ میں نسب بھی خوب جانتا ہوں اور تائب عرب میں بڑھ کر ہے۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ وہ نبی کیا کہے گا۔ کہا کہ جیسا مشہور ہے۔ وہ ہدایت کی باتیں کہے گا۔ لیکن وہ ظلم نہ کرے گا۔ اور نہ ظلم کیا جائے گا۔ سو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معبود ہوئے تو میں حضرت کی رسالت کی تصدیق کر کے فوراً ایمان لے آیا۔ بلفظ صفحہ ۳۰-۳۱۔

(۲) حدیث شریف: تخریج کی ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں کعب سے کہ حضرت ابوبکر کا اسلام لانا وحی کے سبب سے تھا۔ اور قصہ اس کا یوں ہے کہ ملک شام میں بحالت تاجری ابوبکر نے ایک خواب دیکھا تھا۔ تو اثناء راہ میں کبیرا راہب سے اس خواب کا ذکر کیا۔ کبیرا نے دریافت کیا کہ تو کہاں کا رہنے والا ہے۔ کہا کہ مکہ کا کہا قریشی ہے؟ کہا ہاں پھر کہا کیا پیشہ کرتا ہے۔ کہا تاجر ہوں۔ کہا کبیرا نے کہ اللہ تعالیٰ تیرا خواب سچا کرے۔ تیری ہی قوم میں ایک نبی معبود ہوگا۔ تو زندگانی بھر اس کا وزیر ہوگا۔ اور بعد میں خلیفہ ہوگا سو ابوبکر نے حضرت کے معبود ہونے تک اس خواب اور تعبیر کو اپنے دل میں رکھا۔ جب آپ معبود ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر کہا کہ آپ کی نبوت میں کیا دلیل ہے۔ آپ نے فرمایا: جو خواب تو نے ملک شام میں دیکھی تھی۔ (علم الغیب) یہ سنتے ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گلے لگا لیا۔ اور پیشانی چمائی۔ اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک تم اللہ کے رسول ہو۔ بلفظ صفحہ ۳۱۔

(۳) حدیث شریف: تخریج کی ابن عساکر نے محمد بن عبد الرحمن بیاضی سے اور محمد نے اپنے باپ سے اور باپ نے اہل کے واداسے۔ کہا کہ کسی نے ابوبکر سے دریافت کیا کہ تم نے اسلام لانے سے پیشتر کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے کی دلیل دیکھی تھی۔ انہوں نے کہا کہ قریش میں وہ کون سا شخص باقی رہ گیا ہے جس کے اوپر حضرت کی نبوت ثابت

نہیں ہو چکی۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ قصہ بیان کیا کہ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ اس کی شاخوں میں ایک شاخ اس قدر جھکی کہ میرے سر کو لگ گئی۔ پھر اس میں سے یہ آواز آئی کہ جس نبی کا انتظار ہے۔ فلا نے سن اور فلا نے مبعوث ہوگا تو اس کی تصدیق کر سب سے بڑھ کر سعادت حاصل کیجئے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۱-۳۲۔

(۴) حدیث شریف: ابو نعیم نے تخریج کی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضرت صلی علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مثل چاند کے گروہ تھا۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۲۔

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف: تخریج کی ہے۔ ابو موسیٰ مدافعی نے ذیل میں ابن کلبی سے اس نے عنوان سے کہا کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہم نشینوں سے جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کوئی بات یاد ہو تو کہو۔ طفیل بن زید حارثی نے کہا کہ میرا اور ان کی عمر ایک سو ساٹھ (۱۶۰) برس کی تھی کہ آپ کو خبر ہے کہ ماموں بن معاویہ کیا کچھ غیب کی اخبار دیا کرتا تھا۔ وہ لوگوں کو حضرت کی بعثت کی خبر دے کر وعظ میں ڈرایا کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ وہی آ کر تم کو ٹھیک کریں گے۔ اور یہ بھی کہا کرتا تھا کہ کاش میں ان سے ملوں۔ اور ان کی بعثت سے پہلے نہ مر جاؤں۔ طفیل نے کہا کہ پھر مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کی خبر ملی۔ اس وقت تھامیں تھامیں تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ وہی نبی ہیں کہ جن کے مبعوث ہونے کا ماموں نے ذکر کیا کرتا تھا۔ پھر کچھ دن گزرے۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جماعتیں کی جماعتیں مشرف باسلام ہوئے لگیں۔ تو اس وقت میں بھی مسلمان ہو گیا۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۲۔

(۲) حدیث شریف: تخریج کی ابن عساکر نے حسن کے طریق کے ساتھ سلمان سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کعب سے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل جو آپ کی پیدائش سے پیشتر کی کتب سابقہ میں ہیں۔ بیان کیجئے۔ کعب نے کہا کہ میں نے اگلی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ابراہیم خلیل (علیہ السلام) کو ایک پتھر ملا تھا۔ جس میں چار سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ اول سطر میں یہ ہے تھا کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں۔ اللہ میں ہوں۔ میری ہی عبادت کرو۔ دوسری سطر میں یہ تھا کہ میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمد میرا رسول ہے۔ خوبی ہے اس کے لیے جو اس پر ایمان لا کر اس کی اتباع کرے۔ تیسری سطر میں یہ تھا کہ میں ہی اللہ ہوں۔ سوا میرا کوئی معبود نہیں۔ جو میرا حکم مانے گا۔ وہی نجات پائے گا۔ اور چوتھی سطر میں یہ تھا کہ میں ہی اللہ ہوں۔ اور حرم میری ملک ہے۔ اور کعب میرا گھر ہے۔ جو میرے گھر میں آ جائے گا۔ میرے عذاب سے محفوظ رہے گا۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۲۔

(۳) حدیث شریف: تخریج کی ہے۔ طبرانی نے اوسط اور صغیر میں اور ابن عدی اور حاکم نے معجزات میں اور بیہقی اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے عمر ابن خطاب سے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کے مجمع میں

بیٹے تھے کہ یکا یک ایک جنگلی آدمی گوہ پکڑ کر لایا۔ اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قسم ہے لات اور عزے کی میں تجھ پر بر ایمان نہ لاؤں گا۔ جب تک یہ گوہ آپ پر ایمان نہ لائے گی۔ آپ نے فرمایا: اے گوہ! اس نے نہایت فصاحت کے ساتھ عربی میں کہا: بلیک و سعدیک یا رسول اللہ کہ جس کو سب حاضرین خوب سمجھے۔ پھر حضرت نے گوہ سے فرمایا کہ تو کس کی بندگی کرتی ہے؟ کہا جس کا عرش آسمان پر ہے۔ اور زمین پر اس کی سلطنت ہے۔ اور دریا میں اس کا راستہ ہے۔ اور جنت میں اس کی رحمت اور دوزخ میں اس کا عذاب ہے۔ پھر فرمایا میں کون ہوں؟ گوہ نے کہا کہ آپ رسول رب العالمین اور خاتم النبیین ہیں۔ کی رحمت اور دوزخ میں اس کا عذاب ہے۔ پھر فرمایا میں کون ہوں؟ گوہ نے کہا کہ آپ رسول رب العالمین اور خاتم النبیین ہیں۔

جواب کی تصدیق کرے مراد پائے اور جو آپ کو جھٹلائے برباد ہوئے۔ یہ سنتے ہی جنگلی ایمان لے آیا۔ الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۳۔

(۴) حدیث شریف: تخریج کی ہے حاکم اور بیہقی اور طبرانی نے صغیر میں اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی اور عتاب الہی میں ہوئے تو اس نے یہ کہا کہ میں بحق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ کہ میرا گناہ بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کس طرح جانا۔ عرض کیا کہ اے پروردگار! تو نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ اور مجھ میں روح پھونکی تو میں نے اپنا سراٹھایا۔ تو عرش کے پایہ پر لکھا ہوا پایا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سو میں نے جان لیا۔ تو نے اپنے نام کے ساتھ دوسرا نام نہیں ملایا مگر اپنے خاص پیارے کا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کہ آدم علیہ السلام تو نے سچ کہا۔ اور جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہوتا تو میں تجھ کو بھی پیدا نہ کرتا۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۴۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے ذکر مولد شریف

حدیث شریف: تخریج کی ابو نعیم نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ میں ایک قافلہ میں ملک شام کی طرف گیا تھا۔ جب ہم لوگ حدود شام میں پہنچے۔ وہاں ایک عورت غیب کی خبریں دینے والی تھی۔ راستہ میں ملی اور کہا کہ جو میرا آسمان کی خبریں لا دیا کرتا تھا۔ ان دنوں وہ میرے دروازے پر آیا۔ میں نے کہا اندر آؤ۔ اور کچھ خبریں سناؤ اس نے کہا اب موقع نہ رہا۔ احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پیدا ہو گیا۔ اور قابو سے بات باہر ہو گئی۔ پھر میں وہاں سے مکہ کو واپس آیا۔ تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پایا۔ کہ پردہ سکوت سے نکل کر خلقت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کر رہے ہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۴۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے ذکر مولد شریف

(۱) حدیث شریف: کتاب احکام ابن القطان میں ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں قبل از پیدائش آدم (علیہ السلام) چودہ ہزار برس پیشتر اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک نور محض تھا۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۴۔

(۲) حدیث شریف: تخریج کی حاکم اور بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت علی ابن ابی طالب سے کہ ایک یہودی کے چند

دینار حضرت کے ذمہ تھے۔ آپ نے اس پر تقاضا کیا۔ آپ نے فرمایا میرے پاس اس وقت دینے کے لیے کچھ نہیں۔ اس نے کہا میں تم سے بدوں لیے یہاں سے ہرگز نہ جاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا: میں بھی تیرے پاس بیٹھ جاتا ہوں۔ حضرت نے اس جگہ تشریف رکھی۔ یہاں تک کہ بچگانہ نماز بھی وہاں ہی پڑھی۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کیفیت دیکھ کر اس کو ڈرانا اور دھمکانا شروع کیا۔ اور عرض کیا کہ یا حضرت یہودی کا یہ حوصلہ ہے کہ آپ کو روک سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھ کو میرے رب نے ظلم سے منع کیا ہے۔ خواہ معاہدہ ہو یا اور کوئی جب دن نکلا تو یہودی خود بخود مسلمان ہو گیا۔ اور آدھا مال اس وقت فی سبیل اللہ دے دیا۔ اور حضرت کی خدمت میں معذرت کی۔ کہ جو کچھ مجھ سے درباب تقاضا ظہور میں آیا ہے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ میں آپ کی اس صفت کی جانچ کرتا تھا۔ جو قورات میں آئی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبد اللہ کی پیدائش کی جگہ مکہ ہے۔ اور ہجرت کرنے کی جگہ طیبہ یعنی مدینہ ہے۔ اور ملک اس کا شام اور وہ درشت خوخت مزاج نہیں۔ اور نہ بازاروں میں شور کرنے والا۔ اور نہ اس کی خصلت میں بے حیائی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور تم اس کے رسول ہو۔ اور جو یہ نصف باقی میرا مال ہے۔ یہ بھی آپ کے حکم پر شمار ہے۔ اور یہودی بڑا مالدار تھا۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۵۔

(۳) حدیث شریف: مواہب اللدنیہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت آدم سے لے کر کوئی نبی ایسا نہیں آیا کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے اس عمر کا عہد نہ لیا ہو کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ظہور تمہارے وقت میں ہو تو تم اس پر ایمان لانا۔ اور اس کی مدد کرنا۔ اور یہی وعدہ ہر ایک نبی اپنی قوم سے لیتا تھا۔ اور یہ حدیث ابن عباس اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوف بھی مروی ہے۔ باعتبار لفظوں کے موقوف ہے۔ اور باعتبار معنوں کے مرفوع ہے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۵۔

(حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف: تخریج کی ابو نعیم نے ساتھ طریق حریش بن ابی حریش طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب اول مرتبہ خانہ کعبہ شہید ہوا تو اس میں سے ایک پتھر لکھا ہوا نکلا تھا۔ بعد ازاں ایک خواندہ آدمی کو بلایا تو اس نے اس پر سے یہ عبارت پڑھی: میرا بندہ سب سے منتخب اور مہوکل اور میری طرف رجوع ہونے والا اور برگزیدہ وہ ہے جس کی پیدائش کی جگہ مکہ اور ہجرت کی جگہ طیبہ ہے۔ وہ دنیا سے رخصت نہ ہوگا۔ جب تک ٹیڑھے راستہ کو سیدھا نہ کر دے گا۔ اور وہ گواہی دے گا۔ اس امر کی کہ سوا خدا کے اور کوئی معبود نہیں۔ اور امتی اس کے نہایت تعریف کرتے ہیں۔ ہر نیک پر اور تہندناف پر باندھتے ہیں۔ اور حاشیہ: میرا بندہ الخ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ حاشیہ: اور امتی الخ۔ یعنی مولود شریف میں خوب تعریف کریں گے یہی لوگ امتی ہیں۔ حاشیہ: ہر نیک پر الخ۔ یعنی ان کے منبر یا اونچی جگہ کھڑے ہو کر۔ حاشیہ: نہ بدنام الخ۔ احناف اہلسنت و جماعت تہندناف پر باندھتے ہیں۔ حاشیہ: ہاتھ پاؤں الخ۔ یعنی وضو کرتے ہیں۔

ہاتھ پاؤں کو صاف رکھتے ہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۰۱۔ (۲) حدیث شریف: تخریج کی ابی سعد اور تہذیبی نے طریق ابراہیم ابن محمد بن طلحہ سے کہا: فرمایا: طلحہ بن عبد اللہ نے کہ میں بصرے کے بازار میں جو گیا تو کیا دیکھا کہ ایک شخص غیب کی خبر دینے والا اپنے عبادت خانہ میں بیٹھا ہوا معتقدوں سے ایہ کہہ رہا ہے کہ ان دونوں کے آنے والوں میں دریافت کرو کہ ان میں کوئی حرم کا بھی آدمی ہے۔ میں نے کہا: ہاں میں ہوں۔ اس نے پوچھا کہ احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ظہور تمہارے یہاں ہو چکا ہے۔ میں نے کہا: کون احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہا جو عبد اللہ بن عبد المطلب کا بیٹا ہے۔ جان تو کہ اسی مہینے میں اس کا ظہور ہوگا اور وہ ختم الانبیاء ہے۔ اس کے ظاہر ہونے کی جگہ مکہ ہے۔ اور ہجرت کرنے کی جگہ اس طرف ہے۔ جہاں کھجور کے درخت اور پتھریلی زمین اور شوریلی ہے۔ تجھ کو چاہیے کہ اس کی طرف سبقت کرے۔ طلحہ کہتے ہیں کہ میرے دل میں اس کی بات گڑ گئی۔ اور میں مکہ کی طرف بہت جلد آیا اور دریافت کیا کہ کوئی نبوت کا مدعی پیدا ہوا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بن عبد اللہ جس کو امین کہا کرتے تھے۔ اور اس کے ساتھ ابوقافہ کا بیٹا بھی ہو گیا ہے۔ پھر میں وہاں سے نکل کر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور بصرہ کے راہب کا قصہ بیان کیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جا کر دی۔ سو حضرت کو اس خبر کے سننے سے خوشی ہوئی پھر طلحہ بھی ایمان لے آئے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۶۔ ۳۷۔

(حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف: تخریج کی بغوی نے اپنی کتاب معجم میں عبد اللہ بن زبیر سے کہ زبیر نے اپنے بیٹے عبد اللہ سے یہ کہا کہ اے میرے بیٹے تیری ماں میرے نکاح میں اور تیری خالہ (عانتہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں ہے۔ اور جو رشتہ اور قرابت میرے اور حضرت کے درمیان میں ورہے کا ہے۔ وہ تو تو جانتا ہے۔ اب اوپر کی قرابت کا حال کا سن۔ کہ میرے باپ کی پھوپھی ام حبیبہ بنت اسد حضرت کی دادی ہیں۔ اور میری ماں حضرت کی پھوپھی اور ان کی ماں آمنہ بنت وہب بن عبد مناف اور میری دادی ہالہ بنت وہب بن عبد مناف دونوں بہنیں ہیں۔ اور حضرت کی بیوی خدیجہ میری پھوپھی ہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۷۔

(حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف: تخریج کی ابو نعیم نے عبد الرحمن بن عوف سے، وہ اپنی والدہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب آمنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنا۔ اول میں نے اپنے ہاتھوں پر لیا پھر زمین پر لٹایا۔ حضرت اس وقت چپے۔ میں نے بنا کوئی کہتا ہے کہ اللہ نے تجھ پر رحمت فرمائی اور میرے سامنے مشرق سے مغرب تک روشنی ہو گئی۔ یہاں تک کہ اس روشنی میں میں نے ملک روم کے محل دیکھے۔ پھر میں نے ان کو کپڑے میں لپیٹ کر لٹا دیا۔ اور کچھ یونہی دیر گزری کہ مجھ کو اندھیری چھا گئی اور دل میں

رعب سا گیا اور بدن پر روٹکا کھڑا ہو گیا تو داہنی طرف سے مجھ کو یہ آواز آئی۔ کسی نے کہا: اس کو کہاں لے گئے تھے۔ میں نے جواب دیا مغرب کی طرف پھر وہ اندھیری وغیرہ کچھ نہ۔ ہاں پھر دوبارہ میری وہی حالت ہو گئی۔ اسی حالت میں میں بائیں طرف سے کیا سنتی ہوں کہ کوئی کہتا ہے کہ اس کو کہاں لے گئے تھے کسی نے جواب دیا کہ مشرق کی طرف۔ یہ کیفیت جو گزری میرے دل میں اکثر خیال آتا تھا یہ کوئی رنگ دکھائے گی۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کو نبی بنا کر بھیجا۔ اسی لیے میں نے اسلام سبقت کی کہ جماعت سنا یقین میں داخل ہوئی۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۸۔

(حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف: تخریج کی ابو نعیم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عبد اللہ بن عبد المطلب مکان بنا رہے تھے۔ مٹی گارے میں سے ہوئے تھے۔ اتفاقاً لیلیٰ عددیہ کے پاس ہو کر گزرے۔ اس نے ان سے اپنی خواہش ظاہر کی اور کہا کہ سواونٹ دوں گی۔ انہوں نے کہا اچھا نہا کر آؤں گا۔ جب گھر میں گئے تو اپنی زوجہ سے ملے۔ پھر لیلیٰ کے پاس آئے۔ کہا اب بھی تجھ کو خواہش ہے جو پیشتر تو نے استدعا کی تھی اس نے کہا اب نہیں۔ انہوں نے کہا کیوں؟ اس نے کہا پہلے جس وقت تو آیا تھا تیری پیشانی میں ایک نور تھا۔ اور اب اس کو آمنہ نے چھین لیا۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ جس نور کے ساتھ تو اپنے گھر گیا تھا۔ وہ نور لے کر نہ نکلا۔ اگر تو آمنہ سے مل چکا ہے تو البتہ بادشاہ پیدا ہوگا۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۹۔

(حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ورقہ بن نوفل اور زید بن عمرو دونوں دین کی طلب میں نکلے۔ جب کہ شام میں پہنچے تو ورقہ بن نوفل تو نصرانی ہو گئے اور زید سے یہ بات کہی گئی کہ جس کی تم کو طلب ہے وہ آگے تلاش کرو۔ پس زید وہاں سے چلے۔ یہاں تک کہ موصل میں پہنچے۔ پس ملاقات ہوئی ان کی وہاں راہب نے ان سے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو۔ زید نے جواب دیا کہ جس گھر کو ابراہیم علیہ السلام نے بنایا ہے۔ یعنی مکہ معظمہ سے آیا ہوں۔ اس نے پوچھا کس چیز کی طلب میں نکلے ہو۔ کہا دین کی۔ راہب نے کہا نصرانی ہو جاؤ۔ زید نے قبول کرنے سے انکار کیا۔ اور کہ اس کی مجھ کو حاجت نہیں۔ پھر راہب نے کہا جس کو تم طلب کرتے ہو وہ تمہاری ہی زمین میں ظہور کرے گا۔ پس زید چلے کتبے ہوئے تیری ہی خدمت میں حاضر ہوں بے شک اور بے شبہ بندہ بن کر غلام ہو کر جب بوجھ ڈالے گا۔ مجھ پر اٹھاؤں گا میں بنا پکڑتا ہوں۔ ساتھ اس چیز کے جس کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام نے پناہ پکڑی ہے۔ کہا راوی نے جب زید مکہ میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوسفیان کو دسترخوان پر کھانا کھاتے پایا۔ پس بلایا انہوں نے طرف طعام کے زید نے جواب دیا کہ اے بھتیجے میں نہ کھاؤں گا وہ کھانا جو ذبح کیا گیا ہو بتوں کے نام پر کہا راوی نے پس نہ دیکھے گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس دن سے کہ کھایا ہو آپ نے وہ طعام جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ یہاں تک کہ آپ مبعوث ہوئے طرف خلق اللہ کے پس سعید بن زید آئے۔ اور کہا کہ زید کے حال کو حضور نے ملاحظہ فرمایا۔ آپ استغفار کریں اس کے لیے۔ آپ نے وعدہ فرمایا وہ اٹھے گا۔ قیامت کو جماعت بن کر۔ بلفظہ۔ صفحہ ۴۰۔

(حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف: تخریج کی بیہقی نے اور ابو نعیم نے ابی عبیدہ بن الجراح اور معاذ بن جبل سے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا اول ظہور دین کا نبوت اور رحمت ہے اس کے بعد خلافت اور رحمت ہوگی۔ پھر بادشاہت گزند ہوگی اس کے بعد سرکشی اور ظلم اور امت میں فساد ہوگا۔ حلال جانیں گے شرمگاہوں کو اور شرابیوں کو اور ریشمی لباس کو اور مدد کیئے جائیں گے۔ اور روزی دیئے جائیں گے۔ ہمیشہ یہاں تک کہ ملاقات کریں گے اللہ تعالیٰ سے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۴۰-۴۱۔

احادیث و روایات صحیحہ بقیہ صحابہ و ام المومنین وصحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ذکر مولد شریف

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف: تخریج کی حاکم اور بیہقی نے طریق ابی عون مولیٰ مسور بن مخرمہ سے اس نے مسور بن مخرمہ سے اس نے ابن عباس سے انہوں نے اپنے باپ سے کہا عبدالمطلب نے جب ہم یمن میں پہنچے جاڑوں میں۔ سواتر میں نبیؐ ایک عالم یہود کے پس کہا ایک شخص نے اہل زبور سے کہ یہ شخص کہاں کا ہے میں نے کہا قریش سے ہوں۔ اس نے کہا کون سے قریش سے؟ میں نے جواب دیا ہاشم۔ اس نے کہا تم مجھ کو اذن دیتے ہو کہ میں تمہارے بعض بدن کو دیکھوں۔ میں نے کہا کہ مضائقہ ہے بشرطیکہ وہ جگہ شرم کی نہ ہو۔ کہا پس ایک ننھا۔ (سورخ بنی) کھول کر میرا دیکھا۔ پھر دوسرا دیکھا۔ اس کے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے ایک ہاتھ میں ملک ہے اور ایک ہاتھ میں نبوت۔ اور میں دیکھ رہا ہوں اس کو۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ اور ہم پاتے ہیں اس کو زہرہ میں پس کیونکر ہے یہ امر۔ میں نے کہا: مجھ کو علم نہیں پھر اس نے کہا تمہاری بیوی نے کہا ابھی تو نہیں۔ کہا اب جا کر نکاح کرلو۔ پس آئے عبدالمطلب مکہ میں اور نکاح کیا ہالہ بنت واہب بن عبدمناف سے پس جتنا انہوں نے حمزہ اور صفیہ کو اور نکاح کیا اپنے بیٹے عبد اللہ کا آمنہ بنت وہب سے۔ پس پیدا ہوئے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پس کہا قریش نے فلاح پائی عبد اللہ نے اپنے باپ پر۔ بلفظہ۔ ۳۱-۳۲۔

(۲) حدیث شریف: تخریج کی بیہقی اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے عباس ابن عبدالمطلب سے کہا پیدا ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختنہ کیسے ہوئے ناف بریدہ اس امر سے کمال تعجب کیا۔ عبدالمطلب نے اور کمال دوست رکھا آپ کو کہہ اس بیٹے میرے کی بڑی شان ہے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۲۔

(۳) حدیث شریف: روایت کیا حافظ ابو بکر عائد نے ابن عباس سے کہ تحقیق انہوں نے کہا جب پیدا ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رضوان داروغہ جنت نے آپ کے مکان مبارک میں آواز دی۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باقی رہا کوئی علم کسی نبی کا۔ مگر آپ کو عطا ہوا سو آپ سب سے بڑھ کر علم میں ہیں۔ اور سب سے زیادہ شجاع ہیں۔ اس کو ارسال کیا ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اور ارسال صحابہ کا وصل کے حکم میں ہے۔ گویا مرفوع ہے کس واسطے کہ اس میں راوی داخل نہیں ہے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۳۔

(۴) حدیث شریف: روایت کیا محمد بن سعد رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت سے جن میں عطاب بن ریح اور ابن عباس ہیں۔ فرمایا آمنہ بنت وہب نے کہ جب جدا ہوئے مجھ سے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو نکلا ہمراہ آپ کے ایسا نور جس نے شرق سے مغرب تک کل کو روشن کر دیا۔ پھر جھکے آپ طرف زمین کے دونوں ہاتھ رکھے اس پر۔ اور ایک مٹھی خاک زمین سے اٹھالی۔ اور سر مبارک بلند کیا طرف آسمان کے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۳۔

(۵) حدیث شریف: روایت کی امام احمد نے اپنی مسند میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا پیدا ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن۔ اور نبوت ظاہر ہوئی آپ کی پیر کے دن اور ہجرت کی آپ نے مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف پیر کے دن۔ اور داخل ہوئے مدینہ منورہ میں پیر کے دن۔ اور حجر اسود کو آپ نے دست مبارک سے رکھا اس کی جگہ میں پیر کے دن بلفظہ۔ صفحہ ۳۴۔

(۶) تخریج کی ابو نعیم نے ابن عباس سے کہا آپ کے حمل کے علامات سے یہ تھا کہ ہر چوپایہ قریش کا اس رات کو گویا ہوا کہ آج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکم مادر میں تشریف لائے۔ قسم ہے رب کعبہ کی کہ وہ امان اور چراغ ہیں اہل دنیا کے واسطے اور نہ باقی رہا علم کسی کا بن کا مگر جاتا رہا اور لائے ہو گئے تخت سب بادشاہوں کے اس صبح کو اور بادشاہ گونگے ہو گئے کہ اس دن کلام کرنے کی ان کو طاقت نہ رہی۔ اور تمام جانور مشرق اور مغرب کے آپس میں مبارکبادیاں دیتے رہے اور دریائی جانوروں کا بھی یہی حال رہا اور ہر ماہ میں ایک آواز دی جاتی تھی زمین میں اور ایک آسمان میں کہ خوشخبری اور بشارت ہو کہ وقت آیا ظہور بنی ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ وہ بڑی برکت والے ہیں اور آپ پورے نو مہینے اپنے شکم مادر میں رونق افروز رہے اور آپ کی والدہ ماجدہ کو کسی قسم کی گرانی اور درد اور پچیش اور ثقل نہ معلوم ہوتا تھا۔ جو عورتوں کو ان ایام میں ہوا کرتا ہے اور آپ کے والد عبد اللہ کا حمل کی حالت میں انتقال ہو گیا۔ پس ملائکہ نے عرض کیا کہ یا الہی یہ نبی محبوب آپ کا یتیم ہوا۔ جناب باری نے ارشاد فرمایا میں اس کا حافظ اور نگہبان اور مددگار ہوں اور برکت حاصل کرو اس کی جائے ولادت سے کہ وہ مقام متبرک ہے اور کھولے جائیں دروازے آسمان اور جنت کے۔ اور آمنہ اپنا حال بیان کرتی ہیں کہ جب مجھے مہینے گزرے حمل کے ایک آنے والا آیا اور پیر سے اس نے مجھ کو آگاہ کیا اور کہا اے آمنہ تو بار بار دہرائی ہوئی ساتھ خیر الغلین کے اور جب یہ پیدا ہوں نام پاک ان کا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رکھیو۔ اور فرماتی ہیں کہ جب مجھ کو پکڑا اس امر نے جو عورتوں کو واقع ہوتا ہے اور میرا حال کسی کو معلوم نہ تھا۔ پس سنا میں نے ایک دھماکا سخت اور امر عظیم پس ہیبت ہوئی مجھ کو میرے دل پر گویا بازو جانور سفید کا ملا گیا ہے اس کے اثر سے وہ رعب مجھ سے جاتا رہا۔ پھر دی گئی مجھ کو شربت دودھ سے زیادہ سفید تھی۔ چونکہ میں پیاسی تھی۔ پیاس کو پس روشن کر دیا مجھ کو ایک نور بلند نے پھر دیکھا میں نے عورتوں کو لمبے قد کی جیسے عبدمناف کی بیٹیاں تھیں۔ وہ مجھ کو دیکھ رہی تھیں۔ اور مجھ کو تعجب ہوتا تھا اور میں کہتی تھی انہوں نے کہاں سے جان لیا میرا حال پس انہوں نے کہا کہ ہم آسید (بیوی فرعون) اور مریم بنت عمران ہیں۔ اور یہ عورتیں حور عین ہیں۔ آمنہ کہتی ہیں کہ میں ہر لحظہ آواز سخت سنتی تھی۔ اور کھینچا گیا۔ دیا سفید درمیان آسمان

اور زمین کے گویا خیمہ قائم کیا گیا۔ اور کوئی غل نہیں کہتا ہے۔ چھپاؤ اسے لوگوں کی نظروں سے۔ کہا آمنہ نے دیکھا میں نے مردوں کو ہوا میں معلق کھڑے ہیں ان کے ہاتھوں میں چاندی کے آفتابے ہیں اور ایک قطار دیکھی پرندے جانوروں کی گویا میری گویا گھیر لیا ہے۔ جن کی چونچیں زمرد کی اور بازو یاقوت کے تھے۔ اور پردہ دور کیا اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے پس تمام مشرق اور مغرب میرے سامنے تھے۔ اور دیکھا میں نے تین علم قائم کیے گئے ہیں۔ ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک خانہ کعبہ کی چھت پر پھر مجھ کو دردزہ شروع ہوئی۔ پس پیدا ہوئے۔ فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نام پاک جن کا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ پس جب پیدا ہوئے مجھ سے سجدہ کیا۔ اور انگلیاں اٹھائیں آسمان کی طرف عجز و زاری کے ساتھ۔ پھر دیکھا میں نے ابرسفید کو آسمان سے آیا اور ڈھانک لیا آپ کو۔ پس غائب کیے گئے میری نظروں سے اور سنا میں نے آواز دینے والے کو کہتا ہے کہ سیر کراؤ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مغرب اور مشرق اور دریاؤں کی تاکہ سب ان کو پہچان لیں ساتھ نام اور وصف اور صورت کے اور یہ بھی جان لیں کہ نام پاک ان کا ماحی ہے یعنی میث دیں گے شرک اور کفر کو پھر جلدی لائے گئے میرے سامنے لپٹے ہوئے کپڑے سفید میں اور نیچے آپ کے سبز ریشمی نہالچ تھا۔ اور آپ قبضہ کیے ہوئے تھے تین کنجیوں کا کہ موتی تروتازہ سے تھیں۔ اور کوئی کہتا تھا کہ کنجیاں نصرت اور مدد کی ہیں آمنہ کہتی ہیں۔ پھر آیا دوسرا ابر جس میں سے آواز گھوڑوں اور حرکت بازو پرداروں کی معلوم ہوتی تھی۔ یہاں تک ڈھک لیا ہے۔ آپ کو پھر غائب ہو گئے میری نظروں سے۔ پھر سنا میں نے کوئی کہتا ہے پھر اؤ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جانب مشرق اور مغرب کے اور جہاں جہاں انبیاء کی پیدائش ہوئی ہے اور پیش کردہ ان پر ہر روحانی کو خواہ انسان اور جن ہوں۔ خواہ سباع و طیور ہوں۔ اور دروان کو صفوت آدم علیہ السلام کی۔ اور رقت نوح علیہ السلام کی۔ اور خلعت ابراہیم علیہ السلام کی اور لسان اسماعیل علیہ السلام کی۔ اور جمال یوسف علیہ السلام کا۔ اور آواز داؤد علیہ السلام کی۔ اور صبر ایوب علیہ السلام کا۔ اور زہد یحییٰ علیہ السلام کا۔ اور کرم عیسیٰ علیہ السلام کا۔ بلکہ غوطہ دو جملہ اخلاق انبیاء علیہم السلام میں پھر وہ ابر ہٹا۔ پس آپ حریر بنز میں لپٹے ہوئے تھے۔ جو دیکھا میں نے آپ کو اور ناگاہ ایک قائل کہتا تھا۔ واہ وا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبضہ کیا کل دنیا پر۔ اور دیکھا میں نے تین شخصوں کو کہ ایک کے ہاتھ میں آفتابہ چاندی کا تھا۔ اور ایک کے ہاتھ طشت زمرد کا۔ اور تیسرے کے ہاتھ میں کپڑا ریشمی سفید رنگ کا۔ پس کھولا۔ اس کو اور اس میں سے ایک انگوٹھی نکالی۔ جس کے دیکھنے سے ناظرین کو حیرت ہوئی تھی۔ پس غسل دیا آپ کو اس آفتابہ سے سات مرتبہ پھر مہر لگائی۔ دونوں شانوں کے درمیان۔ پھر لپیٹا اس حریر میں اور داخل کیا آپ کو اپنے بازوؤں میں اور پھر مجھ کو دیا بلفظ۔ صفحہ ۴۴-۴۵-۴۶۔

(۷) حدیث شریف: تخریج کی حاکم نے اور تصحیح کی اس کی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ وحی کی اللہ تعالیٰ نے طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کہ ایمان لاؤ تم ساتھ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اور حکم کرو امت کو کہ ایمان لائیں ساتھ ان کے پس اگر نہ ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ پیدا کرتا میں آدم کو اور نہ جنت کو اور نہ دوزخ کو۔ اور البتہ پیدا کیا میں نے عرش کو اور پانی کے۔ پس کانپا۔ پس لکھا میں نے اوپر اس کے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس ٹھہر گیا وہ۔ بلفظ صفحہ ۴۶۔

(۸) حدیث شریف: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیان کر رہے تھے۔ اپنے گھر میں واقعات ولادت و سعادت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنی قوم سے پس خوش ہوتے تھے وہ اپنی قوم میں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے تھے اور درود شریف پڑھتے تھے۔ ناگاہ تشریف لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے واسطے میری شفاعت حلال ہو گئی۔ بلفظ۔ صفحہ ۹۵۔ یہ حدیث شریف بالوضاحت محفل مولود شریف کرنے کا حکم بوعده حلت شفاعت دے رہی ہے اور مولود شریف کرنے والے سنی حنفی و مقلدین مسلمان حصول شفاعت کا عمل کر رہے ہیں اور منکرین بغض و عداوت کر کے مر رہے ہیں۔ اور شفاعت و شقاوت کے حصول کا عمل کر رہے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کا فرمانا حق ہے۔ فریق فی الجنة و فریق فی السعیر۔

(حضرت ابو درار رضی اللہ عنہ سے ذکر مولود شریف)

(۱) حدیث شریف: حضرت درار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عامر انصاری کے مکان پر تشریف لے گئے وہ اپنے گھر اپنی قوم اور اولاد کو واقعات ولادت علیہ السلام تعلیم کر رہے تھے۔ اور کہہ رہے تھے۔ آج کا دن ہے آج کا دن ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے کھول دیے ہیں دروازے رحمت کے اور کل فرشتے تیرے واسطے استغفار کرتے ہیں۔ اور جو تیرا سا کام کرے گانجات پائے گا۔ بلفظ۔ صفحہ ۹۵۔ یہ حدیث شریف بھی صاف طور پر مولود شریف کرنے والوں کے لیے دروازے رحمت کے کھول رہی ہے اور فرشتے ان کے لیے طلب آمرزش کر رہے ہیں۔ اور نجات کی بشارت دے رہے ہیں۔ اور منکرین کے لیے دروازے رحمت اور نجات کے داکر رہے ہیں۔ اور فرشتے عذاب کے ان کے لیے استعذاب کر رہے ہیں۔ خدا ہدایت کرے۔

(حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ذکر مولود شریف)

(۱) حدیث شریف: مواہب اللدنیہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت ہے کہ آئے جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور کہا فرمایا تیرے رب نے اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو تجھ کو حبیب بنایا اور تجھ سے زیادہ بزرگ میں نے کوئی پیدا نہیں کیا اور دنیا اور اہل دنیا کو اس لیے پیدا کیا ہے۔ کہ تیری بزرگی اور منزلت جو تیرے نزدیک ہے جانیں۔ اگر میں تجھ کو پیدا نہ کرتا تو دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ بلفظ۔ صفحہ ۵۹-۶۰۔

(۲) حدیث شریف: تخریج کی ابن عساکر نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا گیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس سے پیدا کیا۔ اور ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا۔ اور آدم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا پس آپ کو کون سی بزرگی دی۔ نازل ہوئے جبرائیل علیہ السلام۔ اور کہا کہ تیرا رب فرماتا ہے۔ اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو تجھ کو حبیب بنایا اور اگر موسیٰ سے زمین پر کلام کیا۔ تو تجھ سے آسمانوں پر کلام کیا۔ اور اگر عیسیٰ کو

روح القدس سے پیدا کیا تو تیرے نام کو پیدائش عالم سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا۔ اور میں نے آسمانوں پر وہ چیزیں تیرے لیے تیار کی ہیں کہ اولین و آخرین میں سے کسی کے لیے مہیا نہیں کیں۔ اگر میں نے آدم کو برگزیدہ کیا۔ تو تجھ کو خاتم الانبیاء تیرے سے زیادہ بزرگ میں نے کوئی پیدا نہیں کیا۔ اور میں نے کوئی پیدا نہیں کیا اور میں نے تجھ کو حوض، شفاعت، شفا، تاج اور علم حج و عمرہ، ماہ رمضان اور تمام شفاعت عطا کیا۔ کل شے تیرے لیے ہے یہاں تک کہ میرے عرش کا سایہ بھی تیرے پر پھیلا ہوا اور تاج حمد کا تیرے سر پر رکھا ہوگا اور تیرا نام میرے نام کے ساتھ مقرون ہے جہاں میرا ذکر ہوگا تیرا ذکر بھی ہوگا میں نے دنیا اور اہل دنیا کو صرف اس لیے پیدا کیا۔ تاکہ تیری بزرگی اور منزلت جو میرے نزدیک ہے جتنا دونوں۔ اگر تجھ کو پید کرتا تو دنیا کو پید نہ کرتا۔ بلفظہ۔ صفحہ ۶۰۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف

(۱) حدیث شریف: تخریج کی بزار اور ابویعلیٰ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منورہ کو کسی رستہ سے گزرتے صحابہ خوشبو پاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس راہ سے گزرتے ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۶۱۔

(۲) حدیث شریف: تخریج کی طبرانی نے اوسط میں اور ابویعیم اور ابن عساکر نے کئی طریقوں سے انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک میرے بزرگ ہونے کی علامت یہ ہے کہ میں سختون پیدا ہوا اور کسی نے میری شرمگاہ نہیں دیکھی۔ بلفظہ۔ صفحہ ۶۱۔

(حضرت ام المومنین بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف: تخریج کی طبرانی نے کبیر میں اور ابویعیم نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگل میں تشریف لے گئے تھے۔ ناگاہ ایک شخص نے آواز دی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے التفات فرمایا تو کسی کو نہ دیکھا۔ پھر دوبارہ التفات کیا تو دیکھا کہ ایک ہرنی بندھی ہے اس نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے قریب آئے۔ جب آپ قریب تشریف لے گئے اور پوچھا کیا حاجت ہے تیری۔ اس نے کہا کہ اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں آپ مجھ کو کھول دیں۔ کہ میں ان کو دودھ پلاؤں اور ابھی لوٹ کر آتی ہوں۔ آپ نے فرمایا ایسا کرے گی اس نے کہا اگر میں نہ آؤں تو مجھ کو اللہ تعالیٰ عذاب کرے جیسا حصول لینے والے ظالم کو کرے گا۔ پس آپ نے کھول دیا اور وہ دودھ پلا کر جلدی سے آگئی۔ پس آپ نے اس کو باندھ دیا۔ جب اس کے مالک اعرابی کو خبر ہوئی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا کیا ارشاد ہے فرمایا: آپ نے اس کو چھوڑ دے۔ اس نے اس کو چھوڑ دیا۔ پس وہ ہرنی دوڑتی تھی۔ اور کہتی تھی اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۷۰۔

حضرت فاطمہ بنت عبد اللہ الثقفیہ صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سے ذکر مولد شریف

(۱) حدیث شریف: تخریج کی بیہقی اور طبرانی اور ابن عبد البر نے عثمان بن العاص سے انہوں نے اپنی ماں ثقفیہ سے کہا جب کہ وقت آیا۔ آپ کی ولادت کا۔ دیکھا میں نے مکان کو نور سے بھر گیا۔ اور ستارے اتنے قریب آگئے تھے۔ کہ میں گمان کرتی تھی کہ میری گود میں آن پڑیں گے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۷۰۔

(۲) حدیث شریف: کتاب مورد الروی فی مولد النبوی۔ علامہ علی القاری علیہ الرحمۃ میں ہے۔ کہا حلیمہ نے آئی میں کہ میں ساتھ عورتوں بنی سعد بکر کے بچوں کی تلاش میں کہ دودھ پلائیں قحط کے موسم میں اور میں آئی۔ اپنے مرکب پر سوار ہو کر۔ اور میرے ساتھ ایک اونٹنی بڑھیا دی کہ جس کے ایک قطرہ دودھ نہ تھا۔ اور ایک میرا بچہ تھا۔ کہ ہم تمام رات نہ سوتے تھے بسبب اس کے کہ دودھ اس کی غذا کے موافق نہ تھا جس سے اس کا پیٹ بھرے۔ اور نہ اونٹنی میں دودھ کو بچہ کو کافی ہو۔ پس جب کہ ہم مکہ میں آئے۔ جس عورت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کرنے کے واسطے دودھ کے وہ انکار کرتی۔ بسبب یتیم ہونے کے جب کوئی عورت باقی نہ رہی۔ مگر اس نے بچہ لے لیا اور میں رہ گئی اور میں نے نہ پایا بچہ کوئی سوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ یہ تو مجھ کو برا معلوم ہوتا ہے۔ کہ سب کے ساتھ بچے ہوں۔ اور میں خالی جاؤں میں اس یتیم کو لی لے آتی ہوں۔ پس میں گئی تو میں نے دیکھا۔ آپ سفید کپڑے صوف میں لپٹے ہوئے ہیں۔ جو دودھ سے بھی بڑھ کر سفید تھا۔ اور آپ میں سے خوشبوؤں کی مہک آ رہی تھی۔ اور نیچے سبز ریشمی کپڑا بچھا ہوا ہے۔ اور آپ چپت لیٹے ہوئے آرام فرما رہے ہیں۔ اور خراٹے لیتے ہیں۔ میں نے جب آپ کا حسن و جمال دیکھا تو جگانے کو جی نہ چاہا۔ پس قریب بیٹھی رہی۔ تھوڑی دیر بعد میں نے اپنا ہاتھ آپ کے سینہ مبارک پر رکھا۔ تو آپ نے تبسم فرمایا۔ اور آنکھیں کھولیں۔ مجھ کو دیکھتی تھی اور آپ کی آنکھوں سے نور نکلا اور آسمان کو گیا۔ اور میں دیکھ رہی تھی۔ پس میں نے آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور دائیں چھاتی اپنی آپ کو دی۔ پس قبول فرمایا۔ حضور نے دودھ جس قدر مزاج میں آیا۔ پھر میں نے بائیں طرف پھیرا تو آپ نے انکار فرمایا۔ یہ حالت آپ کی اس وقت تھی۔ اہل علم کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہ، نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم عطا فرمایا تھا کہ تمہارا دودھ شریک بھائی بھی ہے۔ تو آپ نے عدل فرما کر ایک طرف اپنے بھائی کے لیے چھوڑ دی تھی۔ کہتی ہیں۔ حلیمہ کہ آپ بھی سیر ہوئے۔ اور میرا بچہ بھی سیر ہو گیا۔ پس میں آپ کو لے کر اپنے مقام پر آئی۔ میرے خاوند نے قصد کیا۔ دودھ دہنے کا اس اونٹنی سے۔ پس اس کے تھن دیکھے۔ تو بھرے ہوئے تھے۔ اس قدر دودھ ہوا سب سیراب ہوئے۔ اور رات بڑی خیر سے گزاری۔ پھر میرے شوہر نے کہا۔ اے حلیمہ قسم ہے اللہ کی بڑی مبارک روح کو لیا ہے۔ تو نے۔ دیکھتی تھیں۔ جب سے کیا خیر و برکت ہے ہمارے ہاں اور ہمیشہ رہے گی۔ یہ خیر اللہ کے حکم سے۔ کہا حلیمہ نے پس رخصت کیا بعض نے بعض کو۔ اور رخصت کیا۔ میں نے ماں نبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ اور میں سوار ہوئی اپنی سواری پر۔ اور لیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے آگے۔ سو دیکھا میں نے سوار کو کہ سجدہ کیا۔ اس نے طرف کعبہ کی تین بار اور سر بلند کیا۔ طرف آسمان کے پھر چلی کہ سب سے آگے بڑھ گئی اور میرے ہم جو عورتیں تھیں۔ وہ پیچھے سے آواز دیتی تھیں۔ کہ اے بنت ابی ذویب یہ وہی سواری ہے۔ پس تعجب کرتی تھیں۔ اس کی شان شان ہے۔ تو وہ سواری خود کہتی تھی۔ میری شان پھر میری شان مجھ کو اللہ نے بعد مرنے کے جلایا۔ اور بعد دہلا ہونے کے مٹا دیا۔ افسوس تم پر اے عورتو بنی سعد کی۔ تم بڑی غفلت میں ہو۔ تم جانتی ہو۔ کہ میری پشت پر کون ہے۔ میری پشت خیر النعمین ویر المرسلین وفضل الاولین والآخرین حبیب رب العالمین ہیں۔ کہا حلیمہ نے جب پہنچے ہم منازل بنی سعد میں اور زمین میں بڑی نام نہ تھا۔ لیکن میری بکریاں تو پیٹ بھری دودھ سے پر آتیں۔ اور ہم خوب پیتے۔ اور دوسروں کے ہاں ایک قطرہ دودھ نہ ہوتا۔ انہوں نے اپنے چراہوں سے کہا کہ جہاں بنت ذویب کی بکریاں چرتی ہیں۔ ہماری بکریاں بھی وہیں چرایا کرو۔ پھر ان کی بکریاں بھوکی آتیں۔ اور ایک قطرہ دودھ نہ ہوتا۔ اور ہماری بکریاں دودھ بھری کوکیں پر آتیں۔ پس واسطے اللہ ہی کے۔ خوبی برکت سے کثیر ہوئیں۔ بکریاں حلیمہ کی اور بڑھیں۔ اور موٹی ہوئیں اور ہمیشہ رہیں۔ حلیمہ پہچانتی رہیں۔ خیر اور سعادت اور فائز ہوئیں۔ ساتھ حسنی اور زیارت کے البتہ تحقیق پہنچی حلیمہ بڑے مقام بلند پر ساتھ عزت اور بزرگی کے۔ بسبب برکت ایک ذات ہاشمی کے بلکہ یہ سعادت کل بنی سعد میں پھیل گئی۔ بلفظہ۔ صفحہ ۷۳، ۷۴، ۷۵۔

مختصر اچند روایات صحیحہ تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ذکر مولود شریف میں

(حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے ذکر مولود شریف)

حدیث شریف: ذکر کیا امام عارف ربانی عبد اللہ ابن ابی جمرہ نے اپنی کتاب بھجۃ النفوس میں کہا جب کہ ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے کہ پیدا کرے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ حکم فرمایا جبرائیل علیہ السلام کو کہ لائیں۔ مٹی قلب زمین اور روشن سے۔ پس اترے جبرائیل علیہ السلام مع ملائکہ فردوس اور رفیع اعلیٰ کے اور ایک مٹھی لی۔ وہاں کی جہاں قبر شریف ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ وہ بہت روشن اور سفید تھی۔ اور گوندھا اس کو اپنی تسنیم میں جو عمدہ شراب جنت کی ہے۔ یہاں تک کہ مانند موتی عظیم کے ہو گئی سفید رنگ اور شعاع والی پھر اس کو پھرایا ملائکہ میں عرش اور کرسی کے اور تمام آسمانوں میں اور زمین میں۔ اور پہاڑوں اور دریاؤں میں۔ پس پہچان لیا۔ ملائکہ اور تمام مخلوقات نے ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ اور آپ کے فضل اور بزرگی کو۔ اور ابھی تک کوئی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جانتا نہیں تھا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ بات کوئی رائے سے تو کہہ سکتا ہی نہیں۔ الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۷۶۔

حاشیہ: وہ سواری الخ سواری مرکب کی کلام عورتوں سے۔

(حضرت امام علی بن الحسین رضی اللہ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ذکر مولود شریف)

حدیث شریف: مواہب اللدنیہ میں ہے کہ لقد جاء کم رسول من انفسکم الایۃ کی تفسیر میں امام ابی جعفر اپنے والد علی بن الحسین سے روایت کرتے ہیں کہ قول اللہ تعالیٰ کا: من انفسکم سے مراد یہ ہے کہ ولادت جاہلیت کی کوئی شے حضرت کو نہیں پہنچی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں۔ نہ سفاح سے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۷۹۔

حضرت امام ابو جعفر صادق محمد بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سے ذکر مولود شریف

حدیث شریف: مواہب اللدنیہ میں ہے کہ ہم نے امالی ابی سہل قطان بن سہل بن صالح سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ابو جعفر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب جو باقر کر کے مشہور ہیں پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب انبیاء سے مرتبہ میں کس طرح بڑھ گئے۔ حالانکہ آپ سب سے پیچھے مبعوث ہوئے ہیں۔ جواب دیا کہ جب خدا نے ذریات آدم (علیہ السلام) سے عہد لیا تھا (الست بربکم) کا سوال کیا۔ تو سب سے اول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلے کہا تھا۔ اس لیے مرتبہ میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ اگرچہ مبعوث ہونے میں پیچھے ہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۸۰۔

(حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے ذکر مولود شریف)

حدیث شریف: یحییٰ بن مخلد نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا کہ شیطان چار دفعہ رویا۔ جس وقت کہ ملعون ہوا اور جب آسمان سے گرایا گیا۔ اور وقت پیدائش نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ اور ایک روایت میں جب آپ مبعوث ہوئے اور فاتحہ الکتاب نازل ہوئی۔ بلفظہ۔ صفحہ ۸۲۔

(حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے ذکر مولود شریف)

حدیث شریف: اخراج کیا ابن حاتم نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔ زمین نورانی ہو گئی۔ ابلیس نے کہا کہ آج شب وہ شخص پیدا ہوا ہے کہ ہمارے کام کو فاسد کرے گا۔ اس کے لشکر نے کہا کہ تو جا کر اس کو مس کر۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوا۔ جبرائیل علیہ السلام نے اس کو ایسا دھکیلا کہ عدن میں آن پڑا۔ بلفظہ۔ صفحہ ۸۲۔

(حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے ذکر مولود شریف)

(۱) حدیث شریف: تخریج کی ابو نعیم نے اور ابن حاتم نے وہب بن منبہ سے کہا وحی بھی۔ اللہ تعالیٰ نے اشغیاہ بنغیر

علیہ السلام کی طرف کہ میں ایک نبی امی مبعوث کروں گا۔ اور کھولوں گا میں اس کے سبب سے بہرے کاں تاکہ حق سنیں بات سمجھیں۔ اور دلوں کے پردے اور آنکھوں کا اندھاپن۔ پیدائش اس کی مکہ میں ہوگی۔ اور ہجرت اس کی طیبہ میں ہوگی۔ اور اس کی حکومت ملک شام میں ہوگی۔ اور وہ میرا متوکل بندہ ہے۔ اور عالی مرتبہ حبیب مختار ہے۔ برائی کے عوض برائی نہیں کرتا۔ لیکن معاف کر دیتا ہے۔ اور بخش دیتا ہے مومنین پر مہربان ہے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۸۶۔

(۲) حدیث شریف: تخریج کی ابو نعیم نے وہب سے حلیہ میں ایک شخص نے بنی اسرائیل میں دو سو برس تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ پھر اس کا انتقال ہو گیا۔ لوگوں نے اس کو گھسیٹ کر ایک کوڑے پر پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ جا کر اس کی نماز پڑھو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے پروردگار! بنی اسرائیل نے گواہی دی ہے کہ اس نے دو سو برس تک تیری نافرمانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم بھیجا۔ کہ بے شک وہ ایسا ہی تھا۔ مگر جب وہ تورات کھول کر پڑھتا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک اس کی نظر پڑتا اس کو چومتا اور اپنی آنکھوں پر رکھتا تھا۔ اور اس پر درود بھیجتا تھا۔ پس میں نے اس کے شکر یہ اور انعام میں اس کے گناہ معاف کر دیئے۔ اور ستر حوروں سے اس کی شادی کر دی۔ بلفظہ۔ صفحہ ۸۶۔

مختصر روایات صحیحہ حضرات تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سے ذکر مولد شریف

(حضرت امام محمد بن اور لیس شافعی رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں اور ابوبکر و عمر و عثمان و علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) حضرت آدم (علیہ السلام) کے پیدا ہونے سے پہلے عرش کی دہنی جانب نور تھے۔ جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ تو ہم کو ان کی پشت میں ساکن کیا پھر ہمیشہ ہم پاک پشتوں سے منتقل ہوتے رہے۔ یہاں تک نقل کیا مجھ کو اللہ نے میرے باپ عبد اللہ کی پشت میں اور ابوبکر کو ابوقحافہ کی پشت میں۔ اور عمر کو خطاب کی پشت میں۔ اور عثمان کو عفان کی پشت میں اور علی کو ابی طالب کی پشت میں۔ پھر ان کو میری صحابیت کے واسطے برگزیدہ کیا۔ پس ابوبکر کو صدیق بنایا عمر کو فاروق عثمان کو ذوالنورین۔ اور علی کو رضی اور ایک روایت میں بجائے رضی کے وحی آیا ہے۔ پس جس شخص نے میرے اصحاب کو برا کہا۔ اس نے مجھے برا کہا۔ اور جس نے مجھے برا کہا۔ اس نے اللہ کو برا کہا۔ اور جس نے اللہ کو برا کہا۔ وہ آگ میں اوندھا گر۔ بلفظہ۔ صفحہ ۹۱، ۹۲۔

(حضرت عمرو بن قتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف: تخریج کی ابو نعیم نے عمرو بن قتیبہ سے کہا۔ سن میں نے اپنے باپ کو جو خزانہ علم تھے۔ کہ جب حضرت

آدم کے وضع حمل (پیدائش) کا وقت آیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ سب آسمانوں کے دروازے کھول دیں۔ اور جنت کو راستہ کر کے اس کے دروازے اور فرشتوں کو حاضر ہونے کا حکم ہو۔ پس وہ زمین پر ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے تھے۔ سب آسمانوں کے فرشتوں نے شیطان کو پکڑ کر طوق گلے میں ڈال کر دریاۓ اخضر کی تہ میں پھینک دیا اور سرکش شیاطینوں کو بیڑوں میں جکڑ دیا۔ آفتاب کو اس روز بڑا رانی حلقہ پہنایا گیا۔ اور ستر ہزار حوریں ہوا میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی منتظر کھڑی تھیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کی عورتوں کو حکم دیا کہ اس سال میں سب لڑکے جنیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم و تکریم کے واسطے۔ اور تمام دنیا کے درخت بار آور ہوئے۔ خوف ان سے مبدل ہو گیا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تمام روئے زمین نور سے بھر گئی اور ملائکہ نے آپس میں خوشی کی۔ ہر ایک آسمان پر ایک ستون زبرجد کا اور ایک بات کا بنایا۔ جس سے آسمان روشن ہو گیا۔ اور وہ ستون آسمانوں پر معروف اور مشہور ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج میں ان کو ملاحظہ فرمایا اور فرشتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ستون آپ کی ولادت کی مبارکبادی میں بنائے گئے ہیں۔ اور جس شب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نہر کوثر کے بر دو جانب ستر ہزار درخت مشک اذفر کے لگائے۔ اور ان کے پھلوں کو اہل جنت کا بخور بنایا۔ تمام اہل آسمان پکارتے تھے۔ اللہ کو ساتھ سلامتی کے اور تمام بت اوندھے گر پڑے۔ مگر لات عزیزی بھی اپنی جگہ سے نکل گئے۔ اور پکارتے تھے۔ تباہی ہو قریش کی۔ آگیا ان کے پاس ایمن۔ اور ان کے ہاں صدیق اور نہیں خبر قریش کو ان کے ساتھ کیا ہوگی۔ اور کعبہ کے جوف میں سے چند روز تک یہ آواز آتی رہی۔ اب میرا نور مجھ میں واپس آ گیا۔ اب میری زیارت کرنے والے آئیں گے۔ اور اب میں زمانہ جاہلیت کی نجاستوں سے پاک ہو گیا۔ اے عزیزی تو ہلاک ہو گیا تین یوم تک کعبہ کو زلزلہ رہا۔ اول علامت ہے۔ جو قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کے وقت دیکھی۔ بلفظہ۔ صفحہ ۹۱، ۹۲۔

فصل نہم:

مولود شریف بہ ہیت کذا سیہ مروّجہ کاثبوت متفرق آیات واحادیث وتفاسیر

واقوال آئمہ دین و علمائے شرح متین سے

واضح ہو کہ یہ امر مسلمہ ہے کہ مولود شریف یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات اور ولادت باسعادت کا تذکرہ قرآن شریف واحادیث شریف و کتب سماویہ میں ہے۔ ابتداء سے برابر ہوتا رہا ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ جس طریق اور ہیئت کذا سیہ ملتزمہ موقوفہ سے اس وقت محفل مولد مبارک کی جاتی ہے۔ یعنی زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہیں تھی۔ اور نہ ان کوئی ممانعت تھی۔ لیکن یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ اس ہیئت کذا سیہ سے یہ عمل خیر و برکت و نعمت و رحمت ۶۰۳ ہجری سے حکم بادشاہ

اولی الامر نہایت تزک و احتشام و اہتمام سے تمام بلاد اسلامیہ اور غیر اسلامیہ میں جاری ہو کر ہوتا رہا ہے۔ اور ہوتا ہے اور برکت اس سال فحشہ خصال بابرکت کی جس کے اعداد ۶۰۴ ہیں جو کلمات مندرجہ ذیل کے مطابق ہیں۔ اور وہ مولود شریف کرنے والوں کے لیے بشارت اور نیک فال ہیں شاباش۔ چشمہ نور، مستندی، نمونہ جنت، مفتاح دعا، آرائش انام سماعت جہان، عرش بالا، اقرار ایمان۔ ان سب کے جدا گانہ وہی چھ سو چار (۶۰۴) عدد ہیں اور لطف یہ ہیں کہ شاہ نواح ارض نے یعنی جس بادشاہ نے سب سے پہلے اس عمل خیر و برکت کو جاری کیا۔ اس کے اعداد جمل بھی وہی چھ سو چار (۶۰۴) ہیں۔ گویا اس محفل کے کرنے والے کو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے شاباش ہے۔ اور یہ مولود شریف چشمہ نور ہے۔ اور اس کے لیے مستندی ہے۔ اور یہ مولود شریف نمونہ حصول جنت ہے۔ اور جو شخص مولود شریف بعد دعائے خیر مانگے اس کے لیے مفتاح دعا ہے۔ اور یہ مولود شریف کرنے والے کے لیے سعادت دو جہان ہے۔ اس عمل کی راستہ عرش بالا پر ہے۔ اور مولود شریف کا کرنا گویا اقرار ایمان ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔ اب اس وقت یعنی ۱۳۳۳ھ کو سو تین سال (۱۳۳۳) کا عرصہ گزر رہا ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ خیرت۔ کر زمانہ تیج تابعین کے وقت تک یہ عمل خیر و برکت مولود شریف سادہ طور پر ہوتا رہا ہے جیسے کہ میں نے احادیث شریف بالا ثابت کر دیا ہے۔ لیکن اس کے بعد مجتہدین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی سلاطین و علماء علیہم الرحمۃ نے نہایت سو تین سال سے اس صورت میں ترتیب دیکر کرنے کا حکم فرمایا۔ جو بموجب حکم خداوندی اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم واجب التعمیل ہوا۔ اور بعض علماء نے اس زمانہ میں اس کا کرنا فرض کفایہ قرار دیا۔ اور بلا تکبر ہوتا چلا آیا ہے۔

اور علماء حنابلہ نے تو مولود شریف کا کرنا واجب قرار دیا ہے۔ اور ہر وقت پر ہیبت مسئلہ کی تبدیل ہو جاتی ہے۔ جیسے حضرت مولانا مولوی محمد عسکری حسینی صاحب رئیس بڑودہ نے اپنی کتاب تحقیق الحق میں کیا اچھا لکھا ہے۔ وہوا ہذا:-

(۱) اسی بنا پر یہ عمل خیر (مولود شریف) بہ ہیبت کذا یہ مذہباً مستحسن و مباح بلکہ مستنون قرار دیا گیا ہے۔ اور دنیائے اسلام کے تمام اسلاف صالحین اور علماء محققین نے اس کو مستحبات دینیہ اور مستحبات شرعیہ سے شمار کیا ہے۔ فرق صرف اس قدر کہ صد اول میں یہی روایتیں کسی قدر سادگی و اختصار سے بیان ہوتی رہتی تھیں۔ اور اب کسی حد تک مزید تفصیل اور اہتمام کے ساتھ بیان کی جاتی ہیں۔ اور سچ پوچھے تو ایسا ہی ہونا بھی چاہیے۔ کیونکہ عہد مسعود میں جس کی بابت فخر صادق علیہ السلام نے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ارشاد فرمایا تھا۔ مسلمانوں کی ایمانی قوت ان کا مذہبی احساس درجہ کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ اس لحاظ سے قرون محمودہ میں اگر کوئی فعل بطور سادگی ہی کے عمل میں آتا رہا۔ تو چنداں قابل لحاظ نہیں۔ مگر اب وہ حالت باقی نہیں۔ بقول شخصے

وہ طاقت نہ طبیعت نہ اثر باتوں میں
— رومہ کی ہوا روز بدلتی جاتی

پس ایسے پر آشوب دور میں جب کہ دنیا فتنہ و فساد کی آماجگاہ بن رہی ہے۔ اور زمانہ کی ہوا روز بروز بدلتی جاتی ہے اور ہر طرف سے ملت بیضا کی روشن مطلع پر دہریت اور لاندہ ہیبت کی تاریک گھٹائیں اٹھتی آرہی ہیں۔ مادہ پرستی اور لامرکزیت کی جانب یونانیو مارحجان بڑھتا جاتا ہے۔ حریف قوتوں میں متفقہ طور پر اسلام کی توہین و تذلیل کے درپے ہو رہی ہیں۔ ہر فرقہ اپنے اپنے مذہبی شعائر کو انتہائی شوکت و شان کے ساتھ یدین خیال انجام دے رہا ہے۔ کہ اس کا غیر معمولی تسخیر اثر دیگر ملل و ادیان کے سادہ طبائع پر جائزین ہوئے بغیر نہ رہے۔ یہ بات کچھ کم قرین مصلحت نہیں۔ کہ پیروان اسلام بھی قانون شرع کے اندر رہ کر اخلاص و نیک نیتی کے ساتھ اپنے مذہبی شعائر و فرائض کو عام اس سے کہ وہ کسی ہی درجے اور رتبے کے کیوں نہ ہوں۔ کسی قدر اولوالعزمہ طرز و انداز پر ادا کریں۔ اور اپنے درجہ اور حیثیت کے مطابق و موافق ایک حد تک بلند حوصلگی سے حصہ لیں۔ تاکہ اسلام اور بانی اسلام کی حقیقت و عظمت کا اثر مخالفین کے قلوب سے دفعتاً محو نہ ہونے پائے۔ برادران من! کیا آپ کو یاد نہیں کہ ایک وقت وہ تھا۔ جب کہ مصحف مقدس کی منزل من اللہ آیتیں صرف مختلف چیزوں کے معمولی ٹکڑوں پر بغرض تحفظ قلمبند کر لی گئی تھیں۔ اور ان کی کوئی باضابطہ ترتیب نہ تھی۔ متفرق اجزا متعدد صحابہ کے پاس تھے۔ جن میں کچھ جانوروں کی ہڈیوں پر کچھ کھجوروں کے پتوں پر کچھ پتھر کی تختیوں پر لکھے ہوئے تھے۔ اور پھر وہ وقت آیا کہ مستقل کتاب کی صورت میں ان کی باضابطہ سلسلہ وار تدوین عمل میں آئی۔ ازاں بعد مصلحت کے لحاظ سے اعراب کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اعراب لگائے گئے۔ پھر سلاطین کے عہد میں کہیں پر طلائ و نفرتی حروف میں کتابت ہوئی۔ کہیں پیشانیوں پر آب زر سے گلکاریاں کی گئیں۔ کہیں مطا جداول اور زریں ٹائیکل میچوں کے ذریعہ مزید ترین عمل میں آئی۔ اور بعینہ یہی صورت ابتداء احادیث نبویہ کی تھی لیکن مصلحت کے وقت کے لحاظ سے اس کی جو مناسب خدمت و تقاضا قفا عمل میں آتی رہی۔ محتاج توضیح نہیں ہے لہذا ایک وہ زمانہ تھا کہ مسجد نبوی کی بساط محض کھجور کی چند خشک ٹہنیاں تھیں۔ اور اس کے چند چوبی ستون پھر وہ وقت آیا کہ وہی مسجد مقدس ایک ایسی عالی شان خوشنما صورت میں تبدیل ہو کر رہی۔ جو انسانی دنیا کی ممتاز ترین عمارتوں میں شمار ہونے لگی۔ اور فی الحال اس کی رونق اور عظمت کی کیفیت وہ ہے جو ان پاک نگاہوں سے پوچھے جنہیں اس کی زیارت کا فخر حاصل ہو چکا ہے غرضیکہ بکثرت اشیاء و نظائر ایسے موجود ہیں جن سے اس امر کا بخوبی پتا چلتا ہے کہ گواہ ابتدا ابتدا میں بعض بعض چیزیں سادگی سے برتی گئیں۔ مگر بعد کو وقتاً فوقتاً مصلحت کے لحاظ سے ان میں مناسب اضافے ہونے لگے اور ان اضافوں کو سواد اعظم امت مرحومہ نے بالاتفاق مستحب و مستحسن سمجھا۔ خیر یہ ایک وسیع بحث ہے جس کی اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۱، ۱۲۔

(۲) حضرت مولانا پایہ حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً تمام دیوبندیوں کے استاذ مولانا مولوی رحمت اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کہ مولود شریف اس وقت فرض کفایہ ہے۔

اس زمانہ میں جو ہر طرف پادریوں کا شور اور بازاروں میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے دین کی مذمت کرتے ہیں اور دوسری طرف سے آریہ لوگ جو خدا ان کی ہدایت کرے پادریوں کی طرح بلکہ ان سے زیادہ شور مچا رہے ہیں ایسی محفل کا

العقادان شروط کے ساتھ جو میں نے اوپر ذکر کی ہیں اس وقت میں فرض کفایہ ہے۔ میں مسلمان بھائیوں کو بطور نصیحت کہتا ہوں کہ ایسی مجلس کے کرنے سے نہ رکیں۔ اور اقوال بے جا منکروں کی طرف جو تعصب سے کہتے ہیں ہرگز نہ التفات کریں۔
الح - بلفظہ - انوار ساطعہ - صفحہ ۳۲۲ و ۳۲۳۔

ان عبارات فتاویٰ علماء سے یہ صاف ظاہر ہے کہ پہلے زمانہ میں مولود شریف کا کرنا صرف مستحسن یا مستحب اور مسنون تو رہا لیکن اب اس زمانہ میں اس کو ضروری تصور کر کے فرض کفایہ تحریر فرمایا ہے اور یہ بھی تاکید کر دی ہے کہ منکروں کی کوئی بات نہ چاہیے۔

فصل دہم:

اجماع امت سے مولود شریف کا ثبوت

میں کہتا ہوں کہ اس عمل خیر مولود شریف پر جو عرصہ سات سو تینتیس (۷۳۳) سے بحکم سلاطین عادل و علماء کرام فاضلین جاری ہے اس پر اجماع امت قائم ہو چکا ہے۔ لیکن منکرین کا انکار خرق اجماع پر زور سے ہے اور اس پر فتاویٰ کفر اور شرک کے جاری ہیں۔ وجہ اس کی صرف سوائے بغض و عداوت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور کچھ نہیں ثبوت اس فعل اس طرح پر ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ خَلَقْنَا امَةً يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ (سورہ اعراف) یعنی اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے (جنت کے لیے) پیدا کیا ہے ایک گروہ ہے جو راہ دکھاتے ہیں حق کے ساتھ اور اس کے ساتھ عدل کرتے ہیں۔

یہ آیت شریف مسلمانوں کے حق میں ہے۔ جو جنت کے لیے پیدا کیئے گئے ہیں۔ وہ ایسا کام کرتے ہیں۔

(۱) تفسیر مدارک میں اس آیت کے تحت میں اس طرح لکھا ہے۔ فی احکامہم قیل ہم العلماء والدعاة الذین وفيه دلالة ان اجماع كل عصر حجة الح یعنی اس ان کے احکام میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ علماء اور واعظ دین کی طرف بلانے والے ہیں اور اس میں ایک دلیل ہے کہ واقعی ہر زمانہ کا اجماع حجت ہے۔ (ب) تفسیر بیضاوی والے حضرت اس آیت شریف کے نیچے اس طرح فرماتے ہیں: واستدل به على صحة الاجماع لان المراد منه ان في كل قرن طائفة بهذه الصفة - یعنی صحت اجماع پر اس کا استدلال ہے۔ اس کی مراد یہ ہے کہ ہر زمانہ میں ایک گروہ (علماء ربانی) کا اس صفت کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَ تَمَصِيرًا - (سورہ النساء) یعنی جو کوئی مخالفت کرے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے۔ جب کھل چکی اس پر راہ ہدایت کی بات اور چلے سب مسلمانوں کے راہ کے سوا سوہم اس کو حوالہ کریں اسی طرف جو اس نے پکڑی

ہے اور ایں اس کو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا۔ اس حکم خداوندی سے صاف ثابت ہے کہ جو شخص تمام مسلمانوں (جو کثرت سے ہیں) کے خلاف راستہ نکالے اس کی جگہ دوزخ میں ہے یہ ظاہر ہے کہ وہابیہ شرمہ قلیلہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو اس عمل کی وجہ سے کافر اور مشرک کہتے ہیں۔ (الف) تفسیر مدارک میں اس آیت شریف بالا کے نیچے اس طرح تحریر فرمایا ہے:
ای السبیل الذین ہم علیہ من السدین الحنفی وهو دلیل علی ان الاجماع حجة لا يجوز مخالفتها کمالا يجوز مخالفة الكتب والسنة لان الله تعالى جمع بين اتباع غير سبيل المؤمنين وبين مشاققة الرسول في الشرط وجعل جزائه الوعيد الشديد فكان اتباعهم واجبا كمولات الرسول انتهى - یعنی وہ راستہ جس پر وہ لوگ دین خنیف یا خفی پر ہیں اور یہ دلیل ہے کہ اجماع حجت ہے اس کی مخالفت جائز نہیں۔ جیسے قرآن مجید اور حدیث شریف کی مخالفت جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اتباع غیر راہ موئنین اور مخالفت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایک شرط میں جمع کر دیا ہے۔ اور اس کی جزایا سزا میں وعید سخت فرمائی ہے پس اتباع واجب ہے۔ جیسے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واجب ہے۔ (ب) تفسیر بیضاوی میں اس آیت شریف کے نیچے اس طرح لکھا ہے: والایة تدل علی حزمہ مخالفة الاجماع لانه تعالى رتب الوعيد الشديد علی المشاققة واتباع غير سبيل المؤمنين الخ یعنی یہ آیت اجماع کی مخالفت کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر وعید شدید مرتب فرمائی ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف اور مسلمانوں کے راہ کی مخالفت کرے۔

(۳) حدیث شریف: (مشکوٰۃ کتاب الاعتصام) عن ابن عمر (رضی اللہ عنہما) قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اتبعوا السواد الا عظم فانه من شدد في النار - (رواہ ابن ماجہ من حدیث انس رضی اللہ عنہ) یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیروی کرو سوا او اعظم (جمہور علماء المسلمین) کی جو کوئی دور ہو اجتماعت جمہور علماء اور مسلمین سے جدا ہو وہ دوزخ میں۔

(۴) حدیث شریف: (مشکوٰۃ) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان الله لا يجمع امتي على ضلالة ويد الله على الجماعة ومن شدد في النار - (رواہ الترمذی) یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں جمع کرتا۔ اور نہ کرے گا۔ میری امت کو گمراہی پر اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ قدرت جماعت پر ہے اور جو کوئی اس جماعت سے الگ ہو گیا وہ دوزخ میں جا پڑا۔

(۵) حدیث شریف مشکوٰۃ: عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان الشيطان ذئب الانسان كذئب الغنم ياخذ الشاة القاصية الناحية واياكم والشعاب وعليكم بالجماعة و السعامة (رواہ احمد) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ شیطان

آدمی کے لیے بھیڑ یا ہے (جماعت سے الگ الگ کر کے ہلاک کرتا ہے) جیسے بکری کے لیے بھیڑ یا ہے۔ جو اس بکری کو کچل دے (جو گلہ سے دور رہتی ہے) اس بکری کو بھی جو گلہ سے ایک کنارہ پر ہوتی ہے۔ سو تم اپنے آپ کو ایسے راستوں سے بچاؤ اور کولازم ہے کہ جماعت اور جمہور مسلمانوں کے ساتھ ملے رہو۔

(۶) حدیث شریف مشکوٰۃ: عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من فارق الجماعة عميرا فقد خلع ربة الاسلام عن عنقه۔ یعنی حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی جدا ہوا جماعت سے ایک بالشت بھر پس تحقیق اس نے اپنی گردن پر سے رسی اسلام کو کاٹ دیا۔

(۷) مولوی احمد علی محدث سہارنپوری اپنی مطبوعہ مشکوٰۃ میں حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہیں۔ بمعربہ عن الجماعة الكثيرة والمراد ما عليه اكثر المسلمين یعنی سواد اعظم سے مراد جماعت کثیر ہوتی ہے۔ یعنی تم بیرون اس امر پر ہو کہ جس پر اکثر مسلمان ہوں۔

(۸) کتاب توضیح میں ہے: والسواد الاعظم عامة المسلمين سوامۃ مطلقة والمراد بالامة المطلقة اهل السنة والجماعة کو بالسواد الاعظم عام مسلمانوں کو کہتے ہیں جو کوئی امت مطلقہ ہو۔ اور امت مطلقہ کی مراد وہی امت سنت و جماعت ہے۔

(۹) مسلم الثبوت میں ہے: ان اتفاق العلماء المحققين على صمرا لا عصا حجة كالاجماع۔ اور شارح بحر العلوم نے لفظ محققین کے نیچے لکھا ہے: وان كانوا غير مجتهدين۔ یعنی تحقیق اتفاق علماء محققین کا جو ہم عصر ہوں حجت ہے اجماع کی طرح اگرچہ مجتہد بھی نہ ہوں۔

توضیح:

ان آیات و احادیث و تفاسیر سے صاف صاف ظاہر ہے کہ اجماع امت کا منکر یا اس کے خلاف کرنے والا جماعت سے خارج ہے کیونکہ تمام علماء کرام و صوفیاء عظام و سلاطین فہام اور مفتیان اعلام ہر چار مذاہب۔ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، حرامین شریفین زاد ہما اللہ شرفا و تعظیما جدہ، حدید، روم، شام، مصر، اندلس، بغداد، بصرہ، موصل، بخارا، ہندوستان، پنجاب وغیرہ عمل خیر و برکت مولود شریف کو اور قیام تعظیمی کو مستحسن، مسنون، واجب فرض کفایہ جان کر نہایت شوق اور ذوق اور محبت سے کر رہے ہیں اور اس کے منکرین جماعت مسلمین سے نکل کر خرق اجماع کے مرتکب ہو رہے ہیں جو شر ذمہ قلیلہ ہیں۔ وہ سواد اعظم سے جدا ہو کر فارق الجماعت کے نعل سے شیطان کے قبضہ میں جا رہے ہیں۔ اور ہر چند ہمارے علمائے اہلسنت و جماعت کافی طور پر سمجھا چکے ہیں۔ مگر ایک نہیں سنتے اور مخالفت کا بیڑا بلند کر رکھا ہے۔ کہ اس سے حق و باطل کے سمجھنے کی تمیز کو خیر باد کہہ دیا جائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آدم برسر مطلب یعنی اثبات مولود شریف

(۱۱) تفسیر روح البیان۔ زیر آیت شریفہ: محمد رسول اللہ آلا یہ ومن تعظیمہ عمل المولد اذ لم یکن فیہ منکر والمراد من المنکر ضد المعروف و کل شیء لا یعرف اباحتہ من الشرع۔ یعنی عمل مولود شریف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم میں سے ہے۔ جب تک اس میں منکر نہ ہو اور منکر سے مراد معروف کی ضد ہے اور ہر چیز جس کی بات شرع میں نہ پائی جائے۔ مولود شریف میں کوئی منکر نہیں۔ بلکہ عین شریعت آیات و احادیث سے ثابت ہے۔

(۱۲) مواہب اللدنیہ جلد اول، صفحہ ۲۷، سطر ۱۱، مصری۔ حضرت امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ثویبۃ عتیقۃ ابی لہب اعتقہا حین بشرتہ بولادۃ علیہ السلام وقدر وی ابولہب بعد موتہ فی النوم فقیل لہ ما حالک فقال فی النار الا انہ خفف عنی کل لیلۃ اثین و امض من بین اصبعی ہاتین ماء و اشار براء س اصبعہ وان ذالک ساعاقی ثویبۃ عند ما بشرتنی بولادۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وباضاعہالہ۔ قال ابن الجوزی لاذ کان هذا ابولہب الکافر الذین نزل القرآن بذمہ جوزی فی النار بفرحہ لیلۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ فما حال الملمر الموحّد من امنہ علیہ السلام الذی یرلّبی لدہ ویبذل ماتصل الیہ لمرتہ فی محبتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعمری انما یكون جزاؤہ من اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ العمیم جنان النعیم۔ بلفظہ۔ ترجمہ: ثویبہ (لوئڈی ابولہب) کو ابولہب نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں جو اس نے ابولہب کو خوشخبری پہنچائی تھی آزاد کر دیا تھا۔ ابولہب کو اس کے مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا۔ اور اس سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے۔ (ابولہب) کہا کہ دوزخ میں ہوں۔ لیکن ہر دو شنبہ کی رات کو میرا عذاب ہلکا کر دیا جاتا ہے اور میں اپنی دو انگلیوں میں سے پانی چوستا ہوں۔ اور اس نے اپنی انگلیوں کے اشارہ سے بتایا۔ یہ اس واسطے ہے کہ سب کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔ اور ان کے دودھ پلانے کی وجہ سے ہے۔ فرمایا ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہ جب یہ بات ابولہب کے لیے حاصل ہوئی۔ جو کافر تھا۔ اور جس کی مذمت قرآن شریف میں نازل ہوئی تھی۔ جب کہ ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی کرنے میں اس کو جزا دی گئی۔ اور اس کا عذاب دو شنبہ کی رات کو خفیف کیا جاتا ہے۔ پس کیا حال ہے مسلمان موحّد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا۔ جو ان کا مولود شریف خوشی سے کرتا ہے۔ اور اپنی توفیق کے مطابق خرچ کرتا ہے۔ (ابن جوزی کہتے ہیں، مجھے اپنی عمر کی قسم ہے بے شک اس کی جزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے بہشت میں داخل کرے۔

(۱۳) ایضاً جلد اول، صفحہ ۲۷، سطر ۱۷: ولا زال اهل الاسلام تحیفون بشهر مولده عليه السلام ويعملون للولائم ويتصدقون في لياليه بانواع الصدقات ويظهرون السرور ويذيدون في المصبرات ويعتنون لقراءة

مولدہ الکریم و یظهر علیہم من برکاتہ کل فضل عمیم - بلفظ - ترجمہ: تمام اہل اسلام ہمیشہ سے اس مولدہ میں جس میں حضور رحمت للعالمین نے ظہور فرمایا۔ بڑی بڑی محفلیں کرتے ہیں اور نہایت خوشی سے کھانے کھلانے اور تمام میں فقراء پر طرح طرح کے صدقات و خیرات کر کے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور نیکیوں میں زیادتی کرتے ہیں۔ مولد شریف میں نعت خوانی کرتے ہیں اس لیے ان پر تمام قسم کی برکتیں اور فضل ظاہر ہوتے ہیں۔

(۱۳) مواہب اللدنیہ - جلد اول، صفحہ ۲۷، سطر ۱۹ - مصری - ومما جرب من خواصہ انه امان فی ذلک العام وبشری عاجل البغیۃ والمرام فرحم اللہ امراء اتخذ لیلی شہر مولدہ المبارک اعیاد الیکون اشد علۃ علی من فی قلبہ مرض وعناد - بلفظ - (مولود شریف کے کرنے میں) تجربہ کیا گیا ہے کرنے والے کے لیے اس سال ان کے گھر میں امن رہتا ہے۔ اور دنیا کی تمام مرادیں اور مطلب اور حاجتیں حاصل ہونے کی خوشی ہے۔ پس رحم کرے اللہ تعالیٰ ان پر جو مولود شریف کے مہینے کی راتوں کی بناتے ہیں تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت اور بغض کی بیماری ہے۔ ان کے لیے شدت سے بیماری ہو۔ (آمین) بعینہ وہابیہ نجدیہ کی حالت ہے۔

(۱۵) مولد النبی حضرت ابن جزری محدث شافعی علیہ الرحمۃ - لازال اہل الحریر الشریفین و المصر و الیمن و الشام سائر البلاد العرب من المشرق و المغرب یحتفلون بمجلس مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و یفرحون بقدم ہلال ربیع الاول و یلبسون بالثیاب الفاخرۃ و یتزینون بانواع الزیت و یتطیبون و یکتحلون و یاتون بالسرور فی هذا الایام و یدلون علی الناس بما کان عندہم رہیمتون اهتماماً بلیغا علی اسماع القرۃ المولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دینالون بذالک اجر جزیل و فوزاً عظیماً و مما جرب عن ذلک انه وجد فی تلک الایام کثرۃ الخیر و البرکۃ مع السلام و العلیہ و سعۃ الرزق و از دیاد المال و الا ولاد دوام الامن و الامل اے البلاد الامصاد و السکون و القرب فی البیوت و الدار برکۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - بلفظ - ترجمہ: ہمیشہ سے اہل حرمین شریفین (اور اللہ شرفاً و تعظیماً) او اہل مصر اور یمن اور شام اور تمام ملک عرب مشرق سے مغرب تک مولود شریف کی مجلسیں کرتے ہیں۔ اور ربیع الاول کے آنے کی خوشیاں مناتے ہیں۔ اور عمدہ عمدہ فاخرہ لباس پہنتے۔ اور قسم قسم کی زمینیں روشنی اور خوشبوؤں سے کرتے اور سرمہ لگاتے ہیں خوشی اور خرمی کرتے ہوئے آتے ہیں اور لوگوں کو جو کچھ ان کے پاس ہے۔ بذل اور بخشش کرتے ہیں۔ بڑے بڑے اہتمام مولود شریف کے سننے میں بجاتے ہیں۔ اور اس سے اجر جزیل اور مراد عظیم کو حاصل کرتے ہیں اور مولد شریف کا عمل مجرب ہے۔ جو ان دنوں میں کیا جاتا ہے۔ مال میں کثرت اور برکت و سلامتی اور عافیت کے اور کشادگی و رزق زیادتی مال اور اولاد کی اور ہمیشہ رہتا ہے۔ امن و امان اس ملک یا شہروں میں اور سکون اور قرار ہوتا ہے۔ گھروں میں شریف کی برکت ہے۔

(۱۶) مناقب النبوت ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ جلد دوم صفحہ ۲۷، سطر ۱۵ بعضے عالموں نے اس قول کے متفق ہونے پر دعویٰ کیا ہے کہ ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارہویں تاریخ (ربیع الاول) کو واقع ہوئی۔ اور اہل مکہ کا عمل اسی پر ہے اور اس شب میں مقام ولادت کی زیارت کرتے ہیں اور مولد شریف اور جو کچھ آداب اور اوضاع میں سے ہے بارہویں شب کو پڑھتے ہیں اور ولادت بارہویں روز و شب کو واقع ہوئی تھی۔ بلفظ -

(۱۷) مجمع البحار حضرت محمد طاہر محدث علیہ الرحمۃ ثلث اخیر - صفحہ ۵۵۰، فسانہ شہر امرنا باظهار الجور فیہ کل عام - بلفظ - یعنی یہ ماہ (ربیع الاول) ایسا ہے کہ ہم حکم کیے گئے ہیں اس بات کا کہ خوشی و اکرام ظاہر کیا کریں ہر سال یعنی مولود شریف سال بسال کیا کریں۔

(۱۸) مناقب النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد دوم، صفحہ ۳۶، سطر ۸ - وصل - اول جس نے سرور عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو شیر دیا ثویہ کنیز تھی ابولہب کی۔ جب متولد ہوئے پیغمبر سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثویہ نے فی الفور ابولہب کو بشارت جا کر پہنچائی کہ تیرے بھائی کے گھر میں یعنی عبد اللہ کے یہاں فرزند متولد ہوا ہے۔ ابولہب نے یہ مژدہ سن کر ثویہ کو آزاد کیا۔ اور امر کیا کہ مولود کو شیر دیوے ابولہب نے یہ شادی اور سرور جو اس مولود محمود کے واسطے کی۔ حق تعالیٰ نے اس کے عذاب تخفیف فرمایا۔ اور دو شنبہ کے روز کا عذاب ابولہب پر سے اٹھایا۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے اور اس جگہ سند ہے اہل موالبہ کے لیے کہ جس شب میں حضرت کی ولادت ہوئی اس میں سرور کریں۔ اور بذل اموال کریں۔ اور خیرات نکالیں۔ یعنی ابولہب جو کافر تھا اور قرآن اس کی مذمت میں نازل ہوا چنانچہ تبست یدا ابی لہب - یعنی قطع ہو جو دو دنوں ہاتھ ابولہب کے جب ایسے کافر کی خبر دی جائے کہ اس نے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت میں سرور کیا۔ اور بذل کیا اپنی جاریہ کا شیر واسطے اس سرور کے تو پھر مسلمان کا کیا حال ہے کہ پر ہے محبت میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور سرور اور بذل مال کرتے ہیں اس کی راہ میں کیا کچھ ہو۔ بلفظ -

(۱۹) مائت بالسنۃ فی الایام والسنۃ شیخ عبدالحق محدث علیہ الرحمۃ صفحہ ۷۹، سطر ۹ - لازال اہل الاسلام یحتفلون بشہر مولدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و یعملون الولائم و یتصدقون فی لالیہ بانواع الصدقات و یظہرون السرور و یزیدون فی المبرات و یعتنون لقرۃ مولدہ الکریم و یطہرون علیہم من برکاتہ کل فضل عمیم و مما جرب من خواصہ انه امان فی ذالک العام و بشری عاجل بنیل البغیۃ و المرام فرحم اللہ امراء اتخذ لیلی شہر مولدہ المبارک اعیاد الیکون اشد علۃ علی من فی قلبہ سرور و عنادہ - ترجمہ: اور اہل اسلام ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے مہینہ محفل کرتے ہیں اور کھانے کھاتے ہیں اور اس مہینے کی راتوں میں طرح طرح کے صدقات کرتے ہیں۔ اور خوشیاں مناتے ہیں۔ اور اچھے اچھے کاروبار نیک میں زیادتی پکڑتے ہیں۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولود شریف پڑھتے ہیں اور ان پر ہر ایک قسم کا فضل عمیم کی

برکتیں ظاہر ہوتی ہیں اور مولود شریف کی مجرب خاصیت یہ ہے کہ اس سال بھر میں امام اور امن ہے اور حاجت روائی اور مطلب برآری کی بڑی بشارت ہے پس اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر رحم کرے جو مولود مبارک کے مہینہ میں کی راتوں کو عیدین بنائے تاکہ اس پر جس کے دل میں مرض عداوت (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اور عناد ہے سخت علت ہو۔ بلفظہ۔

(۲۰) در معظّم علامہ طغریک میں ہے۔ قد عمل المحبون النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرحاً بمولودہ الولائم فمن ذلك ما عمله بالقاهرة من ولائم الکباد الشیخ ابو الحسن المعروف بابن فضل قدس سرہ شیخ شیخنا ابی عبد اللہ محمد بن نعمان و عمل ذالک قبلہ جمال الدین عجمی الهمدانی و ممن عمل ذالک علی قدر وسعته یوسف الحجاز بمصر و قدری النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وهو یحرص یوسف المذکور علی عمل ذلک۔ یعنی میلاد مبارک کی شادی میں محبان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ویسے کیے۔ ازاں جملہ قاہرہ کے بڑے ولیموں میں سے وہ ولیمہ ہے جو ہمارے استاذ ابو عبد اللہ محمد بن نعمان کے استاذ شیخ ابو الحسن معروف ابن فضل قدس سرہ نے کیا۔ اور ان سے پہلے جمال الدین ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اور یوسف حجاز نے مصر میں بقدر اپنی وسعت کے ترتیب دیا۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں انہیں اس عمل مبارک کی ترغیب تحریر فرمائی۔ بلفظہ۔ (از کتاب اذاتہ الاثام لمانعی عمل المولود والقیام مصنفہ حضرت مولانا محمد تقی علی خاں حنفی قادری بریلوی) صفحہ ۸۲۔

(۲۱) امام حافظ ابن جوزی فرماتے ہیں: لم یکن فی ذالک الا ادغام الشیطان و ادغام اهل الایمان۔ یعنی اس عمل مولود شریف میں تذلیل شیطان اور تقویت اہل ایمان کے سوا اور کچھ نہیں۔ بلفظہ۔ (اذاتہ الاثام لمانعی المولود والقیام حضرت مولانا محمد تقی علی خاں حنفی قادری بریلوی) صفحہ ۸۲۔

(۲۲) در نمین فی مبشرات النبی الامین حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی۔ صفحہ ۸۔ (بانیسویں حدیث) اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں۔ كنت اصنع فی ایام المولود طعاماً صلۃ بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلم یفتح لی فی سنتہ من السنن شیء اصنع بہ طعاماً فلم جدالاً حمصاً مقلیاً فقسمتہ بین الناس فرأیتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و بین یدیه هذه الحمص متججولہ بشاشا۔ یعنی میں ایام مولود شریف میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیاز کا کھانا کیا کرتا تھا۔ ایک سال بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ ہوا میں نے لوگوں میں وہی چنے تقسیم کر دیے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا (اور دیکھا) کہ وہی چنے حضور کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور حضرت شادا اور مسرور ہیں۔

(۲۳) فیوض الحرمین حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۲۶-۲۷۔ كنت قبل ذلک بمکة المعظمۃ فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی یوم الولادۃ والناس یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یدکرون ادها صاصتہ التی ظہرت فی ولادۃ و مشاہدہ (قبل بعثۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

فرایت انوار سطعت دفعة واحدة لا اقول انی ادر کتھا ببصر الجسد ولا اقول ببصر الروح فقط۔ اللہ اعلم کیف کان الامر بین هذا و ذاک فباملت تلك الانوار فوجدتها من قبل المملکة المولکین بامثال هذه المشاهد و بامثال هذه المجالس و راءیت نجالت انوار المملکة بانوار الرحمت۔ ترجمہ: میں اس سے پہلے مکہ مبارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولود مبارک میں تھا۔ میلاد شریف کے روز اور لوگ جمع تھے اور درود شریف پڑھ رہے تھے۔ اور بیان کر رہے تھے۔ وہ معجزات جو ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے۔ تو میں نے دیکھا کہ یکبارگی انوار ظاہر ہوئے۔ میں نہیں کہتا کہ ان آنکھوں سے دیکھا اور نہ کہتا ہوں کہ روح کی آنکھوں سے دیکھا۔ فقط۔ خدا جانے کیا امر تھا۔ میں نے تامل کیا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ نور ان ملائکہ کا ہے جو ایسی مجلسوں پر موکل ہیں۔ اور اسی مشاہد پر میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت دونوں ملے ہوئے ہیں۔

(۲۵) شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی صاحب تفسیر فتح العزیز داد پیر دیوبندیاں آپ نے علی محمد خاں رئیس مراد آباد کے نام خط تحریر فرمایا تھا عبارت اس کی مختصر یہ ہے: ”در تمام سال دو مجلس در خانہ فقیر منعقد می شود اول کہ مردم روز عاشورہ یا یک دور و پیش ازین قریب چہار صد یا پانصد کس بلکہ قریب ہزار کس و زیادہ از ان فرہم می آیند۔ و در دوسم خوانند بعد از ان کہ فقیر می آید می نشیند۔ و ذکر فضائل حسین کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیان می آید۔ و آنچه در احادیث و اخبار شہادت این بزرگان وارد شدہ نیز بیان کردہ می شود و بعد از ان ختم قرآن و شیخ آیت خواندہ بر ما حاضر فاتحہ نمودہ می آید۔ پس اگر این چیز ہائے فقیر جائز نمی بود اقامہ بر آن اصلاً نمی کرد۔ (سامنے کھانا رکھ کر قرآن پڑھ کر فاتحہ) باقی ماند مجلس مولود شریف پس حالش این است کہ بتاریخ دوازدهم شہر ربیع الاول ہمیں مردم کہ موافق معمول سابق فراہم شدند۔ و در خواندن درود شریف مشغول گشتند فقیر می آید۔ ازلا از احادیث فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مذکور می شود۔ بعد از ان مذکور ولادت باسعادت و ہندے از حال رضاع و حلبہ شریف۔ و بعضی از آثار کہ درین آوان بظہور آمد۔ بمعرض بیان می آید۔ پس بر ما حاضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آن بجاہرین مجلس می شود۔ بلفظہ۔ (از انوار ساطعہ، صفحہ ۱۵۴۔ والدرا معظّم فی بیان حکم مولانا النبی الاعظم، صفحہ ۱۰۴) یہ بھی سامنے کھانا شیرینی رکھ کر فاتحہ پڑھی گئی۔

(۲۶) ارشادات حضرت حاجی شاہ امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ مہاجر کی۔ تمام دیوبندی علماء کے پیرو مرشد۔ قابل عمل و ہابیہ۔ دیوبندیہ۔ ضروری۔

(الف)

خط از جانب حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر کی۔ بنام مولانا مولوی نذیر احمد خاں صاحب راپوری مدرس احمد آباد (مہجرات): جواب ثالث کی تصریح یہ ہے کہ فقیر مجلس شریف میلاد مبارک کا مع بیت کذا ینی معمولہ علماء ثقات صلحاء و مشائخ کرام بارہا اقرار کر چکا ہے اور اکثر اس کا عامل ہے جیسا کہ فقیر کی دیگر تحریرات و تقریرات سے یہ مضمون ظاہر ہے فقیر کو اس مجلس شریف

کے باعث حسنات و برکات کے معتقد ہونے کے علاوہ یہ عین الیقین ہے کہ اس مجلس مبارک میں فیوض و انوار و برکات و رحمت الہی کا نزول ہوتا ہے۔ بلفظہ۔ انوار ساطعہ صفحہ ۳۲۶۔ سطر ۵۔ (تاریخ خط ۷ رمضان ۱۳۰۷ ہجری۔)

(ب)

خط دوم از حضرت موصوف صدر۔ بنام مولوی خلیل احمد انیسٹھوی۔ و مولوی محمود الحسن دیوبندی۔ مورخہ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۰۷ ہجری۔ از امداد اللہ علی اللہ عنہ۔ بخمدت عزیزم پیر جی مولوی خلیل احمد صاحب انیسٹھوی و عزیز مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی سلمہا اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تمام بلاد و ممالک ہند مثلاً بنگال و بہار و مدراس و دکن و گجرات و بمبئی و پنجاب و راجپوتانہ و رامپورہ بہاول پور وغیرہ سے متواتر اخبار حیرت انگیز و حسرت خیز اس قدر آتی ہیں کہ جس کو سن کر فقیہ کی طبیعت نہایت ملول ہوتی ہے۔ اس کی علت یہی براہین قاطعہ و دیگر ایسی تحریرات ہیں۔ یہ آتش فتنہ انوار ساطعہ کی تردید سے مشتعل ہوئی کہ تمام عالم اس کی حمایت میں کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو کچھ ایسی مقبولیت عطا فرمائی ہے کہ تمام ممالک کے علماء و مفتیان نے ساری کتاب کو نزول سے پسند فرما کر اس پر اتفاق کیا ہے۔ دیکھو ہندوستان میں سینکڑوں مذاہب کفریہ و عقائد باطلہ مخالف دین و نبی کن اسلام ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ اور کیسے کیسے الزام و اعتراض و شبہات و شکوک مذہب اسلام پر وارد کرتے جاتے ہیں۔ ایسے وقت آپس کے مجادلہ کی جگہ اس کی تردید کرنی چاہیے۔ اور قرآن شریف کی خوبیاں اور فضائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محامد و مکارم اخلاق و محاسن اوصاف کو ہر مقام ہر شہر و قریہ میں نہایت زور شور سے مشہر کرنا چاہیے۔ ایسے وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محامد اوصاف و مکارم اخلاق کو مشہر و اشاعت کرنے کے لیے ہر مقام میں مجلس مولود شریف کا چرچا بڑا عمدہ ذریعہ و مستحسن وسیلہ ہے۔ بلفظہ۔ انوار ساطعہ ۳۲۶۔

(ج)

خط سوم: از حضرت موصوف صدر۔ بنام مولوی محمد عبد السمیع مصنف انوار ساطعہ مورخہ دہم رمضان ۱۳۰۷ ہجری۔ انوار ساطعہ کے اکثر مسائل میں فقیروں سے متفق ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ کی جناب میں بہت التجا و ردعا کی۔ کہ اے اللہ اگر میں ان مسائل میں صراطِ مستقیم پر ہوں اور حق بجانب ہوں تو اس کتاب کو مقبول علمائے دیار و ہنصار و اہل اسلام کر۔ چنانچہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمایا کہ تمام علماء حرمین شریفین و بلاد اسلام اس کے مسائل میں متفق ہیں۔ اور خود کتاب کو پسند کرتے ہیں: ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ بلفظہ۔ انوار ساطعہ صفحہ ۳۲۷۔

(د)

خط چہارم از جانب حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ۔ بنام مولوی محمد عبد السمیع صاحب علیہ الرحمۃ۔ یازدہم رجب ۱۳۰۷

ہجری۔ انوار ساطعہ از اول تا آخر شنیدم و بغور و تدبیر نظر کردم ہمہ تحقیق را موافق مذہب و مشرب خود و بزرگان خود یافتیم۔ بلفظہ۔ انوار ساطعہ صفحہ ۳۲۷۔

(ه)

خط پنجم: از جانب حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ بنام مولوی محمد عبد السمیع علیہ الرحمۃ۔ مورخہ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۰۷ ہجری۔ میں خود مولود شریف پڑھواتا ہوں۔ اور قیام کرتا ہوں۔ اور ایک روز میرا یہ حال ہوا کہ بعد قیام سب بیٹھ گئے۔ مگر میں بے خبر کھڑا رہ گیا بعد دیر کے مجھ کو ہوش آیا تب بیٹھا۔ بلفظہ۔ انوار ساطعہ۔ صفحہ ۳۲۷۔

(۲۷) فیصلہ ہفت مسئلہ مولفہ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ پیر و مرشد دیوبندیاں

حضرت حاجی صاحب علیہ الرحمۃ نے ان سات مسائل کا فیصلہ منصفانہ لکھا ہے۔ جن میں حضرت مولانا مولوی ابو محمد عبد الرحمن غلام دستگیر صاحب قصوری علیہ الرحمۃ اور مولوی خلیل احمد صاحب وہابی دیوبندی کے درمیان بہاولپور میں ۱۳۰۶ ہجری میں مناظرہ ہوا تھا۔ اور پھر کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و تحلیل لکھی گئی۔ اور علماء و مفتیان اربعہ مذاہب حرمین شریفین کی تقدیر سے شائع ہوئی۔ وہ ہفت مسائل یہ ہیں۔ اول: مسئلہ مولود شریف، دوم: مسئلہ فاتحہ مروّجہ۔ سوم: عرس و سماع، چہارم: نداء غیر اللہ، پنجم: جماعت ثانیہ، ششم: امکان کذب باری تعالیٰ۔ ہفتم: امکان نظیر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اس بات میں صرف مسئلہ مولود شریف کی ضرورت ہے اس لیے وہی لکھا جاتا ہے۔

اس امر میں تو کوئی شک نہیں کہ نفس ذکر و ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجب خیرات و برکات دنیوی و اخروی ہے۔ صرف کلام بعض تعینات وغیرہ میں ہے جن میں بڑا اصرار قیام ہے بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں لقولہ کل بدعة ضلالة اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں لا اطلاق دلائل فضیلۃ الزکر اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جائے۔ کما یظہر من العامل فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہورد۔ پس ان تخصیصات کی اگر کوئی عبادت مقصود نہیں سمجھتا۔ بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے اور ہیئت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں۔ مثلاً قیام لذاتہا۔ عبادت نہیں مگر تعظیم رسول کو عبادت جانتا اور کسی مصلحت سے اس کی یہ ہیئت معین کر لی۔ اور مثلاً ذکر ولادت کو ہر مستحسن سمجھتا ہے مگر مصلحت سہولت دوام یا کسی اور مصلحت سے بارہ ربیع الاول مقرر کر لی تو ایسی تخصیص مذموم نہیں۔ تخصیصات اشغال و مراکبات و تعینات رسوم مدارس و خانقاہات اسی قبیل سے ہیں۔ اگر کوئی شخص عمل مولد ہیئت کذا یہ کو موجب برکات یا آثار کا اپنے تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنی کے قیام کو ضروری سمجھے تو اس کے بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں اور اعتقاد ایک امر باطن ہے۔ اس کا حال بدوں دریافت کیئے ہوئے یقیناً معلوم نہیں ہو سکتا۔ محض قرآن تحمید سے کسی پر بدگمانی اچھی نہیں اور یہ قیاس کر لینا کہ ہر شخص وجوب قیام کا معتقد ہے درست نہیں اور اگر کسی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض واجب ہے تو صرف اس کے حق میں بدعت ہو جائے گا۔ جس کا یہ عقیدہ نہیں۔ اس کے حق میں مباح اور مستحسن

رہے گا اور بعض اہل علم صرف جاہلوں کی زیادتیاں دیکھ کر جیسا کہ بعض مجالس میں واقع ہوتا ہے سب موالید پر ایک حکم لگا دیتے ہیں۔ یہ بھی انصاف کے خلاف ہے پس تحقیق مختصر اس مسئلہ میں یہ ہے جو مذکور ہوئی۔ اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں۔ اور قیام میں لطف اور لذت پاتا ہوں۔ الخ۔ بلفظ صفحہ ۲۶۔ دیکھیے مفتی جی! یہ ہے انصاف بزرگان دین کا۔ بالخصوص عمل پیر و مرشد و ہابیہ دیوبندیہ کا جو مریدوں پر واجب ہے۔ (۲۸) حضرت مجدد زمان پایہ حرمین شریفین شیخ العلماء والفضلاء مولانا محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات جن کو خود مولوی خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ میں شیخ الہند اور تمام علمائے مکہ معظمہ پر فائق اور ان سے اعلم لکھا ہے۔

(الف) اس رسالہ (انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ) کو اول سے آخر تک اچھی طرح سنا۔ اسلوب عجیب اور طرز غریب بہت ہی پسند آیا۔ میرے اساتذہ کرام کا اور میرا عقیدہ مولد شریف کے باب میں قدیم سے یہی تھا۔ اور یہی ہے بلکہ مختلف و صحیح ظاہر کرتا ہوں کہ میرا ارادہ وہی ہے

برین زیستم ہم برین بگذرم

اور عقیدہ یہ ہے کہ انعقاد مجلس میلاد بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو۔ جیسے تقنی اور باجا اور کثرت سے روشنی بے ہودہ نہ ہو۔ بلکہ روایات صحیحہ کے موافق ذکر معجزات اور ذکرواد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا جائے۔ اور بعد اس کے اگر طعام پختہ یا شیرینی بھی تقسیم کی جائے۔ اس میں کچھ حرج نہیں بلکہ اس زمانہ میں جو ہر طرف سے پادریوں کا شور بازاروں میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے دین کی مذمت کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف آریہ لوگ جو خدا ان کو ہدایت کرے۔ پادریوں کی طرح بلکہ ان سے زیادہ شور مچا رہے ہیں۔ ایسی محفل کا انعقاد ان شروط کے ساتھ جو میں نے اوپر ذکر کی ہیں۔ اس وقت میں فرض کفایہ ہے۔ میں مسلمان بھائیوں کو بطور نصیحت کے کہتا ہوں۔ ایسی مجلس کے کرنے سے نہ رکیں۔ اور اقوال بے جا منکروں کی طرف جو تعصب سے کہتے ہیں۔ ہرگز نہ التفات کریں۔ اور قیام وقت ذکر میلاد کے چھ سو برس سے جمہور علماء صالحین نے متکلمین اور صوفیہ صافیہ نے جائز رکھا ہے۔ اور تعجب ہے۔ ان منکروں سے ایسے بڑھے کہ فاکہانی مغربی کے مقلد ہو کر جمہور سلف صالح کو متکلمین و محدثین اور صوفیہ صافیہ سے ایک ہی لڑی میں پرو دیا۔ اور ان کو ضال و مضل بتلایا۔ اور خدا سے نہ ڈرے کہ اس میں ان لوگوں کے استاذ اور پیر بھی تھے۔ مثل حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی ان کے صاحبزادے شاہ ولی اللہ دہلوی۔ اور ان کے صاحبزادے شاہ رفیع الدین دہلوی۔ اور ان کے بھائی شاہ عبدالعزیز دہلوی۔ اور ان کے نواسے حضرت مولانا اسحاق دہلوی قدس اللہ اسرار ہم سب کے سب انہیں ضال و مضل میں داخل ہوئے جاتے ہیں۔ اف ایسی تیزی پر جس کے موافق جمہور متکلمین اور محدثین اور صوفیہ سے حرمین مصر اور شام اور یمن۔ اور دیار عجمیہ میں لاکھوں گمراہی میں۔ اور یہ چند حضرات ہدایت پر۔ بلفظ۔ (انوار ساطعہ۔ صفحہ ۳۲۲-۳۲۳)۔ (ب) نقل تفریط از کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل۔ مؤلفہ حضرت حاجی حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً مولوی ابو محمد عبدالرحمن غلام دستگیر علیہ الرحمۃ۔

وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد کا لب لباب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

بعد حمد و نعت کے کہتا ہے راجی رحمت رب المنان رحمت اللہ بن خلیل الرحمن غفر لہما الحنان کہ مدت سے بعض باتیں جناب مولوی رشید احمد صاحب کی سنتا تھا۔ جو میرے نزدیک وہ اچھی نہ تھیں۔ اعتبار نہ کرتا تھا کہ انہوں نے ایسا کہا ہوگا۔ اور مولوی عبدالمصباح صاحب کو جو ان کو میرے سے رابطہ شاگردی کا ہے جب تک مکہ معظمہ میں نہیں آئے تھے۔ تحریر منع کرتا تھا۔ اور مکہ معظمہ میں آنے کے بعد تقریر ابھرتا تھا کہ آپس میں مختلف نہ ہوں۔ اور علماء مدرسہ دیوبندیہ کو اپنا بڑا سمجھو۔ پردہ مسکین کہاں تک صبر کرتا اور میرا اعتبار نہ کرتا۔ کس طرح ممتد رہتا کہ حضرت علماء مدرسہ دیوبندیہ کی تحریر اور تقریر بطریق توازن سمجھتے ہیں کہ تمام افسوس سے کچھ کہنا پڑا اور چپ رہنا خلاف دیانت سمجھا گیا۔ سو کہتا ہوں کہ میں جناب مولوی رشید کو رشید سمجھتا تھا۔ لیکن میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے۔ (یعنی غیر رشید) جس طرف آئے اس طرف ایسا تعصب برتا کہ اس میں ان کی تقریر اور تحریر دیکھنے سے روٹکھا کھڑا ہوتا ہے۔

حضرت اول قلم اس پر اٹھایا کہ جس مسجد میں ایک دفعہ جماعت ہوئی ہو اس میں دوسری جماعت کو بغیر اذان اور تکبیر کے ہو اور دوسری جگہ ہو جائز نہیں۔ آپ کا اور آپ کے تبعین کا وہ حکم تو نہ تھا۔ جو نجدیوں کے وقت حکومت مکہ معظمہ کے تھا کہ جماعت اذان میں حاضر نہ ہو۔ اس کو مزاد دیتے تھے۔ سو آپ کا اور آپ کے تبعین کا ایسا حکم جاہلوں کے واسطے من و سلوی ہو گیا کہ سب موسموں میں خاص کر شدت گرمی کے موسم میں عذر ہاتھ لگ گیا کہ عذر کے سبب اب تو جماعت فوت ہو گئی ہے دوسری جماعت جائز نہیں دکان اور گھر چھوڑ کر مسجد میں کس واسطے جائیں۔ اور علماء نے جو مخالف ان کے لکھا کتب سنتے تھے۔ اپنی ہٹ پر روز بروز بڑھتے تھے۔ پھر ایک فاسق مردود کو جو اپنے کو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے برابر سمجھتا تھا۔ اور سب انبیاء بنی اسرائیل سے اپنے کو افضل گنتا تھا۔ اور اپنے بیٹے کو درجہ خدائی پر پہنچاتا تھا۔ عیسیٰ اور موسیٰ اور پیغمبر علیہم السلام کا کیا ذکر ہے۔ اور اس کے مرید تو کھلم کھلا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور بہاؤ الدین نقشبند (رحمۃ اللہ تعالیٰ) اور شہاب الدین سہروردی (رحمۃ اللہ تعالیٰ) اور حضرت معین الدین چشتی قدس اللہ اسرار ہم کو جن کے سلسلوں میں لکھو کہا صالحین اور ہزار ہا اولیاء مقبول رب العالمین گزرے ہیں۔ کافر اور گمراہ کاندہ بتلاتا ہے۔ اور فحوائے

این خانہ تمام آفتاب است

این سلسلہ از طلائے ناب است

بڑا بھائی مردود کا دنیا کی کمائی کے لیے اور ہی طریقہ برتتا ہے اور دوسرا چھوٹا بھائی اس کا امام الدین نامی چوہڑوں اور بنگلیوں کی پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور ان کے نزدیک بڑا مقبول پیغمبر ہے حضرت مولوی رشید اس مردود کو مرد صالح کہتے ہیں۔ اور جو علماء اس مردود کے حق میں کچھ کہتے تھے مولوی رشید احمد اپنی ہٹ سے نہیں ہٹتے تھے۔ اور کہتے تھے مرد صالح ہے الحمد للہ کہ

حق تعالیٰ نے اس کو جھوٹا کیا۔ اور اپنے بیٹے کے حق میں دعویٰ کرتا تھا۔ اس میں بالکل ہی جھوٹا کیا۔ پھر حضرت مولوی رشید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ان کی شہادت کے بیان کو بڑی شدت سے محرم کے دنوں میں کیسا ہی روایت صحیح سے ہونے منع فرمایا۔ اور حالانکہ شاہ ولی اللہ صاحب سے جناب مولانا اسحاق مرحوم تک عادت تھی کہ عاشورہ کے دن بادشاہ دہلی کے پاس جا کر روایات صحیحہ سے بیان حال شہادت کرتے تھے۔ سو یہ سب ان کے مشائخ کرام و اساتذہ عظام میں ہیں سو آپ کے تشدد کے موافق ان مشائخ کرام و اساتذہ عظام کا جو حال ہے وہ ظاہر ہے اور میرے نزدیک اگر روایات صحیحہ سے حال شہادت کا بیان ہو تو فائدہ سے خالی نہیں۔ میں نے خود تجربہ کیا ہے کہ جب میں ہندوستان میں عاشورہ کے دن حال شہادت کا بیان کرتا تھا۔ اس مجلس میں کم سے کم ہوں تو ہزار آدمی سے زیادہ ہی ہوتے تھے۔ اور اس بیان شہادت میں تعزیوں کے بنانے کی برائی اور جو رسوم اور بدعات تعزیوں کے سامنے کی جاتی ہیں ان کی برائی بیان کرتا تھا۔ اور اس میں تین فائدے تھے۔ اول یہ کہ چھ گھڑی دن چڑھے اس وعظ کو شروع کرتا تھا۔ اور دو پہر تک اس مجلس کو ممتد بناتا تھا۔ سو ہزار سے زیادہ آدمی تعزیوں کے دیکھنے اور ان رسوم اور بدعات کے کرنے سے رکے رہتے تھے۔ دوسری یہ کہ اس بستی میں ساٹھ تعزیے بنتے تھے جس میں سے دو شیعوں کے اور اٹھاون (۵۸) سنت جماعت کے سوا اٹھاون میں سے دو ہی برس میں اکتیس (۳۱) کم ہو گئے۔ دو برس کے بعد غدر پڑ گیا۔ اور میں ہندوستان سے نکل کھڑا ہوا امید کہ ایک برس اگر رہنا میرا اور ہو تو یہ ستائیس جو اٹھاون میں سے باقی تھے یہ بھی موقوف ہو جاتے۔ تیسرے یہ کہ ہزار آدمیوں سے اونچے کو بلا واسطہ اور ہزار مرد عورت اور بچوں کو بلا واسطہ ان ہزار کے برائی تعزیہ کی اور ان بدعات کی معلوم ہو جاتی تھی۔ پر شکر کرتا ہوں کہ حضرت رشید نے حرمت بیان شہادت پر قلم اٹھایا۔ اور شہادت کے باطل کرنے پر لب نہ کھولی۔ پھر حضرت رشید نے جنو اسے کی طرف توجہ کی تھی۔ اس پر بھی اکتفانہ کر کے خود ذات حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اعلیٰ اخوانہ وآلہ واصحابہ وسلم کی طرف توجہ کی۔ پہلے ولود کو کنھیا کا جنم اٹھی ٹھہرایا۔ اور اس کے بیان کرنے کو حرام بتلایا اور کھڑے ہونے کو کوئی کیسے ذوق شوق میں ہو بہت بڑا منکر فرمایا۔ اس ٹھہرانے بتلانے فرمانے سے لکھو کہا علماء صالحین اور مشائخ مقبول رب العلمین ان کے نزدیک بڑے نفرتی ٹھہر گئے۔ پھر ذات نبوی میں اس پر بھی اکتفانہ کر کے امکان ذاتی سے تجاوز کر کے چھ خاتم النبیین بالفعل ثابت کر بیٹھے اور امکان ذاتی کے باعتبار تو کچھ حد ہی نہ رہی۔ اور ان کا مرتبہ کچھ بڑے بھائی سے بڑھتی نہ رہا۔ اور بڑی کوشش اس میں کی کہ حضرت کا علم شیطان لعین کے علم سے کہیں کمتر ہے۔ اور اسی عقیدے کے خلاف کو شرک فرمایا۔ پھر اس توجہ پر جو ذات اقدس نبوی کی طرف تھی اکتفا نہ کیا۔ ذات اقدس الہی کی طرف بھی متوجہ ہوئے۔ اور جناب باری تعالیٰ کے حق میں دعویٰ کیا کہ اللہ کا جھوٹ بولنا ممتنع بالذات نہیں۔ بلکہ امکان جھوٹ بولنے کو اللہ کی بڑی وصف کمال کی فرمائی۔ نعوذ باللہ من ہذا الخرافات میں تو ان امور مذکورہ کو ظاہر اور باطن میں بہت بڑا سمجھتا ہوں۔ اور اپنے محبت کو منع کرتا ہوں کہ حضرت مولوی رشید کے اور ان کے چیلے چانٹوں کے ایسے ارشادات نہ سنیں اور میں جانتا ہوں کہ مجھ پر کھلم کھلاتا ہوگا۔ لیکن جب جمہور علمائے صالحین اور اولیاء کاملین اور رسول رب

العلمین اور جناب باری جہان آفرین ان کی زبان اور قلم سے نہ چھوٹے تو مجھے کیا شکایت ہوگی۔ قصبہ گنگوہ مدت ہائے دراز میں نکل اولیائے کرام سلسلہ چشتیہ صابریہ کا رہا ان میں سے ایک ناپاک الہ بخش نامی بعد مرنے کے خلق کے نزدیک ایسی روح نجس موذی مشہور ہوا کہ صد ہا کوس تک اس کی ایذا سے خلق ڈرتی ہے۔ کیا اس روح نجس کے سبب ان اولیاء کو جو بکثرت ہوئے برا کہہ سکتا۔ حاشا وکلا وہ تو اپنی زندگی جہل کے سبب بڑا اعتبار نہ رکھتا تھا۔ خوف یہ ہے کہ اگر کوئی بڑا اعتبار والا حضرت گنگوہ میں نکل کھڑا ہو تو اس سے کتنا خوف ہوگا۔ اور جیسا مشکوٰۃ المصابیح کی کتاب الامارہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ (نعوذ باللہ من راس السبعین و امادة الصبیان) یعنی ہم پناہ مانگتے ہیں ابتدا ستر سے اور حکومت لڑکوں سے) میں بھی اس زمانہ کے حالات اور حضرت رشید اور ان کے چیلے چانٹوں کی تحریر اور تقریر سے پناہ مانگتا ہوں۔ جو اس مقدمہ میں وہ کچھ میرے اوپر تحریر کریں گے تین سبب سے اس کے جواب کی طرف التفات نہ کروں گا۔ اول یہ کہ شدت کا ضعف ہے اور مجھ میں طاقت ان چیزوں کی طرف توجہ کی ہی نہیں۔ دوسری یہ کہ اس امر میں بوجہ مصلحت زمانہ کے باطل مخالف ہے۔ تیسری یہ کہ اور بہت اللہ کے بندے ان کے مقابلہ پر کھڑے ہیں۔ باقی ہیں اور دو بات۔ ایک یہ کہ فرماتے ہیں بوجب خواب کسی شخص کے کہ علمائے دیوبند کے علمائے حرمین سے افضل ہیں۔ سبحان اللہ چھوٹا منہ بڑی بات۔ شیخ عبدالرحمن سراج نے بیس (۲۰) برس منصب افتاء پر قیام کیا۔ اس بیس برس میں صغیر و کبیر موافق مخالف ان کی دیانت کے قائل ہیں۔ ان سے پہلے سید عبداللہ مرغنی جو مفتی تھے۔ ان کی دیانت امانت بھی ضرب المثل ہے۔ اور اکثر علماء صالحین یہاں موجود ہیں۔ گو بعض غیر صالحین بھی یہاں موجود ہیں۔ بعض کی خطا میں اکثر کے حق میں بدگمان ہونا شان مسلم کی نہیں۔ دوسری یہ کہ فرماتے ہیں کہ مسجد الحرام میں ایک عالم نابینا سے مولود کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا (بدعت و حرام) شاید وہ نابینا مولوی محمد انصاری سہارنپوری ہوں گے جو تبقیہ سے نام ان کا نہیں لیا۔ ان کو مکہ کا ہر صغیر و کبیر اہل علم سے برا کہتا ہے۔ یا اور کوئی ایسا اندھا عقل اور بینائی کا ہوگا۔ سبحان اللہ! خواب ایک مجھول شخص سے دیوبند کے علماء حرمین کے علماء سے افضل ٹھہریں اور ایک بینائی کے اندھے کے کہنے سے جو حقیقت میں وہ عقل کا بھی اندھا ہے۔ مولود شریف بدعت اور حرام ٹھہر جائے۔ اس پر مجھے ایک نقل یاد آئی ہے کہ مداری فقیروں میں کہ اکثر ان میں کے رند و بد مذہب ہوتے ہیں۔ گو شاذ و نادر بعض ان میں کے اچھے بھی ہوں ایک اپنے مرید کو کہتا تھا کہ بعد کچھ خدمت کے تجھے ایک نکتہ فقیری کا بتاؤں گا۔ بعد چند مدت کے اس نے خدمت کر کے جو دو نکتہ پوچھا۔ تو کہا؟ کہ مولا، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مدآرتیوں کے اول میم ہے کہ تینوں کا درجہ ایک ہی رہا۔ دوسرا نکتہ تجھے بعد اور کچھ خدمت کے بتاؤں گا۔ بعد گزرنے مدت کے اور کرنے خدمت کے جو دوسرا نکتہ پوچھا؟ کہا کہ مکہ، مدینہ، مکھن پور تینوں کے اول میم ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ تینوں آپس میں برابر ہیں۔ اس رند نے نکتہ، مدینہ کو مکھن پور کے برابر بتلایا تھا۔ حضرت مرچ فحوائے ہر کہ آمد براں مزید کرد۔ دیوبند کو مکہ۔ مدینہ دونوں سے افضل ٹھہرا دیا کیوں نہ ہو شاہ باش۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنین کنند

دوسری بات یہ ہے کہ براہین قاطعہ میں انوار ساطعہ کے جواب میں کوئی فقرہ نہ ہوگا کہ اس کے مصنف کو صراحتاً کلام فحش سے یاد نہ کرتے ہوں۔ اس پر مجھے دوسری نقل یاد آئی کہ جامع مسجد کے شہدے کہ۔ ندی اور گالی گلوچ بکنے میں مشہور ہیں۔ ان میں سے ایک کی بیعت کا حال میں نے سنا تو معلوم ہوا کہ اس کے مرشد نے وقت بیعت لینے کے یہ کہا تھا کہ سن بے کھیلاؤ۔ گالی گلوچ بکیو۔ پر کاف لام سے رکبو۔ سن کر کے یہ مضمون میری سمجھ میں نہ آیا۔ میں نے ان کے ایک معترف سے پوچھا کہ اس قول کے کیا معنی ہیں۔ کہا کہ کاف سے مراد کسی کو کافر کہنا اور لام سے لعنت کرنا۔ سبحان اللہ! جامع مسجد کے شہدائے کبار کہنے اور لعنت کہنے کو ایسا برا سمجھیں۔ اور براہین قاطعہ کے مصنف ان کو مشرک اور کافر بتلا دیں۔ بعض جگہ بعض چیزوں میں مشہور ہیں۔ جیسے میری بستی کرانہ اور نانوتہ جس کے رہنے والے مولوی قاسم اور مولوی یعقوب وغیرہ ہاتھ نہ خوشست میں مشہور ہیں کہ عوام صبح کو نام بھی نہیں لیتے۔ کرانہ کو بیڑیوں والا شہر اور نانوتہ کو پھونٹا شہر کہتے ہیں۔ اور کرسی اور کاندھلہ۔ اور کرسی اور کاندھلہ۔ اور انٹھ جو جنت میں مشہور ہیں۔ اور ان بستیوں کے اہالی ہیں کچھ نہ کچھ تاثیر ہوتی ہے۔ میری بستی کی تاثیر میرے میں یہ ہوتی کہ ایسا زمانہ خوشست کا دیکھا۔ اللہ تعالیٰ مولوی غلیل احمد کو ان کی بستی کے خواص سے بچائے۔ اور حضرت مولوی غلام دستگیر صاحب ان کے رد میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

العبد محمد رحمت اللہ بن خلیل الرحمن غفر لہما الحنان۔ ۱۵ ذی قعدہ ۱۳۰۰ھ ہجری از

مکہ معظمہ۔ بلفظہ کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل، صفحہ ۳۰ تا ۳۱۔

فقیر ارقم الحروف عرض کرتا ہے کہ مولود شریف کا بیان باوجود اختصار کرنے کے طویل ہوتا جاتا ہے۔ اگر کلام مفصل لکھا جائے تو کئی جلدوں میں بھی نہ سمائے۔ اس لیے بخوف اظناب بس کرتا ہوں۔ اور بحث اثبات قیام کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ جس کی بابت آپ نے لکھا ہے کہ احادیث و آثار سے کسی قادم کے لیے قیام کرنا مکروہ ہے۔ اور یہ بات آیات و احادیث و آثار اور اقوال علمائے کبار کے بالکل خلاف ہے۔ اب ذرہ ٹھنڈے دل سے سنئے۔

فصل یازدہم

در بیان اثبات قیام تعظیمی وقت

ذکر ولادت با سعادت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پہلے اس سے آپ کے اعتراضات کے جوابات جو قیام ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تھے۔ کافی پر آچکے ہیں۔ اب میں بالعموم قیام تعظیمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آیات اور احادیث و دیگر اقوال محدثین و علمائے کرام عرب

ہر جہ سے ثابت کرتا ہوں۔ غشا و قلب و عین کو دور کر کے غور اور تدبر کیجئے۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انا ارسلناک شہیداً و مبشراً و نذیراً لتؤمنوا باللہ و رسولہ و تعزروہ و توقروہ و تسجدوا بکرة و اصیلا۔ (فتح) تحقیق ہم نے رسول بنا کر آپ کو بھیجا گواہ اور حالات بتانے والا خوشی کے اور ڈر سنانے والا۔ تاکہ تم اے لوگو ایمان لاؤ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اس کی مدد کرو اور عزت اور تعظیم کرو اس کی اور پھر تسبیح کرو اللہ تعالیٰ کی صبح اور شام۔ یہ آیت شریف اصل تعظیم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وارد ہے۔ جس کا مفصل ذکر نمبر ۱۳ صفحہ ۲۷ کے پر ہو چکا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الذین یدکرون اللہ قیماً و قعوداً و علی جنوبہم۔ (سورہ آل عمران) وہ لوگ ہیں جو یاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور اپنی کروٹوں پر ذکر الہی کھڑے بیٹھے اور لیٹے تینوں طرح کر سکتے ہیں۔ اور کرنے کا حکم ہے۔ اسی طرح ذکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی کرنا چاہیے۔ کیونکہ ذکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر خدا میں شامل ہے۔ جیسے کتاب الشفاء میں زیر آیت و رفعنا لک ذکرک کے لکھا ہے کہ جعلتک و ذکر امن ذکر امن ذکرک ذکرک یعنی کیا میں نے تجھ کو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر اپنا۔ جس نے یاد کیا تجھ کو اس نے یاد کیا تجھ کو۔ پس کھڑے ہو کر ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرنا اس آیت شریف سے ثابت ہوا جو قیام تعظیمی ہے۔

(۳) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۲۳۸ سطر ۱۰۔ و رفعنا لک ذکرک اور بلند کیا ہم نے تیری قدر ظاہر کرنے کو تیرا ذکر نبوت و رسالت اور خاتم ہونے کے ساتھ یا اس طور پر کہ اذان و اقامت۔ تشہد، خطبہ میں تیرا نام اپنے نام سے ہم نے ملا رکھا ہے۔ تاکہ بندے جب مجھ کو یاد کریں تو تجھ کو بھی یاد کریں۔ یا خود میں نے تجھ پر سلام بھیجا۔ اور اوروں کو تجھ پر درود بھیجنے کا حکم دیا۔ الخ۔ گویا خداوند تعالیٰ کا ذکر کرنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے ساتھ شامل ہے۔ اور مولود شریف میں ذکر اللہ تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی ہوتا ہے۔ جو قیام جائز ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یا ایہا الذین امنوا اذا قبل لکم نفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم و اذا قیل انشزوا فانشزوا الایۃ۔ یعنی اے ایمان والو! مسلمانو جب تم کو کہا جائے کہ جگہ کشادہ کرو و مجلسوں میں تو جگہ کشادہ کرو لوگوں میں۔ تاکہ کشادہ کر دے اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے (قبریا بہشت۔ یا تنگی اور زحمت دور کر دے) اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو۔ تو اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ اس آیت کے نیچے تفسیر قادری میں لکھا ہے۔ مجلسوں سے مراد مجالس ذکر اور تلاوت اور نماز کی مجالس ہیں۔ پس کوئی شبہ نہیں کہ مجلس ہذا جو کہ مولود شریف کی محفل ہے۔ مجلس ذکر ہے۔ اس میں دقت ذکر ولادت با سعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑے ہونا واجب ہے۔ کیونکہ قاری مولود کے کہنے پر عمل کرنا واجب ہوا۔ جب وہ مجلس میں سب کو کہہ دیتا ہے کہ تعظیم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ اور قاری مولود وقت ذکر ولادت شریف یوں کہتا ہے

اٹھ کھڑے ہو مومنو تعظیم کو اور جھکا دو اپنا سر تسلیم کو
ندا از حاملان عرش آمد کہ بر خیز از پے تعظیم احمد علیہ السلام
ندائے غیب یہ آئی برابر کہ تعظیم محمد کیجئے اٹھ کر
اٹھو ذکر میلاد حضرت ہے اب کھڑے دست بستہ ہوؤ سب کے سب
سر کے بل اٹھو سنو جب مصطفیٰ پیدا ہوئے نور سے جن کے جہاں میں انبیاء پیدا ہوئے
اس آیت شریف سے ثابت ہے کہ اگر کوئی شخص ذکر ولادت باسعادت کے وقت مولود شریف میں تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کھڑا نہ ہو وہ آیت قرآنی کا منکر مشقی القلب نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

(۵) حدیث شریف اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم، صفحہ ۲۵ باب القیام۔ عن عکرمہ بن ابی جہل قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يوم جنة گفت عکرمہ کہ گفت آنحضرت در روز آمدن من آنحضرت را بران بیعت اسلام مرحبا بالواکب المهاجر بسوائے کہ ہجرت آورد۔ در جب مکان فراخ را گویند ایں و ما نبش آمدن خوشحال رسیدن و سیوطی در جمع الجوامع از مصعب بن عبد اللہ آوردہ یک چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عکرمہ بن ابی جہل را ویدایسناد و بجانب اورفت و اعتنا کرد و فرمود۔ مرحبا بالواکب المهاجر۔ الحدیث۔ رواہ الترمذی۔ بلفظہ۔ اس حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عکرمہ بن ابی جہل کے لیے قیام بھی فرمایا۔ اور استقبال کر کے معانقہ فرمایا۔

(۶) حدیث شریف ایضاً جلد چہارم، صفحہ ۲۶۔ وعن الشعبي ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم تلقى جعفر بن ابی طالب۔ شعبی کہ از تابعین است روایت مے کند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش آمد جعفر بن ابی طالب را و لتزمه و قبل ما بین عینیہ پس معانقہ کرد و او با بوسہ در درمیان دو چشم وے۔ الخ۔ بلفظہ۔

(۷) حدیث شریف ایضاً جلد چہارم صفحہ ۲۷۔ وعن زارع وكان دفه عبد القيس روایت ست از زارع۔ بود وے در ایلجیان عبد القیس قال گفت لما قدمنا المدينة هر گاه که قدوم آور دیم بمدينه فجعلنا نتبادم من دواحدنا پس شتابی می کردیم و از دور مے شتافتیم و فرد دیم آمدیم و فی افتادیم از مرکب هائے خود نقبل يد رسول الله پس بوسہ مے دادیم دست مبارك پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورجل۔ وپائے شریف اور ازین جائے تجویز پائے بوس معلوم شد و رواہ ابو داؤد بلفظہ۔

توضیح:- اس حدیث شریف اور اس سے پہلی حدیث شریف سے قیام و معانقہ اور بوسہ ہاتھوں اور پاؤں کا ثابت ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف سے کس قدر تعظیم اور ادب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہی اپنی ساریوں پر سے کود پڑے اور دور سے ہی اتر پڑے۔ اور آتے ہی ہاتھ اور پاؤں مبارک کو چوم لیا۔ اس سے قدم بوسی کیسی صاف ثابت ہے

یاد رہا بوس کو قیام ہی برا معلوم ہوتا تھا۔ حالانکہ قدم بوسی سر کو جھکا کر سجدہ کی طرح کی جاتی ہے۔ قیام کا رونا تو روتے ہی تھے۔ اب قدم بوسی پر بیٹنا اور سر کو نوچنا ہوگا۔ جو وہابیوں کے نصیب ہے۔

(۸) حدیث شریف اشعة اللمعات جلد چہارم، صفحہ ۲۷۔ رضی اللہ عنہا قالت ما رأيت احد كان اشبه سمناً وهدیار دلاوفی رواية حدیثا و کلاما گفت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یدم یحییٰ یکے را مانند ترا بخشوع و خضوع و تواضع و بے وسکینہ و وقار و حسن خلق و حسن حدیث۔ بر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من فاطمة رضي الله عنها از آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ عنہا کانت اذا دخلت فاطمة چوں مے در آمد براں حضرت قام ایروا مے ایسناد مے رفت و میل مے کرد آنحضرت بسوائے دے ناخه بیدھا پس مے گرفت آنحضرت دست فاطمة اقبلها پس بوسہ مے کرد و اگر او را اذا جلسها فی مجلسه وے مے نشاند آنحضرت فاطمه را در جائے نشست خود بیٹے جائے خود را برائے وے مے گذاشت و ادراے نشاند و کان اذا دخل عليها قامت اليه فاخذت بيده فقبلته واجلسه فی مجلسها۔ و بود آنحضرت چوں مے در آمد بر فاطمه مے ایستاد مے رفت و میل مے کرد بوسے آنحضرت پس مے گرفت دست آنحضرت را پس بوسہ مے کرد و مے نشاند آنحضرت را در مجلس نشست خود (رواہ ابو داؤد) بلفظہ۔

دیکھئے کیا قیام بالوضاحت ہے قادم کے لیے جس کے آپ منکر ہیں۔

(۹) حدیث شریف مشکوٰۃ، باب القیام، عن ابی سعید خدری قال لما نزلت علی حکم سعد بعث رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اليه وكان قريباً منه فجاء علي حار فلما دنا من المسجد قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم در انصار قوموا الي سيدكم متفق عليه یعنی ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب (بنو قریظہ کا قبیلہ ایک حصار سے) اترے حکم سعد بن معاذ بن بنو قبیلہ اوس کے سردار تھے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو (سعد بن معاذ کی طرف) بھیجا۔ اور حضرت سعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک تھے طلب کیا ان کو۔ پس حضرت سعد بن معاذ گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ اور جب مسجد (نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نزدیک پہنچے (جہاں حضرت تشریف فرما تھے) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کو فرمایا کہ اٹھو اور جاؤ اپنے سردار کی طرف یعنی کھڑے ہو جاؤ اپنے سردار کے لیے۔ نیز اس حدیث شریف کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ اشعة اللمعات میں اس طرح لکھتے ہیں۔ وہم طبعے از محی السنۃ نقل کردہ اند جماہیر علماء بایں حدیث برا کرام اہل فضل از علم یا صلاح یا مشرف بقیام و امام محی السنۃ محی الدین نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گفتہ کہ ایں قیام مر اہل فضل را وقت قدوم آوردن ایشان مستحب است و احادیث دریں باب در ردیف و در نہی از اس صریحاً چیزے صحیح شدہ۔ الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۰۔

پس صاف ہے کہ اس پر اجماع جماہیر علماء ہو چکا ہے کہ ہر اہل فضل و قادم کے لیے قیام کرنا جائز ہے۔

(۱۰) مشکوٰۃ کی حدیث کتاب الآداب باب القیام الفصل الثالث۔ وعن ابی هريرة رضي الله عنه قال كان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یجلس معنا فی المسجد ویحدثنا فاذا قام تمنا قیاماً حتی نراہ
دخل بعض بیوت ازواجه یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ساتھ مسجد میں تشریف رکھا کرتے تھے۔ جب حضور کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ ہم بھی کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ اور کھڑے
کرتے جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی اپنے ازواج مطہرات کے گھر میں داخل ہو جاتے۔

(۱۱) ایضاً۔ وعن واثلہ بن خطاب قال دخل رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وهو فی
المسجد قاعدا فترجوا له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال الرجل ان فی المكان سعة فقال
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان للمسلم لحقاً اذا راہ اخوه ان یتزحزح له۔ یعنی واثلہ بن خطاب
روایت ہے کہا کہ ایک روز ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں
تشریف رکھتے تھے۔ پس سر کے اور ہلے (بطور قیام) اپنی جگہ سے اس آدمی کے لیے۔ پس عرض کی اس مرد نے کہ جگہ تو بہت
کشادہ ہے (ہلے اور سر کرنے کی ضرورت نہیں) پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق ہر مسلمان کے لیے ایک
جگہ ہے۔ جب وہ دیکھے اپنے بھائی کو آتے ہوئے تو ہلے اور سر کے رابطہ اظہار تعظیم و تکریم جس میں قیام بھی داخل ہے۔

اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اشعۃ اللمعات میں اس طرح فرماتے ہیں: قطع نظر از
فراخی جائے جمیدن و یکسو شدن از جائے بقصد اکرام واعتنائی حق ست۔ بلقلم۔ صفحہ ۳۳۳، جلد چہارم۔

(۱۲) غنیۃ الطالبین حضرت غوث پاک شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔ صفحہ ۳۶-۳۷۔ یستحب القیام للامام
العادل والوالدین واهل الدین والودع واکرم الناس واصل ذلك ماروی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ارسل الی سعد رضی اللہ عنہ فی شان اهل قریظۃ فجاء علی حمار قمر فقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم قوموا الی سیدکم و قد ردت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انها قالت کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا دخل علی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قامت الیہ فاخذت بیدہ وقلبتہ
واجلسہ فی مجلسہا واذا دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قام الیہا فاحذت بیدہا وقلبتہ
واجلسہ فی مجلسہا وقد روی عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انه قال اذا جاء کم کریم قوم فاکرموہ۔
ترجمہ: بہتر ہے قیام کرنا یا کھڑے ہو جانا (تعظیماً) بادشاہ عادل اور ماں باپ اور دیندار شخص اور پرہیزگار اور بڑے لوگوں کے
واسطے۔ اور اصل اس کی وہ احادیث ہیں جو روایت کی گئی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سعد رضی اللہ عنہ کی
طرف بلانے کے لیے بھیجا۔ پس سعد رضی اللہ عنہ ایک سفید گدھے پر سوار ہو کر حضور کی خدمت میں آئے تب فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کھڑے ہو جاؤ اپنے سردار کے واسطے نیز روایت کی گئی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے۔
فرمایا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس وہ کھڑی ہو جاتیں (تعظیماً)

اور ہاتھ مبارک کو بوسہ دیتیں۔ اور اپنے بیٹھنے کی جگہ پر حضور کو بٹھلاتیں۔ اور جب حضرت بی بی فاطمہ حضور کی خدمت میں آتیں
تو ان کے لیے حضور کھڑے ہو جاتے۔ اور ان کے ہاتھ پر بوسہ دیتے۔ اور اپنی جگہ پر بٹھلاتے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جب
ہمارے پاس کسی قوم کا کوئی بزرگ آئے تو اس کی عزت اور تعظیم کرو۔

(۱۳) آیات اللہ اکاملہ اردو حجۃ اللہ البالغہ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ صفحہ ۵۹۵۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے قصہ میں قوموا الی سیدکم کھڑے ہو تم طرف سردار اپنے کے۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھیں تو آپ ان کے لیے کھڑے ہو جایا کرتے
تھے۔ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جاتے
تھے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھڑی ہو جایا کرتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک چومتی تھیں۔ اور
اپنی جگہ آپ کو بٹھاتی تھیں۔ الخ۔ بلقلم۔

(۱۴) عقد الجوہر برزنجی۔ مصنفہ حضرت علامہ جعفر بن حسین برزنجی علیہ الرحمۃ، صفحہ ۲۸، مطبوعہ ۱۳۰۰ ہجری و ق۔
استحسن القیام عند ذکر مولد الشریف ائمة ذروایۃ و رویۃ فطوبی لمن کان تعظیمہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم غایۃ مرامہ و مراما۔ یعنی اور بے شک اچھا جانا قیام کرنے کو وقت ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے اماموں نے۔ جو روایت کرنے والے شعور مند ہیں۔ سو خوشخبری اور بھلائی ہو اس کے لیے جسے پسند ہو تعظیم نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی نہایت ہو مقصود مد نظر اس کا اور خواہش اس کی۔

(۱۵) حاشیہ عقد الجوہر مذکورہ بالا صفحہ ۲۹۔ منجانب حضرت نور اللہ شاہ قادری لکھنوی۔ یعنی علماء دین شرع متین اور فقہائے
راشدین و محدثین۔ اور مجتہدین متقدمین و متاخرین نے فرمایا کہ بے شک قیام کرنا خاص ذکر ولادت شریف پر واسطے تعظیم
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مستحسن اور لازم ہے۔ اور اس بات پر تمام مکہ و مدینہ منورہ کے عالموں کا اتفاق ہے۔ مگر فرقہ
دہلیہ کے لوگوں کو البتہ اس میں کلام ہے۔ اور سوا ان کے سب اکابرین اور علمائے محققین بے تکلف ہمیشہ سے قیام مولود شریف
کرتے چلے آئے ہیں۔ کسی کو انکار نہیں۔ جب مسلمانوں کو یہ بات ثابت ہو چکی تو ہر ایک صاحب ایمان کو پیروی کرنا لازم
ہے۔ خصوصاً مولانا جلال الدین سیوطی اور ابن جوزی محدث اور امام جعفر بن حسین برزنجی علاوہ ان کے بڑے بڑے علماء
ہندوستان اور فقہا محدثان چنانچہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی و معلم العلماء ذبیحہ مولانا ولی اللہ محدث دہلوی اور ابو العلماء
متاخرین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ادام اللہ فیضہم یہ سب کے سب مولود کے قیام کو مستحسن سمجھتے ہیں۔ اور اپنی اپنی
تصانیف میں کما حقہ ان سب صاحبوں نے وجوہات لکھی ہیں۔ بلکہ ہمارے جناب تقدس مآب امام العلماء سلطان الاصفیاء پیر
دیگر جنت آرام گاہ حضرت مرشدنا محمد شاہ سلامت اللہ علیہ الرحمۃ نے رسالہ اشباہ الکلام فی الاثبات المولد والقیام میں تو یہاں
تک لکھا ہے۔ اس کی تشریح بخوبی تمام لکھی ہے جس کا جی چاہے نظر انصاف سے دیکھ کر خاطر جمع کر لے۔ جب مطلب اس قدر

حدیثوں کو پہنچ چکا ہے۔ تو نزدیک اس فقیر مترجم کے قیام مولد شریف واجب ٹھہرا۔ اور اب انکار اس بات کا قصد اخذ نہ بلاتا ویل لامحالہ کفر ہوگا۔ اللہم اھدنا الصراط المستقیم۔ ۱۲ منہ بلفظہ صفحہ ۲۹۔

(۱۶) الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم حضرت شیخ محمد عبدالحق مہاجر کی۔ صفحہ ۱۳۸۔ افاد العلامہ مولانا و شیخ شیعنا عبد اللہ سراج الحنفی مفتی مکہ المکرمہ رحمۃ اللہ علیہا۔ اما القیام اذا جاء ذکر ولادته صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عند قرأۃ المولد الشریف نوارۃ الائمة اعلام واقراء الائمة والحکام من غیر نکر ولا رد وادولہذا کان مستحسننا ومن يستحق التعظیم غیرہ ویکفی اثر عبد اللہ بن مسعود ماراہ المسلمون حسنا فهو عند اللہ حسن واللہ ولی التوفیق والہادی الی سواء الطريق حرورہ خادم الشریعۃ الشریفۃ والمنہاج عبد اللہ بن المرحوم عبدالرحمن سراج المفسر بالمسجد الحرام۔ بلفظہ۔ ترجمہ: آقا وہ فرمایا ہے مولانا شیخ شیعنا عبد اللہ سراج حنفی مفتی مکہ معظمہ نے۔ اور قیام کرنا آپ کی ولادت باسعادت کے وقت مولود شریف میں سویرہ آئمہ اعلام سے متعارف ہے۔ اور قبول کیا ہے۔ اس کو اماموں اور حکام بادشاہوں نے بغیر انکار کرنے کسی منکر کے اور بغیر رد کرنے والے کے اس واسطے متحسن ہے اور کافی ہے۔ یہ اثر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ماراہ المسلمون حسنا فهو عند اللہ حسن۔ یعنی جس چیز کو مسلمان لوگ نیک جانیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی نیک اور اچھی ہے۔

(۱۷) ایضاً قول حضرت مولانا شیخ جمال بن عبد اللہ بن عمر مفتی حنفی مکہ معظمہ صفحہ ۱۳۹۔ القیام عند ذکر مولدہ الاعطر جمع من السلف استحسنہ فهو بدعة حسنة بلفظہ۔ یعنی مولود شریف میں قیام کرنا وقت ذکر پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک جماعت سلف نے متحسن کہا ہے۔ پس وہ بدعت حسنہ ہے۔

(۱۸) ایضاً تحریر مولانا شیخ محمد رحمت اللہ مہاجر کی صفحہ ۱۳۹۔ اصاب من احباب۔ ترجمہ جو (مولانا شیخ عبدالرحمان سراج نے) جواب دیا ہے۔ وہ صحیح ہے۔

(۱۹) ایضاً تحریر حضرت محمد بن سعید بن محمد باہیل مفتی شافعی مکہ معظمہ صفحہ ۱۳۹۔ ان القیام عند ذکر ولادته صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل انہ مندوب وقيل انہ بدعة حسنة لان البدعة تنقسم الی واجبة والی مستحبة والی بقية الاحکام الخمسة کما بینہ العلماء وفي محله۔ بلفظہ۔ ترجمہ: بے شک ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت قیام کرنا بعض نے مندوب کہا ہے کہ وہ بدعت حسنہ ہے۔ کیونکہ بدعت کے بہت سے اقسام ہیں۔ واجب مندوب، مستحب احکام خمسہ میں جیسے علماء نے بیان کیا ہے۔

(۲۰) ایضاً تحریر حضرت خلف بن ابراہیم مفتی حنبلی مکہ معظمہ صفحہ ۱۴۰۔ واما القیام عند ذکر مولدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فهو ادب حسن ولا یخالف مشروعاً ومن ترکہ مع قیام الناس علی اختلاف طبقاتہم فقد حاشیہ: مترجم الخ۔ یہ حضرت مترجم ہیں کتاب عقدا الجواہر مصنفہ حضرت جعفر بن حسین برزنجی کے۔

سلك مسلك الجفاو ربما يحصل عليه من الدم ولتوبخ مالا خیر فیہ ولا بهولنك الشطع والتعمق والتشريد فی انکادہ فانہ اسالتم واستخفان بالجناب الاعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلفظہ۔ یعنی قیام کرنا وقت ذکر پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمدہ ادب ہے شریعت کے مخالف نہیں اور جو کوئی آدمیوں کے ساتھ مولود شریف میں قیام کرنا ترک کرے۔ پس اس نے طریق جفا کا اختیار کیا۔ اور اکثر اس پر برائی اور توخی حاصل کرتے ہیں جس میں خیر نہیں۔ پس یہ بات ترک کرنا قیام کا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں استحقاق اور توہین ہے۔ (جو کفر ہے)۔

(۲۱) ایضاً تحریر شیخ مولانا محمد بن عبد اللہ بن حمید مفتی حنبلی مکہ معظمہ صفحہ ۱۴۰۔ ان المولد النبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فصل السيرة النبوية ومعلوم استحباب قراءة السيرة الشريفة کلا وبعضا واما القیام عند ذکر ولادته صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فهو مقتضى الادب ولا ینافی مشروعاً۔ الخ۔ بلفظہ۔ یعنی بے شک مولود نبوی ایک فصل ہے۔ سیرت نبویہ سے سیرت شریفہ کا کلا یا بعضا پڑھنے کا استحباب سب کو معلوم ہے۔ مگر قیام کرنا مقتضائی ادب ہے۔ اور قواعد شرعیہ کے مخالف نہیں۔

(۲۲) ایضاً تحریر مولانا محمد بن یحییٰ مفتی حنبلی مکہ اشرفیہ۔ صفحہ ۱۴۰۔ یجب القیام عند ذکر ولادته صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما مستحسنه العلماء الاعلام وقدوة الدين والاسلام فذكروا ان عند ذکر ولادته صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یحضر روحانۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقد ذلك فیجب التعظیم والقیامہ۔ یعنی قیام کرنا وقت ذکر ولادت باسعادت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واجب ہے۔ کیونکہ علمائے اعلام نے اس کو متحسن کہا ہے۔ جو کہ پیشوائے دین و اسلام کے ہیں۔ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی ولادت کے ذکر کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک حاضر ہوتی ہے۔ تو اس وقت تعظیم کے لیے قیام واجب ہے۔

(۲۳) ایضاً تحریر مولانا حسین بن ابراہیم مفتی مالکی مکہ معظمہ صفحہ ۱۴۱۔ القیام عند ذکر ولادته صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استحسنہ اکثر من العلماء یعنی حضرت سید الاولین والآخرین کی ولادت کے ذکر کے وقت قیام کرنے کو اکثر علماء نے متحسن کہا ہے۔

(۲۴) ایضاً تحریر مولانا محمد عمر بن ابی بکر رئیس مفتی شافعی مکہ معظمہ صفحہ ۱۴۱۔ نعم القیام عند ذکر ولادته صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استحسنہ العلماء وهو حسن یجب علينا من تعظیمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلفظہ۔ یعنی ہاں البتہ قیام کرنا وقت ذکر ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استحسان علماء سے ہے اور وہ اچھا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہم پر واجب ہے۔

(۲۵) ایضاً تحریر مولانا عثمان حسن الدمیاطی شافعی مکہ معظمہ۔ صفحہ ۱۴۱۔ القیام عند ذکر ولادته سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی قرآۃ المولہ الشریف تعظیماً لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امر لا شک فی استحسانہ وطلبہ واستحبابہ وانہ بہ ویحصل لفاعلہ من الثواب الحظ الاوفر وخیر الاکبر لانہ تعظم ای تعظیم للنبی الکریم ذی الخلق العظیم الذی اخرجنا اللہ بہ من ظلمات الکفر الی نور الایمان وخلصنا بہ من نار الجہل الی جنت المعارف و الایقان فتعظیمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسارعة الی رضاء رب العلمین و اظهار الاقوی شرائع الدین ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب ومن یعظم حرمان اللہ فهو خیر لہ عند ربہ ثم قال الدمیاطی بعد نقل الاحادیث المثبتة القیام فاستفید من مجموع ما ذکر باستحباب القیام لہ عنہ ذکر ولادته الخ۔ بلفظ۔ ترجمہ۔ کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولود شریف میں ذکرواد کے وقت آپ کی تعظیم کے واسطے قیام کرنا ایسا امر ہے جس کی استحباب اور استحسان میں کچھ شک نہیں۔ اور اس کے کرنے والے کو بہت بڑا ثواب ملتا ہے۔ کیونکہ یہ قیام تعظیمی ہے۔ اور تعظیم بھی اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جن کے سبب سے خداوند کریم نے ہم کو کفر کے اندھیرے سے نکال کر ایمان کی روشنی میں داخل کیا اور انہیں کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو جہل کی آگ سے نکال کر معارف اور ایقان کے باغ میں پہنچایا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرنا رضائے الہی کا باعث ہے جو شخص تعظیم کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے شعائر کی وہ تعظیم کرنا دلوں کی پرہیزگاری ہے۔ جو شخص تعظیم کرے گا اللہ تعالیٰ کے حرمان کی پس وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے واسطے بہتر ہے۔ پھر دمیاطی نے بعد نقل کرنے ان حدیثوں کے جن سے قیام کا ثابت ہوتا ہے کہا اس مجموع سے جن کو ہم نے بیان کیا ہے۔ آپ کی ولادت کے وقت قیام کرنے کا استحباب مستفاد ہوا۔

(۲۶) ایضاً مولدہ الکبیر مصنفہ حضرت علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ، ص ۱۴۳۔ فیقال نظیر ذلك فی القیام عند ذکر ولادته صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایضاً قال اجتمعت الامة المحمدية من اهل السنة والجماعة علی استحسان القیام المذكور قد قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یجتمع امتی علی ضلالة۔ (ترجمہ) جس کا جائے گا اسی کی نظیر سے قیام کرنا وقت ذکرواد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیز قیام مذکور کے استحسان پر امت محمدیہ اہلسنت وجماعت نے اجماع کر لیا ہے۔ اور تحقیق فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری امت گمراہی پر چلنے نہ ہوگی۔

(۲۷) ایضاً افادہ مولانا ابوالبرکات رکن الدین محمد المدعو متراب علی قدس سرہ، صفحہ ۱۴۳۔ حامداً ومصلياً در پردہ مبارکہ ذکر ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمچنان ذکر معراج وغزوات و معجزات و مانند انہما بروایات معتمدہ و معتبرہ در ہر وقت و ہر مکان ظاہر بلا تقیہ و تعین تاریخ و ماہ و معرے از بدعات منفرد او مجتمعاً بزبان عربی یا ہندی یا فارسی یا اردو۔ نہر باشد یا نظم بالا نفاق از مہوبات ست و خیر محض و موجب تقویت ایمان۔ و اما تعین آن در شہر ربیع اول و در شب دوازدهم آں در روز و نئے پس نزد

محدثین مانند امام نووی و حافظ ابوشامہ استاذ امام نووی و ابن جوزی و شیخ الوموئے زرہوتی و علامہ ناصر الدین مبارک معروف بابن طباطبائی و جلال الدین سیوطی و علامہ ظہیر الدین جعفر و محمد بن علی دمشقی مصنف سبل اللہ و امام برزنجی و شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم قدس اسرارہم پس از امور مستحسنہ است و از ادلہ قویہ دندان شکن مبرہن وثبت است۔ الخ۔ بلفظ۔ (۲۸) غیر مسلموں کی طرف سے ولایت لندن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کے لیے قیام۔ از اخبار زمیندار لاہور، مورخہ ۸ ذیقعد ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۱۵ء یوم یکشنبہ، صفحہ ۲، کالم ۳۔

ایک ہندوستانی مسلمان کا اعزاز انگلستان میں الوداعی جلسہ

خلاصہ: اس جلسہ الوداعی چودھری عبدالحق پیر ستر کا یہ ہے کہ اس جلسہ میں کثرت سے لوگ تھے۔ اور اعلیٰ طبقہ کے امراء قابل ذکر حسب ذیل حاضر تھے:

(۲) مسٹر جی بی ہینکن، سی۔ آئی۔ ای

(۱) ڈاکٹر جان پولن، سی۔ آئی۔ ای

(۴) مسٹر این۔ سی۔ سین

(۳) پروفیسر بی ڈبلیو آرٹلڈ

(۶) مسز جی۔ او۔ پیر سٹریٹ لاء

(۵) ڈاکٹر کیاڈیا، ایم۔ ڈی

(۸) مسٹر این۔ بی۔ دلال

(۷) مسٹر بی بی ورمایر سٹریٹ لاء

(۱۰) نواب امین الدین حسین خاں

(۹) پروفیسر لیون ایم۔ ڈی۔ ایچ۔ ڈی۔ لیون

(۱۲) السید بکری مصر

(۱۱) مسٹر اے۔ ایچ۔ تیمور مصر

(۱۴) مس ای۔ جے ہیلکٹ

(۱۳) مسز مردا کشمیر

(۱۶) مسٹر انور العظیم (مشرقی بنگال)

(۱۵) مسٹر و مسز مرزا ڈاکٹر حسن علی سندھ

(۱۸) مسٹر ولیم بل ممبر پارلیمنٹ

(۱۷) مسٹر و مسز فلائٹ

(۱۹) مسٹر ڈبلیو۔ سی۔ آئی۔ ای۔ وغیرہ

میر مجلس ڈاکٹر جان پولن صدر ہوئے جنہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ چودھری عبدالحق نے مشرق سے مغرب کے درمیان دوستانہ ارتباط بڑھانے میں کوشش کی ہے۔ جو قابل داد ہے۔ اور صاحبان نے بھی اپنی اپنی تقریریں کیں۔ اخیر پر بہت سے انگریز مردوزن میں سے ایک جاپانی شاعر (مسٹر کوماٹی) نے بھی اپنی نغمہ سنجی کی۔ اور ڈاکٹر پولن نے ایک لطیف نظم بزبان انگریزی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و مناقب میں پڑھی۔ جس کے دوران میں تمام حاضرین ازراہ تعظیم سروقد ایستادہ رہے اور جلسہ ختم ہو گیا۔ بلفظ۔ ملخصاً، و ملقطاً۔

میں کہتا ہوں مسلمانو غور کرو! اور منکر و سوچو!! یہ ہے قیام تعظیمی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو اس جلسہ میں

غیر مسلمین عالی درجات دنیا کی طرف سے عمل میں آیا۔ اس تعظیم کی وجہ سے ممکن ہے کہ خداوند کریم ان لوگوں کو آخرت میں بھی کوئی ایسی سبیل پیدا کر دے گا کہ وہاں بھی عالی درجات ہوں اور منکرین کے لیے (جو برائے نام مسلمان ہیں) اس انکار تعظیم کی گستاخی کی وجہ سے درجہ اسفل السافلین سے بچائے۔ عبرت! عبرت! عبرت!!!

(۳۰) اقتباس فتاویٰ علماء مکہ معظمہ و (۲۰) مدینہ منورہ و (۱۰) جدہ و (۱۲) حدیدہ۔ جو مولوی عبدالرحیم مرحوم دہلوی ۱۲۸۸ھ کو لائے۔ اور اپنی کتاب روضۃ النعیم فی ذکر النبی الکریم میں شائع کیے۔ جن میں حکم ہے کہ جو شخص مولود شریف اور قیام تعظیمی کا انکار کرے وہ بدعتی ہے۔ حاکم شرع کو لازم ہے کہ ایسے منکر کو سزا دے۔ تعداد علماء ۹۲۔

سوال استفتا از علمائے مکہ معظمہ

ما قولکم دام فضلکم فی ان ذکر مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والقیام عند ذکر ولادة خاصة مع تعیین اليوم و تزئین المكان و استعمال الطیب و قرأة سورة من القرآن و اطعام للمسلمین هل يجوز و یشاب فاعله ام لا بینوا جزاکم اللہ تعالیٰ۔ ترجمہ: کیا فرماتے ہو ہمیشہ رکھے اللہ تعالیٰ بزرگی تمہاری بیچ اس امر کے کہ ذکر کرنا ولادت حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور کھڑا ہونا نزدیک ذکر پیدائش کے خاص کر ساتھ معین کرنے دن کے اور مزین کرنے مکان کے اور استعمال کرنے خوشبو کے اور پڑھنا کسی صورت کا قرآن مجید سے۔ اور کھانا کھانا مسلمانوں کو خدا کے واسطے کیا درست ہے۔ اور ثواب ملتا ہے اس کے کرنے والے کو یا نہیں بیان فرماؤ تم کو اللہ تعالیٰ جزا دے گا۔

الجواب

اعلم ان عمل المولد الشریف بهذه کیفیة المذكورة مستحسن مستحب لان العلماء المتقدمین قد استحسنته وقد استحسن القیام عند ذکر ولادة الشریف فالمنکر لهذه مبتدع بدعة سية مدمومة لانكاره علی شی حسن عند اللہ حسن والمراد من المسلمین ههنا الذین کملا الا سلام کالعلماء العالمین وعلماء العرب والمصر والشام والروم والاندلس کلهم رواه حسنا فی زمان السلف الی الان فصار الاجماع الامة فهو حق لیس بضلال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تجتمع امتی علی ضلالة فعلى حاکم الشریعة تعزیر منکره واللہ اعلم۔ ترجمہ: جان لو کہ کرنا مولود شریف کا اس ہیئت کذا یہ ملتزمہ موقتہ سے مستحسن مستحب ہے۔ کیونکہ علمائے متقدمین نے اس کو مستحسن کہا ہے۔ اور اسی طرح قیام تعظیمی کو مستحسن کہا ہے اور اس کا منکر بدعتی ہے۔ اور بربادعتی۔ اس لیے کہ وہ ایسے عمل کا منکر ہے جو رب العزت اور کافہ مسلمین کے نزدیک مستحسن ہے۔ اثر حضرت عبداللہ بن مسعود سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز کو مسلمان نیک اور اچھی سمجھیں وہ عند اللہ بھی نیک اور اچھی ہے۔

عام مسلمانوں سے مراد علمائے باعمل ہیں۔ چنانچہ سلف سے اب تک علمائے عرب، مصر، شام، روم اندلس بالاتفاق اس عمل کو مستحسن جانتے ہیں۔ پس اس پر اجماع امت ہو گیا ہے۔ اس کے حق ہونے پر شبہ نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت گمراہی پر کبھی اتفاق کر کے جمع نہ ہوگی۔ لہذا حاکم شرع کو لازم ہے کہ اس کے منکر کو سزا دے۔ اس فتوے پر مفتیان مذاہب اربعہ و دیگر علمائے مکہ معظمہ بیالیس (۳۲) کس کی مواہیر ثبت ہیں۔

خلاصہ تحریر علمائے مدینہ منورہ۔ سوال وہی ایک ہے

الجواب

اعلم ان ماصنع من الولائم فی مولد الشریف و قرأت نحضرة المسلمین و انفاق الطعومات و قیام عند ذکر ولادة الرسول الامین ورش ماء الورد و ايقاد النجور و تزئین المكان و قرأت شی من القرآن والصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اظهار الفرح والسرور فلاشبه فی انه بدعة حسنة مستحبة و فضيلة مستحسنة فلا ینکرها الامتدع لا استماع بقوله بل علی حاکم الاسلام ان بعزره۔ واللہ اعلم۔ ترجمہ: جو چیزیں عمل مولود شریف میں برتی جاتی ہیں مثلاً خیر خیرات اور اچھی چیزیں تقسیم کرنا۔ اور آیات قرآنی اور درود شریف کا پڑھنا اور اظهار فرحت اور سرور اور قیام وقت ذکر ولادت کرنا۔ اور گلاب یا شے اور بخور کا سلگانا۔ اور مکان کو سجانا سب کے سب بلاشبہ بدعت حسنة ہیں۔ اور نہایت خوبی اور فضیلت کی باتیں ہیں اس کا انکار وہی کرے گا جو بدعتی ہوگا۔ اور ایسے بدعتی کی بات ہرگز نہ سننا چاہیے۔ بلکہ حاکم شرع کو واجب ہے کہ اس منکر کو سزا دے۔ اس فتوے پر علماء کرام مدینہ منورہ کے تیس (۳۰) کس کی مواہیر ثبت ہیں۔

خلاصہ تحریر علمائے جدہ شریفہ

اعلم ان ذکر مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بهذه التمورة المجموعة المذكورة بدعة حسنة مستحبة شرعاً لا ینکرها الا من فی قلبه شعبة من شعب النفاق والبغض له صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیف یسوغ له ذلك مع قوله تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانها من تقوی القلوب واللہ اعلم۔ ترجمہ: محفل میلاد مبارک بہیشت کذا یہ شرعاً بدعت حسنة اور مستحب ہے۔ اس کا انکار وہی کرے گا جس کے دل میں نفاق اور بغض و مداوت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ کس طرح سے اس کا انکار کوئی کر سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم کرنا دلوں کی پرہیزگاری ہے۔ اس فتوے پر علمائے کرام جدہ شریفہ کے دس (۱۰) کس کی مواہیر ثبت ہیں۔

خلاصہ تحریر علمائے کرام حدیدہ شریفہ

نعم قواء المولہ الشریف مع الاشياء المذكورة جائزة بل مستحبة یناب فاعلمها فقد الف فی ذلك العلماء وحثوا علی فعله وقالوا لا ینکرها الا المبتدع فعلی حاکم الشریعة ان یعززه واللہ علیم۔ یعنی ہاں! انعقاد محفل پاک مولود شریف بہیشت کذا یہ جائز ہے۔ اس کے کرنے والے کو ثواب ملے گا۔ اکثر علماء نے اس محفل پاک کے بارے میں کتابیں لکھی ہیں۔ اور لوگوں کو اس محفل پاک کے انعقاد کی ترغیب دلائی ہے۔ ان کا قول ہے کہ اس محفل پاک کا منکر بدعتی کے سوا اور کوئی نہیں۔ حاکم شرع پر واجب ہے کہ اس کے منکر کو مزادے۔ اس فتوے پر حدیدہ شریفہ کے علمائے بارہ (۱۲) کس کی مواہیر ثبت ہیں۔

فہرست اوّل اسم وار محدثین و علمائے مجوزین

مولود شریف و حاملین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین

۱- شیخ محمد بن الملاء موصلی من الصالحین المشہورین سب سے اوّل انہوں نے مولود شریف کو ترتیب دیا۔
۲- علامہ ابو الخطاب ابن وجیہ اندلسی جو وجیہ کلبی صحابی کی اولاد میں سے تھے۔ اور علماء و صلحاء سلطان ابوسعید مظفر کی محفل میں آتے تھے انہوں نے سب سے اول کتاب التقریر فی مولد سراج المنیر تصنیف فرمائی۔ اور سلطان اربل کے پیش کی۔ دیکھو صفحہ ۱۵۵۔

۳- علامہ ابو طیب السبکی تریل قوص من اجلۃ العلماء المالکیہ۔

۴- امام ابو محمد عبد الرحمن ابن اسماعیل استاذ امام نووی معروف بابوشامہ۔

۵- علامہ ابو الفرج بن جوزی محدث و فقیہ حنبلی۔

۶- امام علامہ سیف الدین حمیری دمشقی حنفی محدث معروف بابن طغربک۔

۷- امام القراء والحدیثین حافظ شمس الدین ابن جزری۔

۸- حافظ عماد الدین ابن کثیر۔

۹- علامہ ابوالحسن احمد بن عبد اللہ البکری۔

۱۰- علامہ ابوالقاسم محمد بن عثمان اللؤلؤی الدمشقی۔

۱۱- شمس الدین محمد بن ناصر الدین الدمشقی۔

۱۲- علامہ سلیمان برسوی امام جامع سلطان کشف الظنون میں لکھا ہے کہ مولود شریف ان کا مؤلف مجالس رومیہ میں پڑھا جاتا

۱۳- ابن الشیخ آقا شمس الدین (کشف الظنون)۔

۱۴- المولیٰ حسن البخاری۔

۱۵- الشیخ محمد بن حمزہ العربی الواعظ۔

۱۶- الشیخ شمس الدین احمد بن محمد السیواسی۔

۱۷- علامہ حافظ ابوالخیر سخاوی۔

۱۸- سید عقیف الدین الشیرازی۔

۱۹- ابوبکر الدقلی۔

۲۰- برہان محمد ناگھی۔

۲۱- برہان ابوالصفا۔ ان کے مولود شریف کا نام ہے فتح اللہ حسبی و کفی فی مولد المصطفیٰ۔

۲۲- الشیخ شمس الدین دمیاطی المعروف بابن السنباطی۔

۲۳- برہان بن یوسف الفاقوس۔ ان کا مولود شریف چاروشعر سے زیادہ ہے۔

۲۴- حافظ زین الدین عراقی۔

۲۵- مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی شیرازی صاحب قاموس ان کے مولود شریف کا نام ہے التفحات العنبریہ فی مولد خیر البریہ۔

۲۶- امام محقق ولی الدین ابو ذرعة العراقي۔

۲۷- ابو عبد اللہ محمد بن النعمان۔

۲۸- جمال الدین العجمی الہمدانی۔

۲۹- یوسف المجاز۔

۳۰- یوسف بن علی بن رزاق الشامی الاصل المصری المولد۔

۳۱- ابوبکر المجاز۔

۳۲- منصور بشار۔

۳۳- ابو موسیٰ ترہونی و قیل زرہونی۔

۳۴- الشیخ عبد الرحمن بن عبد الملک المعروف بالملخص۔

۳۵- ناصر الدین المبارک الشہر بابن الطباخ۔ انہوں نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ مولود شریف کے پڑھنے والے کو لباس

یعنی پوشاک پہنائی چاہیے۔

۳۶- امام علامہ ظہیر الدین ابن جعفر ریسینی۔

۳۷- فاضل عبداللہ بن شمس الدین انصاری۔

۳۸- الشیخ الامام صدر الدین مہوب الجزری الشافعی۔

۳۹- علامہ ابن حجر عسقلانی۔

۴۰- شیخ جلال الدین سیوطی۔ مجتہد دمامہ تاسعہ۔

۴۱- محمد بن علی الدمشقی مصنف سیرت شامی۔

۴۲- شیخ شہاب الدین قسطلانی صاحب مواہب اللدنیہ و شارح صحیح بخاری۔

۴۳- نور الدین علی حلبی شافعی مصنف سیرت حلبی۔

۴۴- علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی شارح مواہب وغیرہ کتب احادیث۔

۴۵- علامہ علی بن سلطان محمد ہروی معروف بملأ علی قاری۔ انہوں نے اپنے مولود شریف میں ثابت کیا ہے۔ عمل مولود شریف تمام ملکوں مصر و شام و روم و اندلس و مغرب و بلاد ہندوستان و مکہ و مدینہ زاد ہما اللہ شرفاً جمع بلاد اسلامیہ میں۔ پس در حقیقت یہ ایک کتاب گویا اقلیم سبعہ کا ثبوت ہے۔ اور لکھا ہے اس میں علی قاری نے کہ اس محفل کی عظمت یہ ہے کہ کوئی مشائخ علماء سے انکار نہیں کرتا۔ اس میں شامل ہونے میں۔

۴۶- عبدالرحمن صفوری شافعی صاحب نزہۃ المجالس۔

۴۷- نور الدین ابوسعید بورانی انہوں نے بھی کل ملکوں سے مولود شریف کا ہونا ثابت کیا ہے۔ اور بادشاہ مصر کے حال میں لکھا ہے کہ بادشاہ مصر سائبانے ساختہ بود کہ دوازده ہزار کس در سایہ اوئے نشستند در غایت آراستگی از جهت آنکہ دریں شب و روز آن را برابر از اندو در غیر آں پیچیدہ باشد۔

۴۸- سید امام جعفر بزرگنجی۔ ان کا مولود شریف ستر عبارت مقفی فصیح مشہور ہے۔ دیار عرب میں بہت پڑھا جاتا ہے۔

۴۹- سید زین العابدین بزرگنجی۔ ان کا مولود شریف منظوم دیار عرب شریف میں رائج ہے۔

۵۰- شیخ احمد ابن علامہ ابوالقاسم بخاری۔ ان کا نسب محمد بن اسمعیل بخاری تک پہنچتا ہے۔

۵۱- شیخ اسمعیل حنفی افندی مفسر واعظ مصنف تفسیر روح البیان۔

۵۲- احمد بن قشاشی مدنی استاذ اساتذہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔

۵۳- محمد بن غرب مدنی۔

۵۴- شیخ عبدالملک کروی۔

۵۵- فاضل ابراہیم باجوری۔

۵۶- امیر محمد استاذ ابراہیم باجوری۔

۵۷- شیخ سقاہ استاد والا استاذ باجوری۔

۵۸- شیخ عبدالباقی پدر و استاذ علامہ زرقانی۔

۵۹- شیخ محمد ربی۔

۶۰- عامر احمد بن حجر مؤلف تحفۃ الاخیار بمولد المختار۔

۶۱- حافظ ابن الحدیث رجب دمشقی جنبل۔

۶۲- ابی زکریا یحییٰ ابن عامر حافظ کبیر اندلسی۔

۶۳- سعید بن مسعود گازرونی۔ انہوں نے بھی بہت ملکوں کے علماء و صوفیاء سے مولود شریف کا ہونا ثابت کیا ہے۔

۶۴- مولانا زین الدین محمود نقشبندی۔

۶۵- علامہ شہاب الدین احمد الخفاجی شارح شفا وغیرہ۔ ان کا بھی ایک رسالہ عمل مولود شریف کے جواز میں ہے۔

۶۶- حضرت مولانا سید جمال الدین میرک۔

۶۷- علامہ محمد رفاعی مدنی الساکن فی زقاق البدور۔

۶۸- قاضی ابن خلکان شافعی۔

۶۹- مولانا محین الدین الواعظ البہروی المعروف بملأ مسکین۔ انہوں نے کتاب معارج البوۃ اسی واسطے تصنیف فرمائی کہ

مجالس میلاد یہ میں بیان کریں۔ دیباچہ کتاب میں یہ حال لکھا ہے۔

۷۰- علامہ ابواسحاق ابن جماع رحمۃ اللہ علیہ۔ ملا علی قاری نے ان کا حال لکھا ہے کہ وہ مولود شریف میں کھانا کھلاتے تھے۔ اور یہ

فرماتے کہ اگر مجھ کو مقدور ہوتا تو میں ربیع الاول میں مہینہ بھر مولود شریف کیا کرتا۔

۷۱- شیخ محمد طاہر محدث مصنف مجمع البحار۔

۷۲- شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی۔

۷۳- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب فیوض الحرمین میں اپنا شریک ہونا محفل مولود شریف میں بمقام مکہ معظمہ

مولود خاص میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور دیکھنا انوار کا بیان کرتے ہیں۔

(بلفظ از کتاب انوار ساطعہ صفحہ ۲۷۶ سے ۲۷۹ تک)

فہرست دوم صرف تعداد علمائے مفتیان کرام و صوفیائے عظام کی جو کہ مولود شریف و قیام تعظیمی کرتے ہیں جن کے دستخط اور مواہیر ہیں

نمبر شمار	نام مقامات علمائے کرام	تعداد علمائے کرام	حوالہ نام کتاب	حوالہ صفحہ	کیفیت
۱-	مکہ معظمہ	۴۲	روضۃ النعیم فی ذکر النبی الکریم	اسکے شامل فتویٰ	اس کتاب کیساتھ یہ فتویٰ ہے۔
۲-	مدینہ منورہ	۳۰	روضۃ النعیم فی ذکر النبی الکریم	اسکے شامل فتوے	"
۳-	جدہ شریفہ	۱۰	"	اسکے شامل فتوے	"
۴-	حدیدہ شریفہ	۱۲	"	اسکے شامل فتوے	"
۵-	مکہ معظمہ	۶	تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل	۲۸۰ تا ۲۸۶	یہ کتاب بحث میں ہے جو درمیان مولوی غلام دنگیر قصوری و مولوی خلیل احمد انپٹھوی دیوبندی کے ہوئی۔
۶-	دمتفرقہ عرب و عجم	۷۳	انوار ساطعہ درمیان مولود فاتحہ	۲۷۹ تا ۲۷۶	"
۷-	بغداد شریف	۸	"	۲۸۹	"
۸-	فرنگی محل لکھنؤ	۱۱	"	۲۹۱	"
۹-	دہلی - بریلی - رامپور	۶۷	"	۲۹۲	"
۱۰-	علی گڑھ	۱	"	۲۹۶	"
۱۱-	سہارن پور	۱	"	۲۹۷	"

۱-	قصور ضلع لاہور	۱	"	۲۹۸	"
۲-	ریاست رامپور	۲	"	۲۹۹	"
۳-	بریلی	۱	"	۳۰۱	"
۴-	بدایوں	۱	"	۳۰۲	"
۵-	بہمنی	۲	"	۳۰۶	"
۶-	حیدر آباد	۱	"	۳۰۷	"
۷-	احمد آباد	۱	"	۳۰۸	"
۸-	غازی پور	۱	"	۳۱۰	"
۹-	چنایا کوٹ	۱	انوار ساطعہ درمیان مولود و فاتحہ	۳۱۲	"
۱۰-	لکھنؤ	۳	"	"	"
۱۱-	بلندہ ضلع فتح پور	۱	"	۳۱۲	"
۱۲-	مسوا				
۱۳-	کانپور	۱	"	۳۱۵	"
۱۴-	اکبر آباد	۱	"	۳۱۶	"
۱۵-	دہلی	۲	"	۳۱۶	"
۱۶-	رڑکی	۱	"	۳۱۸	"
۱۷-	میرٹھ	۱	"	۳۱۹	"
۱۸-	ریاست بہاولپور	۱۵	فتوے مطبوعہ ۹ - ذیقعد	۱۳۰۸	برموقع بحث مندرجہ نمبر ۵
۱۹-	دمتفرقہ عجم	۲۸	الدر المعظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم	۱۵۶ تا ۱۲۸	"
۲۰-	موجودہ عرب	۸	تقدیس الوکیل	۳۶۱	"
۲۱-	میزان کل	۳۳۳	بزرگان ہادی پاکباز	۳۳۳	کے اعداد کے برابر

یہ سب حضرات محدثین و فقہاء و علماء متقدمین و متاخرین و مفتیان اعلام عرب و عجم کل تعداد میں تین سو تینتیس (۳۳۳)

ہیں۔ اور اگر تمام موالید کی کتابیں اور فتاویٰ جمع کیے جائیں۔ تو ہزاروں علماء و فضلاء اجل شمار میں آئیں۔ لیکن بوجہ طوالت ترک کرتا ہوں اپنے دو تین آدمیوں مولویوں منکرین سے مقابلہ کیجئے اور شرم کو مول لیجئے۔ قولہ: مطالبہ بضمین مطالبہ نمبر ۱۳ جن علماء کی تحریرات کو ہم تو صیح مطالبہ میں نقل کر چکے ہیں۔ اگر ان کو آپ اہلسنت سے نہیں جانتے ہیں تو اس امر کے ثابت کرنے اور جواب مطالبہ میں متقدمین علماء کی تحریرات نقل فرمائیے۔ جن میں انہوں نے اہلسنت سے خارج لکھا ہو۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۱۔

اقول: مفتی جی! مولود شریف اور قیام تعظیمی کے اثبات میں اعتراضات کے جوابات کے بعد کثرت سے آیات قرآن شریف اور احادیث اور اجماع امت اور اقوال علماء متقدمین و متاخرین و فتاویٰ نقل کیے گئے ہیں جس سے آپ کے خیالات باطلہ کا دفیہ کافی سے زیادہ کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ اگر آپ ان کو دیکھیں گے اور انصاف سے ان پر غور کریں گے تو آپ صراحتاً مستقیم پر آ جائیں گے اور اگر آپ نے صرف قول فاکہانی یا دو ایک دہابیہ غیر مشہور مجہول الاسم کی تحریرات پر اپنا اعتقاد رکھا تو واقعی آپ اہلسنت و جماعت سے خارج ہوں گے بلکہ اسلام سے ہی خارج ہوں گے۔ ابن حجر کی مدخل کا ذکر جو آپ نے سن سنا کر لکھ دیا تھا۔ وہ بالکل غلط ثابت ہوا۔ اور حضرت مجتہد الف ثانی علیہ الرحمۃ مولود شریف کے ہرگز خلاف نہیں بلکہ وہ تو سماع اور قولی کا بھی انکار نہیں کرتے اور اس کو جائز بلکہ موجب ترقی مدارج فرما رہے ہیں۔ جیسے لکھا جا چکا ہے۔ اب کہیے آپ کے نزدیک اللہ تبارک و تعالیٰ اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تمام تابعین و تبع تابعین اور محدثین اور علماء متقدمین و متاخرین و حرثین شریفین زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً و ملک شام و روم، مصر، بغداد، موصل و اندلس و ہندوستان و پنجاب و غیرہا آلاں آپ کے نزدیک بدعتی اور مشرک ہیں۔ اور میاں فاکہانی و شوکانی وغیرہ دو چار اہل سنت و جماعت ہیں۔ حاشا و کلا ہرگز نہیں۔ آپ کے سب مطالبات کا و خورد ہو گئے۔ واللہ العلیم۔

غزل خاتمہ باب بر قیام تعظیم وقت ذکر ولادت با سعادت

نبی کی شان و شوکت ہے قیام محفل مولد
عجب تعظیم حضرت ہے قیام محفل مولد
عبث کہتے ہیں بدعت ہے قیام محفل مولد
طریق اہل سنت ہے قیام محفل مولد
کھڑے ہوں دست بستہ محفل اقدس میں اے شاغل
ادب کی خاص ہیئت ہے قیام محفل مولد
ہے اہل علم کی سنت یہ سنت دیکھ شامی میں
اسی معنی میں سنت ہے قیام محفل مولد

نہ اس میں رفع سنت ہے نہ شرک کفر و بدعت ہے
یہ رد شرک و بدعت ہے قیام محفل مولد
خدا کا شکر نعمت ہے نبی کی شان رفعت ہے
یہ دونوں کی اطاعت ہے قیام محفل مولد
سوا چند آدمی کے دیکھ لو مشرق سے مغرب تک
ہوا مقبول امت ہے قیام محفل مولد
نہ ہوں خوش مفتیاں منع گر عشاق قائم ہیں
تو قائم تا قیامت ہے قیام محفل مولد
ادب دل میں مثالب پر کھڑے ہوں سرو قد اٹھ کر
عجب یہ ذوق حالت ہے قیام محفل مولد
حصول فیض رحمت ہے نزول خیر و برکت ہے
وصول عشق حضرت ہے قیام محفل مولد
اٹھے جب صف بصف محفل کھڑا ہو تو بھی اے بیدل
ادب کی خاص صورت ہے قیام محفل مولد

مصنفہ حضرت مولانا مولوی محمد عبدالسمیع صاحب علیہ الرحمۃ رام پوری مصنف کتاب انوار ساطعہ مرید و خلیفہ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکی۔

عقیدہ نمبر ۲۰

وہابیہ دیوبندیہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا خیال نماز میں آنا
بیل اور گدھے سے بدتر ہے

بلفظ صراط مستقیم مولوی اسماعیل دہلوی، صفحہ ۸۶۔ سطر ۳۔ اصل عبارت فارسی یہ ہے از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ
بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندین مرتبہ بدتر از
استغراق در صورت گاؤں و خر خود است۔ بشرک مے کشد

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۱۲، بر عقیدہ نمبر ۲۰۔ مولوی اسماعیل صاحب مرحوم کی کتاب صراط مستقیم کے حوالے پر یہ لکھا ہے کہ اس
میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بھی بدتر ہے۔ اگر مصنف کی غرض اور عبارت
کا مقصد آپ سمجھتے تو اس کو وہابیہ کا عقیدہ نہ قرار دیتے۔ مصنف کا مطلب صرف اس عبارت کے لکھنے سے اتنا ہے کہ نماز ایک
عبادت ہے اس میں معبود کی طرف دھیان لگانا چاہیے اور غیر معبود کا خیال اس موقع پر نہ آئے۔ لان اللہ تعالیٰ بقول فاعبد
اللہ مخلصین بس نماز میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے خیال کے سوا کسی کا خیال نہ آنا چاہیے۔ مولوی صاحب کا یہ لکھنا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بھی بدتر ہے حق ہے۔ اگر نبی علیہ السلام کا خیال آئے گا تو ضرور
ہے کہ اس کے ساتھ ہی نبی علیہ السلام کی عظمت مرتبت کا خیال آئے۔ سو یہ مذموم ہے۔ الخ، بلفظ، صفحہ ۳۱، سطر ۵۔

اقول: مفتی جی! شکر ہے کہ یہاں پر آپ نے مولوی اسماعیل صاحب کی تحریر کو بعینہ قبول کر لیا۔ اور حسب عادت خود انکار
نہیں کیا۔ کیونکہ میں نے لفظ بلفظ لکھا ہوا تھا۔ اس عبارت کے لکھنے میں بھی آپ نے چند غلطیاں کی ہیں۔ اول یہ کہ صراط مستقیم کو
صراط المستقیم الف و لام زیادہ لگا دیا۔ اور لفظ مرتب بے معنی لکھ دیا۔ اور تیسری یہ عبارت لا ان اللہ یقول فاعبد اللہ مخلصین لکھ
دی جس کے کوئی معنی یا مطلب اس جگہ پر نہیں۔ کیا یہ آیت ہے یا حدیث ہے۔ یا کوئی آثار ہے۔ یا کسی کا بے معنی قول ہے۔
ترجمہ بھی اس کا آپ نے نہیں کیا کسی رسالہ وہابیہ میں سے بے سمجھے بوجھے نقل کر دیا۔ اور ساتھ ہی کیسی دلیری اور بے باکی اور
شوخی چشتی اور دریدہ دہنی سے لکھ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں خیال آئے تو اچھا ہے۔ اور حق ہے۔ اللہ
اللہ!! اے غضب یہ تو ہین و ہانت دو شام حضرت افضل المرسلین سید الانبیاء محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ اے

پاک پروردگار خالق الملیل والنہار منتقم حقیقی قہار و جبار اس قوم سرکش و غدار و ناجار کی گستاخیوں اور گالیاں تو اپنے حبیب کی شان
میں کب تک سنے گا۔ اور ان کا بیڑا غرق نہ کرے گا۔ بار بار خیال آتا ہے۔ اور رنج و غم میں کلیجہ پھٹا جاتا ہے کہ کیوں اس قوم
ناکار ظالم و کفار نہیں رساب و شاتم النبی المختار پر آسمانی عذاب نازل نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کی صورتیں مسخ نہیں ہو جاتیں۔ کیوں
ان پر پتھر برسائے نہیں جاتے۔ کیوں بجلی ان کا کام تمام نہیں کرتی۔ کیونکہ ان کو حسف نہیں کیا جاتا۔ مگر کیا کریں۔ اسی وقت تیرا
کلام پاک جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و عظمت قدر و منزلت تو قیر و عزت میں ہے۔

وما کان اللہ ليعذبہم وانت فیہم (انفال) یاد آ جاتا ہے کہ سرور عالم رسول کریم رغوٰف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی موجودگی کی وجہ سے ان لوگوں پر عذاب نازل نہیں ہوتا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ضرور ہی یہ قوم یا لوگ دنیا میں بھی معذب
ہوتے۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں اور نہ ہی کوئی شبہ ہے کہ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند اور غضب لانے والی ہیں۔ جس سے
ایمان کا تو صاف صفایا ہے جو سب سے بڑا عذاب ہے۔ عبرت!!

دوسرا فقرہ آپ کا کہ ”اگر نبی علیہ السلام کا خیال آئے گا تو ضرور ہے اس کے ساتھ ہی نبی علیہ السلام کی عظمت و مرتبت کا
خیال آئے یہ مذموم ہے۔“ درج ہے جس سے آپ کے ایمان کا ستیاناس ہو گیا۔ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس قسم
کے الفاظ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارک میں سخت سب و شتم ہیں۔ جن کا حکم کتب معتبرات سے کفر و ارتداد
کا لکھا جا چکا ہے۔ اللہ رحم کرے۔ اب میں کچھ کسی قدر تفصیل کے ساتھ قرآن شریف و احادیث شریف سے اسی کلام کا کفر ہونا
ثابت کرتا ہوں۔ میں آپ کے امام الطائفہ اور آپ کے الفاظ کو ڈھرانہ نہیں چاہتا۔ اور اس کو بھی کفر سمجھتا ہوں العیاذ باللہ۔ مگر
بقول عرب کل اداء یترشح ربما فیہ۔ جس برتن میں جو کچھ ہوتا ہے وہی برآمد ہوتا ہے پیشاب کے قارورہ سے کبھی گلاب
نہیں نکل سکتا ہے۔ مبارک ہو۔

سنیئے! نماز میں قرآن شریف پڑھا جاتا ہے یا جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے سب سے پہلے قرآن
شریف میں سورہ فاتحہ ہے۔ جس کا نماز میں پڑھنا فرض اور واجب ہے۔ لیکن ہمارے مذہب میں واجب ہے۔ جب نمازی
مسلمان اس سورہ کو پڑھے گا۔ فوراً اس کا خیال اس طرف جائے گا کہ یہ سورۃ مکہ معظمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
نازل ہوئی جو ہمارے شیعہ اولوالعزم رسول ہیں۔ جب نمازی الحمد للہ رب العلمین پڑھے گا کہ میں حمد اور تعریف کرتا ہوں
اللہ تعالیٰ کی جو تمام جہانوں کا رب پروردگار ہے۔ اس وقت تمام جہان نمازی کے خیال میں آئے گا جس کے سردار آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پھر صراط الذین انعمت علیہم ہم کو ان لوگوں کا راستہ دکھلا جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ جو
انبیاء، اصدقا، اور شہداء، صلحاء، مومنین ہیں۔ وہ سب خیال آئیں گے۔ جن کے سرور و آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔
نیز صراط مستقیم نام پاک ہی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معانہ نمازی کا خیال حضور کی طرف منعطف ہوگا۔ بشرطیکہ
نمازی باایمان اور محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہو۔ تمام قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ران کی شان

میں نازل ہوا۔ جس میں اللہ تعالیٰ متکلم ہے اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخاطب ہیں۔ جگہ جگہ لفظ قتل اور کفر خطابیہ اور خاص نام مبارک محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درج ہے جب کوئی نماز میں کفر ہوگا اور قرآن مجید پڑھنا شروع کرے گا معاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال بہر حال دل میں آئے گا۔ اور آنا بھی ضروری ہے۔ اور عظمت اور مرتبت ان کی دل میں ہوگی۔ اور ضرور ہوگی۔ سورہ فتح میں جب نمازی پڑھے گا محمد رسول اللہ والذین معہ الآیہ۔ تو لامحالہ حضور کا ہی خیال دل میں آئے گا۔ اور ساتھ ہی خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا خیال ضرور آئے گا۔ پھر جہاں جہاں یا ایہا الرسول۔ یا ایہا النبی یا ایہا المزمحل۔ یا ایہا المدثر۔ یس، طہ، ان اعطینک الکواثر۔ اے نبی اور نبی رسول۔ اے جبرمٹ مارنے والے! اے سردار اہل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحقیق ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی۔ گویا نماز میں قرآن شریف پڑھنے والا نمازی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دل میں خیال کیے بغیر نماز پڑھ ہی نہیں سکتے۔ اور نہ کسی نمازی کی نماز سوا اس کے ہو سکتی ہے۔ وہ نماز ہی نہیں جس میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال نہ آئے۔ آپ کو نماز میں پڑھنے کے لیے ایک نئے وہابیہ کے قرآن کی ضروری ہی ضرورت ہے۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک اور ذکر تک نہ ہو۔ نیا قرآن پیدا ہونا یا بننا مشکل ہے اس لیے بہتر ہوگا کہ آپ اپنی نمازوں میں ویدوں، شاستروں، پرانوں پوتھیوں، گرنتھوں، رامائن، مہا بھارت کے پڑھنے کی تجویز کر کے شروع کر دیں تاکہ اس شرک سے نجات ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو بغض اور عداوت ہے پوری ہو جائے۔ تعجب یہ کہ مولوی اشرف علی صاحب کاکملہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ ان کے مرید بڑے شوق سے پڑھیں۔ اور زہر بھرنے پر کانا نہ چھپے۔ اور اگر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال نماز میں آجائے تو ایسی ناپاک قبیح تشبیہ دی جائے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اور ہوش سے سینے۔ بہتر ہوگا کہ التحیات اور درود شریف کو بھی تشہد میں پڑھنے کو نماز میں سے نکال ڈالیے۔ کیوں ایسا شرک بنجوتہ نماز میں آپ لوگ کرتے ہیں۔ اور تیل اور گدھے میں غرق رہتے ہیں۔ مرد بیٹے چکڑ الوی عبد اللہ کی طرح التحیات اور درود شریف کو نماز سے خارج کیجئے۔ ہم اہلسنت وجماعت اپنی نمازوں میں التحیات اللہ والصلوات والطیات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد عبده ورسوله اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید اللہم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید پڑھتے ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ نماز میں اس کا پڑھنا واجب ہے۔ اگر نہ پڑھے گا تو نماز خراب ہوگی۔ اور یہی حکم اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جاننا بھی ضروری ہے۔ ورنہ نماز ناقص حاشیہ: بلکہ اپنے والدین اور تمام مرد مسلمان اور عورتوں کے لیے دعا بھی کرتے ہیں۔ آمین

ہوگی۔ آپ کی تسلی کے لیے مسلمانان اہل سنت وجماعت کی کتب معتبرات دکھاتا ہوں۔ اور پوچھتا ہوں کہ مولوی اسماعیل آپ کے امام الطائفہ نے جو یہ ناپاک وگستاخانہ تشبیہ دی ہے۔ اور جس کو آپ نے تصدیق کر کے کہا کہ یہ حق ہے کون سی آیت یا حدیث یا آثار یا کتب فقہ یا کسی امام یا مجتہد یا مفتی کا قول عرب و عجم کا ہے۔ اس کو پیش کیجئے۔ ورنہ آپ کے امام الطائفہ اور آپ اے عقیدہ رکھنے والے سب سے سب کا کفر اسلام سے خارج ہیں۔ اور سب اور شاتم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہیں۔ نعوذ باللہ منها۔

تشہد نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر جاننے کا ثبوت

(۱) غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار، جلد اول، صفحہ ۲۳۸۔ ویقصد بالفاظ التشہد معانیہا مرادۃ لہ علی وجہ الانشاء کانہ یحی اللہ تعالیٰ ویسلم علی نبیہ وعلی نفسہ و اولیائہ لا الاخبار عن ذلك ذکرہ المجتبی۔ ترجمہ اور قصد کرے تشہد کے الفاظ سے ان کے معنی بطور انشاء کے نمازی کو مقصود ہوں۔ یعنی ان کا ایجاد اسی وقت سمجھے تصور کرے اس طرح کہ گویا نمازی اللہ تعالیٰ کو تحیت پہنچاتا ہے۔ اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔ اور اپنے نفس اور اولیائے کرام پر سلام بھیجتا ہے۔ نہ قصد کرے تشہد کے الفاظ سے خبر دینا اور حکایت کرنا اس حال کا ذکر کیا ہے۔ اس کو مجتبیٰ میں۔ بلفظہ۔

(۲) رد المحتار شرح در مختار معروف بشامی جلد اول، صفحہ ۳۴۲۔ بموجب وموافق بالا۔

(۳) مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین جلد اول۔ باب چہارم۔ صفحہ ۳۱۹۔ اور جب تشہد کے لیے بیٹھو تو ادب سے بیٹھو اور تصریح کرو کہ جتنی چیزیں تقرب کی ہیں۔ خواہ صلوات ہو یا طیات یعنی اخلاق ظاہرہ سب اللہ کے لیے ہیں۔ اسی طرح ملک خدا کے لیے ہے۔ اور یہی معنی التحیات کے ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود باوجود کو اپنے دل میں حاضر کرو۔ اور کہو والسلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بلفظہ۔

(۴) میزان امام شعرانی جلد اول، صفحہ ۱۸۲، سطر ۱۲۔ مطبوعہ اکمل المطابع دہلی ۱۲۸۲ھ اور مطبوعہ مصر جلد اول، صفحہ ۱۳۹، ۱۴۰۔ سمعت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ یقول انما امر الشارع المصلی بالصلوۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی التشہد لینیہ الغافلین فی جلوسہم بین یدی اللہ عزوجل علی نبیہم فی تلك الحضرة فانه لا یفارق حضرة اللہ تعالیٰ ابدا فی مخاطبہ بالسلام مشافہۃ۔ بلفظہ۔ ترجمہ۔ میں نے اپنے سردار علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سنا کہ فرماتے تھے کہ شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے نمازی کو تشہد میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام عرض کرنے کا اس لیے حکم دیا ہے کہ جو لوگ اللہ عزوجل کے دربار میں غفلت کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور انہیں آگاہ فرمادے کہ اس حاضری میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی دیکھیں۔ اس لیے کہ حضور کبھی اللہ تعالیٰ کے دربار

سے جدا نہیں ہوتے پس بالمشافہ (سامنے) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام عرض کریں۔

(۵) اشعة المصباح شرح مشکوٰۃ، جلد اول، باب تشہد، صفحہ ۳۳۰۔ حدیث شریف از عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ دعا بخیر و سلام است بر تو اے پیغمبر و مہربانی خدا و افزون ہائے خیر و کرم و بے وجہ خطاب بآخضر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجہت ابقائے اس کلام است بر آنچہ در اصل بود کہ در شب معراج از جانب پروردگار تعالیٰ و تقدس بر آخضر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطاب بسلام آمد پس آخضر در عین تعلیم امت نیز بر ہماں لفظ اصل گذاشت تا ایشان را بذکر آں حال گرد و نیز آخضر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ نصب العین مومنان و قرۃ العین عابدان است در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و آخر آں کہ وجود نورانیت و انکشاف دریں محل بیشتر و قوی تر است۔ و بعضی عرفا گفتہ اند کہ اس خطاب بجہت سریاں بحقیقت محمدیہ است در ذائقہ موجودات و افراد ممکنات۔ پس آخضر در ذوات مصلیان موجود و حاضر است پس مصلی باند کہ ازیں معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب و اسرار معرفت منور و فائز گردد۔ بلفظہ۔

(۶) حدیث شریف نسائی مطبوعہ نظامی۔ صفحہ ۲۳۳۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رأیت فی مقامی ہذا کُلُّ شئٍ وعدتہم یعنی دیکھا میں نے اپنے اس مقام میں ہر چیز کو جس کا مجھ کو وعدہ دیا گیا۔ اور حاشیہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ میں علامہ اکمل الدین خفی صاحب عنایہ شرح ہدایہ میں مشارق سے منقول ہے۔ فی قولہ مقامی یعجز ان یکون الرادبہ المقام الحسی وهو المنیر و یعجز ان یکون المرادبہ المقام المعنوی وهو مقام المکاشفۃ و تجلی عن حضرة الملك و المملکوت و الارواح و الغیب الاضافی و الغیب الحقیقی فانہ البرزخ الذی لہ لتوجہ لہ لتوجہ الی لکل کنقطۃ الدائرۃ صلوة اللہ والسلامہ۔ یعنی علامہ مذکور اس کی شرح حدیث میں فرماتے ہیں کہ مقام سے مقام حسی ہے اور وہ منیر ہے یا مقام معنوی۔ اور وہ مقام مکاشفہ ہے۔ اور روشن اور حاضر ہونا۔ ملک اور مملکوت اور ارواح اور غیب اضافی اور غیب حقیقی کا اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خالق و مخلوق میں برزخ و متوسط ہیں تمام کی طرف آپ متوجہ ہیں۔ مانند مرکز دائرہ کے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

پس اس سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالم کے ہر شے کی طرف متوجہ ہیں۔ جیسے مرکز دائرہ ہر نقطہ

حاشیہ: ۱۔ نصب العین۔ زور و سامنے آنکھوں کے زور و۔ ۱۲۔

حاشیہ: ۲۔ قرۃ العین۔ آنکھوں کی ٹھنڈک۔ ۱۳۔

حاشیہ: ۳۔ سریاں اجرائے۔ آب یا جاری ہونا۔ ۱۴۔

حاشیہ: ۴۔ ذرائع جمع ذرہ کی۔ ۱۵۔

حاشیہ: ۵۔ ذوات جمع ذات کی اور ذات بمعنی نفس ہر شے کا۔ ۱۶۔

حاشیہ: ۶۔ شہود بمعنی حاضر ہونا اور حاضری۔ ۱۷۔

محیط کی طرف ہوتا ہے۔ جس کو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

(۷) منہاج النبوة ترجمہ مدارج النبوة جلد اول صفحہ ۲۷۶، سطر ۱۲۔

حکایت: شیخ ابی العباس مری سے کہا کہ اگر پوشیدہ ہو جمال پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجھ سے ایک پل (لحہ) تو میں اپنے تئیں مسلمانوں سے نہیں گنتا۔ یہ محمول اوپر پیشگی کے ہے۔ بلفظہ۔

(۸) ضابطہ رابطہ مصنفہ حضرت مولانا مولوی فاضل مشتاق احمد صاحب خفی چشتی صابری انیسٹھوی۔ صفحہ ۳۰۔ سطر اول: وقد بلغنا عن ابی الحسن الشاذلی وتلمیذہ ابی العباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہما انہم کانوا یقولون لو احتجت عنازویۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرفۃ عین ما اعددنا انفسنا من جملۃ المسلمین۔ بلفظہ اور تحقیق حضرت ابی الحسن شاذلی اور ان کے شاگرد ابی العباس مرسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک لمحہ بھی آخضر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار ہم سے پوشیدہ ہو جائے تو ہم اپنے آپ کو مسلمانوں میں سے شمار نہیں کرتے۔

(۹) مکتوبات امام ربانی مجتہد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلد اول۔ مکتوب نمبر ۲۹۲ مطبوعہ امرتسر بعضے از آداب پیرو شرائط ضروریہ در معرض بیان آورده می شود بگوش ہوش باید شنید۔ بدانکہ طالب را باند کہ روئے دل خود را از جمیع جہات گردانیدہ متوجہ بہ خود ساز و با وجود پیر بے اذان او بنوافل و از کار پر واز و در حضور او بغیر او التفات نہ نمائند و بکلیت خود متوجہ او بنشینند۔ حتی کہ بذکر ہم مشغول نشود۔ بلفظہ۔

(۱۰) ایضاً مکتوب نمبر ۳۱، جلد ثانی۔ (تصور شیخ) اس قسم دولت سعادت مند ان را میسر است تا در جمیع احوال صاحب رابطہ را متوسط خود و اندو در جمیع اوقات متوجہ او باشد بلفظہ۔ صفحہ ۲۰۔

(۱۱) حجۃ اللہ البالغہ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی، صفحہ ۲۱۔ ثم اختار بعدہ السلام علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنویہا بذکرہ و اثباتا للاقرار بر سالتہ و اداء لبعض حقوقہ بلفظہ۔ ترجمہ: پھر اس کے بعد نبی (التحیات) میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام اختیار کیا ان کا ذکر پاک بلند کرنے کو اور ان کی رسالت کا اقرار ثابت اور ان کے حقوق سے ایک ذرہ ادا کرنے کے لیے۔

(۱۲) سبیل الرشاد مصنفہ حضرت محمد عاشق علیہ الرحمۃ خلیفہ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ۔ اگر وقت دوری شیخ بے استفاضہ خواہد طریقش آنست کہ فارغ دل وضو ساختہ نماز گزار دو ہماں جانشینہ صورت شیخ کا ازوے فیض سے جوید بجمع ہمت و دفعہ خطرات ملاحظہ نمایند۔ بلفظہ۔

(۱۳) انوار محمدی مصنفہ شیخ محمد غوث محدث تھانوی علیہ الرحمۃ۔

(جن سے مولوی رشید احمد صاحب نے بھی کچھ حدیث پر بھی تھی)۔

(باندکے مرشد دے رایتے مرید را) بوقت پراگندگی خاطر وعدم جمعیت برائے ملاحظہ صورت خود بدیں معنی امر فرما
صورت مراد ضاع مراد اخلاق شل ریش و خال و خدو لباس وغیرہ۔ آں چنان بصورت نیالیہ خود منقوش خاطر کن کہ در آں
گردی۔ الخ

(۱۳) امداد السلوک مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی مرشد مولوی خلیل احمد صاحب براہین قاطعہ اس کتاب کا نام ہی معنی
نے اپنے مرشد حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ کے نام پر رکھا ہے۔ صفحہ ۱۰۔ سطر ۴ ہم مرید یقین دانند کہ روح شیخ متعبدیک
مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دور است اما روحانیہ و در نیست چوں ایں امر محکم داند ہر وقت
را بیاورد اور ربط قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود۔ مرید در حل واقع محتاج شیخ بود شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند البتہ
روح شیخ باذن اللہ تعالیٰ اور القا خواہد کرد مگر ربط تام شرط است۔ و بسبب ربط قلب شیخ لسان قلب ناطق مے بود و بسوئے حق
تعالیٰ راہ مے کشاند و حق تعالیٰ اور احدث مے کند۔ الخ۔ بلفظ۔

لیجئے ان سب بزرگوں پر فتویٰ کفر و شرک لکھ دیجئے۔ بالخصوص مولوی رشید احمد صاحب اپنے بزرگ پر تو ضرور ہی لکھتے۔
شاید آپ کہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب اس عقیدہ پر قائم نہیں رہے تھے۔ اور انہوں نے توبہ کر لی تھی۔ مگر محض غلط۔ وہ آخر
دکھائیے جس میں انہوں نے توبہ کی۔

(۱۵) مصباح الہدایت۔ ترجمہ عوارف حضرت شیخ الاسلام شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ، صفحہ ۱۶۵، سطر ۵۔ پس
باندکے بندہ بچناں کہ حق سبحانہ تعالیٰ پیوستہ بر جمع احوال خود ظاہر و باطن واقف و مطلع بیند و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را نیز
ظاہر و باطن مطلع و حاضر و اندتا مطالعہ صورت تعظیم و وقار و ہوا رہ بر محافظت آداب حضرتش دلیل بود و از مخالفت او ستر او اعلان شرم
دارد و بیچہ دقیقہ از دقائق آداب صحبت او فرو نگذارد بلفظ۔ یہ بھی وہابیہ کش اور قاطع التوین تحریر ہے۔

(۱۶) مسک الختام مصنفہ نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالی مجتہد وہابی۔ صفحہ ۲۴۴۔ نیز آنحضرت ہمیشہ نصب العین
مومنناں و قرۃ العین عابدان است در جمع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و نورانیت و انکشاف دریں محل بیشترے و قوی
است و بعضے از عرفاء قدس سرہم گفتہ اند ایں خطاب سریان حقیقت محمدیہ است علیہ الصلوٰۃ والسلام در ذائر موجودات و افراد
ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلے را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نہوتا
با نوار قرب و اسرار معرفت منور و فائز گردد۔ آری

دورہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست
مے بینمت عیاں و دعا مے فرستمت

بلفظ

دیکھیے نواب صاحب وہی فرما رہے ہیں جو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ

نماز پکے ہیں۔ جو نمبر ۵ پر درج ہو چکا ہے۔ یعنی

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنین اور عابدوں کے آنکھوں کے سامنے ہر وقت۔
(۲) تمام حالات اور خصوصاً عبادات کے وقت نورانیت کا انکشاف زیادہ اور قوی ہوتا ہے۔ یعنی اس وقت آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیادہ توجہ مبذول ہوتی ہے۔
(۳) بعض عارفوں نے فرمایا ہے:

(۴) پس نمازیوں کو لازم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی اور حاضری سے آگاہ رہیں۔
(۶) اور نمازیوں کو یہ بھی لازم ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہود یعنی حاضری اور موجودگی سے غافل نہ
ہوں۔

(۷) تاکہ نمازی انوار قرب اور اسرار معرفت سے منور اور فائز ہو۔ لیجئے! اپنے نواب صاحب پر بھی اپنا فتویٰ جھونک
دیجئے۔ اور کفر لگا دیجئے۔ العیاذ باللہ۔ مفتی جی! صوفیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سلاسل اربعہ کا مشہور اور مسلمہ مسئلہ تصور شیخ یا
رابطہ بالشیخ ہے۔ جو فرماتے ہیں کہ والرکن الاعظم ربط القلب بالشیخ علی وصف المحبة والتعظیم۔ یعنی بڑا
رکن سلوک میں تصور شیخ ہے جو محبت اور تعظیم کے طریق پر کیا جاتا ہے کہ شیخ کی صورت کو ہر وقت دل میں رکھنا۔ اگر تمام کتابوں
کی عبارتیں لکھی جائیں تو ایک مبسوط کتاب تیار ہو۔ بخوف اطمینان ترک کرتا ہوں۔

تمام اہلسنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ یہ کلمات گستاخانہ جو آپ کے امام الطائفہ اور آپ نے استعمال کیئے ہیں۔ اور
ایذا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی ہے جو کفر ہے اور یہ کام اسلام سے خارج شدہ لوگوں کا ہے۔ اور صریح گالیاں
ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ واعدلہم عذاب
مہینا۔ یعنی جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان
کے لیے عذاب ذیل کرنے والا تیار کیا ہے۔ نکتہ: یہ لفظ لعنت کا جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اس کے اعداد جمل پانچ سو پچاس
(۵۵۰) ہیں۔ اور ادھر جملہ ”مولوی اسماعیل دہلوی نالائق“ کے اعداد جمل بھی وہی پانچ سو پچاس (۵۵۰) ہیں۔ دوسری جگہ اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے: والذین یؤذون رسول اللہ لعنہم اللہ عذاب الیم۔ جو لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان
کے لیے عذاب ہے درد دینے والا ہے۔ نکتہ: اس آیت شریف میں نکتہ یہ ہے کہ جملہ اعداد جمل آیت شریف ولہم عذاب
الیم کے نوسو اوتیس (۹۲۹) ہیں۔ اور ادھر فقرہ ”مولوی اسماعیل دہلوی و فرقہ بانوا وہابیہ دیوبندیہ“ کے بھی وہی اعداد جمل نوسو
اوتیس (۹۲۹) ہے خدا کی طرف سے مبارک ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص کسی کے باپ کو گالی دے۔ یا کسی بری تشبیہ سے
نبت کرے جو وہ بھی گالی ہے تو وہ اس کے خون کا پیاسا ہو جاتا ہے۔ اور اس کی شکل دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ اگر بس چلے تو اس کی
جان مار دے۔ لیکن افسوس دن دھاڑے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ اور بری بری تشبیہیں لکھی جاتی

ہیں تو نام کے مسلمانوں کے کانوں پر جوں بھی نہیں رہتی اور عذر گناہ بدتر از گناہ تاویلین لایعنی کی جاتی ہیں۔ اور بلا تاویل ان کی گالیوں اور توہینوں کو قبول کر کے یہ لکھا جاتا ہے کہ یہ حق ہے اف اور تف ہے۔ ایسی نام کی مسلمانی پر۔ الہی ہمیں ان سے اور ان کے شر سے بچا۔ آمین۔

دو کتابوں کی عبارت جو نہایت معتبر ہیں۔ عبرت کے لیے درج کرتا ہوں:

(۱) کتاب الخراج مصنفہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ شاگرد رشید حضرت امام الائمہ سراج الامت امام ابو حنیفہ امام اعظم رضی اللہ عنہ ایما رجل مسلم سب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم او كذبه او عابه او تنقصه فقد كفر بالله تعالى و بانته منه امرته۔ یعنی جو شخص مسلمان کہلا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا کہے یا گالی دے۔ یا جھوٹ کی نسبت کرے۔ یا کسی طرح کا عیب لگا دے۔ یا کسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان گھٹا دے۔ وہ یقیناً خدا کا منکر اور کافر ہے۔ اس کی جو رو اس کے نکاح سے نکل گئی۔

(۲) در مختار۔ الکافر بسبب نبی من الانبياء لا تقبل قابضه مطلقاً ومن شك من عذابه و كفره كفر۔ جو شخص کسی نبی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرے وہ کافر ہے۔ اس کی توبہ بھی قبول نہیں اور جو شخص اس کے عذاب کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ میں کہتا ہوں یہ لوگ شیعہ قوم سے بھی کئی درجہ بڑھ گئے۔ وہ تو صرف اصحاب ثلاثہ یا دیگر صحابہ کی گستاخی کرتے ہیں یا تبراکر کے اہلسنت و جماعت سے نکل گئے۔ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان عالی پر اس قدر دست اندازی اور اہانت نہیں کرتے جیسے ان لوگوں و ہابیہ نے اودہم بجا رکھی ہے۔ یہاں پر میں اپنے وطن پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور ایک مسجد میں مسلمانوں کی درخواست پر مختصر سا وعظ کرنے کا ذکر کرتا ہوں۔ اس میں وعظ کے بعد ایک شیعہ کی طرف سے اصحاب ثلاثہ کی نسبت اعتراض ہوا۔ اور اس کا جواب دیا گیا۔ اعتراض عجیب تھا اور اس کا جواب بھی عجیب و غریب ہوا۔

ایک شیعہ کی طرف سے اعتراض ۲۸ شوال ۱۳۳۲ھ

شیعہ: قرآن میں آیت ہے انا من الکفرین منتقمون ہم مجرموں سے بدلہ یا انتقام لینے والے ہیں۔ اس کے اعداد جمل بارہ سو دو (۱۲۰۲) ہیں۔ جو مطابق ہوتے ہیں۔ اعداد ابوبکر، عمر، عثمان کے نام سے یعنی ان ناموں کے بھی بارہ سو دو (۱۲۰۲) اعداد جمل ہیں۔ اس لیے ہر سہ صحابہ مجرم ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ بدلہ لے گا۔ (نقل کفر کفر نباشد)

مختصر جواب بطور تازیانہ از جانب احقر اتم الحروف

میں: ایسے اعداد کا اعتبار نہیں۔ جب تک ان کی واقعات سے تصدیق ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ اصحاب ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی جان نثاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسی کی کہ وطن چھوڑا گھر بار ترک کیا خدا کے راہ میں شہید ہوئے۔ اور اسلام کو شرق و غربا و جنوباً و شمالاً پھیلا دیا۔ اور انتقال فرمانے کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک

میں جگہ لی۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہی ان کا بھی خیر تھا۔ اور ایک ہی جگہ کی خاک مبارک تھی۔ پھر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو خسر اور داماد اپنا بنایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دختر نیک اختر ان کے گھر میں اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دختر پاک اختر بھی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے عطا فرمائیں۔ پھر ایسے بزرگ عالی مرتبت جان نثار مجرم کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ بات محض غلط ہے۔

دوم: یہ نام حضرات ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کون سے اصحاب ہیں؟ کیونکہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندان بھی تھے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ۔ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے بھی تھے۔ شیعہ صاحب فرمائیں کہ وہ ہر سہ بزرگ کون سے ہیں۔ جن پر آیت شریف کے اعداد منطبق کیے جاسکتے ہیں۔ مگر اس کا فرق کبھی بتلا بھی نہیں سکتے۔ خواہ تمام دنیا کے شیعہ جمع ہو جائیں۔ فان لم تفعلوا اولن تفعلوا:-

سوم: ہمارا سنیوں کا ایمان یہ ہے کہ اس آیت شریف کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے ان حضرات مندرجہ بالا اور خلفائے راشدین و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایذا دی۔ جن کے اعداد آیت شریفہ میں ہیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ بدلہ لینے والا ہے۔ قیامت کو وہ مجرم قرار دیئے جا کر دوزخ کے حوالے ہوں گے۔ اور مشہور مجرم:-

چہارم: یہ ہیں۔ عبد اللہ بن سلول وہ مردود مجرم ہے۔ جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اقل لگایا۔ (۲) فیروز غلام ہے۔ جس مردود مجرم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ (۳-۴) سار، سودان۔ یہ وہ دو شخص مردود اور مجرم ہیں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔

(۵) ابن حنم۔ وہ مردود مجرم ہے۔ جس نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو شہید کیا۔ (۶) یزید وہ خبیث مردود مجرم ہے۔ جس نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو شہید کروایا پس ان چھ مردود مجرموں کے ناموں کے اعداد بارہ سو دو (۱۲۰۲) کے برابر اس آیت شریف کے ہیں۔ فہو المراد۔ شیعہ صاحبان سن کر حیران ہوئے۔ اور اس عقیدہ سے باز آ گئے۔ الحمد للہ علی ذلک۔ اس پر ایک استفتاء کیا گیا۔ جو ذیل میں درج ہے۔

استفتاء و فتویٰ الہامی

علمائے کرام کا اس میں کیا ارشاد ہے کہ ایک رافضی نے کہا کہ آیہ کریمہ انا من المجرمین منتقمون کے اعداد بارہ سو دو (۱۲۰۲) ہیں۔ اور یہی عدد ابوبکر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کے ہیں۔ یہ کیا بات ہے بسنوا تو جو والمستفتی قاضی فضل احمد لدھیانوی، ۲۱ صفر ۱۳۳۹ھ۔

الجواب

روافض لعنہم اللہ تعالیٰ کی بنائے مذہب ایسے ہی اوہام بے سرو پا و پاور ہوا پر ہے:-

اولاً: ہر آیت عذاب کے عدد اسماء اختیار سے مطابق کر سکتے ہیں۔ اور ہر آیت ثواب کے اسماء کفار سے کہ اسماء میں وسعت وسیعہ ہے۔ ثانیاً: امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے تین صاحبزادوں کے نام: ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا کوئی ناہمی ادھر پھیر دے گا۔ اور دونوں ملعون ہیں۔ حدیث شریف میں ہے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے۔ اور ارشاد فرمایا: او وفسے ابنی ماذا سمیتہ مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے۔ مولیٰ علی نے عرض کی حرب فرمایا نہیں۔ بلکہ وہ حسن ہے۔ پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر تشریف لے گئے۔ اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے۔ مولیٰ علی نے عرض کی حرب فرمایا نہیں۔ بلکہ وہ حسین ہے۔ پھر امام حسن کی ولادت پر وہی فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہی عرض کی۔ فرمایا نہیں۔ بلکہ وہ محسن ہے۔ پھر فرمایا میں نے اپنے بیٹوں کے نام داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹوں پر رکھے شبر شیر مبشر حسن حسین محسن ان سے ہموزن وہم معنی۔ اس سے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو تنبیہ ہوئی کہ اولاد کے نام اختیار کے ناموں پر رکھنے چاہئیں۔ لہذا ان کے بعد اپنے صاحبزادوں کے نام ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ، عباس وغیرہم رکھے۔ ثالثاً: رافضی نے اعداد غلط بتلائے امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا۔ تو عدد بارہ سوا یک ہیں نہ کہ دو۔ ہاں اور رافضی

(۱) بارہ سوا دو کا ہے کے ہیں۔ ابن سبار افضہ کے

(۲) ہاں اور رافضی بارہ سو دو عدد ان کے ہیں ابلیس یزید ابن زیاد شیطان الطاق کلینی ابن بابویہ قمی

طوسی خلی۔

(۳) ہاں اور رافضی اللہ عزوجل فرماتا ہے: ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعۃ لست منہم فی شیء بے شک جنہوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور شیعہ ہو گئے۔ اے نبی! تمہیں اس سے کچھ علاقہ نہیں۔ اس آیت کریمہ کے عدد ۲۸۲۸ اور یہی عدد ہیں۔ روافض اثنا عشریہ شیطانیہ اسمعیلیہ کے۔ اور اگر اپنی طرح سے اسمعیلیہ میں الف چاہئے تو یہی عدد ہیں روافض اثنا عشریہ و نصریہ و اسماعیلیہ کے

(۴) ہاں اور رافضی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لہم اللعنة و لہم سوء الدار ان کے لیے ہے لعنت اور ان کے لیے ہے برا گھر۔ اس کے عدد ۴۳۵ ہیں۔ اور یہی عدد ہیں۔ ابو بکر، عمر، عثمان، علی سعید کے۔

(۶) نہیں اور رافضی بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اولئک ہم الصدیقون و الشہداء عند ربہم لہم اجرہم

و لہم اجرہم وہی اپنے سب کے حضور صدیق و شہید ہیں۔ ان کے لیے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور اس کے عدد ۷۹۲ ہیں۔ اور یہی عدد ہیں۔ ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر و سعد کے۔

(۷) نہیں اور رافضی بلکہ عزوجل فرماتا ہے: والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون و الشہداء عند ربہم لہم اجرہم و نور ہم جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق و شہید ہیں۔ ان کے لیے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور آیت کریمہ کے عدد تین ہزار سولہ ۳۰۱۶ اور یہی عدد ہیں۔ صدیق، فاروق، زبیر، علی، طلحہ، زبیر، سعد، سعید، ابو عبیدہ، عبدالرحمن بن عوف کے الحمد للہ آیت کریمہ کا تمام و کمال جملہ یدرج بھی پورا ہو گیا۔ اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسماء طیبہ بھی سب آ گئے۔ جس میں اصلاً تکلف اور قصع کو دخل نہیں۔ کچھ روزوں سے آنکھ کھتی ہے۔ یہ تمام آیات عذاب و اسمائے مدح و اسمائے اختیار کے عدد محض خیال میں مطابق کیئے جن میں صرف چند منٹ صرف ہوئے۔ اگر لکھ کر اعداد جوڑے جاتے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی۔ مگر بعونہ تعالیٰ اس قدر بھی کافی ہے۔ واللہ الحمد واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فقیر احمد رضا قادری عفی منہ)

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ شیعہ رافضی کا تو ماشاء اللہ دلیہ نہیں بلکہ قیہ ہو گیا اب مجال دم زدن نہیں۔ فقیر نے یہ کرامت اہل حضرت عظیم البرکت مجدد مائتہ حاضرہ امام اہل سنت و جماعت پچشم خود ملاحظہ کی کہ چند لمحوں میں ان تمام آیات اور اعداد کی مطابقت زبان فیض والہام ترجمان سے فرمائی۔ یہ رات کا وقت تھا قریب نصف کے گزر چکی تھی۔ واللہ باللہ اعداد اختیار و اشار کے بلا سوچے اور تامل کیئے فرمادیئے کہ فقیر سوائے اس کے اور اندازہ نہیں کر سکتا کہ یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت کا اظہار بذریعہ القادر بانی اور الہام سبحانی تھا۔ اس سے پیشتر جب کہ اعلیٰ حضرت نے کتاب کو سماعت فرماتے ہوئے متعدد جگہ فرقہ وہابیہ اور معرض پر نکات اعداد جمل کی مطابقت ملاحظہ فرمائی تو اس وقت معاً بلا تفہیم و تاویل کے یوں فرمایا۔ جناب نے فرمایا کہ لکھو۔ فقیر نے قلیل حکم اس طرح پر کی۔ آیت قرآنی

(۱) اہلکھم انہم کانوا مجرمین کے اعداد ۲۶۸ جو برابر ہیں رشید احمد گنگوہی کے

(۲) ولقد قالوا کلمۃ الکفر و کفر و ابعدا اسلامہم کے ۱۲۶۴ ہیں جو برابر ہیں اشرف علی صاحب تھانوی کے

(۳) آیت شیطاناً مرید اللہ کے اعداد ۸۴۶ ہیں۔ اور وہی عدد ہیں (حاجی قاسم صاحب نانوتوی) کے

سبحان اللہ و بحمدہ کیا قدرت الہیہ کا تماشا اور تقدیر الہی کا نظارہ ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے علم میں ان لوگوں کی حالت کا نقشہ درج کر رکھا ہے۔ جو بندگان رب العلّٰی اور خاصان بارگاہ خدا اس قسم کے کشف اور الہام سے بیان فرما سکتے اور تمام کو سمجھا سکتے ہیں۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۱۲ علاوہ اس کے فقیر کہتا ہے کہ ہم سنی ہیں۔ اور لفظ سنی کے (۱۲۰) ایک سو بیس عدد ہیں۔ اور حب علی کے بھی وہی ہیں اور لفظ شیعہ کے عدد تین سو پچاس (۳۸۵) ہیں۔

اور یہی عدد ہیں شیطانیہ کے ۱۲۔ آیات میں جہاں گول (ق) ہے اس کے عدد پانچ لیے گئے ہیں یعنی ۵ عدد (ہ) کے ہیں۔ پڑھ لفظ کلمہ ۱۲ منہ۔

قولہ: مطالبہ نمبر ۱۴ کا نماز میں اللہ کی طرف دھیان لگانا چاہیے یا نبی علیہ السلام کی طرف اگر صرف اللہ ہی کی طرف دھیان لگانا چاہیے تو کیا نبی علیہ السلام کا اس وقت دھیان آنا کسی اور کا دھیان اول کے مضربے کہ نہیں۔ اگر مضربے تو مذموم ہے کہ نہیں۔ بلفظ۔ صفحہ ۳۱، سطر ۲۴۔ قول: مفتی جی! آپ کی منطق قابل داد ہے۔ صغریٰ کبریٰ آپ کا مثل حماد قابل ضاد ہے۔ اگر صرف دھیان لگانا ہے تو نماز کی کیا ضرورت ہے صرف مراقبہ میں دھیان لگالیا کریں۔ کیونکہ نماز میں تو قرآن شریف پڑھا پڑے گا۔ جس میں ہر لفظ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دھیان یا خیال آئے گا۔ اور ضرور آئے گا۔ پھر تشہد میں لازمی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آئے گا۔ بلکہ ان کو اپنے سامنے حاضر و ناظر جانا پڑے گا اور درود شریف پڑھنا پڑے گا۔ گویا کوئی وقت خالی نہ ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال نہ آئے۔ پس وہابیہ نجدیہ کو نماز ترک کر کے کوئی سندھیا (نماز ہنو) بنانی چاہیے اور تصور شیخ جو کہ بزرگوں کی طرف سے ضروری طور پر رائج ہے۔ اس کو بھی خیر باد کہنی چاہیے اور ان پر نفی کفر اور شرک جاری کر کے پکے بننا چاہیے۔

باقی دو مطالبے اسی قبیل کے بیہودہ ہیں۔ جس کے نقل کرنے میں دل کا نچتا ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ اگر نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آجائے تو ان کو ذلیل سمجھنا چاہیے العیاذ باللہ۔ کسی مسلمان کا خواہ کسی فرقہ کا ہے۔ یہ عقیدہ نہیں لیکن وہابیہ دیوبندیہ کا بڑے زور سے اور یہ بھی کہ وہ کتاب جس میں یہ عقیدہ لکھا ہے اور اس مسئلہ مردودہ کو درج کیا ہے۔ آپ کے امام اٹا کفہ کے مجاہدین کو پنجتار سے ابھی لالے ہیں۔ اور دیوبندیوں کے حوالہ کی ہے جو قرآن شریف و احادیث و اجماع امت کے برخلاف ہے جو ہم نے یا ہمارے باپ دادا نے بھی ایسا مسئلہ نہیں سنا جو اسلام سے خارج ہے۔

میں کہتا ہوں قرآن شریف میں جگہ جگہ پیغمبران علیہ السلام کے نام اور ان کا تذکرہ تعلیم کے ساتھ موجود ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کر کے احکام اور امر و نہی موجود ہیں۔ اور سورہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیس۔ طہ، المزمل، المدثر، سورہ ابراہیم، سورہ یونس، سورہ یوسف، سورہ ہود، سورہ مریم، سورہ کہف، سورہ انبیاء، سورہ لقمان، سورہ نوح علیہ السلام قرآن شریف میں موجود ہیں۔ جن کی تلاوت نماز میں کی جاتی ہے گویا تمام قرآن شریف انبیاء علیہم السلام اور فرشتگان الہی کے تذکرہ سے پر ہے۔ ان سب کو نماز پڑھتے ہوئے مذموم اور ذلیل سمجھنا چاہیے۔ اور جب نماز میں تعزیر و توقیر وہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد اور عزت اور تعظیم کرو۔ پڑھا جائے تو قرآن شریف سے اس آیت شریف کی جگہ تذلل و تحقیر وہ لکھنا چاہیے۔ اور جہاں واللہ العزیز و رسولہ آئے۔ وہاں نعوذ باللہ اور کچھ کرنے چاہیے۔ اگر کلمات کفر آپ کے جمع کیے جائیں تو آپ کے لیے ہار کی سجاوٹ پوری ہو جائے۔ وہابیت کیا ہے۔ جہنم کے لیے عمدہ سے عمدہ سریشلیٹ ہے) مبارک ہو۔

باب شانزدہم

عقیدہ نمبر ۲۱

وہابیہ دیوبندیہ (کعبۃ اللہ شریف میں جو چار مصلے بنائے

گئے ہیں۔ وہ مذموم ہیں) سبیل الرشاد مولوی رشید احمد صاحب

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۱۵ بر عقیدہ نمبر ۲۱۔ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۲۱ سبیل الرشاد کے حوالے پر یہ لکھا ہے کہ اس میں ہے۔ کعبۃ اللہ میں جو چار مصلے بنائے گئے ہیں وہ مذموم ہیں۔ اگرچہ سبیل الرشاد میں بعینہ یہ الفاظ نہیں جو آپ نے لکھے ہیں۔ پھر ہم اس سے قطع نظر کرتے ہوئے آپ سے دریافت کرتے ہیں۔ بلفظ۔ صفحہ ۳۲، سطر ۹۔ قول: مفتی جی! پھر آپ اپنی عادت معہودہ پر آگئے کہ عبارت کا انکار کرنے لگ۔ لیجئے پہلے میں سبیل الرشاد کی اصل عبارت لکھ دیتا ہوں تاکہ آپ کی غلط بات کی غذا پوری ہو جائے۔ وہ ہذا:۔ البتہ چار مصلے جو مکہ معظمہ میں مقرر کیے ہیں۔ لاریب یہ امر زبوں ہے۔ بلفظ، صفحہ ۳۲، سطر ۱۹۔ میری عبارت۔ اور اصل عبارت میں جو فرق ہوا وہ صرف یہ ہے کہ لفظ مذموم کی جگہ لفظ زبوں لکھا ہوا ہے لفظ مذموم

ہے۔ جس کے معنی بد کے ہیں۔ یعنی برے۔ اور لفظ زبوں فارسی ہے اس کے معنی بدتر کے ہیں۔ دیکھو کتب لغت۔ الحمد للہ میرے لکھنے سے اصل عبارت کے لفظ زبوں کے معنی اور بھی زیادہ خراب اور سخت بجائے بد کے بدتر نکلے۔ گویا مولوی رشید احمد مصنف کتاب سبیل الرشاد کے نزدیک اور تمام دیوبندیوں کے نزدیک تمام علماء حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً۔ اور علماء عرب و عجم سب کے سب بے علم اور بے خبر ہیں۔ جن کو ان چار مصلوں کی زبونی معلوم نہ ہوئی۔ اور مولوی رشید احمد صاحب کو اپنے بڑے بھائی غیر مقلدوں کی صحبت سے علیت اور فضیلت حاصل ہوئی کہ کسی عالم مفتی، حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کو آج تک مدد ہمال گزر گیا۔ معلوم ہی نہ ہوا اور نہ کسی نے ایسا لکھا۔ یہی سبب ہے کہ دیوبندیہ علماء، علماء حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً سے افضل ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ چونکہ یہ ہر چار مصلے جو حکم سلطان وقت اولی الامر کے بالاتفاق علماء و مفتیان وقت بغرض اصلاً مسلمین و رفع تنازعہ کیے گئے تھے۔ وہابیہ کے نزدیک بدتر (زبوں) ہیں۔ اسی طرح تقلید شخصی بھی ان کے نزدیک بدتر ہے۔ درالحالیکہ بادشاہوں کا حکم خدا تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم میں داخل ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم الآیۃ نساء۔ یعنی اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور حاکموں بادشاہوں اور مجتہدوں کی جو تم میں سے

ہیں۔ پس اس آیت شریف پر عمل کرنے والے مسلمان ان کی اطاعت واجب جانتے ہیں۔ دیکھیے:-

(۱) تفسیر عزیزی سورہ بقرہ صفحہ ۸۶۔ کیسکہ اطاعت انہا بحکم خدا فرض است شش گروہ اندازاں جملہ سلاطین و امرا و اہل خدمات اند۔ مثل قضاة و محسبین و حکام کہ او امر و نواہی ایشان در مصالح جزئیہ و حوادث یومیہ واجب الاتباع است در حق رعایا۔ بلفظ۔

(۲) ترجمہ حجۃ البالغہ۔ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ دہلوی صفحہ ۲۳۴، سطر ۲۰۔ چوتھی صدی میں تقلید شخصی کا رواج ہوا اور سلاطین نے فقہ میں مناظرے کیے۔ بلفظ۔ (۳) خلاصہ توارخ مکہ معظمہ صفحہ ۴۱، ۴۲، ۴۳، (بعد تقرر تقلید شخصی کے) ۳۳۹ ہجری۔ اور بعد اس کے زمانہ فرج بن طاہر برفوق بادشاہ کے آگ لگ گئی ۸۰۲ ہجری میں بعد اس کے یسوق طاہری امیر الحان مصر نے ۸۰۳ ہجری میں کعبۃ اللہ شریف کو از سر نو تعمیر کیا۔ اور مصلات اربعہ کو بھی بیہات قدیمہ پر تعمیر کیا۔ بلفظ۔ اس سے ثابت ہے کہ مصلات اربعہ ۸۰۳ھ سے پہلے کے بنے ہوئے تھے۔ جو پھر اسی ہیئت پر تعمیر کیئے گئے۔ اس پر یہ قیاس قائم ہوتا ہے۔ کہ جب تقلید شخصی ۳۳۹ ہجری میں قائم ہوئی تب سے ہی یہ مصلاۃ اربعہ بھی بحکم بادشاہ وقت مصلحتاً بنائے گئے تھے۔ کیونکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ کعبۃ اللہ شریف کئی بار تعمیر ہوا۔

(۴) حدیقۃ الدینیۃ شرح الطریقۃ الحمدیہ للعارف باللہ تعالیٰ۔ سید عبدالغنی النابلسی الخفی الجزء الاول صفحہ ۱۰۳۔ یہ کتاب ۱۰۷۱ ہجری میں لکھی گئی۔ نہایت معتبر اور مستند کتاب ہے۔ اس کے اقسام البدعت فصل ثانی میں ہے۔ وہو ہذا:- وقد سئل بعض العلماء عن هذه المقامات المنصوبة حول الكعبة التي يصلون فيها الان باربعة آئمة علی مقتضى المذاهب الاربعة ما كانت السنة علی ذلك ولا عصر التابعین ولا تابعیہم ولا عهد الائمة اربعة ولا امرونها ولا طلبوها فاجاب بانها بدعة ولكنها بدعة حسنة لا شیئة لانها تدخل بدلیل السنۃ الصحیحۃ وتقریرہا فی السنۃ الحسنۃ لانہا لم یحدث منها ضرر ولا جرح فی المسجد ولا فی المصلین من المسلمین تعامہ اہل السنۃ والجماعۃ بل فیہا عمیم النفع فی المطر وحر الشدید والبرد و فیہا وسیلۃ للقرب من الامام فی الجمعة وغیرہا فہی بدعة حسنة وسمون یفعلہم للسنۃ الحسنۃ وان كانت بدعة اہل السنۃ لا اہل بدعة لان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من سن سنۃ حسنۃ فسمی لمبتدعاً للحسن مستناً فادخلہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی السنۃ وقرر بذالك لا ابتداء وان لم یرد فی الفعل فقد ورد فی القول فالسان سنی لابی لدخولۃ تسمیہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیما قرره من السنۃ وضابط والسنۃ ما قرره او فعلہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وداوم علیہ واظہرہ ومن جملة فعلة ایضاً قوله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وداوم علیہ واظہرہ ومن جملة فعلة ایضاً قوله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و سکوتہ علی الامر لا تنقیر وان فی ابتداء السنۃ الحسنۃ الی یوم الدین وانه مادون

لہ بالنزع فیہا و ماجور علیہا مع العاملین لہا بدو وامنہا اخرج لادم احمد بن حنبل و مسلم و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ عن جریر عن عبد اللہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا من بعدہ من غیر ان ینقص من اجرہم شیء الحدیث یدخل فی السنۃ تقریرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل بدعة حسنة ومنها البریط والمدارس والمرافق والمصالح حیث كانت للمسلمین بالطریق وغیرہا للمنافع۔ بلفظ۔ ترجمہ:- جو مصلات کعبۃ اللہ شریف کے گرد قائم ہیں۔ اور چاروں مذہب کی وجہ سے اب ان میں چار اماموں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ بیشک بعض علماء سے ان کی بابت سوال ہوا کہ نہ اس طریقہ پر حدیث ہے اور نہ تابعین و تبع تابعین اور نہ آئمہ اربعہ سے کوئی روایت ہے اور نہ ان کا اس پر عمل تھا۔ اور نہ اسے طلب کیا تو جواب فرمایا کہ وہ بدعت ہیں لیکن بدعت حسنہ نہ سیہ اس واسطے کہ وہ حدیث صحیح کے ارشاد و قبول سے نیک سنت میں داخل ہیں اس لیے کہ ان سے کوئی ضرر اور حرج نہ مسجد میں پیدا ہوا۔ اور نہ عام سنی مسلمان نمازیوں میں بلکہ ان میں عام نفع ہے۔ بارش اور سخت گرمیوں اور سردی میں اور وہ جمعہ وغیرہ میں امام سے قرب ہونے کا وسیلہ ہیں۔ تو وہ بدعت حسنہ ہیں۔ اور وہ لوگ اس نیک سنت کے کرنے سے نو پیدا ہے۔ اہلسنت کہلائیں کہ نہ اہل بدعت۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے اسلام میں نیک سنت ایجاد کی تو نئی نیک بات نکالنے والے کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنت والا فرمایا اور اس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنت میں داخل کیا۔ اگرچہ حضور کے فعل سے ثابت نہیں ہوا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے ثابت ہے اور اس نئے نکالنے کو مقبول رکھا۔ پس اس کا نکالنے والا سنی ہے نہ کہ بدعتی۔ اس واسطے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت تقریری میں داخل ہے۔ اور ضابطہ سنت کا یہ ہے کہ ہر وہ کام جسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقبول رکھا یا خود ہمیشہ کیا اور اس سے ظاہر فرمایا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل میں سے حضور کا ارشاد فرمانا اور خاموش رہنا بھی ہے۔ اس لیے کہ وہ مقرر رکھتا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت تک نئی بات پیدا کرنے کا اذن دیا۔ اور یہ کہ شرع سے اس نئے پیدا کرنے کا پیدا کرنے والوں کو اذن ہے اور اسے اس کام اور جو اس پر عمل کرے ان سب کا ہمیشہ ثواب ہے۔ امام احمد بن حنبل و مسلم ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو اسلام میں کوئی نیک طریقہ ایجاد کرے تو اس کے لیے اس کا ثواب ہے۔ اور قیامت تک جو اس پر عمل کریں ان سب کا ثواب ہے۔ بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں سے کچھ کمی ہو یا کوئی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر بدعت حسنہ کو مقبول رکھنا اسے سنت میں داخل کرنا ہے۔ انہیں میں سے خائف ہیں ہیں۔ مدرسے اور سب منفعت اور مصلحت کی چیزیں جو راستوں وغیرہ پر مسلمانوں کے نفع کے لیے ہوں۔ ختم ہوا ترجمہ پس جب کہ یہ مصلات صد ہا سال سے بحکم بادشاہ وقت خاص مصلحت سے بنائے گئے ہوئے ہیں جس پر حرمین شریفین زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً کا اجماع حجت ہے۔ اور اس پر دلیل ہے حدیث شریف لا یجتمع امتی علی اضلالہ میری امت گمراہی پر کبھی جمع نہ ہوگی۔ اور دوسری حدیث شریف ماراہ المسلمون

حسنًا فهو عند الله مؤطا امام محمد علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۴۰، سطر ۲۔ یعنی کسی چیز کو مسلمان اچھی اور نیک سمجھیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی نیک اور اچھی ہے پس ان مصلات اربعہ کو تمام دنیا کے علماء اور مسلمانوں نے نیک اور اچھا سمجھا۔ پھر کسی ایک دیوبندی صاحب کے کہنے سے زبوں کس طرح ہو سکتے ہیں۔ بلکہ کہنے والا خود زبوں اور خارق اجماع ہے۔ ہاں بادشاہوں کے حکم سے ان مصلات کا بنایا جانا خود مولوی رشید احمد صاحب اسی اپنی سبیل الرشاد میں لکھتے ہیں۔ یہ طعن نہ علماء اہل حق مذاہب اربعہ ہے۔ بلکہ سلاطین پر کہ مرتکب اس بدعت کے ہوئے۔ بلفظ صفحہ ۳۳، سطر ۴۔ پس اس سے ثابت ہے کہ مصلات اربعہ سلاطین اہل اسلام نے بنائے جو اولی الامر ہیں ان پر طعن ہے۔ حالانکہ ان کی اطاعت بحکم خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں پر فرض ہے۔ پھر یہ مولوی کون سے کھیت کی مولیٰ ہیں کہ ان پر طعن کی زبان کھولیں اور اپنی رسوائی کرائیں اور رسوائی کا اثبات ان کے ایسے لچر فتاوے ہیں جن کی شکایت آپ کے جد فاسد مولوی محمد صاحب لدھیانوی بھی اپنی کتاب تحفہ قادریہ میں اس طرح کرتے ہیں۔ وہ ہوندا: تحفہ قادریہ مصنفہ مولوی محمد لدھیانوی صفحہ ۹۴-۹۵ ظاہر ہو گیا کہ فتوے مولوی گنگوہی کا ان کے عشرے ہونے پر ضرور باطل ہے اور یہ ان مولوی صاحب کی پہلی ہی خطا نہیں۔ بلکہ ان کی عادت ہے۔ اسی قسم کے مسائل میں جن کی حقیقت نہیں معلوم ہوگی مگر گہری نظر سے۔ درحقیقت وہ مولوی صاحب اہل نظر نہیں ہیں۔ کیونکہ:-

(الف) پہلا فتویٰ یہ دے دیا کہ مرزا قادیانی مرد صالح ہے۔ وہ مرزا جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس پر یہ حکم خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے کہ ہم نے اتارا اس کو قادیاں کے قریب (ب) پھر یہ فتویٰ دیا کہ مرزا اہل ہوا اور بدعت ہے۔ باوجودیکہ مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا کہتا ہے۔ (ج) پھر مولوی صاحب نے یہ فتویٰ دیا کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ اور یہ مخالف ہے قول اللہ تعالیٰ کے کہ اللہ سے کوئی سچا نہیں۔ (د) اور اس مفتی نے ہندوستان میں ظہر بعد جمعہ کو منع کر دیا۔ باوجودیکہ شرط سلطان جو خفیوں کے نزدیک ضروری ہے۔ نہیں پائی جاتی۔ (ه) نیز جواز شیخ عبدالقادر شینیا اللہ کا فتویٰ دیا۔ باوجودیکہ پہلا فتویٰ اس پر تھا کہ یہ کلمہ شرک ہے۔ (و) اور کفار کے واسطے جواز تعمیر مسجد کو فتویٰ دے دیا۔ (ز) اور یہ بھی فتویٰ دے دیا کہ جو مکانات کعبہ شریف کے گرد بنائے گئے جن کو مصلے کہتے ہیں وہ بدعت ہے۔ اور بھی مسائل ہیں جن میں محققین کا راستہ چھوڑ دیا ہے۔ بلفظ۔

لیجئے! اس تحریر اپنے جد فاسد پر غور کیجئے اس سے ثابت ہے کہ مولوی رشید احمد کے فتویٰ یا تحریک کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ وہ اہل نظر نہیں ہیں اور مصلات اربعہ کو محققین کا راستہ لکھتے ہیں۔ خدا کے لیے اپنے بزرگوں کی کتابوں پر تو عمل کیجئے۔ یا یہ کہ آپ نے اس کتاب کو..... دیکھا نہیں۔ اگر دیکھا ہے تو یہ آپ کا ایمانی تقاضا ہے۔ اور مفتی بننے کے امنگ میں جو چاہا سو کہہ دیا مفتی جو ہوئے۔ میں نے ایک راست گو وہابی مولوی سے پوچھا کہ مفتی کس کو کہتے ہیں۔ تو اس نے مجھے جواب دیا کہ مفت خوروں کو۔

حاشیہ: اہل نظر نہیں ہیں۔ یعنی نابینا ہیں۔ ۱۲

حاشیہ: قادیاں ایک گاؤں ہے۔ ضلع گورداسپور میں۔ ۱۲

میں نے کہا ج ہے وہابیہ قوم میں اسی قسم کے مفت خور مفتی ہیں اسم باسمی۔ قول: مطالبہ نمبر ۱۵ کیا یہ مصلیٰ نبی علیہ السلام یا خلفاء راشدین یا آئمہ نے مقرر کیئے تھے۔ اگر یہی امر ہے تو اس کا ثبوت دیجئے۔ ورنہ ہر وہ امر جو قرون ثلاثہ کے بعد پیدا ہوا ہو۔ اور ان پر ارجاء دلہ سے کوئی دلیل نہ ہو اسے تمام متقدمین نے مذموم لکھا ہے۔ بلفظ صفحہ ۳۲، سطر ۱۲۔ اقول: آپ کے اس مطالبہ کا جواب آپ کے عقیدہ نمبر ۱۹ (مولود شریف) میں مفصل دیا جا چکا ہے۔ دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کسی ایک عالم کا متقدمین سے نام تو لکھا ہوتا۔ جس نے مذموم لکھا ہو۔ یا جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ کیا مدرسہ دیوبند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا خلفاء راشدین یا آئمہ نے مقرر کیا تھا۔ یا آپ کے جد فاسد مولوی محمد نے جو مسجد لدھیانہ میں دو منزلی بنوائی۔ وہ خیر القرون میں بنی تھی۔ یہ مذموم ہے یا نہیں؟ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ ہر امر جو خیر القرون میں ہوا ہو قابل عمل نہیں۔ مثلاً میلہ کذاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رو برو دعویٰ نبوت کیا۔ اور اس مسماۃ سبحان سے نکاح کر کے مہر میں صبح وعشاء کی نمازیں معاف کر دیں۔ اب آپ کو لازم ہے کہ میلہ کذاب کی پیغمبری پر ایمان لائیں۔ یا صبح وعشاء کی نماز معاف کر دیں۔ اور یزید علیہ السلام نے شراب کو حلال کر دیا تھا تو آپ کو لازم ہے کہ شراب کو حلال جان کر پیا کریں۔ کیونکہ خیر القرون میں یہ بات پیدا ہوئی تھی۔ اسی طرح علم صرف و نحو و کلام مدارس خانقاہ، رابطین خیر القرون کے بعد پیدا ہوئے۔ ان کے پڑھنے یا ان میں رہنے کا انکار کریں۔ یا قرآن شریف جواب چھاپے کے موجود ہیں۔ ان پر تلاوت نہ کریں۔ ذرا ہوش میں آؤ۔ بیہوشی اچھی نہیں۔ قول: بضمن مطالبہ نمبر ۱۵۔ تفریق جماعت آپ کے نزدیک مذموم ہے۔ اگر ہو تو کیا ان چار مصلوں کے ہونے سے جماعت میں تفرق پیدا نہیں ہوئی۔ اگر مذموم نہیں تو کوئی دلیل شرعی لا کر اس امر کو ثابت فرمائیے۔ بلفظ صفحہ ۱۳۲۔ اقول: تفریق کا مسئلہ لکھ دیا ہوتا کہ اس طرح پر تفریق جماعت ہوئی۔ مولوی رشید احمد سبیل الرشاد میں لکھا ہوا آپ نے نہیں دیکھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک جماعت ہونے میں دوسرے مذہب کی جماعت بیٹھی رہتی ہے۔ اور شریک جماعت نہیں ہوتی۔ اس سے تکرار جماعت لازم آتا ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۳، سبیل الرشاد۔

میں کہتا ہوں کہ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے اپنے حج کرنے سے پہلے اس امر کو لکھا ہے ورنہ میں نے چشم خود دیکھا ہے۔ وہ اس طرح پر ہے کہ صبح کی نماز علی الصباح سب سے پہلے امام شافعی کے مصلے پر ہوتی ہے اور تمام لوگ جو اس وقت حاضر ہوتے ہیں خواہ کسی مذہب کے ہوں امام شافعی المذہب کی اقتداء کرتے ہیں۔ چنانچہ میرا خود یہی عمل رہا ہے۔ اس کے بعد امام ماکی المذہب کی نماز کا وقت ہوتا ہے۔ جو لوگ اس وقت حاضر ہوتے وہ ان کے پیچھے اقتداء کرتے ہیں۔ اس کے بعد حنبلی مذہب کے لوگ جو موجود ہوتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ ان سب کے بعد جب خوب روشنی ہو جاتی ہے تو اس وقت امام حنفی المذہب کا وقت ہوتا ہے اور امام صاحب تشریف لاتے ہیں۔ اور مقتدی بھی اس وقت آتے ہیں۔ وہ کثرت سے لوگ نماز امام حنفی المذہب کے پیچھے پڑھتے ہیں۔ خواہ کسی مصلے پر لوگ ہوں۔ لیکن امام حنفی المذہب اپنے مصلے پر جو کعبۃ اللہ سے جانب

حاشیہ: دو منزلی مسجد جو لوگوں کے چندہ سے بنائی گئی تھی۔ ۱۲ مندرج

شمال ہے۔ کھڑے ہوتے ہیں۔ باقی چاروں نمازیں ظہر، عصر، مغرب، عشاء سب سے اول امام حنفی المذہب پڑھاتے ہیں۔ تمام لوگ۔ باقی ہر مذہب کے ان کے پیچھے اقتداء کرتے ہیں۔ نہ تکرار جماعت ہوتا ہے نہ افتراق جماعت۔ یہ سب اہل معتز ضانہ ہیں۔ اگر مولوی رشید احمد صاحب مصلات اربعہ کو زیوں یا بدتر جاننے میں حق پر تھے۔ اور ان کے پاس شرعی دلائل اور براہین تو یہ مصلات کے زیوں یا بدتر ہونے کے موجود تھے۔ توجج کے موقع پر علمائے ومفتیان اربعہ مذہب سے اس کا فیصلہ کر کے ان سے فتویٰ لیتے اور فیصلہ ہو جاتا۔ مگر ان علماء کے رو بر بات کا ناکارے دارد کا معاملہ ہے یہاں ہندوستان میں بے باکی سے جو چاہا لکھ دیا۔ گالیاں دے دی۔ رشوت خواری کا الزام لگا دیا جو کر دی۔ اپنی فضیلت لکھ دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نفوذ باللہ اپنا شاگرد بنا لیا مگر مزہ جب تھا کہ اس مسئلہ کو حرمین شریفین میں طے کرتے۔ ممکن ہے آپ یہ کہہ دیں کہ علماء دیوبند پر یہ افتراء ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا شاگرد بناتے اور لکھتے ہیں۔ مگر حضرت افتراء کرنے والے سب سے بدترین ہیں۔ لیجئے میں آپ کے اطمینان کے لیے مولوی خلیل احمد صاحب کی کتاب براہین قاطعہ مصدقہ مولوی رشید احمد صاحب سے دکھاتا ہوں کہ وہ کیا لکھتے ہیں۔ وہ واضح اور مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی درگاہ پاک میں بہت ہے کہ صاحب عالم یہاں سے پڑھ کر گئے اور خلق کثیر کا ظلمات ضلالت سے نکالا۔ یہی سبب ہے کہ ایک صاحب فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا۔ ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ الخ۔ براہین قاطعہ۔ صفحہ ۲۶، سطر ۸۔

دیکھیے آپ کے مرد صالح کی وضعی خواب جس سے علماء دیوبند کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم علوم الاولین والاخرین کا استاد قرار دیا گیا کہ جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا تب سے اردو بولنا آگیا اور اگر ان سے معاملہ نہ ہوتا تو حضور کو اردو بولنا نہ آتا۔ معاملہ بھی گویا ابھی پڑا تھوڑا ہی عرصہ ہوا پہلے کچھ معاملہ علمائے دیوبند کے ساتھ نہ تھا۔ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کیا معاملہ تھا۔ جواب آن کر پڑا اور یہ اردو زبان آگئی۔ نفوذ باللہ من ذالک الخرافات والخرعیلات۔ واقعی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علماء دیوبند کی صحبت میں چند عرصہ تلمذ کرنے سے اردو زبان آگئی تو شاگرد ہونے میں کیا شبہ رہا۔ یہ مسلمہ بات ہے کہ استاد کا درجہ شاگرد سے اعلیٰ وارفع ہوتا ہے۔ اسی طرح علمائے دیوبند کو علماء حرمین شریفین سے افضل لکھا ہے۔ صفحہ ۱۸، ۱۹ براہین قاطعہ کا دیکھو۔ مگر جب علماء دیوبند یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔ تو علماء حرمین شریفین کس شمار میں ہیں۔ العیاذ باللہ۔ چونکہ مدرسہ دیوبند اور اس کے علماء کی تعریف میں دیوبندیوں نے زمین و آسمان کے فلا بے ملا دیئے ہیں۔ اس لیے میں حالات مدرسہ اور ان کے علماء مدرسین و مہتممین کے ایک معتبر رسالہ منظوم سے دکھا دیتا ہوں جو ایک راست گو مولوی صاحب نے ظاہر کیئے ہیں۔ رسالہ منظوم مسمیٰ مدرسہ عربی دیوبند کا مرقع۔ اغنی واقعی حالات مصنفہ حضرت مولانا مولوی منظور الحق صاحب پشتر کا اقتباس۔ بلفظہ۔ جو مطبع اختر ہند سہارنپور میں طبع ہو کر شائع ہوا مولانا فرماتے ہیں:

عائیانہ ہر چہ در سماعاں شدہ
غائبانہ ہر چہ در سماعاں شدہ
نا نشسم من گرفتہ پشنیں
واقعی حالات را جویاں شدہ
بے دیکھے جو کچھ سنا گیا۔ اس کے خلاف آنکھوں نے دیکھا۔ جب میں پنشن لے کر آیا تو میں نے اس مدرسہ دیوبند کی تفتیش کی۔ حالات واقعی کو لکھتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ الحق مڑ ہے۔ لیکن جو جھگڑنے والے ہیں وہ سچ ہی کہتے ہیں:۔
پر زخوت چند محتلاں شدہ
حدسہ از ننگ شاں نالاں شدہ
گشتہ سہ یک بر سر طغیاں شدہ
مدرسہ از ننگ شاں گریاں شدہ
گشتہ سہ یک و یکے گشتہ سہ
مات بر تثلیث محز سایاں شدہ

یعنی چند لوگ مغرور تکبر سے بھر گئے۔ اس لیے مدرسہ ان کی شرم سے روتا ہے۔ اور تین ایک ہو کر سرکش ہو گئے۔ مدرسہ ان کے عیب سے روتا ہے۔ تین ایک ہو گئے۔ اور ایک تین ہو گیا۔ عیسائیوں کی تثلیث پر مات ہو گئے۔ ابتداء مولوی ذوالفقار علی اور مولوی فضل الرحمن مرحومین ممبر مدرسہ تھے۔ جب اہل تینوں کا زور ہوا۔ تو ان کا بس نہیں چلتا تھا۔ انہوں نے اپنی ڈاہریوں کو ان کی سرکشی سے بچایا۔ جن تین مغرور متکبروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ تین یہ ہیں۔ ایک حبیب (تصغیر جب کا بمعنی ناپاک جس کو غسل کی حاجت ہو)۔ دوسرا گھوگھی تیسرا کنعان (پسر ناخلف حضرت نوح علیہ السلام ہو۔ ان تینوں سرکشوں نے مولانا ابوالخیرات سید احمد صاحب کو بہت رنج دیا۔ جب کہ انہوں نے مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ نکالا۔ اور مولانا نے اس بات سے منع کیا۔ اس پر ان کے ساتھ الجھ گئے۔ تب انہوں نے مدرسہ کو چھوڑ دیا۔ اور گھوگھی صدر بن گیا)

آں حبیب الہیہ اش قبل الطلاق
فے المودۃ ہدیہ کنعان شدہ
مے گذارم تو غسیلا اش بخش
واہ واہ برخلہ خلاں شدہ

یعنی حبیب کی جو روطلاق سے پہلے دوستانہ میں کنعان کو تحفہ دی گئی کہ میں اس کو چھوڑتا ہوں تو بھی اس کا مزہ چکھ لے۔ واہ واہ کیا اچھی دوستی ہے۔ جب اس عقیقہ نے یہ بات نہ مانی۔ تب اس نافرمانی کی وجہ سے کہ کنعان سے اس نے اپنی عزت بچائی۔ اس کو طلاق دے دی اور جب دوسرے شخص سے نکاح ہوا تو اس نے اس بات کی تصدیق کی۔ اس کے بعد کنعان کی جو روکا پردہ حبیب شخص سے اٹھالیا گیا۔ یہ بات دیوبند میں مشہور ہے کہ کنعان کی جو روکا پردہ حبیب سے نہیں رہا کہ وہ جب روٹی کھانے بیٹھتا ہے تو کنعان کی جو رو اس کو پنکھا جھلکتی ہے اور بہت سے بھید ہیں۔ جو بوجہ شرم ظاہر نہیں کیئے جاتے اور حضرت مولانا محمد قاسم مرحوم نے وصیت کی تھی۔ جس کو انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا کہ

گاہ از اولاد من فی المدرسہ
لا یلج احد ملازم آں شدہ

کہ میری اولاد میں سے کوئی مدرسہ میں ملازم نہ رکھا جائے یہ وصیت ان کی از ردی کشف تھی جس کے چھوڑنے سے یہ

خرابیاں پیدا ہوئیں۔ ان کے بیٹے کا حال ان پر ظاہر گیا۔ جو اس کو خواہشات نفسانی کا تابع دیکھا۔ یہ مدرسہ ان کے ہاتھ سے تباہ ہوا۔ مولانا مرحوم اپنے بیٹے سے تمام عمر ناراض رہے۔ مرنے کے بعد کیسے راضی ہو سکتے ہیں۔ وہ وصیت ان سرکشوں نے گم کر دی اس وقت کے خلاف کرنے سے یہ تمام خرابیاں پیدا ہوئیں۔ ان کے کہنے سے موم کی ناک گھوگھی نے مشورہ کر کے مدرسہ کو کنعان کے سپرد کر دیا۔ اس کا وبال گھوگھی پر ہوا۔ تب حبیب مولانا رشید احمد کے پاس گیا تاکہ کنعان کا اصل حال معلوم ان کو نہ ہو۔ ہر وقت ان کے پاس رہتا۔ کسی کو موقع نہ دیتا کہ کنعان کا حال مولانا سے کہے۔ پھر مدرسہ میں چھ سو (۶۰۰) روپیہ کی چوری کر لی۔ اور محرر پر اس کا الزام لگایا۔ حالانکہ کنجی اس کی کنعان کے پاس تھی۔ پھر کنعان کو حلف دی گئی۔ اس نے حلف لینے سے انکار کر دیا۔ اور مولانا ظہور الحسن جھنجھالوی نے جو ان دنوں دیوبند میں سب رجسٹرار تھے۔ مولانا رشید احمد سے سب حال کہہ دیا کہ کنعان نے محرر سے کنجی لے لی تھی۔ یہ کارروائی کنعان کی ہے اور اس پر دو گواہوں نے گواہی دی اور کنعان پر جرم ثابت کیا گیا اور اس کو مدرسہ سے برخاست کر دیا گیا تب گھوگھی (فاختہ) مولانا صاحب رشید احمد کے پاس گیا۔ بہت چالپوسی کی اور پھر بحال کر دیا۔ اور مولانا کا حکم نہ مانا۔ ان کی سرپرستی برائے نام تھی۔ جب مولانا فوت ہو گئے تو حبیب وہاں سے چلا آیا۔ اور کنعان کا مددگار ہو گیا۔

گشتہ آں کنعاں ملاح اقتصاص
کز تکبر سر بسر ملاں شدہ

کنعان شکار کرنے کا ملاح ہو گیا۔ اور تکبر سے سر اسر بھر گیا۔

اشتغال او بطلاب صغار
مرتکز در طبع آں کنعاں شدہ

چھوٹے طالب علموں سے اس کی مشغولی طبیعت میں گڑ گئی۔ تمام اہل مدرسہ اور ساکنان دیوبند کنعان کی اس حرکت سے واقف ہے۔ اور مختلف اوقات اس کے جھگڑے پیش آئے مگر مدرسہ والے اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔

جملہ مے دا نند اہل مدرسہ
گرچہ اخفائش زخوف آں شدہ

تمام مدرسہ والے یہ سب حال جانتے ہیں۔ مگر اس کے خوف سے چھپاتے ہیں: نظام حیدر آباد سے جو وظیفہ مدرسہ کو ملتا ہے۔ اس میں سے پانچواں حصہ کنعان اپنے گھر بٹھا لیتا ہے۔ اور مبلغ ایک سو نوے روپے (مالح) مولوی محمد قاسم کا بیٹا لیتا ہے حالانکہ اس کے باپ ایسی دنیا پر لات مارتے تھے۔ اور ان کا بیٹا حلال و حرام میں کوئی تمیز نہیں کرتا۔

کبرہ ہم نخوت کہ ماہم بالغیہ
مرتکز اندر صدور شائ شدہ

لا یحب کل مختال فخور
نفس فاطح دارد قرآن شدہ

تکبر و غرور جس کو وہ نہ پہنچے گا وہ ان کے دلوں میں گڑا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ متکبر اور فخر کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔ قرآن کریم میں یہ صاف ہے

راہ وسط قاسمی بگذاشتند
تمہنی راہ معو جان شدہ

میانہ روی راہ قاسم کے رستہ کو چھوڑ دیا اور کجراہوں کی راہ کے طالب ہو گئے۔ جس شخص نے ان کے حالات دریافت کرنے ہوں وہ ان کی خیانتیں معلوم کر سکتا ہے۔ لیکن جو کوئی ایسی بات کرے اس کو مدرسہ سے ایسا نکال کر پھینک دیتے ہیں جیسے دودھ میں سے مکھی کو نکال ڈالتے ہیں۔ چنانچہ اہل دیوبند سے تین ممبر تھے۔ ان میں سے دو ممبروں کو اسی وجہ سے نکال دیا کہ وہ واقف شدہ اور مانع تھے۔

ہرچہ مے خواہند خود بامے کنند
اہل شورئ فیل راندان شدہ

یہ لوگ جو چاہتے ہیں وہی کر لیتے ہیں۔ اور اہل شورئ ہاتھی کے دانتوں کی طرح ہیں (دکھانے کے اور کھانے کے اور)

کادمہ فرش مکان مہتمم
درج در مدرس حساب آں شدہ

مہتمم مدرسہ کے لیے فرش خریدا گیا اور مدرسہ کے حساب میں لگایا گیا۔ ان ہر دو ممبروں نے جو دیوبند کے تھے اعتراض کیا۔ اسی سبب سے ان ہر دو ممبروں کو مدرسہ سے نکال دیا۔ اور جو غاصب اوقاف تھا۔ اس کو رکھ لیا۔ باقی تمام ممبر باہر کے ہیں۔ کاش دیوبند کے ممبر ہوتے تو ان کا حال کھلتا۔

کانیک اوقاف بخاری غضب کرد
غضب او از خلق کے پنہاں شدہ

ابھی مسجد شاہ بخاری کے اوقاف کا غضب کیا لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔ دیوبند میں شاہ بخاری علیہ الرحمۃ کی مسجد ہے۔ اس کے نیچے بازار ہے۔ وہ مسجد کے ساتھ وقف ہے۔ اس کی تمام آمدنی غضب کر کے کھا لیتے ہیں۔ اس بات سے مولوی منفعت علی مدرس نے ان کے خلاف مقابلہ کیا کہ وقف کی آمدنی محفوظ رہے۔ ان سب نے ایک کر کے مولوی صاحب پر جھوٹے الزامات لگا کر مدرسہ سے نکال دیا۔ اور ان لوگوں کو رکھا جو ان کے ہاتھ پاؤں چومیں۔

مہتمم غلاماں گریزانندہ
مسند تدریس را بنایاں شدہ

ایک خود پسند لوٹوں کو بہکانے والا مدرسہ کی مسند کے لائق ہوا۔

تضرع الاجر اس فی اوقاتہا
شبہ ضرب جرس ترسایاں شدہ

اس مدرسہ میں اپنے وقتوں پر گھنٹے بجتے ہیں۔ جو عیسائیوں کی مشابہت ہے۔

یحسبون یحسنون صنعہم
حط جملہ کار ہائے شان شدہ

بجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔ ان کے سب کام اکارت ہو گئے۔

آں حضاج مال کوٹھی کردہ ہپ
شدائین در از دارشائ شدہ

مشل کوٹھی مدرسہ ہم ہپ شود
این رفتہ کو نشان آں شدہ

دیوبند میں تجارت کی کوٹھی مسلمانوں کے روپیہ سے ہوتی تھی۔ اس کا نام کثیر المنفعت رکھا گیا تھا میرے ذمہ میں اس کا (۱) تھا۔ جب میں مراد آباد تھا سنا کہ کوٹھی ٹوٹ گئی۔ وہ روپیہ میں نے دیوبند کو بھیج دیا۔ لیکن جب دیوبند میں آ کر پوچھا تو اس روپیہ کا

کچھ پتانہ لگا۔ بہت لوگوں نے دعوے کیے اب تک مضبوط حصص باقی ہیں۔

مال مفت وہم دل بیزم شام
گنج للہی دران و برال شدہ

گویا مال مفت اور دل بے رحم کی طرح سب خورد و برد ہو گیا۔ مدرسہ کی ابتدا اس طرح پر ہے کہ چند طالب علم کو ہاتھ پڑھنے کے لیے ہندوستان میں آئے۔ پڑھانے والے کو ڈھونڈتے ہوئے دیوبند میں پہنچے۔ حاجی صاحب (شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ) نے ان کو خط دے کر مولانا محمد قاسم صاحب کی خدمت میں میرٹھ بھیج دیا۔ اور ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ چند بڑے مولوی جب مرجائیں گے تو نماز کا مسئلہ بھی بتلانے والا کوئی نہ ہوگا۔ غرضیکہ حاجی صاحب اور مولوی محمد قاسم نے چندہ کر کے مولوی محمود دیوبندی کو میرٹھ سے بلوا کر مدرسہ مقرر کر دیا۔ اور مدرسہ چل نکلا:

وز شمول قاسم علم ہدے مظہر انوار بے پایاں شدہ
داشت اوبا حضرت قاسم دداد بودہ قالب رود بے یکجاں شدہ
ایں حروناں ہیں کہ از جہل غے تفرقہ انداز بین شان شدہ

ان سرکشوں نے جہالت اور اندہ ہاں سے ان دونوں میں بھی تفرقہ ڈال دیا تھا۔ اھ

یہ ہے حالت مدرسہ اور مدرسین اور متعلمین کی جو ناگفتہ بہ ہے۔ اس پر دعویٰ لاف و گزاف یہ ہے کہ علمائے مدرسہ دیوبند علماء حرمین شریفین زاد ہما اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً سے افضل ہیں اور خاک بدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی استاد ہیں۔ العیاذ باللہ۔ آدم برسر مطلب۔

مگر یاد رہے کہ میرے نزدیک بلکہ تمام مسلمانان کے عقیدہ میں سوائے وہابیہ دیوبندیہ کے (جو مسلمان ہی نہیں) یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جہان کی زبانیں اور تمام دنیا کے علوم خدا کے فضل سے جانتے ہیں۔ اور ہر زبان میں بے تکلف گفتگو فرما سکتے ہیں۔ اور یہ بات بالکل آپ کے صالح کی خواب لخوا اور بیہودہ ہے کہ وہ اردو زبان جانتے نہ تھے۔ اور پہلے کبھی ہندوستان کو جانتے بھی نہ تھے۔ اور بڑے بڑے اکابر اولیاء کرام اور مجتہدین عظام جو ہندوستان میں گزر چکے ہیں۔ ان سے کبھی معاملہ نہیں ہوا۔ اور اب علمائے دیوبند سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتے اور گالیاں دیتے ہیں۔ ان سے معاملہ ہوا۔ یہ خواب ہی جھوٹی ہے۔ ردی ہے۔ اور اضرغات احلام ہے اور یہ کذب عمدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لگایا گیا۔ جس کی وعید میں حضور کا ارشاد ہے: من کذب علی متعمداً فلیسنو ممعدہ من النار اب میں قرآن شریف سے بتلاتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ملک کی زبان جانتے ہیں اور ہر ایک کے آدمی کے ساتھ اس کی زبان میں گفتگو فرماتے ہیں۔ یہاں میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ ایک تحریر دکھاتا ہوں۔ وہ ہذا: منهاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، جلد اول، صفحہ ۱۷۳۔ وقال اللہ تعالیٰ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ یعنی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تحقیق کہ میں فرستادہ خدا ہوں طرف تم تمام کے و ما ارسلناک الا

کافة للناس بشیراً و نذیراً یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ بھیجا ہم نے تجھے مگر طرف تمامی انسانوں کے بشارت دینے والا۔ اور ڈرانے والا۔ اور یہ یعنی فرستادہ ہونا طرف تمام انسانوں کے اس سرور کے خصائص سے ہے۔ وقال اللہ تعالیٰ و ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیسین لہم۔ یعنی نہیں بھیجا ہم نے رسول سے من بیانہ ہے۔ مگر اس قوم کی لسان کر کے تاکہ بیان کرے واسطے اس قوم اور مترجم یہاں ایک اور بھی فائدہ بیان کرتا ہے۔ شہ رفع کرنے کے واسطے اوپر کی آیتوں اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت تمام جہان کے لوگوں کی طرف مرسل ہیں۔ اور سب سے سب کی زبان سے دعوت اور بیان کرتے ہیں اور حال یہ ہے کہ حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عرب میں تھے۔ اور زبان عرب دوسرے ملک والوں کی زبان کے مخالف ہے۔ جواب یہ ہے کہ ثابت ہوئی ہے۔ یہ بات کہ حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہر ملک کے آدمی سے اسی کی زبان سے دعوت کی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ ہندوستان کے راجوں سے مکن پور ریوہ کے راجہ نے اپنے پر جا کو پاں اور چونہ وغیرہ دے کر کے کو بھجوایا۔ اور کہا کہ یہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دے دیں اگر اس کو اس کے آئین سے کھائے۔ اور تجھ سے بات ہماری زبان میں کرے تو جانو برحق پیغمبر ہے۔ جب یہ اس راجہ کا فرستادہ وہاں پہنچا۔ حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پان اس سے لے کر چونہ لگا کر تناول فرمایا اور کلام اس کی لسان سے ساتھ ان لفظوں کے کی۔ تم و راجو گیتم کسل ہو۔ پس تخصیص کی اللہ تعالیٰ نے رسولوں کی ان کی قوم سے اور بھجوایا ہمارے پیغمبر کو طرف تمامی خلق کے جس طرح اس مرد نے فرمایا۔ بعثت الی الاسود والاحمر یعنی بھجوایا گیا میں طرف اسود کے اور احمر کے۔ احمر سے مراد اہل عجم ہیں کہ رنگ ان کے سرخ اور سفید ہوتے ہیں۔ اور اسود سے مراد عرب وغیرہ ہیں کہ رنگ میں ان کے سبزی ہے۔ بلفظہ مردود ہوا خواب آپ کے صالح کا۔

قولہ: فتح الباری میں ہے: قوله محدثاً تھا بفتح الخ۔ ترجمہ: محدث دال کی زیر سے جمع ہے۔ محدث کی مراد ساتھ اس کے وہ چیز کہ نئی نکالی گئی ہو اور نہ اس کی اصل شرع میں نام رکھا جاتا ہے۔ اس کا عرف شروع میں بدعت وہ چیز کہ ہو اس کی اصل شریعت میں نہیں ہے۔ بدعت اور بدعت عرف شرع میں بری ہے۔ بخلاف لغت کے صفحہ ۳۲، سطر ۱۶۔

اقول: فتح الباری سے جو آپ نے بدعت کی تعریف لکھی ہے وہ ہمارے خلاف نہیں کیونکہ بدعت مذمومہ وہی ہے۔ جو خلاف حکم خداوند تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نئی بات پیدا کی جائے۔ سو اس میں کسی حکم کی مخالفت نہیں ہے اور اس کی اصل شریعت میں موجود ہے۔ اور قرآنی حکم ہے کہ اولی الامر اور اس کی اطاعت تم پر فرض ہے۔ پس جب یہ مصلحت اربعہ بحکم بادشاہ اولی الامر مصلحتاً بنائے گئے ہیں۔ تو کیونکر بدعت مذمومہ ہوں گے بدعت کی کئی اقسام ہیں۔ جن کی تفصیل اور تعریف اکثر کتابوں میں درج ہے۔ بالفعل ایک کتاب سے مختصراً تحریر کرتا ہوں تاکہ آپ کو بدعت کی حقیقت معلوم ہو جائے۔ اور بار بار بدعت اور خیر القرون کا ہی وظیفہ نہ کر لیجئے۔ اس کا جواب متعدد جگہ پر لکھا آیا ہوں۔ لیجئے بدعت کی تعریف اور اس کے اقسام لکھتا ہوں تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ بدعت کیا چیز ہے۔

بدعت کی تعریف اور اس کے اقسام

جامع الفتاویٰ حضرت مفتی سید عبدالفتاح صاحب حسینی قادری گلشن آبادی، جلد اول، صفحہ ۱۱۶ تا ۱۱۸ مطبوعہ ۱۳۰۳ ہجری۔ معلوم ہوئے کہ جمہور علماء کے نزدیک اصل بدعت دو قسم ہیں۔ ایک بدعت ہدیٰ جس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں۔ دوسری بدعت ضلالہ جس کو سیرہ بولتے ہیں۔ فصل الخطاب میں امام جزری علیہ الرحمۃ سے منقول ہے: قال الجزری فی الہایۃ البدعة بدعتان بدعة هدى وبدعة ضلالة فما كان في خلاف ما امر الله به ورسوله فهو في حيز الذم وما كان واقعات تحت عموم مآندب الله اليه رخص عليه اور رسولہ فهو في حيز المدح یعنی کہا حضرت جزری رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت میں۔ بدعت دو قسم پر ہے۔ بدعت ہدیٰ بدعت ضلالہ جو خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ہے۔ سو وہ کام برائی میں داخل ہے۔ اور جو واقع ہے اور جو واقع نیچے عموم اس حکم کے جو اللہ نے فرمایا اور اس کی رغبت دلائی یا اس کے رسول نے فرمایا تو وہ کلام بھلائی میں داخل ہے۔ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے۔ مگر ان کے درمیان مشتبہات اشیاء ایسی ہیں کہ ان کے لیے کوئی حکم بیان نہیں فرمایا۔ بحکم الاصل فی الاشياء اباحۃ عند الجمهور۔ سب محققین کے نزدیک ہر اشیاء جب تک حرام کا حکم نہ آئے اپنی اصلیت اباحت پر ہیں۔ کل بدعة ضلالة مخصوص بعض ہے۔ اس حدیث کے سبب کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من غیر ان ينقص من اجورهم شیء ومن فی الاسلام سنة سيئة كان عليه وزر من عمل بها غیر ان ينقص من اوزارهم شیء۔ ترجمہ: جس نے اسلام میں طریقہ نیک نکالا اس کو اس کا اجر و ثواب ہے اور جو کوئی اس طریقہ پر عمل کرے گا اس کا ثواب بھی اس کو ملے گا لیکن اس عمل کرنے والے کے ثواب میں کچھ کم نہ ہوگا اور جس نے اسلام میں طریقہ بد نکالا۔ اس کو اس کا عذاب ہے۔ اور جو کوئی اس طریقہ بد پر عمل کرے گا اس کا عذاب بھی لیکن اس پچھلے عمل کرنے والے کے عذاب میں کچھ کم نہ ہوگا۔ اور یہ حدیث دوسری بھی اس کے متعلق ہے من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فہو رد۔ جس نے نوا ایجاد کیا ہمارے دین میں جو کچھ کہ اس دین سے تعلق نہیں رکھتا پس وہ رد ہے۔ سنت کا لفظ باعتبار معنی لغوی کے نیک اور بد دونوں کو شامل ہے۔ کل بدعة ضلالة عام مخصص البعض اس معنی میں ہوئی کل بدعة سيئة صلاة یعنی جو بدعت سیئہ ہے وہ ضلالت ہے اور جو بدعت حسنہ ہے وہ ہدایت ہے۔ امام شافعی نے فرمایا ما احدث وخالف کتاباً او سنة او اجماعاً او اثرًا فهو البدعة الضلالة وما احدث من خیر ولم يخالف شیئاً من ذلك فهو البدعة المحمودة جو فعل یا قول ایسا نکالا کہ مخالف نہ ہو کتاب (قرآن) یا سنت (حدیث) سے یا اجماع امت سے۔ یا کسی اثر سے۔ سو وہ بدعت حسنہ یا محمودہ۔ یعنی تعریف کے لائق ہے۔

مطلق بدعت پانچ قسم کی ہے۔ بالاتفاق آئمہ اربعہ و جمہور علماء کے نزدیک :-

اول: واجبہ۔ جیسا کہ تصنیفات تفاسیر و شروح احادیث و کلام اسانید کتاب و سنت و تدوین کتب تصوف و اصول و فروع فقہ و نحو صرف و لغت و معانی و بیان اور جو کچھ دین میں اصلاح و تعلیم و علوم و تالیفات و فروع و فرق مبتدعہ جیسے نئے سوالات نکلتے گئے ویسے نئے جوابات بنانا بھی علماء پر واجب ہوئے۔

دوم: مستحبہ۔ جیسے بناء مدارس و خانقاہ و مسافر خانہ و دارالشفاء و سرور میلاد سرور انام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تمام نیکی اور ثواب کے کام جو قرآن و تلاش میں نہ تھے۔

سوم: مباحہ۔ جیسا کہ مصافحہ نماز کے بعد اور توسیع طعام لذیذ۔ دلباس فاخرہ و عمارات جمیلہ بشرطیکہ مال حلال سے ہو۔ اور باعث فخر و نخوت نہ ہو۔ اور استعمال غریب و زیادتی اسباب خانہ۔

چہارم: مکروہہ۔ جیسے آرائش مساجد و مصاحف سونے روپے کے نقش و نگار سے و تجمل فروش و سواری وغیرہ۔ پنجم: محرّمہ۔ جیسا کہ مذاہب روافض و خوارج و معتزلہ و جبریہ و قدریہ و مرجیہ و مجسمہ و غیر ہم اسراف کے کام اور تفصیل اس کی سلفۃ النجاة میں مرقوم ہے روایت ہے کہ تراویح کی نماز میں رکعات روشنی کے اہتمام کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مزین المسجد المنبر و المحراب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جاری ہوئی۔ آپ نے فرمایا: نعمة البدعة هذه یعنی یہ کیا اچھی بدعت ہے۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند روز پہلے تھی۔ وہ سنت ہے اور بحکم علیکم بسنتی و سنتہ خلفاء الراشدين یعنی تم کو میری سنت پر عمل کرنا لازم ہے۔ اسی طرح جو کام خلفاء راشدین نے نکالا۔ اس پر بھی سنت کی طرح عمل کرو۔ الخ۔ بلقلم۔ لیجئے یہ مختصر ابدعت کی تعریف کی گئی ہے۔ اس سے زیادہ میری مؤلفہ کتاب الدر المنکون فی دعاء الطاعون میں کسی قدر تفصیل سے ہے۔ اس کو دیکھ لیجئے اس سے آپ کے فیوض محمدیہ کی حقیقت بھی ظاہر ہوگئی ہے اور فتح الباری کی عبارت ہمارے لیے مفید اور آپ کے لیے مضر اور غیر مفید اور مصلات اربعہ۔ اگر بدعت اول میں شمار نہ ہوں تو بدعت مستحبہ قسم دوم میں تو داخل ہیں۔ آپ کی کرکری دور ہوگئی۔ ہاں مدسہ دیوبند میں ہر وقت گھنٹہ بجے تو وہ بدعت نہ ہو۔ بلکہ ہندوؤں اور نصاریٰ کی سنت ادا ہو۔ شرم!

عقیدہ نمبر ۲۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فاتحہ بارہویں شریف کی شیرینی
میلا د شریف اور گیارہویں شریف حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

کا کھانا کھانا حرام مثل ہنود

فتویٰ مولوی رشید احمد صفحہ ۱۶-۱۷

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۱۶- بر عقیدہ نمبر ۲۲- آپ نے مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کے فتاویٰ کے صفحہ ۱۶-۱۷ کے حوالے پر یہ لکھا ہے کہ اس میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فاتحہ بارہویں شریف کی شیرینی میلا د النبی شریف۔ اور گیارہویں شریف۔ حضرت ثقلین کا کھانا حرام ہے۔ مثل ہنود۔ مولوی صاحب مرحوم کے فتاویٰ کا صفحہ ۱۶-۱۷ پر یہ عبارت نہیں ہے۔ لیکن اس عبارت سے جو ظاہر معلوم ہوتا ہے۔ اس کے متعلق لکھا جاتا ہے۔ عقیدہ نمبر ۲۲ سے ظاہر ہے کہ شیرینی نبی علیہ السلام کے نام کی اور کھانا پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا جو ہوا اس کا کھانا حرام ہے۔ تمام اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کھانا یا کچھ اور اللہ کے نام کا نہ ہو۔ بلکہ کسی نبی یا ولی کی نذر کا ہو۔ اس کا کھانا حرام ہے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۳-۳۴۔

اقول: مفتی جی! عبارت مندرجہ کا انکار کر کے اپنی عادت کو ضرور پورا کیجئے:- بندہ خدا اگر یہ عبارت بامطلب اُن کے فتاوے میں موجود نہیں۔ تو آپ اپنی طرف سے ان کے ضمانتی وکیل بن کر جواب کس بات کا دیتے ہیں۔ اگر عبارت موجود نہیں اور ان کے صفحہ ۱۶-۱۷ پر یہ مطلب نہیں تو صرف اتنا لکھنا کافی تھا کہ جو کچھ لکھا ہے۔ وہ فتوے میں موجود نہیں جس کا جواب بھی کچھ نہیں دوسری بات آپ نے اپنے دل سے بنا کر یہ لکھ دی کہ جو شیرینی نبی علیہ السلام کے نام کی یا حضرت پیران پیر علیہ الرحمۃ کے نام کی ہو اس کا کھانا حرام ہے۔ اور اس پر اہل سنت کا اتفاق۔ حالانکہ میری تحریر میں نام کا کوئی ذکر نہیں۔ میری تحریر صاف ہے کہ بارہویں تاریخ کو میلا د شریف میں جو شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔ یا گیارہویں تاریخ کو جو کھانا اور شیرینی تقسیم کی جاتی ہے اور فقراء وغیرہ کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ اس کا کھانا حرام بتایا گیا ہے۔ ایک حلال اور طیب کھانے کو حرام قرار دینا کس

مسلمان کا کام ہے۔ اور حضرت غوث الثقلین کی جگہ آپ نے لفظ غوث کو اڑا کر صرف لفظ ثقلین بلا تفہیم معنی اور مطلب لکھ دیا۔ اس لیے کہ غوث کا لفظ وہابیہ کے لیے سم قاتل ہے۔ گواپنے بزرگوں کو برابر لکھا جائے۔ مگر حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ایسا لکھنا شرک ہے۔ واہ سبحان اللہ! آپ کا خیال ناپاک اس طرف رجوع ہوا ہے۔ کہ جس طعام حلال و طیب و پاک پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حضرت غوث الثقلین کا نام طاہر و مطہر آ گیا ہے۔ اس لیے ان کے نام پاک کی تاثیر سے وہ طعام ناپاک ہو گیا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العیاذ باللہ۔ دیکھو۔ بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور موسیقی جن کو داغ دے کر بتوں کے نام پر نام بنام کفار نے چھوڑے ہوئے تھے۔ ان کو تو اللہ تعالیٰ حلال فرماتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بموجب حکم خداوندی ان کے حلال ہونے اور کھانے کا حکم فرماتے ہیں۔ اور انکار کرنے والوں کو شیطان کا لقب فرماتے ہیں۔ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ الْآيَةُ یعنی ہم نے (اللہ تعالیٰ نے) مقرر نہیں کیا ہے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور عام کو مگر کفار بہتان باندھتے ہیں۔ خدا پر بوجہ عقل ہونے کے۔ اس کی تشریح فقہروں میں اس طرح پر ہے۔

(۲) تفسیر جلالین میں زیر آیت شریف بالا میں اس طرح لکھا ہے۔ کان اهل الجاهلية يفعلونه روى البخاري عن سعيد ابن مسيب قال البهيرة التي يمنع وها للطواغيت فلا يحملها احد من ان اس والسائبة التي كانوا يولون لالهتهم فلا يحملها بشي والوصيلة الناقة التي البكر تبكر في الاول انتاج الابل انشئ ثم انتهى بعده بانثى كانوا يسبون للطواغيتهم ان وصلت احدهما بالآخرى ليس بينهما ذكر والحام لحمل الابل يضرب الضراب المعدودة ماذا قضى ضرابه ودعوه للطواغيتهم واعفوه من الحمل عليه فسي ودعوة الحامى كدافى المعالم بلفظه۔ ترجمہ: اس کا موضح القرآن میں اس طرح پر ہے۔ کفر کی رسمیں تھیں۔ کہ اگر کوئی بچہ بہائم پیدا ہوتا تو اس کو بت کے نام پر چھوڑ دیتے اور اس کا کان پھاڑ دیتے اس کو بحیرہ کہتے تھے۔ اور کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اس کو کے نام پر آزاد کر دیتے۔ اس کا نام سائبہ تھا۔ اکثر کی عادت تھی۔ اگر نر پیدا ہوتا تو اس کو بت کے نام کا داغ دے کر کے چھوڑ دیتے یہ وصیلہ تھا۔ اور جس مادہ شتر سے دس بچے پیدا ہوئے ہیں تو اس پر مال و اسباب اور اس کا استعمال کرنا موقوف کر دیتے تھے۔ یہ حام تھا۔ اھ۔

یہ سب جانور بتوں کے نام پر داغ دیے ہوئے۔ اور مشہور آزاد کیے ہوئے نام بنام بتوں کے تو حلال ہوں۔ اور جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت غوث الثقلین علیہ الرحمۃ یا کسی ولی یا بزرگ کے نام کی نیاز کر کے ایصال ثواب کیا جائے تو حرام الحجب۔ اس وقت کے وہابی (منافق) جب شبہ کرنے لگے کہ بتوں کے نام کے جانور حلال کیسے ہو سکتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اس طرح پر صادر ہوا۔ یا ایہا الناس کلوا مما فی الارض حلالا طیباً

ولا تتبعوا خطوات الشیطان الآية: یعنی حلال جانوروں کو حرام مت کہو۔ (۳) تفسیر حسینی میں ہے۔ مشرکان عرب چیز ہمارے
سوسہ شیطان حلال را حرام سے کروند چونکہ سائبہ واقسام حرث۔

(۴) تفسیر جلالین نزلت فیمن حرم السوائب ونحوها بلفظ۔

(۵) تفسیر جامع البیان نزلت فیمن حر موعالی انفسهم من السوائب والوصائل والحامی وغیرہا ان
حوالہ جات سے ثابت ہے کہ مشرکان ان جانوروں کو حرام کہتے تھے۔ جو بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ ان کو
حلال اور طیب فرما رہا ہے۔ اور اس عقیدہ والوں کو شیطان کے پیرو۔ صرف کسی کے مطلق نام لینے سے کوئی چیز حرام نہیں ہو
جاتی۔ یہ وہابیوں کا خیال باطل ہے۔ جب تک ذبح کرنے کے وقت خدا کے نام کی بجائے غیر خدا کا نام نہ لیا جائے۔ اور یہی
تمام اہلسنت و جماعت عرب و عجم کا مذہب ہے۔

سنئے! ایک حدیث صحیحہ ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں عرض کی کہ میری
ماں مر گئی ہے۔ میں اس کے لیے کون سا صدقہ کروں جس کا ثواب اس کی روح کو پہنچے۔ آپ نے فرمایا: پانی افضل ہے۔ چنانچہ
حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک چاہ کھدوایا اور فرمایا یعنی اس کنوئیں کا ثواب میری ماں کے لیے ہے۔ تمام لوگوں نے پانی پیا۔
اور اب تک پیا جاتا ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت یہی فرمایا کہ سعد رضی اللہ عنہ کی ماں کا کنواں ہے۔
یہ نہ فرمایا کہ یہ اللہ کا چاہ ہے۔ کیا آپ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا فرمانا شرک ہے۔ اور یہ پانی اس کنوئیں
کا حرام ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ سوسہ شیطانی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ غیر اللہ کی چیز یعنی خدا کے نام کے سوا کسی اور شخص کے نام کی
کوئی چیز حرام نہیں۔ ورنہ اگر ہم کہیں کہ مفتی جی یہ آپ کی بکری یا گائے بھینس ہے۔ اور آپ بھی مانتے ہیں کہ ہاں میری ہے۔ تو
پھر یہ بھی حرام ہونا چاہیے کیونکہ اس پر آپ کا نام لیا گیا ہے۔ مگر ایسا فتویٰ کسی مسلمان مفتی کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ ہاں آپ
ایسے مفتی ہیں کہ حلال چیزوں پر حرمت کا فتوے دیتے ہیں۔ مگر مسلمان لوگ آپ کے فتوے کو ردی کے ٹوکہ میں ڈال دیتے
ہیں۔ اور ضائع کر دیتے ہیں۔ ہمارا اور تمام مسلمانوں کا عقیدہ گیارہویں اور بارہویں کی فاتحہ اور مولود شریف کی شیرینی کی
نسبت یہ ہے کہ اس روز عمدہ کھانا پکا کر یا کوئی بکرا عمدہ پرورش شدہ ذبح کر کے پلاؤ اور گوشت کا کر علماء و فقراء کو بلا کر اور اس پر
سورۃ فاتحہ یا قرآن کریم کی چند آیتیں یا قرآن شریف کلہم پڑھا ہوا ان کی خوشنودی مزاج کے لیے ان کے نام ایصال ثواب کر
کے روحیں مبارکیں کو پہنچایا جاتا ہے۔ اور پھر تقسیم کیا جاتا ہے۔ جو معمول باسلام ہے۔ اور بس۔ قولہ: غیر اللہ کی نذر و منت حرام
ہے۔ اس عبارت بحر الرائق ملخصاً صفحہ ۳۳۔

اقوال: آپ نے نذر اور منت کے معنی نہیں بتلائے۔ نذر غیر اللہ کیا ہے۔ اور منت کیا ہے۔ اور جو مطلب آپ نے
بارہویں اور گیارہویں پر نذر غیر اللہ سمجھے ہوئے ہیں۔ وہ بالکل غلط ہے۔ دیکھیے لغت میں۔ نذر کے معنی برہان قاطعہ میں تھے
درویشان لکھا ہے۔ اور تفسیر احمدیہ میں صدقہ و خیرات لکھا ہے۔ یہی معنی نیاز کے ہیں۔ طریق اس کا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نذر یا

منت مانے کہ اے پاک پروردگار اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو اس قدر مال یا کھانا فلاں درویش یا فلاں مدرسہ یا خانقاہ کے فقراء
کو کھلاؤں گا۔ یا فلاں بزرگ کی فاتحہ یا روح کو ثواب پہنچاؤں گا۔ تو یہ سب جائز ہے۔ دیکھیے شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنی
کتاب انفس العارفين میں فرماتے ہیں۔ در بیان حالات اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ کے۔ حضرت ایشان می
فرمودند کہ فرہادیگ رامشکلے پیش آمد۔ نذر کرد کہ بار خدایا اگر این مشکل بسر آید این قدر مبلغ حضرت ایشان را ہدیہ دہم۔ آن مشکل
مندفع شد آن نذر از خاطر او برفت۔ بعد چندیں اسپ او بیمار شد و نزدیک ہلاکت رسید بر سبب عدم ایفاء و وعدہ مشرف شدم
بہت یکے از خادماں گفتہ فرستادند کہ این بیماری بسبب عدم ایفاء وعدہ نذر است۔ اگر آپ خود را سے خواہی نذرے را کہ در
فلاں محل الترام نمودہ بفروست وے نام شد و آن نذر فرستاد ہماں ساعت اسپ او شفا یافت انتہی۔ (دوسری جگہ اس کتاب میں
اس طرح لکھا ہے۔) ایں فقیر از یاراں کہ حاضر واقع بودند شنیدہ است کہ حضرت ایشاں در قصہ ڈاشنہ زیارت مخدوم شیخ اللہ دتہ
بودند و ہنگام شب شد و راں محل اقامت فرمودند۔ و گفتند کہ مخدوم ضیافت مانے کندہ مے گوئد کہ چیز سے خوردہ روید تو توقف روید
توقف کروند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد و یاس بر یاراں غالب آمد آں گاہ ز نے بدر آمد طبق برج و شیرینی بر سر گرفت کہ نذر کردہ
بود کہ اگر زوج من بیامد ہماں ساعت ایں طعام پختہ نشیند گاں در گاہ مخدوم اللہ دتہ نذر رسام نم زوجم دریں وقت آمد ایفاء نذر
کردم و آرزو کردم کہ کسے آنجا باشد تا تناول کند۔ بلفظہ (وجیز الصراط) صفحہ ۷۸۔ دیکھیے بزرگوں کا تصرف اور علم اور نذر کو ادا
کرنا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور ان کے والد ماجد کا قول۔ اور بحر الرائق میں جس نذر کو حرام لکھا ہے۔ وہ
تقرب لغیر اللہ ہے۔ یعنی خدا کی طرح کسی کی نذر کرنا۔ سو ہماری ان نذروں میں ایسا نہیں ہے۔ اس لیے آپ غلط فہمی اور وہابیہ
کی وجہ سے لکھتے ہیں۔ جو قابل لحاظ کے نہیں۔ اب میں آپ کے خاص بزرگ محمد اسحاق صاحب دہلوی کی کتاب مائتہ مسائل
سے لکھتا ہوں۔ تاکہ آپ کا اطمینان ہو۔ مائتہ مسائل صفحہ ۸۲۔ سطر ۱۷۔ اگر ایں طور خواہد گفت کہ اگر حاجت من خدا بر آرد و فقراء
خادماں مزار فلاں بخور انم پس نذر صحیح خواہد شد و وفائے لازم۔ بلفظہ۔ پس امید ہے کہ آپ کو نذر اور منت کا حال معلوم ہو گیا
ہوگا۔ اور جو پاک اور حلال کھانے کو آپ حرام کہتے ہیں وہ آپ کی ضد اور ہٹ ہے ورنہ جس چیز پاک پر کلام الہی پڑھی جائے۔
وہ بموجب حکم خداوند کریم کے عین ایمان ہے کہ اس کو حلال جان کر کھایا جائے۔ اور اس کا انکار خداوند تعالیٰ کے حکم کا انکار ہے۔
دیکھیے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے۔ فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم بایتہ مؤمنین وما لکم ان لا تاكلوا مما
ذکر اسم اللہ علیہ۔ الآية یعنی کھاؤ تم اس حلال طیب چیز کو جس پر اللہ کا نام پڑھا گیا ہے۔ اگر تم خدا کی آیات پر ایمان رکھتے
ہو۔ اور کیا بات ہے کہ تم نہیں کھاتے اس چیز کو جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے۔ یہاں مومنوں مسلمانوں کو سخت تاکید ہے کہ اس کے
کھانے کا انکار مت کرو۔ جس پر اللہ تعالیٰ کا نام یا کلام پڑھا گیا ہو۔ مگر آپ لوگ آیات قرآنی اور حکم رحمانی کی پروا نہیں کرتے
بلکہ اس کھانے کو حرام کر رہے ہو۔ اور ایسے عاملوں اور عالموں کو مشرک اور کافر کہنے کے شائق ہو۔ خدا ہدایت کرے وہابیہ کو عرس
گیارہویں اور مولود شریف سے ایسی سخت عداوت ہے کہ جب ان کے رو برے اس کا نام لیا جائے تو بندوق کی گولی کی طرح

مینہ سے پار ہو جاتی ہے۔ اور ایسی سخت چڑ ہے جیسے چوہڑوں کو خرگوش سے۔ مولود شریف کا حال تو مفصل لکھا جا چکا ہے۔ اس کی ضرورت نہیں۔ لیکن گیارہویں شریف کا حال اب لکھا جاتا ہے۔

گیارہویں شریف حضرت غوث الثقلین شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ (کا مختصر بیان)

حضرت پیران پیر دنگیر اسیران کثیر کے فضائل اور مناقب بے تعداد و بے شمار ہیں۔ اور طوق عادات و کرامات لا تعداد ہیں۔ سینکڑوں کتابیں پڑھیں۔ مجھے اس وقت ان کی گیارہویں شریف کی حقیقت لکھنی ضروری ہے۔ تاکہ وہابیہ غور کریں۔ اور بھائی سنی حنفی المذہب شوق و ذوق سے عمل خیر و برکت کو عمل میں لا کر خوشنودی حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاصل کریں اور اپنے مال و کسب دنیاوی میں وسعت اور فراخی پائیں:- پیدائش حضرت کی یکم ماہ رمضان المبارک ۷۱۷ھ ہجری کو ہوئی۔

قطعہ تاریخ

سال تولیدش گواے مدح خواں	”پیر محی الدین والی جہاں“
بالحقین تولید آں والی حق	خواں امام المسلمین ہادی حق
سال تولیدش بصد صدق صفا	شد رقم مقبول قطب اصفا
طرفہ تر تولید آں شاہ زماں	رہبر دیں آماز ہاتف عیاں
سرور تولید آں پیر نکو	بالحقین سید ولی عارف گبو

اور وفات حضرت کی بروایت مختلفہ ۱۱-۱۷ وغیرہ ماہ ربیع الآخر ۵۶۱ یا ۵۶۲ ہجری میں ہوئی۔ ماخوذ بالسنۃ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ میں ہے کہ وقد الشتر فی دیار ناھذا لیوم الحادی عشر والمتعارف عند مشائخنا من اهل الهند من اولاده رضی اللہ عنہ وقد یقال ان وفاته رضی اللہ عنہ فی الیوم السابع عشر ولا اصل له انتھنی۔ یعنی ہمارے ملک میں یہ دن وفات کا گیارہ تاریخ ربیع الثانی۔ اور ہمارے اہل ہند کے مشائخ میں متعارف ہے جو حضرت کی اولاد میں سے ہیں۔ اور یہ جو کہا گیا ہے کہ حضرت کی وفات ۷۱۷ تاریخ کو ہوئی۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ اور گیارہویں شریف کی تصدیق ہے۔

قطعات تاریخ وفات

سال و صلش آں شہ والاہم ماہتاب دین امجد شد رقم

سال ترخیش اگر دانی گبو ماہ عالم قطب ربانی گبو
سال ترخیش چہ نایاب آمدہ است سرور امہتاب اقطاب آمدہ است

اب آپ کو معلوم ہو گیا کہ گیارہ تاریخ ماہ ربیع الآخر کو حضرت قطب الاقطاب غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ اسی تاریخ کو حضرت کا عرس کیا جاتا ہے۔ اور علاوہ اس کے ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو گیارہویں کی جاتی ہے۔ گیارہویں شریف سے اس روز کا کھانا وغیرہ مراد ہے جیسے کہتے ہیں آج میں نے گیارہویں کھلائی۔ یا گیارہویں کھائی۔ اس پر یہ قیاس یوں ہے کہ گیارہویں کا طعام کھایا یا کھلایا۔ کیونکہ تاریخ گیارہویں کو کھانا یا کھانا ممکن نہیں۔ جیسے کہا کرتے ہیں۔ میں نے ایک گلاس پی لیا۔ یا ایک طشت یا اطباق کھالیا۔ تو گلاس اور طباق تو کھانے میں نہیں آتا۔ بلکہ جو گلاس اور طباق میں شربت یا طعام ہے۔ اس کو کھایا یا پیا۔ اس روز کا طعام یا شیرینی وغیرہ ہر شخص کے لیے حلال و طیب ہے۔ جیسے وجیز الصراط نے مسائل الصدقات والاسقاط میں ہے:- طعامیکہ روز عاشورہ برحانیت حضرت امامین شہیدین سبکی و شباب اہل الجنۃ ابی محمد الحسن والی عبداللہ الحسین تیار مے کنند و ثواب آں برائے خدا نیا۔ آنحضرت مے کنند از ہمیں جنس است طعام یازدہم کہ عرس حضرت غوث الثقلین کریم الطریفین مرتہ العین الحسین محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا و مولانا فردا لفراد ابی محمد شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی است چوں مشائخ دیگر راعری بعد سال مے کردند آنجناب را در ہر ماہے قرار دادہ اند و دلائل تخصیص یوم اول گذشتہ اند تا بیان خوردن صدقہ یا زہم و صدقات اعراس دیگر مشائخ و حکم صدقات تقیہ برائے اغنیاء و بنی ہاشم۔ بلفظہ۔ صفحہ ۸۲، سطر ۱۲۔ و نیز در مالا بدمنہ است از صدقات نافلہ بنی ہاشم بدہد کہ زکوۃ برانہا حرام است و تواضع و احترام نظر بر قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بگذارند۔ بلفظہ۔ صفحہ ۸۲، سطر ۵۔ اب بھی شاید آپ کی تسلی نہ ہوئی ہو۔ تو لیجئے عرس یا گیارہویں شریف کی اصل سن لیجئے۔ جو اہل اسلام کا معمول یہ ہے۔ تبصرۃ العیون لرؤیتہ اسرار المکنون مطبوعہ مطبع غوثیہ واقع کلکتہ ۱۳۱۰ ہجری، صفحہ ۱۷۴۔ وجہ اور خصوصیت فاتحہ گیارہویں کی یہ ہے کہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد گیارہویں پشت میں حضرت کے پیدا ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت پیران پیر کے باپ سے حضرت رسول خدا تک گیارہ پشتیں گزریں اور حضرت خاتم رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ان اللہ الوتر و یحب الوتر یعنی اللہ طاق اور اکیلا ہے۔ اور دوست رکھتا ہے عدد طاق کو کہ وہ اس کی صفات محتصہ سے ہے لہذا حضرت غوثیت مآب کو بھی باتجاع سنت الہی و حکم شریعت رسالت پناہی یہ عدد یازدہم کا طاق ہے۔ نہایت ہی دوست اور محبوب تھا۔ اور چونکہ ظہور نور کو کعب غوثیت برج یازدہم آسان رسالت سے رشد و ہدایت تمامی امت کی واقع ہوا۔ بس اسی حساب سے حضرت غوثیت مآب اپنے کل آبا و اجداد مجاہد کے نام پر تا حضرت خاتم رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ماہ میں فاتحہ اور ایصال ثواب کرتے تھے۔ اور کل مریدان خاندان غوثیت اور اصحاب قادریہ میں تالی لان جاری اور متواتر چلا آتا ہے۔ اور حقیقت اس کی یہ ہے کہ ہر ماہ کی گیارہویں کہ جو کچھ ممکن ہوا کھانا یا شیرینی مہیا کر کے کسی قدر قرآن شریف پڑھ کر بار و اوح طیبات تمام بزرگان از پیغمبران و از ملائکہ و از صحابہ و تابعین و تبع تابعین

وازا اولیاء و علماء، مجتہدین و مقلدین و متاخرین و صالحین امت و عامہ مومنین کلہم اجمعین کو بوسیلہ جلیلہ حضرت سید المرسلین صلوٰۃ اللہ و سلامیہ علیہ و علی آلہ الی یوم الدین۔ ایصال ثواب کر کے شی ماہر کو حاضرین پر تقسیم کر دیا۔ اور بڑی گیارہویں یعنی ماہ ربیع الثانی میں کچھ زیادہ سامان طعام۔ یا شیرینی وغیرہ کا بشرط امکان فراہم کرنا اور سوائے فاتحہ معمول کے کسی قدر فضائل اور مناقب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے بیان کر کے ایصال ثواب کر دینا اور بس یہ ہی طریقہ ایصال ثواب کا معمول اور متواتر بزرگان دین کا ہے۔ جو یہاں بیان ہوا۔ بلفظ۔

اب ایک بڑا کھٹکا جو آپ لوگوں کے دلوں میں ہے۔ یہ ہے کہ دن اور تاریخ مقرر کرنا گیارہویں بارہویں کو یقین کرنا یہ جائز نہیں۔ بلکہ بدعت سیہ ہے۔ سو اس کو دور کرتا ہوں سینے:-

(۱) حدیث شریف مشکوٰۃ:- باب الاستسقاء عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت شکا الناس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فحوط المطر فامر بمنبر فوضع له فی المصلی و وعد الناس یوما یخرجون فیہ قالت عائشہ فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حین بدأ حاجب الشمس الحدیث (رواہ ابو داؤد) ترجمہ: لوگوں نے بینہ نہ برسنے کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکوہ کیا۔ تو حضور نے عید گاہ میں منبر کے رکھنے کا حکم دیا۔ اور ایک دن معین فرمایا کہ اس دن سب لوگ عید گاہ کو چلیں۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اس دن آفتاب کے طلوع کے وقت نکلے۔ اور عید گاہ کو تشریف لے گئے۔

(۲) صحیح بخاری۔ عن ابن عمر قال کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یاتی مسجد بنا کل سبت ماشیاً واکباً یرضی فیہ رکعتین۔ یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ہفتہ کے دن مسجد قباء میں تشریف لایا کرتے تھے۔ کبھی پیدل اور کبھی سواری پر اور اس میں دو رکعت نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ (۳) صحیح بخاری و صحیح مسلم عن شفیق قال کان عبداللہ ابن مسعود یدکر الناس فی کل خمیس۔ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہر جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔ علاوہ ان احادیث کے اور بہت احادیث ہیں جن میں دن اور تاریخ مقرر کرنا درج ہے۔ مثلاً: (الف) حضرت ابوقہادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عرفہ کے روز روزہ رکھنے سے ایک سال کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ (ب) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ میں تشریف فرما ہوئے۔ یہودیوں کو دیکھا کہ عاشورہ کے روز روزہ رکھتے ہیں۔ پوچھا تم اس دن کیوں روزہ رکھتے ہو۔ تو جواب دیا کہ اس دن موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات دی شرفرعون سے۔ اور فرعون کو غرق کیا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکر یہ کاروزہ رکھا تھا۔ اس لیے ہم بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم تم سے زیادہ حق دار ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ۔ تب حضور علیہ السلام نے خود بھی روزہ رکھا۔ اور صحابہ کرام کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ متفق علیہ۔

یہ حدیث شریف اثبات مولود شریف میں بھی آچکی ہے۔ اور زیارت قبور کے لیے پیر، جمعرات، ہفتہ، جمعہ بعد نماز کا حکم دیا۔ (ج) بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ عاشورہ کے دن اور رمضان شریف کے روزہ رکھنے کی خاصیتیں فرماتے تھے۔ (د) ترمذی اور نسائی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر پیر اور جمعرات کے روز روزہ رکھا کرتے تھے۔ (ه) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ہر مہینہ میں تیرہویں، چودھویں، پندرہویں کو روزہ رکھا کرو۔ (و) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ماہ کے شروع میں پہلی تاریخ کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ (ترمذی، نسائی، ابوداؤد) اور بہت سی احادیث ہیں۔ جن میں تاریخ اور دن مقرر کرنا۔ اور ان مقررہ پر اس کا کام کرنا درج ہے۔ بخوف اطمینان کے وہ یہاں ترک کرتا ہوں۔

اقتباس رسالہ اظہار الحق

مصنفہ حضرت مولانا صاحب احمد شاہ صاحب مکمل پوش حنفی نقشبندی۔

اویسی سہروردی دام فیوضہم۔ مطبوعہ کلکتہ مطبع فیض منبع اہل سنت و جماعت

باہتمام حاجی مولوی لعل خاں صاحب زکریا سٹریٹ یکم ذیقعد ۱۳۳۵ھ۔

مسلمانو! جو امکان کذب باری تعالیٰ یعنی جھوٹ بولنا خدا کا ممکن کہتا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے شیطان کا علم بڑھا ہوا کہتا ہے اور مولود شریف کی مجلس کو کنھیا کا جنم کہتا ہے۔ اور مولود شریف میں قیام منع کرتا ہے۔ اور گیارہویں شریف کو درست نہیں جانتا۔ اور اولیاء اللہ کی فاتحہ کو برا کہتا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے کو حنفی مذہب کہے۔ اور عمل حنفی مسائل پر ظاہر کرے۔ وہ پکا وہابی لا مذہب اور بد دین اور گمراہ ہے۔ وہ پیر و مولوی اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان کا ہے۔ جو ہندوستان میں وہابیوں غیر مقلدوں کے پیشوا تھے۔ بڑی پہچان وہابی کی یہ ہے کہ وہ مولوی اسماعیل کی تعریف کرے۔ اور ان کو اچھا جانے اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کا (جو عبدالوہاب کے نام سے مشہور ہے) مداح ہو۔ بلفظ۔ صفحہ ۶۵۔

مسلمانو! یہ زمانہ فتنہ کا ہے۔ خصوصاً ہندوستان میں ہزاروں مذہبی فتنے برپا ہیں۔ اور فتنوں کی یوٹافو ماتر ترقی ہے۔ ایسے فتنے کے زمانے میں اپنے دین و ایمان اور عقائد حقہ اہلسنت و جماعت پر قائم رہو۔ مولود شریف کیا کرو۔ گیارہویں شریف حضرت محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کیا کرو۔ اور فاتحہ دیگر اولیاء اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی بھی کیا کرو۔ خصوصاً فاتحہ سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ کی کیا کرو۔ اور اگر ہو سکے۔ تو عرس شریف اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم میں ضرور حاضر ہوا کرو۔ بلفظ۔ صفحہ ۸۰۔ (وہابی زمانہ حال کی علامت) ایسے لوگ اہلسنت و جماعت کے پیشوا مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی، قادری، قاری و حافظ و محدث دام ظلہم کو بہت برا کہتے رہتے ہیں۔ ان

کاذبوں کا قول بیچارے ناواقف سی سچ سمجھ لیتے ہیں۔ اہلسنت و جماعت کے لوگوں کو معلوم ہو کہ مولانا مولوی احمد رضا صاحب فاضل بریلوی ہمیشہ ان وہابیوں کا رد کرتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں نے ان کے رسالہ (کتاب) کا جواب بھی نہیں لکھا۔ الخ بلفظہ۔ صفحہ ۹۰۸۔ انہیں غیر مقلدوں کے فرقہ میں نیچر یہ پیدا ہوا اور فرقہ نیچر یہ سے فرقہ فرانہ پیدا ہوا مولانا مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محدث دہلوی کے زمانہ کے بعد فرقہ وہابیہ نکلا۔ یہ فرقہ صوفیوں کے مقابل ہوا۔ اور صوفیائے کرام کو برا کہنے لگا۔ مولود شریف کی مجلس اور اس میں قیام اور فاتحہ اور عرس شریف اور گیارہویں شریف محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منع کرنے لگا۔ اور صوفیوں کو گمراہ بدوین بتلایا جس سے یہ لوگ ذلیل و خوار ہیں۔ ان کے منہ پر نور نہیں ہوتا۔ اور علماء اہلسنت و جماعت نے ان کے گمراہ ہونے پر فتوے دیئے اور ان کے پیچھے نماز نہ ہونے پر فتوے ہوئے۔ الخ۔ بلفظہ۔ ۲۰-۲۱ صفحات۔ فرقہ وہابیہ اور فرقہ غیر مقلد یہ ان فرقوں کا امام محمد بن عبدالوہاب نجدی ہے۔ ان سب فرقوں کی بنیاد وہابیت اور غیر مقلدیت ہے۔ اس فتنے کے زمانہ میں ایسے لوگ اہلسنت و جماعت کے لیے سم قاتل ہیں۔ الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۲۲۔ (یہ آپ کی واقفیت کے لیے تھوڑا سا اس رسالہ سے لکھا گیا ہے یاد رکھ لیجئے)۔

باب ہشت دہم

عقیدہ نمبر ۲۳

عقیدہ نمبر ۲۳ وہابیہ دیوبندیہ ختم فاتحہ بزرگاں مثل سوم، دہم، چہلم وغیرہ کہ ہنود کی رسوم بیان کرتے ہیں۔ براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۱، بر عقیدہ نمبر ۲۳۔ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۲۳ براہین قاطعہ کے حوالے پر لکھا ہے کہ اس میں ہے کہ ختم فاتحہ بزرگاں مثل سوم، دہم، چہلم وغیرہ کو ہنود کی رسم بیان کرتے ہیں۔ صاحبان احناف کھانا آگے رکھ کر ختم پڑھنے کو بدعت جانتے ہیں۔ حنفیوں کی مسلمہ کتاب کبیری میں فتاویٰ بزازیہ سے منقول ہے۔ اتخاذ الطعام عند قرأت القرآن بکروہ۔ ترجمہ: کھانے پر ختم پڑھنا مکروہ ہے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۲، سطر ۱۲۔

اقول: مفتی جی! معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کبیری کی عبارت کو کہیں سے سن سنا کر لکھا ہے جو غلط ہے۔ اور کسی وہابیہ کے رسالہ سے لکھا ہے اور ولا تقر بوا کی مثال کو یہاں بھی ثابت کر دکھایا ہے اور کبیری کی شکل کو بھی آپ نے نہیں دیکھا۔ اگر دیکھا ہے تو محض دھوکا دیا ہے۔ جو آپ لوگوں کا معمولی کام ہے۔ اور ترجمہ بھی اس جملہ کا غلط لکھا لیجئے۔ اصل عبارت کتاب علیہ المستملی شرح منیۃ المصلیٰ صغیری کی درج کرتا ہوں۔ جو بزازی علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہے: وہ ہذا:

(۱) مستملی شرح منیۃ المصلیٰ صغیری، صفحہ ۳۰، سطر ۷ و ذکرہ البزازی انہ یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث بعد الاسبوع و نقل الطعام الى القبر فی المراسم واتخاذ الدعوة بقرأة القرآن و جمع الصلحاء والقراء للحنفم او تہرؤ سورة الانعام او الاخلاص قال والحاصل ان اتخاذ الطعام عند قرأة القرآن لا حل الاکل بکروہ وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا ولا یخلوا عن النظر۔ بلفظہ۔

ترجمہ: مکروہ ہے تیار کرنا کھانے کا پہلے دن اور تیسرے دن اور ساتویں دن کے بعد اور لے جانا کھانوں کا مقبروں کی طرف موسموں مقررہ میں اور کرنا دعوت کا قرأت قرآن شریف کے بدلہ میں اور جمع کرنا صلحاء اور قاریوں کا واسطے ختم کے اور سورہ انعام پڑھنے یا سورہ اخلاص کے۔ فرمایا (بزازی علیہ الرحمۃ) نے کہ حاصل یہ ہے کہ تیار کرنا طعام کا قرأت قرآن کے وقت مکروہ ہے۔ اور اگر یہ طعام فقیروں کے لیے ہے تو اچھا ہے۔ یہ عبارت ہوئی بزازی علیہ الرحمۃ کی (پھر اس کی شرح میں صغیری والے صاحب لکھتے ہیں) کہ اس کھانے کو مکروہ کہنا بحث سے خالی نہیں۔ یعنی اس میں کلام ہے اور صحیح نہیں۔ اور یہی عبارت کبیری کے صفحہ ۵۶۳، سطر ۹ پر درج ہے۔ جو مطبع محمدی لاہور میں ۱۰۱۰ ہجری کو طبع ہوئی۔ پس آپ کی عبارت اتخاذ الطعام عند

قراءت القرآن بیکرہ اس میں موجود نہیں۔ اور پھر عبارت بقیہ کو آپ نے بالکل چھوڑ دیا اور نہ اس میں سوم، دہم، چہلم، کا کوئی ذکر درج ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ وہ کام ہے کہ جو لوگ طعام پکا کر قبروں میں لے جائیں۔ اور ان کے لیے موسم مقرر ہو اور دعوت کے طور پر قبروں میں صلحاء اور قاریوں کی دعوت کی جائے۔ اور سورۃ انعام اور اخلاص پڑھی جانے کے عوض کھانا تیار کرنا اور دعوت کرنا لیکن اگر یہ کھانا فقراء کے لیے ہو تو بات نیک اور اچھی ہے۔ اور اس پر حضرت کبیری والے صاحب نے اس بات کو بھی رد کر دیا ہے کہ امر بحث طلب ہے۔ مگر وہ کہنا صحیح نہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس عبارت میں ایسا کوئی لفظ سوم، دہم، چہلم یا ہنود کی رسوم کا موجود نہیں ہے۔ جس سے آپ کا مطلب نکل سکے۔ اور اگر طعام ایام مخصوصہ کی کراہت مطابق کلام بزاز کی کے مسلم بھی رکھیں تو وہ کراہت خاص اس کھانے کے لیے ہو سکتی ہے جس کو وارثان میت بعض جگہ فخریہ طور پر کرتے ہیں۔ جیسے شادی، عروسی وغیرہ میں شان اور فخر کے ساتھ کھانا کھلایا جائے۔ اسی طرح میت کا کھانا تکلف اور زینت سے اغنیاء امراء اور عزیزوں قریبیوں کو کھلاتے ہیں۔ جیسے کتب معتبرات سے معلوم ہوگا۔

اور یہ جو آپ نے لکھا ہے "احناف کھانا آگے رکھ کر ختم پڑھنے کو بدعت جانتے ہیں" یہ بھی اس عبارت میں درج نہیں۔ اور اتخاذ الطعام عند قراءت القرآن بیکرہ کا ترجمہ کھانے پر ختم پڑھنا مکروہ ہے۔ غلط ہے۔

(۲) فتاویٰ عالمگیری، جلد پنجم، باب الهدایا والضيافات لایباح اتخاذ الضیافۃ ثلث ایام فی ایام المصیبة واذا اتخذ لابس بالاکل منه۔ بلفظہ۔ یعنی مباح نہیں ہے۔ ضیافت کرنا تین دن تک ایام مصیبت میں اور جب ضیافت کی جائے تو اس کے کھانے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ (۳) فتاویٰ قاضی خاں جلد اول فضل فی المسجد وبیکرہ اتخاذ الضیافۃ فی المصیبة من التركة ان الوارث صغیراً او کبیراً غائباً یعنی مکروہ ہے کہ میت کے ترکہ سے کھانا دعوت کا پکانا جب کہ وارث نابالغ ہو۔ اور اگر بالغ ہو تو حاضر نہ ہو۔ دیکھیے بزاز کی علیہ الرحمۃ کی ممانعت اسی طرح کے کھانے کی ہے۔ جو شادی وغیرہ کی طرح ضیافت کی جائے۔ دلیل انہی کی کلام میں اس طرح موجود ہے۔ وان اتخذ واطعاماً للفقراء کان حسناً۔ یعنی اگر یہ کھانا فقیروں محتاجوں کے لیے تیار ہو تو اچھی بات ہے۔ اور اگر صاحب بزاز یہ کے نزدیک کراہت طعام مذکورہ بوجہ تعین ایام ہوتی تو آپ یوں لکھتے۔ وان اتخذ واطعاماً فی غیر الايام المخصوصۃ کان حسناً یعنی ان دو ایام مخصوصہ کے سوا کسی اور دنوں میں کھانا تیار کریں تو اچھی بات ہے۔ مگر ایسا نہیں۔

(۴) انوار محمدی مصنفہ مولانا شیخ محمد غوث مرحوم تھانوی استاد مولوی رشید احمد، صفحہ ۴۶، سوال ہشتم۔ آنکہ خوردن طعام روز سوم و دہم و چہلم وغیرہ از اہل میت۔ جواب محتاج رافع نیست۔ بلفظہ۔ دیکھیے یہ عین تصدیق صاحب بزاز کی آپ کے امام الطائفہ کے فتوے نے بھی کر دی کہ یہ کھانا محتاجوں کے لیے اچھا ہے۔

(۵) فتاویٰ قاضی خاں علیہ الرحمۃ جلد چہارم، صفحہ ۳۶۶، سطر اول۔ وبیکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام المصیبة لانہا

حاشیہ: شرح صغیری شرح گیری کا پہلا حصہ ہے ۱۲۰ منہ۔

ایام ناسف فلا یلیق بہا ما یکون المسرور وان اتخذ طعاماً للفقراء حسناً یہاں دو مسئلے موجود ہیں۔ یعنی ایام مصیبت میں ضیافت برادرانہ تکلفی مثل شادی اور سرور کے نہ کریں۔ کیونکہ وہ خوشی اور سرور میں ہوتی ہے۔ پس مصیبت میں ایسا کرنا نہیں چاہیے۔ پھر اس کا بھی استثناء کر دیا کہ اگر فقراء وغرباء کے لیے کھانا پکایا جائے۔ تو حسن ہے۔ یعنی اچھی بات ہے۔ مفتی جی! کیوں آپ کی مثل لاتقربوا الصلوۃ کی پوری ہوئی یا نہیں کہ جملہ انتم سکری یعنی وان اتخذ واطعاماً للفقراء کان حسناً کو جو آپ کے مخالف تھا چھوڑ دیا۔ واہ رے دیانت۔

(۶) مشکوٰۃ شریف واسعۃ اللغات شرح مشکوٰۃ، جلد چہارم، صفحہ ۶۰، سطر ۱۷۔ عن عاصم ابن کلیب عن ابیہ عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی جنازۃ فرأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وهو علی القبر یومی الحافر یقول اوسع من قبل رجلیہ ومن قبل رأسہ فلما رجع استقبلہ داعی امرأۃ فاجاب ونحن معہ فجی بالطعام فوضع یدہ ثم وضع القوم فاکلوا فنظرنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یلوك لقمة فی فیہ ثم قال اجد لحم شاة اخذت بغیر اذن اهلہا فارسلت الامراء تقول یا رسول اللہ انی ارسلت الی النقیع وهو موضع یباع فیہ الغنم للشتری لی شاة فلم یوجد فارسلت الی جار لی قد اشتری شاة یرسل بہا الی ثمنہا فلم یوجد فارسلت الی امرأۃ فارسلت الی بہا فقال رسول اللہ اطعمی هذا الطعام الاسری۔ (رواہ ابو داؤد والبیہقی فی دلائل النبوة) ترجمہ:۔ روایت عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے اس نے ایک صحابی انصاری رضی اللہ عنہ سے کہا اس نے ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے ایک جنازہ کے ساتھ میں نے دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر پر فرماتے تھے گورکن کو کہ پاؤں کی طرف سے قبر کو فراخ کر اور سر کی طرف سے بھی فراخ کر۔ پھر جب آپ بعد دفن واپس ہوئے تو اس میت کی بیوی نے آدمی بھیجا کہ کھانا تیار ہے۔ نوش جان فرمائیے آپ نے قبول فرمایا۔ ہم سب جو ایک جماعت حضور کے ساتھ سے تھے گئے۔ وہاں کھانا سامنے آیا۔ آپ نے دست مبارک اپنا کھانے کی طرف بڑھایا۔ پھر جب جماعت نے ہاتھ بڑھایا۔ اور کھایا۔ پھر ہم نے دیکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کہ آپ منہ میں لقمہ چبا رہے ہیں۔ اور نگلتے نہیں تھے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ یہ گوشت ایسی بکری کا ہے جو مالک کی بے اجازت لی گئی ہے۔ (علم غیب) اس عورت نے ایک آدمی کی زبانی کہلا بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے آدمی نقیع میں بھیجا تھا جہاں بکریاں بکتی ہیں تاکہ بکری مول لے آئے لیکن وہاں نہ ملی۔ تب میں نے اپنے ہمسایہ کے پاس آدمی بھیجا کہ جو اس نے بکری خریدی ہے وہ مجھ کو قیمت پر بھیج دے۔ اتفاق سے وہ ہمسایہ بھی گھر میں نہ تھا۔ پھر میں نے اس کی بیوی کے پاس آدمی کو بھیجا کہ بکری میرے پاس بھیج دے اس نے بے اذن اپنے خاوند کے بکری میرے پاس بھیج دی۔ تب فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی شرح مشکوٰۃ شریف واسعۃ اللغات میں فرماتے ہیں کہ وہ قیدی کفار تھے۔ اور دائرہ تکلف شرعی سے خارج

تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اہل میت کی دعوت قبول کرنا جائز ہے۔ خواہ کوئی غنی بھی ہو۔ کسی دن کی قید بھی نہیں۔

(۷) انجاء الحاجہ شرح ابن ماجہ مصنفہ شاہ عبدالغنی علیہ الرحمۃ استاد مولوی رشید احمد صاحب بزرگ دیوبند جماعت۔
واما صنعت الطعام من اهل الميت اذا كان للفقراء فلا بأس به لان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قبل دعوة المرأة القيمات زوجها كمانى سنن ابى داود۔ بلفظ۔ ترجمہ۔ یعنی کھانا تیار کرنا اہل میت کا جب بہ نظر ثواب فقراء اور غرباء کے لیے ہو۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمائی تھی۔ دعوت اس عورت کی جس کا خاوند فوت ہو گیا تھا۔ جیسا کہ ابوداؤد میں ہے۔ جس حدیث شریف کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

(۸) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ زیر حدیث عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ۔ هذا الحديث بظاهره يود على ما قرره اصحاب مذهبن من انه يكره اتخاذ الطعام في اليوم الاول والثالث او بعد السبوع۔

ترجمہ۔ یعنی یہ حدیث (عاصم) بن کلیب کی) ظاہر اور بظاہر رد کر رہی ہے۔ اس مسئلہ کی جو ہمارے مذہب والوں نے قرار دیا ہے کہ کھانا تیار کرنا پہلے دن اور تیسرے روز اور ہفتہ کے بعد مکروہ ہے۔ اس کے بعد حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے اپنے مذہب والوں کی وجہ بیان کی ہے کہ وہ خلاف حدیث کیوں ایسا حکم دیتے سوان کا حکم ایسے مقامات میں اس بات پر محمول ہے کہ جس کے وارثوں میں کوئی چھوٹا نابالغ لڑکا ہو۔ بالغ ہو لیکن وہاں موجود نہ ہو یا موجود ہو۔ مگر اس کی رضامندی نہ لی گئی ہو۔ اور ایسا کھانا مال ترکہ سے ہو۔ ان کی اصل عبارت یہ ہے۔ يحمل على كون بعض الورثة صغيرا او كبيرا غالبا اولم يعرف رضاه اولم يكن الطعام من عند احد معين من مال نفسه۔ بلفظ۔ لیجئے، مفتی جی! آپ کی عبارت بزازہ کی اصلیت آپ کو معلوم ہوگئی۔ آپ کو لازم تھا کہ ان کتابوں کو دیکھ کر اعتراض کرتے تاکہ یہ ندامت آپ کو اٹھانی نہ پڑتی۔ مگر آپ کو حق کا پسند اور قبول کرنا پسند نہیں۔ جہاں کہیں ایک آدھ سطر کسی وہابیہ بے تحقیق کے رسالہ میں دیکھ لی۔ بلا سمجھے سوچے لکھ ڈالی ان آٹھ کتب معتبرات اور مستند پر سر کو تھام کر ہوش کے ساتھ غور کیجئے۔

کھانا سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر کچھ پڑھ کر دعا مانگنا

قولہ: فیوض محمدیہ میں ہے..... ترجمہ: پس پڑھنا قرآن مجید کا طعام پر بدعت روی ہے۔ اتفاقاً چونکہ فوت کرنے والی ہے۔ سنت مؤکدہ کی وہ جو کھانا طعام کا ہے بعد بسم اللہ کے بغیر تاخیر کے یہی واجب ہے۔ حاضر ہونا دل قاری کا اور سامع کا وقت پڑھنے کے باوجود یکہ یہ کام الٹا ہے۔ بلفظ۔ صفحہ ۳۴-۳۵۔ قول: کسی فیوض محمدیہ رسالہ وہابیہ کا نام تو آپ نے لکھ دیا مگر یہ نہ لکھا کہ وہ کس کی تصنیف ہے۔ اور کن لوگوں کا اس پر عمل ہے۔ اور کب کی تصنیف ہے۔ اور کس مذہب کا ہے۔ کیونکہ وہ بظاہر احادیث اور اہل سنت و جماعت کے برخلاف ہے۔ اور میں پہلے آپ کی جد فاسد کی تحریر دکھلا چکا ہوں کہ غیر معروف کتب پر فتویٰ نہیں دیا جاسکتا اور جو فتاویٰ سرفند یہ کا حوالہ دیا ہے۔ اور وہ بھی غیر معروف اسی طرح فیوض محمدیہ سے ہے جو خلاف ہے۔ صحیح

کتابوں کے۔ آپ لکھتے ہیں کہ کھانے کے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کھانا فوراً کھالینا چاہیے۔ اور ادھر لکھتے ہیں کہ کھانے پر قرآن شریف پڑھنا بدعت روی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ بسم اللہ شریف کو قرآن شریف نہیں جانتے۔ مگر اہلسنت بسم اللہ شریف کو قرآن شریف جانتے ہیں۔ فرمائیے آپ کے مذہب میں بسم اللہ شریف قرآن شریف میں داخل ہے یا نہیں۔ اگر داخل ہے تو جب کھانا آگے رکھ کر بسم اللہ شریف پڑھی گئی تو قرآن شریف نہیں ہے۔ تو گویا آپ میرے سے قرآن شریف کا ہی انکار کرتے ہیں۔ تو پھر آپ منکر قرآن ہوئے۔ اور کہاں پہنچ گئے ہوش کیجئے۔ بے ہوشی کی باتیں اچھی نہیں۔ پھر یہ جواب آپ نے لکھا ہے کہ کھانا جب پیش ہو تو اس میں تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔ فوراً کھالینا چاہیے۔ میں کہتا ہوں اگر پچاس سو یا دو چار سو آدمیوں کی ضیافت ہو اور کوئی وہابی آپ کی طرح اس مسئلہ کا عامل ہو۔ تو کیا جب سب سے پہلے اس کے آگے شور بارکھ دیا گیا ہو۔ تو فوراً اس کو اٹھا کر پی لینا چاہیے۔ یا اس کے بعد فرنی یا کھیر یا زردہ کی تشری رکھی گئی ہو۔ فوراً کھیر اور فرنی کو چٹ لینا چاہیے۔ اور جب روٹیاں آجائیں تو ان کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔ مگر ایسا کوئی بھی عقل کا نابینا نہ کرے گا اور اگر کوئی وہابی نابینا ہی ہو۔ تو وہ کیسے کرے کیونکہ اس کو نظر ہی نہیں آتا۔ دراصل ایسی ضیافتیں ایسے لوگوں کے واسطے نہیں ہیں۔ کیونکہ اکثر شادیوں، براتوں و لیموں ختنوں کی ضیافتوں میں سینکڑوں آدمی ہوتے اور کھانا تقسیم کرنے میں اکثر دیر لگتی ہے۔ اور جب کھانا تمام لوگوں کے آگے ہر ایک چیز چنی جاتی ہے۔ تب مالک طعام صاحب خانہ اجازت دیتا ہے کہ بسم اللہ کیجئے یا شروع کیجئے۔ گویا وہ بھی قرآن شریف پڑھنے کا حکم دیتا ہے۔ تب لوگ کھانا کھانے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اس صورت میں آپ کو مسئلہ پر عمل یوں کرنا چاہیے۔ کہ جب آپ کے آگے شور بارکھ جائے تو فوراً اٹھا کر پی جانا چاہیے۔ تاکہ تاخیر نہ ہو۔ اور اگر پہلے روٹیاں آجائیں تو ان کو بلا سالن کھالینا چاہیے۔ اور جب شور با آجائے تو اوپر سے اس کو پی جانا چاہیے۔ جب کھیر یا فرنی آگئی تو بلا تاخیر اس کو چاٹ لینا چاہیے۔ اور پھر جب پلاؤ یا زردہ آجائے تو اس پر ہاتھ صاف کر لینا چاہیے۔ اور تقسیم کرنے والے ابھی دوسرے سرے پر نہیں پہنچے ہوں گے۔ کہ آپ کھانا چٹ کر چکے ہوں گے۔ پانی نہ ملا۔ آپ کھانے سے فارغ ہو گئے۔ اور پھر حکم خداوندی فاذا طعمتم فانتشروا پر تعمیل کر کے اپنے گھر کو بھاگ جائیے۔ بس لوگ آپ کو مہذب مولوی صاحب سمجھ کر آپ کی تعریف کریں گے۔ ذرا عمل کر کے دکھائیے۔ یا صرف کہنے کی باتیں ہیں۔ پھر زیر حکم خداوندی لم تقولون ما لا تفعلون مراجعت فرمائیے۔ یا ہاتھی کے دانت کی طرح دکھلانے کے اور کھانے کے اور دیگران رافضیت اور خود رافضیت۔ لیجئے اب میں آپ کو وہ احادیث دکھلاتا ہوں جن میں ہاتھ اٹھا کر طعام پر قرآن شریف کا پڑھنا درج ہے۔ پہلے آپ کی تفہیم کے لیے اتنا لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ آپ سمجھنے میں غلطی نہ کریں۔ ہم لوگ اہلسنت و جماعت جو فاتحہ بزرگاں یا موتی کی کرتے ہیں۔ تو اس میں سورۃ فاتحہ اور دیگر سورہ پڑھتے ہیں۔ اور سورۃ فاتحہ خود دعا ہے۔ اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ جو خارج از نماز کی جاتی ہے۔

(۱) حصن حصین باب آداب الدعاء آداب الدعاء بسط الیدین۔ تمس و رفعہما۔ ع۔ لیجئے دعا کے آداب میں

یہ ہے پھیلا نا دونوں ہاتھوں کا یہ ترمذی میں ہے۔ اور اٹھانا دونوں ہاتھوں کا روایت اس کی چھون محدثین صحاح ستہ کے مصنفین نے کی ہے۔

(۲) مشکوٰۃ شریف آداب الدعاء۔ اذا سألتم فاستلواہ ببطون اکفیکم یعنی جب سوال (دعا) کرو اللہ تعالیٰ سے سوال کرو دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اٹھا کر ایک دوسری حدیث مشکوٰۃ شریف میں بھی اسی طرح ہے۔ (۳) حدیث شریف اشعۃ الممعات شرح مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۸۴، سطر ۱۸ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک سال بہت قحط پڑا۔ جمعہ کا دن تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا۔ ایک اعرابی کھڑا ہوا۔ اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال گیا۔ عیال بھوک سے تنگ آ گئے۔ فادع اللہ لنا ہمارے لیے اللہ سے دعا فرمائیے فرقع یدیدہ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اس وقت کوئی ٹکڑا ابر کا آسمان پر نہ تھا۔ اسی وقت بارش ہو گئی۔ حدیث طویل ہے۔ اس حدیث میں بھی دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھانا ثابت ہے۔

(۴) مشکوٰۃ شریف: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ربکم حی کریم یسبحی من عبده اذا رفع یدیدہ الیہ ان یرد صفراً یعنی بے شک اللہ تعالیٰ شرم و لحاظ والا ہے۔ کرم کرنے والا ہے۔ شرم رکھتا ہے اپنے بندہ سے کہ جب وہ ہاتھ اٹھائے اس کی طرف تو وہ اس کو خالی پھیر دے۔ یہ چار احادیث ایسی ہیں جن میں صاف درج ہے کہ دعا کے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے جائیں۔ اور دعا مانگی جائے جس کی تصدیق قرآن شریف سے اس طرح ہوتی ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے: والذین یدعون من دون اللہ لایستجیبون لہم بشی الا کباسط کفہ الی الماء لیسلف فاه وما ہو ببالغہ وما دعاء الکفرین الا فی ضلل و رعد۔ اس آیت شریف میں دعا مانگنے کا طریق ثابت ہے کہ جیسے دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں کھول کر پانی کی طلب میں منہ کی طرف کی جاتی ہیں۔ یعنی جیسے اوک سے پانی پیا جاتا ہے۔ اسی طرح دعا کے لیے ہاتھ پھیلائے جاتے ہیں۔ خیر ایک آیت شریف دعا مانگنے کے طریق میں ثابت ہیں۔ اسی طریق کو مد نظر رکھ کر کچھ احادیث صحیحہ درج کرتا ہوں جن سے معلوم ہوگا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طعام یا کھانا اپنے سامنے رکھ کر اس پر کچھ پڑھا اور دعا ہاتھ اٹھا کر مانگی۔ اور کھانا تقسیم فرمایا۔ وہ ہوندا۔

(۱) اشعۃ الممعات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۰، سطر ۲۳ صحیح بخاری صحیح مسلم۔ وعن انس قال ابو طلحہ لام سلیم الحدیث حدیث طویل ہے۔ اس کا خلاصہ اس طرح پر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گرنگی کا حال معلوم کر کے ام سلیم نے چند روٹیاں جویں پکا کر دوپٹے کے پلہ میں باندھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان روٹیوں کو تڑوایا لمیدہ کی طرح جو کچھ اس کے برتن میں گئی لگا ہوا تھا۔ اس میں ٹپکایا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الفاظ قسم دعاء سے اس پر پڑھے۔ پھر دس (۱۰) دس (۱۰) آدمیوں کو بلا کر کھانا شروع کیا۔ اسی (۸۰) آدمیوں کو پیٹ بھر کھلا دیا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلیم کے گھر بھیج دیا ان کے سب گھر کے لوگوں نے کھایا پھر بھی بچ رہا۔ دیکھیے! اس حدیث میں بھی صاف ہے

کہ کھانا سامنے رکھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر کچھ پڑھا تب تقسیم فرمایا۔

(۲) اشعۃ الممعات، جلد چہارم، صفحہ ۵۹۲، سطر ۱۲۔ (بروایت صحیح بخاری صحیح مسلم) عن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عروضا بزم الحدیث۔ ترجمہ: مختصر آنحضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے ایک بادیہ میں کھانا کھجور اور گھی کا اور اقط کا مرکب بنایا ہوا بھیجا۔ اقط ایک چیز ہے۔ جو دہی ترش یا چھانچھے کو ٹپکا کر خشک کر لیا جاتا ہے۔ عربی میں اس کو اقط کہتے ہیں۔ جس طرح دودھ کو پنیر مایہ سے جما کر پنیر بناتے ہیں۔ اور عربی میں اس کو جن کہتے ہیں الحاصل اس طرح کی دہی اور کھجور اور گھی کا کھانا جب حضور کے پاس آیا آپ نے اس پر کچھ پڑھا جو کچھ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس دس آدمیوں کو بلاتے گئے۔ قریب تین سو آدمیوں کے کھلا دیا۔ پھر مجھ کو فرما دیا۔ اٹھالے اسے انس اپنا بادیہ میں نے جب اٹھایا حیرت میں رہ گیا کہ جب میں لایا تھا۔ اس وقت اس میں کھانا زیادہ تھا یا اب زیادہ پہلے سے موجود ہے۔ (۳) اشعۃ الممعات، جلد چہارم، صفحہ ۵۹۱۔ سطر اخیر۔ بروایت مسلم: وعن ابی ہریرۃ قال لما کان یوم غزوۃ تبوک الحدیث۔ ترجمہ: غزوہ تبوک کے دن جب لوگ گرم نہ ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کرانی چاہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ تب آپ نے دسترخوان بچھوایا۔ اور فرمایا لے آؤ جو کچھ کسی کے پاس کھانا بچا ہوا ہو۔ تب کسی نے مٹھی بھر جو ار کسی نے مٹھی بھر کھجور کسی نے ٹکڑا روٹی کا۔ جس کسی کے پاس جو کچھ بچا ہوا تھا لا کر ڈال دیا۔ بہت ہی تھوڑا سا ذخیرہ جمع ہوا۔ پھر آپ نے اس پر دعا فرمائی۔ اور فرمایا بھر لو اپنے اپنے برتن پھر جس قدر لشکر تھا۔ سب نے اپنے اپنے تمام برتن جو ان کے پاس تھے۔ بھر لیے۔ اور خوب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس جگہ لکھتے ہیں ”ولشکر در غزوہ تبوک گفتہ اند کہ بصد ہزار رسیدہ بود“۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہے کہ لاکھ آدمی صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا آگے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر اس پر پڑھ کر دعا فرمائی اور کھانا تقسیم فرمایا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانے پر دعا فرمائی جس کی ان کو ضرورت تھی۔ اسی طرح صاحب فاتحہ وہ دعا مانگتا ہے جس کی اس کو ضرورت ہے پس دعا ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہے کہ کھانے کو آگے رکھ کر کچھ پڑھنا اور دعا مانگنا اس کھانے میں کلام الہی کی برکت سے برکت اور اضافہ ہوتا ہے۔ اور دعا کی تعریف شروع میں السؤال من اللہ الکریم ہے۔ اور یہ عمل روای تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ جب آپ دعا مانگتے تو دونوں ہاتھ اٹھا کر اپنے منہ کے سامنے کر کے دعا مانگتے اور اپنے منہ پر ہاتھوں کو پھیر لیتے اور جب کبھی کوئی نیا پھل حضور کے سامنے لاتا تو اسی طرح ہاتھ اٹھا کر اس پر دعا فرماتے جیسے کہ مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے: قال کان اذا را اول الثمرۃ جفاؤا بہ الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاذا اخذہ قال اللہم بارک لنا فی ثمرنا۔ الحدیث۔ اور یہی تمام اہلسنت والجماعت کا عمل ہے۔ اس کے برخلاف ہرگز نہیں اور اسی طرح جامع صغیر میں حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں: کان اذا دعا جعل بطن کفہ الی وجہہ یعنی جب آپ دعا فرماتے تو دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اپنے منہ کی طرف کرتے تھے۔ پس کھانا آگے رکھ کر پڑھنا

اور دعا کرنا ثابت ہو گیا۔ باوجود اتنی احادیث موجود ہونے کے اس سے انکار کرنا اور اس کو بدعت روی کہنا صرف وہابیہ قوم کا کام ہے۔ اور کسی اہل سنت و جماعت کی طرف سے انکار نہیں۔ اس پر اجماع امت ظاہر ہے اور ماراہ المسلمون حسنًا فہو عند اللہ حسن و کان تجمع امتی علی ضلالہ کے مطابق اہل سنت و جماعت کا عمل ہے خدا ہدایت کرے۔

(۴) ہدیۃ الحرمین الباب الثالث عشر صفحہ ۶۸-۶۹۔ وفی فتاوی الاوزجندی لملا علی قاری الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ وکان یوم الثالث من وفات ابراہیم ابن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاء ابو ذر عند النبی بتمرۃ یابسة و لبن فیہ خبز من شعیر فوضعها عند النبی فقراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الفاتحہ و سورۃ الاخلاص ثلاث مرات الی ان قال رفع یدیه للدعاء و مسح بوجہہ فامر رسول اللہ ابا ذر ان یقسمہا بین الناس وایضاً قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھبت ثواب ھذہ لابنی ابراہیم۔ بلفظ۔ ترجمہ۔ اور درمیان فتاوی اوزجندی ملا علی قاری الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہے کہ تھان تیسرا وفات ابراہیم فرزند محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ آیا ابو ذر رضی اللہ عنہ نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھجور خشک اور دودھ کے کہ اس میں روٹی جو کی پس رکھا۔ اس کو نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس پڑھی حضرت نے فاتحہ اور سورۃ اخلاص تین بار یہاں تک کہ کہا اٹھائے حضرت نے دونوں ہاتھ اپنے اور پھیرے منہ پر۔ پھر حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو ذر کو کہ اس کو درمیان میں لوگوں کے تقسیم کر دے۔ اور بھی اس میں ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بخشا میں نے ثواب اس کا واسطے بیٹے اپنے ابراہیم کے بلفظ۔ قولہ: چنانچہ مولوی عبدالحی صاحب مرحوم کے فتاوی جلد سوم صفحہ ۶۸ پر ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی در جامع البرکات سے نویند آئند بعد سالے یا شش ماہ یا چہل روز و دریں دیار طعام پزند در میان برادران بخشش کنند آرا بھائی گویند چیزے داخل اعتبار نیست بہتر آنست کہ نخوزند۔ اسی صفحہ پر ہے مقرر کردن روز سوم و غیرہ بالتخصیص و ادا ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست نصاب الاعتساب اور اکروہ نوشتہ۔ بلفظ۔ صفحہ ۳۵، سطر ۷۔ قول: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جامع البرکات میں صاف فرمادیا ہے کہ آرا بھائی گویند۔ یعنی جو کھانا بطور بھائی برادری کے کیا جاتا ہے۔ اس کا اعتبار نہیں۔ کیونکہ موتی کے ایصال ثواب کے لیے نہیں کیا جاتا اس صورت میں نہیں چائے۔ لیکن انہوں نے اس کو نہ بدعت روی لکھا ہے اور نہ اس کھانے کو مکروہ جانا ہے۔ لیکن یہ کھانا فقراء اور غرباء محتاجین کو کھلایا جائے۔ اور کوئی غنی بھی اس میں شامل ہوا ہے۔ تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ حدیث شریف سے ثابت ہو چکا ہے کہ ایک عورت کے کا کھانا جو اس کا خاوند فوت ہو گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منظور فرمایا اور حضور کے ساتھ کئی صحابہ غنی بھی تھے۔ جیسے کہ اصل حدیث شریف صفحہ ۵۰۸، ۵۰۹ پر درج ہو چکی ہے لیجئے اس کی تصدیق آپ کے بزرگ مولوی صاحب اسحاق دہلوی اپنی مائتہ مسائل میں کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اصل عبارت جامع البرکات کی بھی لکھتے ہیں۔ جس سے آپ کی اور آپ کے مولوی عبدالحی صاحب فتاویٰ کی خیانت ظاہر پائی جاتی ہے۔ وہ ہندو مائتہ مسائل تصنیف مولوی اسحاق صاحب بزرگ دیوبند یاں صفحہ ۸۷-۸۸۔ اگر محض برائے

ایصال ثواب بارواح ایشاں سے خورائیدن فقراء را باید خورائیدن لیکن در خورائیدن فقراء صالحین ثواب زیادہ تر خواہد شد و اگر بطریق صیافت پزند پس اغنیاء و فقراء ہر دور را و باشد۔ چنانچہ شیخ عبدالحق در جامع البرکات سے نویند و طعامیکہ بہ نیت تصدق بر فقراء از اموات بہ پزند تا ثواب آں با ایشاں برسد جز فقیر را روا باشد چہ تصدق بر فقراء سے باشد وہدیہ مراغیہ یا آنچہ بہ نیت صیافت مسلمین تیار کنند ہر کہ باشد خواہ غنی باشد خواہ فقیر۔ چنانچہ در عرائس مشائخ در دیار مامتعارف است عام باشد مر فقراء و اغنیاء را و لا بد آنچہ فقراء و محتاجان بخورند مورث ثواب خواہد بود و آنچہ غیر فقراء خورند موجب عقاب نخواہد شد۔ بلفظ۔ سوال پنجاہ و یکم مائتہ مسائل صفحہ ۸۷-۸۸۔ لیجئے آپ کی تحریر کی حقیقت آپ ہی کے بزرگ سے صاف ہو گئی۔ اور یہ سب کھانے جائز ہو گئے۔

(نوٹ: اس کتاب پر ستائش علماء نظام و مفتیان عرب مکہ شریف اور مدینہ منورہ کے دستخط ہیں۔ اور مواہیر بھی ہیں۔ ۱۲۔ قولہ: رسالہ تیجہ مصنفہ مولوی سکندر علی میں حضرت خواجہ محمد معصوم صاحبزادہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے منقول ہے کہ ”روز سوم کل دادن در مردان بدعت است“ بلفظ۔ صفحہ ۳۵، سطر ۱۳۔ قول: آپ نے یہ عبارت۔ ”روز سوم کل دادن در مردان بدعت است“ ایسی لکھی ہے جس کے معنی اور مطلب معلوم نہیں ہوتا جب تک اس کی تصحیح نہ ہو۔ تب تک اس مہمل عبارت کا جواب بھی نہیں۔ لہذا تصحیح نقل آپ کے ذمہ ہے۔ اسی طرح علامہ سیوطی و ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا لکھتے ہیں: عن سفیان قال کان الانصار اذا مات لهم المیت اختلفوا الی قبرہ و قرءوا القرآن یعنی روایت ہے سفیان رضی اللہ عنہ سے کہ انصار کی یہ عادت تھی جب کوئی مرجاتا ان کا جایا کرتے وہ قبر پر اور پڑھتے قرآن۔ یعنی شرح ہدایہ باب الحج عن الغیر میں ہے: ان المسلمین یجتمعون فی کل عصر و زمان و یقرءون القرآن و یتصدقون و یتصدقون ثوابہ لموتہم و علیٰ هذا اهل الصلاح و الدیانة من کل مذہب من المالکیة و الشافعیة و غیرہم ولا ینکر ذلك منکر فکان اجماعاً۔ یعنی بے شک مسلمان جمع ہوتے ہیں اور ہوتے رہے ہیں۔ ہر عصر اور زمانہ میں اور پڑھتے رہے ہیں۔ قرآن اور پچھتاتے رہے ہیں۔ ثواب اپنے موتی کو اور اسی بات پر جمع ہیں۔ صلاح اور دیانت والے مذہب کے مالکی شافعی وغیرہ اور نہیں انکار کرتا اس کا کوئی منکر۔ پس ہو گیا اجماع اس پر (انوار ساطعہ صفحہ ۱۰۳) ان دونوں باتوں کا جواب فالتو ہے۔ جو میری تحریر یا اشتہار میں نہیں۔

انتاہی کافی ہے۔ قولہ: حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصیت نامہ میں ہے از عادات سنیہ ما مردم اسراف در ماتم ہا و چہلم و فاتحہ و سالانہ ایں ہمہ را در عرب اول وجود نہود۔ بلفظ۔ صفحہ ۳۵، سطر ۱۳۔ قول: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمانا صحیح ہے کیونکہ اسراف کرنا بموجب قرآن شریف و حدیث شریف بہت برا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین اور کھلو و اشربوا ولا تسرفوا لیکن یہ بات یاد رہے کہ اسراف اس چیز کا نام ہے جو اپنے حظ نفس کے لیے کیا جائے اور خدا کے واسطے صدقات اور خیرات جو کیے جائیں وہ اسراف میں داخل نہیں ہیں۔ جیسے کہ تفاسیر میں لکھا ہے کہ امام قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ اپنے نفس کو حظ حاصل ہونے کے واسطے

جو کچھ خرچ کیا جائے وہ اسراف ہے اگرچہ تل کا ایک دانہ ہو۔ اور جو کچھ خدا کے واسطے دے وہ اسراف نہیں۔ اور شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری قدس سرہ نے فرمایا اگر تمام دنیا کو لقمہ کر کے کسی درویش کے منہ میں دے دے تو یہ اسراف نہیں ہے اسراف ہے کہ حق تعالیٰ کے بے رضا تو صرف کرے۔ رباعی

یک جوانے کہ داشت دائم خیر پندے داد را ہے در دیر
کالے پسر خیر نیست در اسراف گفت اسراف نیست اند خیر

(تفسیر حسینی)

دوسری بات یہ ہے کہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اسراف کے لیے برا فرمایا لیکن فاتحہ چہلم و سالانہ کے برخلاف کچھ نہیں فرمایا۔ نہ بدعت نہ خلاف شریعت، نہ مکروہ اور یہ جو فرمایا کہ چہلم و فاتحہ و سالانہ عرب میں پہلے نہیں تھا۔ گویا شاہ صاحب کے لکھنے سے پہلے تھا۔ یہ بھی صحیح ہے کیونکہ قرآن شریف اعراب و مصرع اور قسطنطنیہ کے چھاپے کے بھی پہلے عرب میں نہ تھے۔ کتب احادیث و فقہ بھی نہ تھیں۔ کتب صرف و نحو بھی نہ تھیں۔ کتب اشغال سلاسل اربعہ بھی نہ تھیں۔ پختہ مساجد بھی نہ تھیں، تقلید شخصی بھی نہ تھی، اربعہ مذاہب بھی نہ تھے، اربعہ مصلحات بھی نہ تھے، ایسے ہی اور ہزاروں اور باتیں نہ تھیں۔ اسی طرح سوم، دہم، چہلم، سالانہ بھی نہ تھے۔ کیا مضائقہ ہے اس نہ ہونے سے شاہ صاحب نے ان کو برا نہیں کہا۔ پھر شاہ صاحب کی عبارت لکھنے سے آپ کو کیا حاصل ہوا۔ حالانکہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ خود فاتحہ خوانی اور قبروں پر مراقبہ کرنے کو تحریر فرماتے ہیں۔ دیکھیے وہ کیا فرماتے ہیں: زبدۃ النصارح حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے صفحہ ۱۳۲ پر تحریر ہے۔ ایک شخص نے سوال کیا۔ کہ طیدہ یا شیر برن وغیرہ نیاز اولیاء کا درست ہے یا نہیں فرمایا کہ اگر طیدہ و شیر برن بنا بر فاتحہ بزرگ بقصد ایصال ثواب بروح ایذاں پزند بخوراند مضائقہ نیست و طعام نذر اللہ اغیارا خوردن حلال نیست۔ و اگر فاتحہ بنام بزرگ دادہ شد پس اغیارا ہم خوردن جائز است۔ اور انتباہ فی سلاسل اولیاء میں اس طرح فرماتے ہیں: پس وہ مرتبہ درود خواند ختم تمام کنند۔ و بر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوراند و حاجت از خدا تعالیٰ سوال نمایند۔ الخ۔ اور در نشین فی مبشرات النبی الامین کی بایسیوس حدیث صفحہ ۸، سطر ۱۲۔ اس طرح فرماتے ہیں۔ جناب والد صاحب فرماتے تھے کہ میں ایام مولود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کھانا پکوا کر رکھتا تھا۔ میلاد شریف کی خوشی کا۔ ایک سال کچھ پاس نہ تھا۔ کہ کھانا پکواؤں کچھ میسر نہ آیا۔ مگر چنے بھنے ہوئے۔ وہی میں نے لوگوں کو تقسیم کیے تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو بھنے چنے رکھے ہوئے ہیں۔ اور بہت شاد بٹاش ہیں۔ بلفظہ۔ دیکھیے شاہ صاحب کی تحریرات کو جن سے ہویدا ہے۔ کہ آپ فاتحہ خوانی و سوم و دہم و چہلم و بری کو جائز فرما رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی مولود شریف کی شیرینی کی تقسیم اور ختم بھی پڑھنا اور طعام سامنے رکھ کر جیسے کہ نقشبندیہ سلسلہ کا معمول ہے۔ وہ طریقہ ختم اس طرح پر ہے کلمات طیبات، صفحہ ۹۲، سطر ۱۹۔ ملفوظات حضرت مرزا مظہر جانجاناں علیہ الرحمۃ مرید خاص حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے۔ و ختم (خواجگان) حضرت خواجہ ختم حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ

عنہم نیز اگر یاران جمع آئند بعد از حلقہ صبح برآں مواظبت نمایند کہ از معمولات مشائخ است و وفایدہ بسیار دارد۔ طریق اس کا یوں حاشیہ پر ہے۔ طریق ختم خواجہا بہرینے و مقصدے کہ خواند باید کہ اول دست برداشتہ سورہ فاتحہ یکبار بخواند بعد از اس سورہ فاتحہ بالبسم اللہ ہفت بار۔ بعد از اس الم نشرح بالبسم اللہ ہفتاد و نہ بار۔ بعدہ سورہ اخلاص بالبسم اللہ ہزار و یکبار۔ باز سورہ فاتحہ بالبسم اللہ ہفت بار۔ بعدہ درود صد بار۔ بعد از اس فاتحہ خواندہ ثواب اس ختم بار و احوال بزرگوار کہ اس ختم ایذاں منسوب است باید گذرانید۔ بلفظہ۔ (معمولات مظہری)

دیکھو ختم پڑھنے کا طریقہ کیسا صاف ہاتھ اٹھا کر ثواب پہنچایا جاتا ہے۔ تسلی ہوئی یا نہیں۔ عین حدیث کے مطابق ہے قولہ..... قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصیت نامہ میں ہے۔ بعد مردن من رسوم دنیوی مثل دہم و بستم و چہلم و ششماہی و فاتحہ سالانہ بیچ نہ کنند۔ ان عبارات سے سوم دہم چہلم وغیرہ کا بدعت ہونا ظاہر ہے تو مولوی خلیل احمد صاحب کا انہیں بدعت لکھنا ان حضرات کا اتباع کرنا ہے۔ اگر آپ کو ان اموات کے بدعت ہونے سے انکار ہے تو فرمائیے بلفظہ۔ صفحہ ۳۵، سطر ۱۶۔ اقول: قاضی صاحب ثناء اللہ علیہ الرحمۃ صاف یہ فرما رہے ہیں: ”رسوم دنیوی“ میرے مرنے کے بعد نہ کرنا۔ اس میں کوئی لفظ بدعت کا درج نہیں۔ جو آپ نے اپنی لیاقت سے درج کر دیا۔ اور لفظ سوم بھی آپ نے اپنی ذہانت سے خود بخود لکھ دیا ہے جس کو وہ جائز فرماتے ہیں۔ اور یہ صحیح اور صریح ہے کہ رسوم دنیوی بطور بھاجی برادری کے درست نہیں۔ لیکن ایصال ثواب کے لیے کوئی ممانعت نہیں فرمائی۔ بلکہ قاضی صاحب اپنے وصیت نامہ میں اس طرح لکھتے ہیں:

(۱) و از کلمہ درود ختم قرآن و استغفار و از مال حلال صدقہ بفقرا با خفا و نمازند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود المیت فی القبر کا لغریق المتغوث ينتظہ دعوة ما تلحقہ عن اب او اخ او صديق۔ بلفظہ۔ کلمات طیبات صفحہ ۱۵۳۔ سطر ۱۶

لیجئے۔ یہاں پر قاضی صاحب علیہ الرحمۃ نے حدیث شریف کی سند سے ایصال ثواب کو بذریعہ فاتحہ و ختم خوانی کے ثابت کر دیا۔ جس کے لیے طریق ایصال ثواب وہی ہے۔ جو فاتحہ پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر ختم دیا جاتا ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا۔ مگر انہوں نے آپ پر کہ اس عبارت کو بھی لا تقربوا الصلوٰۃ کہہ کر وانتم سکری کو ہضم کر لیا۔ قاضی صاحب نے اس میں مدد افغا کو تحریر فرمایا ہے کہ بطور خفیہ فقرائے کو صدقہ دیا جائے۔ اس سے مراد ان کی ریا کے دور کرنے اور نمائشی کا رد وائی سے روکنے کی ہے۔ ورنہ صدقہ ظاہر اور علانیہ دینا بھی حکم خداوندی ان تبد و الصدقت فنعمما ہی یعنی اگر صدقہ کو ظاہر اور علانیہ بھی دو تو اچھا ہے۔ اس آیت شریف کا ترجمہ شاہ عبدالقادر علیہ الرحمۃ اس طرح کرتے ہیں: اگر کھلی دو خیرات تو کیا اچھی بات ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کا ترجمہ فارسی اس طرح پر ہے۔ اگر آشکارا کنید خیرات رانیکو چیز است۔ یہ اس لیے کہ اور لوگوں کو بھی صدقہ اور خیرات کرنے کی ترغیب اور ترجیح ہو۔ لیکن خیر قاضی صاحب نے ریا کی وجہ سے خفیہ صدقہ کی وصیت فرمائی۔ تو وہ بھی صحیح ہے۔ دوسرے حصہ آیت شریف پر عمل ہوا۔ اب اور سنئے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ دادا پیر مولوی اسماعیل

صاحب کے وہ تمام ایام سوم، دہم، چہلم ششماہی و سالانہ کو درست فرما رہے ہیں۔ وہ ہوندا:-

(۲) تفسیر عزیزی پارہ عم - سورہ النشق، صفحہ ۱۱۱، سطر ۱۹ میں فرماتے ہیں۔ و مدد زندگان بمردگان دریں حالت زودے رسد۔ و مردگان منتظر لحوق مدد ازیں طرف سے باشند چنان گمان سے برند کہ هنوز زندہ ایم۔ ولہذا در حدیث شریف در احوال تم وارد است کہ مرد مسلمان اور انجائے گوید کہ دعویٰ اصلی یعنی بگذاردید مرا تا نماز بخوانم۔ نیز داروست۔ مردہ در احوال ماتہ غریقے ست کہ انتظار فریاد سے سے برد و صدقات و ادعیہ و فاتحہ دریں وقت بسیار بکار آوے آید۔ ازیں جا است کہ طوائف فی آدم تا یکساں و علی الخصوص تا یک چلہ بعد موت دریں نوع امداد کوشش تمام سے نمایند۔ بلفظہ۔ (۳) فتاویٰ عزیزیہ جلد اول، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، صفحہ ۵۷، سطر ۱۹۔ طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند و بر آں فاتحہ قل و درود خواندن تبرک سے شود خوردن آں بسیار خوب است۔ بلفظہ۔ یہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اس وقت فرمایا تھا کہ جب آپ سے سوال کیا گیا تھا کہ جو طعام تعزیہ کے پاس رکھا جاتا ہے اور اس پر فاتحہ خوانی کی جاتی ہے۔ اس کا کیا حکم ہے۔ دیکھیے تعزیہ کے پاس نیاز امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تبرک فرمایا۔

(۴) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ مکتوب نمبر ۱۰۴، جلد اول (ماتم پرسی) بدعا و استغفار و تصدق آمد و باید نمود۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغرق ینتظر دعویٰ تلحقہ من اب او ام او اخ او صديق فاذا لحقته کان احب الیہ من الدنیا وما فیہا وان اللہ تعالیٰ لیدخل علی اهل القبور من دعاء اهل الارض امثال الجبال من الرحمة وان هدیة الاحیاء الی الاموات الاستغفار لهم۔ ترجمہ حدیث شریف: فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ مردہ قبر میں ڈوبنے والے کی مانند ہے۔ فریاد کرنے والا ہے اور انتظار کرتا ہے دعا کی جو اس کے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کرے۔ جب یہ دعا اس پہنچے دوست تریا زیادہ محبوب ہے۔ وہ دعا اس کے لیے تمام دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعا اہل قبر کو پہنچاتا ہے۔ مانند پہاڑوں رحمت کے اور تحقیق زندوں کا ہدیہ یا تحفہ یا صدقہ مردوں کے لیے بخشش ہے۔ یا ذریعہ نجات۔

(۵) ایضاً مکتوب نمبر ۱۵۹، جلد اول حصہ سوم، صفحہ ۳۵۔ امر تری آں فرزند شیوہ صبر را پیش گرفته بصدقہ و دعا و استغفار آمد معاون باشد کہ موتے را اشد احتیاج است بامداد احیاء۔ در حدیث نبوی الخ۔ (یہ حدیث وہی ہے جو اوپر درج ہو چکی ہے)۔

(۶) ایضاً مکتوب سی و ششم صفحہ ۸۵، سطر ۹۔ امر تری۔ حضرت امیر اگر داماد پیغمبر است و پسر عم اوست حضرت صدیقہ زود مطہرہ اوست علیہ علیٰ جمیع اہل بیتہ الصلوٰۃ والسلام وحبیبہ مقبولہ اوست علیہ علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام۔ پیش ازیں چند سال و اب فقیر آں بود کہ اگر طعام سے پخت مخصوص بروحانیات مطہرہ اہل عبا سے ساخت دہاں سرد در حضرت امیر و حضرت فاطمہ و حضرت امامین را ضم سے کرد۔ علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات شبے در خواب سے بیند کہ آں سرور حاضر است علیہ علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام فقیر بایشان سلام سے کند متوجہ فقیر سے شود درو بجانب دیگر دارند دریں اثنا فقیر فرمودند کہ من طعام در خانہ عائشہ سے خورم ہر کہ مرا

طعام فرستد سخنانہ عائشہ فرستد ایں زمان فقیر دریافت کہ سبب عدم توجہ شریف ایشان آں بود کہ فقیر حضرت صدیقہ رادراں طعام شریک سے ساخت۔ بعد ازاں حضرت صدیقہ راجلہ سائر ازواج مطہرات را کہ ہمہ اہل بیت اند شریک سے ساخت و کھج اہل بیت تو تسل سے نمود۔ الخ۔ بلفظہ۔ دیکھیے۔ ان مکتوبات حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ سے فاتحہ خوانی اور طریق ثواب رسانی کی تاکید ظاہر ہے۔ اور وہ رسالہ تیجہ گنام مولوی سکندر علی کا حضرت امام صاحب علیہ الرحمۃ کے مکتوبات سے مردود ثابت ہوا۔

(۷) صراط مستقیم مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی امام الطائفہ و ہابیہ مطبوعہ میرٹھ صفحہ ۳۷ و مطبوعہ دہلی صفحہ ۶۴۔ و نہ پندارند کہ نفع رساندن باموات با طعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ ایں معنی بہتر و افضل غرض آنست کہ مقید بر رسم نباند شد بے تعین تاریخ و روز۔ جس قسم طعام ہر وقت ہر قدر کہ موجب اجر جزیل بود بعمل آرد۔ ہر گاہ ایصال بمیت منظور دارد و موقوف بر طعام نگذارد اگر میر باشد بہتر امت والا صرف ثواب سورہ فاتحہ و اخلاص بہترین ثواب است۔ الخ۔ بلفظہ۔ ہدایت اولے در بیان اشغال طریقہ چشتیہ۔ افادہ اول۔ طالب را باید کہ با وضو و روزانو بطور نماز نہ نشیند و فاتحہ بنام اکا بر ایں طریقہ یعنی حضرت خواجہ معین الدین خجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما خواندہ بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط ایں بزرگاں نماند بلفظہ، صفحہ ۱۱، سطر ۴۔

(۸) فیصلہ ہفت مسئلہ مصنفہ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ پیر و مرشد دیوبندیوں:-

دسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا اس میں بھی وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولد میں مذکور ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایصال ثواب بارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں۔ اس میں بھی تخصیص اور تعین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھنا یا واجب فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے۔ اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقلید بمیت کذا ہے۔ تو کوئی حرج نہیں جیسا بمصلحت نماز میں سورہ خاص معین کرنے کو فقہاء محققین نے جائز رکھا ہے۔ اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے۔ اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلادیا۔ اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کے لیے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسی طرح اگر زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے۔ پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ ”اس کا“ مشار الیہ اگر رد و موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا رو بر لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے۔ اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے۔ اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا کہ جمع بین العبادتین ہے ع

چہ خود بود کہ بر آید بیک کرشمہ دوکار

قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں کسی نے خیال کیا کہ دعا کے لیے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگے کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بھی بڑا ثواب ہے۔ اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا۔ پس یہ بہت کذا یہ حاصل ہو گئی۔ باقی

رہا تعین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اس وقت وہ یاد آ جاتا ہے۔ اور ضرور ہوتا رہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں۔ کبھی خیال بھی ہوتا۔ اس قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں۔ ان کی تفصیل طویل ہے۔ محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا۔ ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے ان میں بعض اسرار بھی ہیں۔ پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ رہا عوام کا غلو اولاً اس کی اصلاح کرنی چاہیے۔ اس عمل سے کیوں منع کیا جائے ثانیاً اس کا غلو اہل فہم کے فعل میں مؤثر نہیں ہو سکتا۔ لہذا اعمالنا وکم اعمالکم۔ رہا شبہ تشبہ کا اس میں بحث از بس طویل ہے۔ مختصراً اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبہ اس وقت رہتا ہے جب تک وہ عادت اس قوم کے ساتھ ایسی مخصوص ہو کہ جو شخص وہ فعل کرے اسی قوم سے سمجھا جائے یا اس پر حیرت ہو اور جب دوسری قوموں میں پھیل کر عام ہو جائے تو وہ شبہ جاتا رہتا ہے۔ ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قوموں سے ناخوہ ہیں مسلمانوں میں اس کثرت سے پھیل گئے ہیں کہ کسی عالم درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں یہ امور مذموم نہیں آسکتے۔ قصہ تطہیر اہل قبا اس میں کافی حجت ہے۔ البتہ جو بہیت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبہ ہے اور ممنوع پس یہ بہیت مروجہ ایصال ثواب کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اور گیارہویں حضرت غوث پاک قدس سرہ کی۔ دسواں بیسواں چہلم ششماہی سالانہ وغیرہ اور توشہ شیخ احمد عبدالحق رودلوی رحمۃ اللہ علیہ اور سنی حضرت شاہ ولی قلیندر رحمۃ اللہ علیہ اور حلواشب برات و دیگر اہل طریق ایصال ثواب اسی قاعدہ پر مبنی ہیں۔ بلفظہ۔ رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۱۸۱۰ دیکھیے آپ کے پیران پیر علیہ الرحمۃ نے تمام فاتحہ خوانیوں اور ایصال ثواب کے طریق دسواں بیسواں چہلم اور سالانہ سب کو نیک اور جائز فرمادیا۔ اور توشے اور سہ نیاں۔ شبرات کے حوالے سب جائز۔

ایک عبرتناک واقعہ اور غضبناک سانحہ مولوی رشید احمد کا

اس فیصلہ ہفت مسئلہ رسالہ مصنفہ مرشد خود کو دیکھ کر مارے غصہ کے

چراغ پا ہو جانا اور اس رسالہ مبارک آگ میں ڈال کر خاک سیہ کر ڈالنا

نہایت معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ جس وقت فیصلہ ہفت مسئلہ (مصنفہ حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ) طبع ہو کر اطراف ہند میں شائع ہوا اور اتفاق سے کچھ نسخے گنگوہ شریف میں بھی پہنچے تو اس خبر کے سنتے ہی فاضل گنگوہی چراغ پا ہو گئے۔ اور فوراً نادری حکم صادر فرمایا کہ جس قدر نسخے گنگوہ آئے ہوں سب ہمارے پاس لائے جائیں۔ چنانچہ فوراً تعمیل عمل میں لائی گئی اور جس قدر نسخے بہم پہنچ سکے ان کی یہ قدر و منزلت کی گئی کہ آگ میں جھونک کر خاک سیاہ کر دیئے گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ بلفظہ۔

کتاب تحقیق الحق مطبوعہ مطبع قیومی کانپور۔ ایڈیشن نمبر ۲، صفحہ ۴۲، سطر ۱۰۔ اللہ! اللہ! یہ غیظ و غضب اور یہ گستاخی اور بے ادبی خاص اپنے مرشد ارشدی اور کیا عقلمندی مولوی صاحب کی دوراندیشی کہ یہ چند دس بیس نسخے آ کر آگ میں جلا دیئے تو کیا ہوا وہ

تو ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر شائع ہو چکا تھا۔ بلکہ اس کے بعد دوبارہ بھی طبع ہو کر شائع ہوا مگر معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کے رنج اور غصہ کی کوئی انتہا نہ تھی ضبط نہ ہو سکا اور اپنے مرشد کی کتاب کی یہ عزت کی کہ آگ میں جلا ڈالا۔ قیامت کو ضرور حضرت مرشد کے روبرو سوائی ہوگی۔ بلکہ روسیا ہی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ بھی ان کے ساتھ ہوں گے۔ ضرور با ضرور!۔ اب میں ایک فتویٰ علمائے پنجاب و ہندوستان کا جو کتاب ”فتاویٰ علمائے حنفیہ فی جواب استفتاء شمس لدین خاں حنفی نقشبندی مجددی جلد ۱۰۳۱ ہجری میں بمقام جالندھر چھپوایا تھا۔ درج کرتا ہوں۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس باب میں کہ ملک پنجاب میں آج کل طعام کو آگے رکھ کر قرآن مجید کی مختلف آیات پڑھتے ہیں۔ جس کو ختم یعنی فاتحہ خوانی کہتے ہیں آیا سنت ہے یا مباح یا بدعت حسنہ یا بدعت سیئہ۔ پھر بعد تمام کرنے قرآن کرآن کے سب حضار ایک شخص کو جو بزرگی میں اچھا اور مشہور و معروف ہوتا ہے ہر واحد اپنا پڑھا ہوا بخش دیتا ہے بلکہ اپنی اپنی مستورات سے کچھ پڑھا ہوا ہبہ کر کر اس شخص معین کے پاس لا کر ہبہ کر دیتا ہے۔ بلکہ دیگر شہروں سے اس تاریخ اور بات مقررہ پر قرآن سے کچھ پڑھا ہوا ایک دوسرے سے ایک دوسرے کو ہبہ کرانا ہوا لا کر اس شخص معین کے حوالہ کر دیتا ہے تاکہ وہ مجموعہ ہو کر اس میت کو جس کی فاتحہ خوانی کے واسطے دن مقرر کیا گیا ہے اس کو بخش دیا جائے اس طریق خاص کو کوشش سے انجام کرتے ہیں۔ بلکہ دین قرار دیتے ہیں اور وہ شخص معین وہ سب ہر ایک کا پڑھا ہوا لے کر وہ با واز بلند کہتا ہے کہ میں نے قبول کیا بعد ازاں اٹھا کر وہ بالترتیب انبیاء اوصیاء کا براہ اولیاء کے نام مبارک لے کر بخش دیا جاتا ہے۔ اخیر اس میت کے نام پر خاص کر کے بخش دیتا ہے اگر اس کو اس میت کا نام یاد نہیں ہوتا تو اس کے اقرباء سے پوچھ لیتا ہے آیا ایصال ثواب کے لیے یہ طریق کیا ہے۔ سنت ہے یا بدعت یا مباح۔ قرآن و حدیث و فقہ سے ملل مفصل ارشاد فرمادیں۔ بیسواتو جروا عند اللہ اجرہا غلطاً۔ صفحہ ۵، سطر ۲۔

جواب هذا ما فی علمی من الجواب

واللہ اعلم بالصواب

ختم مذکور بوصف مسطور جس کو فاتحہ خوانی بھی کہتے ہیں سنت حسنہ ہے نہ بدعت سیئہ اور اگر خالص اللہ ہو تو میت کو نہایت فائدہ ہے اور وہ امورات جو اس ختم شریف میں مندرج ہیں۔ یعنی صدقہ دینا قرآن شریف پڑھنا۔ زندے یا مردے کو اس کا ثواب عطا کیا پنجاب ہی نہیں بلکہ ہندوستان اور عرب وغیرہ ممالک میں بھی۔

عائشہ! آج کل ہی نہیں بلکہ مدت ہا سے

عائشہ! لفظ طعام میں اب بھی داخل ہے۔

بخشا جمیعت کے ساتھ دعا کرنا اور انبیائے کرام اور اولیائے عظام کا نام لینا واسطے اس کے ثواب نیز متوفی کا نام لینا اور جن واسطے معاونت کرنے اس کا رخصت میں یہ ایک امر فی نفسہ جائز اور ثابت ہے اور ان سب امور کو جمع کرنا اور ایک مجلس میں سرانجام کرنے میں کوئی مانع شرعی ثابت نہیں۔ پس اس ختم مروج بالا کو بدعت سیہ کہنا درست نہیں وقال زین العرب البديعة ما احدث علي خلاف اصل من اصول الدين كذا في البريقة شرح الطريقة پس سرانجام کرنے والے اس حدیث حسنہ کے اور امداد دینے والے اور اصل بانی اس سنت حسنہ کے سب کے سب حدیث شریف من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اجورهم شيء۔ رواه مسلم میں داخل ہے۔ اور ماجور ہیں۔ اور جب کہ یہ طریقہ حسنہ ہوگا۔ فروی عن ابن مسعود موقوفاً بسند حسن ماراه المسلمین فیہ عند الله حسن لیکن خاص اس طریقہ پر ایصال ثواب منحصر جانتا اور اس کو ضروریات دین سے اعتقاد کرنا بدعت سیہ ہوگا۔ بلکہ ایصال ثواب کے واسطے یہ امر سنت حسنہ ہے۔ حسب مسائل ذیل:-

بسم الله الرحمن الرحيم ۝ الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى قال العلامة الشيخ صدر الدين ابو عبد الله محمد بن عبد الرحمن الدمشقي في كتاب رحمة الامة في اختلاف الائمة اجبوعوا على ان الاستغفار والدعاء والصدقة والحج والعق ينفع البيت ويصل اليه ثوابه اه والاصل في هذا الباب ما قال في الهداية ان الانسان له ان يجعل ثواب عبده بغيره صلوة او صوم او صدقة او غيرها الاكتلاوة القران والاذكار كذا في الفتح القدير وقال الله تعالى تعاونوا على البر والتقوى. وروى الطبراني باسناده ان رجلاً سأل النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال كان لي ابوان ابوهما حال حباتها فكيف يبرهما بعد موتها فقال عليه السلام ان من البر بعد البران فصلي لهما مع صلواتك وان تصوم لهما مع صيامك. وروى ابن ابى شيبه عن ابن دينار مرفوعاً بلفظه ان من البر بعد البران تصلي عنهما مع صلواتك وان تصوم عنهما مع صومك وان تصدق عنهما مع صدقتك. انتهى.

وقد صح انه صلى الله عليه وآله وسلم ضحى بكبشين املحين احدهما عن نفسه والاخر عن امته رواه عدة من الصحابة كعائشة وابي هريرة وجابر وابي رافع وحذيفة الغفاري وابي طلحة الانصاري وانس رضي الله تعالى عنهم واخرجه ائمة الحديث كاحمد ابى داود وابن ماجه والحاكم وصححه ابن شيبه وابي نعيم و ابى يعلى والطبراني والدارقطني والبخاري واسحق بن راهويه وغيرهم بطريق متعددة كما بسطه الزيلعي في نصب الراية التحريج احاديث الهداية قال شيخ الاسلام كمال الدين الهام قدرى هذا الحديث من الصحابة

وانتشر محزجوه فلا يبعد ان يكون القدر المشترك وهو انه عليه السلام ضحى عن امته مشهوراً يجوز تقيد الكتاب به اذ. يعنى قوله تعالى و ان ليس للانسان الا ما سعى فعلى هذا معنى الآية ليس الانسان سعى غيره الا اذا ذهب له كذا قال السيد الطحطاوى فى حواشى درالبختار اقول والابد من هذا القيد لئلا يعارضه قوله تعالى والذين امنوا وابتغتهم ذريتهم بايوان انحقناهم ذريتهم وما اللهم من عملهم من شئ فاخبر الله تعالى بانتفاع الابناء بعمل الاباء وقدر وعى حديث الحج عن الغيرة عدة من الصحابة كابن عباس و ثابت ابن انس و بريدة و ابن عامر و ابن الحصين و سودة ام المؤمنين رضى الله تعالى عنهما اخرجته البخارى و مسلم و ابو داود و الترمذى و النسائى و الدارمى و احمد و ابن حبان و الحاكم و الطبرانى و البيهقى و غيرهم بطرق مختلفة كما بسطه الزيلعي فى تحريجه ثم ظاهر المذهب ان الحج عن الحجوج عنه وبذلك تشهد الاخبار الواردة فى الباب كذا فى الهداية. وعن ابن عباس ان رجلاً قال لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان امه توفيت اينفنها ان تصدقت عنها قال نعم رواه البخارى.

وعن سعد بن عباد انه اتى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال ان امتى ماتت وعلينا نذرة فيجزى ان اعتق عنها قال اعتق عن امك رواه النسائى. وعن انس انه سأل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال يا رسول الله ما تصدق عن موتانا ونحج عنهم وندعوا اللهم فهل يصد ذلك اليهم قال نعم انه يصل اليهم رواه العكبرى. وعن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من دخل القبور ثم قرأ فاتحة الكتاب وقل هو الله احد والهكم التكاثر ثم قال انى جعلت ثواب ما قرأه من كلامك لاهل القبور من المؤمنين والمؤمنات كانوا اشفعاء له الى الله تعالى رواه ابى لقاسم الزنجاني فى فوائده.

وعن على بن رضى الله تعالى عنه قال من مر على القبور وقرأ قل هو الله احد احدى عشر مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطى من الاجر بعد الامرات رواه الطبرانى وبالجملة قدوردت اخبار واثار كثيرة فى هذا الباب ذكرها السيوطى فى شرح الصدور ولقد مشترك بين الكل وهوان من جعل شيئاً من الاعمال الصالحة لغيره نفعه الله به يبلغ مبلغ التواتر كما صرح به شيخ الاسلام ابن الهام قدرى ثم لافرق بين ان يكون المفعول له حياً او ميتاً

کہا ہو الظاهر من حدیث الاصحیۃ عن الغیر والحج عن الغیر۔

وقال الحافظ شمس الدین عبدالواحد المقدسی فی جوء الفہ فی هذه المسئلة ان المسلمین ما زالوا فی کل عصر یجتمعون ویقرؤن لبوتاهم من غیر نکیہ فکان ذلک اجباغاً کذا نقل السیوطی عنه فی شرح الصدور و ذکرہ القاضی ثناء اللہ فی تذکرۃ الموتی ولم ینکر علیہ۔

وقد روى الخلال عن الشعبي قال كانت الانصار اذامات لهم البيت اختلقوا الى قبره يقرؤن القرآن کذا فی شرح الصدور ثم الاجتباغ علی قرأۃ القرآن فضیلة عظیمة وفائدة جلیلة۔

فعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ یتلون کتاب اللہ یتدارسونہ فیہا بینہم الا نزلت السکینۃ وغشیتہم الرحبۃ وحفتہم الملائکۃ و ذکرہم اللہ فی من عنده رواہ المسلم۔ قال النووی و هذا الحدیث دلیل لفضل الاجتباغ علی قرأۃ القرآن لبوتاهم باطعام الطعام ثم الدعاء لهم بإیصال الصواب والعفو والمغفرة۔

فعن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من كانت لہ حاجۃ عاجلۃ او اجلۃ فلیقدم بین یدئ لجواہ صدقۃ کذا فی الفوائد المجمعۃ علی ان الدعاء بعد القرأۃ وختم القرآن دعوة مستجابة رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

وعن حمید الاعرج قال من قرأۃ القرآن ثم دعا امن علی دعائہ اربعۃ الان مہلک رواہ الدارمی۔

وروی عن ایضاً عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما اجتمع ثلاثۃ قط بدعوة الا کان حقاً علی اللہ ان لا یراد ایدیہم وروی الحاکم عن حبيب بن سلبۃ مرفوعاً لا یجتمع ملاً فیدعوا بعضهم الا اجابہم اللہ تعالیٰ فعلم ان الاجتباغ الدعاء بعد قرأۃ القرآن واحضار الطعام واهداء ثوابہا الاموات اصل قوی و دلیل جلی واما اهداء ثواب قرأۃ القرآن للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثمنۃ ابن تیبیۃ الحرانی بدلیل عدم ورود الاذن فیہ من النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لہ وبالغ الامام السبکی فی الرد علیہ فقال ان مثل ذلک لا یحتاج الی اذن خاص الا ترى ان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کان یعتبر عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبر امن غیر وصیۃ و حج ابن الموفق عنہ سبعین حجۃ و ختم ابن السراج اکثر من عشرة الاف ختۃ و قال ابن عقیل یتحب اہداھا لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کذا فی ردالمختار۔ وفيہ ایضاً قولہ علمائنا للرجل ان یجعل ثواب عبکہ لغيرہ یدخل فیہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانہ احق بذالک حیث انقذنا من الضلالۃ ففی ذالک نوع شکر و اسداء حبیل لہ والکامل قابل لزیادۃ الکمال وقد امرنا ان نقول اللهم صل علی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) الخ۔

وقال ابو الفضل ابن حجر العسقلانی اما قول القائل فی الدعاء اللهم اجعل ثواب ما قوتاہ زیادۃ فی شرف سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلہ اصل وهو الحدیث البروی عن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجعل لک صلوتی کلہا قال اذا تکفی ہبک وقد قیل البراد بالصلوۃ هنا الدعاء وقیل الصلوۃ البراد ثوابہا۔ انتهى۔

وفی الفتاوی الحدیثیۃ لابن حجر الہیتمی ان ما یفعلہ الناس من سوالہم من اللہ تعالیٰ ان یوصل ثواب ما یقرؤن الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحبہ وتابعیہم حسن الا اعتراض علیہ والاولیٰ ان یفعل ذلک مع والدیہ۔ انتهى۔

وکذا فی تنقیح الحامدیہ وفی المجر من صلی اوصام او تصدق وجعل ثوابۃ لغيرہ من الاموات والاحیاء جازو یصل ثوابہا الیہم عند اهل السنۃ و الجباغۃ کذا فی البدائع وسئل ابن حجر البکی عما لو قرأ لاهل المقبرۃ الفاتحۃ هل یقسم الثواب بینہم او یصل لكل منهم مثل ثواب ذلک کاملاً فاجاب بانہ افنی جمع بالثانی وهو لائق بسعۃ الفضل۔ انتهى۔ کذا فی ردالمختار وفيہ ایضاً عن التاتاریخانیۃ عن المحیط الافضل لمن تصدق نفلان ینوی لجبیم المؤمنین والمؤمنات لانہا تصلا لیہم۔ انتهى۔ واللہ اعلم بالصواب۔ سورہ الفقیر محمد ایوب الحنفی البشاری (محمد ایوب خدام شرع) بلفظہ۔ صفحہ ۹ تا ۱۰ عفا اللہ عنہ۔ الجواب: واللہ سبحانہ الموفق للصواب۔ ثواب قرأۃ قرآن شریف اور کھانے کا میت کو پہنچانا درست ہے۔ اور کھانے کو آگے رکھ کر اس پر قرآن شریف پڑھنا واسطے اشارہ کے مضائقہ نہیں۔ ثبوت اس کا اکثر آیات کریمہ اور احادیث شریفہ سے متعدد رسائل۔ اور فتاویٰ میں بہ تفصیل لکھا گیا ہے۔ چنانچہ علامہ شامی ردالمحتار میں لکھتے ہیں۔ صرح علمائنا فی الباب الحج عن الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب عبکہ لغيرہ صلوۃ اوصوم او صدقۃ او غیرہا کذا فی الہدایہ۔ انتهى۔ مختصراً۔ العبد المحجیب محمد گوہر علی (محمد گوہر علی)

الجواب هو الصواب

(محمد عبد الغفور خان)

الجواب صواب

(محمد ارشاد حسین ۱۲۸۲)

صح الجواب

الجواب صواب

(المتوکل علی اللہ محمد عبد اللہ ۱۲۹)

(محمد ریاست علی خان رامپوری)

فی زماننا جس کو فاتح خوانی و نیاز و نیاز بولتے ہیں اس سے مقصود اصلی میت کے واسطے دعائے مغفرت و ترقی مرتبت میت کے ہے اور دعا کرنے کے قبل نفل عبادت مالی و بدنی جمع کر لینا مستحب ہے۔ پس دعائے مغفرت و ترقی مرتبت میت کے حق میں کرنے کے قبل کسی مستحق کو کھانا کھلانا اور سورہ فاتحہ وغیرہ وغیرہ پڑھ لینا عبادت مالی اور بدنی دونوں اکٹھا کر لینا ہے تو بے شک جائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ مرجع المآب۔

کتبہ فخر الدین احمد غفر اللہ الاحد لکھنوی (فخر الدین احمد)

واقعی آیات قرآنیہ و طعام کا ثواب میت کو پہنچانا جائز ہے۔ اور اس کا ثبوت ادلہ شرعیہ سے بخوبی حاصل ہے۔ اور قرون ثلاثہ میں بھی ایصال ثواب جاری تھا۔ جیسا کہ صحاح سے صاف طور پر ظاہر ہے البتہ بیعت کذا یہ مجموعہ مستفسرہ بالا قرون ثلاثہ میں نہ تھی۔ پس اس کو ایصال ثواب میں ضروری نہ جاننا چاہیے ہاں! عادات ان دونوں کا اجتماع لائق امتناع نہیں۔ واللہ اعلم وحکمہ احکم۔

حررہ الراجی غفور۔ الوحید ابوالحامد محمد عبد الحمید لکھنوی (ابوالحامد محمد عبد الحمید)

عبادت مالی اور بدنی کا ثواب میت کو پہنچنا ہے۔ اگر طعام وغیرہ آگے رکھ کر اس پر کچھ کلام الہی وغیرہ دعا پڑھ کر اس کا ثواب مردہ کی روح کو پہنچایا جائے تو یہ مشروع ہے۔ بشرطیکہ اس فعل کو ضروری مثل فرض و واجب و سنت موکدہ نہ ٹھہرایا جائے۔ اس فعل کے مستحسن ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہے کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کے گوشت پر قبل از تصرف و قبل از ایصال ثواب وہ آیت کلام اللہ کی تلاوت فرمائی انی و جہت و جہی للذی فطر السموات الایۃ بعد اس کے یہ دعا پڑھی اللھم منک و لك عن محمد و امتہ اور صدقہ قربانی کی طرف اشارہ فرمایا کر پڑھا اللھم تقبل ہذہ من محمد و آل محمد نیز حضرت انس کی والدہ ام سلیم نے خلوہ بنا کر حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں ارسال کیا اس پر بھی آپ نے کچھ دعا پڑھی تھی جیسا کہ حدیث میں تکلم بما شاء اللہ اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان رویوں پر جو حضرت ابو طلحہ والد انس رضی اللہ عنہ نے پیش کی تھیں کچھ کلمات دعائیہ تلاوت فرمائے تھے۔ جامع التفاسیر میں ہے جو کوئی پڑھے سورہ یسین کو وقت کھانے کے کہ ڈرتا ہو۔ قلب اس کا کفایت کرے اس کو۔ نیز جنگ تبوک میں صحابہ نے طعام موجودہ حسب الحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدمت حضور میں جمع کیا تھا۔ تو آپ نے کلمات دعائیہ اس پر تلاوت فرمائے تھے۔ ان احادیث مرقومہ بالا سے یہ ثابت ہوا کہ طعام اور اشیائے خوردنی پر آیات قرآنی اور دعا کا پڑھنا مستحسن ہے۔ کتبہ فقیر غلام احمد مدرس مدرسہ نودر الحجب مصیب فتح الدین ساکن آل ووال پر گنہ گودر۔ جزاء اللہ المجیب المصیب عنا وعن

سائر المسلمین خیر الجزاء فاحسن جوابہ و هو مرضی عندنا۔ وانا الفقیر امانت علی مفتی نکودری عفی عنہ۔ ہذاہ الروایات صحیحہ فقیر حافظ نور جمال الجواب صحیح فقیر نور احمد امام مسجد انارکلی لاہور۔

الجواب حامد اللہ ومصلياً و مسلماً علی رسولہ۔ قرآن شریف کی سورتیں یا آیتیں پڑھ کے ان کا ثواب میت کو بخشنا اور اس کے ساتھ کھانا یا میوہ یا شیرینی اپنے حسب حالی تیار کر کے اس کا ثواب بھی میت کو گزارنا بے شک جائز ہے اور اس سے میت کو نفع پہنچتا ہے۔ اہلسنت و جماعت کے تمام علماء کا اتفاق ہے کہ میت کے نام سے دعا کرنے اور صدقہ دینے اور کھانا کھلانے سے میت کو ثواب پہنچتا ہے۔ رحمۃ الامتہ میں لکھا ہے: اجمعوا علی ان الاستغفار والدعاء والصدقة والحج ینفع للمیت ویقبل اثوابہ الیہ۔ انتہی اور قرآن شریف وغیرہ پڑھ کے اس کا ثواب میت کے نام سے بخشے تو میت کو اس کا ثواب پہنچتا ہے۔ اور اکثر سلف اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور ایک جماعت شافعیہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم نص کی طرف گئے ہیں۔ بلکہ قبور کی زیارت کے واسطے گئے ہیں۔ سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص وغیرہ پڑھ کے اس کا ثواب میت کو بخشا کر کے حدیث سے ثابت ہوا ہے کہا ہوندا کور فی محلہ واللہ اعلم مرقوم ۲۲ ذیقعد ۱۳۰۸ ہجری۔ کتبہ عبد اللہ کان لہ (عبد اللہ) مہر صاف پڑھی نہیں گئی۔ الجواب صحیح محمود بن صبغۃ اللہ۔ یہ دونوں صاحب بزرگ مدراسی ہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۱-۱۲۔

جواب: یہ فاتحہ خوانی بموجب ترتیب تحریر شدہ کے بدعت حسنہ ہے اور مستحبات علماء متاخرین سے ہے۔ بموجب اس حدیث صحیح کے من راہ المسلمون حسناً فهو عند اللہ حسن۔ فقیر حقیر قادر بخش معروف فقیر جندوڈاویسی قادری حنفی ملتانی قد یا غفر اللہ عنہ والوالدیہ۔ الخ۔ صفحہ ۱۲۔

اقول: بتوفیق اللہ تعالیٰ و توفیقہ و نفس قرآن بروقت حضور طعام جائز است (بہت طویل عبارت ہے اور کتب فقہ کے حوالہ جات درج ہیں) مفتی فاضل امرتسری، غلام رسول الحنفی عفی اللہ عنہ۔

مولانا مشتاق احمد صاحب حنفی چشتی مدرس لدھیانہ کی بہت مفصل اور منصفانہ تحریر ہے۔ صفحہ ۱۸ سے ۱۹ تک ختم مروجہ کو بہت عمدہ طور پر ثابت فرمایا ہے کچھ عبارت مختصر آگے لکھی جائے گی۔ ان کی تحریر پر مولوی شاہ دین صاحب مرحوم مفتی لدھیانہ اس طرح تصدیق فرماتے ہیں: المجیب مصیب مفتی شاہ دین لدھیانوی۔ لیجئے۔ ختم نہ خوانی، سوم، دہم، چہارم، ششامی، سالانہ وغیرہ نذر و نیاز اور کھانا سامنے رکھ کر قرآن شریف پڑھنا اور دعا کرنا اور میت کو ثواب پہنچانا ثابت ہوگی۔ آپ بھی اپنے مردوں پر رحم کیجئے ان کے دشمن نہ بنیئے۔ قولہ: مطالبہ بضم ن مطالبہ نمبر ۱۷ آپ نے مولوی خلیل احمد صاحب کو ختم مروجہ سوم و دہم، چہلم وغیرہ کو بدعت لکھنے پر وہابی اور ان کی تحریر کو کفر یہ لکھا ہے۔ الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۵، سطر ۲۲۔ اقول: واقعی مولوی خلیل احمد صاحب وہابی دیوبندی ہیں۔ اور ان کے پیروکار بھی اس میں عذر لا حاصل ہے اور یہ بات طے اور فیصلہ شدہ ہے۔ فتاویٰ علماء عرب کے موجود ہیں کہ وہ وہابی سات پانیوں دھوئے ہوئے ہیں۔ اور ان کے تکفیر میں بھی فتاویٰ موجود ہیں۔ صرف میرا ہی لکھنا نہیں۔ ان کی اپنی تحریرات ہیں۔ تو ہیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور وہ نمبر اول میں اس کا ردوائی

میں۔

قولہ: آپ نے لکھا ہے (باوجود ایسا سمجھنے کے بعد خود مسلمانوں کے گھروں سے لے کر کھاتے ہیں اور اچھی طرح کھا، آگے رکھ کر ختم پڑھتے ہیں منافقانہ) قاضی صاحب اگر شرم کہیں بازار میں قیامت ملتی ہوتی تو ہم ضرور اپنی گرہ سے..... تاکہ آپ اپنے کذب پر نام اور شرمندہ ہوتے مولوی خلیل احمد صاحب کا آپ نے یہ عقیدہ نقل کیا ہے..... مولوی صاحب مذکور نے کبھی کہیں ختم نہیں دیا۔ بلفظہ۔ ملخصاً، صفحہ ۳۶، سطر ۶۔ اقول: جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ میرا اپنا واقعہ ہے کہ میری بیوی ۱۰ محرم الحرام ۱۳۳۴ ہجری کو فوت ہو گئی اور اکتوبر ۱۹۱۳ء تھا۔ حافظ کریم احمد حالی دیوبندی وہابی سہارنپوری میرے قریب مسجد میں امام تھا اس کو میں نے مقرر کیا کہ چالیس روز برابر قبر پر قرآن شریف پڑھے۔ اور ہر روز رات کو ختم پڑھ کر کھانا لے جایا کرے۔ اس نے منظور کیا اور قبر پر قرآن شریف چالیس روز تک پڑھتا رہا۔ اور ہر روز رات کو کھانا پکا کر اس کے سامنے رکھا جاتا۔ اور بڑی عمدگی سے اس سورہ تبارک الذی پڑھ کر ایصال ثواب کرتا اور کھانا اپنے گھر لے جاتا۔ اور بعض اوقات میرے مکان پر بھی کھا جاتا اور گھر کو بھی لے جاتا۔ سوم اور دہم کو بھی اسی طرح پارچات اور میوہ جات اور طعام پر قرآن شریف پڑھ کر ختم دیتا اور گھر لے جاتا۔ اور چالیسویں روز بہت کچھ ختم پڑھ کر لے گیا۔ اور رخصت کیا گیا اور اس کے بعد بھی ہر جمعرات کو آتا اور اسی طرح ختم پڑھ کر کھانا لے جاتا رہا۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ میرے ایک دوست منشی نیاز احمد خاں سب انسپٹر پولیس لدھیانہ کا بھائی مشتاق احمد ملازم ریلوے فوت ہو گیا۔ اور میرے رشتہ میں بھی تھا۔ تیسرے روز میں اُس کے سوم میں گیا مسجد میں لوگ بیٹھے تھے۔ اور آپ کا مولوی محمد اسحاق پسر مولوی عبدالعزیز مرحوم بھی وہاں بیٹھا تھا۔ خود دیریاں وغیرہ جو دستور ہے لایا گیا۔ کلمہ شریف اور قل ھو اللہ احد کے پڑھنے کے بعد میں نے امام مسجد سے کہا کہ ختم پڑھو۔ تو آپ کے مولوی محمد اسحاق بہت غصہ سے بولے کہ ختم کی کیا ضرورت ہے۔ پھر میں نے کہا کہ یہاں لوٹنا پانی کا ختم میں رکھ دو۔ تو پھر مولوی مذکور جھنجھلا کر بولے کہ پانی کی کیا ضرورت ہے اور یہ بدعت ہے تب میں نے آپ کے مولوی سے کہا کہ تم قرآن شریف کے پڑھنے کی ممانعت کرتے ہو کہ کلام الہی بھی پڑھ کر ایصال ثواب نہ کیا جائے چپ رہو قرآن شریف پڑھنے دو تب وہ چپ ہو گیا۔ مگر امام مسجد ڈر کے مارے کچھ نہیں پڑھتا تھا۔ تب میں نے خود ختم مروّجہ کو پڑھا۔ اور اس کا ثواب متوفی کے روح کو بخشا۔ اس کے بعد خود اور شیرینی تقسیم کی گئی تو مولوی صاحب مذکور نے دُہرا حصہ اپنی چادر کے پلے میں ڈلوا لیا۔ اور لے کر چلے گئے یہ ہے منافقانہ کا رد وائی جو دیوبندیوں کے نصیب ہے۔ اور یہ ہے دیوبندیوں کی شرم جو ان کے گھروں میں بکتی ہے۔ جو زبان سے تو طعام فاتحہ سوم، دہم، چہلم کو حرام کہیں۔ اور پھر دُہرا حصہ لے کر ہڑپ کر جائیں۔ میں نے مولوی خلیل احمد صاحب کا نام کسب لیا کہ وہ ایسا کرتے ہیں اور کرتے ہوں تو مجھے معلوم نہیں۔ مگر میرا خیال ہے کہ جب ان کے چیلے ایسا کرتے ہیں تو لا محالہ ان کے گرد بھی ایسا کرتے ہوں گے۔ دیکھیے یہ وہی شرم ہے جس کو آپ بازار میں تلاش کرتے ہیں۔ جو آپ لوگوں کے گھروں ہی میں تقسیم ہوتی ہے مگر حدیث شریف میں ہے: اذا لم نستخوا عمل ماشئت بنجائی مثل:

دو پیاں کدھر گئیں دیدہ اوہو جیہا

قولہ: (مسلمان بھائی کو لازم ہے کہ ایسے عقیدہ والے سے ایصال ثواب کرنا کرنا ضائع کرنا ہے) قاضی صاحب کیا ایصال ثواب کھانے والے کے ہاتھ میں ہے جو آپ نصیحت کر رہے ہیں کہ ان سے ایصال ثواب کرنا کرنا ضائع کرنا ہے۔ اے عقلمند ایصال ثواب کھانے والے کے ہاتھ نہیں بلکہ اہلسنت کے نزدیک کھانے والے کے ہاتھ ہے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۶، سطر ۱۲۔ اقول: میرا کہنا اور کہنے کا مطلب یہ ہے کہ دیوبندیوں سے ختم پڑھوانا (جو منافقانہ پڑھتے ہیں) اور طعام و آب و اشیانے خوردنی موجودہ ختم اس دیوبندی کو اس غرض سے بہہ کرنا کہ وہ میت کے روح کو ختم مروّجہ پڑھ کر بخش دے واقعی ضائع کرنا ہے۔ کیونکہ وہ ختم کے دشمن اور میت کے دشمن اور فاتحہ خوانی کے دشمن ہیں۔ ممکن نہیں بلکہ یقین ہے کہ وہ اس دشمنی کی وجہ سے اس طعام اور صدقہ کا ثواب روح میت کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ اس لیے جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ صحیح ہے کیونکہ مالک طعام جیسے کہ دستور ہے کہ تمام اشیاء موجودہ کو اس ختم پڑھنے والے کے سپرد کر کے بہہ کر دیتا ہے تاکہ وہ حسب قاعدہ مروّجہ اہلسنت و جماعت میت کے روح کو بخش دے لیکن اگر ایسا شخص پڑھنے والا دیوبندی وہابی ہوگا تو ضرور ہی خرابی کرے گا بلکہ اس کے لیے بہہ کرنا ہی صحیح نہیں۔ کیونکہ وہ بہہ اور ثواب کا اہل ہی نہیں اور کھانے والے کے ہاتھ میں ایصال ثواب جو آپ نے لکھ دیا ہے یہ آپ کی اپنی طرف سے ایجاد ہے میں نے کہاں لکھا ہے کہ ایصال ثواب کھانے والے کے ہاتھ میں ہے۔ جھوٹ سے شرم کرنا آپ لوگوں کا کام نہیں ہے۔ اے عقلمند! آپ کو فاتحہ خوانی کا طریق معلوم نہیں۔ کیونکہ آپ نے اپنے موتے کو ایصال ثواب کبھی نہیں کیا اس لیے پتا نہیں کہ ایصال ثواب اور ختم کیا ہوتا ہے اور اہلسنت و جماعت کس طرح کرتے ہیں وہ فتویٰ علمائے پنجاب و ہندوستان کا جو صفحہ نمبر ۵۲۹ پر درج ہوا ہے اس کو دیکھ کر واقفیت حاصل کیجئے اور اپنی بے علمی کا اعتراف کیجئے۔ اگر خدا ہدایت دے تو ایسا کیا کیجئے۔

قولہ: پھر آپ نے لکھا ہے (ہر مسلمان کو چاہیے اس فہرست کو جیب میں اپنے پاس رکھے حفظ کرے) کوئی مسلمان تو اس کذب کی پوٹلی کو کیوں اپنی جیب میں رکھ سکتا ہے۔ کیونکہ اس فہرست میں سوائے کذب اور بہتان اور افتراء کے کچھ ہے ہی نہیں۔ صفحہ ۳۶، سطر ۱۹۔

اقول: لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم مفتی جی! اضطرابی حالت میں کیوں آگئے۔ کذب اور بہتان اور افتراء اس فہرست کو کیونکر آپ لکھنے بیٹھ گئے۔ جب آپ تمام مضامین مندرجہ فہرست کو خود قبول کر چکے ہیں۔ باوجود قبول اور تسلیم کر لینے کے بھی آپ لکھتے ہیں کہ ”اس فہرست میں سوا کذب اور بہتان افتراء کے کچھ ہے ہی نہیں۔“ ایسا دن کے وقت سورج کا انکار دیکھیے یاد دلانا ہوں:

عقیدہ نمبر ۱ کو اور اس کی عبارت کو آپ نے بعینہ قبول کر لیا۔

عقیدہ نمبر ۵ کی عبارت کو بعینہ موجود ہونا مان لیا اور

عقیدہ نمبر ۱۴ کی عبارت کا بعینہ موجود ہونا تسلیم کر لیا اور پھر

عقیدہ نمبر ۱۶ کی عبارت کا موجود ہونا بعینہ منظور کر لیا۔ اور

عقیدہ نمبر ۱۷-۱۸ کی بابت آپ نے لکھا کہ میرے پاس یہ کتابیں ہی نہیں اور

عقیدہ نمبر ۱۹ کی عبارت کو بعینہ موجود ہونا بسر و چشم قبول کر لیا۔ اور پھر

عقیدہ نمبر ۲۰ کی عبارت کو بھی بعینہ ہونا تسلیم کر لیا۔ پھر

عقیدہ نمبر ۲۱ کی عبارت کو بھی ایک لفظ زبون اور مذموم کے فرق سے مان لیا اور پھر

عقیدہ نمبر ۲۲ کی عبارت کو بھی بعینہ موجود ہونا منظور کر لیا اور پھر

عقیدہ نمبر ۲۳ کی عبارت کو بھی بڑی خوشی سے قبول کر لیا۔

دیکھیے عقائد نمبر ۱-۵-۱۳-۱۶-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳ ہل نو (۹) عقائد کی عبارات کو جو آپ کے بزرگوں کی کتابوں

میں ہیں۔ اور میری فہرست میں درج ہیں۔ بعینہ تسلیم اور قبول کر چکے ہیں۔ کل عقائد وہابیہ میری فہرست مشتملہ میں تیس

(۲۳) ہیں۔ جن میں سے نو (۹) عقائد کو آپ نے تو کلیہ بعینہ عبارت کا موجود ہونا مان لیا۔ اور عقائد نمبر ۱-۱۸ کو لکھ دیا کہ وہ

کتاب میں میرے پاس نہیں ہیں۔ کل گیارہ ہوئے۔ گیارہ عقائد نکال کر باقی رہے بارہ عقائد سوان کے خلاصے عبارت کے تسلیم

کر لیے۔ اور قبول کر کے ان کے جوابات اور اعتراضات لکھے۔ اور جن عبارات کا آپ نے انکار کیا تھا وہ بھی آپ کی کتابوں

سے نکال کر لکھ دیئے۔ مگر یہ کتاب بڑا اندھیرا اور ظلم ہے کہ باوجود قبول کر لینے کے پھر بھی یہ کذب اور جھوٹ کا استعمال کیا کہ ان کی

کتابوں میں عبارات و مطالب موجود ہی نہیں۔ مان کر مکر گئے مگر کیا اپنے رسالہ کو دھوڑا لو گے۔ یا اس کو کھاجاؤ گے۔ لیکن یہ ممکن

نہیں ہے خدا پناہ میں رکھے ایسی قوم سے جو اپنے لکھے ہوئے سے بھی منکر ہو جائیں۔ اور صریح جھوٹ بولیں جب آپ اس

کتاب مستطاب انوار آفتاب صداقت کو دیکھیں گے تو آپ کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی نہیں چند ہیائیا جائیں گی۔ پس

عقائد والوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اگر غلطی سے پڑھی جائے تو دہرائی جائے۔ ایسے ہی مشرک اور مبتدع کے پیچھے بھی جائز

نہیں۔ سو مولود شریف کا سن کر مبتدع ہے جیسے کہ اس کتاب میں ثابت ہو چکا ہے۔ باقی رہا گالیاں دینا سو یہ ہمارا کام نہیں یہ

آپ لوگوں کا حصہ ہے اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ اس فہرست کذب کی پوٹلی کو اپنے جیب میں کوئی مسلمان نہیں رکھ سکتا سوا اس

پر میں کہتا ہوں کہ یہ صداقت اور وہابیہ عقائد کی کلید ہر ایک مسلمان بشرطیکہ وہابی نہ ہو اپنے جیب میں بڑی خوشی سے اپنے ایمان

کی حفاظت کے لیے رکھے گا اور ان عقائد سے مجتنب رہے گا اور اس کے لیے دین و دنیا میں امن و امان ہوگا۔ اور وہابیہ کے لیے

مار جان ہے۔ اس لیے وہ ضرور اس سے بھاگے گا میں نے صرف پانچ صد کا پی اس فہرست کی چھاپی تھی مگر حضرت مولوی حاجی محمد

لعل خاں صاحب مداری نائب صدر انجمن اصلاح عقائد کلکتہ نے جو خاکسار کو جانتے بھی نہ تھے اپنے مطبع میں اکتالیس ہزار

چھاپ کر شائع کی۔ جزاہ اللہ خیر العجزا گویا اکتالیس ہزار مسلمانوں کی جیبوں میں داخل ہوئی۔ اور وہابیہ عقائد سے واقف

ہو کر اس فقیر کا شکریہ ادا کیا۔ اور سینکڑوں خطوط شکریہ کے میرے پاس مسلمانوں کی طرف سے پہنچے۔ الحمد للہ علی ذلک

باب نوزدہم

حضرت مولوی محمد عبد الحمید صاحب مفتی لدھیانہ

کی طرف معترض کا خطاب

تو: مفتی عبد الحمید کو مخاطب نہ کیا جاتا کیونکہ انہوں نے آپ کی تصدیق کی اس لیے انہیں بھی مخاطب کیا گیا ہے۔ اس لیے مناسب ہے کہ وہ ہمارے مطالبات کے جواب دینے میں آپ کی مدد کریں۔ تاکہ حق مفتی سازی پورا ہو۔ جس کا جواب دینا صرف مفتی صاحب کے ذمہ ہے۔

مفتی عبد الحمید صاحب! آپ نے لکھا ہے کہ ”بندہ نے عبارات مندرجہ بالا کو تحقیق کیا واقعی ایسا پایا۔ بلاشبہ ایسے عقیدہ والوں سے از حد نفرت چاہیے۔ اور ان کی امامت سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ہماری نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی۔“ مفتی صاحب! آپ کی تحقیق کا حال آپ پر روشن ہو گیا ہوگا۔ کیونکہ توضیحات مطالبات میں اس کے متعلق خوب بسط سے لکھا جا چکا ہے عبارات کا ایسا ہی پانا آپ کا کذب صریح ہے۔ اگر ایمان ہے تو سچ بتائیے کہ آپ نے ان عبارات کو بعینہ محولہ کتاب میں پچشم خود دیکھا۔

اگر دیکھا تو دکھائیے۔ اور آپ کا یہ لکھنا کہ اس عقیدہ والوں سے از حد نفرت چاہیے اور ان کی امامت سے پرہیز تو توضیحات میں ہم نے ثابت کیا ہے کہ جو کچھ مولویان مندرجہ اشتہار کے عقائد ہیں۔ وہی سلف صالحین مجدد صاحب اور خواجہ معصوم وغیرہم مندرجہ توضیحات کے عقائد ہیں۔ تو آپ کے اس کہنے سے لازم آیا کہ ان لوگوں کی مانند جو عقیدہ رکھنے والے ہوں۔ ان کی امامت سے پرہیز چاہیے تو فرمائیے کیا امامت ان کی جائز ہے اور بہتر ہے۔ جو مشرک اور مبتدع ہو۔ بلفظ۔ صفحہ ۲، سطر اول۔

اقول: حضرت مفتی عبد الحمید صاحب کا مخاطب کرنا ان سے سوال کرنا آپ کا بے ضرورت اور بے سود۔ جب کہ فقیر آپ کی خاطر کرنے کے لیے موجود ہے۔ ان کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں مگر اس میں شک نہیں کہ مفتی صاحب کی شان میں نہایت گستاخانہ اور بے باکانہ اور الفاظ ناشائستہ استعمال کیئے گئے ہیں۔ گویا گالیاں صریح و قبیح ہیں۔ میں اپنی گالیوں کی جو مجھے دی گئی ہیں۔ کچھ زیادہ شکایت نہیں کرتا۔ لیکن حضرت مولانا موصوف کو جو گالیاں دی گئی ہیں۔ وہ سخت کمینہ پن ہے۔ دیکھیے آپ کیا لکھتے ہیں:

(۱) عبارات کا ایسا ہی پانا آپ کا کذب صریح ہے۔

(۲) اگر ایمان ہے تو سچ بتائیے کہ آپ نے ان عبارات کو بعینہ محولہ کتب میں پچشم خود دیکھا۔

(۳) اگر دیکھا ہے تو دکھائیے۔

(۴) کیا امامت اس کی جائز ہے جو مشرک یا مبتدع ہو۔

گویا مولانا صاحب کو پہلی عبارت میں جھوٹا اور دوسری میں بے ایمان اور چوتھی میں مشرک اور مبتدع لکھا ہے۔ لیکن مولانا صاحب ناراض نہیں اور نہ شکایت کرتے ہیں۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ جن سے کلی مخلوق رب العالمین اور خود حضور سرور سید المرسلین حبیب الرحمن الرحیم شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خاص خداوند تعالیٰ جہاں آفرین گالیوں کی بوجھ سے نہیں بچے تو ہم کو کیا گلہ ہونا چاہیے محمد بن عبد الوہاب نجدی کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ تمام دنیا کے مسلمان بے ایمان ہیں اور میں میرے تتبع ایماندار ہیں۔ یہی عقیدہ اس کے مقلدین حاضرین کا ہے کہ اپنے سوا کسی کو مسلمان با ایمان نہیں سمجھتے بلکہ مشرک اور کافر اور مبتدع جانتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ میں کہتا ہوں کہ مفتی صاحب نے خود کتب مندرجہ اشتہار کو ملاحظہ فرمایا۔ کچھ کتابیں ان کے پاس تھیں۔ باقی میں نے پیش کیں۔ اور اشتہار میں جہاں جہاں عبارت عقیدہ کے محاذ بلفظ لکھا تھا۔ وہاں بعد عبارت کو موجود پایا۔ اور جہاں جہاں لفظ ملخصاً لکھا ہوا تھا وہاں اس عبارت کا خلاصہ موجود پایا۔ بہت بڑی احتیاط و غور و خوض سے دیکھ کر اشتہار کی تصدیق فرمائی علاوہ اس کے وہ فتاویٰ علماء کے دیکھے جن میں وہابیہ دیوبندیہ کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اس کی تصدیق جو اس کتاب میں ہوئی تو اظہر من الشمس ہو گیا کہ واقعی مفتی صاحب کا لکھنا صحیح ہے۔ اور بلاشبہ یہ لوگ یا تو جماعت وہابیہ دیوبندیہ نجدیہ قابل نفرت ہے اب اس کتاب میں خداوند تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل جو فضل احمد کی طرف سے باوجود بیچ مدانی کے لکھا گیا ہے نہایت احتیاط اور اختصار سے لیکن مسکت لکھا گیا ہے۔ اب آپ اپنی امداد کے لیے مولویان مندرجہ اشتہار کو طلب کریں یا ان کے پاس فریاد کریں اور جو دنیا پر موجود نہیں ان کے روحوں سے امدادیں بشرطیکہ وہ امداد کے قابل ہوں۔ مگر یہ آپ کا شرک ہے یہاں تک کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب کرنا بھی شرک ہے۔ ان سے بھی رہے تو اب سیدھے خداوند تعالیٰ کے پاس جا کر استمداد کیجئے۔ یہ بھی نصیب نہیں۔ اچھا اپنے گھر میں لدھیانہ بابسی میں الغیاث الغیاث کیجئے۔ لیکن خداوند تعالیٰ خوب جانتا ہے وہ علیہ بذات الصدور ہے۔ یہ لوگ مجھ پر بھی جھوٹ کا الزام لگاتے ہیں۔ اور مجھ کو عرش پر بیٹھا ہوا قراء دیتے ہیں۔ اور میرے بوجھ کو وزن کر لیا ہے کہ میرے بوجھ سے عرش بھی چرچر کرتا ہے اور مجھے مجسم مانتے ہیں۔ اور میرے حبیب اشرف الانبیاء اور میری رحمت اور نعمت اور مفتاح الہمت کی بھی تو بین کرتے ہیں۔ اور چہاروں سے بھی زیادہ ذلیل جانتے اور نیل اور گدھے اور کنھیا سے تشبیہ دیتے ہیں اور شیطان کے علم کو ان کے علم سے زیادہ جانتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ اس لیے اللہ تعالیٰ بھی ان پر غضب کرتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اب کوئی جگہ فریاد کی نہیں لہذا سیدھے داخل ہو جائے گا۔

حالت اضطراب و مذہب کی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ ہوش و حواس قائم نہیں رہے ایک طرف آپ لکھتے ہیں کہ اشتہار میں عبارات عقائد وہابیہ لکھی ہیں۔ وہ کتب محمولہ میں موجود نہیں ہیں۔ اور دوسری طرف لکھتے ہیں کہ جو کچھ مولویان مندرجہ اشتہار

کے عقائد ہیں۔ وہی سلف صالحین مجدد صاحب اور خواجہ محمد معصوم وغیرہ ہم مندرجہ توضیحات کے عقائد ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ جو عقائد میں نے آپ کے مولویوں کے اشتہار میں درج کیے ہیں۔ وہ ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ یا تو انکار کرنا آپ کا جھوٹ ہے یا اقرار کرنا جھوٹ ہے یا دونوں جھوٹ ہیں۔ انکار کرنا آپ کا اس لیے جھوٹ ہے کہ آپ اپنے رسالہ میں عبارات کتب محمولہ میں موجود ہونا قبول کر چکے ہیں۔ اور اقرار کرنا آپ کا اس لیے جھوٹ ہے کہ حضرت مجدد صاحب اور حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو بھی ان عقائد وہابیہ میں شامل کر دیا ہے۔ جو صریح کذب ہے۔ تیسری طرف پھر مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر کتابوں میں یہ عبارات موجود ہیں تو دکھائیے اب ان میں کون سی بات آپ کی صحیح اور سچی سمجھی جائے۔ بات یہ ہے کہ اشتہار عقائد وہابیہ نے آپ کے دماغ میں خلل اندازی کر کے ہوش و حواس کو پراپیگنڈا کر دیا اور جوابات و اعتراضات کرنے میں جو اضطراب عائد ہوئے ہیں۔ وہ جا بجا درج کر دی گئی ہیں۔ اور اخیر پر اور مذہب کی حالت میں کچھ کا کچھ دیا۔ خدا نیر کرے۔ اس کا اثر گھر پر نہ پڑے۔

اور آپ چاہتے ہیں کہ وہ عبارات دکھائیے۔ بندہ خدا اب آپ کو یاد آیا اپنا رسالہ لکھنے سے پہلے ان عبارات کو ہم سے دیکھنے کی سعی کرنی چاہیے تھی۔ یا اب مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید برکھ خود بازندو۔ اب میں نے عبارات کو پورا پورا دکھلادیا ہے۔ اگر اب بھی تسلی نہ ہو۔ تو آئیے دیکھ لیجئے ہم کو دکھلانے میں کوئی عذر نہیں۔ آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ جو کچھ مولویان مندرجہ اشتہار کے عقائد ہیں۔ وہی سلف صالحین مجدد صاحب اور خواجہ محمد معصوم وغیرہ ہم کے عقائد ہیں۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔

ہاں! میں نے ضروریہ ثابت کر دیا ہے کہ سلف صالحین اور مجدد علیہ الرحمۃ و خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے وہ عقائد ہرگز ہرگز نہیں۔ جو اشتہار میں درج ہیں۔ بلکہ واقعی یہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کے ہیں اور آپ کی تمام غلط فہمیاں ظاہر کر دی گئی ہیں۔ اور عبارات کتب معتبرات اور فتاویٰ عرب و عجم سے صاف صاف ظاہر کر دیا گیا ہے کہ فی الواقعہ عقائد مندرجہ اشتہار وہابیہ کے ہی ہیں۔ اور بس۔

قولہ: اور لیجئے آپ کے استاد اور قریبی رشتہ دار مولوی شاہدین صاحب مرحوم کے فتاویٰ حنفیہ کے صفحہ ۱۹ پر تصدیقی دستخط موجود ہیں جس میں مجیب نے ختم مروجہ کی بدعت منکرہ لکھا ہے بلفظ (خلاصہ) مولوی شاہدین صاحب مرحوم مولوی رشید احمد صاحب لنگوہی سے بیعت اور شاگرد تھے وہ بھی وہابی ہوئے۔ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا فتویٰ دیجئے۔ الخ۔ صفحہ ۳۷، سطر ۱۰۔

اقول: مفتی جی بس! آپ کی بے بسی پر کیا کہا جائے۔ کیونکہ آپ اردو عبارت کے سمجھنے کا بھی مادہ نہیں رکھتے۔ فتاویٰ حنفیہ کا صفحہ ۱۹ میرے سامنے ہے مولوی شاہ دین صاحب مرحوم مفتی لدھیانہ میں مقیم تھے۔ اور حضرت مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب حنفی چشتی صابری بھی (خدا ان کی عمر میں برکت کرے اور ان کے فیوض مسلمانوں پر ہمیشہ جاری رہیں) گورنمنٹ سکول لدھیانہ میں مدرس عربی تھے۔ (اور اب نواب صاحب کنچورہ ضلع کرناٹک کے پاس تشریف رکھتے ہیں) اس وقت یہ استفتاء

لدھیانہ میں آیا۔ اور مولانا موصوف نے اس کا جواب لکھا۔ صفحہ ۱۸ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۹ پر ختم ہوتا ہے۔ نہایت منصفانہ جواب دیا گیا۔ اس کا اقتباس یہ ہے کہ وہ ہوندا:

خاکسار کے نزدیک وہ فاتحہ مروّجہ بدعت منکرہ ہے جس کو عوام نے بطور رسم دنیوی برادری کے دکھلاوے کے جاری کر رکھا ہے اور جو فاتحہ بعض صحائے اہل طریقت کے یہاں مروّج ہے کہ وہ خالصاً بوجہ اللہ محض بنظر ایصال ثواب کلام اللہ اور واسطے حصول خیر و برکت چند سورتیں اور آیتیں پڑھوا کر کھانے کے ثواب کے ساتھ قرآن کرآن کا ثواب بھی شامل کر لیتے ہیں۔ اور یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ کھانے کا ثواب فاتحہ کے بغیر نہیں پہنچتا۔ تو یہ عمل ان کا داخل بدعت حسنہ ہے اور اس کو بدعت سید کہنا انصاف کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ بعض تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ و دیگر اکابر کی کلام میں اس فعل کا کرنا پایا جاتا ہے۔ موجودگی طعام کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حدیث انس مرویہ صحیحین میں کچھ پڑھنا جس کے الفاظ یہ ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیہ ما شاء اللہ ان یقول۔ اور دوسری روایت میں ہے ثم دعا فیہ بالبرکۃ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۹) سند اس بات کے لیے کافی ہے کہ کھانا آنے کے بعد کچھ قرآن شریف پڑھنا دعا کرنا درست ہے۔ الخ۔

اس کے بعد مولانا موصوف کے جواب کو دیکھ کر مفتی شاہدین صاحب مرحوم نے اس طرح تحریر فرمایا ہے دستخط کیے المحب مصیب مفتی شاہ دین لدھیانوی۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۹، سطر ۶۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مفتی شاہ دین صاحب مرحوم نے حضرت مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب کے جواب کی تصدیق جو مفصل تھا فرمائی نہ کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتوے کی۔ اور آفرین ہے مولوی مفتی شاہدین صاحب مرحوم کی دیانت اور حق شناسی پر کہ انہوں نے مولوی گنگوہی صاحب کی کچھ پروا نہ کی اور صاف صاف اپنے عقیدہ کے مطابق مولانا مشتاق احمد صاحب ابقا ہم اللہ تعالیٰ کے فتوے کے جواب کی تصدیق المحب مصیب کر کے فرمادی۔ اللہ تعالیٰ ان کو خیر و رحمت کرے۔

معلوم ہوا کہ وہ دھوکے سے کسی وقت گنگوہی صاحب کے مرید ہو گئے تھے۔ تو وہ اس بیعت پر قائم نہ تھے۔ اور گنگوہی صاحب کو ہدایت پر نہیں جانتے تھے۔ یہ ہے آپ کی اردو عبارت کی فہمید بلیڈج فرمایا کسی بزرگ نے

اگر ہوتا زمانہ میں حصول علم بے محنت
تو سب کی سب کتابیں ایک جاہل دھوکے پی جاتا

کیا زمانہ یہ آگیا
داڑھیاں سیدی اور عقیدہ

مفتی عبدالمجید صاحب اس عقیدہ کی تصدیق حلفاً کرتے ہیں کہ یہی عقیدہ مفتی صاحب مرحوم کا تھا اور دوسرا مولود شریف

کے بارہ میں حلفیہ فرماتے ہیں کہ میں اکثر اوقات اپنے استاذ حضرت مولانا شاہدین صاحب مرحوم کے ساتھ محفل مولود شریف میں حاضر ہوا ہوں جو سید ظہور الحسن صاحب تھانہ دار پولیس ریلوے لدھیانہ کے مکان میں ہوا کرتی تھی۔ میں نے دیکھا مولود شریف میں بڑے شوق اور ذوق سے تشریف رکھتے اور جب ذکر ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آتا تو فوراً تعلیم کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ اور حسب دستور سلام اور درود پڑھے جانے کے بعد بیٹھتے اور پھر ختم پڑھ کر شیرینی تقسیم ہوتی۔ اور پھر وہاں سے چلے جاتے۔

تو لہ: مفتی صاحب آپ نے اپنی تحریر میں اصولی بہت سی غلطیاں کی ہیں۔ جو فتوے نویسی کے خلاف ہیں۔ الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۸، سطر ۵۔ قول: بالکل سفید جھوٹ اور غلط کوئی ایک آدھ غلطی بتلائی ہوتی۔ خدا کی قدرت زمانہ قرب قیامت ہے۔ اس زمانہ میں جو لوگ مسجدیں پختہ گرا کر کفار کے ہاتھ فروخت کریں وہ مفتی اور جو سود کھائیں وہ مفتی۔ اور جو وکالت پیشہ کریں وہ مفتی۔ جو چوریاں کریں اور گرفتار ہو کر جیل میں جائیں قیدیں بھگتیں وہ مفتی۔ اور جو اپنی عورت کو طلاق ثلاثہ دیں اور پھر بغیر حالہ کے اپنے حوالہ نکاح میں لے آئیں وہ مفتی۔ اور جو چوہڑیوں بھگنوں سے ناجائز تعلق رکھیں۔ وہ مفتی۔ اللہ! اللہ! اور جو بزرگ دین، پابند شریعت شغل و وظائف میں مشغول رہنے والے مفتی اور پرہیزگار اور عالم مستند ہوں وہ اصولی غلطیاں کرنے والے ہوں۔ اور فتوے نویسی نہ جانیں العجب! بھلا یہ تو فرمائیے کہ آپ کو مفتی ہونے کی سند کہاں سے حاصل ہے اور مولویت کی سند کہاں سے ملی۔ اور کہاں آپ نے تعلیم پائی۔ ہاں گالیاں دینا اور تو بین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیائے کرام اور بزرگان دین کی مذمت کرنے کی اگر کسی جگہ سے سند حاصل کی ہو تو ممکن ہے۔ اس کو میں بغیر سند کے قبول کر لوں گا کہ واقعی آپ میں یہ وصف قابل تعریف موجود ہے اور جس کی مبارک بادی میری طرف سے اور ناظرین سے ہو۔

باب بست و ہم

میرے ایک خط کا جواب اور ساتھ ہی جواب الجواب

قولہ: اب قاضی صاحب آپ کے خط کا حسب وعدہ مفصل جواب تحریر کیا جاتا ہے جو آپ کی طرف سے ۱۸ ربیع الاول کو موصول ہوا تھا۔ آپ کے خط کی عبارت (ق) کی نشانی سے لکھی جائے گی اور میری طرف سے جو اس کے جواب میں لکھا جائے گا اس پر (ع) کی علامت ہوگی۔ بلفظ صفحہ ۳۸، سطر ۸۔ قول: بہت اچھا لکھیے۔ انہیں علامات سے جواب بھی دیا جائے گا۔

ق آپ کا رجسٹرڈ خط پہنچا۔ معلوم ہوا کہ آپ مرزائی تو نہیں ہیں۔ لیکن وہابی دیوبندی ضرور ہیں۔
ع قاضی صاحب ہماری تحریر کا جواب یہ تھا کہ ہمیں وہابی لکھا جاتا آپ کو لازم ہے کہ میری تحریر سے میرا وہابی ہونا ثابت فرمائیے۔ ورنہ آپ کے اشتہار سے میں آپ کا معتزلہ اور خارجی مشرک و بدعتی ہونا ثابت کرتا ہوں۔ اگر کچھ دم ختم ہے تو سامنے آئیے اور ان باتوں کا ثبوت لیجئے۔

ق مفتی صاحب! آپ نے الفاظ ہماری اور ہمیں بصیغہ جمع استعمال کیئے ہیں۔ اور بھی اکثر جگہ ایسا ہی لکھا ہے۔ ان سے آپ کی مراد اپنا تفصیل و مکرم ہے۔ یا یہ کہ آپ کے ساتھ سارے لدھیانہ کے رشتہ دار شامل ہیں کہ آپ کی مراد مؤخر الذکر ہے جو مجھے پہلے ہی سے معلوم ہے اور اس بات کا اظہار میں پہلے کر چکا ہوں کہ یہ تحریر مجتمع کمیٹی وہابیہ دیوبندیہ کی جان سوزی ہے۔ میں اپنی اس کتاب انوار آفتاب صداقت میں مفصل طور پر آپ کا وہابی ہونا ثابت کر چکا ہوں اور وہابی دیوبندی ہونا آپ کا آپ کے خط سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا۔ اور خدا کے فضل سے یہ فراست مجھے حاصل ہے کہ وہابیوں اور مرزائیوں کو ان کی شکل سے، عقل سے، صورت سے، صورت سے، ان کے رو سے، خو سے، گفتگو سے، تحریر سے، تقریر سے، ان کے رنگ سے، ڈھنگ سے، ان کی داڑھی سے، ساڑھی سے، لباس سے، پوشاک سے، آنکھوں سے، ناک سے، فوراً پہچان لیتا ہوں۔ خواہ کیسے ہی گیر و رنگ یا بھگوے کپڑوں میں ہوں۔ خواہ منہ لپٹے ہوئے یا برقع میں ہوں۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ سے پوش من انداز قدرت رائے شام

تمہاری چال سے پہچانا ہم نے تم کو برقع میں
ہزاروں گو چھپایا تم نے خود کو سر سے پاؤں تک

اب اس میری کتاب کو دیکھ کر اپنا ایمان قائم کر کے دل کو ٹھنڈا کیجئے۔ اور مجھے معتزلہ، خارجی، مشرک، اور بدعتی ثابت کرنا آپ کے بزرگوں سے بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ کس کھیت کی مولیٰ ہیں۔ کیونکہ میرے عقیدہ کے ساتھ حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً۔ جدہ جدیدہ مصر، شام، روم، بغداد، بصرہ، بخارا اور تمام ہندوستان و پنجاب وغیرہا اور پھر دیوبندیوں کے استاد اور پیرو مرشد بھی متفق اور شامل ہیں۔ وہابیہ اور دیوبندیہ اور مرزائیہ ایک مٹھی بھر نہ ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نعوذ باللہ مشرک ہیں۔ خاک بدن۔ میرا دم ختم میری کتاب ہے۔ اس کا مقابلہ آپ کے لیے سم اتم ہے۔

ق حضرت! میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا۔ بلکہ وہابیوں کی کتابوں کے حوالجات دے دیئے ہیں۔
ع اگر آپ نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا۔ تو جو عبارتیں آپ نے اشتہار میں لکھی ہیں۔ وہ بعینہ ان کتابوں میں دکھائیے۔ الخ۔

ق یہ سب عبارتیں میں بعینہ اور ملخصاً دکھلا چکا ہوں جن کو آپ خود قبول کر چکے ہیں۔ اور جوابات دیئے ہیں۔ اور اگر اب بھی اطمینان نہیں۔ تو ایک دن کے لیے چند منصفوں کے رو برو ملاحظہ کر لیجئے۔ تاکہ یہ ہوس بھی باقی نہ رہے۔ آئیے تشریف لائیے۔ تاریخ و مقام مقرر کیجئے۔

ق آپ نے بھی اس بات کا انکار نہیں کیا کہ کتب دیوبندیہ میں وہ باتیں جو اشتہار میں درج ہیں موجود نہیں۔
ع جی جناب میں نے لکھ دیا تھا کہ وہ صلواتیں جو آپ نے خدا کے بزرگ برتر و نبی علیہ السلام کو مولوی اسماعیل شہید و مولوی رشید احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما و مولوی خلیل احمد و مولوی اشرف علی صاحبان کے سر عقوب کو سنائی ہیں۔ ان کا ان کی کتب میں کچھ نشان نہیں ہے۔ الخ۔

ق یہ عبارتیں جن کو آپ صلواتیں کہتے ہیں۔ جو اشتہار میں درج ہیں۔ آپ کے بزرگ مولوی صاحبان کے اعمال و افعال و اقوال حسنہ کا نمونہ ہے۔ جو انہوں نے اپنی مؤلفہ کتب میں درج کی ہیں۔ میں صرف ناقل ہوں۔ اسی واسطے میں نے اشتہار کی پیشانی پر نقل کفر کفر نباشد درج کر دیا تھا۔ اور مولوی اسماعیل کا شہید ہونا آپ کو تاریخ وہابیہ سے معلوم ہوگا۔ جو لکھی جائے گی آپ کے عقائد میں وہی شہید ہے جو مسلمان پر جہاد کا فتویٰ دے۔ اور ہزاروں مسلمانوں کو قتل کر ڈالے۔ اور خود بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا جائے۔ انتظار کیجئے۔ سب حال لکھا جائے گا اور کتابوں اور عبارتوں کے سب نشان دیے دیئے گئے ہیں۔ اور خود تسلیم کر چکے ہیں۔

ق بلکہ اقرار کر کے دوسرے مولویوں کے اقوال تا سید میں درج کر دیئے ہیں۔
ع میرا اقرار دکھائیے۔ ورنہ اس بہتان بندی سے باز آئیے۔ یہ طریقہ اختیار کرنے سے آپ چھٹ نہیں سکتے۔ کیونکہ ہمارا کام ہے کہ افتراباز کو اس کے گھرتک پہنچاتے ہیں۔ الخ۔

ق آپ کا اقرار موجود ہے۔ اور سب اقرار آپ کے دکھلا چکا ہوں بہتان بندیاں اور افترا پردازیاں آپ ہی لوگوں کا کام ہے۔ لفظ افترا باز بھی آپ کی علیت پر شہادت دیتا ہے۔ یاد رہے کہ ہمارا کام بھی یہ ہے۔ کہ گستاخوں و مہینوں اور عبارتوں کے سارقوں کو گھر تک نہیں۔ بلکہ جیل تک پہنچایا کرتے ہیں۔

ق جس سے ثابت ہے کہ جو کچھ میں نے اپنے اشتہار میں لکھا ہے۔ وہ صحیح ہے۔

ع اس ثابت ہی کا لفظ لکھنے سے پہلے اگر آپ میری تحریر کو کسی سے پڑھوا کر سن لیتے تو امید تھی کہ اس کے سنتے ہی آپ ثابت کے لفظ کو بھول جاتے۔ الخ۔

ق آہ مفتی جی! آپ کی تبدیلی تعلیٰ اور تغیر جلی۔ آپ کی تحریر کیا ہے۔ ماشاء اللہ سب معلقہ کی اشعار اسریانی یونانی لاطینی کے طومار ہیں۔ جو آپ کے دماغ شعلہ آثار سے نمودار ہوئے ہیں۔ ان کو کون سمجھ سکتا ہے۔ پہلے تو آپ اردو ہی صحیح لکھا دیکھئے۔ بعد میں میدان کے اندر نکلئے۔ فرمائیے جملہ لفظ ”اوٹ پٹانگ“ کون سی اردو ہے۔ (صفحہ) ”میں نے آپ کا کارڈ دیکھتے ہی بھانپ لیا تھا“۔ (صفحہ) کس ملک کی اردو ہے۔ ”محبت میں فنا ہوئے ہوئے ہونا“۔ (صفحہ) کس ملک کی اردو کا محاورہ ہے۔ اور افترا بار کون سی اردو فارسی کا محاورہ ہے۔ اس طرح آپ کے رسالہ کی اردو بالکل بے تکی ہے۔ زیادہ جمع کرنے میں طوالت ہے تاہم آپ کی تعلیٰ یہ ہے کہ کسی سے پڑھوا کر میری تحریر سن لیتے

تکبر عز ازیل را خوار کرد
بزدان لعنت گرفتار کرد

ق میں نے فہرست میں نمبر ۲۳ تک عقائد درج کیئے ہیں۔ مگر آپ نے دو باتوں کا جواب ناکافی اپنے خط میں دیا ہے۔

ع ناکافی ہونے کے وجوہ تو ذرا لکھیے۔ الخ۔

ق ناکافی ہونے کے وجوہ کافی سے بھی زیادہ لکھی جا چکی ہیں۔ جن کا جواب دینا تمام دیوبندیوں کے لیے پہاڑ اور کوہ ہمال سے ٹکر مارنا ہے۔

ق آپ کے خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی صرف وہابیت پر نظر ہے۔

ع میں نے اپنی تحریریں جو عبارات نقل کی ہیں۔ وہ حضرت سلطان نظام الدین دہلوی و شیخ شہاب الدین سہروردی و حضرت شرف الدین احمد یحییٰ منیری اور امام غزالی و مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی و خواجہ محمد معصوم و صاحب سیرت شامی و شارح مواہب اللدنیہ و شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ہیں۔ آپ ان عبارات کے نقل کرنے کے باعث میری نظر وہابیت پر ہی بتلاتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک یہ حضرات وہابی ہیں۔ الخ۔ (اس کے آگے گالیاں ہیں)۔

ق جن بزرگوں کے نام مبارک آپ نے لکھے ہیں۔ ان سب پر خدا کی رحمت ہو۔ یہ سب کے سب نور علی نور تھے۔ اور خاص اہلسنت و جماعت اور اولیائے کرام اور مجدد دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔ ان کی عبارات کو آپ نے

اپنی ناہمی کی وجہ سے سمجھنے میں سخت ٹھوکر اور غلطی کھائی۔ اور وہابیت ہی نے آپ کو ان کے صحیح مطالب اور مضمون معلوم کر لینے سے روک کر صراطِ مستقیم پر آنے نہیں دیا۔ میں نے ان تمام امور کو موقع بموقع جہاں جہاں ان کی عبارات درج ہوئی ہیں۔ ہو جب مذہب اہلسنت و جماعت کے آپ کے سمجھنے کے لیے صاف کر دیا ہے۔ اور آپ کی غلط فہمیاں واضح طور پر لکھ دی ہیں۔ باقی گالیوں کا جواب نہیں ہے۔

ق جو جواب آپ نے خط میں صرف دو باتوں کا دیا ہے۔ وہ بالکل ناکافی سیاق و سباق کتب محولہ کے خلاف ہے۔

ع اس امر کو ثابت فرمائیے۔ اور ناکافی ہونے کی وجوہ لکھیے ورنہ آپ کا کہنا سراسر الخ گالیاں۔

ق ناکافی ہونے کی وجوہ کافی طور پر اپنی اپنی جگہ پر لکھی جا چکی ہیں۔ گالیوں کا جواب نہیں ہے۔

ق میں ان کا جواب دینا دوسری اور تفسیح اوقات تصور کرتا ہوں۔

ع کیونکر تصور نہ کریں آپ کے ہماری تحریر دیکھتے ہی اوسان خطا ہو گئے۔ الخ۔ گالیاں۔

ق واقعی سچ فرمایا کیونکہ آپ کی تحریر کیا تھی۔ ایک بھوتی کی شکل میں تھی نہ سر نہ پیر۔ لیکن میرا قلم جب اس پر حملہ آور ہوا تو اس سری کو بھاگتے ہوئے راستہ نظر نہ آیا اب میرے قلم کے نیزے کو دیکھیے جو بلم اور برچھے کا کام دے گا۔ وار پا ہونے سے نہیں رکے گا۔ اس کے زخم کا اندال بھی نہیں۔

ق اور آپ انوار سامع مصنفہ مولانا عبدالمسیح صاحب اور کتاب آفتاب محمدی مؤلفہ مولوی فقیر محمد صاحب کا مشورہ دیتا ہوں۔ مہربانی کر کے ان کو پڑھ کر اپنی آتش غضب کو ٹھنڈا کریں۔

ع یہ کتابیں دیکھی بھالی ہوئی ہیں۔ اگر کچھ علم ہے تو میری تحریر کا جواب دیں یہ معلوم ہو گیا کہ آپ نے دین کا علم نہیں حاصل کیا ہے۔ چند اردو کی کتابیں انوار سامع کی مانند دیکھی ہیں۔ الخ۔

ق آپ کی تحریر سے آپ کا سچ کہ میں نے یہ کتابیں دیکھی بھالی ہوئی ہیں معلوم ہو رہا ہے۔ اگر آپ نے ان کتابوں کو دیکھا ہوتا تو کتاب انوار سامع کو انوار سامع نہ لکھتے۔ یہ آپ کی کذب بیانی اور لٹرائی کی دلیل ہے۔ میں لکھ چکا ہوں کہ آپ کو علم اردو بھی حاصل نہیں جس کی مثالیں دکھلا چکا ہوں۔ اور اب ان دوسطروں میں دو فقرے اور اردو فصیح یا فصیح اردو کے لکھ دیئے ہیں۔

(۱) یہ کتاب دیکھی بھالی ہوئی ہیں۔

(۲) آپ نے دین کا علم نہیں حاصل کیا ہے۔ یہ ہر دو فقرے اہل زبان دہلی یا لکھنؤ کے سامنے پیش کریں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ واقعی آپ اردو بھی نہیں جانتے اور علم دین کی واقفیت میں آپ کا یہ رسالہ جس کا ردِ مبلغ ہو چکا ہے۔ شاید حال ہے اور جا بجا آپ کے علم کی قلعی کھول دی گئی ہے اور یوں آپ لوگوں کے نزدیک تو دیوبند کے علمائے حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً سے بھی اعلم اور افضل ہیں بلکہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (نعوذ باللہ منہا) استاد بھی ہیں۔

جب یہ صورت ہے تو ان کے مریدوں مقلدوں کے نزدیک میرے جیسے تو جاہل مطلق ہیں۔ یہ فخر تو وہی لوگ کریں جن کو ابلیس کے علم سے حصہ ملا ہونہ لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل۔ اچھا یہ بتلاؤ کہ میرا عالم یا بے علم ہونا آپ کو کیسے معلوم ہو گیا۔ تو میں آپ کو جانتا ہوں اور نہ آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ یہ علم غیب آپ کو کس طرح حاصل ہو گیا۔ اگر میں علم غیب کی نسبت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کروں تو کافر اور مشرک ہو جاؤں اور آپ خود علم غیب کا دعویٰ کریں۔ تو پھر بھی مسلمان رہیں۔ ہاں خیر دیوبندی مسلمان، باقی رہا میرا علم دین۔ سو میں اس کی بابت ایک حرف نہیں کہوں گا۔ یہ کتاب انوار آفتاب صداقت علمائے کرام کی خدمت میں پیش ہوگی۔ وہ خود میرے علم دینی کا اندازہ فرمائیں گے۔ اور گالیوں کا جواب میں نہیں دوں گا۔ اگرچہ جواب اچھی طرح سے دے سکتا ہوں۔ لیکن شرافت اجازت نہیں دیتی۔ اس لیے صبر کرتا ہوں۔

ق مولوی صاحب جو میں نے عقائد اشتہار میں درج کیے ہیں۔ وہ حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً میں عرصہ سے پیش ہو کر فتاوے لگ چکے ہیں۔ آپ کو علم نہیں ہے کتاب حسام الحرمین مولفہ حضرت بریلوی کو ملاحظہ فرمائیے۔ اور علماء مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی تحریرات کو دیکھیے۔ اور کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل کو پڑھیں۔ آپ کو علماء دیوبندی پوری کیفیت معلوم ہو جائے گی۔ صفحہ ۴۰۔

ع قاضی صاحب یہ کتابیں دیکھی ہوئی ہیں۔ ان میں ان کے مصنفین نے علماء مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کو اسی طرح دھوکا دیا ہے جس طرح آپ نے اپنے اشتہار میں پبلک کو دیا ہے۔ میں ان کتابوں کی حالت سے خوب واقف ہوں۔ اور آپ کی اس تحریر سے اس امر سے بھی واقف ہو گیا ہوں کہ آپ ان مبتدعین ہی کے تو مرید تابع ہو۔ صفحہ ۴۰۔

ق ہاں آپ نے ان کتابوں کو شاید کسی کے پاس صرف دیکھا ہی ہوگا۔ مگر پڑھا نہیں اگر پڑھتے تو پتا لگتا۔ اگر پڑھا تو ان کا دھوکا ظاہر کیا ہوتا۔ یا صرف زبان پر ہی آپ کے دھوکا آگیا دھوکا دینا یہ ہے کہ اصل کتابیں آپ کے بزرگوں کی پیش کی گئیں۔ تب انہوں نے فتاوے دیئے دھوکا دینا آپ لوگوں کا یہ ہے کہ ایک سطر کتاب میں سے لکھ دی اور جو مخالف عبارت ہوئی اس کو دیانت سے چھوڑ دیا۔ جیسے میں لا تقربوا الصلوٰۃ کی مثالیں کئی جگہ دکھلا چکا ہوں اگر بقول آپ کے بقرض محال علماء مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کو دھوکا دیا گیا تو کیا حضرت مولانا محمد رحمت اللہ علیہ الرحمۃ پایہ حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً مہاجر کی کو بھی دھوکا دیا گیا۔ جو دیوبندیوں کے استاد اور ان کے حالات سے موبہم واقف ہیں۔ جن کی تقریظ و ہابیہ کش درج ہو چکی ہے اور جس سے وہابیہ کی جزاکھڑ چکی ہے۔ اور پھر تمام وہابیہ دیوبندیہ کے پیرومرشد حضرت حاجی شاہ امداد اللہ رحمت اللہ علیہ مہاجر کی کو بھی دھوکا دیا گیا۔ جن کی تحریریں اس میں درج کر چکا ہوں۔ اور پھر علماء مدرسہ حاشیہ انوار سامع غلط صحیح انوار سامع ہے۔ حکایت کسی شخص نے شہر کابل کو تاف قرشت کے ساتھ قابل لکھ دیا اس کے جواب میں لکھا گیا کہ ”قابلیت شاف

صلوبت مکہ معظمہ کو بھی دھوکا دیا گیا ہے۔ جو خاص ہندوستان کے رہنے والے اور دیوبندیوں کے حالات سے پورے پورے واقف ہیں۔ پس آپ کی اس درفشانی سے واضح ہو گیا کہ یہ حضرت بھی جنہوں نے کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل و دیگر فتاوے کی تصدیق کی ہے مبتدعین میں داخل ہیں۔ جزاک اللہ مرید ہوں تو ایسے ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ جب آپ لوگوں کے ہاتھ سے قلم سے زبان سے خداوند تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں چھوٹے تو اور کسی کو کیا شکایت ہے اور کیا افسوس ہے لیکن یہ آپ لوگوں کی ایمانی ترقی کے باعث ہیں۔ اور جو میں نے دھوکا دیا ہے۔ وہ اب تمام علماء کرام اور مفتیان عظام کے اور پبلک کے روبرو پیش ہے۔ جس سے مصنفین خود معلوم کر لیں گے اور آپ کے بزرگوں کے دھوکے بے شمار ہیں۔ اور بقول آپ کے اگر ہمارے علماء حضرت فاضل ابن فاضل ابن فاضل مجد دمانہ حاضرہ مولانا و مولیٰ الکل مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہم العالی اور حضرت مولانا و بالفضل والعلم مولانا مولوی ابو محمد عبدالرحمن غلام دستگیر ہاشمی فاضل قصوری نے دھوکا دیا تھا تو آپ کے بزرگوں میں سے کسی نے ان کی کتابوں پر کچھ لکھا ہوتا کہ فلاں فلاں بات میں علماء مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو دھوکا دیا گیا۔ مگر کسی وہابی میں ایسا زہرہ کہاں کہ قلم اٹھا سکے ان کتابوں میں وہابیت کی بیخ و بنیاد جڑ سے کٹ چکی ہے۔

مصدق ثابت ہو چکا ہے۔ ع

مہ فشانہ نور سنگ عو عو کند

ہاں! شاید یہاں آپ یہ کہیں کہ مولوی خلیل احمد صاحب نے ایک کتاب جس کا نام ”التصدیقات لدفع التلبیسات معروف بہند“ بلالی پریس سادھورہ میں طبع کرائی ہے۔ اس کی تصدیق علمائے حرمین شریفین نے کی (جس میں یہی اعتراضات ہیں جو میری فہرست میں بھی ہیں) اپنی صفائی کے لیے شائع کرادی ہے۔ اس پر میں یہ کہتا ہوں کہ یہ رسالہ نرا دھوکا اور فرضی اور جعلی دستاویز و قبالہ ہے۔ اور بالکل غیر معتبر اور مشکوک دھوکوں سے پر اور کالا اور دھوکوں کا پر کالا ہے۔

رسالہ التصدیقات لدفع التلبیسات معروف بہند مولفہ مولوی خلیل احمد صاحب

کی حقیقت اور اس کے فرضی و جعلی ہونے کی کیفیت

(۱) مولوی خلیل احمد صاحب نے خود ہی چھپیں (۲۶) سوالات تک لکھے اور خود ہی ان کے جوابات دیئے جو فاضل بریلوی کے حسام الحرمین کتاب کے جواب میں نقل اتارے گئے جس میں علماء دیوبندی کی نسبت علماء حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً نے تکفیر کے فتاوے دیئے ہیں۔ (جو ۱۳۲۴ھ میں شائع ہوئی تھی)۔

(۲) اس رسالہ پر نہ ابتدا میں اور نہ آخر میں تاریخ و طبع درج ہے جس سے معلوم ہو سکے کہ یہ رسالہ کب طبع ہوا۔

(۳) اس رسالہ کے طبع کرنے والے مولوی محمد یحییٰ تاجر کتب سہارن پور ہیں۔ جنہوں نے اس کو بلالی سٹیم پریس سادہ پورہ میں چھپوایا۔ اس سے پتا نہیں لگتا کہ ان کو کس نے یہ رسالہ طبع کے لیے دیا۔ اور کس نے حکم اس کے طبع کرانے کا دیا۔ دھوکا۔

(۴) اس میں اس عالم محقق مدنی کا نام درج نہیں کیا جس سے سوالات قلمبند کروائے گئے تاکہ اس بات کی تصدیق ہو سکے نام نہ لکھنے کا موجب ظاہر کرتا ہے کہ یہ صرف فرضی بات ہے اور دھوکا۔

(۵) اس رسالہ میں یہ بھی درج نہیں کہ کس تاریخ کا واقعہ ہے۔ اور یہ بھی درج نہیں کہ یہ سوالات کس شخص نے بتلائے اور درج کروائے اور مجھے میں نمبر تک پہنچائے اس لیے یہ کارروائی سب فرضی ہے اور دھوکا۔

(۶) شروع رسالہ میں بسم اللہ کے بعد لکھا ہے کہ ”اے علماء کرام اور سرداران عظام (اپنے منہ میاں مٹھو) تمہاری جانب چند لوگوں نے وہابی عقائد کی نسبت کی ہے ”اے“ اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ پوچھنے والے کون لوگ ہیں۔ اور ان کے نام کیا ہیں گویا یہ بات اندھیرے میں ہے جو فرضی ہے اور۔

(۷) اس رسالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سوالات و جوابات ہندوستان غالباً سہارن پور میں جہاں مولوی خلیل احمد صاحب رہتے ہیں لکھے گئے اور لکھے جانے کی تاریخ، شوال ۱۳۳۵ ہجری ہے دیکھو صفحہ ۴۴۔ اس سے کتاب حسام الحرمین کی تاریخ طبع کے بعد روک لی گئی ہے حالانکہ سوالات کا مدینہ منورہ میں لکھا جانا بیان کیا جاتا ہے۔ فرضی اور دھوکا ہے۔

(۸) مگر برخلاف اس کے صفحہ ۶۸ میں سید احمد برزنجی کے رسالہ کا خلاصہ اول، اوسط آخر کا درج کیا ہے اس میں حضرت سید احمد برزنجی سابق مفتی مدینہ منورہ فرماتے ہیں کہ مولوی خلیل احمد صاحب ہمارے پاس آئے اور ایک رسالہ انہوں نے پیش کیا جس میں سوالات کے جواب تھے۔ ”اے“ یہ تاریخ دوسری ماہ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ ہے گویا چار سال کے بعد ان کے روبرو یہ رسالہ پیش کیا گیا اور خود مولوی خلیل احمد صاحب نے پیش کیا مگر اصل رسالہ ان کا اس رسالہ کے ساتھ ضم نہیں۔ تاکہ ان کی پوری تقریظ معلوم ہو جاتی ہے۔ اور نمبر ۴۴ اس کے خلاف ہے۔

(۹) اسی جگہ مدینہ منورہ میں حضرت سید احمد برزنجی جن کا نام صفحہ ۷۶ میں درج موجود تھے اس میں ۱۳۲۸ھ درج ہے۔ ان دونوں تحریروں میں بھی ایک سال کا فرق ہے جو نہایت مشکوک امر ہے۔

(۱۰) اس رسالہ میں سب سے اول دیوبندی علماء کی تقریظ درج ہیں اور اس پر بھی عجب یہ ہے کہ کسی تقریظ میں کوئی تاریخ درج نہیں ہے کہ کب اور کس کس تاریخ کو انہوں نے اپنی اپنی تقریظ بھی اور لازمی اور ضروری بات یہ تھی کہ سب سے پہلے علماء حرمین شریفین کی تصدیق ہوتی نہ کہ دیوبندی اپنے بھائیوں کی یہ بھی ایک چال ہے اور دھوکا۔

(۱۱) پھر علمائے مصر و دمشق و شام کے بھی دستخط ثبت ہیں لیکن معلوم نہیں ہوتا کہ یہ رسالہ ان کے پاس کس طرح پہنچا۔ آیا مولوی خلیل احمد صاحب خود لے گئے یا کسی نوکر کے ہاتھ بھیجا۔ یا ڈاک میں روانہ کیا۔ ان تینوں باتوں کا کوئی پتا نہیں اور نہ ان کے دستخطوں میں کوئی تاریخ درج ہے۔ اور نہ انہوں نے کچھ لکھا ہے کہ ہم کو اس دستخط کرنے کی کس طرح تحریک ہوئی

دیکھو صفحہ ۷۷ سے ۸۲ تک۔ یہ سب فرضی ہے۔

(۱۲) اسی رسالہ کے صفحہ ۸۷ پر تاریخ ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ درج ہے مگر پہلے سے ۱۳۲۸ھ ہے۔ اور ۱۳۲۹ ہجری میں اس رسالہ کا مدینہ منورہ میں موجود ہونا پایا جاتا ہے۔ دیکھو نمبر ۹۔

(۱۳) اس رسالہ میں سوال پہلا اور دوسرا۔ زیارت حضرت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جو اپنا اور اپنے اکابر کا عقیدہ تحریر کیا ہے دیکھو صفحہ ۵ وہ محض غلط اور جھوٹ ہے کیونکہ ان کے اکابروں میں سے ان کے امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۱ سطر ۱۴ اور صفحہ ۱۹، سطر ۵ میں اس کے برخلاف لکھ چکے ہیں۔ اور کتاب تقویۃ الایمان دیوبندیوں کے نزدیک ایمان کے قائم رکھنے والی کتاب ہے یہ نرا دھوکا ہے۔

(۱۴) اسی رسالہ کے تیسرے اور چوتھے سوال میں توسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب میں جو عقیدہ اپنا اور اپنے مشائخ کا صفحہ ۷ میں درج کیا ہے۔ وہ بھی غلط اور جھوٹ ہے کیونکہ ان کے مشائخ سب سے بڑے امام الطائفہ اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۱، سطر ۱۰ اور صفحہ ۱۹، سطر ۲۲ اور صفحہ ۱۹۶، سطر ۱۸ میں اس کے خلاف لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی نرا دھوکا ہے۔

(۱۵) اسی رسالہ کے پانچویں سوال حیات انبیاء علیہم السلام کے جواب صفحہ ۸ میں جو لکھا ہے وہ بھی غلط ہے کیونکہ کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۶۰، سطر ۲۱ میں اس کے خلاف لکھا ہوا موجود ہے۔ نرا دھوکا۔

(۱۶) اسی رسالہ کے چھٹے سوال کے جواب میں صفحہ ۹ پر جو عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے خلاف آپ کے امام الطائفہ اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۱، سطر ۱۴ اور صفحہ ۱۹، سطر ۵ میں لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی صرف دھوکا ہے۔

(۱۷) اسی رسالہ کے صفحہ ۱۰ پر ساتواں سوال وظائف و اواراد پڑھنے کے بارے میں جو عقیدہ لکھا ہے اس کے برخلاف بھی تقویۃ الایمان کے صفحہ ۳، سطر ۷ میں لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی نرا دھوکا ہے۔

(۱۸) اسی رسالہ کے صفحہ ۱۱ سوالات آٹھواں، نواں، دسواں کے جواب میں جو عقیدہ بیان کیا ہے اس کے برخلاف تقویۃ الایمان کے صفحہ ۲۰۵ سطر ۲۲ میں لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی نرا دھوکا ہے۔

(۱۹) اسی رسالہ کے صفحہ ۱۲ گیارہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ درج کیا ہے اس کے خلاف کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۷۱-۷۳ میں درج ہونا موجود ہے۔ صاف دھوکا ہے۔

(۲۰) اسی رسالہ کے صفحہ ۱۳ بارہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے برخلاف مولوی رشید احمد صاحب آپ کے خاتم المجہدین نے اپنے فتاویٰ رشیدیہ کی جلد اول، صفحہ ۸ اور جلد سوم کے صفحہ ۹۶ میں محمد بن عبد الوہاب نجدی کو لکھا ہے کہ ان کے عقائد عمدہ تھے مذہب ان کا حنبلی تھا۔ ان کے مقتدی اچھے تھے۔ اور وہ اچھا آدمی تھا۔ مذہب حنبلی رکھتا تھا۔ عامل بالحدیث تھا۔ ”اے“ یہ بھی صاف صاف دھوکا ہے۔

(۲۱) اسی رسالہ کے صفحہ ۱۵ تیرہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے اس کے برخلاف آپ کے امام الطائفہ اپنی کتاب ایضاح الحق کے صفحہ ۳۵ میں لکھ چکے ہیں یہ بھی کھلا دھوکا ہے۔

(۲۲) اسی رسالہ کے صفحہ ۱۶ پندرہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے اس کے برخلاف خود مولوی خلیل احمد صاحب رسالہ اپنی دوسری کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ میں شیطان لعین کے علم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی صاف اور بظاہر دھوکا ہے۔

(۲۳) اسی رسالہ کے صفحہ ۱۶ سولہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے برخلاف مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بزرگ دیوبند یہ اپنی کتاب تجذیر الناس میں جیسے خاتم النبیین بالفعل قرار دے چکے ہیں۔ دھوکا۔

(۲۴) اسی رسالہ کے صفحہ ۱۹ سترہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ درج کیا ہے اس سے انکار کیا ہے کہ ہمارا عقیدہ نہیں۔ حالانکہ آپ کے امام الطائفہ اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۶۰ میں تمام انبیاء علیہم السلام اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے بھائی کا درجہ دے چکے ہیں کہ ان کی تعظیم کو بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیے۔ اور اس کی تصدیق اور تائید میں مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتاویٰ کی جلد اول، صفحہ ۵۱ میں کر چکے ہیں۔ نیز مؤلف رسالہ خود اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۳ میں جملہ بنی آدم کے برابر (کافر، چوہرہ، چمار وغیرہ) لکھ چکے ہیں۔ العیاذ باللہ اور یہ بھی لکھا ہے کہ ہماری تصانیف میں ایسا عقیدہ ہرگز نہیں ہے۔ یہ بھی صاف دھوکا ہے۔

(۲۵) اسی رسالہ کے صفحہ ۲۰-۲۱ اٹھارہویں سوال کے جواب میں عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے خلاف آپ کے پیغمبر اشرف علی تھانوی اپنے اسی رسالہ حفظ الایمان کے صفحہ ۷ میں لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی نرا دھوکا ہی دھوکا ہے۔

(۲۶) اسی رسالہ کے صفحہ ۲۱-انیسویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے اس کے برخلاف خود مولوی خلیل احمد صاحب مؤلف رسالہ مذکور اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ میں شیطان لعین کے علم کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ لکھ چکے ہیں۔ حافظہ ندارد دھوکا۔

(۲۷) اسی رسالے کے صفحہ ۲۴ بیسویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے برخلاف مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے رسالہ حفظ الایمان کے صفحہ ۷ میں موجود ہے۔ یہ بھی بالکل دھوکا ہے۔

(۲۸) اسی رسالہ کے صفحہ ۲۷ اکیسویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے اس کی بابت مولوی رشید احمد صاحب کے فتاویٰ میں بھی شرک، کفر، بدعت وغیرہ اس محفل مبارک (مولود شریف) کو لکھا ہوا موجود ہے۔ انکار کر کے دھوکا دینا ہے۔

(۲۹) اسی رسالہ کے صفحہ ۲۹ بائیسویں سوال کے جواب میں پہلے انکار کیا پھر اقرار کیا۔ اس بہیر پھیر کو ملاحظہ کیجئے۔ مولوی رشید احمد صاحب کا فتویٰ موجود ہے۔ نیز مؤلف رسالہ کی کتاب براہین قاطعہ میں موجود ہے۔ جس کو اسی سوال میں خود قبول کیا ہے۔ اور مولود شریف کو مخرقات اور شرعاً حرام لکھ دیا ہے۔ (صفحہ ۳۱) نرا دھوکا۔

(۳۰) اسی رسالہ کے صفحہ ۳۲-تیسویں سوال کے جواب میں جو خداوند تعالیٰ کے جھوٹ بولنے کی بابت عقیدہ ہے۔ اور فتوے حرمین شریفین درج کیا ہے یہ نرا دھوکا ہے۔

مختصر کیفیت اس کی اس طرح پر ہے کہ جب مولوی خلیل احمد صاحب نے جو ریاست بہاولپور میں مدرس تھے۔ کتاب انوار ساطعہ کے رد میں کتاب براہین قاطعہ لکھی۔ اور شائع کی تو مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ کے ملاحظہ میں گزری وہ فوراً اس کتاب کو لے کر ریاست بہاولپور میں پہنچے وہ ایک اسلامی ریاست ہے۔ وہاں پر انہوں نے ظاہر کیا کہ یہ کتاب براہین قاطعہ مذہب اہلسنت و جماعت کے بالکل خلاف ہے۔ اس میں سے سات مسائل مندرجہ براہین قاطعہ کو نکال کر دکھلایا۔ اس پر حکم نواب صاحب بہادر وائس ریاست شوال ۱۳۰۶ھ میں مناظرہ ہوا۔ نہایت عمدہ تحریری بحث ہوئی اور مولوی خلیل احمد صاحب نہایت ذلت کے ساتھ ریاست سے بدر کیے گئے۔ اور علماء پنجاب سے فتویٰ جاری ہوا۔ کہ مولوی خلیل احمد مع مویدین کے اہلسنت سے خارج ہے۔ اور فرقہ دہابیہ اسمعیلیہ میں سے ہے۔ اس کے بعد مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ اس تمام بحث کے کاغذات کو لے کر کعبۃ اللہ شریف کو روانہ ہو گئے۔ اس بحث کا عربی میں ترجمہ کر کے علمائے عظام حرمین شریفین کے روبرو پیش کیا گیا۔ اول علمائے مکہ معظمہ نے اس کی تصدیق فرمائی۔ پھر مدینہ منورہ کو لے کر وہاں کے علماء کے روبرو پیش ہو کر تصدیق ہو گئی۔ جب مدینہ منورہ سے واپس ہو کر حضرت مولانا مکہ معظمہ میں آئے تو ان کو وہاں پر معلوم ہوا۔ کہ مولوی رشید احمد صاحب کا ایک استفتاء متناع کذب باری تعالیٰ کا یہاں پہنچا ہے۔ اور مفتی حنفی مکہ معظمہ کے دستخط ہو کر آ رہا ہے۔ واپس لے گیا ہے۔ اس پر حضرت مولانا مغفور و مرحوم مفتی حنفی مکہ معظمہ کی خدمت میں پہنچے۔ تو انہوں نے وہ فتوے جو اس وقت فتاویٰ رشیدیہ کی جلد اول کے صفحہ ۱۱۹ اور اس رسالہ کے صفحہ ۳۲ پر ہے دکھلایا۔ تب مولانا مرحوم نے ایک استفتاء مغفرت کفار کے امکان کے رد میں (جو مولوی رشید احمد صاحب نے بہ لطائف الخلیل حاصل کیا تھا) لکھ کر بخدمت حضرت مولانا پایہ حرمین شریفین مولوی محمد رحمت اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر کی پیش کیا۔ اور ان کی تصدیق کے بعد مفتی حنفی مکہ معظمہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ تب اس پر مفتی حنفی مکہ معظمہ نے صاف تصریح فرمائی اور پورے طور پر مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ اور مغفرت کفار کی (جو مولوی رشید احمد کے فتوے میں درج تھا) رد بلوغ فرمائی۔ یہ سب حال کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل کے صفحہ ۳۱۶ سے ۳۱۹ تک واضح طور پر درج ہے۔ اسی پر حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ کی بھی تصدیق موجود ہے۔ چند فقرات اقتباساً نقل کرتا ہوں۔ وہ ہوا۔

(۱) قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ (۲) فیاض عالم حضرت خواجہ غلام رسول توگیدی علیہ الرحمۃ توگیدی شریف بہاولنگر۔ (توگیدی فقیر (غلام دستگیر) کان اللہ لہ چار مہینہ تک مکہ معظمہ میں رہا۔ میں رسالہ شریفہ (تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل) بھی علماء کبار سے مکمل ہوا۔ تب بعد ادا کے حج فقیر اخیر ذوالحجہ مدینہ منورہ کو روانہ ہوا فقیر جب مکہ معظمہ میں واپس آیا تو حضرت مولانا پایہ حرمین شریفین سے دریافت ہوا۔ کہ مولوی رشید احمد صاحب نے ایک فتویٰ متناع کذب باری تعالیٰ بھیجا ہے۔ جس

ریاست بہاولپور میں دونامور شخصیات گزری ہیں:

کے آخر میں درج ہے کہ حق تعالیٰ مغفرت کفار پر قادر ہے۔ اور یہ عقیدہ مجمع علمائے امت سعیدہ کا ہے۔ الخ ہم نے اس پر تصدیق نہیں کی۔ کہ اس دھوکے سے وہ اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہیں۔ مگر سنا گیا ہے کہ مفتی صاحب خفی مکہ معظمہ سے ان کے بعض دوستوں نے اس فتوے پر کچھ لکھوایا ہے۔ تب فقیر نے مفتی صاحب سے دریافت کیا تو انہوں نے یہ فتوے اور اپنی تصدیق دکھائی بلفظہ، صفحہ ۳۱۶۔ اس فتوے کو دیکھ کر فقیر نے مغفرت کفار کے امکان کے رد میں چند صفحات کی تحریر مرتب کر کے حضرت مولانا پایہ حرمین شریفین کی خدمت میں پیش کی۔ جس پر انہوں نے یہ تقریظ لکھوائی۔ قد اجاد فیما افاد فللہ ورہ۔ (بے شک عمدہ بیان کیا ہے جو فائدہ دیتا ہے۔ اس کی خوبی خدا ہی جانتا ہے)۔ محمد رحمۃ اللہ ۱۲۶۳۔ بلفظہ، صفحہ ۳۱۷۔

مولوی رشید احمد صاحب کے استفتاء اور اپنی تحریر کا جواب مفتی صاحب خفی مکہ معظمہ نے نہایت عمدہ اور بہت مفصل فرمایا ہے۔ اور مولوی رشید احمد کے فتوے اور خیالات کی پوری پوری تردید فرمائی ہے۔ طوالت کی وجہ سے اس کی نقل نہیں کی جاتی ہے ملاحظہ ہو کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل کا صفحہ ۳۱۸-۳۱۹۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ کتاب موصوف صدر ۱۳۱۴ ہجری المقدس میں طبع ہو کر شائع ہوئی۔ جس کو اس وقت ۱۳۳۷ھ میں تیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے مولوی خلیل احمد صاحب نے خود یا کسی دیگر دیوبندی صاحب کی طرف سے ایک حرف بھی اس کے خلاف لکھا نہیں گیا۔ جس سے ثابت ہے کہ یہ کتاب واقعی حرف بحرف صحیح اور راست ہے اور آپ کا رسالہ تصدیقات کلام بے اعتبار، مجروح، مرجوح فرضی مشکوک اور جعلی ہے اور ناقابل التفات اہلسنت وجماعت ہے۔ آگے چلیے۔

(۳۱) اسی رسالہ (التصدیقات) کے صفحہ ۳۵، چوبیسویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا گیا ہے اس کے خلاف آپ کے امام الطائفہ کے رسالہ یکروزی کے صفحہ ۱۴۵ میں حق تعالیٰ کی کلام پاک میں وقوع کذب ممکن لکھا ہوا موجود ہے نیز خود مؤلف رسالہ کی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۳ میں موجود ہے یہ بھی دھوکا ہے۔

(۳۲) اسی رسالہ کے صفحہ ۳۶ چوبیسویں سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ ”کیا تم نے اپنی کسی تصنیف میں اشاعرہ کی طرف امکان کذب منسوب کیا ہے؟“ اس میں سوالات نمبر ۲۳-۲۴ امکان کذب باری تعالیٰ کو خود قبول کیا ہے۔ اور یوں تحریر کیا ہے۔ وہ ہوندا:-

ہم یوں کہتے ہیں کہ ان جیسے (ظلم و کذب وغیرہ) افعال یقیناً قدرت میں داخل ہیں۔ البتہ اہلسنت وجماعت اشاعرہ ماترید یہ سب کے نزدیک ان کا وقوع جائز نہیں ماترید یہ کے نزدیک نہ شرعاً جائز نہ عقلاً۔ اور اشاعرہ کے نزدیک صرف شرعاً جائز نہیں بلفظہ، صفحہ ۳۶۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اہلسنت وجماعت ماترید یہ (جس میں دیوبندی بھی اپنے آپ کو داخل کرتے ہیں) کے نزدیک امکان کذب کا مسئلہ نہ شرعاً جائز ہے نہ عقلاً۔ لیکن اشاعرہ کے نزدیک صرف شرعاً جائز نہیں۔ لیکن عقلاً جائز ہے۔ اس لیے عقل کو شریعت پر مقدم کر کے فتویٰ جواز کا دیا گیا۔ جو بالکل غلط اور دھوکا ہے۔

(۳۳) اسی رسالہ کے صفحہ ۴۲ چوبیسویں (۲۶) سوال کے جواب میں خود مان لیا کہ قادیانی مدعی مسیحیت اور نبوت کو ہم پہلے مرد صالح جانتے تھے۔ اور جانتے رہے ہیں۔ باوجودیکہ علماء پنجاب بالخصوص مولوی محمد مرحوم لدھیانوی (جو آپ کے جد فاسد ماجد ہیں) نے مولوی رشید احمد صاحب کو بہت سمجھایا۔ مگر وہ قادیانی کو مرد صالح ہی کہتے رہے۔ یہ تحریر ان کی چھپی ہوئی موجود ہے۔ اور حضرت پایہ حرمین شریفین مولانا محمد رحمت اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر کی نے بھی اپنی تقریظ میں جو درج ہو چکی ہے۔ مولوی رشید احمد صاحب اور قادیانی کے اتفاق باہمی کا حال لکھا ہے لیکن جب سب اطراف سے اور عرب و عجم سے قادیانی کی تکفیر ہوئی۔ تب آپ کو بھی کچھ تاثیر ہوئی۔ یہ بھی دھوکا ہے۔

(۳۴) اسی رسالہ پر علمائے مکہ معظمہ میں سے کسی خفی مفتی صاحب کی تصدیق ثبت نہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ بتائیے۔ بتلانا کیا ہے نرا دھوکا ہے۔

(۳۵) اسی رسالہ کے صفحہ ۶۶ میں خود اقبال کیا ہے کہ دو علمائے مالکی مکہ معظمہ نے اپنی تحریر و تقریظ بہانہ کر کے واپس لے لی۔ اور پھر نہ دی۔ یہ خافین کی سعی تھی وغیرہ در انحالیکہ انہوں نے اپنی تحریریں ان سے دھوکا سمجھ کر واپس لے لیں۔ پھر بھی ان کی نقلیں رکھ کر اپنے رسالہ میں چھاپ دیں۔ بس یہ نہایت مقبول دلیل اس رسالہ کی دھوکا دہی اور علمائے مکہ معظمہ کی ناپسندیدگی کی ہے۔ اور اسی واسطے کسی اور مفتی یا عالم مکہ معظمہ نے اپنے دستخط نہیں کیے دھوکا۔

(۳۶) اور دیکھو کہ اس رسالہ پر حضرت شیخ المشائخ شیخ الدلائل مولانا شاہ عبدالحق صاحب مہاجر کی کے دستخط یا تقریظ بھی ثبت نہیں ہے۔ نہ ہونی ضروری تھی۔ اس سے بھی ان کا دھوکا ظاہر ہے۔ اور رسالہ مذکور فرضی اور جعلی ہے۔

(۳۷) اس رسالہ پر حضرات علماء مدرسہ صولتیکہ مکہ معظمہ کے بھی دستخط ثبت نہیں جو دیوبندیوں کے پورے واقف ہیں۔ اور گھر کے بھیدی ہیں۔ پس رسالہ فرضی اور جعلی ہے۔ اور دھوکا۔

(۳۸) اور دیکھیے اس رسالہ پر علماء و حضرات مفتیان ہر چہار مذاہب (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کے بھی دستخط یا مواہیر تصدیق ثبت نہیں ہیں۔ جو نہایت ضروری تھے۔ اس لیے کامل طور اور یقیناً ثابت ہے کہ یہ رسالہ جعلی اور نرا دھوکا ہے۔

(۳۹) وہ استفتاء اور فتویٰ مولوی رشید احمد صاحب نے جو ۱۳۰ ہجری کو بمقام مکہ معظمہ میں بھیج کر مرتب کروایا تھا۔ جو اس رسالہ میں درج ہے۔ (جب کہ مولانا مولوی غلام دنگیر علیہ الرحمۃ مناظرہ ریاست بہاولپور والے کاغذات لے کر وہاں تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اس پر بھی مفتیات ہر چہار مذاہب کی تصدیق نہیں۔ اور نہ حضرت مولانا پایہ حرمین شریفین مولوی محمد رحمت اللہ مہاجر کی اور نہ حضرت شیخ المشائخ شیخ الدلائل مولانا شاہ عبدالحق علیہ الرحمۃ مہاجر اور نہ حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ (جو تمام دیوبندیوں کے پیر و مرشد ہیں) کے دستخط یا مواہیر ہیں۔ جو تینوں حضرات اعلیٰ پایہ کے بزرگ تھے۔ جن کے دستخط ہونے نہایت ضروری تھے۔ جس سے اس فرضی رسالہ کی تصدیق ہو جاتی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ حضرات ان دیوبندیوں کے دھوکوں اور عقائد سے پورے پورے واقف تھے۔ اس لیے ان سے دستخط نہیں کرائے یا

انہوں نے دستخط نہیں کیے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ رسالہ التصدیقات محض فرضی اور جعلی اور ردی ہے اور نرا اور کورہ دھوکا ہے۔ (۴۰) اسی رسالہ کے صفحہ ۶۸ سے ۷۲ تک سید احمد برزنجی کے رسالہ کا خلاصہ درج ہے۔ مگر لازم یہ تھا کہ اس رسالہ کی پوری نقل بلا کم و کاست اپنے اس رسالہ کے ساتھ ضم کر دی جاتی۔ تاکہ ہر شخص اس رسالہ کو پڑھ کر اپنی رائے قائم کر سکتا۔ کیونکہ وہ اصل رسالہ یہاں ہندوستان میں حلفیہ موجود نہیں ہے۔ اور نہ اس رسالہ کا کوئی نام لکھا ہے۔ اور نہ عرب یا مصر میں طبع ہوا ہے تو اب سچ اور جھوٹ میں تمیز کیسے ہو سکتی ہے۔ اور اس خلاصہ مندرجہ کی تصدیق کیونکر کی جاسکتی ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ دراصل وہ کوئی رسالہ ہے بھی یا نہیں جس کا خلاصہ درج کیا گیا اس کا ثبوت کیا ہے۔ کہ واقعی کوئی سید احمد برزنجی صاحب کا رسالہ لکھا ہوا ہے۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ کوئی رسالہ ہے جس کا خلاصہ اپنے رسالہ میں درج کیا ہے تاہم مختصر خلاصہ سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ سید احمد برزنجی نے مسئلہ کذب باری تعالیٰ میں سخت ممانعت کر کے فرمایا ہے۔ وہ ہوندا۔ میں کہتا ہوں کہ سب علماء کو مناسب ہے کہ ان باریک مسائل اور ان کے دقیق احکام میں خوض نہ کیا کریں۔ جن کو عوام تو کیا سمجھیں گے۔ بڑے بڑے علماء میں سے بھی بجز ایک دو اخص ان خواص عالم کے دوسرے عالم بھی نہیں سمجھ سکتے۔ الخ۔ بلفظ صفحہ ۷۱۔

اس تحریر میں مولانا سید احمد برزنجی صاحب نے اپنی سخت ناراضی ظاہر فرمائی ہے اور مولوی خلیل احمد صاحب کو عالموں میں شمار بھی نہیں کیا اور نہ اس مسئلہ کو پسند فرمایا۔ پس اگر وہ پورا رسالہ موجود ہوتا تو معلوم ہو جاتا کہ اسی طرح اور کہاں کہاں ناراضی ظاہر فرمائی ہے صاف دھوکا۔

(۴۱) اسی رسالہ کے صفحہ ۷۲ پر علمائے مدینہ منورہ کے بھی دستخط ہیں۔ جو تعداد میں تیس ہیں۔ اور جو مولانا سید احمد برزنجی کے رسالہ پر سے اتارے گئے ہیں۔ جنہوں نے اس رسالہ (التصدیقات) کو دیکھا تک بھی نہیں اور یہ بھی دھوکا دیا گیا ہے کہ علمائے مدینہ منورہ نے ہمارے رسالہ کی تصدیق کی ہے۔ یہ غضب کا جعل اور دھوکا ہے۔ اور اس پر طرفہ یہ ہے کہ کسی مفتی صاحب مدینہ منورہ کے بھی اس پر دستخط نہیں۔ الہی توبہ۔

(۴۲) اسی رسالہ کے صفحات ۷۴-۷۵-۷۶ پر نقل تقریظ جو مولانا سید احمد برزنجی صاحب کے رسالہ سے لی گئی ہے۔ اور جو جناب شیخ احمد بن محمد شفقظی مالکی نے لکھا ہے۔ اس میں اس رسالہ پر جرح قدح کی ہے۔ بالخصوص محفل میلاد شریف اور کنہیا کے جنم کی تشبیہ پر سخت ناراضی ظاہر فرمائی ہے۔ جب کہ خود اسی رسالہ میں ایسے الفاظ مخالفت اور ناراضی کے پائے جاتے ہیں۔ تو یقیناً کامل ہے کہ آں رسالہ میں سخت مخالفت ہوگی۔ اسی واسطے اس کی نقل سالم شامل نہیں کی جو کامل طور پر دھوکا ہے۔

(۴۳) اسی رسالہ کے صفحہ ۷۸-۷۹ پر نقل تقریظ مولانا ابوالخیر معروف بابن عابد خلف علامہ احمد بن عبدالغنی بن عمر بن عابدین حسینی نقشبندی دمشقی کی وہ نواسہ ہیں ابن عابدین صاحب فتاویٰ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے) درج ہے۔ مگر تعجب ہے

کہ ان کو ان کے حضرت نانا صاحب علیہ الرحمۃ کی کتاب رد المحتار شامی نہیں ملی۔ جس میں وہ نجدیوں کا حالیہ درج کرنے والے اولین میں سے ہیں۔ اور انہوں نے مسئلہ امکان کذب و خلف وعید لکھ کر تردید فرمائی ہے۔ یہ تقریظ بھی فرضی ہے اور دھوکا ہے۔

(۴۴) کتاب حسام الحرمین علی منکر الکفر والمین مؤلفہ اعلیٰ حضرت فاضل ابن فاضل مجد دماۃ حاضرہ مولانا محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہم العالی اور مصدقہ علماء کرام و مفتیان عظام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً۔ جس میں مرزا قادریانی اور مولوی رشید احمد و مولوی خلیل احمد مولوی اشرف علی وغیرہ کی تکفیر غیر تکیر کا حکم علماء و مفتیان حرمین شریفین نے صادر فرمایا ہے انہیں علماء مفتیان حرمین شریفین کے اس رسالہ پر بھی دستخط ہونے چاہیے تھے۔ بلکہ ان کی تقریظ میں یہ تحریر ہونا چاہیے تھا کہ پہلے جو ہم دیوبندیوں کی تکفیر کتاب حسام الحرمین میں لکھ چکے ہیں وہ صحیح نہیں۔ اس کا ذکر تک بھی اس رسالہ التصدیقات میں نہیں۔ اس لیے بھی یہ رسالہ غیر معتبر اور فرضی ہے اور دھوکا ہے۔

(۴۵) اس رسالہ میں صرف دیوبندی علماء کے دستخط ہیں۔ جن کے زعم میں ہے کہ یہ عقائد مندرجہ فہرست مشہورہ خاکسار اور کتاب حسام الحرمین و کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و التحلیل اہلسنت و جماعت کے ہیں۔ مگر افسوس کسی عالم فرد واحد خالص سنی حنفی یا مقلدین آئمہ اربعہ مالکی شافعی حنبلی جو پاک اہلسنت و جماعت، ہندوستان، پنجاب، بنگال، کلکتہ، ممبئی، بریلی، بدایوں، دہلی وغیرہ کے ہیں۔ دستخط یا مہر یا تقریظ ثبت نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ عقائد مندرجہ بالا خاص وہابیہ، نجدیہ اور وہابیہ دیوبندیہ کے ہی ہیں۔ جو نرا دھوکا ہے۔

(۴۶) یہ رسالہ (التصدیقات) رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ مؤلفہ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ جو تمام دیوبندیوں کے شیخ اور پیر و مرشد ہیں) کے بالکل مخالف ہے۔ اسی وجہ سے مولوی رشید احمد صاحب نے اپنے فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کے صفحہ ۱۱۶ میں یہ لکھ دیا ہے کہ رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ حاجی صاحب علیہ الرحمۃ کا لکھا ہوا ہی نہیں ہے۔ کسی اور کا ہے۔ دوسری طرف مولوی اشرف علی دیوبندی اس کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ یہ رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ میرا لکھا ہوا ہے۔ (لیکن پھر بھی اس کے مخالف ہیں۔ منافقانہ) یہاں پر آپ کے دونوں بزرگ مولویوں نے اپنے مرشد پر بھی جھوٹ کا بہتان لگا دیا۔ اور ذرہ بھر خدا کا خوف نہ کیا۔ اور مرید رشید بھی ویسے ہی رہے۔ اس پر کوئی تعجب نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ جو لوگ خداوند تعالیٰ صدق الصادقین۔ اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے بزرگ قطب الاقطاب پیر و مرشد علیہ الرحمۃ پر بھی جھوٹ کی تہمت لگانے سے نہیں چوکتے۔ تو ان کے لیے ایسے فرضی اور جعلی جھوٹے رسالہ لکھ لینا کیا بڑی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے آمین پس سمجھ لو کہ یہ نرا دھوکا ہے۔

(۴۷) اس رسالہ کے ملاحظہ سے واضح ہوتا ہے کہ سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ وہ ایسے اضطرابی اور اضطرابی و بیتابی، بے قیاسی و بدحواسی کی حالت میں دیئے گئے ہیں کہ کسی میں اس عقیدہ خود سے انکار محض کر دیا کہ ہماری کتابوں میں

یہ بات درج ہی نہیں۔ بہتان ہے اور اسی میں انکار کر کے پھر اقرار بھی کر لیا۔ اور کسی میں اقرار تو کیا۔ مگر اس کی تاویلات رکبہ فرمائیں۔ عجب حالت ہے اور دھوکا۔

(۳۸) اس رسالہ کے دیکھنے سے یہ پتا نہیں چلتا کہ اصل مسودہ تیار شدہ کہاں اور کس کے پاس ہے جس سے اس رسالہ مذکور کا مقابلہ کیا جاسکے اور تصدیق تقاریر مواہیر و شخصوں کی ہو سکے جو صداقت کے لیے ضروری ہے۔

(۳۹) کیا آپ اس رسالہ کے کاغذات اور اصل مسودہ تیار شدہ جس پر دستخط اور مواہیر ہیں۔ پیش کر سکتے ہیں۔ جن سے اس رسالہ کا مقابلہ کیا جائے۔ اور جھوٹ اور جعل کا جال۔ اور بناوٹ کا حال معلوم ہو سکے۔ میرا خیال ہے۔ خیال ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ آپ ہرگز پیش نہیں کر سکیں گے۔ پس یہ رسالہ سراسر جعلی ہے۔

(۵۰) اب میں اس رسالہ کے معتبر اور فرضی اور جعلی ہونے اور اپنے وجوہات جرح و قرح کی تائید اور تصدیق میں کتاب تاریخ وہابیہ دیوبندیہ کو (جو مولوی منشی حاجی محمد لعل خاں صاحب نے کلکتہ میں ۱۳۳۴ھ ہجری میں طبع کر کے شائع کی ہے) پیش کرتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں:-

مسلمانو! اب دیوبندی صاحبان نے ایک بڑا کمر اور کیا ہے کہ عربی میں جہیں سوال خود ہی لکھے اور خود ہی ان کے جواب دیئے۔ ان جوابوں میں مکرو فریب اور خلاف واقعہ اظہارات کر کے سنی بنے کہ کسی طرح حرمین شریفین کی مہریں نصب ہو جائیں۔ اگر یوں مہریں ہو بھی جائیں تو کیا تعجب تھا۔ ایک آریہ اگر مسلمان بن کر دو چار باتیں اسلام سے لگتی کہہ کر علماء سے سوال کرے کیا وہ نہیں لکھ دیں گے کہ یہ مسلمان ہے مگر اس سے اس کے عقائد تو نہ دھل جائیں گے۔ جو اس کی کتابوں میں لکھے ہیں۔ اور جن پر وہ اب تک قائم ہے۔ اتنے بڑے کید عظیم کے بعد بھی مہروں میں یہ کارروائیاں کیں۔

اول: اپنے جرم کے دیوبندیوں سے اس پر تقریظیں لکھوائیں۔ اور ان کے ترجمے کیئے حسام الحرمین کے فتاوے کی صورت بنائیں۔

دوم: مدینہ منورہ کے ایک عالم نے ان کے ساختہ اظہاروں پر بھی ایک رسالہ میں جا بجا ان کے رد لکھے۔ اس کے اول آخر اوسط سے کچھ سطر لیں کہ ہماری تصدیق کی ہے۔

سوم: بہت مہریں کہ ان مدنی صاحب کے رسالہ پر تھیں۔ جس میں ان دیوبندیوں کا رد ہے۔ وہ سب مہریں اپنے رسالہ پر اتار لیں کہ جاہل سمجھیں کہ یہ سب لوگ ان کی تصدیق کر رہے ہیں۔ چہارم: اور بھی سخت تر ظلم یہ کہ مکہ معظمہ کے دو مالکی المذہب عالموں کی تصدیق نقل کی۔ اور خود ہی لکھا کہ اصل اس کی ہمارے پاس نہیں۔ ان عالموں نے ہمیں دھوکا دے کر واپس لے لی۔ اور پھر نہ دی۔ اول تو مسلمانو! یوں جو شخص چاہے۔ ہزار عالموں کی مہریں چھاپ دے اور کہہ دے کہ اصل ہمارے پاس نہیں۔ ان عالموں نے مہریں کر کے ہم سے واپس لے لی ہیں۔ مان کر مکر گئے دوسرے اگر یہ سچ بھی ہو تو جب ان عالموں نے رجوع کر لی اور تمہارے فریب پر مطلع ہو کر اپنی مہریں تم سے واپس لے لیں۔ اب تمہیں ان کے

چھاپنے کا کیا اختیار رہا۔ مگر بے ایمانی کا کیا علاج۔ پنجم: مکہ معظمہ بھر میں فقط ایک عالم کی نے تصدیق لکھی ہے۔ ان کا مہر خط آیا ہوا مجلس اہلسنت و جماعت میں موجود ہے کہ خلیل احمد غلط کہتا ہے ہم اس کی تکفیر پر قائم ہیں۔ جو ہم حسام الحرمین میں لکھ چکے ہیں۔ مسلمانو! دیکھو یہ ہے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد کہ یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون اور فرمایا کہ دجالوں کذابوں سے دور بھاگو۔ انہیں اپنے سے دور کرو۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ بلفظہ صفحہ ۷ (تاریخ وہابیہ دیوبندیہ) لیجئے۔ مفتی جی! آپ کے رسالہ التصدیقات کی چھان بین اچھی طرح ہو چکی۔ یعنی یہ پچاس جرح اور قرح اس رسالہ پر ایسی ہیں جو اس پر وارد ہو کر اس کو ہمیشہ کے لیے مردہ بے جان ثابت کر کے ستیاناس اور ملیامیٹ کر رہی ہیں۔ ایک دوزخ کاری لگے ہوئے جانبر ہونے نہیں دیتے اور جس پر اتنے حربے تیز لگیں اس کا چنا محال در محال ہے۔ اور آپ کی مہند ایسی کند کی گئی ہے جو مردہ وہابی کے ناک پر بھی اثر نہ کر سکے۔ علاوہ ان کے پانچ دیگر زخم کتاب تاریخ وہابیہ دیوبندیہ سے لاحق ہو کر بچپن قروح ہو گئے۔ کوئی بھی دیوبندی حکیم یا ان کا پیغمبر ان کو اند مال نہیں کر سکتا پس اب آپ اس رسالہ کو ہمیشہ کے لیے صفحہ ہستی سے معدوم اور ناپید سمجھیں۔ اس رسالہ کے متعلق تفوذاً ایک نکتہ بھی سن لیجئے وہ یہ کہ اس رسالہ کو پیدا ہوتے ہی دوز در رنگ کی چلہ میں پہنائی گئیں ہیں۔ جس سے ہر ایک شخص اس رسالہ کو دیکھتے ہی اس نتیجہ پر پہنچ جائے۔ اور اس کی زرد روئی سے ہی اندازہ کر لے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے سرخ روئی رکھی ہی نہیں۔ دو چادروں سے مراد اس رسالہ کے ابتدائی اور آخری اوراق ہیں۔ جو قدر تا زرد رنگ کے لگائے گئے ہیں۔ ہاں! آپ کی تہذیب اور گالیوں میں سے ایک یہ کہ اعلیٰ حضرات مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ اور مولانا بالفضل والعلم اولینا مجتہد ماتہ حاضرہ فاضل محمد احمد رضا خاں ابقاہم اللہ تعالیٰ کو مبتدعین میں سے لکھا ہے۔ اس صورت میں تمام اہلسنت و جماعت عرب و عجم کو مبتدعین بنایا ہے جس میں تمام دیوبندیوں کے پیرو مرشد حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر کی بھی داخل ہیں۔ جو تمام تم لوگوں سے سخت ناراض اور بیزار ہیں۔ مگر میں کہوں گا کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب و شتم کرنے سے باز نہیں آتے وہ ان کے غلاموں کو گالیاں دینے میں کیوں شرم کریں گے۔ ہرگز نہیں۔ اس لیے کہ ان کی شرم بازار میں نہیں بکتی ان کے گھروں میں بنتی ہے۔ اور یہ جو آپ نے اپنے علم غیب سے لکھا ہے کہ تم ان مبتدعین یعنی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور اعلیٰ حضرت فاضل قصوری کے مرید ہو۔ سو فوراً میرے منہ سے لعنت اللہ علیٰ الکاذبین نکل گیا۔ کیونکہ میں ان حضرات کا مرید ہرگز نہیں۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ ان دونوں بزرگوں کو نہایت اعلیٰ اور ارفع حائے اہلسنت و جماعت جانتا ہوں۔ اور مجتہدین ماننے میں کوئی شک نہیں کرتا۔ جنہوں نے اپنی سعی بلیغ سے دنیا کے ناواقف لوگوں کو بد دین و ملحدین ماننے میں کوئی شک نہیں کرتا۔ جنہوں نے اپنی سعی بلیغ سے دنیا کے ناواقف لوگوں کو بد دین و ملحدین کے شر سے اور مکرو فریب سے بچایا ہے۔ خدا کے سامنے ان کے مراتب و مدارج اللہ تعالیٰ کے نزدیک میں ان کو ہمیشہ کے لیے قائم رکھے اور جو خدا کے یہاں تشریف لے گئے ہیں۔ ان

کے مدارج اور مراتب بھی جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ ہوں۔ اور قیامت کے دن ہمارے لیے شفاعت کا ذریعہ ہوں۔ آمین ثم آمین۔ مگر آپ علم غیب یا غیب کی خبر دینے سے بقول خود کافر ہو گئے۔ ہاں! مجھے حضرت قبلہ و کعبہ قدس العارفین وزبدۃ السالکین پیر دستگیر سید صادق علی شاہ نقشبندی مجددی حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ساکن مکان شریف رزمیہ ضلع گورداسپور سے شرف بیعت حاصل ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

لیکن میں پوچھتا ہوں کہ آپ علم غیب بیان کر کے کافر و مشرک کیوں بنتے ہیں۔ آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ میں ان حضرات کا مرید ہوں یا یہ کہ مرزا قادیانی کی طرح آپ کو بھی الہام ہوتا ہے ہاں ممکن ہے کیونکہ ادھر آپ کی نسبت ضرور ہے۔ مبارک ہو۔

ق آپ کے خط کا جواب خاموشی پر رکھنا چاہتا تھا۔ مگر اس قدر کافی سمجھا گیا تاکہ آپ کی محنت و خرچ کا کچھ معاوضہ ہو جائے۔ صفحہ ۴۳۱۔

ع جواب کو خاموشی پر کیوں نہ رکھتے کیونکہ خصم کے پاس ان کا جواب ہو تو دے۔ ان زائد باتوں سے کام نہیں نکل سکتا۔ اگر کسی سے کچھ پڑھا ہے تو جواب لکھیے۔ ان زائد باتوں کو چھوڑیے۔

ق پہلے تو میں آپ کا خصم نہیں تھا۔ اور نہ آپ کو جانتا تھا۔ اب آپ نے خود مجھے اپنا خصم بنایا ہے۔ اب خلع کی درخواست کیوں ہوتی ہے۔ یہ جواب خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل سے ایسا لکھا گیا ہے کہ جس کا جواب آپ کے لیے موت کا سامنا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کے حبیب کا فضل اس خاکسار فضل احمد پر ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

ق اور خداوند کریم آپ کو صراط مستقیم اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ع نبی علیہ السلام کی تعظیم آپ کی اتباع میں ہے کہ فاتبعونی سے ظاہر ہے تو خداوند ذوالکرم ہمیں اور آپ کو جناب کی اتباع عنایت فرمائے۔ آمین۔

ق ہاں! آپ کے نزدیک اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے ساتھ صرف لفظ سلام ہو۔ اور صلوٰۃ درود شریف نہ ہو۔ اور فاتبعونی کے حکم کی تعمیل صرف اسی قدر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لفظ جناب سے یاد کیا جائے اور کوئی درود و سلام و صلوٰۃ اس کے ساتھ نہ ہو۔ اور آپ کی اتباع اور تعظیم کا طریق یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتیل اور گدھے سے تشبیہ دی جائے اور اس کو حق کہا جائے نعوذ باللہ منہا آپ کی تعظیم اور اتباع یہی ہے کہ چوری بھی کی جائے۔ آپ کی اتباع اور تعظیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی ہے کہ جو میری فہرست عقائد و بابیہ دیوبندیہ میں درج ہے۔ آپ بقولون بانواہم مالین فی قلوبہم کے مصداق ہیں۔

حاشیہ: خصم جسے خداوند شوہر، لغات فیروزی۔

ایسی اتباع آپ کو ہی مبارک ہو۔ آمین۔ خاکسار احقر فضل احمد عفا اللہ عنہ خفی نقشبندی۔

ع خفی رسول علیہ السلام کو عالم بالغیب نہیں جانتے اور نہ ختم وغیرہ بدعات کے قائل ہیں۔ بلکہ اس شخص کو کافر جانتے ہیں۔ جو نبی علیہ السلام کو عالم بالغیب جانے آپ بتلائیں۔ جب آپ نبی علیہ السلام کو عالم بالغیب جانتے ہیں۔ تو کیونکر آپ کو خفی جانا جائے۔ الخ کتبہ محمد عبداللہ خفی از بسبی ریاست پٹالہ مورخہ ۵ شعبان ۱۳۳۵ ہجری۔

ق واقعی میں سنی خفی ہوں۔ اور مشرباً نقشبندی مجددی ہوں۔ چاروں مذاہب کے مقلدین حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب بعلم خداداد سمجھتے ہیں۔ جس کو میں پورے طور پر ثابت کر چکا ہوں۔ بلکہ جو شخص حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم بالغیب نہ جانے اور تمسخر استہزاء کرے وہ منافق اور کافر ہے۔ یہ سب کچھ آیات و احادیث اور تفاسیر و کتب معتبرات سے ثابت کر چکا ہوں۔ اربعہ مذاہب کے مقلدین تو اس کے قائل ہیں۔ اور اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

اور یہی سنی خفی ہیں اور جو اس کے منکر ہیں وہ یا تو نرے نجدی غیر مقلد ہیں۔ یا وہ آپ جیسے وہابی خفی دیوبندی ہیں۔ جن کے عقائد میری فہرست شائع شدہ یا وہ اس کتاب میں ہیں جن کی تردید کماحقہ کی گئی ہے۔ اور یہ جو آپ لکھتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا لکھا ہوا دکھلائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم بالغیب جانتے تھے اور فاتحہ خوانی مروّجہ ختم کے قائل تھے الخ میں کہتا ہوں۔ کہ میں سب کچھ لکھ چکا ہوں۔ اور آپ کا فرض ہے کہ آپ دکھلا دیں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کا اور ختم مروّجہ کا اور مولود شریف کا کہاں انکار کیا ہے۔ اور کہاں آپ نے ان کے انکار کا ذکر کیا ہے یا ان کا لکھا ہوا دکھلایا جائے۔ اس لیے میں سنی خفی ہوں۔ اور آپ لوگ ظاہر میں وہابی خفی ہیں۔ ورنہ دراصل غیر مقلد وہابی۔ اور نقشبندی بھی میں خدا کے فضل سے ہوں۔ اور مولود شریف کا کرنا اور ختم اور فاتحہ خوانی وغیرہ، سوم، دہم، چہلم، وسالانہ وغیرہ نذر و نیاز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات اور دیگر کتب معتبرات سے ثابت کر چکا ہوں۔ میری اس کتاب کو پڑھ کر سنی خفی بنیں۔

اچھا مفتی جی! میں آپ سے صرف ایک بات آخر پر اور پوچھنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ آپ کو مفتی کی سند کہاں سے ملی ہے۔ اور لوگوں پر فتوے جاری کرنے کا اختیار کہاں سے حاصل ہوا۔ اور اپنے پر فتوے نہ لگانا کس کے حکم سے ہے۔ اور اتباع رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعوے کرنا اور دوسرے مسلمانوں کو کافر اور مشرک کہنا کس طرح جائز ہوا۔ وہ بات جو میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے:- نہایت معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنی بیوی کو بلا تصور طلاق ثلاثہ دے کر پھر رجوع کر کے بلا حلالہ اس کے ساتھ نکاح کر لیا۔ کیا آپ اسی قسم کے مفتی ہیں اور پہلے اس جرم چوری نقب زنی دفعہ ۴۵۴ تعزیرات ہند میں چھ ماہ کی قید کے سزایاب ہوئے اور تین ماہ قید بھگت کر اپیل عدالت ہائی کورٹ سے رہا ہوئے۔ کیا جو شخص چوری میں سزایاب ہو وہ بھی مفتی بنائے جانے یا بننے کے قابل ہوتا ہے۔ مجھے ان باتوں کے لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن چونکہ آپ نے میری نسبت بہت بہت سخت الفاظ گالیاں استعمال کی ہیں۔ اس لیے مجبوراً یہ حال لکھنا پڑا مجھے اس سے کچھ غرض نہیں کہ

آپ اس جرم میں سزا یاب ہوئے۔ جس میں شرعی سزا قطعید ہے اس سے میں درگزر کر کے یہ کہتا ہوں کہ جو آپ نے اپنی بیوی کو طلاق ثلاثہ دے کر پھر بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ منسوخ کر لیا۔ اس سے تو آپ مسلمانوں سے ہی نکل گئے۔ پھر مسلمانوں کے مفتی کیسے۔ ہاں دیوبندی مسلمانوں کے مفتی، یہاں پر میں آپ کے جد فاسد مولوی محمد مرحوم لدھیانوی کا لکھا ہوا فتوے درج کرتا ہوں اور پھر اس کو ختم کرتا ہوں۔ وہ یوں ہے:- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ جو شخص مطلقہ ثلاثہ کو بدوں حلالہ کرنے کے واسطے شوہر اول کے جواز نکاح کا فتویٰ دے ایسے شخص کو مسجد سے نکال دینے کا حکم ہے۔

الجواب

(۱) مطلقہ مذکورہ کو بدوں حلالہ کے درست کہنے والے کو شرعاً کافر قرار دینا بعید نہیں۔
(۲) اور شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ نے عقد الجید میں لکھا ہے کہ مطلقہ ثلاثہ کو بدوں حلالہ کے درست رکھنے والے عالم کو روسیاء کر کے نکال دینا لازم ہے۔

پہلی سطر کی عبارت صفحہ ۵ سطر ۶ میں اور دوسری عبارت صفحہ ۴ سطر ۲۰ پر درج ہے۔ دیکھو رسالہ انتظام المساجد باخراج اللفظ والکاسد والمفاسد مطبوعہ جعفری پریس لاہور مصنفہ مولوی محمد لدھیانوی۔ والسلام علی من اتبع الهدی فقیر فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی، حنفی، نقشبندی، مجذبی صادق پشتر کورٹ انسپکٹر پولیس لدھیانہ پنجاب مورخہ ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۳۳ ہجری المقدس۔

باب بست ویکم

مولوی اکبر حسین صاحب واعظ ساڈھوری کی علمیت

اور تقویٰ و طہارت دینی اور ترقی قومی کی کیفیت

قولہ: نقل مطالبات مولوی اکبر حسین صاحب ساڈھوری مورخہ ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ بخدمت جناب مولوی عبد الحمید صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ مفتی لدھیانہ۔

السلام علیکم! بموقع عید الفصحی ۱۳۳۴ ہجری ایک اشتہار بعنوان (مختصر فہرست عقائد وہابیہ اسمعیلیہ دیوبندیہ مخالف اہلسنت و جماعت) جس کے نیچے (راقم آثم فضل احمد عفا اللہ عنہ) تحریر ہے اور اشتہار مفتی شہر لدھیانہ محلہ جدید لکھا ہے۔ اور اس سے نیچے عبارت تحقیق و تصدیق آپ کی طرف سے یہ رقم ہے کہ:- بندہ نے عبارات مندرجہ بالا کو تحقیق کیا۔ واقعی ایسا ہی پایہ بلاشبہ ایسے عقیدہ والوں سے از حد نفرت اور ان کی امامت سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ہماری نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی۔ بقلم خود عبد الحمید مفتی لدھیانہ۔

آپ کی طرف سے مشتہر ہوا۔ اور علمی طور پر بھی آپ نے صرف قیام میلاد نہ کرنے والوں کے پیچھے نماز ناجائز ہونے کا

حکم صادر فرمایا ہے۔ الخ صفحہ ۴۲، سطر اول۔

اقول: واعظ ساڈھوری صاحب! میں خود ان باتوں کا جواب لکھ رہا ہوں۔ اور میرا ہی حق ہے کہ جواب دوں۔ مولانا عبد الحمید صاحب مفتی شہر لدھیانہ کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں اپنے مطالب کا جواب مجھ سے سنیے۔ اور مولانا کی طرف سے تجھے۔ یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ ”آپ نے صرف قیام میلاد نہ کرنے والوں کے پیچھے نماز ناجائز ہونے کا حکم صادر فرمایا ہے۔“ یہ آپ کا تجاہل عارفانہ ہے۔ کون سی عبارت سے آپ نے اس فقرہ کو نکالا ہے یا اپنی علمیت کا جو ہر دکھلاتے ہیں۔ ان کی تصدیقی عبارت میں کوئی ایسا ایک لفظ بھی موجود نہیں۔ یہ آپ کی ذہانت پر افسوس ہے کہ آپ دوسرے اردو کی عبارت کے سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں رکھتے۔ اور اپنے استاد کا ہی مقابلہ کرنے کو کھڑے ہو گئے۔ میری مختصر فہرست میں تیس (۲۳) عقائد کفریہ درج ہیں۔ ان میں سے ایک عقیدہ مولود شریف کا بھی ہے۔ اس میں درج ہے کہ یہ وہابی لوگ قیام کو بدعت اور شرک کہتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ اجماع امت کے منکر ہیں۔ اس لیے ان کے پیچھے ہماری نماز نہیں ہوتی۔ وہ اہلسنت و جماعت سے خارج ہیں۔ چونکہ بسم اللہ شریف کو لکھنے سے آپ اعراضاً بھول گئے۔ اس لیے جھوٹ بولنا شروع کر دیا۔ چلئے اپنے سوالات لیجئے (شروع کرنے کے وقت آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں لکھی اس لیے کام ابتر ہوا)۔

۱۔ امام ربانی محبوب سبحانی مجذبی دالف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ کو آپ حنفی المذہب اور مجذبی دالف ثانی جانتے اور مانتے ہیں یا نہیں؟

ج ۱۔ ہاں! بے شک ہم حضرت امام رحمۃ اللہ تعالیٰ کو مجذبی دالف ثانی اور مقلد امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مانتے ہیں۔ قولہ: امام ربانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے مکتوب نمبر ۳۳۷ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ سماع کو منع ہونے کا مبالغہ مولود کے منع ہونے کو بھی شامل ہے۔ الخ نمبر ۵ تک صفحہ ۴۲-۴۳۔

اقول: اس کا مفصل جواب لکھا جا چکا ہے۔ وہاں دیکھیے۔ اسی مکتوب میں وہ فرماتے ہیں کہ نہ اس کا رے کنیم نہ انکار ے کنیم۔ یہ مکتوب سماع کے بارے میں ہے۔ میرے جواب کو ٹھنڈے دل سے اور روشن چشم کو کوئی عینک عمدہ لگا کر دیکھیے۔ دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

۲۔ مندرجہ بالا ہر دو مکتوب سے مجلس مولود خوانی اور قیام میلاد کا جواز ہے۔ یا عدم جواز اگر جواز ہے۔ اور جواز ثابت ہے تو کون ہا فقرہ ہے؟

ج ۲۔ میں نے ہر دو مکتوب اور دیگر مکتوبات سے مولود شریف کا جواز نکال کر دکھلایا ہے اس میں فقرے اور عبارات درج کر دی گئی ہیں۔ دوبارہ لکھنا طوالت لا حاصل ہے بلکہ میں نے اس میں ثابت کر دیا ہے کہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ سماع کو بھی جائز فرما رہے ہیں۔ ایک دو فقروں کو دیکھ کر غلط فہمی سے غلط نتیجہ نکالنا آپ کی علمیت پر دال ہے۔

۳۔ قبر پر اذان کہنا حنفی المذہب میں کیا ہے؟

ج ۳- قبر پر اذان دینا بعد دفن کرنے کے حنفی المذہب میں بعض کے نزدیک سنت اور اکثر کے نزدیک مندوب ہے دیکھو کتب ذیل:

- (۱) رد المحتار شامی، جلد اول، صفحہ ۲۵۸۔
- (۲) ایذان الاجرفی القبر۔ کل۔
- (۳) قمر الاذان، صفحہ ۳۳۔ حاشیہ
- (۴) وجہ الصراط مسائل الصدقات والاسقاط، صفحہ ۳۳۔
- (۵) تاریخ وہابیہ دیوبندیہ، صفحہ ۶۸۔
- (۶) سیف الجبار، صفحہ ۵۴۔
- (۷) درالمکون فی دعاء الطاعون، صفحہ ۳۰۔
- (۸) فتاویٰ علمائے کراچی۔ کل۔

س ۴- جنازہ لے جانے کے وقت اگلی طرف میت کا سر ہونا چاہیے، یا پاؤں، حنفی مذہب میں مسنون طریقہ کیا ہے؟

ج ۴- میت کا سر اگلی طرف ہونا چاہیے (اس سوال میں وہابیوں کا افتراء ہے)۔

س ۵- مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی جو آپ کے استاد مولانا شاہ دین صاحب مرحوم کے پیر اور استاد بھی جن سے آپ نے سند حاصل کی ہے۔ حنفی المذہب عالم تھے یا وہابی؟

ج ۵- مولوی رشید احمد صاحب وہابی حنفی تھے۔ اور مولوی شاہ دین صاحب سنی حنفی تھے۔ افسوس ہے۔ آپ نے میرے اشتہار کو بغور نہیں پڑھا۔ میں نے اس میں ابتداء ہی سے صاف کر دیا ہے کہ وہابی دو قسم کے ہیں۔ ایک غیر مقلد وہابی اور دوسرے مقلد وہابی۔ جیسے مولوی رشید احمد لیکن عقائد میں سوائے تقلید کے دونوں متفق ہیں۔

س ۶- آپ کی تحقیق کے بموجب مولانا اشرف علی صاحب مولانا غلیل احمد صاحب انیٹھوی مولانا محمد صاحب و مولانا عبداللہ صاحب و مولانا عبدالعزیز صاحب لدھیانوی سے کون کون صاحب حنفی المذہب ہیں۔ اور کون کون وہابی۔ کیونکہ یہ صاحبان قیام میلاد اور مجلس میلاد کو منع فرماتے ہیں۔

ج ۶- یہ آپ کی لیاقت ہے کہ صیغہ ماضی اور حال سے بھی واقفیت نہیں۔ مولوی صاحبان لدھیانوی مدت سے وفات پا چکے ہوئے ہیں۔ مگر ان کی آپ بلیغہ حال تحریر کرتے ہیں کہ کون کون صاحب حنفی المذہب ہیں۔ اور وہ قیام میلاد اور مجلس میلاد کو منع فرماتے ہیں۔ مختصر اور مکمل جواب یہ ہے کہ جو لوگ میری فہرست کے مطابق اعتقاد رکھتے ہیں وہ وہابی ہیں۔ مولوی اشرف علی صاحب پہلے مولود شریف کیا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے فتوے میں مولوی رشید احمد صاحب کو بوجہ تشبیہ دینے مولود شریف کو کٹھنیا کے جنم سے ناقابل امامت اور بیعت لکھا ہے۔ فتویٰ ان کا مولود شریف کے باب میں درج ہو چکا ہے۔ وہاں دیکھ لیجئے۔ اور یہ بھی لکھنا غلط ہے کہ مولوی صاحبان لدھیانہ کے مجلس میلاد کو منع کرتے ہیں۔ کیونکہ مولوی محمد لدھیانوی جو سب سے زیادہ عالم اور صاحب تصانیف ہیں۔ اپنی کتاب فیوضات سید احمد کی میں مولود کے منکر کو وہابی لکھتے ہیں۔ جو باب بست و دوم وہابیوں کے تاریخی حالات میں درج ہوگا۔ اور باب اول میں مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کو اعلیٰ درجہ کے غیر مقلد لکھ چکے ہیں۔ اور جابجا مولوی رشید احمد کی مخالفت کی ہے۔ اس لیے

وہابیوں میں نہیں ہیں۔

س ۷- آپ نے اشتہار میں وہابیہ دیوبندیہ کا اشارہ کن لوگوں کی طرف کیا ہے؟

ج ۷- دیوبندیہ وہابیہ وہی لوگ ہیں جن کے عقائد میری فہرست میں درج اور اس کتاب میں مفصل لکھے گئے ہیں۔ ایسے لوگ خواہ دیوبند کے رہنے والے اور وہاں کے تعلیم یافتہ ہوں یا انبالہ اور ساڈھورہ کے رہنے والے ہوں۔ اور جن کے وہ عقائد نہ ہوں۔ خواہ وہ خاص دیوبند کے رہنے والے اور دیوبند کے تعلیم یافتہ ہوں۔ وہ اہلسنت و جماعت ہیں۔ وہابی نہیں۔

س ۸- آپ کے فتوے کا اثر کہ قیام نہ کرنے والے کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ حضرت امام ربانی مجدہ والف ثانی پر بھی پہنچتا ہے۔ یا نہیں؟ کیونکہ امام ربانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مجلس مولود ہی کو منع فرما رہے ہیں۔ قیام کا تو کیا ذکر؟

ج ۸- حضرت امام ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ پر اس کا کیا اثر ہے۔ آپ تو سماع کو بھی جائز فرما رہے ہیں تو مولود شریف اور قیام کا انکار کہاں۔ آپ کی سمجھ کا قصور ہے۔ اس کتاب کو پڑھیے۔

س ۹- جو شخص اہل سنت و جماعت ہو کر اہل روافض کی مجالس مرثیہ خوانی بموقع ایام عاشورہ شریک ہوتا رہے۔ اور اپنے بچوں کے گلوں میں لٹے پہنانے اور ان کو پینکھ بٹاؤے۔ اس سے بھی از حد نفرت چاہیے یا نہیں۔ اور یہ امور کیسے ہیں؟

ج ۹- میں اس سوال غیر متعلق کے جواب دینے کا پابند نہیں۔ ہاں! اب اپنی حالت پر فتویٰ طلب کرتے ہیں تو مضائقہ نہیں سو یہ امور مستفسرہ اچھے نہیں۔ لیکن جو شخص سنیوں میں سنی اور شیعہ میں شیعہ بنے۔ جیسے کہ آپ کا ساڈھورہ میں معمول ہے۔ یہ نہایت ہی برا بلکہ ایسا شخص منافق ہے۔ جس کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان المنافقین فی الدارک الاسفل من النار اور امور مندرجہ بالا کا مرتکب وہابیوں سے کئی درجہ اچھا ہے۔ اور لفظ پینکھ جو آپ نے لکھا ہے غلط ہے۔ صحیح پیک بمعنی قاصد ہے۔ اور پینکھ ہندی زبان میں جانور کو کہتے ہیں۔ اپنی علیت کا لحاظ رکھیے۔

س ۱۰- میلاد، وعظ، درس، درود خوانی کی ہر مجلس میں ہی روح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتی ہے۔ یا کسی میں نہیں بھی آتی۔ اور قیام کیوں نہیں ہوتا؟

ج ۱۰- یہ سوال آپ کا وہابیانہ علیت سے تعلق رکھتا ہے۔ سنئے۔ (اول) یہ قیام تعظیمی وقت ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص ہے۔ عام نہیں۔ یہ قیام اتباعی نقل ہے۔ ان فرشتوں کی جو وقت ظہور و پیدائش آں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صف باندھے ہوئے تعظیم کے لیے کھڑے تھے۔ خاص امر کو عام سمجھ لینا یہ آپ لوگوں کی علمی معلومات سے ہے۔ دیکھو پانی کو کھڑے ہو کر پینا شریعت میں مکروہ لکھا ہے۔ لیکن آب زمزم اور وضو سے بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔ اور عمامہ کھڑے ہو کر باندھنا سنت ہے۔ لیکن مسجد میں بیٹھ کر ہی باندھنے کا حکم ہے۔ اور اذان کو جب سنے کھڑا ہونا چاہیے۔ اور جب روضہ مطہرہ کی زیارت کو حاضر ہو تو دست بستہ کھڑا رہے۔ اور یہ بھی

کہ جب کوئی اپنا بزرگ یا پیشوا مجلس میں کھڑا ہو جائے تو سب کو کھڑا ہو جانا طریق سنت ہے۔ پانچواں یہ کہ جب مجلس سماع (جو وہابیوں کے نزدیک گناہ کبیرہ سے) کوئی وجد کی حالت میں کھڑا ہو جائے تو تمام مجلس کے لوگوں کو کھڑا ہو جانا چاہیے۔ کیا آپ ان تمام کھڑے ہو جانے کو گناہ تصور کرتے ہیں۔ اگر وہابی ہونے کی وجہ سے گناہ سمجھتے ہیں تو شوق سے۔ لیکن اہلسنت و جماعت ان کو سنت سمجھتے ہیں۔ اور وعظ یا درس یا درود خوانی میں وہ بات نہیں جو خاص میلاد شریف میں ہے کیونکہ ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ معنی ہیں کہ حضور سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم بطون سے عالم ظہور میں تشریف فرما ہوئے۔ اور تشریف لانے والے کے لیے قیام تعظیمی سنت و مستحسن ہے۔ کیونکہ موقع قدوم خاص ہے۔ اور امر خاص کے لیے خاص ہی بات یعنی قیام کی ضرورت ہے۔ اور وعظ اور درس درود خوانی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد مبارک کے لیے خاص نہیں۔ اس لیے ان میں قیام نہیں کیا جاتا۔

اور روح پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں چاہیں تشریف فرما ہوں۔ اس کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں۔ ان تمام باتوں کا ذکر بحث میلاد شریف اور قیام لطیف میں آچکا ہے۔ وہاں دیکھ لیجئے۔ شاید خدا ہدایت دے۔

س ۱۱۔ مروجہ میلاد اور قیام کب سے اور کس نے جاری کیا؟

ج ۱۱۔ جواب اس کا بحث میلاد شریف میں مفصل درج ہو چکا ہے۔ اس کو دیکھ لیجئے۔ اور یہاں صرف یہ ہے کہ آپ کی پیدائش سے سینکڑوں سال پہلے اور جاری کرنے والے بزرگ علماء اور سلاطین اسلام اولوالامر۔

س ۱۲۔ مندرجہ ذیل فقرات بلفظ لکھنے والا مسلمان رہتا ہے یا نہیں؟

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چہارے بھی ذلیل ہیں؟

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہے۔

(۳) خدا سے ہم کو کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں۔

ج ۱۲۔ فقرات مندرجہ بالا لکھنے والا پکا مسلمان ہے۔ جب کہ وہ پہلے کسی ملحد کے قول کو نقل کرنے سے الفاظ نقل کفر کفر نباشد۔

اور اس کا عقیدہ ان فقرات پر نہ ہو۔ اور نہ اس کی نیت ہو۔ بلکہ اس کی نیت کسی بد مذہب کے قول نقل کرنے سے لوگوں کو آگاہ کرنا اور راہ مستقیم دکھانا ہو۔ اور اس کا مقصود لوگوں کو وہ اقوال نقل کر کے گمراہی اور بے دینی سے بچانا ہو۔ ہاں

ایسے عقائد رکھنے اور لکھنے والا بے شک کافر اور مرتد ہے۔ اور کفار اور بے دینوں کے اقوال کے رد کے لیے نقل کرنے والا

شخص پکا دیندار مسلمان ہے۔ آپ کے خیال کے مطابق وہ تمام علماء ربانی جنہوں نے اپنی کتابوں میں کلمات کفر کے

باب لکھے ہیں۔ کافر ہیں۔ مگر اس میں کوئی شک اور شبہ نہیں رہا کہ آپ ضرور مسلمانی سے نکل گئے۔ کیونکہ آپ نے خود ان

کلمات کو لکھا۔ اور عقیدہ بھی آپ کا وہی ہے۔ جن کی آپ نے نقل کی ہے۔ اپنے ہی قول اور قرار سے آپ اسلام سے

خارج ہو گئے۔ چاہے کن راجاہ درپیش۔ دیکھیے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرعون لعین کے قول کی نقل فرماتا ہے: انا ربکم

الاعلیٰ میں تمہارا سب سے بڑا ہوں۔ پھر کفار کا قول ہے: قال ان الله ثالث ثلاثة کافروں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ تین میں کا ایک ہے۔ اسی طرح نصاریٰ کا قول ہے: ان الله هو المسيح ابن مريم اور قالت النصارى المسيح ابن الله اور قالت اليهود عزير بن الله یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔ اور وہ قالوا لا تزدن ولا تسوا ولا سواع ولا يغوث ويعوق ونسراً یعنی کفار نے کہا کہ اپنے معبودوں بتوں کو مت چھوڑو۔ اور نہ چھوڑو، سواع، یغوث، یعوق اور نسر (بتوں) کو یعنی ان پانچ بتوں کی پوجا کرنا چھوڑو۔ جو ہمارے خدا ہیں۔ اسی طرح اور بہت سی کفار کی کلام کی نقل قرآن شریف میں موجود ہے۔ دیکھیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر اب تک قرآن شریف کی تلاوت کرنے والے اور لکھنے والے آپ کے نزدیک سب کے سب مسلمانی سے نکل گئے۔ سبحان اللہ! آپ کی فہمید اور علمیت دینی۔ آپ کو جامع ازہر مصر کا پروفیسر بننا چاہیے۔ مگر افسوس کہ آپ کے ایسے علم کی قدردانی نہیں۔ دس بارہ روپیہ کی مدرسہ بھی بڑی مشکل سے دستیاب ہوئی۔ وہ بھی ریش مبارک کی صفائی کروا کر۔ یا مولانا عبد الحمید صاحب کے وضعی سرٹیفکیٹ پر۔

س ۱۳۔ ہر مخلوق کی طرح قرآن مجید کی حسب ذیل آیات میں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ شامل کرتے ہیں۔ یا نہیں:-

(۱) انسان بڑا ہی جلد باز ہے۔

(۲) انسان بڑا ہی ناشکر ہے۔

(۳) انسان بڑا ہی جاہل ہے۔ بلفظ؟

ج ۱۳۔ ہم ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شامل نہیں کرتے بلکہ جس شخص کا عقیدہ یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم ان آیات میں شامل ہیں۔ وہ ہمارے مسلمانان اہلسنت و جماعت کے نزدیک مردود کافر اور مرتد ہے۔

کیونکہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیں۔ اور جلد باز، ناشکر اور جاہل بنا دیا۔ ایسے مردود کی توبہ بھی

قبول نہیں وہ واجب القتل ہے۔ سنئے۔ آپ نے ان تین چار آیات کا ترجمہ کیا ہے:

(۱) وکان الانسان عجولا۔

(۲) ان الانسان لکفور یا۔

(۳) وکان الانسان کفورا۔

(۴) وحملها الانسان انه کان ظلوماً جهولاً۔ اب سنئے ان آیات میں لفظ انسان میں کون کون داخل ہیں۔ اگر

بڑی تفاسیر پر دسترس نہ ہو۔ تو تفسیر حسینی ہی دیکھ لیجئے۔ جو سب جگہ مل سکتی ہے۔ پہلی آیت شریف میں لفظ انسان میں نصر

بن حارث ہے۔ جو خدا سے عذاب جلدی مانگتا تھا اور کہتا تھا: امطر علينا حجارة من السماء۔ ہمارے پر آسمان

سے پھر برسا۔ اور دوسری اور تیسری آیات میں لفظ انسان میں کفار داخل ہیں۔ دیکھو تفسیر حسینی جلد دوم، سورہ حج اور چوتھی آیت شریف کا ترجمہ بھی غلط کیا ہے کہ ”انسان بڑا ہی جاہل ہے“۔ یہ آیت شریف سورہ احزاب میں ہے۔ اور آیت شریف کا شروع اس طرح انسا عو ضنا الامانة الایة ہے۔ اور ترجمہ اس کا اس طرح پر ہے ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا مگر سب نے انکار کیا۔ اور انسان نے اس کو اٹھالیا۔ وہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ناواقف تھا۔ اور آپ نے اپنی وہابیت کی تعلیم اور دینی تفہیم سے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ ”انسان بڑا ہی جاہل ہے“۔ یہ آپ کا دیوبندی خانہ زاد گستاخانہ و اہانتانہ ترجمہ ہے۔ جو بے ادبی اور نامرادی آپ لوگوں کے جسم میں شیطان نے کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے جو کچھ دل یا زبان سے نکلے گا وہ گالی کے لہجہ میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں ایسا ہی نکلے گا جو زنا کفر ہی کفر اور تداہو۔ اس آیت شریف کی تفسیریں مفسرین نے بہت کی ہیں۔ اول الذکر آیات کفار کے حق میں ہیں اور مؤخر الذکر آیت شریف حضرت آدم علیہ السلام کے حق میں ہے۔ لیکن آپ کی علیت دینی اور فہمید کی اہمیت و ملحدیت و زندہ بقیہ یہ ہے کہ ہر چار آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شامل کر رہے۔ الہی تو منتقم حقیقی ہے۔ اگر ان لوگوں کی حالت یہی ہے تو قیامت قریب ہے۔ مسلمانو دیکھو یہ لوگ کس بے باکی اور شوخ چشتی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین میں دریدہ دہنی کر رہے ہیں۔ صریح گالیاں دے رہے ہیں۔ تاہم یکے مسلمان اپنے من میں مٹھو بن رہے ہیں بلکہ علمائے حرمین شریفین سے افضل ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ یہاں تک ہی بس نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا شاگرد بنا رہے ہیں۔ نعوذ باللہ من هذه الخرافات وانحر علیلات۔

میں کہتا ہوں کہ لفظ انسان قرآن شریف میں جہاں جہاں آیا ہے جدا جدا معنوں اور مطلب پر وارد ہوا ہے۔ چنانچہ سورہ الرحمن میں ہے: خلق الانسان، علمہ البیان۔ اس لفظ میں ہر انسان داخل نہیں ہے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مراد ہیں۔ یعنی آدم علیہ السلام کو تمام اسماء سکھلا دیئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام علوم سکھلا دیئے اور جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ ہوگا سب کچھ تعلیم فرمادیا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود فرماتے ہیں: علمت علم الاولین والآخرین۔ مگر دیوبندی وہابیوں نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین اور سب و شتم کرنے پر قسم اٹھائی ہوئی ہے۔ اور اپنے امام الطائفہ دیوبندی مولویوں کی حمایت بیجا پر ایسے تلے ہوئے ہیں کہ ان کی عبارتوں اور گالیوں اور گستاخیوں کی تاویل میں بے ہودہ کرتے ہیں۔ بلکہ آپ جیسے مولوی جو دے کر پڑھے ہوئے قرآن شریف کی وہ آیات جو کفار کے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ وہ (ہائے غضب!!) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علوشان پر چسپاں کرتے ہیں۔ واہ مسلمان یا بے ایمانی۔ اس کے متعلق عقیدہ نمبر ۳ میں بھی لکھا جا چکا ہے جس سے تم لوگوں کی علمی قابلیت معلوم ہوتی ہے۔

س ۱۴- معراج شریف میں ہر آسمان کے فرشتوں نے قیام تعظیمی کیا ہے یا نہیں۔ اگر کیا ہے تو ذکر معراج شریف کے وقت

سات دفعہ قیام کیوں نہیں کیا جاتا؟

ج ۱۴- واہ واعظ صاحب! آپ کے سوالات لایخل ہیں۔ اس کا جواب آپ کے سوال نمبر ۱۰ میں لکھا جا چکا ہے کہ علمائے کرام امت محمدیہ اہلسنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق اور اجماع ہو چکا ہے کہ محفل مولود شریف میں قیام تعظیمی وقت ذکر ولادت باسعادت کیا جائے اور تمام بلاد اسلامیہ و غیر اسلامیہ بالخصوص حرمین شریفین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں یہی معمول ہے۔ جس کا مفصل بیان آپ کے عقیدہ نمبر ۱۹ بحث میلاد شریف و قیام میں ہو چکا ہے۔ باقی رہا آسمان والوں فرشتوں کا حضور کے لیے قیام کرنا۔ یہ ان کی سعادت اور محبت کا ثمرہ ہے۔ جو ان کو اس کا فخر حاصل ہوا۔ لیکن زمین والے مسلمانوں پر یہ فضل و کرم دوامی ہوا کہ وہ ہر مجلس میلاد شریف میں قیام تعظیمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے رہیں۔ اور منافق لوگ عداوت کی شقاوت اور سفاہت کی قساوت میں مرتے رہیں۔ فریق فی الجنة و فریق فی السعیر کی تمیز کرتے رہیں۔ اللہ پاک تیرا شکر ہے کہ تو نے اپنے مولویوں میں پیدا فرمایا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

س ۱۵- قاضی صاحب نے عدالت میں لکھوایا ہے۔ میں صرف دو ہی نمازیں مسجد میں پڑھتا ہوں اور باقی تین گھر میں۔ فرمائیے کیا تارک جماعت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گمراہ فاسق منافق نہیں فرمایا؟

ج ۱۵- آپ کو دینی واقفیت میں کمال ہے۔ اور علمی لیاقت بے مثال ہے۔ یہ اس لیے کہ آپ نے کسی دینی عالم سے کچھ نہیں پڑھا۔ صرف مولانا عبدالحمید صاحب مفتی لدھیانہ سے فرضی سرٹیفکیٹ ملازمت کے لیے حاصل کیا تھا۔ اور پھر انہیں کا مقابلہ کرنے لگ گئے۔ سچ فرمایا حضرت بلبل شیر از جناب شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے۔

کس نیا موخت علم تیرا زمن کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

اچھا فرمائیے! وہ کون سی حدیث شریف ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے گھر میں نماز عذر سے پڑھے۔ وہ گمراہ، فاسق اور منافق ہے۔ اس حدیث شریف کا پتا دیجئے۔ اور اگر کہو کہ تارک جماعت کے لیے یہ حکم ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس کی بھی حدیث شریف پیش کیجئے۔ جو ہرگز پیش نہ کر سوغے۔ بلکہ منافق اور فاسق اور گمراہ لوگ وہ ہیں جو جھوٹی حدیثیں بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہتان لگاتے ہیں جن کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: من کذب علی متعبدا فلیتبتوا مقعده من النار یا دوسرا فقرہ فجزاہ جہنم ہے۔ اہل سنت و جماعت کے مذہب میں جماعت کو واجب یا سنت مؤکدہ لکھا ہے تارک اس کا جب تک کہ بلا عذر اس کا عقیدہ جماعت کے سنت مؤکدہ کا نہ سو گناہ گار نہیں۔ ورنہ عذرات شرعی سے جماعتی میں داخل نہ ہونے سے وہ حکم ساقط ہو جاتا ہے۔ دیکھو رد المحتار شامی میں ہے۔ شرعی عذرات یہ ہیں۔ بیماری، اپانچ، مینہ یا کچھڑ کا ہونا، شدت کی سردی، سخت اندھیرا ہونا، رات کو آندھی چلنا، اپنے مال پر چوروں کا ڈر ہونا، قافلے کا چلا جانا، مریض کی خدمت کرنا، کھانے کا سامنے آنا بھوک کے وقت، علم فقہ کی مشغولی، اور شیخو حیت۔ ان عذرات شرعیہ سے جماعت کا حکم ساقط ہو گیا۔

ہاں! منافق اور فاسق وہ شخص ضرور ہے جو دنیا کمانے اور روٹی کے لالچ دس بارہ روپیہ ماہوار کی نوکری کے لیے اپنی لمبی داڑھی کو منڈوانے یا کترائے اور خشکی کرائے۔ اور حجام پر الزام لگائے اور منہ چھپالے۔

مولوی اکبر حسین کا مدرسہ کی نوکری کیلئے اپنی لمبی داڑھی کو کتر وانا

آپ کو یاد ہے کہ ایک دن خان بہادر محمد بہرام خان صاحب پشتر کے مکان بیٹھک کے اندر مقام لدھیانہ آپ آئے۔ اور میں وہاں پہلے سے بیٹھا ہوا تھا۔ اور آپ نے اپنے منہ کو اپنی دستار کے شملہ سے ڈھانپا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا کہ کیوں مولوی جی آپ کے منہ میں درد ہوتا ہے؟ تب آپ نے کہا کہ ہاں درد ہوتا ہے۔ لیکن جب میں نے آپ کے شملہ کو آپ کے منہ پر اپنے ہاتھ سے ہٹایا تو آپ کی لمبی داڑھی کو خشکاشی پایا۔ جو پہلے اس سے ایک بالشت اور دو انگشت تھی۔ میں نے کہا سبحان اللہ! یہ مولویوں کی حالت ہے۔ تب آپ بہت شرمندہ ہوئے۔ اور کہا کہ حجام بد لگام نے غلطی سے میری داڑھی کتر ڈالی۔ کذب پر کذب۔ کیوں مولوی جی احادیث اور کتب فقہ میں حد شرعی کے خلاف داڑھی کتر وانے والا فاسق اور منافق ہے۔ یا نہیں۔ اور پھر جب کہ مدرسہ کی نوکری کے لیے جوان دنوں میں گورنمنٹ سکول میں صرف نوکری کی امیدواری تھی۔ ایسے لوگ ضرور منافق ہیں۔ میں تو بوجہ مشغولیت و مصروفیت علم دین و ترویج فرق مذہب باطلہ و ہابیہ مرزائیہ کے دودقت یا زیادہ اپنے مذہب کی مسجد میں باوجود یکہ میرے مکان سے دور ہے۔ یا جماعت نماز پڑھ لیتا ہوں۔ لیکن آپ کہیے کہ بحالت امیدواری اضطرابی اور بے قراری مدرسہ سرکاری میں ایک وقت کی جماعت بھی نصیب میں نہیں۔ بلکہ سرے سے نمازیں ہی چٹ ہیں۔ پھر وہی آیت شریف یقولون بافواہم مالیس فی قلوبہم آپ پر وارد ہے۔

س ۱۶- قاضی صاحب نے عدالت میں شاہ آخلاق صاحب دہلوی نواسہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور تمام علمائے دیوبند مثل مولانا قاسم علی محمود حسن ورشید احمد و خلیل احمد و محمد اشرف علی صاحبان (ہمیشہ رہیں برکتیں ان کی) کو کافر اور سنت و جماعت سے خارج جانتا ہوں لکھایا ہے۔ کیا آپ اس بیان کے ساتھ متفق ہیں۔ اگر نہیں تو پھر قاضی صاحب کے حق میں شرعاً کیا حکم صادر فرماتے ہیں؟

ج ۱۶- میں نے جو کچھ کچھری میں لکھوایا ہے وہ صحیح ہے۔ ہاں کچھری میں تو میں نے لکھوایا تھا کہ دیوبندیوں کو میں اہلسنت و جماعت سے خارج سمجھتا ہوں۔ لیکن ان کی تکفیر میں فتاویٰ حرمین شریفین سے ہو چکے ہیں وہ صحیح ہیں۔ اور اب جو میں نے اپنی کتاب میں تحقیقات کی ہے۔ اس سے اور بھی صاف ہو گیا ہے۔ کہ واقعی وہ جن کے عقائد فہرست مشتملہ اور میری اس کتاب میں درج ہیں۔ واقعی کافر ہیں۔ اور جو شخص ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور یہی فتاویٰ عرب و عجم کے ہیں۔

حاشیہ: ہاں درد ہوتا ہے انخ تراجموت تھا۔ پھر حجام پر الزام لگایا۔ وہ بھی جھوٹ۔ حالانکہ نہ کوئی درد تھا۔ نہ حجام کی غلطی تھی۔ مگر ہاں مولوی جی جھوٹ کے عادی اور بموجب حدیث شریف منافق ہیں۔ اور داڑھی کتر وانے سے ذیل منافق اور وہابیہ عقائد سے ذیل کافر ۱۲۰

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو آپ اور آپ کے مولوی گالیاں دیں، توہین کریں، عیب لگائیں، تب تو آپ لوگوں کی خوشی ہو۔ اور جب ان کے کفر اور ارتداد کو ان کی تحریروں، اور کتابوں اور فتوؤں سے ظاہر کیا جائے تو آپ کے گھر میں ماتم ہو جائے اور نوحہ کرنے لگ جائیں۔ آپ ان کے مسلمان بنانے کی فکر کریں۔ یا خدا توفیق دے تو خود مسلمان بن جاؤ۔ ورنہ روز حشر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو جہنمیوں میں دھتکارے جاؤ گے۔

س ۱۷- جو شخص باوجود نقشبندی اور حنفی ہونے کے قیام میلاد کو ضروری جانے اور تارک قیام پر ملامت کرے اس کے پیچھے نماز ناجائز سمجھے اور ہر مجلس میلاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جانے اور آپ کے عالم الغیب ہونے کا اعتقاد رکھے۔ ایسے شخص کے لیے شرعاً کیا حکم ہے۔

ج ۱۷- تمام سنی حنفی نقشبندی قادری چشتی سہروردی اور ماہکی شافعی حنبلی میلاد شریف اور قیام کو مستحسن اور فرض کفایہ جانتے ہیں۔ اور بعض نے سنت اور واجب اور فرض کفایہ لکھا ہے جو اپنی جگہ بحث میلاد شریف میں درج ہو چکا ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا پکا مسلمان اور پکا ایمان و ایقان سنی حنفی اور محب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ یہی شرعاً اس کے لیے حکم ہے۔

س ۱۸- علم غیب کی کیا تعریف ہے؟

ج ۱۸- علم غیب کی تعریف بحوالہ کتب معتبرات علم غیب کی بحث میں مفصل ہو چکی ہے۔ زیادہ تکرار کرنا باعث طوالت ہے۔ قولہ: نوٹ: ان مطالبات کے جواب دینے کا مولانا عبدالحمید صاحب مفتی شہر لدھیانہ نے ہفتہ عشرہ کا وعدہ فرمایا تھا۔ تاہنوز جواب سے ممنون نہیں فرمایا۔ منتظر ہوں۔ اکبر حسین ساڈھوروی۔

اقول: نوٹ: مولانا صاحب موصوف کا ایسے ایسے مطالبات کی طرف رجوع کرنا اپنا قیمتی وقت ضائع کرنا قصور فرماتے ہیں۔ لیجئے! آپ کے مطالبات پورے ہو چکے۔ ان کو مولانا صاحب کی طرف سے ہی سمجھ کر اپنی تسکین کریں۔ ماننا نہ ماننا آپ کے اختیار میں ہے۔ جو لوگ خداوند تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اپنے مرشدوں کے حکم کو نہیں مانتے وہ ہماری تحریر کو کب ماننے لگے۔ خیر مانیں یا نہ مانیں لیکن میں تو اپنے خالص سنی حنفی بھائیوں کی تقویت کے لیے لکھ چکا ہوں۔ اور اگر کسی وہابی کو بھی اللہ تعالیٰ توفیق کرے تو کیا بعید ہے۔ اور لفظ ”تاہنوز“ کا لکھنا آپ کی علمیت کی قلعی کھول کر داد دے رہا ہے۔

مولوی اکبر حسین کے نام کی تشریح اور ان کا شجرہ نسب

آپ نے اپنا نام اکبر حسین لکھا ہے۔ یہ ساڈھورہ کے سادات میں رہنے کا موجب ہے۔ اکبر حسین کے معنی سب سے بڑا حسین ہے۔ کیا آپ سب سے بڑا حسین ہیں۔ تمام مسلمانوں سنی اور شیعہوں میں سب سے بڑے حسین تو سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کو اس سے کیا نسبت۔ دراصل یہ بھی ایک قسم کی گستاخی ہے۔ مگر آپ کو اس کی پروا نہیں۔ کاش اگر اپنا نام

اصغر حسین رکھتے تو شاید اچھا ہوتا یا کیا صرف اکبر نام کافی نہ تھا۔ جو آپ کے ماں باپ نے رکھا تھا۔ یہ اثر سادات ساڈھوہ کا ہے۔ جن میں آپ اکثر رہے ہیں۔ اور یہ بھی بات ہے کہ جن لوگوں کا عقیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا بھائی یا بھائی کہنے لکھنے اور سمجھنے کا ہے۔ وہ حضرت سید الشہد ارضی اللہ عنہ کو اپنا بڑا کس طرح سمجھ سکتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دوسرا غضب آپ کی طرف سے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ اپنے آپ کو قوم سید بتلاتے اور لکھواتے ہیں۔ حالانکہ میں خود اور اکثر لدھیانہ کے باشندگان آپ کی قوم یا ذات کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور آپ کے قریبی رشتہ دار موضع گل میں جولدھیانہ سے قریب چار کوس کے ہے موجود ہیں یعنی آپ کا پھوپھا مسمیٰ پیر بخش (بقول آپ کے شریک نام ہے) اور مسماۃ چاگاں آپ کی پھوپھی قوم جولہا (اس وقت موضع گل میں موجود ہیں۔ اور پیر بخش کا ایک بڑا لڑکا نور بخش نابینا ہے۔ اور دوسرا چھوٹا لڑکا جس کا نام نشی ہے۔ وہ گاؤں کی بکریاں چراتا ہے۔ اور آپ کا والد مسمیٰ نواب تھا۔ اور آپ کے دو بھائی امیر اور وزیر نامی بھی تھے جو مر گئے۔ اور آپ کے باپ نے آپ کا نام تقولا اکبر رکھا تھا۔ یعنی نواب باپ کا نام اور اس کے تین لڑکے امیر، وزیر، اکبر ہوئے۔ گویا نواب نے سلطنت کے عہدے اور ارکان گھر میں تقسیم کر لیے۔ اور آپ کا نام اکبر، اکبر بادشاہ کے نام پر رکھا تا کہ مغلیہ سلطنت کی قال آپ پر قائم کی جائے۔ چھپکلی کو محلوں کی خواہیں۔ اور آپ کا تایا مہتاب نامی تھا جو فوت ہو گیا۔ اور آپ کے دادا کا نام غوثا اور پڑدادا کا نام چراغا تھا۔ جو جولہا ہے کپڑا بانی کیا کرتے تھے۔ سرکھ سنگھ نمبر دار وغیرہ سات نمبر دار اور ماڑا وغیرہ چوکیدار اس بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور آپ کا کوئی مکان یا چھپر تک اس گاؤں گل میں اس وقت نہیں۔ اگرچہ آپ اسی جگہ کے باشندے ہیں۔ باوجود اس کے آپ نے اب مدرسہ کی ملازمت کے وقت اپنی قوم سید لکھوائی ہے۔ اور اپنی تاریخ پیدائش ۱۸۸۲ء لکھوائی ہے۔ جو زرا جھوٹ ہے۔ اور حدیث میں داخل و خارج نسب پر لعنت وارد ہے۔ زمانہ قریب قیامت ہے جو چاہے بن جائے۔ کیا روک ہے۔ مگر اس قدر چھلانگ کہ سوائے سید بننے کے اور کوئی قوم نیچے کی پسند ہی نہ آئی۔ ایسے کو دے کہ سید ہی بن کر رہے۔ یہ بھی سادات ساڈھوہ کی صحبت کا اثر ہے۔ اس لیے کہ مجاوروں کے گھر میں شادی بھی ہو گئی۔ خدا کی شان ہے جب کوئی جولہا دولت مند اور مالدار ہو گیا وہ سید بن گیا۔ یا کچھ تھوڑا بہت پڑھ گیا تو وہ بھی سید بن گیا۔ کیا اچھا کہا کسی بزرگ نے۔

سال اول حانک بودم سال دوم شیخ شد

غلہ چوں ارزاں شود امسال سیدی شوم

لیجے! جو چاہے بن جائے۔ میں آپ کے اس دروغ بے فروغ اور دھوکا دہی کی اطلاع سررشتہ، تعلیم میں نہیں کرتا۔ مجھے کیا البتہ آپ کا تورع اور تقویٰ جتنا نا تھا جو صحیح عرض کر دیا زیادہ زیادہ۔ لیجے مفتی جی! آپ کے رسالہ کا جواب پورا ہو گیا۔ اور اس کے پورا ہونے کی تواریخ اس طرح پیدا ہوئی۔

پہلی تاریخ

انوار آفتاب صداقت

۱۳۳۷ھ

دوسری تاریخ

اثبات عقائد معیوب وہابیہ دیوبندیہ

۱۳۳۷ھ

نیری تاریخ آئینہ اثبات عقائد باطل وہابیہ دیوبندیہ ۱۳۳۷ھ
 چندی تاریخ مصصام فضل باہلاک وہابیہ حمل ۱۳۳۷ھ
 بانچواں تاریخی نام قاطع الوتین جان ناحق گو منافقین وہابیتین ۱۳۳۷ھ
 پچھتا تاریخی نام قاضی فضل احمد کا وہابی ۱۹۱۹ء
 یہ چھ تاریخی نام اس کتاب کے کافی ہیں اور بس۔

چاشنی طبع کے لیے صرف ایک غزل اور نذر ہے

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
 مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں ذکر آیات ولادت کیجئے
 غیظ سے جل جائیں بدینوں کے دل یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے
 آپ درگاہ خدا میں ہیں وجیہہ ہاں شفاعت بالوجاہت کیجئے
 حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب اب شفاعت بالحبت کیجئے
 اذن کب کامل چکا اب تو حضور ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے
 کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام جان کافر پر قیامت کیجئے
 شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے
 ظالموں محبوب کا حق تھا یہی عشق کے بدلے عداوت کیجئے
 والضحیٰ، حجرات، الم نشرح سے پھر مومنوں اتمام حجت کیجئے
 بیٹھتے اٹھتے حضور پاک سے التجاؤ استغاثت کیجئے
 یا رسول اللہ دہائی آپ کی گوشال اہل بدعت کیجئے
 غوث اعظم آپ سے فریاد ہے زندہ پھر یہ پاک ملت کیجئے
 یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہی اولیا کو حکم نصرت کیجئے
 میرے آقا حضرت اچھے میاں ہو رضا اچھا وہ صورت کیجئے

(باب بست و دوم)

وہابیوں کے تاریخی حالات مختصراً اور وہابی

کون ہیں اور کب سے ان کا خروج ہوا؟

مفتی جی بسی نے اپنے اعتراضات اور جوابات میں اس بات کی ناراضی ظاہر فرمائی ہے کہ ہم کو وہابی کیوں کہا گیا۔ اس لیے انہوں نے مجھے خارجی، معتزلہ، کافر اور مشرک وغیرہ خطاب دیا ہے۔ اس لیے اس امر کو صاف کرنا ضروری ہے کہ کون لوگ وہابی ہیں۔ اور کب سے ان کا خروج ہوا۔ اور ہندوستان میں کب سے وہابیت آئی آپ کو معلوم ہوگا کہ میں نے اپنے اشتہار میں وہابیہ کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ ایک تو غیر مقلد وہابی اور دوسرے مقلد وہابی۔ جو تقلید کی آڑ میں ہمارے لیے مارتین کا کام دیتے ہیں۔ کیونکہ غیر مقلد وہابیہ تو اپنے افعال انکار تقلید شخص اور رفع یدین اور آمین بالجہر اور ناگیں چیر کر کھڑے ہونے اور پہلو انوں کی طرح تھابی مار کر سینہ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے کی علامات سے ظاہر ہیں۔ لیکن دوسری قسم کے وہابی وہ ہیں کہ جب تک ان کا عقیدہ معلوم نہ ہو تب تک شناخت میں آنا مشکل ہے۔ اور یہ لوگ اسلام اور مسلمانوں کے لیے جو اہلسنت و جماعت میں نہایت مضر اور موزی ہیں۔ اس لیے میں چند کتب معتبرات تاریخی سے دکھلاتا ہوں کہ وہابی فرقہ کب سے پیدا ہوا اور ہمارے ہندوستان اور پنجاب میں کیسے پہنچا۔ نیز ان کے خیالات گورنمنٹ برطانیہ سے کیسے ہیں میرے تجربہ کی بات ہے کہ سب سے پہلے اہلسنت و جماعت ان وہابیوں کو محمد بن عبد الوہاب نجدی کی نسبت سے وہابی کہتے تھے۔ اور ان کے حالات گورنمنٹ انگلینڈ کے خلاف معلوم ہوئے۔ تو گورنمنٹ کو ان کی خبر پہنچنے لگی۔ اس پر ان کی نگرانی اور نگہداشت ہونے لگی تو انہوں نے اس کی صفائی میں اپنے رسالوں اور کتابوں اور نظموں میں یوں کی۔ اور لکھنے لگے

وہابی کا معنی ہے رحمان والا کچھ اور ہی سمجھتا ہے شیطان والا

یعنی اپنے آپ کو اللہ والے کہنے لگے۔ اور وہاب کے لفظ سے بیاہستی ہے۔ اور دوسرے لوگ جو عبد الوہاب کی نسبت کرتے ہیں۔ وہ شیطان والے ہیں۔ لیکن تاہم ان کی تسلی نہ ہوئی۔ اور یہ قوم مشکوک متصور ہوئی۔ تب انہوں نے اپنے آپ کو مؤحد کہنا شروع کیا۔ لیکن مسلمانوں نے کہا کہ اب یہ لوگ مؤحد بنتے ہیں۔ سو مؤحد ایک جاننے والے کو کہتے ہیں۔ جو صرف خدا ہی کو مانے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منکر ہو۔ تب انہوں نے اس شک کو رفع کرنے کی غرض سے اس نام سے بھی روگردانی کر کے اپنا نام محمدی رکھا۔ تب مسلمانوں نے کہا ہاں بے شک یہ لوگ محمدی ہیں۔ محمد بن عبد الوہاب کے پیرو ہیں۔ اس کے ساتھ

لبت ہے۔ اس لیے ضرور یہ لوگ محمدی ہیں۔ جب یہ بات ان کو معلوم ہوئی تب سے انہوں نے اپنا نام الحمدیث رکھ لیا۔ اب تک جاری ہے یہ وہ لوگ ہیں۔ جو خالص غیر مقلد وہابی ہیں۔ لیکن اب بھی مسلمان لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ الحمدیث صرف حدیث کو مانتے ہیں۔ اور قرآن شریف کی پروا نہیں۔ یعنی حدیث بخاری کو قرآن شریف پر مقدم کرتے ہیں۔ جیسے قرآن شریف میں حکم ہے کہ جس وقت قرآن شریف کی قراءۃ ہو تو تم چپ اور خاموش ہو کر سنو (نماز، غیر نماز دونوں میں) لیکن اس کو قبول نہیں کرتے۔ اور حدیث بخاری پر عمل کر کے قرآن شریف امام کے پیچھے پڑھتے ہیں۔ اسی طرح قرآن شریف میں حکم ہے کہ آمین آہستہ اور خفیہ کہو۔ مگر یہ لوگ اس کو تسلیم نہ کر کے آمین بالجہر پکارتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس اسی طرح کے اور مسائل ہیں جن میں قرآن مجید پر حدیث شریف کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور دوسری شاخ وہابیہ کی وہ ہے جو مقلدین امام کہلا کر باقی تمام مسائل ہرست یا کتاب ہذا پر عمل کرتے ہیں۔ اور باہم دونوں متفق ہیں۔

(۱) شرح تحفہ محمدیہ فی رد فرقہ مرتد یہ مصنفہ مولانا اشرف علی صاحب گلشن آبادی۔ جو مطبع فتح الکریم ممبئی میں ۱۲۹۹ ہجری میں طبع ہو کر شائع ہوئی صفحہ ۳ سے ۱۰ تک۔ بیان نوپیدا ہونا فرقہ وہابیہ کا، جاننا چاہیے کہ ۱۲ ہجری میں حنبلی مذہب سے ایک شخص ابن تیمیہ نامی گمراہ مذہب نکلا تھا۔ بدی کی باتوں کو اپنا جزو ایمان ٹھہراتا تھا۔ چنانچہ انکار شفاعت کا کیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جس کے باب میں اذن دے گا اسی کی شفاعت کریں گے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مقدسہ کی زیارت کے لیے سفر حرام ہے۔ اور توسل واستمداد اولیاء اللہ سے ممنوع ہے وغیرہ۔ اور بڑے بڑے علماء نے اس کا رد لکھا۔ اور بادشاہ تک اس کی خبر پہنچی۔ ابن تیمیہ جیل میں قید کیا گیا۔ اور یہ حکم جاری ہوا کہ من کان علی عقیدۃ ابن تیمیہ حل مالہ ودمہ یعنی جو شخص ابن تیمیہ کا سا عقیدہ رکھے گا سو کافر ہے۔ اور اس کا مال اور خون قتل مسلمانوں پر حلال ہے۔ اس کے زمانہ بعید کے بعد عبد الوہاب پیدا ہوا۔ ملخصاً

(۲) بوارق محمدیہ مصنفہ حضرت فاضل اجل سیف اللہ المسلمول مولانا مولوی فضل الرسول بدایونی علیہ الرحمۃ ۱۲۶۵ ہجری جس کا ترجمہ حضرت مولانا مولوی غلام قادر فاضل بھیروی علیہ الرحمۃ نے کیا۔ وہ ہندوستان صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجد کے حق میں یہ فرمایا: ہناک الزلازل و الفتن دہبا یطلع لون الشیطان (نجد میں) زلزلے اور فتنے ہوں گے۔ اور یہاں شیطان کا گردہ پیدا ہوگا۔ اس پیشینگوئی کا ظہور اس طرح پر ہوا کہ ۱۲۰۳ ہجری میں بسبب وفات سلطان عبد الحمید خاں مرحوم (سلطان دوم) کے اور فساد قائم کرنے اس کے شہزادہ سلطان سلیم کے اور دیگر اور شورش باہمی و ارثان سلطنت روم کے وہاں خلل اور فساد فتنہ برپا ہوا۔ اور سب صوبے سرکش اور باغی ہو گئے۔ اور آمدنی نذر و تحائف و مواجب و خیرات جو اہل حرمین محترمین اور شریف مکہ کے واسطے سلطان کی جانب سے سال بسال آتے تھے سب مسدود ہو گئے۔ اور شان و شوکت شریف مکہ کی درہم برہم ہو گئی۔ اور ہر ایک جاہ طلب جو جمعیت رکھتا تھا۔ ملک گیری کے خیال میں لگا۔ چنانچہ عبد الوہاب نام کے قبائل نجد میں ممتاز اور مشارالہ میں معتقد و پیشوائے عام و خاص کا ہو رہا تھا۔ ریاست

کے فکر میں لگا چونکہ حصول منصب ریاست بغیر سرمایہ نقد و واجناس مشکل ہے۔ لہذا اس نے اپنے بیٹوں اور پوتوں اور دوستوں سے مشورہ کر کے استعراج کیا کہ بغیر زر حصول ریاست کس طرح ہو۔ سب متفق الرائے ہوئے۔ کہ بجز حیلہ و دینداری کے کوئی دوسری تدبیر نہیں اس حیلہ کے عوام الناس کی جمعیت کے زور سے اولاً حرمین پر کہ خزانہ اور دفائن سے مملو اور مالا مال ہیں۔ قبضہ کرنا مناسب ہے۔ بعد تسلط بر حرمین شریفین باقی بلاد اسلامی بہولت مفتوح اور مسخر ہو جائیں گے۔ بعد قرار داد ہذا کے اس کے خاندان کے سب لوگ عوام الناس کو مرد بنانے لگے اور عامہ خلاف کو دام اطاعت اور انقیاد میں لا کر ۱۲۱۸ ہجری میں یم جمعہ جمع عام کیا۔ اور امرا اور ارکان اطراف و جوانب کو حاضر کر کے یہ وعظ کیا کہ شرع میں بادشاہ کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اقامت جمعہ وعید و عزل و نصب قاضیاں اور دادری مظلومان اور تنبیہ ظالماں اور اجرائے حدود شرعیہ سب بادشاہ پر موقوف ہیں۔ اور سلطان روم کو محض برائے نام بادشاہ ہے۔ کچھ قوت اور شوکت نہیں رکھتا۔ اور خطبہ میں اس کا نام غازی وغیرہ لینا سراسر دروغ اور افتراء ہے۔ اور عین خطبہ میں منبر پر دروغ کہنا مطلق حرام ہے۔ اب لازم ہے کہ سب حاضرین متفق ہو کر ایک شخص کو بادشاہ مقرر کریں۔ اور اطاعت اس کی اپنے ذمہ واجب سمجھیں۔ مگر مجھ کو معذور رکھیں۔ کیونکہ مجھ کو دنیا کی کچھ رغبت نہیں ہے۔ خواص بولے کہ بجز ذات شریف کے دوسرا کوئی اس امر کے لائق نہیں۔ تب خود بدولت بولے کہ عالم مجبوری ہے۔ اب میں گردہ اہل اسلام کی مخالفت کس طرح کروں۔ مگر اس شرط پر منظور ہے کہ عقائد اور اعمال میں تم میرے مطیع رہو۔ آخر الامر سب کی بیعت لے کر امیر المومنین کا لقب پایا۔ اور اسی روز خطبہ میں بجائے نام سلطان روم کے اپنا نام درج کر دیا۔ اور دوسرے جمعہ قرب جوار شہروں میں نام اس کا بجائے نام سلطان کے جاری ہو گیا۔ اور اپنا وطن کہ درعیہ نام رکھتا ہے۔ مقرر اقامت قرار دیا۔ اور تادم زیست خود اس نے وہاں سے حرکت اور جنبش نہ کی۔ اور بیٹوں اور پوتوں کو بلاد و امصار و امصار میں معین اور مقرر کر کے بالقاب خلفائے راشدین موسوم کیا۔ اور قاضی اور مفتی و محتسب مقامات مناسب میں تعین کر کے اشاعت عدل و احیاء دین میں مصروف ہوا۔ بعد از تمہید مقدمہ انجیش مقصود اصلی کی طرف متوجہ ہوا۔ یعنی حرمین شریفین کے خزانہ کے غارت کرنے کی اسی طرح تیاری کی کہ از ابتداء آغاز قرار داد امامت تا تسلط و انتظام ملکی کہ بوساطت و زیات ہوا خود بدولت اختراع مذہب جدید کہ مابین کفر و اسلام کے ہو۔ اور اہلسنت و جماعت اور سائر فرق اسلامی سے مہانت و مخالفت رکھتا ہو مصروف رہا۔ چنانچہ مسائل متفرق مذہب معتزلہ و خوارج و ملاحدہ ظاہر یہ اور دیگر اہل ہوا سے انتخاب کر کے اور چند مسائل طبع ز ادایجاد کر کے جملہ مسائل مدلل بدلائل اور احادیث سے ایک کتاب تالیف کی جس کا مقدمہ ایذا کر کے اور کچھ بسط و تفصیل سے تکمیل کر کے اس کے بیٹے محمد نام نے اس کو کتاب التوحید سے موسوم کیا۔ اور اس کو دو باب پر منقسم کیا۔ پہلا باب شرک کے رد میں۔ دوسرا باب بدعت کے رد میں۔ خلاصہ اس کتاب کا تکفیر و تفسیق تمام امت مرحومہ کے چند نسخے اس کتاب کے اپنے خلفائے راشدین کو دراصل مار قین فی الدین یعنی خارجی اور زندیق تھے ار سال کیے اور اسی اثناء میں خود بدولت دارالبوار میں داخل ہوا۔ اور جہنم واصل ہوا۔ بعد از تمہید مقدمہ ہذا سعود نام سعود عاقبت نام محمود ۱۲۲۱ھ میں بہت سال لشکر ہمراہ لے کر عازم بیت اللہ کا ہوا۔ اہل حرم اس کے اتباع سنت و اشاعت

عدل و احیاء دین کی خبر سن کر منتظر ملاقات کے ہوئے۔ اور ہر چند قرب و جوار کے لوگوں نے ان کا حال دیکھ بھال کر مکہ معظمہ میں انشاء راز کیا۔ شریف مکہ سے درخواست کی کہ ترکی لشکر اور عربی بدوؤں کو بلا کر استحکام مکہ معظمہ کا کریں۔ شریف نے ایک نہ سنی۔ کہنے لگا معاذ اللہ میں زائرین خانہ خدا کی ممانعت و مزاحمت کروں۔ بلکہ درخواست کرنے والوں کو زجر و توبیخ کی۔ اتنے میں سعود نام سعود روانہ ہوا۔ پھر ارکان مکہ نے شریف سے کہا کہ آپ کی غفلت کے سبب سے مکہ میں خونریزی ہوگی۔ شریف نے یہی جواب دیا کہ متبعان سنت سے ایسی حرکات سرزد نہیں ہوتیں۔ اسی اثناء میں سعود کا لشکر قرن المنازل میں پہنچا۔ (قرن المنازل میقات اہل نجد کا نام ہے) مکہ سے طرح و دیکر طائف میں جا کر تمام شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اور ارکان و عیان طائف کو کہلا بھیجا کہ خلیفہ راشد براہ محبت دینی ملاقات کے لیے تم کو یاد کرتا ہے۔ سب لوگ باطمینان تمام خوش و خرم باہر آئے بجز دینچنے کے ان کے سرتن سے جدا کروادے۔ اور فوراً چار طرف سے شہر طائف پر یورش کا حکم دے دیا۔ زن و مرد۔ خور و کلاں جو آگے آیا۔ سب کو تہ تیغ کیا۔ اور جو معاملہ ہلا کو خاں ملعون چنگیزی نے بغدادیوں سے اور یزیدیوں ملعونوں نے مدینے والوں سے واقعہ حرمہ میں کیا تھا اس سے چند گنا زیادہ کیا۔ اور جملہ اسباب پر قبضہ کر کے چند افسراں برائے محافظت مال وہاں چھوڑ کر خود مکہ کو متوجہ ہوا۔ اب مصیبت زدگان بقیۃ السیف طائف کے مکہ میں آ کر شریف کو سرگذشت طائف کی سناتے ہیں تو شریف کے پاس فوج کہاں۔ وقت ہاتھ سے جاتا رہا۔ مکہ میں فوج فقط پانچ سو غلام تھے۔ اور اتنی فرصت نہیں کہ اطراف و جوانب سے مدد بلا دے۔ اور کتاب التوحید قبل اس کے ایک روز مکہ معظمہ میں پہنچی تھی۔ اور علمائے مکہ نے فتویٰ کفر اس طائفہ کا لکھا تھا۔ خدام حرم نے بازار یوں اور شہریوں کو مستعد مقابلہ کا کیا۔ اور شریف مکہ کے غلام بھی ان سے متفق ہو کر شریف سے درخواست اجازت مقابلہ کی کرنے لگے۔ اب شریف سب ماجرا طائف کا سن کر سر اسیمہ و ہراساں ہوا۔ اور اپنی غفلت پر شرمندہ و نادم اور بے باعث عدم موجودگی فوج کے نہایت ترساں ہوا۔ اور دل میں یہ خیال کرنے لگا کہ شاید طائف والوں نے اس کا مقابلہ کیا ہو۔ جس کی پاداش ان کو ملی ہے۔ حرم میں خونریزی نہ ہوگی۔ اب مجھ کو بیت الحرام کے زائرین سے حکم قتال کا دینا ناجائز ہے۔ اس جیس جیس میں خبر آئی کہ نجدی قتل عام اور غارت کرتے ہوئے حرم شریف کی حد سے تجاوز کر آئے ہیں۔ اور اب شریف کو ان خبیثوں کا نبٹ متیقن ہوا۔ اور بغیر فرار چارہ نہ دیکھا۔ افاق خیراں بھرا ہی چند غلاماں جدہ کی راہ لی۔ وہاں جا کر مقص ہوا۔ اور سعود نام سعود بے مقابلت و مزاحمت احدے چار طرف سے بکمال سفاکی و بے باکی اپنے ایمان کی آبرو گراتے ہوئے داخل حرم محترم ہوا زن و مرد وہاں کے چند پہاڑوں پر جا چھپے۔ اور چند کساں خانہ خدا میں پناہ گیر ہوئے۔ ان اشقیانے متعلقین استار کعبہ اور پناہ گیراں قبہ چاہ زمزم اور حطیم اور مقام ابراہیم سے بلا پاسداری ان مقامات متبرکہ کے وہ معاملہ کیا۔ جس سے قلم لرزاں اور دل تپاں ہے۔ قفل خانہ کعبہ کا توڑ کر مذکور کعبہ کو کہ قبل از ابتداء ظہور خاتم النبیین تا اس وقت کوئی معترض ان کا نہیں ہوا تھا۔ اور سب لوگ اس کی ترقی میں کوشش کیا کرتے تھے نکال لیا۔ اور اثاث البیت جملہ باشندگان مکہ کا اپنے تصرف میں لائے۔ اور حکم نافذ کیا کہ اہل مکہ پہاڑوں سے اتر کر اپنے گھروں میں آباد ہوں۔ مگر جس کے پاس اسلحہ و ساز جنگ پائیں گے۔ اس کو قتل کر ڈالیں

گے۔ اور اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امان نہ ہوگی۔ جہاں پائیں گے کام ان کا تمام کریں گے۔ اور ان کے دہرے ہمارے دل میں دغدغہ فتنہ و فساد کا باقی ہے۔ پس جس کو طاقت فراتھی وہ تو آوارہ ہو گیا۔ اور جوان کے ہاتھ آیا اس نے شربت شہادت پیا۔ بقیۃ السیف اپنے گھروں میں جب آئے تو گھروں کو اثاث البیت سے خالی و رفتہ پالیتے ہیں۔ اے گروہ اہل ایمان والے امت حضرت ختم مسلاں یہ مقام عبرت ہے۔ جس جگہ جانور اس شکاری شکار کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور وہاں کی نباتات اور حیوانات کو کاٹنا اور ستانا حرام ہو۔ اور آدمی گناہ کے خیال پر وہاں ماخوذ ہو۔ اور بھیڑیا اگر کسی جانور کے پیچھے دوڑے۔ اور وہ جانور داخل حرم ہو جائے تو وہ درندہ تعاقب اس کا چھوڑ دیتا ہے اور داخل حد حرم نہیں ہوتا۔ اور پرندگان ہوا میں محاذی خانہ کعبہ کے پیچھے ہی چپ و راست منحرف ہو جاتے ہیں۔ اوپر سے نہیں گزرتے۔ ان شیاطین نے اس بقعہ شریفہ میں کیسے کیسے گناہ کیے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بعد فراغ اس مہم اہم سے اب قصد غارت مدینہ منورہ کا کیا۔ اثنائے راہ میں جو ملا اس کو شربت شہادت پلایا۔ وہاں جا کر قتل عام اور غارت تام اور ہدم آثار صحابہ و اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کر کے قصد گرانے روضہ مقدس نبوی کا کیا۔ اور روضہ مقدس کا ضمیمہ اکبر یعنی بڑا بیت نام رکھا۔ چند اوباش نے بآلات ہدم بہ نیت فاسدہ اس مقام پاک پر پہنچ کر دروازہ کھولا۔ دروازہ کھولتے ہی ایک اژدہا نے عصائی موسیٰ (علیہ السلام) کی طرح ان فرامین ملائقین پر ایسا پھونکا رمارا کہ اکثر سوختہ و سیاہ ہو کر داخل جہنم ہوئے۔ اور ان کی لاشیں ناپاک سے ایسی بدبو پھیلی کہ ان کے بقیانے ان کو غسل و کفن بھی نہ دیا۔ کتوں کی طرح شہر سے باہر ڈال دیئے گئے۔ الحاصل بعد تکمیل مراتب جو رستم ایک کاردار با فوج اظلم وہاں چھوڑ کر اور تمام سامان ساتھ لے کر مکہ معظمہ کو واپس آ کر اپنے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوئے۔ ادھر دیہات قرب و جوار مکہ معظمہ میں جو خالی از فوج تھے۔ سب کو لوٹا مگر جدہ کا ارادہ نہ کیا کہ سب بدو وہاں جمع ہو گئے تھے۔ اور ۱۲۳۳ھ میں جب سلطان محمود خاں غازی تخت نشین روم ہوا۔ ان کو اہل بیت ابدال و دجال کا حال دریافت کر کے محمد علی پاشا والی مصر کو فرمان بھیجا کہ ان کا تدارک واقعی کرے اور ان میں کسی تنفس کو زندہ نہ چھوڑے والیے مصر نے ابراہیم پاشا کو بالشکر جرار اگن بوٹ پر سوار کر کے بندر جدہ کو روانہ کیا۔ اور ادھر فتویٰ علماء مکہ کا قبل از نزول بلا در باب تکفیر مصنف کتاب التوحید جس کا ترجمہ تفویۃ الایمان ہے۔ مرتب کیا گیا تھا۔ ان ملائین کے ہاتھ آیا۔ دیکھتے ہی آگ بگولا ہو کر مقتدیان فتویٰ کو حرم میں بلا کر سزا دینا شروع کیا۔ اور حضرت عمر عبدالرسول کے مقتداء اہل مکہ تھے۔ ان کو بھی حاضر کیا۔ سعود مردود نے بطریق متسرآن سے کہا: السلام علیک یا شیخ مکہ حضرت نے فرمایا: وعلیک یا شیخ نجد! سعود نا مسعود یہ بات سن کر برہم ہوا کہ مجھ کو گالیاں دیتے ہو۔ شیخ نے فرمایا تم نے مجھے میرے شہر کی طرف منسوب کیا۔ میں نے تجھے تیرے وطن کی طرف منسوب کیا۔ اور اس آیت پر عمل کیا۔ اذا حیتہم بتحیۃ فحیوا با حسن منها اور دوہا۔ یعنی جب ہم کو کوئی تھف دیا جائے تو تم اس سے بہتر دو۔ یا اس کو واپس کر دو۔ یہ ملعون بولا کہ یہ مہر تمہاری ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ برضا و رغبت خود بلا جبر و اکراہ فہیدہ اور سنجیدہ میں نے مہر کی ہے ملعون بولا کس سبب ہماری تکفیر کا حکم دیا۔ شیخ بولا کتاب التواہب اپنی لا۔ تا مفصل نشان دوں۔ کتاب مذکور شیخ کو دی۔ کتاب کھولتے ہی دیکھا۔ تو یہ نکلا۔ ”یاد

کرموتی کا خواہ نبی ہو یا ولی بغیر وقت زیارت قبور کے شرک ہے۔“ شیخ نے فرمایا کہ اب اس عبارت کو سوچ کہ یہ عجیب شرک ہے کہ نماز میں داخل ہے۔ السلام علیک ایہا النبی نماز میں پڑھتے ہو۔ اگر اب تجھ کو کافر نہ کہیں تو کیا کہیں اور عقیدہ تیرا مسلم ہو تو کوئی تنفس تا صحابہ کفر سے نجات نہ پائے گا۔ نعوذ باللہ من هذه العقیدۃ الفاسدۃ اور عمدہ دلائل اور براہین سے ابطال خرافات قرن شیطان ثابت کر کے خارجی مردود کو ملزم کیا۔ سعود مردود طیش میں آ کر بولا اے شیخ تو مخبوط الحقل ہو گیا ہے۔ بے جا بالیسی کلام ہم سے کرتا ہے۔ ہماری شان و شوکت کو جانتا ہے کہ ابھی سزائے اعمال تجھے پہنچے۔ شیخ نے نعرہ مارا۔ یا احکم الحاکمین!!! ابھی یہ کلام طے نہیں ہوئی تھی کہ یکا یک لوگوں میں چرچا ہوا کہ ابراہیم پاشا بندر ینبوع سے گزر کر بندر جدہ کو متوجہ ہے۔ اور یہی افواہ عوام الناس میں اڑ گئی حتیٰ کہ سعود مردود نے یہ کلام سنتے ہی مضطربانہ لشکر میں جا کر اپنا فکر کیا۔ اور حضرت شیخ اس کے ظلم سے محفوظ رہے۔ بعد تحقیق معلوم ہوا کہ اس وقت ابراہیم پاشا ینبوع سے مکہ سے آٹھ دن کے فاصلے پر ہے گزرا تھا (اب یہ نہایت تعجب کا مقام ہے کہ اتنے فاصلہ سے مکہ میں یہ خبر کس نے اڑائی تھی)۔ (تعجب کی بات کوئی نہیں۔ یہ ادنیٰ کرامت اولیاء اللہ میں سے ہے۔ دیکھیے) راقم الحروف فقیر قاضی فضل احمد کہتا ہے کہ شیخ کے کشنی نعرہ نے یہ خبر مکہ معظمہ میں خدا کے حکم سے غالم کے ظلم سے شیخ علیہ الرحمۃ کے محفوظ رہنے کے لیے اڑائی گئی تھی۔ اور یہ کرامت بعینہ حضرت شیخ عمر علیہ الرحمۃ کی ہے۔ جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خطبہ جمعہ کی آواز ساریہ کے لشکر میں جو دو سو کوس پر مدینہ شریف سے تھا پہنچائی گئی تھی۔ اور اس میں نکتہ یہ بھی ہے کہ یہ بات ہر دو حضرات بزرگوں کے نام عمر رضی اللہ عنہ کے نام کی مناسبت سے ہے فقط۔

دوسرے روز گروہ شیاطین جدہ کو روانہ ہو کر اب دریا خیمہ زن ہوا۔ اور اسی روز ابراہیم پاشا قبل از درو گروہ شیاطین داخل قلعہ ہو گیا تھا۔ اور جہاز واپس کر دیا کہ امیر البحر کو حکم پہنچا دیں کہ آدھی رات کے وقت ایک بندر پر کہ جدہ سے چھ کوس پر ہے فوج کو اتارے۔ (تو میں قبل از طلوع صبح بندر جدہ پر پہنچا کر اس گروہ شیاطین پر گولہ باری کرے۔ اور شبشب بطور یلغار لشکر مخالف پر آدھی فوج سے شخون ڈالے۔ اور آدھی فوج کو لشکر میں رکھے۔ جب کہ یہ گروہ شیاطین فرار ہوں تو ان پر گراں مارے۔ الغرض آخر شب کو قلعہ سے چند توپیں اتاری تھیں کہ ادھر سے امیر البحر نے شلک شروع کر دی۔ اور ادھر سے ابراہیم پاشا نے آتش بازی ایسی کی کہ ان وحوش نے کبھی ایسا صدمہ نہیں دیکھا تھا۔ رو بفرار ہو گیا۔ ان کے خیمے چھوڑتے ہی ابراہیم پاشا نے ہلہ ساز و سامان ان کا غارت کر کے تعاقب کیا۔ ان مرحومین پر تین طرف سے گولہ باری ہونے لگی۔ ادھر ابراہیم کی ادھر امیر البحر کی ادھر فوج کمین گاہ کی۔ اور یہ فراعنہ ملاعنہ بعضے آگ کی راہ سے اور بعضے آب شور کے راہ سے واصل جہنم ہوئے۔ سورج نکلنے تک میدان صاف ہو گیا۔ سعود مردود با ناکساں معذو دگریزاں افتاں و خیزاں نجد کارائی ہوا بعدہ ابراہیم پاشا متوجہ مکہ معظمہ ہوا۔ اور ایک امیر طائف میں مقرر کیا۔ اور کچھ لشکر مدینہ منورہ کو روانہ کیا اور خود مکہ معظمہ میں پہنچ کر بعد اداۓ عمرہ نجد میں جا کر کسی تنفس کو ان اشرار میں سے زندہ نہ چھوڑا۔ اسباب و سامان جو مکہ معظمہ مدینہ منورہ سے غارت کر کے لے گئے تھے۔ ہر ایک غائب محفوظ رہے۔ کرامت ہے حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی۔ آمین

مالک کو واپس کر دیا۔ اور علاوہ براں جو اسباب نقد و جنس نجدیوں کا ہاتھ آیا باشندگان حرم شریف پر تقسیم کر دیا۔ اور جن مساجد کو ان خبیثوں نے مسمار کیا تھا۔ ان کے لیے حکم تعمیر کا فرمایا۔ انہیں ایام میں صحرائے بادیہ نشیناں فرقہ زیدیہ نے جو ایک شعبہ شیعہ کا ہے۔ اور نواح بنادر یمن میں آباد ہے۔ کتاب التوحید کے پہنچنے سے مذہب نجدیوں کا اختیار کر لیا چونکہ اس نواح میں باعث ضعف حکومت بادشاہ صنعاء کے ان بادیہ نشیناں نے تجر دا اختیار کیا ہوا تھا۔ اور ایک شخص کو امیر المومنین مقرر کر کے مخاد حدیدہ پر بڑے بندر یمن کے ہیں۔ مسلمانوں سے قتال و جدال شروع کیا۔ بادشاہ صنعاء نے سلطان روم کے یہاں عرضی کر کے استغاثہ کیا۔ وہاں سے بنام ابراہیم پاشا کہ ان ایام میں مقیم حجاز تھا حکم صادر ہوا۔ چنانچہ ابراہیم نے حسب الحکم سلطان مصر میں جا کر ندیدہ زیدیہ کی جمعیت کو متفرق کر دیا۔ پھر جب سلطان محمود غازی سلطان روم جو ار رحمت الہی میں گئے۔ اور خلف الصدق ان کا سلطان عبدالحمید خاں زینت فرمائے اور نگ سلطنت کے ہوئے تو صوبیداراں کو بعد از جدو کد مطیع و منقاد اپنا کیا۔ اور محمد علی پاشا کے تحت سوائے مصر کے اور کوئی ملک نہ رکھا۔ اور حکومت حجاز و یمن و نجد و شام وغیرہ کی اس سے افتزاع کر کے دوسرے پاشوں کو دیدی اس اثناء میں فوج محمد علی کی یمن سے روانہ مصر کو ہوئی۔ اور ہنوز فوج سلطان یمن میں نہیں پہنچی کہ فرقہ زیدیہ نے نواح مخاد حدیدہ میں ایک شخص کو امیر المومنین کا خطاب دے کر اسی تیرہ تیرہ نجدیہ کو شعرا اپنا بنا کر اور مخاد حدیدہ پر تاخت کر کے تجارت غارت کر لیے۔ جب یہ فقیر (یعنی مولانا فضل الرسول صاحب مغفور و مبرور، وہاں پہنچا تو حکومت ان حضرات کی تھی۔ آدمی صحرائی نظم و نسق سے واقف فقیر کو امیر المومنین مخاں نے علاج کے واسطے یاد کیا۔ مرض قرحہ مٹانہ تھا۔ میرے علاج سے شفا پائی۔ اب سنا گیا کہ سلطانی فوج کے پہنچنے سے صحرائی صحرا کو چلے گئے۔ ایک فرقہ خارجیہ کہ جس کو بیاصیہ کہتے ہیں۔ مقطط کی اطراف میں یہ مذہب اختیار کر کے ایک شخص کو امیر المومنین خطاب دے کر سرگرم قتل و غارت کا ہوا۔ چند جہاز حاجیوں کے اور تاجروں کے غارت گئے۔ دریائی راستہ میں بڑا فتنہ برپا کیا۔ امام مسقط سعید نام بڑا ہوشیار اور بے تعصب آدمی تھا اور روادار اذیت کسی تنفس رعیت و مسافر کا خواہ کسی ملت و مذہب کا ہونہ ہوتا۔ ان کی قرار واقعی تنبیہ میں ایسا لگا کہ اثر و نشان اس طائفہ کا وہاں نہ چھوڑا۔ الغرض آج بر عرب و حجاز و شام و یمن وغیرہ میں بجز چند صحرائیوں زیدیہ کے کہ اطراف سواحل یمن میں نشان ان کا ہے۔ اور کوئی صاحب اس مذہب کا نہیں حرمین شریفین اور جملہ بلاد اسلامیہ متعلقہ ممالک روم و شام و مصر میں بغیر تقیہ گزران خبیثوں کا محال ہے۔ یہ کیفیت نجدیہ عرب کی بموجب تاریخ محمد بن نصر شامی کے مختصر الکھی گئی ہے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۲ سے ۱۰ تک۔ شوارق صدیہ۔ ترجمہ بوارق محمدیہ۔

وہابیہ نجدیہ ہندوستان کے حالات

اب حقیقت شیوع اس فرقہ ضالہ کی خط ہندوستان میں یہ ہے کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اخیر عمر میں اپنی سب جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ جو بکثرت تھی اپنی بیوی اور نو اسوں کو ہبہ کر کے ان کو قابض اور متصرف کر گئے۔ اور مولوی اسماعیل برادر زادہ ان

کا سراپہ ہو کر با اتفاق مولوی عبدالحی داماد شاہ صاحب مرحوم کہ انہیں دنوں میں نوکری کچہری ضلع میرٹھ سے موقوف ہو کر دتی میں پہنچے تھے سید احمد مرید شاہ صاحب کو پیرو مرشد اپنا بنا کر سیر و سیاحت کرنے لگے۔ اور اپنے پیرو مرشد کے کمالات کے اظہار میں اس قدر مبالغہ کیا کہ اپنی کتاب صراط مستقیم میں ان کو مشابہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیا۔ یعنی سید احمد جبلت اور فطرت میں مشابہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہوئے ہیں۔ اسی سبب لوح و فطرت ان کی نقوش علم رسمہ اور تحریر و تقریر سے مصفی رہی ہے۔ اور یمن بیعت شاہ صاحب سے کمالات طریقہ نبوت کے کو مجملہ ان کی طبیعت میں پہلے ہی مندرج تھے۔ بہ تفصیل و شرح تمام ہوئے اور مقامات ولایت بخوبی جلوہ گر ہوئے۔ اور تین خرم حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے ان کو خواب میں کھلائے۔ بعدہ جناب ولایت مآب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بدست مبارک خود غسل دیا۔ اور حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لباس فاخرہ پہنایا۔ اس سبب سے کمالات طریقہ نبوت ان میں نہایت جلوہ گر ہوئے۔ اور حق تعالیٰ بلا واسطہ متکفل ان کے حال کا ہوا۔ حتیٰ کہ ایک دن خدا تعالیٰ نے دایاں ہاتھ ان کا اپنے ہاتھ میں لے کر اور کچھ انوار قدسی پیش آنحضرت کے کر کے فرمایا کہ تجھ کو یہ دیا اور بہت کچھ دیں گے۔ حتیٰ کہ ایک شخص بخواہش بیعت خدمت میں حاضر ہوا۔ اور شاہ سید احمد صاحب نے جناب باری سے استفسار کیا۔ اس معاملہ میں آپ کو کیا منظور ہے۔ حضور سے حکم آیا۔ جو شخص تیرے ہاتھ پر بیعت کرے گا۔ گو لکھو کہا آدمی ہوں ہر ایک کو میں کفایت کروں گا۔ الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۰ سے ۱۳ تک (صراط مستقیم کا مضمون)۔ آخر سید احمد صاحب داعی اجل کو لبیک کہہ کر سدھارے اور اثنائے دورہ میں کتاب التوحید نجدیہ کی مولوی اسماعیل کے ملاحظہ میں گزری۔ بحکم کل جدید لذیذ ہر نئی چیز مزیدار ہوتی ہے۔ پسند کیا اور طرز و عطا اس پر ڈالی۔ اور متصرف قلیل کتاب تقویۃ الایمان نام کر کے ہندی ترجمہ کر دیا۔ اور ان کے خلفاء اور امناء دور و نزدیک اس کو منتشر کر کے تحریف سادگی کرنے لگے۔ اور ایمان اپنا اعتقاد کر کے اس کتاب پر منحصر کیا۔ اور اس کتاب کو فاروق اور مابہ الامتياز کفر و ایمان کا اعتقاد کیا۔ ع

ہر کہ آمد براں مزینت کرد

اور یہ اسماعیلیہ نے تو کتاب مذکور پر بہت تفریعات استنباط کرنے شروع کر دیئے اور تکفیر و تقصیق عامہ امت مرحومہ کے اور سب وطن و ہنگ و توہین انبیاء اولیاء اس قدر شائع کی کہ حد و نہایت سے باہر ہے۔ مار و عطا کا انہیں سیاہ اوراق ہندی زبان پر قرار دے کر مجلس وعظ کی گرمی کر کے جو مسئلہ اس کتاب میں آ گیا۔ اس کو کالوجی سمجھے۔ نقل اور سند کے محتاج نہ ہوئے۔ اور پوربی کتے کہ علم حدیث و تفسیر و سیر میں چنداں مہارت نہ رکھتے تھے۔ اور اس فن کی کتابیں بھی دستیاب ان کے نہ تھیں اور شاہ عبدالعزیز صاحب کے خاندان کا کمال علوم و دینیہ میں مشہور تھا۔ اس سبب سے ان کو اس خاستان میں کھینچا اور بعض متردہ ہوئے تو فقط اس خیال سے کہ یہ عقل باور نہیں کرتی کہ سب اکابر خلف و سلف سے کافر ہو جائیں اور اسلام صرف اسی طریقہ جدید میں کہ صاحب اس طریقہ کا بھی قدیم طریقہ پر تھا۔ اور کتاب تقویۃ الایمان و کتاب صراط مستقیم ہمزون کی تو اور زیادہ رنجیدہ ہوئے۔ اور عقلمند ہنسے۔ بیت

کہ بت شکنی و گاہ بمسجد زنی آتش از مذہب تو گبر و مسلمان گلہ دارد
یا وہ شور بایا یہ بے نمکی۔ کجا وہ افراط اور کجایہ تفریط۔ نعوذ باللہ من ہذہ الا باطیل والا عالیط۔

جب دلی میں دین جدیدہ کی نوبت پہنچی تو ہزاروں آدمی میدان و شاگردان مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب اور مولوی شاہ رفیع الدین صاحب اور مولوی شاہ عبدالقادر صاحب مولوی اسماعیل کے دست بگریبان ہوئے کہ ماوشما اساتذہ کے حضور میں متفق ہو کر ایسے کام کیا کرتے تھے۔ اور موجب ثواب جانتے تھے۔ اور تم بھی فتویٰ دیا کرتے تھے اور لوگوں کو تعلیم کرتے تھے۔ اس سفر میں وہ سب شرک اور کفر ہو گئیں۔ اس کا باعث اور سبب بیان کرو۔ مولوی رشید الدین خاں صاحب نے کہ اس زمانہ میں سب سے ادنیٰ اور افضل تھے۔ تخیل میں بذریعہ و بلاذریعہ اسماعیل کو بہت سمجھایا کہ دین میں فساد ڈالنا اور جماعت میں تفرقہ پیدا کرنا فتنہ ہے۔ اور واجب ترک اور مفروض الاجتناب اگر دل میں کچھ خلش ہے تو آؤ ماوشما دیگر علماء و صلحاء متفق ہو کر کتب دین کی طرف رجوع کریں اور احقاق حق قبول کر لیں اور شقاق و نفاق کو جماعت مومنین سے استیصال کریں۔ اور نوائے اعانت و اشاعت کا راہ راست پر کہ اتباع سواد اعظم ہے بلند کریں۔ اور خاص و عام کو حق سے آگاہ کریں۔ مولوی عبدالحی اور مولوی اسماعیل اس خوف سے کہ ہمارے عقائد فاسدہ طشت از بام نہ ہو جائیں۔ رو براہ نہ لائے۔ آخر مولوی رشید الدین خاں صاحب نے ۱۲۴۰ ہجری میں باتفاق مولوی محضوف اللہ اور مولوی موسیٰ خلف الرشید مولوی شاہ رفیع الدین صاحب مرحوم و دیگر علماء بحضور عامہ اعیان و اعدا علیٰ روس الاشہاد مجمع خاص و عام جامع مسجد دہلی میں کیا۔ اور سائل تنازعہ میں مباحثہ کر کے الزام دیا۔ اور ایسا مغلوب و عاجز کیا کہ ان کی غلطی سب پر ظاہر و باہر ہو گئی۔ اور نیز مولوی مفتی صدر الدین صاحب مرحوم فہمائش کر کے مولوی اسماعیل کو راہ راست پر لائے۔ اور ان سے اقرار کر لیا کہ ہم نے اب تحقیق کی اور افراط تفریط کو چھوڑا سواد اعظم کے تحائف سے منہ موڑا۔ اور یہ بات عام و خاص پر جامع مسجد میں شائع و ذائع ہو گئی۔ مگر یہ حضرت بعد اقرار و اقبال کے پھر گئے۔ مگر فتویٰ مسائل نزاعیہ کا بہرہ و دستخط مفتی صاحب مرحوم مزین ہو گیا اور انہیں ایام میں مولوی فضل حق صاحب مرحوم نے اسماعیل پر تاخت کی۔ یعنی شفاعت کے مقدمہ میں جو کچھ مولوی اسماعیل سے سرزد ہوا۔ اس پر گرفت کی۔ اسماعیل نے ابتداء کچھ حرکت مذہبی کی۔ انجام کار جواب سے عاجز ہوا۔ اور کتاب تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ (تصنیف مولانا فضل حق صاحب مرحوم) رافع جملہ اوہام مزین بہرہ و دستخط علماء اعلام اطراف و اکناف میں شائع و ذائع ہو گئی۔ اس سبب شورش و طغیان اس عصیان کا کچھ کم ہوا۔ اور واعظین دین جدید نے بھی لگام تو سن کلام کی کھینچی اور مجلس و عظم میں بجائے شدت کے رفق اور لین کو کام فرمایا۔ اور قال و قیل میں بات تاویل کا مفتوح کیا۔ گویا یہ فتنہ بخ سے برکنہ ہو گیا۔ اب اس دین جدید نے رنگ اور پیدا کیا کہ مولوی اسماعیل نے وعظ غزا کا شروع کیا۔ چونکہ یہ بات پسند خاطر عوام اہل اسلام کے تھی۔ تو ہر کسی نے جان و مال سے حاضر ہو کر خدمت کی۔ جب کچھ جمعیت پیدا ہو گئی تو افغانستان پر پہنچے۔ سید احمد صاحب۔ کو امیر المومنین سے ملقب کیا۔ قوم افغاناں کو جو راہ خدا میں اپنی جان دینی عزیز از جان سمجھتی تھی۔ دل و جان سے ان کے مطیع ہوئے۔ اور ان کے ادعاء کرامات کے باعث زیادہ تر اجماع ہو گیا۔ منجملہ کرامات اور

پیشگوئیوں کے یہ بیان کیا کہ فلا نے سال فلاں ماہ فلاں تاریخ رنجیت سنگھ رئیس کفار دست خاص امیر المومنین سے مارا جائے گا۔ اور نماز عید کی فلاں سال مسجد لاہور میں پڑھیں گے۔ اور فلاں فلاں ملک تصرف میں آئے گا۔ اور فلاں سال اخراج نصاریٰ ہندوستان سے ہوگا۔ ایسے ہذیانات غیر منہائی کے سبب لوگ فریفتہ ہو گئے۔ آخر کار بحر دلتاقی صفیں اور شروع مقاتلہ اور چلنے توپ اور تفنگ کے امیر المومنین سارے مجاہدین کے ساتھ منہزم ہوئے۔ اور عارف ارمن الزحف کی اختیار کی۔ اور سکھوں سے بھاگنا سب یا وہ گویوں کا مطبل ہوا۔ غرض سکھوں سے بھاگ کر اور پشاور یوں سے ہمدستان ہو کر پشاور پر حکم جہاد کا جاری کیا۔ اور مسلمانوں کا قتل و غارت کما بینہ کیا۔ ہنز فوج سکھوں کی پشاور پہنچی نہیں کہ فقط آمد مدفوج بے اشتغال قتال کے پشاور کو چھوڑ دیا اور پشاور کو چلے گئے۔ پشاور کے آدمی دیندار تھے سب مطیع ہو گئے اور جان و مال سے حاضر ہوئے پس جب ان میں تھوڑی سی طاقت ہوئی تو دست درازی شروع کر دی اور احکام دین جدید کے علی الاعلان جاری کر دیئے۔ ہر چند رؤسا نے فہمائش کی۔ مگر کارگر نہ ہوئی۔ ناچار انہوں نے مجبور ہو کر اتفاق کیا کہ ہم نے سکھوں پر جہاد کے واسطے ان کو اپنا حاکم مقرر کیا۔ لیکن یہ لوگ تو ہم سے وہ معاملہ کیا چاہتے ہیں جو کفار سے کیا جاتا ہے۔ سکھوں سے فرار ہوا آئے ہیں۔ اور جان و مال مسلمانوں پر ایسی دلیری کرتے ہیں۔ ان کو دفع کرنا چاہیئے۔ چنانچہ ان کے علماء و رؤسا کو کہلا بھیجا۔ لیکن انہوں نے سنا۔ افغانوں نے ایک ہی دفعہ تمام متعین آدمیوں کو جا بجا قتل کر ڈالا۔ اور فتح خاں رئیس پشاور کو کہ وزیر امیر المومنین قرار دیا جا چکا تھا معذرت کے طور پر کہنے لگا کہ میں اس دن کے واسطے کہا کرتا تھا کہ تجاوز حد اعتدال اور تعرض کرنا ناموس اور جان و مال اور اظہار کرنا احکام دین جدید کا مناسب نہیں ہے۔ اور کام ہاتھ سے جاتا رہا۔ سارا لشکری معاملہ بگڑ گیا۔ تدارک اس کا محال ہے لیکن تم کو اس معرکہ سے بحفاظت تمام پہنچا سکتا ہوں۔ بعد فرو ہونے اس نائرہ فساد کے جو کچھ ہوتا ہے ہوگا۔ چنانچہ امیر المومنین اور مولوی اسماعیل کو پشاور سے باحیاط تمام نکال کر اپنے ملک میں لایا۔ اور استمالت قلوب افغانوں میں مشغول ہوا۔ واللہ اعلم۔ اور وہ صدمہ یقیناً مظلوم مسلمانوں کے ہاتھ سے اٹھایا۔ کیونکہ ان حدود میں سکھوں کا وجود نہیں تھا۔ ان سب کو راہ فنا دکھلائی۔ یہ وہ لوگ تھے کہ ملک پشاور سے بھاگ آئے تھے۔ اب اتباع سید احمد کے مذاہب متعدد ہو گئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ آ کر اپنے وعدوں کو پورا کریں گے۔ اور بعض معتقد ہیں کہ فلا نے پہاڑ پر زندہ ہیں مگر خلقت سے پوشیدہ ہیں اور جس سے ان کا جی چاہتا ہے اس پر ظہور کرتے ہیں۔ اور اس کو بشارتیں بھیجتے ہیں۔ اور اکثر ان کے آنے کا یقین رکھتے ہیں۔ اور بعض کا اعتقاد ہے کہ ان کا ظہور اور اثبات مرگ سید احمد کے کفر ہے۔ جو اس بات کا قائل نہ ہو وہ کافر ہے۔ الغرض سید احمد اور اسماعیل کے مرنے سے یہ ہنگامہ فرو ہوا اور ارکان دین جدید میں کمال ضعف آ گیا۔ کتاب تقویۃ الایمان گویا مستور اور پوشیدہ ہو گئی امہات قواعد اصول اس کے سائل کے کتاب مائتہ مسائل اور اربعین میں جلوہ گر ہوئے۔ کل حال وہابیوں کا ہندوستان میں یہ تھا جو کھل گیا۔ بالفظم۔ صفحہ ۱۰ سے ۱۸ تک۔ (۳) کتاب فریاد المسلمین مصنفہ مفتی محمد حسین صاحب رئیس قصبہ نہپور ضلع بجنور مطبوعہ مطبع ریاض ہند امرتسر ۱۳۰۸ ہجری مطابق ۱۸۹۰ء

حاشیہ مائتہ مسائل اور اربعین دونوں کتابیں مولوی اسحاق دہلوی کی مصنفہ ہیں۔

خلیفہ سید احمد اور مولوی اسماعیل مرحوم کا ابتدائی حال

عرصہ تخیلنا ساٹھ برس کا ہوا ہوگا کہ سید احمد موضع تکیہ ضلع رائے بریلی ملک اودھ کے رئیس سید حسنی صاحب خاندانی عمر میں نو جوان جن کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ پیدائش ان کی ۱۲۰۰ ہجری کی تھی اور طبیعت ان کی آغاز سن تیز سے علم فقیری کی طرف مائل اور شغل تھی۔ اپنے وطن مالوہ سے روانہ ہو کر مزار ہائے اہل اللہ کی زیارتیں کرتے کرتے سہارنپور ہوتے ہوئے دلی پہنچے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ سے مرید ہو کر ٹونک چلے گئے۔ نواب امیر خاں مرحوم والی ٹونک کی سرکار میں اردلی سواروں میں نوکر ہو گئے۔ تین سال تک نوکری بھی کی۔ اور فقیری کے شوق میں عبادت اور پیری مریدی بھی کرتے رہے بعد تین سال کے یہ دعویٰ کیا کہ مجھ کو خدا کی طرف سے یہ الہام ہوا ہے کہ میں تمام ملک ہندوستان کو تسخیر کروں گا اور بادشاہ بنوں گا۔ اس لیے جہاد کا خیال ان کے دل میں پختہ ہو گیا۔ ۱۲۳۲ھ میں نوکری چھوڑ کر دلی میں تشریف لائے۔ اور اپنے پیر سے ملے۔ ان کی تشریف آوری سے پہلے شہر دلی میں یہ معاملہ اور مختصہ درپیش تھا کہ مولوی اسماعیل ہمشیرہ زادہ مولانا عبدالعزیز خردسالی کی عمر میں مولویت کے خطاب سے ممتاز ہوئے۔ یہ نو جوان مولوی بڑے ذہن اور منطقی حتیٰ تیز طبیعت سپاہی مزاج غصہ ناک بیباک آدمی تھے۔ انہی دنوں ایک کتاب شیخ عبدالوہاب نجدی کی تصنیفات کا انتخاب بمبئی سے دلی میں آئی چونکہ عبدالوہاب مسطور ملک عرب کا باشندہ زبان دان تھا۔ مولوی اسماعیل ان کی فصاحت بلاغت پر فریفتہ ہو گئے۔ اس کے کچھ مسائل انتخاب واخذ کر کے علمائے دلی حنفی مذہب سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ انہوں نے اس کو ایک خور دس سال خام خیال سمجھ کر ان سے بحث نہ کی۔ مگر مولانا عبدالعزیز سے ان کی بے اعتدالی کے شاکی ہوئے۔ مولانا موصوف نے کچھ رنجیدہ خاطر ہو کر مولوی اسماعیل کو پیغام بھیجا کہ میری طرف سے کہو۔ ”اس لڑکے نامراد کو کہ جو کتاب بمبئی سے آئی ہے میں نے بھی اس کو دیکھا ہے۔ اس کے عقائد صحیح نہیں۔ بلکہ بے ادبی بے نصیبی سے پھرے ہوئے ہیں۔ میں آج کل بیمار ہوں۔ اگر صحت ہوگئی تو میں اس کی تردید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تم ابھی نو جوان بچے ہو ناحق شور و شر برپا نہ کرو۔“ مگر مولوی اسماعیل صاحب نے ان کی فہمائش اور ناراضی کا کچھ خیال بھی نہ کیا۔ سب سے اول اپنے خاندانی علماء کو ہی مناظرہ کا پیغام دیا۔ وہ فکر مند ہوئے کہ کیا کیا جائے۔ اگر مناظرہ قبول کرتے ہیں تو یہ عزیز دست بقبضہ ہے۔ خدا جانے کیا صورت پیش آئی اور جو نہیں قبول کرتے ہیں تو وہ فتح کا نظارہ بجا کر اور زیادہ تنگ کریں گے مشورہ کر کے تحریری مناظرہ قرار دیا گیا۔ مولوی اور مولوی اسماعیل کو زک حاصل ہوئی۔ اس وقت تک مولوی اسماعیل شہید کسی کے مرید نہ تھے۔ اور یہ بھی ان کو معلوم ہو گیا کہ کئی معلومات علم تصوف کی وجہ سے ہم کو زک اٹھانی پڑی۔ پھر یہ بیعت کرنے کے فکر میں ہوئے۔ مولانا عبدالعزیز نے فرمایا کہ اگر پیر کی تلاش ہے تو خلیفہ سید احمد کے مرید ہو جاؤ۔ مولوی اسماعیل خلیفہ صاحب کے مرید ہو گئے (خود اپنا مرید نہ کیا) ان دنوں خلیفہ صاحب کی حرارت قلبی کثرت ذکر اللہ سے بڑھی ہوئی تھی۔ مرید ہوتے ہی مولوی صاحب کا ایسا اعتقاد بڑھا کہ جب خلیفہ صاحب شہر کی سیر کو سوار ہوتے مولوی صاحب ان کی رکاب پکڑ کر بجائے سائیں کے

کوسوں تک ایسے دوڑتے کہ سر کا پسینہ پاؤں پر ٹپکتا تھا۔ خوابوں اور الہاموں اور بشارتوں اور کرامتوں کے چرچانے یہ ترقی پکڑی کہ ہر روز صد ہا مرید چلے جاتے تھے۔ خلیفہ صاحب ایک بزرگ اہل اللہ مشائخ سپاہی مزاج آدمی تھے۔ ان کو علم رسمی حاصل تھا۔ عالم تبحر محدث نہ تھے۔ نہ کوئی انہوں نے تازہ اجتہاد کیا۔ مگر ہاں مولوی اسماعیل عالم محدث تھے۔ اول انہوں نے کتاب صراط مستقیم لکھی اور مسائل تصوف کی قوت اور فراطعقیدت کے جوش میں آ کر پیر کے مرتبہ اور کشف و کرامت کو انبیاء علیہم السلام کے مرتبہ تک پہنچا دیا۔ اور انہیں مولوی صاحب کی وجہ سے کہ صفت درویشی کے ساتھ علمائے صفت شامل ہو گئی۔ پیری مریدی کے سلسلہ نے ایسی ترقی اور رونق پکڑی کہ فقیری اور امیری دونوں کے آثار نمایاں ہو گئے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۹۰ سے ۹۳ تک۔

فرقہ پنجم محمدیہ عامل بالحدیث کے ایجاد ہونے کا ذکر

اس وقت مولوی اسماعیل نے ایک نئے فرقہ کی بنیاد اس پیرایہ پر رکھی کہ آئمہ اربعہ کے اتباع اور تقلید کو بھی بظاہر قائم رکھا۔ اور پانچویں امامت اپنے پیر کے نام ایجاد کر کے نام فرقہ کا فرقہ پنجم عامل بالحدیث رکھا۔ اور اسی فرقہ پنجم میں مرید کرنا شروع کر دیا۔ چونکہ علمائے دلی سے مخالفت ہو چکی تھی اور وہ ان کے فرقہ پنجم کو تسلیم نہ رکھتے تھے۔ بدعتی اور گمراہی کے خطاب بھی طرفین سے لینے دینے شروع ہو گئے تھے۔ ایسے ہی مرید بھی ہم عمر مل گئے۔ الہامی خوشخبری کی امید بھی دلوں میں سمائی ہوئی تھی۔ اب یہی مصلحت قرار پائی۔ بلفظہ۔ صفحہ ۹۳۔

خلیفہ سید احمد اور مولوی اسماعیل کے عزم جہاد کا ذکر

کب وطن میں ہوگی اپنے جوہر معنی کی قدر
لعل قیمت کو پہنچتا ہے بدخشاں چھوڑ کر

آخر انہوں نے اولوالعزمی اور خروج پر کمر باندھی۔ اور بہت مریدان کی جمعیت سے دلی چھوڑ کر لکھنؤ پہنچے۔ ہر منزل میں مریدوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ شہر لکھنؤ میں ایک عالم بزرگ نقشبندیہ مولوی نعیم اللہ صاحب مرزا مظہر جانجاناں کے مرید کے مرید بڑے کامل مشہور تھے۔ ان سے یہ مولوی صاحبان ملنے گئے۔ انشاء گفتگو میں یہ ذکر کیا کہ چار مذہب تو قدیم سے ہندوستان میں چلے ہی آتے ہیں۔ مگر ہم نے ورینولا پانچواں فرقہ محمدیہ تجویز کیا ہے۔ جس کا نام عامل بالحدیث رکھا ہے۔ مولوی نعیم اللہ صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا کہ بھلا سید صاحب یہ چار طریقے چار مصلے جو کعبۃ اللہ قدیم سے چلے آتے ہیں۔ کیا آپ کی دانست میں یہ محمدیہ نہ تھے جو آپ نے پانچواں فرقہ ایجاد کیا۔ مجھے تو نتیجہ اور انجام اس فرقہ کا سوائے تفرقہ باہمی اہل اسلام کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اس کا جواب مولوی اسماعیل نے بجز خاموشی اور کچھ نہ دیا۔ اسی زمانہ میں مولانا عبدالرحمن ولایتی صوفی لقب خاص شہر لکھنؤ میں مقیم تھے۔ ان کی کشف و کرامات کی اس زمانہ میں بہت شہرت تھی۔ مولوی اسماعیل بحث مباحثہ کے ارادہ سے ان سے ملنے گئے۔ مگر کہتے ہیں کہ صوفی صاحب کا تصرف غالب رہا۔ بحث شروع کرنے سے باز رہے۔ رخصت کے

وقت مولوی اسماعیل صاحب نے فرمایا کہ فرنگی محل کے مولوی بہت گمراہ ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ جس وقت کلکتہ سے واپس ہوں ان گمراہوں سے جہاد کروں گا۔ مولوی عبدالرحمن صاحب نے جواب دیا کہ صاحبزادے جو اس قسم کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وہ مگر نہیں آتے۔ سید صاحب بزرگ اہل اللہ تھے۔ اور مولوی اسماعیل صاحب کی تازہ تحصیل اور طاقت زبانی اور وعظ گوئی اور خوش بیانی میں واقعی ایک تسخیر کا عالم تھا۔ لکھنؤ کے وزیر نے ان کی واعظانہ گفتگو سن کر اور اولوالعزمی کی طرف خیال کر کے پچیس ہزاری رقم نذر پکڑی۔ دیگر امراء لکھنؤ نے اتنا دیا کہ قریب ایک لاکھ کے ہو گیا۔ فرنگی محل کے مولویوں نے اعتراض کیا کہ یہ سب روپیہ ناجائز ہے۔ مولوی اسماعیل نے جواب دیا کہ ہاں ہم بھی جانتے ہیں کہ یہ مال رشوت کا ہے۔ مگر ہم نے اپنی ذات خاص کے واسطے نہیں لیا مساکین اور غرباء کے کام آئے گا (مرزا قادیانی کی طرح) لکھنؤ سے چل کر عظیم آباد پہنچے۔ وہاں بھی کچھ فتوح حاصل ہوئی۔ ہزار ہا مرید ہوئے۔ اور ایک لخت اس فقیرانہ گروہ کا امیرانہ ٹھاٹھ ہو گیا۔ بظاہر ایک لشکر کی سی صورت بن گئی۔

حکام کمپنی کی پیش بندی اور خلیفہ صاحب کا عزم پشاور

آدم برسر مطلب۔ کمپنی کے منجر لگے ہوئے تھے۔ صاحبان اضلاع کو اشتباہ ہوا کہ شاید ان مولویوں کا ارادہ ملک گیری ہو۔ فوراً انتظام کر لیا۔ خاص شہر کلکتہ میں اس جمعیت عظیم کو نہ گھسنے دیا۔ فوراً ولیم قلعہ کے میدان میں لے جا کر فروکش کیا۔ قلعہ کی توپوں کا منہ بھی دکھا دیا۔ اس جگہ کچھ تھوڑی فوج حاصل ہوئی۔ کیونکہ نامی امیران کی ملاقات سے کنارہ کش رہے ۱۲۲۲ ہجری سے ۱۲۳۲ ہجری تک ان کا گروہ بارہ برس تک ہندوستان میں سیر و سیاحت کرتا پیری مریدی کو ترقی دیتا رہا ہندوستان کے خفی علماء نے اس مذہب جدید سے موافقت نہیں رکھی۔ بلکہ مخالف ہی رہے۔ اس وقت میں اس گروہ کو یہ بھی یقین ہو گیا کہ ہندوستان میں جس قدر رئیس ہندو اور مسلمان باعتبار ہیں۔ وہ کمپنی کے مددگار ہیں لہذا انگریزی عمل داری میں خروج غیر ممکن ہے۔ اس لیے ۱۲۳۲ھ میں چار پانچ ہزار مسلمان کو ساتھ لے کر بمبئی گئے۔ پھر سندھ کے ملک سے ہوتے ہوئے پشاور پہنچ گئے۔ ان دنوں ملک پشاور میں امیر دوست محمد خاں صاحب بہادر مرحوم کی عملداری کمزور اور بے بندوبست تھی۔ یار محمد خاں بھائی امیر موصوف کا ناظم تھا۔ سکھوں کی فوج اس کے ملک میں دھاوا کرتی پھرتی تھی۔ اول اول تو ناظم پشاور اس قافلہ علمائے ہندی کو واعظان دین سمجھ کر کچھ مزاحم یا معاون ان کا نہ ہوا۔ پھر پیری مریدی کے طریق سے اپنے گروہ کو تقویت دینے لگے۔ اور ملکی جرگوں کو اپنے مریدوں میں داخل کرتے رہے۔ مگر ان کی عادت حبلی سے خلیفہ صاحب کو علم نہ تھا۔ ایک گروہ عظیم کے بھروسہ پر جولا کھ آ دی سے زیادہ تھا۔ مطمئن ہو کر اپنے مشیروں کی صلاح سے خطاب امیر المومنین قبول کیا۔ اپنی خلافت شرعی کی کارروائی شروع کر دی۔ اور شاہ حاشیہ: یہ سب روپیہ ناجائز نذر کے قبول میں کچھ تمیز حلال و حرام کی نہ تھی۔ فاحشہ رنڈیوں کے بھی پیشکش لینے میں تامل نہ تھا یہاں تک کہ جو فرنگیوں کے گھروں میں تھیں۔ چنانچہ بنارس کا رزڈنٹ آٹس بروگ نام اس کے گھر میں ایک فاحشہ تھی بڑی اختیار والی اور صاحب مقدور مرید ہوئی۔ دس ہزار روپیہ نذر کئے۔ اور اس کے مرید ہونے سے رزڈنٹ نے بہت خاطر داری کی۔ سید صاحب نے اس کو اپنی خاص بیٹی فرمایا تھا۔ راقم الحروف بھی وہاں موجود تھا۔ لکھ کتاب سیف الجہاد۔ مؤلف مولانا فضل الرسول علیہ الرحمۃ بدایونی صفحہ ۳۷-۳۸-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲۔

بخاری اور امیر کابل کو اپنی استعانت کے بارے میں مراسلے روانہ کئے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کو دعوت اسلام کا پیغام دیا۔ امرائے نامدار اور علمائے لاہور کو مطلع کیا کہ امیر المومنین سے بیعت حاصل کرو۔ جب کوئی امیر مسلمان اور عالم پنجاب کا ان کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ تب انہوں نے ان کی تکفیر کا فتویٰ جاری کیا۔ اس فتویٰ تکفیر کے اجراء سے تمام ملک پنجاب کے امیر اور علماء ناراض ہو گئے۔ اور جواب لکھے کہ تم وہابی مذہب ہو تم سے بیعت کرنا روا نہیں۔ ارنج۔

جرگہ یوسف زئی کیساتھ جہاد اور مولوی اسماعیل کی شہادت (قتل)

راقم الحروف (مسلمانوں پر فتویٰ جہاد دینے والا مسلمان نہیں۔ اور مفتی اگر اس لڑائی میں مارا جائے تو شہید نہیں۔ بلکہ حرام موت ہے) اب خلیفہ صاحب کی خلافت کے ضعف کا یہ سبب ظہور میں آیا کہ جرگہ یوسف زئی میں جن کے علاقہ میں ساٹھ ہزار ہندو تھے۔ لیکن یہ دستور ناقص قدیم سے جاری تھا کہ اپنی دختروں کا نکاح بدوں خاطر خواہ روپیہ لیے نہ کرتے تھے۔ جس سے ان کی لڑکیوں کی عمر جوانی ضائع ہو جاتی تھی۔ تب کہیں نکاح کی نوبت آتی تھی۔ خلیفہ صاحب نے شرعی حکومت کے زور سے ان کی لڑکیوں کا نکاح حکماً کرانا چاہا۔ بلکہ دس بیس لڑکیوں کے نکاح مجاہدین وغیرہ سے کرادیے اور خود بھی برضا مندی سرداران جرگہ اپنے دو نکاح کئے۔ مگر وہ جرگہ ان سے سرکش ہو گیا۔ اور مدت تک ان پر جہاد ہوتا رہا۔ بہت کچھ جدال و قتال کی نوبت پہنچی۔ مگر وہ ان سے مغلوب نہ ہوا ایک روز بہت سی ملکی جمع کر کے مولوی اسماعیل صاحب خود ان کے مقابلہ کو گئے۔ لڑائی شروع ہوئی۔ ہی مولوی صاحب کی پیشانی پر گولی اور شہید ہو گئے۔

ع

کارما آخر شدو آخر زما کارے نشد

ان کے شہید ہوتے ہی غازی پسپا ہوئے۔ یوسف زئی خاطر خواہ فتح یاب ہوئے۔ خلیفہ کے مال و جان کے ایسے دشمن ہو گئے کہ پھر وہاں ٹھہرنا مشکل ہو گیا۔ خلیفہ صاحب نے بیدل ہو کر فرمایا جو دولہا برات کا تھا وہ مارا گیا۔ اب امید کامیابی کی نہیں معلوم ہوتی۔ بلفظ صفحہ ۱۰۲۔

اکبر خاں سوار راجپوت مسلمان باشندہ قصبہ حسین پور ضلع مظفر نگر جو سکھوں کے امتیازی سواروں میں نوکر اور اس لڑائی میں شامل تھا۔ اس کا یہ بیان چشم دید ہے۔ تین پلٹن پیدل اور دو رسالہ سواروں کے اور ایک توپ خانہ تھا۔ جب مخبروں کی زبانی معلوم ہوا کہ لاکھ آدمی منلکیہ پھر جمع ہو گیا ہے۔ کمان افسر کنور شیر سنگھ صاحب تھے۔ خلیفہ صاحب نے جنگ شروع کر دی اور اسی ہزار (۸۰۰۰) آدمی لے کر بالا کوٹ پر حملہ کیا۔ اور فوج سکھ پانچ ہزار تھی۔ خلیفہ صاحب نے حساب لگا کر سولہ سولہ مسلمانوں کے حصہ میں ایک ایک سکھ آتا ہے۔ جھپٹ کر مار لو۔ اپنی جائے فرو دگاہ سے جو چھ کوس کے فاصلہ پر تھا۔ پیدل آدمیوں نے دھاوا کیا۔ خلیفہ صاحب ایک مشکلی گھوڑے پر سوار تھے۔ سکھوں نے دور بین سے دیکھ کر کہا کہ میاں جی جنگی قانون سے ناواقف

ہے۔ ہماری فتح ہے کہ پیدل فوج دم توڑ کر رہ جائے گی۔ سو ایسا ہی ہوا۔ کچھ پیدل جوان پہنچے اور کچھ راستہ ہی میں بیدم ہو کر رہ گئے۔ سکھوں نے توپوں کو چلانا شروع کیا۔ ایک ایک چہرہ دس دس آدمیوں کو ہلاک کر گیا اور خلیفہ صاحب کے پیٹ میں بھی ایک چہرہ لگا۔ وہیں شہید ہو گئے۔ مؤلف کتاب فریاد المسلمین لکھتا ہے (ایک زمانہ اسلام کی یادری اقبال کا وہ تھا کہ یہ پینتالیس ہزار عرب نے چھ لاکھ فوج ہرقل شاہ روم سے مقابلہ کیا۔ اور فتح پائی اور ایک زمانہ یہ ہے کہ پانچ ہزار پر اسی ہزار نے حملہ کیا اور شکست کھائی۔) (صرف شکست ہی نہیں بلکہ امیر المومنین میں اپنا مردالیا)۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ فوج اسلام عرب خالص اسلام تھا۔ اس لیے ہو جب حکم خداوند تعالیٰ: کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله ط کے حکم کے وہ گروہ اللہ تعالیٰ کا گروہ تھا۔ جو حکم خداوندی: ان حزب الله هم الغلبون ط فتح یاب ہوا۔ اور یہ گروہ وہابیوں کا اسلام میں داخل نہ تھا۔ اس لیے اسی ہزار نے پانچ ہزار سے شکست کھائی اور بناوٹی امیر المومنین بھی بیچارے دو بیویوں کو چھوڑ کر دیں کھیت رہے اور یہ بھی ٹھیک پتا نہیں کہ وہ چہرہ کسی مسلمان کے ہاتھ سے لگایا کسی سکھ سے۔ کیونکہ سکھوں کی فوج میں مسلمان ہی تھے۔ ان مسلمانوں نے خلیفہ صاحب کی نعش کو مقتولین میں شناخت کر کے کنور صاحب کے پاس درخواست کی کہ ان کا تجہیز و تکفین ہم کریں گے۔ کنور صاحب نے منظور کر کے خود ایک دو سالہ رنگ سیاہ دے کر کہا کہ یہ ہماری طرف سے ان کے جنازہ پر ڈال دو کہ ان کی عزت ہو۔ تب خلیفہ صاحب کے جنازہ کی نماز پڑھ کر بالا کوٹ کے نشیب میں دفن کر دیا۔ ملخصاً، صفحہ ۱۰۳ سے ۱۰۷ تک۔

اعتقادات متعلقہ وفات خلیفہ صاحب

س: بعضے علمائے اور معتقد خلیفہ صاحب کے اب تک خلیفہ صاحب کو زندہ بتلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خلیفہ صاحب مردان غیب کی طرح آنکھوں سے غائب ہیں اور پھر ظاہر ہونے والے ہیں؟

ج: جو لوگ خلیفہ صاحب کو زندہ مانتے ہیں وہ ناواقفیت کے سبب دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ مگر منجملہ ان کے ایک چھوٹا گروہ نیم مقلد اور نیم غیر مقلد وہابیہ دیوبندیہ ہے۔ اس نے خلیفہ صاحب کا شہید ہونا تسلیم کر لیا ہے اور جو دوسرا گروہ بہت بڑا ہے وہ اس مولوی خلیفہ کی حیات کے بارے میں عجیب عجیب قسم کی کارروائیاں کرتے رہے ہیں جس کا مختصر حال یہ ہے۔

جھوٹ اور فریب کی کارروائی اور خلیفہ سید احمد کا لکڑی

کابت یا پتلا بنا کر اور کپڑے پہنا کر پہاڑ پر رکھا جانا

خلیفہ صاحب کی شہادت سے دو سال بعد مولوی محمد قاسم نامی اوسط ہند سے کچھ مجاہد اپنے ساتھ لے کر ستھانہ کے پہاڑوں

اور ہزاروں کے سرحدی علاقہ میں آئے۔ خلیفہ صاحب مرحوم کے جانشین امیر المومنین بنے۔ اور مولوی عبدالقادر سے مشورہ کر کے خلیفہ صاحب کی مہر بنوائی۔ اس کے ذریعہ سے اپنے گروہ کے مولویوں کو اس مضمون کے خط لکھے۔ ہندوستان میں مشہور کریں کہ خلیفہ صاحب اب تک زندہ ہیں۔ اور خرچ کی ضرورت ہے۔ مسلمان معاونت کریں۔ اور مولوی عبدالجبار اور مولوی عبدالحق صاحبان بنارس فرامی چندہ کے مہتمم مقرر ہوئے۔

جب یہ خطوط جعلی مہر چسپاں ہندوستان میں پہنچے تو بیچارے مسلمان سادہ دل نادان اس ملک میں آنے شروع ہو گئے۔ اور خلیفہ صاحب کی زیارت کے بلجی ہوئے۔ کچھ دنوں تک مولوی محمد قاسم ان کو نالتے رہے۔ آخر کار انہوں نے یہ تجویز کی کہ کاغان کی غار میں ایک کاٹھ کا بت بنوا کر اس کو چوہ اور عمامہ پہنا کر رکھا دیا۔ اور دو جا زیارت کے متقاضیوں کو دور سے دکھا کر کہا کہ دیکھو یہ خلیفہ صاحب عبادت الہی میں مشغول ہیں۔ مگر پاس آنے کا کسی کو حکم نہیں۔ اسی تقریب سے ہزار ہا روپیہ وصول کر کے کھاتے رہے اور نوکس علمائے مفضلہ ذیل۔ مولوی محمد قاسم، مولوی حسن علی، مولوی اسحاق، مولوی عبداللہ یہ چار گس (بمعنی شخص) نوبت بنوبت آئے۔ اور خلیفہ صاحب کے جانشین یعنی امیر المومنین بنے۔ اور کوہستان کے ویرانہ کو بنام جہاد آباد کرتے رہے۔ اور مولوی ولایت علی اور مولوی اولاد علی اور مولوی عنایت علی۔ یہ تین شخص وہاں کا حال ابتر دیکھ کر ہندوستان کو واپس چلے آئے۔ اور مولوی عبدالجبار اور مولوی عبدالحق بنارس ہندوستان میں خیرات کی تحصیل کے مہتمم رہے۔ بلفظہ، صفحہ ۱۰۸-۱۰۹ دیکھو مفصل حالات کی کیفیت تاریخ ہزارہ صفحہ ۷۲۲ سے ۷۳۷ تک۔

نتیجہ راقم الحروف ان تاریخی واقعات نمبر ۲، ۳ سے صاف ثابت ہے کہ خلیفہ سید احمد اور مولوی اسماعیل ہرگز شہید نہیں ہوئے۔ بلکہ انہوں نے ہزار ہا مسلمانوں کو ناحق قتل کیا اور کرایا اور یہ تمام قتل عمد انہوں نے قصد اور عمدہ کیے۔ اور خدا کے حکم ومن یقتل مومنا متعمداً فجزاءہ جہنم خلداً الا یہ سے نہ ڈرے اور ایک فساد عظیم دین اسلام میں برپا کر دیا۔ اور ایسا تفرقہ اور فتنہ قائم کر دیا جو قابل اصلاح نہیں اور احکام خداوندی والفتنة اکبر من القتل۔ واللہ لا یحب الفساد اور یسعون فی الارض فساداً اور لا تعنوا فی الارض مفسدین اور واللہ لا یحب المفسدین۔ سب کو فراموش کر دیا اور خلاف شریعت مسلمانوں پر فتویٰ جہاد دے کر قتل عام کیا اور مسلمانوں ہی کے ہاتھ سے مارے گئے۔ ان حالات میں ان کو شہید اور علیہ الرحمۃ کہنا بالکل بیہودہ اور لغو امر ہے۔ اور جہاد کی بھی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ انگریزوں کے راج میں کسی قسم مزاحمت ادا نہ فریضہ اسلام میں نہیں تھی۔ اگر کہا جائے کہ سکھوں کی طرف سے ایسا ہوتا تھا تو میں کہتا ہوں کہ کلکتہ پر چڑھائی کیوں کی گئی اور فرنگی محل کے مولویوں پر فتویٰ جہاد کیوں دیا۔ اور پھر لاہور کے علمائے احناف پر فتویٰ کفر اور جہاد کا کیوں دیا اور یوسف زئی افغانوں پر یورش کر کے ہزار ہا مسلمانوں کو قتل کر دیا اور امیر کابل کے بھائی کو ناحق قتل کر دیا۔ سکھوں کے ساتھ کون سا جنگ اور جہاد کیا۔ ایک ہی لڑائی آخر میں جو کنور شیر سنگھ سے خلیفہ سید احمد کی ہوئی۔ جو اپنی ناواقفی تو قواعد جنگ کی وجہ

عاشیاء مولوی عبدالقادر والد مولوی محمد لدھیانوی معلوم ہوتا ہے جو فساد معترض دیوبندی کا ہے۔

سے اسی (۸۰,۰۰۰) ہزار مسلمانوں کو پانچ ہزار فوج سے قتل کر دیا اور آپ بھی اسی میدان میں ایک ہی چہرہ کھا کر رہ گئے۔ ایسی دینی خدمات سے شہادت نہیں ملتی بلکہ موت ہی غیر صحیح ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَدِّلاً فَعَزَاؤُهُ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعْنَهُ وَاعْدَلُهُ عَذَابًا عَظِيمًا**۔ یعنی جو کوئی شخص مسلمان کو قتل کرے تو اس کی سزا دوزخ ہے پڑا رہے گا۔ اس میں ہمیشہ اور اللہ تعالیٰ کا اس پر غضب ہوا۔ اور اس کو لعنت کی ہے اور تیار کیا اس کے لیے بڑا عذاب۔ پس جب یہ حال ہے تو شہید ہونا محال ہے۔ آپ کے بزرگ مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتاویٰ رشیدیہ جلد اول، صفحہ ۱۲، سطر ۱۷ میں اس طرح لکھتے ہیں: **قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم سباب المؤمن فسوق وقتاله كفر**۔ بلفظ یعنی فرمایا کہ مسلمانوں کو گالی دینا فسق ہے۔ اور قتل کرنا مومن کا کفر ہے۔ پس آیت شریف آپ کے گھر کے فتویٰ سے ہی ان پر کفر ثابت ہے۔ پھر جو لوگ ان کو شہید کہتے ہیں۔ وہ قرآن شریف و حدیث شریف کے منکر ہیں اور بس۔

مولوی عبدالحق بناری خلیفہ سید احمد کا حال

مولوی عبدالحق نامی بناری نے اپنے آپ کو خلیفہ سید احمد کا خلیفہ ظاہر کر کے ایک نیا فرقہ اسی فرقہ میں سے اور نکالا۔ اور اپنے مریدوں کو جابجا بھیج کر یہی مشہور کیا کہ خلیفہ صاحب سٹھانہ کے پہاڑوں میں زندہ ہیں۔ خرچ کی ضرورت ہے۔ اس تجویز سے ہزار ہا روپیہ تحصیل کر کے ہجرت کی۔ (بناری ٹھگ مشہور ہیں) بیت اللہ شریف میں پہنچا۔ (مال حرام سے) وہاں خفیہ طور پر اپنا مذہب پھیلا نا شروع کر دیا جب مکہ معظمہ وغیرہ ملک عرب کے عالموں کو خبر ہوئی کہ یہ دین محمدی کو بگاڑتا اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا چاہتا ہے۔ اس کے مذہب کی تحقیقات شروع کی ثابت ہو گیا کہ یہ وہابی ہے۔ اس کی نسبت فتویٰ قتل کا دیا گیا۔ اس کے ہمراہی تو گرفتار ہو گئے۔ مگر یہ آدمی چالاک تھا۔ وہاں سے بھاگ کر بمبئی آ گیا۔ یہاں آ کر اپنے جدید مذہب کی کارروائی جاری کر دی اور اکثر مسلمانوں کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور قوم میں ایک تفرقہ اور شور و فساد برپا کر دیا۔ مجبور ہو کر بمبئی اور ہندوستان کے عالموں نے اتفاق کر کے اول اس کے عمل کی تحقیقات کی۔ پھر مکہ معظمہ کے عالموں کے فتوے منگائے اور دو کتابیں اس کے رد عقائد میں لکھیں۔ تحفہ محمدیہ۔ سراج الہدایت ان کو طبع کر کر شائع کیا۔ جب کہیں اس عذر دینی میں کچھ کمی واقع ہوئی۔ بلفظ۔ صفحہ ۱۱۳-۱۱۴۔

(۴) کتاب بحمدہ المرام فی اخبار بلد الحرام الملقبہ بشری للمومنین فی اخراج الوہابیین۔ یہ کتاب پہلے ۱۲۶۸ھ میں مطبعہ سلطانی میں حسب الحکم خاقانی قلعہ مبارک دہلی میں طبع ہوئی تھی۔ اور اب دوبارہ سدھ پریس مراد آباد میں ۱۳۳۰ھ میں مرتب و بابیہ کے نام چھپی ہے۔ (پرانی اردو)۔

مقدمہ:- جاننا چاہیے کہ سبب محضر کے آنے کا جناب حضرت سلطانی میں و دیگر قرطاس کا یہ ہے کہ مولوی محمد مراد شاہ حاشیہ سٹھانہ الخ۔ ضلع ہزارہ پنجاب میں ایک جگہ پہاڑی علاقہ ہے۔ ۱۲۔ حاشیہ تحفہ محمدیہ الخ۔ یہ وہ کتاب ہے جس کا مختصر خلاصہ نمبر اول پر لکھا گیا ہے۔ ۱۲۔

میدان اللطیف لکھنؤی اور شیخ محمد دہلوی، و شیخ عبدالرحمن بناری اور محمود علی بریلوی نے کہ احوال اس کا قرطاس میں ہے جب کہ شیخ عبد الوہاب نجدی کے مذہب کو مکہ معظمہ میں رواج و شہرہ دیا۔ اور شفاعت اولیائے کرام و سرور انبیاء علیہم السلام اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ نزدیک قبر اقدس حضرت رسول مقبول عالی مقام اور طعام نذر و نیاز فاتحہ درود دم و چہلم و برسی و غیرہ مولود سے انکار کیا۔ مشاہیر علماء مفتیان منزلہ مروہ صفائے اٹھارہویں تاریخ جمادی الاخرہ ۱۲۱۵ھ کو مکہ مطہرہ سے پانچ نفرین کو شریعت نکالا۔ اگرچہ اول حضرت حبیب پاشا جس کو عجمی لوگ صوبہ کہتے ہیں اور ترکی کی زبان میں پاشا مشورہ میں آیا تھا کہ اس گروہ شقاوت پر دہ کہ وہ بحکم شرع قتل واجب ہے۔ الخ۔ بلفظ۔ صفحہ ۲۰۳۔ تقویت الایمان کی عبارات (جیسے میں نے اپنے شمار میں لکھی ہیں۔ اس کتاب میں بھی اس طرح سے درج کرتا ہوں)۔ وہ ہذا۔

(الف) انبیاء و اولیاء ذرۃ ناجیز سے بھی کمتر ہیں۔ تعظیم ان کی بڑے بھائی جیسی کرنی چاہیے کہ وہ بڑے بھائی ہیں۔

(ب) ہر مخلوق چھوٹی ہو یا بڑی اللہ کی شان کے آگے چوہڑے چھارے زیادہ ذلیل ہے۔

(ج) پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک دن میں مرکز مٹی ہونے والا ہوں۔

(د) اس شہنشاہ عالی جاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں حکم کن سے چاہے کروڑوں نبی ولی اور جن اور فرشتے جبرائیل و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔

(ه) اور انبیاء اور اولیاء کو سفارشی سمجھنا گو کہ اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے۔ سو وہ ابو جہل اور مشرک کے برابر ہے۔

(و) جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفع بنائے گا۔ یہ حالت بھی اسی پر چھوڑ دیجئے۔ جن کو وہ چاہے ہمارا شفع کر دے نہ یہ کہ کسی کی حمایت پر بھروسہ کیجئے۔

(ز) (انکار و سیلہ انبیاء اور اولیاء) جب کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے۔ دوسرے بادشاہ سے نہیں رکھتا۔ اور کسی چوہڑے یا چھارے کا تو کیا ذکر ہے۔

(ح) اور روشنی قبروں پر اور مورچہ رکھنا۔ اور غلام نبی، عبد اللہ نبی، سیتلا بخش، گنگا بخش، نام رکھنا اور شاہ عبدالحق کا توشہ کرنا، نذر و نیاز کرنا، اولیاء انبیاء کے مرنے کے بعد ان کی قبروں پر جانا سفر کر کر اور ان سے کہنا کہ یا حضرت اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا کرو ہمارے واسطے سو یہ شرک ہے۔ بلفظ۔ صفحہ ۱۲۔

ساتویں ذیقعد روز پنجشنبہ ۱۲۵۱ھ کو تقویت الایمان کے مصنف مولوی اسماعیل پرفتویٰ کفر علماء نے دیا۔ جن کے نام اور مواہیر مذہبہ پر درج ہیں۔ کل ۲۳ علماء ہیں اور صفحہ ۲۶ پر سب علماء دین کا اجماع اس کے کفر پر ہوا۔ اور پانچ کس وہابی، بمبئی، مدارس دہلویہ سے نکالے گئے۔ اور کئی بار توبہ کی اور پھر پھر گئے۔ اور صفحہ ۲۸ پر علمائے عرب و حاکم و قاضیاں اور مفتیان مکہ معظمہ کا فتویٰ اور علم گروہ وہابیہ اسماعیلیہ کے قتل اور تعزیر کا ہوا۔ اور صفحہ ۳۰-۳۱ پر دستخط در مواہیر ثبت ہیں۔ اسی طرح تحفہ محمدیہ میں ہے اور اسی طرح جامع مسجد دہلی سے بحکم سلطان ابوظفر محمد بہادر شاہ دہلی وہابیوں کا اخراج کیا گیا۔ صفحہ ۳۶ اور بادشاہ موصوف علیہ

الرحمة نے خود ایک مختصر لکھا۔ جو یہاں درج کیا جاتا ہے۔ مختصر بادشاہ دہلی صفحہ ۳۶

آگے بھی لوگ فقہ سے رکھتے تھے آگے
سننے رہے حلال ہے تریل و مچھی
اور گفتگو مسائل فقہ میں یوں رہی
لیکن کسی نے آلو کی حلت نہیں کہی
آلو ہے وہ جو کہتا ہے آلو حلال ہے

(۵) تحقیق الحقیقہ مصنفہ حضرت مولانا مولیٰ اکل فضل الرسول علیہ الرحمۃ بدایونی ۱۲۶۱ ہجری مطبوعہ بمبئی۔ اس عاجز نے ایک شخص سے پوچھا کہ حقیقت اس قصہ اور جھگڑے کی کیا ہے کہ کوئی کسی کو کافر مشرک و بدعتی کہتا ہے اور وہ اس کو بے دین اور بد مذہب و ہابی نجدی کہتا ہے۔ اور یہ قصہ ہندوستان میں کب سے کس طرح کھڑا ہوا۔ اس نے بیان کیا کہ مولوی اسماعیل صاحب نے جب سے تقویۃ الایمان تصنیف کی تب سے یہ فساد ہندوستان میں پھیل پڑا کہ اس میں باتیں خلاف عقائد اور مخالف مذہب اہلسنت کے ہیں۔ عبدالوہاب نجدی نے ایک مذہب نیا بنا کر سکے اور مدینے اور طائف وغیرہ کے رہنے والوں کو اور تمام مسلمانوں کے اگلے پچھلوں کو کافر مشرک ٹھہرایا۔ اس کے لوگوں نے جہاد نام رکھ کر ان متبرک مکانوں میں قتل و ظلم کیا۔ اور مال و متاع وہاں لے رہے والوں کا اور دونوں حرم کے کارخانوں کا بالکل لوٹ لیا۔ حرم کا ادب کہ فرض ہے اور آدمی وہاں گناہ کے ارادہ سے ماخوذ ہوتا ہے اور وہاں کے جانور کا شکار کرنا اور دانہ پانی سے بھگانا اور درخت کا ٹٹا اور پتے جھاڑنا حرام ہے۔ کچھ لحاظ نہ کیا۔ ایسے ایسے ظلم کیے کہ کبھی نہ ہوئے تھے۔ مساجد متبرکہ مقدسہ اور آثار متبرکہ کہ بنانا ان کی آخر وقت صحابہ اور اول زمان تابعین سے چلی آتی تھی۔ اور بعضی مسجدیں کہ اصل بنانا ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے تھی۔ سب کو ڈھا کر (گرا کر) زمین کے برابر کر دیا اور یہاں تک کہ مسجد قباء کو جس کے فضائل صحیح حدیثوں میں موجود ہیں گرا دیا کہ پیغمبر کے آثار و نشان ہونے کے سبب سب اوثان میں داخل ہیں۔ پیغمبر نے جہاں نماز پڑھی یا بیٹھے رہے۔ اس سبب سے وہاں نماز پڑھنا اور اس کو متبرک جاننا شرک ہے۔ چاروں مذہب کے عالموں نے ان ملکوں کے اجماع اور اتفاق کیا۔ اس کے کفر پر اور فوج اسلام نے بموجب حکم سلطان روم کے ان پر جہاد کیا اور نام و نشان ان کا باقی نہ رہا۔ الحمد للہ۔

اس مذہب کا ایک رسالہ کتاب التوحید نام ہندوستان میں آگیا تھا۔ تقویۃ الایمان گویا اسی کی شرح ہے۔ اس کے بموجب مولوی اسماعیل کے استادوں سے لے کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک کوئی شرک و کفر سے نہیں بچتا۔ اور سب کافر و مشرک ہوئے جاتے ہیں۔ اور خدا اور رسول شرک اور کفر کے پسند کرنے والے اور حکم دینے والے ٹھہرتے ہیں۔ اس سبب سے تمام سنی مسلمان دیندار سمجھنے والے ان کو برا جانتے ہیں۔ الخ۔ بلفظ۔ صفحہ ۱-۲۔

تقویۃ الایمان تصنیف کرنے سے پہلے خود مولوی اسماعیل بھی ایسے نہ تھے۔ جن باتوں کو تقویۃ الایمان میں نسبت انبیاء

حاشیہ: اوثان بمعنی بے تصویر کے جت ۱۲۰ منہ

اولیاء کے شرک و کفر ٹھہرایا ہے۔ صراط مستقیم میں پیر سید احمد کے واسطے ان کے مناقب و کمالات میں لکھا ہے۔ اگرچہ اس کتاب میں بھی کچھ پاس دین و مذہب کا نہیں ہے اس میں تفریط اور اس میں افراط۔ سید احمد کو لکھا کہ ”کمالات طریق نبوت بذروہ علیا خود سیدند“۔ اور ان کے کمالات کے بیان میں لکھا کہ ایک مقام والوں کو علوم کلیہ شرعیہ ایک قسم کی وحی سے پہنچتی ہے۔ ان کو انبیاء کا شاگرد بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور انبیاء کا استاذ بھی۔ اور ان کو پیغمبروں کی عصمت ہوتی ہے۔ دیکھو کیسا کھلا دعویٰ نبوت کا ہے۔ سید احمد کا لکھا کہ کمال مشابہت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخلوق تھے۔ اسی سبب سے امی رہے۔ بلفظ۔ صفحہ ۱۲، سطر ۱۳۔

مولوی اسحاق صاحب بھی آخر کو اس طرف جھک گئے تھے۔ اگرچہ ان کی کتابوں میں مولوی اسماعیل صاحب کا ساز و راور شور نہیں ہے۔ یعنی جن باتوں کو کہ مولوی اسماعیل صاحب صاف صاف مطلق شرک و کفر کہتے ہیں۔ مولوی اسحاق صاحب ان میں کسی کو کفر و کسی کو حرام کسی کو مختلف فیہ کسی میں تفصیل لکھ دیتے ہیں۔ مگر وہ جو اصل باتیں عبدالوہاب نجدی کے مذہب کی ہیں۔ ان کے کلام میں بھی ہیں۔ کہیں کھلی ہوئی کہیں دبی ہوئی۔ اس سبب سے کم علم ناواقف لوگ ان کے حال میں متروڈ ہیں۔ اور جن کو علم و فہم ہے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ اور ان کی کتابوں کی عیب پوشی کا ایک پردہ یہ بھی ہے کہ ہر جگہ سند عقائد حدیث، تفسیر، فقہ، تصوف کی کتابوں کی نقل کرتے ہیں اور حال اس کا یہ ہے کہ نقل میں تحریف اور تصرف کرتے ہیں۔ کہیں عبارت بیچ میں اڑادی کہیں بڑھا دی۔ کہیں مردود قول کی نقل پر کفایت کر دی کہیں ایک عبارت کسی دعویٰ کی دلیل لکھ دی کہ اس کے معنی کو اس دعویٰ سے کچھ علاقہ نہیں ہوتا۔ ایک کتاب میں کچھ لکھا پھر آپ ہی دوسری کتاب میں اس کے خلاف بلکہ ایک ہی کتاب میں ایک جگہ سے دوسری جگہ اس کے برخلاف لکھا۔ اس طرح کی خرابیاں ان کی کتابوں میں بہت ہیں۔ تمام ہوا خلاصہ اس شخص کی تقریر کا۔ عاجز (مولانا فضل الرسول صاحب) کو یہ حال سن کر تعجب آیا کہ ”مسلمان خاطر مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی اسحاق صاحب کی طرف رکھتا تھا اور اتنا علم نہیں کہ بحث کرے۔ اس شخص سے پوچھا کہ یہ جو آپ نے مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی اسحاق صاحب کی طرف رکھتا تھا اور اتنا علم نہیں کہ بحث کرے اس شخص سے پوچھا کہ یہ جو آپ نے مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی اسحاق صاحب اور ان کی کتابوں کا حال بیان کیا ہے صرف آپ ہی کی تحقیق و تقریر ہے۔ یا ان کے آگے پیچھے اور کسی عالم نے بھی ایسا کہا ہے۔ جیسا کہ آپ نے بیان کیا۔ یہ لوگ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے اپنے ہیں۔ ہمارے خیالوں میں ان کا ایسا ہونا نہیں آتا۔ اس شخص نے جواب دیا کہ جس وقت مولوی اسماعیل صاحب نے یہ مذہب اختیار کیا اور تقویۃ الایمان لوگوں کی نظروں سے گزری۔ اسی وقت سے تمام علماء و صلحاء نے ان پر ملامت کی۔ سب سے پیشتر حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز کے خاص شاگردوں اور عزیزوں نے ان کے روبرو تقریر و تحریر سے رد و تشنیع کی۔ اور ان سے جواب کا سرانجام نہ ہوسکا۔ مولوی رشید الدین خاں مرحوم حضرت مولانا کے شاگردوں میں سر دفتر تھے۔ اور مولوی افضل حق کہ یگانہ عصر ہیں۔ اور مولوی مخصوص اللہ صاحب اور مولوی موسیٰ صاحب صاحبزادے حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے اور اخوان محمد شریف صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب اور مولوی محمد حیات صاحب اور مولوی حاجی قاسم صاحب مولوی رحمت اللہ صاحب اور مولوی محمد صاحب وغیرہم تمام

اہل علم تلامذہ حضرت مولانا صاحبان وغیرہ متفق ہوئے۔ ان کے رد و ابطال پر اور منگل کے دن انیسویں ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ کو جامع مسجد دہلی میں اکثر ان بزرگوں نے مجمع خاص و عام میں مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی عبدالحی صاحب سے گفتگو کی۔ مولوی اسماعیل صاحب تو غصہ سے مغلوب ہو کر کلام نہ کر سکے۔ اور چلے گئے۔ مولوی عبدالحی صاحب نے کچھ کلام کیا سولتا ہوا جمہور سے مخالف اپنے نئے طریقہ کے مثلاً لکھ دیا کہ بوسہ دہندہ قبر مشرک نیست اور سوم فاتحہ میں اقرار کیا کہ اگر ثواب اس دن میں زائد نہیں جاتا اور برعایت مصلحت کرتا ہے ممنوع نہیں۔ تفصیل اس حال کی نقل محفل میں کہ نہایت مشہور ہے۔ موجود مولوی فضل حق صاحب نے ان کے روبرو ان کی تکفیر کی تحریر کی الخ۔ صفحہ ۱۵ سے ۱۷ تک۔ حالا خلاصہ فتویٰ و جواب استفتاء باید شنید کہ مستفتی در استفتاء سوال کرد۔ یکے آنکہ کلام اس قائل حق ست یا باطل۔ دوم آنکہ کلامش بر استخفاف و انتقاص شان خیر و قدر واجب التوقیر حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشتمال و دلالت دارد یا نہ۔ سوم اینکه بر تقدیر اشتمال و دلالت آن بر سامت استخفاف و انتقاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حال و حکم مرتکب آن شرعاً چیست و او از روئے دین ملت کیست۔ جواب سوال اول: اینست کہ کلام قائل مذکور از سر تا پا کذب و زور و فریب و غرور است چنانکہ سبب بودن شفاعت برائے نجات گنہگاروں نفی شفاعت و جاہت و شفاعت محبت از آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت سائر انبیاء و ملائکہ و اصفیائے کد۔ ایں اعتقاد و خوف کتاب مبین و احادیث سید المرسلین و اجماع مسلمین است الخ۔ جواب سوال ثانی اینست کہ کلام او بلا تردد استہابہ بر استخفاف منزلت و جاہ آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقربان بارگاہ حضرت الہ و انتقاص شان سائر انبیاء و ملائکہ و اصفیاء و شیوخ و اولیاء اشتمال و دلالت دارد۔ الخ۔ جواب ثالث: اینست کہ قائل آن کلام لا طائل از روئے شرع مبین بلاشبہ کافر و بے دین است۔ ہرگز مومن و مسلمان نیست۔ و حکم او شرعاً قتل و تکفیر است۔ و ہر کہ در کفریت او شک آرد و تردد دارد یا ایں استخفاف راہل انکار و کافر و بے دین و نامسلمان و لعین است الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۸-۱۹۔

یہ تحریر ہے مولوی فضل حق صاحب کی اور اکثر علمائے شاہ جہان آباد (دہلی) کی مہر میں اس پر ہیں اور مولوی اسماعیل صاحب یا ان کے کسی پیروں سے اس کے جواب کا سرانجام نہ ہو سکا۔ مولوی مخصوص اللہ صاحب نے جو تقویۃ الایمان کا رد لکھا۔ اس کا نام ”معید الایمان“ رکھا۔ مولوی مفتی محمد صدر الدین خاں نے سفر میں واسطے زیارت قبور کے عقیدہ اسمعیلیہ کا رد لکھا۔ اس کا نام ہے ”نتیجۃ المقال علمائے بریلی نے تقویۃ الایمان کا رد لکھا۔ اس کا نام صحیح الایمان ہے۔ علماء رامپور نے تقویۃ الایمان کے متعدد رد لکھے کہ بعض میں مطبوع بھی ہوئے اور اس ملک کے عالموں نے بھی اس کے رد لکھے۔ مطبوع وہاں کے موجود علمائے لکھنؤ نے اس کے مقدمات کو رد کیا۔ مولوی محمد حیدر صاحب خلف الصدق حضرت مولانا محمد مبین صاحب اور مولوی محمد یوسف صاحب وغیرہما نے تحریر کی۔ علمائے مدراس اور علمائے حیدر آباد نے بھی اس کا رد کیا۔ اور وہاں تو بعد قائل معقولی کے اس مذہب والوں کا ایسا استیصال ہوا کہ نام و نشان باقی نہ رہا کہ اکثر ان تحریروں میں سے بالفعل موجود ہیں۔ الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۸ تا ۲۰۔

اس عاجز نے جناب مولوی مخصوص اللہ صاحب خلف الصدق مولانا شاہ رفیع الدین صاحب اور بھتیجے حضرت مولانا شاہ

عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا۔ عبارت اس عریضہ کی یہ ہے۔

بعد گزارش آداب تسلیمات کے عرض ہے کہ تقویۃ الایمان کے مشہور ہونے کے وقت سے لوگوں میں بڑی نزاع ہے۔ مخالفین کہتے ہیں کہ وہ کتاب خلاف ہے۔ تمام سلف صالح اور سواد اعظم کے اور مخالف مصنف کے خاندان کے اور اس کتاب کے رد سے ان کے استادوں سے لے کر صحابہ تک کوئی کفر و شرک سے نہیں بچتا۔ اور ان کے موافق لوگ کہتے ہیں کہ وہ کتاب موافق سلف صالح اور ان کے خاندان کے ہے۔ چونکہ اس بات کو جیسا آپ جانتے ہوں گے غالب کے دوسرے نہ جانتا ہوگا۔ اہل بیت ادری مافی البیت اس خیال سے چند باتیں معروض ہیں۔ امید کہ جواب باصواب مرحمت ہو۔

پہلا سوال: تقویۃ الایمان آپ کے خاندان کے موافق ہے یا مخالف؟

دوسرا سوال: لوگ کہتے ہیں کہ اس میں انبیاء اولیاء کے ساتھ بے ادبی کی ہے۔ اس کا کیا حال ہے؟

تیسرا سوال: شرعاً اس کے مصنف کا کیا حکم ہے؟

چوتھا سوال: لوگ کہتے ہیں کہ عرب میں وہابی پیدا ہوا تھا اس نے نیا مذہب بنایا تھا۔ علمائے عرب نے اس کی تکفیر کی۔

تقویۃ الایمان اس کے مطابق ہے۔

پانچواں سوال: وہ کتاب التوحید جب ہندوستان آئی۔ آپ کے حضرت عم بزرگوار اور حضرت والد ماجد نے اسے دیکھ کر کیا فرمایا تھا۔

چھٹا سوال: مشہور ہے کہ جب اس مذہب کی نئی شہرت ہوئی تو آپ جامع مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور مولوی رشید الدین خاں صاحب وغیرہ تمام اہل علم آپ کے ساتھ تھے۔ اور مجمع خاص و عام میں مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی عبدالحی صاحب کو ساکت اور عاجز کیا۔ اس کا کیا حال ہے؟

ساتواں سوال: اس وقت آپ کے خاندان کے شاگرد اور مریدان کے طور پر تھے۔ یا آپ کے موافق امید ہے کہ جواب ان سب مراتب کا صاف صاف مرحمت ہو کہ سب ہدایت ناواقفوں کا ہے۔

(جواب خط بالا کا منجانب حضرت مولانا مولوی مخصوص اللہ صاحب علیہ الرحمۃ)

پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ تقویۃ الایمان کہ میں نے اس کا نام تقویۃ الایمان ساتھ فاکے رکھا ہے اس کے رد میں رسالہ جو میں نے لکھا ہے۔ اس کا نام معید الایمان رکھا ہے۔ اسماعیل کا رسالہ موافق ہمارے خاندان کے کیا کہ تمام انبیاء اور رسولوں کی توحید کے خلاف ہے۔ کیونکہ پیغمبر سب توحید کے سکھانے کو اپنے راہ پر چلانے کو بھیجے گئے تھے۔ اس کے رسالہ میں اس توحید کا اور پیغمبروں کی سنت کا پتا بھی نہیں ہے۔ اس میں شرک اور بدعت کی افراد گن کر جو لوگوں کو سکھاتا ہے۔ کسی رسول اور ان کے خلیفہ نے کسی کا نام لے کر شرک یا بدعت لکھا ہو۔ اگر کہیں ہو تو اس کے پیروں سے کہو کہ ہم کو بھی دکھاؤ۔ دوسرے سوال کا جواب

یہ ہے کہ شرک کے معنی ایسے کہتے ہیں کہ اس کے رو سے فرشتے اور رسول خدا شرک کا حکم دینے والا ٹھہرتا ہے اور وہ شریک کہ شرک سے راضی ہو وہ مغضوب خدا کا ہوتا ہے۔ محبوب کو مغضوب بنانا اور کھانا ادب ہے یا بے ادبی ہے۔ اور بدعت کے معنی وہ بتائے اور پھیلائے ہیں کہ اصفا اولیاء بدعتی ٹھہرتے ہیں۔ یہ ادب ہے یا بے ادبی ہے۔ (واقعی سخت بے ادبی اور اہانت ہے)۔ تیسرے مطلب کا جواب یہ ہے کہ پہلے دونوں جوابوں سے دیندار اور سمجھنے والے کو ابھی کھل جائے گا کہ جس رسالہ سے اور اس کے بنانے والے سے لوگوں میں برائی اور بگاڑ پھیلے اور خلاف سب انبیاء اولیاء کے ہو۔ اور وہ گمراہ کرنے والا ہوگا یا ہدایت کرنے والا ہوگا۔ میرے نزدیک اس کا رسالہ عمل نامہ برائی اور بگاڑ کا ہے۔ اور بنانے والا فتنہ گر اور مفسد اور غادی اور مغوی ہے۔ حق اور سچ یہ ہے کہ ہمارے خاندان سے وہ شخص ایسے پیدا ہوئے کہ دونوں کو امتیاز اور فرق نینوں اور حیثیتوں اور اعتقادوں اور اقراءوں کا اور نسبتوں اور اضافتوں کا نہ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی بے پروائی سے سب چھن گیا تھا۔ مانند قول مشہور کے۔ ع

چوں فرق مراتب نہ کنی زندینی

ایسے ہی ہو گئے۔ چوتھی بات جواب یہ ہے کہ وہابی کا رسالہ متن تھا۔ یہ شخص (مولوی اسماعیل) گویا اسی کی شرح کرنے والا ہو گیا۔ پانچویں بات کا جواب یہ ہے کہ بڑے عم بزرگوار (یعنی مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ) کہ وہ مینائی سے معذور ہو گئے تھے۔ اس کو سنایہ فرمایا کہ میں اگر بیماریوں سے معذور نہ ہوتا تو تختہ اثنا عشریہ کا سا جواب اس کا رد بھی لکھتا۔ اس کی بخشش وہابیت نے اس بے اعتبار کو شرع کا رد لکھا۔ متن کا مقصد بھی نابود ہو گیا۔ ہمارے والد ماجد نے اس کو دیکھا نہ تھا۔ بڑے حضرت فرمانے سے کھل گیا کہ جب اس کو گمراہ جان لیا۔ تب اس کا رد لکھنا فرمایا۔ چھٹی تحقیق کا جواب یہ ہے کہ یہ بات تحقیق اور سچ ہے کہ میں نے مشورت کی راہ سے کہا تھا کہ تم نے سب سے جدا ہو کر تحقیق دین میں کی ہے۔ وہ لکھو کچھ ظاہر نہ کیا۔ ہماری طرف سے جو سوال ہوئے تھے۔ اس کے جواب میں ہاں جی ہاں جی کر کے مسجد سے چلے گئے۔ ساتویں بات کا جواب یہ ہے کہ اس مجلس تک سب ہمارے طور پر تھے۔ پھر ان کا جھوٹ سن کر کچے کچے آدمی آہستہ آہستہ پھرنے لگے۔ اور ہمارے والد کے شاگردوں اور مریدوں میں سے بہت بچے رہے۔ شاید کوئی نادر پھرا ہو تو مجھے اس کی خبر نہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۲۲۔

راقم الحروف (فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ) عرض کرتے ہیں کہ حضرت مولانا مولوی مخصوص اللہ علیہ الرحمۃ خلف الرشید حضرت مولانا شاہ رفیع الدین برادر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے اپنے خط کے جواب میں فرمایا ہے کہ میں نے کتاب تقویۃ الایمان کا نام تقویۃ الایمان رکھا ہے۔ یہ بہت صحیح اور واقعات کے مطابق ہے اور اسی طرح حضرت مولانا قبلہ مولوی ابو محمد عبدالرحمن غلام دستگیر فاضل قصوری نے بھی ہر جگہ اپنی کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل میں تقویۃ الایمان ہی حرف ق کی جگہ ف سے لکھا ہے۔ اس لیے جا بجا میرے قلم نے بھی انہیں ہر دو بزرگوں کی تحریر کے مطابق تطبیق کی حاشیاء وہ شخص الخ یعنی مولوی اسماعیل اور مولوی اٹلی۔ دیکھو صفحہ حاشیہ ۲۲۔ تحقیق اچھی ہے۔

حاشیہ ۲: تختہ اثنا عشریہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کی مشہور کتاب ہے۔ جو شیعہ کے رد میں ہے۔

ب۔ الحمد للہ علی ذلک۔ اور تقویۃ الایمان کا لکھا جانا حرف ف کے ساتھ خدا کی قدرت میں داخل ہے۔ جو کتاب مذکورہ کی حالت پر وارد ہے جو مؤلف اصل کتاب (مولوی اسماعیل) کے قلم سے بھی خود ایسا ہی لکھا گیا تھا۔ تصدیق اس کی یوں ہے:-

امام الطائفہ وہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی کی طرف سے اور ان کے

خود قلم سے کتاب کا نام حکمت الہی سے تقویۃ الایمان ہی لکھا گیا تھا

تاریخ وہابیہ دیوبند یہ مرتبہ حاجی مولوی منشی محمد لعل خاں صاحب مدرسی رضوی حنفی قادری ابقاہ اللہ تعالیٰ مطبوعہ کلیسی پریس کلکتہ ۱۳۳۴ھ ہجری حاشیہ، صفحہ ۳۷۔

سر دفتر محدثین وقدوة المحققین فقیہ لاٹانی مقبول سبحانی استاذی مولوی قاضی محمود سنکسیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا۔ جس وقت اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان کی تصنیف شروع کی تو اسی کے شاگرد امام بخش طالب علم تھے۔ مولوی مملوک علی صاحب نے بیان فرمایا کہ ایک کتاب تقویۃ الایمان جو خلاف اہلسنت وجماعت ہے تیار ہو رہی ہے۔ بسا مقامات اس کے راہ حق سے دور ہیں۔ مولوی موصوف نے سنتے ہی فرمایا شب کو وہ مسودات مجھ کو لا کر دینا موافق وعدے کے شب کو وہ مسودات مولوی مملوک علی کے پاس آتے۔ اور اس کا رد آپ لکھتے یہ بات مولوی اسماعیل صاحب کو معلوم نہیں تھی۔ جب کتاب تمام ہوئی۔ رد ہی اس کا تمام ہوا۔ اس رد میں یوں فرماتے ہیں جو مولوی اسماعیل دہلوی کے ہاتھ کے مسودے دیکھے۔ تقویۃ الایمان کی جائے پر تقویۃ الایمان بجائے قاف کے ف سے لکھا ہوا تھا۔ خداوند عالم نے اس کے ہاتھ سے لکھا یا تھا۔ سچ ہے یہ کتاب ایمان کو فوت کرنے والی ہے اور اس کے بعض مضامین کی خصلت گوبر کی ہے۔ جس طرح گوبر مٹی کو لے جاتا ہے اور جس گھر میں وہ ہے ایمان کو لے جائے گی۔ بلفظہ (بشرطیکہ اس کی رد کرنے اور لوگوں کو بچانے کی نیت سے نہ رکھتا ہو)۔

(۶) کتاب الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم مصنفہ مولانا شیخ الکل شیخ المشائخ حضرت شیخ مولوی محمد عبدالحق اللہ آبادی مہاجر مکی۔ جن سے اجازت و طائف دلائل الخیرات کی راقم الحروف کو ملی۔

حال وہابیہ ہندوستان

یہاں کے وہابی لوگ بھی کئی فرقہ ہیں۔ ایک وہ ہیں جو سارے مقلدوں کو مشرک جانتے ہیں اور مشرکوں کے حق میں جو بات اتری ہے۔ اس کے حق میں پڑھتے ہیں اور آپ کسی کی تقلید نہیں کرتے ہیں۔ اور ایسے لوگ دہلی اور بنارس اور عظیم آباد اور سورجگدھی اور کلکتہ اور ڈھاکا اور رامپور اور بونایا کے متعلق دیہات وغیرہ مقاموں میں نکلے ہیں۔ اور دوسرے فرقہ کے لوگ تقلید کرتے ہیں۔ جیسا کہ پرانے وہابی لوگ اپنے تئیں حنبلی کہتے تھے۔ ویسا یہ لوگ بھی اپنے تئیں حنفی کہتے ہیں (وہابیہ دیوبندیہ) جیسے بنگال میں ڈھاکہ اور فرید پور اور بریسال کے متعلق دیہات ہیں۔ اور درمیان کے گروہ کے لوگ اور چانگام کے متعلق بعض

- (ل) اور اعتقاد کرتا تھا کہ سوامیرے اور میرے تابعداروں کے کوئی شخص زمین پر با ایمان نہیں۔
 (م) جو شخص کسی کو مولانا یا سیدنا کہے وہ کافر ہے۔
 (ن) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا انکار کرتا تھا۔ ملقطاً۔ صفحہ ۱۵۱ تک۔
 نوٹ: ان عقائد میں وہابیہ دیوبندیہ مضبوط ہیں۔ اور مولود شریف کے منکر ہیں۔

دیہات ہیں۔ دو درمیان کے گروہ کے لوگ اور چانگام کے متعلق بعض دیہات میں مخلص الرحمن کے گروہ اور بھی کئی قسم کے وہابی لوگ ہیں۔ وہ سب کس طرح پہچان پڑیں کہ یہ وہابی ہیں۔ سوان کی شناخت یہ ہے کہ وہ اپنے گروہ کے سوا سب کو مشرک جانتے ہیں (وہابی دیوبندی) اگرچہ ظاہر میں شرک نہ کہیں۔ بلکہ نماز بھی ساتھ پڑھ لیں۔ مگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہونے کے وقت اپنے گروہ کے سوا کسی کی بات نہ مانیں گے۔ چنانچہ ہندوستان اور بنگالے کے وہابیوں میں اب تک وہی پرانا اعتقاد پرانے وہابیوں کا موجود ہے۔ جو چاہے آزمائے وہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے گروہ کے سوا کسی عالم کی بات نہیں مانتے حرمین شریفین اور تمام دنیا کے عالموں کو پیٹ پالنے والا اور انگریز کا عالم کہتے ہیں یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ رامپور بوالیا میں ایک دعا باز دہلی سے جا کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مولود شریف بدعت سیہ ہے اور اس میں قیام کرنا شرک ہے اور اسی قیام کے سبب سے کہتا ہے العیاذ باللہ۔ روم کا بادشاہ اور حرمین شریف کے سارے علماء اور سارے لوگ مشرک ہیں۔ الخ۔ بلفظہ صفحہ ۱۳۴۔ اب میں آئیے آپ کے جد فاسد مولوی محمد صاحب مرحوم لدھیانوی کی تحریر سے دکھلاتا ہوں کہ وہابی کون ہے۔

(۷) فیوضات سید احمد علی فی بیان ارتداد محمد بن عبدالوہاب نجدی۔ ترجمہ مولوی محمد لدھیانوی مطبوعہ مجتہبائی لاہور ۱۳۰۰ھ جری خلاصہ: اس عاجز اثنی محمد بن مولانا مولوی عبدالقادر صاحب لدھیانوی نے ارادہ کر لیا۔ تاکہ ہر شخص کو ان کے (فرقہ نجدیہ کے) عقائد باطلہ سے آگاہی ہو۔ نام اس کا فیوضات سید احمد علی فی بیان ارتداد محمد بن عبدالوہاب نجدی رکھا گیا محمد بن عبدالوہابؑ ہجری میں فوت ہوا۔ اس کے چار بیٹے تھے۔ عبداللہ، حسن، حسین، علی، عبداللہ کے دو بیٹے تھے۔ سلیمان و عبدالرحمن۔ حسن کا صرف عبدالرحمن ایک ہی بیٹا تھا۔ اور حسین اور علی کی بہت اولاد ہوئی۔ الخ بہت مفصل لکھا ہے۔ عقائد مختصر آئیے ہیں:-

(الف) نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت کی اور نام ان کا طارش رکھا (امیر کا پیغام لے جانے والا)۔

(ب) حضرت کی کئی باتیں صمیمہ میں جھوٹی ہوئیں اور بہت تمسخر۔

(ج) نماز کے بعد دعائے مانگنے کو منع کرتا تھا۔

(د) جو حضرت کا وسیلہ پکڑے وہ کافر ہے۔

(ه) لوگوں کو منع کرتا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت کو نہ جایا کرو۔

(و) چھ سو برس تک کی امت کو کافر کہتا تھا اور کتب دینیہ کو جلا دینے کا حکم کرتا تھا۔

(ز) اور قتل کرنا عالموں کا اور مال اہل اسلام کو غارت کرنا مباح کہتا تھا۔

(ح) خدا کا جسم ثابت کرتا تھا۔

(ط) پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہانت کرتا تھا اور اولیاء کی قبروں کو کھود کر ان میں پاخانہ بھرتا تھا۔

(ی) دلائل الخیرات کے پڑھنے کو منع کرتا تھا۔

(ک) سنتوں اور افکار اور مولود اور درود سے روکتا تھا۔

فتاویٰ کفر و ہابیوں نجدیوں اور ان کی کتاب تقویۃ الایمان پر

(۱) فتویٰ کفر جماعی علماء حرمین شریفین مولوی اسماعیل دہلوی اور اس کی کتاب تقویۃ الایمان پر:-

لا شك في بطلان المنقول من تقوية الايمان يكونه موافقا للنجدية وما خوذ من كتاب التوحيد لقرن الشيطان. وايضاله نسبت تقوية الايمان ومؤلف ان هذا الدجال والكذاب استحق اللعنة من الله تعالى وملثكة واولى العلم و سائر العلين اعلم ان كلام هذا الدجال كله سباً الانبياء والاستهزاء بسنن المرسلين وعدوة بعلوشان المرفوع الذكر صلى الله عليه وآله وسلم بالدرجة القسوى لا يصور المزيد عليها فهو ملعون مطرد ساقط من عين الله ليس له في الاسلام نصيب و لبعاد فيه و ناصريه اجبعين لعنة الله بعدد ممل القفار و اوراق الاشجار الخ بلفظ بھونچال بر لشکر دجال، صفحہ ۵۴۔

(۲) فتویٰ کفر مفصل سیوف البارقہ علی روس الفاسقہ مخائب علمائے حرب از کتاب بھونچال بر لشکر دجال مطبوعہ قمر الہند لاہور صفحہ ۶۸ سے ۱۳۰ تک ۱۳۰۵ ہجری مولوی اسماعیل دہلوی مؤلف کتاب تقویۃ الایمان پر مفصل فتویٰ کفر ہے طوالت کی وجہ نقل نہیں کیا گیا صرف مواہیر (فہر کی جمع ہے ۱۲- تو گہروی) درج ہیں۔

عبدہ جمال شیخ عمر	احمد دھلان	عبدہ عبد الرحمن	مفتی محمد الہی کی
مکہ معظمہ	مکہ معظمہ	مکہ معظمہ	مفتی محمد الہی کی
السید ابوسعود الحنفی المفتی	محمد بالی	سید یوسف العربی	سید ابو محمد طاہر الصدیقی
مدینہ منورہ	خطیب مدینہ منورہ	مدینہ منورہ	مدینہ منورہ
محمد ابوالسعادات	عبد القادر دیتاوی	مولوی محمد اشرف خراسانی ولایتی	شمس الدین ولد عبد الرحمن
خطیب مدینہ منورہ	مدینہ منورہ	مدینہ منورہ	مدینہ منورہ

(۳) حسام الحرمین علی منکر الکفر والین مرتبہ حضرت مولانا فاضل ابن فاضل اعلیٰ حضرت محمد احمد رضا خان صاحب

مجدد دامت رحمۃ اللہ تعالیٰ بریلوی مطبوعہ مطبع اہلسنت و جماعت بریلی ۱۳۰۶ھ اختصاراً ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلام ہماری طرف سے اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہمارے سرداروں امن والے شہر مکہ معظمہ کے عالموں اور پیشواؤں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر مدینہ طیبہ کے فاضلوں پر اللہ درود و سلام و برکت نازل کرے۔ ہمارے نبی اور سب انبیاء پر پھر آپ کی آستانہ بوسی کے بعد آپ کی جناب میں عرض (ایسی عرض کہ جیسے کوئی حاجت مند، بے نوا، ستم زدہ، گرفتار دل، شکستہ عظمت والے کریموں سخاوالے رحیموں سے عرض کرے۔ جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ بلا ورنج دور فرماتا اور ان کی برکت سے خوشی اور سود مندی بخشتا ہے) یہ ہے کہ مذہب اہلسنت ہندوستان میں غریب ہے اور فتنوں اور محنتوں کی تاریکیاں مہیب شربند ہے۔ اور ضرر غالب اور کام نہایت دشوار تو سنی اپنے دین پر صبر کرنے والا ایسا ہے جیسے آگ مٹھی میں رکھنے والا۔ آپ جیسے سرداروں پیشواؤں کریموں کے ذمہ ہمت پر مدد دیں اور تذلیل مفسدین واجب ہے۔ جب تلواروں سے نہیں تو قلموں سے سہی۔ فریاد! فریاد!! اے خدا کے لشکر و نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوارو!! ہماری مدد کرو۔ اپنی روشنائی سے دفع دشمنان کے لیے سامان مہیا کرو۔ اور اس سختی میں ہمارے باز و کوفت دو۔ الخ..... اور اے ہمارے سردارو! اپنے رب عزوجل کے دین کی مدد کو بیان فرمائیے کہ یہ لوگ جن کا نام مصنف نے لیا ہے ان کا کلام نقل کیا..... جیسے قادیانی کی اعجاز احمدی، ادواز اور افراہم اور فتویٰ رشید احمد کافوٹو۔ اور براہین قاطعہ کہ درحقیقت اسی گنگوہی کی ہے اور نام کے لیے خلیل انبھوی کی طرف نسبت ہے اور اشرف علی تھانوی کی فقط الایمان کہ ان کتابوں کی عبارات مردود و پر امتیاز کے لیے خط بھیج دیئے گئے ہیں کہ آیا یہ لوگ ان باتوں میں ضروریات دین کے منکر ہیں۔ اور مرتد کافر ہیں تو مسلمان پر فرض ہے کہ اسے کافر کہیں جیسے کہ تمام منکران ضروریات دین کا حکم ہے۔ جن کے بارے میں علماء معتمدین نے فرمایا ہے جو ان کے کفر میں اور عذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ جیسا کہ شفاء السقام و بزاز یہ مجمع الانہر در مختار وغیرہ میں ہے۔ اور جو ان میں شک کرے یا انہیں کافر کہنے میں تامل کرے یا ان کی تعظیم کرے یا ان کی تحقیر سے منع کرے تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے آپ حضرات ہمیشہ فضل خدا سے مسلمانوں پر احکام دین کا افاضہ فرماتے رہیں اور درود و سلام نازل ہو تمام رسولوں کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کے آل و اصحاب سب پر۔ صفحہ ۳ سے ۷ تک۔

ایک فرقہ مرزائیہ ہے۔ اور ہم نے اس کا نام امامیہ رکھا ہے۔ غلام احمد قادیانی کی طرف نسبت۔

دوسرا فرقہ وہابیہ امثالیہ ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھ سات مثل موجود ماننے والے خاتمہ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اور طبقات میں چھ خاتم النبیین موجود جاننے والے..... وہ کئی قسم ہیں: امیر، امیر حسن و امیر احمد سہوانیوں کی طرف منسوب اور قاسمیہ قاسم نانوتوی کی طرف منسوب اور نذیریہ نذیر حسین دہلوی کی طرف منسوب۔

تیسرا فرقہ وہابیہ کذابیہ۔ رشید احمد گنگوہی کے پیرو۔ پہلے تو اس نے اپنے پیروں کو سید احمد گنگوہی کے اتباع سے اللہ عزوجل پر یافتہ باندھا کہ اس کا جھوٹا ہونا ممکن ہے۔

چوتھا فرقہ وہابیہ شیطانیہ ہے۔ اور وہ رافضیوں کے فرقہ شیطانیہ کی طرح ہیں۔ وہ شیطان الطاق کے پیرو تھے اور یہ شیطان افاق ابلیس لعین کے پیرو ہیں۔ اور یہ بھی اسی تکذیب خدا کرنے والے لنگوہی کے دم چھلے ہیں اور اس نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں تصریح کی ہے کہ ان کے پیر ابلیس کا علم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہے۔ الخ۔ صفحہ ۵۱۔ اس فرقہ وہابیہ شیطانیہ کے بڑوں میں ایک اور شخص اسی لنگوہی کے دم چھلوں میں سے ہے۔ جسے اشرف علی تھانوی کہتے ہیں۔ اس نے ایک چھوٹی رسیا تصنیف کی۔ چار ورق کی بھی نہیں۔ اور اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چار پائے کو حاصل ہے۔ الخ۔ صفحہ ۲۱۔

خلاصہ فتاویٰ علمائے حریمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کا ترجمہ اردو

۱۔ بعد حمد و صلوٰۃ میں نے وہ تحریر دیکھی جسے اس علامہ کامل استاذ ماہر نے نہایت پاکیزگی سے لکھا جو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی طرف سے جہاد وجدال کرتا ہے۔ یعنی میرے بھائی اور میرے بازو حضرت احمد رضا خاں نے اپنی کتاب معتمد المستند میں جس میں بد مذہبی و بے دینی کے خبیث سرداران کا رد کیا ہے بلکہ وہ ہر خبیث اور مفسد اور ہٹ دھرم سے بدتر ہیں۔ جو اپنی گمراہی کے سبب قریب ہے کہ سب کافروں میں ہوں۔ الخ۔ صفحہ ۲۷ تا ۲۹۔ مہر محمد سعید باصیل مفتی شافعیہ مکہ۔

۲۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ طائفے جس کا تذکرہ سوال میں واقع ہے۔ غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انپٹھی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں۔ اور نہ شک کی مجال۔ بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے۔ بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے۔ اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔ الخ۔ صفحہ ۳۳۔ مہر سید اسماعیل فیل ۱۲۹۱ھ خطیب مکہ۔

۳۔ وہ اہل فساد غلام احمد قادیانی و رشید احمد و خلیل احمد و اشرف علی وغیرہم کھلے کافران گمراہ ہیں۔ الخ۔ صفحہ ۵۹۔ مہر محمد عابد بن شیخ حسین ۱۳۰۰ھ مفتی سرداران مالکی۔

۴۔ حضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ انہوں نے کچھ اوراق پر اطلاع دی جن میں ان گمراہوں کے نام بیان کیے جو ہند میں نئے پیدا ہوئے ہیں۔ وہ غلام احمد قادیانی، رشید احمد و اشرف علی و خلیل احمد وغیرہ جو گمراہی کھلے کفر والے ہیں۔ الخ۔ صفحہ ۷۱۔ مہر محمد علی بن حسین ۱۳۱۰ھ۔

۵۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد میں ان گمراہ گروں کے اقوال پر مطلع ہوا۔ جو ہندوستان میں پیدا ہوئے ہیں۔ تو میں نے پایا کہ ان کے اقوال مرتد ہو جانے کے موجب ہیں۔ جس نے انہیں سخت رسوائی کا مستحق کر دیا۔ اور انہیں اللہ رسوا کرے غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور اشرف علی اور خلیل احمد وغیرہ ہیں۔ جو کھلے کفر اور گمراہی والے ہیں۔ الخ۔ صفحہ ۷۱۔ مہر محمد جمال

بن محمد ۱۳۱۲ھ۔ مفتی مالکیہ مکہ مکرمہ۔

۱۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے کہتا ہے۔ بندہ ضعیف اپنے رب لطیف کے لطف کا امیدوار احمد کی خفی قادری چشتی امدادی (خلیفہ شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر کی مرشد یو بندیاں) میں مطلع ہوا۔ اس رسالہ پر جو چار بیانون پر مشتمل ہے۔ قطعی دلیلوں سے مرید اور ایسی جنتوں سے جو قرآن و حدیث سے ثابت کی گئی ہیں۔ گویا وہ بے دلوں کے دل میں بھالے ہیں۔ میں نے اسے تیز تلواریا پایا۔ کافر فاجر وہابیوں کی گردنوں پر نیز سلطان پر واجب ہے کہ ان لوگوں کو سخت سزا دے۔ یہاں تک کہ حق کی طرف واپس آئیں۔ فساد عظیم کے سبب امام عارف امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حاکم کو ایسوں میں سے ایک کا قتل ہزار کافر کے قتل سے افضل ہے اور ایسا مواہب اللدنیہ میں ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو گھٹائے قتل کیا جائے۔ الخ۔ صفحہ ۸۱ تا ۸۵۔ مہر احمد کی۔

۲۔ وہ گروہ خارج از دین کون ہے جسے وہابی کہا جاتا ہے۔ ان میں سے مدعی نبوت غلام احمد قادیانی ہے اور دین سے دوسرا نکلنے والا شان الوہیت اور رسالت کا گھٹانے والا قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انپٹھی اور اشرف علی تھانوی اور جو ان کی چال چلا۔ الخ۔ صفحہ ۱۰۱۔ مہر عثمان بن عبدالسلام داغستانی ۱۲۹۶ھ۔ عثمان بن عبدالسلام داغستانی، سابق مفتی مدینہ منورہ۔

۳۔ وہ لوگ کون ہیں خبیث مردود۔ غلام احمد قادیانی دجال کذاب آخر زمانہ کا مسیلہ اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل انپٹھی اور اشرف علی تھانوی تو ان لوگوں سے جب کہ وہ باتیں ثابت ہوں جو فاضل مذکور نے ذکر میں قادیانی کا دعویٰ نبوت کرنا اور رشید احمد اور خلیل احمد اور اشرف علی کا شان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص کرنا تو کچھ شک نہیں کہ وہ کفار میں اور جوقل کا اختیار رکھتے ہیں ان پر واجب ہے کہ ان کو سزا موت دیں۔ الخ۔ صفحہ ۱۱۹۔ مہر عمر ابن حمدان محری۔ (عمر ابن حمدان محری مالکی معلم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ)۔

۴۔ مولانا سید شریف احمد برزنجی مفتی شافعیہ مدینہ طیبہ کی تقریظ صفحہ ۱۲۵ سے ۱۳۶ تک بہت طویل بادلائل تقریظ ہے جس میں انہوں نے غلام احمد قادیانی، امیر احمد، نذیر حسین دہلوی قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انپٹھی، اشرف علی تھانوی سب کی نسبت فتویٰ کفر دیا ہے۔ مہر السید احمد البرزنجی۔ مفتی شافعیہ مدینہ منورہ۔

۵۔ ارادہ ضروری: یہ مقرر حضرت سید احمد یا سید شریف احمد برزنجی وہی بزرگ ہیں جن کے رسالہ رد وہابیہ بر سے مولوی خلیل احمد نے جعل سے مواہیر اتار کر اپنے رسالہ التصدیقات لدفع التلبیسات معروف ہند کے صفحہ ۷۳ پر لگائی ہیں۔ اور صفحہ ۶۸ پر جعلی تقریظ بھی لکھی ہے۔ لا حول ولا قوۃ۔

۶۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد جب کہ ثابت اور متحقق ہو جو ان کی طرف نسبت کیا گیا ہے۔ غلام احمد قادیانی، قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انپٹھی اور اشرف علی تھانوی اور ان کے جو ساتھ والے ہیں۔ وہ جو سوال میں بیان ہوا تو بے شک

ان کے کفر پر حکم کرتا ہے اور یہ کہ مرتدوں کا جو حکم ہے یعنی حاکم ان کو قتل کرنا ان پر جاری کیا جائے اور اگر یہ حکم وہاں جاری نہ ہو تو واجب ہے۔ مسلمانوں کو ان سے ڈرایا جائے اور ان سے نفرت دلائی جائے۔ منبروں پر رسالوں میں اور محفلوں اور محفلوں میں تاکہ ان کے شر کا مادہ جل جائے اور ان کے کفر کی جڑ کٹ جائے۔ الخ۔ صفحہ ۱۵۱۔ مہر عبد القادر دہلوی شہنشاہ طرابلسی حنفی مدرس مسجد نبوی مدینہ منورہ۔ اسی طرح کی تقاریر علماء و مفتیان مکہ معظمہ کی تعداد میں بیس ہیں اور علماء و مفتیان مدینہ طیبہ کی تقاریر چودہ ہیں۔ کل چونتیس علماء کی مفصل تقاریر ہیں۔ جن میں تمام نے فتویٰ کفر لکھا ہے۔ اصل کتاب نایاب قابل دید احباب ہے۔ جس میں مصنف کتاب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مجدد دامتہ حاضریہ کی علمائے حرمین شریفین نے بہت تعریف فرما کر ہزاروں دعائیں دی ہیں۔ ہم تمام مسلمانان اہلسنت و جماعت بھی نہایت خلوص اور تہ دل سے آمین ثم آمین کہتے ہیں۔ لیجئے! وہابیوں کا حال آپ کو پورا پورا معلوم ہو گیا۔ یہ ہیں وہابی نجد اور وہابی دیوبند جن کے اعداد جمل بھی خدا کی قدرت سے برابر ہیں یعنی وہابی نجدی (۹۱) وہابی دیوبند (۹۱) اور بھی جیسے دیوبند (۷۷) اور دیوبند (۷۶) ہیں۔ ایک عدد کی کمی اور زیادتی نسبتی مراتب اور مدارج پر محمول ہو۔ وہابی وہابی ہیں جو عبد الوہاب نجدی کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں۔ اگر اب بھی آپ شبہ میں ہیں تو لیجئے آپ کے بزرگ مولوی رشید احمد کافٹوی موجود ہے۔ وہ اس طرح پر اپنے فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کے صفحہ ۸ میں لکھتے ہیں وہ ہذا۔

سوال: وہابی کون لوگ ہیں اور عبد الوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا۔ اور کیا مذہب تھا۔ اور وہ کیسا شخص تھا اور اہل نجد کے عقائد میں کیا فرق ہے؟ جواب: محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور اس کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا۔ عقائد سب کے متحد ہیں اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا ہے۔ بلفظہ۔ لیجئے! اب تو تسلی ہو گئی کہ آپ وہابی ہیں۔ اور وہابی سندی اور سند بھی اپنے ہی بزرگ کی اس سرٹیکٹ کو لکھ کر اپنی جیب میں رکھئے۔ اور اس کے خلاف جو مولوی غلیل احمد نے اپنے رسالہ التصدیقات کے صفحہ ۱۳-۱۴ میں لکھا ہے سو آپ فیصلہ کیجئے کہ ان دونوں میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔ دونوں جھوٹے۔

باب بست و چہارم

مختصر فہرست کتب جو تقویۃ الایمان کی ترویج میں علمائے کرام کی طرف سے لکھی گئیں

(۱) معید الایمان مصنفہ حضرت مولوی مخصوص اللہ صاحب علیہ الرحمۃ، رشتہ دار مولوی اسماعیل دہلوی۔

(۲) تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ مصنفہ حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی چشتی نظامی حنفی فاروقی علیہ الرحمۃ، ہم عصر مولوی اسماعیل دہلوی۔ (۳) جتہ العمل فی ابطال الخلیل مصنفہ حضرت مولانا محمد موسیٰ علیہ الرحمۃ دہلوی، برادر مولانا مخصوص اللہ علیہ الرحمۃ۔ نمبر ۱۔

(۴) سیف الجبار۔ مصنفہ حضرت مولانا مولوی فضل الرسول صاحب علیہ الرحمۃ عثمانی بدایونی ہم عصر مولوی اسماعیل دہلوی۔

(۵) تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و الخلیل۔ مصنفہ حضرت قبلہ مولانا مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ فاضل قصوری مصدقہ حضرات علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً۔

(۶) سبْحَنَ السُّبُوح عن غیب کذب مقبوح۔ مصنفہ حضرت امام اہلسنت و جماعت مجدد دامتہ حاضریہ مؤید ملت طاہرہ مولانا فاضل ابن فاضل شیخ محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی متبع اللہ المسلمین بطول بقالہ۔

(۷) الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ۔ مصنفہ الضار۔

(۸) سل السیوف الہندیہ علی کفریات باب النجدیہ۔ مصنفہ ایضاً۔

(۹) حسام الحرمین علی منکر الکفر والمین۔ مصدقہ علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً جس میں تمام فرقہ باطلہ قادیانیہ و گنگوہیہ و نانوتویہ و نذیریہ، اسیریہ وغیرہ ساردا لے کفر ہیں۔ علاوہ ان کے بہت سی کتابیں قریب دو سو کے حضرت مولانا نے وہابیہ کی ترویج میں تصنیف فرمائی ہیں۔ بخوف اطباء درج نہیں ہوئیں۔

(۱۰) الدر السنیہ فی رد علی الوہابیہ۔ تصنیف شیخ العلماء مرعی الخاص والعام سیدنا مولانا السید احمد بن زینی دحلان علیہ

الرحمۃ مفتی مکہ معظمہ۔

حاشیہ: دیکھو تاریخ وہابیہ دیوبندیہ صفحہ ۳۹، مطبوعہ کلکتہ

(۱۱) سیوف البارق علی رؤس الفاسق تصنیف حضرت امام الفقہاء والمحدثین قطب الاولیاء والعارفین شمس العلماء مولوی محمد عبداللہ صاحب خراسانی مطبوعہ قیصریہ۔

(۱۲) تنزیہ الرحمن عن شائبۃ الکذب والنقصان مصنفہ حضرت جامع شریعت و طریقت مولانا مولوی احمد حسن صاحب کانپوری خلیفہ حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر کی۔

(۱۳) الریح الدیانی علی راس الوسواس الشیطانی (یا شمول الوہابیہ فی سلك التجدیہ) تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب خفی قادری بریلوی۔

(۱۴) شرح الصدور فی رفع الشر و تصنیف حضرت مولانا مولوی مخلص الرحمن صاحب اسلام آبادی (چانگامی)۔

(۱۵) میزان عدالت فی اثبات شفاعت تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد سلطان صاحب کنکی۔

(۱۶) ہادی المصلین تصنیف حضرت مولانا مولوی کریم اللہ صاحب دہلوی۔

(۱۷) ازالۃ الشکوک مصنفہ حضرت مولانا مولوی حکیم فخر الدین صاحب الہ آبادی۔

(۱۸) صحیح الایمان مصنفہ و مؤلفہ حضرات علمائے بریلی۔ مولوی احمد حسین صاحب۔

(۱۹) شرح تحفہ محمدیہ فی رد فرقۃ المرتدیہ تصنیف حضرت مولانا مولوی سید اشرف علی صاحب گلشن آبادی۔

(۲۰) ذوالفقار حیدریہ علی اعناق الوہابیہ تصنیف حضرت مولانا مولوی سید حیدر شاہ صاحب خفی قادری متوطن کچھ بھوج

المعروف بہ پیر بھڑوالہ۔

(۲۱) رسالہ تحقیق توحید و شرک تصنیف حضرت حافظ محمد حسن پشاوروی المعروف ملا دراز فارسی۔

(۲۲) رسالہ حیات النبی تصنیف حضرت قدوة العلماء الانام شیخ محمد عابد سندھی مدرس بزرگ مدینہ منورہ عربی۔

(۲۳) گلزار ہدایت تصنیف مولانا مولوی صبغۃ اللہ امام العلماء مفتی مدراس۔

(۲۴) سلاح المؤمنین فی قطع الخارجین۔ تصنیف مولانا مولوی سید لطف الحق ابن مولوی جلیل الحق قادری البتالوی۔

(۲۵) تحفۃ المسلمین فی جناب سید المرسلین تصنیف مولانا مولوی عبداللہ صاحب سہارنپوری۔

(۲۶) رسم الخیرات۔ تصنیف حضرت مولانا مولوی خلیل الرحمن الحنفی الیوسفی المصطفیٰ آبادی۔

(۲۷) سبیل النجاح الی تحصیل الفلاح تصنیف مولانا مولوی تراب علی صاحب لکھنوی۔

(۲۸) سفینۃ النجات، تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد اسلمی ساکن مدراس۔

(۲۹) نظام الاسلام۔ تصنیف حضرت مولانا محمد وجیہ صاحب، مدرس مدرسہ کلکتہ۔

(۳۰) تنبیہ الضالین و ہدایت الصالحین جامع فتاویٰ علمائے دہلی و حرمین شریفین۔

(۳۱) قوت الایمان تصنیف مولوی کرامت علی صاحب جوینپوری خلیفہ سید احمد صاحب۔

(۳۲) احقاق الحق تصنیف حضرت مولانا مولوی سید بدر الدین الموسوی الرضوی حیدر آبادی۔

(۳۳) خیر الزاد لیوم المیعاد۔ تصنیف حضرت مولانا مولوی ابوالعلا محمد الملقب خیر الدین مدراسی۔

(۳۴) نعم الانتباہ لدفع الاشتباہ۔ مصنفہ حضرت مولانا مولوی معلم ابراہیم صاحب خطیب مسجد جامع بمبئی۔

(۳۵) دفع البہتان فی رد بعض احکام تنبیہ الانسان۔ تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد یونس مترجم عدالت شاہی۔

(۳۶) ہدایت المسلمین الی طریق الحق و الحق یقین تصنیف حضرت قاضی محمد حسین کوئی مہری عربی مع ترجمہ ہندی۔

(۳۷) آفتاب محمدی تصنیف حضرت مولانا مولوی فقیر محمد صاحب جہلمی پنجابی۔

(۳۸) گفتگو جمعہ تصنیف فقہ قاضی فضل احمد سنی خفی نقشبندی مجذبی (محمود شاہ وہابی کیساتھ بحث)۔

(۳۹) میزان الحق۔ تصنیف فقیر ایضاً (ایک وہابی کے رسالہ کا رد)۔

(۴۰) انوار آفتاب صداقت ۱۳۳۷ھ کتاب ہذا۔

اگرچہ اور بھی بہت سی کتابیں ہیں جن کا یہاں درج کرنا طوالت ہے۔ لیکن چالیس (۴۰) کے عدد پر ختم کرتا ہوں۔ جو

بہت مبارک عدد ہے۔ اور چالیس (۴۰) ابدال کا کام دیں گی۔ اور مومنین سنی خفیوں کے لیے ڈھال کا فرض ادا کریں گی۔

کیونکہ ڈھال کے بھی اعداد چالیس (۴۰) ہی ہیں۔

گزارش و التماس بخد مت شریف حضرات علمائے کرام و صوفیائے

عظام ابقاہم اللہ تعالیٰ ملک پنجاب و ہندوستان

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ اس خاکسار بچہ محمد ان ذرہ بمقدار من عباد اللہ الصدق قاضی فضل احمد بن قاضی الدین عفا اللہ عنہما متوطن قصبہ شاہ پور ضلع گورداسپور پنجاب حال مقیم شہر لدھیانہ نے بوجہ تنگ آ جانے قوم وہابیہ دیوبندیہ کے اقوال اور افعال اہانت خداوند تعالیٰ ذوالجلال و توہین حضرت شفیع المذنبین و خاتم النبیین خیر المخلوق من الاولین والآخرین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک اشتہار بغرض اظہار عقائد وہابیہ دیوبندیہ متضمن ۲۳ عقائد کے ضائع کیا۔ جس پر قوم وہابیہ آگ بگولا ہو گئی۔ جس کا ذکر تمہید کتاب ہذا میں آچکا ہے۔ اس کا جواب متفقہ کمیٹی وہابیہ لدھیانہ کی طرف سے تیار ہو کر مولوی عبداللہ ساکن سی ریاست پٹیالہ اپنے رشتہ دار کے نام سے ایک رسالہ موسومہ قاضی فضل احمد کے اشتہار کی حقیقت کا انکشاف شائع ہوا۔ جس کا جواب یہ کتاب ”انوار آفتاب صداقت ۱۳۳۷ھ“ نہایت محنت اور احتیاط کے ساتھ بموجب مذہب حق، اہلسنت و جماعت با وضو تالیف ہو کر آپ حضرات کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔ اس کو تکلیف فرما کر بغور ملاحظہ فرمایا جائے۔ اور بقول حضرت علی کرم اللہ وجہہ انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال کے میری بے بضاعتی پر خیال نہ فرما کر جو کچھ لکھا گیا ہے اس پر توجہ مبذول فرمائیں اور اپنی اپنی قیمتی رائے سے اس کو مزین فرمائیں۔ اور جہاں کہیں فقیر سے باعث بشریت الانسان

مساوق النسیان غلطی سرزد ہوئی ہو براہ لطف و احسان اس کی تصحیح فرمائیں تاکہ طبع ہو کر مفید خاص و عام بالخصوص ہمارے سنی حنفی بھائی اپنے ایمان کو فرق باطلہ سے بچا کر حضرات کو دعائے خیر سے یاد کریں۔ فقیر نے اس میں نہایت سلیس اردو عام فہم عبارات کو لکھا ہے۔ تاکہ ہر اردو خوان اس سے مستفید ہو سکے۔ علمی، منطقی، صوفی، نحوی۔ بحثوں کی طرف رخ نہیں کیا۔ تاکہ روز روز کے اعتراضات و ہابیہ سے مسلمانوں کو رستگاری حاصل ہو۔ فقیر کے خیال میں پہلے اس سے اس قسم کی کتاب کہ جس میں فرقہ و ہابیہ کے مجموعہ عقائد اور اس کے اعتراضات من کل الوجہ ایک ہی کتاب میں لکھے گئے ہوں مرتب نہیں ہوئی۔ اور نہ فقیر کی نذر سے گزری ہے۔ اس لیے فقیر نے اس خدمت اسلامی کو عین فرض تصور کر کے محض لابتغاء رضات اللہ ادا کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ادا کروایا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا ہے کہ اس کتاب کو فقیر حقیر عاصی پر معاصی کے حق میں مجملہ باقیات صالحات کرے۔ اور اپنی رحمت کاملہ سے بہ طفیل حضور پر نور موفور السرور سرور عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبول و منظور فرمائے آمین ثم آمین۔ ورنہ اپنی حالت یہ ہے

صرفت العمر فی لہو و لعب
یلوخ الخط فی القرطاس دہراً
ناہائم اہائم اہا
وکاتبہ رمیم فی التراب

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا و ہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب۔ صلی اللہ علی
خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ و اہل بیتہ و ذریتہ و اتباعہ اجمعین برحمتک یا ارحم
الرحمین۔

خاکسار فقیر حقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی صادق
کورٹ انسپکٹر پولیس۔ پشاور لدھیانہ۔ مقام لدھیانہ۔

مہر قاضی فضل احمد

۱۵/ ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۱۹ عیسوی روز پنجشنبہ۔

باب بست و پنجم

ضمیمہ کتاب مختصر

ضمیمہ کتاب ہذا کے لکھنے کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ دوران تالیف کتاب ہذا میں وہ چار وہابی دیوبندیوں نے تحریری اعتراضات کیے تھے۔ کیونکہ اشتہار خاکسار نے ان کے چہرہ بے مہرہ پر گرد و غبار کا ایک انبار طومار وارہ کر دیا تھا اور غضب و غیظ میں آ کر اس کو دھونا چاہا تھا۔ اس لیے انہوں نے تحریری مباحثہ شروع کر دیا تھا۔ مگر دھونہ سکے۔ سب سے اول حافظ محمد اسحاق صاحب ہیڈ کلرک و بیٹرنری ڈیپارٹمنٹ چھاؤنی فیروز پور پنجاب ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ جو باتیں تم نے اشتہار میں لکھی ہیں وہ دیوبندیوں کی کتابوں میں درج نہیں ہیں۔ میں نے عرض کیا اگر آپ کو یہ بات تصدیق اور تحقیق ہو گئی ہے۔ تو مناسب یہ ہے کہ یا تو آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لائیے یا مجھے اپنے دولت خانہ پر حاضر ہونے کا ارشاد فرمائیے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عبارات مندرجہ اشتہار کو دکھلا دوں۔ مگر افسوس نہ تو انہوں نے اپنا تشریف لانا منظور فرمایا اور نہ فقیر کو اپنی خدمت میں طلب فرمایا۔ آخر کو یہ لکھا کہ ایک رسالہ اس اشتہار کے جواب میں چھپایا ہے۔ جو یہاں فیروز پور میں مفت تقسیم ہوا ہے۔ اس کا جواب آپ نے لکھا ہے؟ اگر لکھا ہے تو مجھے دکھلائیے (یہ رسالہ وہی ہے جس کا جواب یہ کتاب ہے) میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اس کے جواب لکھنے میں مصروف ہوں۔ جب جواب مکمل ہو جائے گا تو آپ تسلی کر لیں گے کہ یہ رسالہ کیسی دیانت اور امانت سے لکھا گیا ہے۔ عبارتوں کو حذف کر کے اپنے مطلب کو لکھ دیا اور اگلی پچھلی عبارت کو جو مخالف ہوئی اس کو چھوڑ دیا۔ اور نہایت کم فہمی سے بے معنی عبارات کو درج کیا ہے۔ جو خدا کے فضل سے لا تقربوا الصلوٰۃ کو لے لیا اور انتہائی سبکدوشی کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد انہوں نے خط و کتابت بند کر دی۔ مگر کسی قدر تہذیب سے خط و کتابت کی۔ دوسرے شخص مولوی محمد عبداللطیف صاحب سوئی پتی ہیں۔ جو خالی دیوبندی اور معتزلہ عقائد کے سختی سے پابند ہیں۔ انہوں نے ابتداء ہی میں قبل شروع کرنے بحث کے چودہ جھوٹ بول کر مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ کی بحث کو شروع فرمایا اور انہوں نے علی الاعلان فرما دیا کہ میں خداوند تعالیٰ کو تمام افعال قبائح کذب وغیرہ پر قادر جانتا اور مانتا ہوں۔ اور جو تمہارے اشتہار میں عقائد ۲۳ نمبر تک درج ہیں۔ وہ میرا مذہب ہے۔ تب ان کو بحث میں دکھلایا گیا کہ تمام افعال قبیحہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات پر محال ہیں۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ کی ذات میں عیب کا ہونا محال ہے۔ اور تحت قدرت نہیں ہے لیکن انہوں نے بڑے اصرار سے لکھا کہ نہیں میں اللہ تعالیٰ کو جھوٹ بولنے پر ضرور قادر جانتا ہوں تب لکھا گیا کہ یہ جو آپ کہتے ہیں یہ معتزلہ کا مذہب ہے۔

حاشیہ: فضل احمد بن قاضی الدین بن بابشاہ بن کاکیشاہ بن قاضی عبدالوہاب شاہ عالم شاہ بادشاہ دہلی کے وقت بہادر سنگھ نامی قوم کا کل راجپوت سولہ سال کی عمر میں مسلمان ہوا۔ جس کا نام عبدالوہاب رکھا گیا۔ وہ اپنے والدین کے ساتھ جو وال علاقہ تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور سے نکل کر مقام اڑیلی اور قصبہ شاہ پور تحصیل پٹھانکوٹ میں آ گئے۔ اور اس علاقہ میں بادشاہ کی طرف سے قاضی بنائے گئے۔ مفصل حالات کاغذات میں درج ہیں۔ گویا مجھے پانچویں پشت مسلمان ہونے کو ہے۔ الحمد للہ۔ منہ ۱۱

جیسے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں: انه لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرة علی الظلم لان المحال لا یدخل تحت القدرة و عند المعتزلہ انه یقدر ولا یفعل یعنی اللہ تعالیٰ کو ظلم سے موصوف کرنا محکم نہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے اور تحت قدرت نہیں۔ لیکن معتزلہ کا مذہب ہے کہ وہ یعنی اللہ تعالیٰ ظلم پر قادر ہے۔ مگر کرتا نہیں اسی طرح اور دیگر کتب سے ان کو دکھلایا۔ مگر انہوں نے تسلیم نہ کیا۔ پھر میں نے ان سے یہ عرض کیا کہ جو میں لکھتا ہوں اس کو آپ نہیں مانتے اور جو آپ لکھتے ہیں۔ اس کو میں نہیں مانتا تو لازم ہے کہ ہم دونوں کے لیے کوئی ایسا حکم ہونا چاہیے جس کا فیصلہ ہم دونوں قبول کر لیں۔ سو حکم ہونے کے قابل۔ مجر علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کے دوسرا نہیں ہے۔ اگر آپ اس بات کو منظور کر لیں تو بہتر ہوگا۔ تب انہوں نے اس بات کو بخوشی تمام مان لیا اور بہت احتیاط کے ساتھ آپ نے رسالہ تصدیقات مولفہ مولوی خلیل احمد صاحب کو میرے پاس منظوری کے لیے بھیج دیا اور فرمایا کہ لیجئے یہ حرمین شریفین کا فیصلہ ہے۔ میں نے اس رسالہ کا مصنوعی اور فرضی اور جعلی ہونا چھین ۵۶ وجوہات سے (جو اس کتاب میں بھی لکھی گئی ہیں) ثابت کر کے لکھ دیا کہ یہ جعلی فیصلہ ماننے کے قابل نہیں ہے۔ تب آپ بہت سٹ پٹائے اور گالیوں پر اتر آئے۔ میں نے ان سے یہ عرض کیا کہ فیصلہ مصدقہ جس پر اس وقت کوئی جرح و قدح نہیں ہوئی اور نہ کوئی عذر کیا گیا وہ دو کتابیں ہیں ایک حسام الحرمین علی منکر الکفر والین مرتبہ حضرت فاضل بریلوی اور دوسری کتاب نقد لیس الوکیل عن توہین الرشیر و الخلیل جس میں کسی شبہ کو گنجائش نہیں۔ اور بالخصوص اس کتاب میں مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ کی پوری بحث یہ بحث درمیان مولوی خلیل احمد دیوبندی اور مولانا مولوی غلام دہلوی صاحب فاضل قصوری مقام ریاست بہاولپور

مسلمانو! وہابیوں اور مرزائیوں سے بچو۔

فرمان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی
فقیر اپنے تمام خوان اہلسنت اور بالخصوص برادران
طریق سے اس کتاب کی سفارش خیر کرتا ہے

حصہ دوم

انوار آفتاب
صداقت

مکتبہ

قاضی فضل احمد صاحب عفا اللہ تعالیٰ عنہ حق نقشبندی صادق

کراچی پٹر پریس پبشر لڈیا

فہرست مضامین کتاب فضل الوحید فی جواب اثبات التوحید

مؤلفہ مولوی حاجی فضل احمد سی خفی نقشبندی مجددی مقیم لدھیانہ

- ۴۹۱ (۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی مفتی سید محمد حنیف صاحب
- ۴۹۲ (۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی احمد مختار صاحب صدیقی واعظ لاٹانی
- ۴۹۳ (۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی
- ۴۹۳ (۴) تقریظ منظوم حضرت مولانا شاعر بے بدل و ناظم بے مثل مولوی ابوناظم محمد کاظم "رحمتی" سراج گنج (بنگلہ)
- ۴۹۳ (۵) تقریظ حضرت مولانا مولوی افضل الفضلاء حاجی محمد نور بخش صاحب سی خفی نقشبندی مجددی توکلی ایم۔ اے
- ۴۹۴ پروفیسر پنشنر کالج لاہور
- ۴۹۵ (۶) تقریظ حضرت مولانا خلیفہ تاج الدین احمد صاحب
- ۴۹۶ (۷) تقریظ حضرت مولانا مولوی سید حبیب شاہ صاحب
- ۴۹۶ (۸) تقریظ حضرت فاضل مولانا مولوی مفتی غلام احمد سی خفی نقشبندی مجددی
- ۴۹۷ (۹) تقریظ حضرت مولانا مولوی ابوالبرکات سید احمد صاحب سی خفی قادری رضوی الوری
- ۴۹۸ (۱۰) تقریظ حضرت مولانا با علم و الفضل اولانا استاذ الاساتذہ اعلیٰ حضرت مولوی و مفتی سید ابو محمد محمد دیدار علی علیہ الرحمۃ
- ۴۹۸ (۱۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی غلام محی الدین کاگانی ضلع ہزارہ فارغ التحصیل حال مقام لاہور
- ۴۹۸ (۱۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی ابوالاحمد فضل حسین شاہ نقشبندی قادری معین الدین پوری گجرات حال لاہور
- ۴۹۸ (۱۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی مفتی سید محمد شاہ صاحب ابن حضرت مولانا مولوی یاسین شاہ صاحب شمس العلماء
- ۴۹۹ ریاست پونچھ (کشمیر)
- ۴۹۹ (۱۴) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد حبیب اللہ شاہ خلیفہ الرشید حاجی حرمین نور احمد شاہ فارغ التحصیل التوطن رامپور راجوری
- ۴۹۹ مقام لاه

- (۱۵) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد غنی فارغ التحصیل مقام لاہور ۲۹۹
- (۱۶) تقریظ حضرت مولانا فاضل اجل مفتی اکمل مولوی مفتی عبدالقادر مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد سادھواں لاہور ۲۹۹
- (۱۷) تقریظ حضرت مولانا بالعلم والفضل اولانا ادیب بی عدیل فاضل جزیل مولوی اصغر علی صاحب ”روحی“ ۲۹۹
- پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور ۵۰۰
- (۱۸) تقریظ حضرت مولانا فاضل اولانا مولوی محمد یار صاحب علیہ الرحمۃ خطیب و مفتی مسجد طلانی لاہور ۵۰۱
- (۱۹) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد ولی اللہ صاحب شاگرد مولوی احمد اللہ صاحب الحمد بیث (غیر مقلد) امرتسری ۵۰۱
- (۲۰) تقریظ حضرت مولانا فاضل اجل مولوی مفتی سید منظور احمد صاحب سنی حنفی نقشبندی مجددی ۵۰۲
- (۲۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی قمر الدین صاحب بن حضرت مولانا مولوی عمر الدین مرحوم قریشی حنفی قادری امام و خطیب مسجد خراساں لاہور ۵۰۲
- (۲۲) تقریظ حضرت مولانا فاضل ابن افضل الفضل مولوی مفتی محمد معوان حسین صاحب ۵۰۳
- (۲۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی غلام احمد فریدی حنفی چشتی صابری سنبھلی ثم المراد آبادی ۵۰۴
- (۲۴) تقریظ حضرت مولانا بالعلم والفضل اولانا استاذ العلماء مولوی مفتی حکیم محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ ۵۰۵
- (۲۵) تقریظ حضرت مولانا مولوی ابوالارشد سید سجاد حسین ”سجاد“ مولف کتب متعددہ متوطن قصبہ شیتس گڈھ ضلع بریلی ۵۰۵
- تحمید و ثنا ۵۰۶
- تمہید باعث تالیف کتاب انوار آفتاب صداقت و کتاب ہذا۔ ۵۰۷
- نقل خط منجانب قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ بنام حکیم محمد حسین صاحب بغرض تصفیہ بالمشافہ علماء لاہور۔ ۵۰۸
- نقل خط منجانب حکیم محمد حسین صاحب مولف رسالہ اثبات التوحید بالمشافہ علماء لاہور فیصلہ کرنے سے فرار اور مباہلہ کرنے پر اصرار ۵۱۰
- یادداشت تالیف کتاب ہذا اور باعث تعویق ۵۱۲
- حکیم محمد حسین کے خط کا مفصل جواب اور اس کی نقل اور مباہلہ کی منظوری اور شرائط ۵۱۲
- علمائے کرام و مفتیان عظام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً ظاہرین علی الحق کا عز و وقار اور مولف رسالہ کا فیصلہ سے انکار اور فرار اور اس جھوٹے الزام کا جواب کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں مزارات کی پوجا کی جاتی ہے۔ ۵۱۶
- فرقہ گندھویہ کون ہے اور فرقہ وہابیہ نجدیہ کون ہے ان کی نسبت پیش گوئیاں اور نکات ۵۲۱

- مزید از غزلہ نسبت فرقہ نجدیہ۔ گاندھویہ۔ ۵۲۴
- کتاب جواب الجواب کا نام ”فضل الوحید اور اس کی موزونیت ۵۲۸
- دیباچہ کتاب ہذا ۵۲۹
- رسالہ اثبات التوحید کی اکیس املائی غلطیاں ۵۲۹
- ان مولویوں کے نام جنہوں نے تالیف کتاب میں مدد دی۔ ۵۳۱
- غزل نعتیہ سرور عالم مختار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں اور اس قیم سردار وہابی ان کی کتاب استغاثہ بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زبان اور آنکھ نکلی ہوئی مل گئی ۵۳۲
- طوفان بے تمیزی اور گاندھی مشرک کو امام۔ پیغمبر۔ مذکر۔ سردار۔ رہبر وہابیوں نے مان لیا ۵۳۳
- انوار آفتاب صداقت میں ابن تیمیہ۔ مولوی اسلمیل۔ مولوی اشرف علی۔ مولوی رشید احمد وغیرہ کو کافر لکھا ہے اور اس کا جواب باصواب۔ ۵۳۴
- قولہ:- ان بزرگوں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز اور اس کا جواب ۵۳۴
- عدم تعاونی وہابی ہیں اور یہی مسلمان ہیں اس کا جواب اور متفقہ فتویٰ جمعیۃ العلماء کی حقیقت۔ ۵۳۵
- آیت شریفہ کی تفسیر ۵۳۶
- قولہ:- تقویۃ الایمان ایک یگانہ کتاب ہے اس کا جواب ۵۳۷
- پہلا فتویٰ کفر علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کا کتاب تقویۃ الایمان اور اس کے مولف پر۔ ۵۳۸
- دوسرا فتویٰ کفر علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کا کتاب تقویۃ الایمان اور اس کے مولف پر۔ ۵۳۸
- قولہ:- حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر مکہ میں ہے۔ اس کا جواب ۵۳۸
- تیسرا فتویٰ کفر علماء دیوبند کا اپنے امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی پر۔ ۵۳۴
- چوتھا فتویٰ کفر جو مولوی اسماعیل دہلوی امام الطائفہ وہابیہ نجدیہ بنے خود اپنے پر لگایا ۵۳۵
- محفل میلاد شریف اور مولوی رشید احمد گنگوہی ۵۳۷
- وہابیو خدا سے ڈرو! ۵۳۹
- پانچواں فتویٰ کفر مولوی رشید احمد گنگوہی پر جس نے میلاد شریف کی محفل کو کھیا کے جنم سے تشبیہ قبیح دی ۵۴۲

- استفتاء ۵۵۲
- الجواب ۵۵۲
- چھٹا فتویٰ کفر ۵۵۲
- مجیب محمد حسین پر پہلا فتویٰ کفر جو اس نے خود اپنے پر اپنی ہی تحریر سے لگایا ۵۵۵
- شروع جواب الجواب رسالہ اثبات التوحید ۵۵۶
- خوارج وہابیہ کی نسبت پیش گوئی ۵۶۹
- روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و دیگر قبور اولیاء اللہ پر جا کر حاجات طلب کرنا قرآن شریف و احادیث و اقوال آئمہ سے عین سنت ہے ۵۶۹
- احادیث شریفہ اور اقوال و افعال آئمہ سے اس کا ثبوت ۵۶۹
- تبرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اولیاء اللہ رحمہم اللہ کا مختصر آحال ۵۷۲
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمام عالم میں تصرف ہے ۵۷۳
- صحابہ عظام رضی اللہ عنہم اور اولیائے کرام رحمہم اللہ کے تصرفات مختصر ۵۷۴
- مجیب طیب کے دو بڑے بزرگوں امام الطائفہ کی تحریرات سے تصرفات اولیاء کا ثبوت ۵۷۴
- اول ابن قیم اپنی کتاب الروح میں لکھتے ہیں ۵۷۴
- یہ آٹھواں فتویٰ کفر مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنے قلم سے خود بخود اپنے آپ پر لگایا ہے۔ مبارک ہو ۵۷۷
- عقیدہ نمبر ۸-۹ وہابیہ دیوبندیہ ۵۷۸
- شب معراج کے بعد کی کوئی آیت یا حدیث منکرین پیش کریں جس میں نفی علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درج ہو مگر کبھی ایسا نہ کر سکیں گے ۵۸۰
- مطابقت پوری ہوئی۔ مبارک ہو ۵۸۶
- عقیدہ نمبر ۱۳ وہابیہ دیوبندیہ ۵۹۷
- قولہ: اعتراف نمبر ۱۳ کا جواب ۵۹۸
- ۱۳- قبروں پر غلاف ڈالنا (صفحہ ۱۰۹ اسطر ۶) ۵۹۹
- احادیث شریفہ قبروں پر غلاف ڈالنے کے جواز میں ۵۹۹

- ۲- کتاب المدد الفیاض بنور الشفا قاضی عیاض جلد ثانی صفحہ ۲۱ ۶۰۰
- ۵- رد المحتار شرح در مختار معروف بہ شامی (باب الخطر والا باحتہ) صفحہ ۳۵۷ ۶۰۰
- ترجمہ اردو ۶۰۲
- ترجمہ اردو ۶۰۲
- ۳- منہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۴۱۲ جلد دوم ۶۱۹
- ہندو بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے ۶۱۹
- مولوی اسماعیل دہلوی بانی وہابیت کی تاریخ موت ۱۲۴۶ھ ۶۲۰
- دوسری مطابقت مجیب کے ساتھ ۶۲۳
- تیسری مطابقت کتاب مجیب ۶۲۳
- چوتھی مطابقت کتاب مجیب ۶۲۴
- جن قبور بلند بائیں شمال کے گرا کر زمین کے برابر کر دیئے کا حکم دیا گیا تھا وہ قبور کفار کی تھیں ۶۲۷
- اثبات بنائے مزارات و قباب بزرگان دین و اولیاء اللہ و سادات و مشائخ رضی اللہ عنہم و رحمہم اللہ تعالیٰ ۶۳۰
- اول مختصر قصہ اصحاب کہف و دیوار و مسجد و کتبہ ۶۳۰
- خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا اصحاب کہف کو دیکھنا ۶۳۲
- اصحاب کہف کے ناموں کی تاثیر ۶۳۳
- دوم مختصر اقتباسات تفسیر فتح النان المعروف تفسیر حقانی جلد پنجم ۶۳۴
- تفسیر عزیزی پارہ عم سورہ عیس میں شاہ عبدالعزیز محدث رحمۃ اللہ علیہ اس آیت شریف کی تفسیر یوں فرماتے ہیں ترجمہ ۶۳۶
- فارسی عبارت کا اردو میں عام فہم کیا جاتا ہے ۶۳۸
- چند احادیث تعمیر و زیارت قبور میں ۶۴۱
- دیگر کتب معتبرات سے قباب مزارات بنانے کا ثبوت ۶۴۱
- فرمائیے مساجد کا گراناس مسلمان کا کام ہے کوئی شبہ نہیں کہ یہ کام بڑے کافروں کا ہے اس پر قرآن شریف گواہ ہے ۶۴۴
- زمیندار کے جھوٹے حنبلی اور ہمارے سچے حنبلی کا مقابلہ ۶۴۵
- مزارات و مقابر کے گرانے والے کے لئے چند وعیدیں ۶۴۵

- ۲۵۹ علم کی فضیلت سے مجیب کی فضیلت
- حضرت علامہ فاضل اجل مولانا ابو محمد عبد الرحمن غلام دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فضل و تقویٰ پر علمائے کرام و مقتدیان عظام عرب و عجم کی شہادتیں مختصراً
- ۲۶۱ اول حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً کے علمائے عظام کی شہادتیں
- ۲۶۲ مولوی خلیل احمد صاحب دیوبندی مولف براہین قاطعہ کی شہادت مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ پر مفصل
- دیکھو انوار آفتاب صداقت، تقویۃ الایمان پر اور اس کے مولف پر فتاویٰ کفر صفحہ ۵۸۸ سے ۶۳۰ تک پھر دیکھو باب بست و چہارم و چالیس کتب جو تقویۃ الایمان کی تردید میں اب تک لکھی گئیں صفحہ ۶۳۰ سے ۶۳۳ تک ان تینوں باب بست و دوم، و بست و سوم، و بست و چہارم کے جواب میں ایک لفظ بھی نہیں لکھا
- ۲۶۴ دوسرا فتویٰ کفر مجیب صاحب کی ذات پر ان کے اپنے مصدقین و مقررین کے قلم سے
- ۲۶۶ استفتاء
- ۲۶۶ جواب منجانب مولوی احمد علی صاحب
- ۲۶۶ جواب منجانب مولوی ابواسحاق نیک محمد مدرس مدرسہ تقویت اسلام امرتسر
- ۲۶۸ رسالہ اثبات التوحید مولفہ طیب محمد حسین کوٹ بھٹہ کی تصدیق کرنیوالوں پر فتویٰ کفر ان کے اپنے حکم اور قلم سے استفتاء
- ۲۶۹ رسالہ اثبات التوحید کے مقررین کے نام اور ان کی مختصر کیفیت
- ۲۸۳ وہ دس باب کتاب انوار آفتاب صداقت کے جن کے جواب ایک حرف بھی نہیں لکھا
- ۲۸۳ آخری گزارش راقم الحروف
- ۲۸۵ مثنوی شریف
- ۲۸۵ احادیث شریف
- ہماری اہل سنت و الجماعت اور وہابیہ دیوبندیہ اور غیر مقلدین کی فیصلہ کی تجویز اور صورت اس طرح ہو سکتی ہے ہمارا آخری فیصلہ تین طریق سے ہو سکتا ہے وہ یہ ہے
- ۲۸۷ دعا
- ۲۸۷ سوط عالمانہ بحوالہ شریعت کا تازیانہ
- ۲۸۸ منجانب قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ مولف کتاب ہذا

- ۲۸۸ حضرت مولانا انوار اللہ رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۹۰ از جانب قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ مصنف کتاب ہذا
- ۲۹۱ کلام حضرت مولانا انوار اللہ علیہ الرحمۃ
- ۲۹۲ فہرست کتب مصنفہ قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ مولف ہذا

تقاریظ علمائے کرام

بر کتاب

فضل الوحید فی جواب اثبات التوحید

انوار آفتاب صداقت (جلد دوم)

تقاریظ علمائے کرام و صوفیائے عظام ابقاہم اللہ تعالیٰ

(۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی مفتی سید محمد حنیف صاحب

حنفی چشتی سجادہ نشین درگاہ حضرت مولانا شاہ امانت علی

قدس سرہ نکودہ جالندھر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مڑھ لی جس نے ہے روشندل و پکی روٹی تو وہ اپنے تئیں راوی و غزالی سمجھا

ہم مسلمان ہیں وہ کہتا ہے کافر کافر نور ایمان سے ہم پر ہیں وہ خالی سمجھا

کتاب انوار آفتاب صداقت ہمارے مطالعہ میں تھی کہ اثبات التوحید در جواب انوار آفتاب صداقت مولفہ محمد حسین

صاحب ایمین آبادی کا اشتہار نظر سے گزرا۔ شوق گدگدایا ذوق علم نے ابھارا اثبات التوحید کو منگوایا۔ دیکھا تو استاد غالب کا یہ

شعر یاد آیا۔

ہر بو الہوس نے حسن پرستی شعاری ادب آبروئے شیوہ اہل نظر گئی

اللہ! اللہ!! کجا وہ انوار آفتاب صداقت اور کجا یہ ظلمت کدہ اثبات التوحید قف بر تو اے چرخ گردوں تفہیم مباحث

علمی سے یہ خالی مناظر تحقیق سے یہ عاری

خود غلط انشا غلط املا غلط

جو شخص اردو کی دوسطریں اور عربی کا ایک لفظ صحیح نہ لکھ سکے وہ قرآن مجید کے حقائق اور احادیث شریف کے نکات بیان

کرے اور تصنیف و تالیف کا مدعی بنے۔

اس سادگی پہ کون نہ ہر جائے اے خدا لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

انوار آفتاب صداقت کا وہ کیا جواب لکھ سکتا ہے جس جاہل کی تحقیق علمی کا یہ حال ہو کہ سورہ فاتحہ کو قرآن کریم سے باہر سمجھے اور قرشی کو قریشی لکھے اور لفظ اردو کو مذکور سمجھے حالانکہ یہ مسئلہ جمہور کا براہ امت اور علمائے ملت کے نزدیک بطور ایک مسلم اصول کے ہے کہ قرآن شریف کے کسی حرف یا لفظ کا انکار کرے یا یہ سمجھے کہ قرآن شریف میں سے نہیں تو وہ قطعی کافر ہے۔ خدا بھلا کرے میرے مکرم اور فاضل دوست حضرت قاضی فضل احمد صاحب کا کہ انہوں نے فضل الوحید فی جواب اثبات التوحید (جس کا مسودہ احقر کی نظر سے گزرا) لکھ کر اس کا پول کھول دیا ہے۔ قاضی صاحب کی عالمانہ تحقیق اور اس پر فاضلانہ نکات سونے پر سہاگہ بے اختیار داد دینے کو جی چاہتا ہے عا ایں کار از تو آید و مردان چین کنند اللہ تعالیٰ اس راہ حق کی مشعل کو ابد تک درخشاں رکھے اور ایک عالم کو آپ کے فیض سے فیضاب کرے۔ آمین

فقیر مفتی سید محمد حنیف چشتی

سجادہ نشین درگاہ حضرت مولانا شاہ امانت علی قدس سرہ، نکودر ضلع جالندھر

۹- شوال ۱۳۴۵ھ - مطابق ۱۱۲ اپریل ۱۹۲۷ء

(۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی احمد مختار صاحب صدیقی واعظ لاٹانی

صدر جمعیتہ علمائے ہند مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله المتره عن الكذب والنقصان والجد والمكان والصلوة والسلام على الصادق المصدوق سيد الانس والجان مسجود الخلاق وممدوح الرحمن النور الذاتى والسر السارى فى كل من يكون وقد كان وعلى اله واصحابه ذوى الفضل والاحسان اسلام ومسلمين بالخصوص جماعت اہل سنت وجماعت۔ پھر حضرت قاضی فضل احمد صاحب کا یحید وغایت احسان وکرم ہے کہ انہوں نے انوار آفتاب صداقت کے ذریعہ شب و بھر وہابیت شیطانیہ کا خاتمہ فرما کر دنیا کے اسلام کو صراط مستقیم دکھائی اور آج خرمین الحاد و ارتداد نام نہاد اثبات التوحید پر برق جولان فضل الوحید گرا کر اس کے مضمرات کو نیست اور نابود کر دیا جزاہ اللہ عنا وعن المسلمین اس لمحہ عظیم اثبات التوحید کا ایک کرشمہ مسلمان یہ دیکھیں کہ وہ سورہ فاتحہ کو جزو قرآن ہی نہیں مانتا۔ حالانکہ رب العزت جل جلالہ قرآن عظیم اس کو مانتے ہیں واتینک سبعاً من المثانی و القرآن العظیم پھر اس راندہ درگاہ ایزدی نے بوقت حاضری مدینہ منورہ۔ صانہا اللہ تعالیٰ عن مکائد الشیطانیۃ (انجذیت) حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف پشت کر کے کھڑے ہونے کا حکم لگایا۔ کیوں نہ ہو اس کے گرد گھنٹال نے پیشانی آدم علیہ السلام میں اس نور انوار کی جھلک کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا۔ اگر یہ منہ پھر آئے تو کیا تعجب ہو سکتا ہے۔ یاد رہے کہ جس کا منہ ان سے پھر اوہ خدا سے پھر حضرت قاضی صاحب دامت

برکاتہم نے ان مسائل خبیثہ کے علاوہ جملہ مختصرات و تلبیسات شیطانیہ کی تردید باحسن وجوہ فرمائی ہے۔ دین کے ساتھ اس مجہول الحال نے اردو زبان کا خون بھی کیا ہے۔ جناب قاضی صاحب مدظلہم العالی نے اس کو بخوبی واضح فرمادیا ہے۔ رب العزت بطفیل سرور عالم و عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جناب قاضی صاحب کے فیوض و برکات سے باقیام قیامت مسلمانوں کو متبع و مستفید و مستفیض فرمائے۔ آمین احمد مختار صدیقی صدر جمعیتہ علمائے ہند۔

(۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد عبد العظیم صدیقی میرٹھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هذا هو الحق وليس بعد الحق الا الضلال فقیر محمد عبد العظیم الصدیقی

(۴) تقریظ منظوم حضرت مولانا شاعر بے بدل و ناظم بے مثل مولوی ابوناظم محمد کاظم "رحمتی" سراج گنج (بنگال)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واہ کیا اچھی بچی ہے یہ کتاب

علم و فاضل فقیہ بے بدل	عابد حق تارک آرام و خواب
چشمہ فیض الہی ہیں حضور	ایک عالم ان کے در سے فیضیاب
ماحی بدعات اور کفر و ضلال	رہنما و ہادی ہر شیخ و شاب
حاجی دین محمد مصطفیٰ	رہبر خلق و ہدایت التساب
ہیں مباحث اور منظر بینظیر	حاجی و قاضی و شاہ کا خطاب
سر اٹھایا جب کسی مفر نے یاں	آپ نے دکھلادیا نیچا شتاب
کیا لکھوں تعریف ان کے علم کی	ہے دلیل علم خود ان کی کتاب ۲
دشمنان دین کی تردید میں	بے مثل و بیعدیل ولا جواب
میں جوابات اس کے سب دندان شکن	کیا ہی عمدہ رد لکھا ہے آفتاب
سب دلائل اس کے ہیں از بس قوی	مکروں کے حق میں ہے بیشک عذاب
اور بھی گرچہ کتابیں ہیں بہت	لیک اس مضمون پہ ہے یہ لا جواب
زہر قاتل مکروں کے واسطے	مومنوں کے واسطے ہے شہد و ناب
خار ہے یہ چشم اعدا کے لیے	دوستوں کے حق میں ہے مثل گلاب
ہے بلا شک حرز جان مومنوں	تازیانہ ہوئے سجدی کلاب

جتنے ہیں ان کے عقائد باطلہ سب کا یکدم کر دیا ہے سدا ب
مجھ سے تعریف اس کی ہو سکتی نہیں میں نے دیکھی ہی نہیں ایسی کتاب
حق مصنف کو جزائے خیر دے اور دے ان کو ثواب بے حساب
اے خدا اس نسخہ کو مقبول کر تاکہ ہر مسلم ہو اس سے فیضیاب
یا الہی عمران کی کردار رحمت کی یہ دعا ہو مستجاب

الراقم سنیوں کا خادم

ابوناظم محمد کاظم سراج گنج بنگال

مورخہ ۲۵ رمضان المبارک ۱۲۳۵ھ

۱۔ یعنی حضرت مولانا مولوی حاجی قاضی فضل احمد صاحب سنی حنفی نقشبندی مجددی لدھیانوی مدظلہ العالی

۲۔ یعنی یہ کتاب فضل الوحید فی اثبات التوحید اور انوار آفتاب صداقت جیسی ضخیم کتاب جن کی تصانیف عالیہ میں سے موجود ہے ان کی تبحر علمی اور معلومات دینی کی تعریف دوسرے آدمی کیا کریں ان کی تصانیف عالیہ خود ہی ان کی علمی لیاقت اور تحریری قابلیت کی واضح اور روشن دلیل ہے۔ ۱۲

(۵) تقریظ حضرت مولانا مولوی افضل الفصلاء حاجی محمد نور بخش صاحب سنی حنفی نقشبندی

مجددی تو کلی ایم۔ اے پروفیسر پنشنر کالج لاہور

حامد او مصلیاً و مسلماً

ابالبعثتیر ہویں صدی ہجری کے اوائل میں عرب شریف کے ملحق عراق کے صوبہ نجد سے مطابق خبر حضور مخر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فتنہ وہابیہ کا ظہور ہوا۔ یہ فتنہ پھیلتے پھیلتے مرض متعدی کی طرح ہندوستان میں بھی آ پہنچا۔ اس فرقہ کے لوگ اپنے آپ کو موجد حقیقی اور باقی سب مسلمانوں کو مشرک سمجھتے ہیں اور اپنی تصانیف میں کھلے الفاظ میں اس امر کی تصریح کرتے ہیں بلکہ اپنی تصانیف کے ناموں میں بھی اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ چنانچہ محمد بن عبد الوہاب نجدی نے اپنی کتاب کا نام اثبات التوحید رکھا تھا اس کی اتباع سے پنجاب میں حکیم مولوی محمد حسین قریشی ایمن آبادی نے اپنی کتاب کا نام اثبات التوحید رکھا ہے۔ موخر الذکر کتاب کو حکیم صاحب نے مولانا مولوی حاجی قاضی فضل احمد صاحب حنفی نقشبندی پنشنر کورٹ انسپکٹر کی مشہور اور جامع کتاب انوار آفتاب صداقت کے جواب میں لکھی ہے۔ اس میں عقائد وہابیہ کی تفصیل اور تردید درج ہے۔ جناب قاضی صاحب موصوف نے جواب الجواب میں یہ کتاب فضل الوحید لکھا ہے۔ فقیر نے ہر سہ ۳ کتب کو متعدد مقامات سے دیکھا ہے۔ فضل الوحید میں اثبات التوحید کا رد بلیغ ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ حکیم صاحب کے پاس انوار کے دلائل اور براہین کا

حقیقت میں کوئی جواب نہیں۔ اس پر آشوب زمانے میں اہل اسلام کے لیے جناب قاضی صاحب کی دونوں کتابوں کا مطالعہ از بس مفید اور ضروری ہے اور فقیر دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اس سعی کو مشکور فرمائے اور اس کی مخالفین کی ہدایت اور موافقین کی تقویت ایمان کا ذریعہ بنائے

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی حبیبہ سیدنا ومولانا
ووسیلتنا فی الدارین محمد والہ واصحابہ واتباعہ اجمعین امین یا رب العالمین
۷ اشوال ۱۳۳۵ھ

محمد نور بخش حنفی نقشبندی تو کلی

حال چک سرون ناتھ ضلع لودھیانہ

(۶) تقریظ حضرت مولانا خلیفہ تاج الدین احمد صاحب

ویرانجن نعلانیہ ہند لاہور سابق وکیل و چیف کورٹ پنجاب لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

فقیر اگرچہ نہ تو زمرہ علماء میں محدود ہے اور نہ مدعی علم البتہ نگ خاندان علماء ہے فضل ایزدی مجال سے زندگی کا اتنا وقت ملا کہ قریباً ہر قسم کے علماء کے مباحثات اور مذاکرات کے دیکھنے اور سننے کا اتفاق کثیر رہا۔ میرے کرم دوست قاضی فضل احمد صاحب نے ۱۳۳۷ھ میں ایک کتاب موسوم بہ انوار آفتاب صداقت لکھ کر شائع کی اور مستند باسناد صحیحہ وہابیہ نجدیہ وغیرہ کے عقائد باطلہ کا عمدہ رد ہے۔ قریباً ۹ سال تک تو اس کا جواب نہ ہو سکا۔ اب ایک نوعمر تازہ داخل سلسلہ وہابیہ نے حال میں ایک رسالہ موسومہ اثبات التوحید اس کے جواب میں لکھا ہے جس کی ضخامت صرف ایک سو بہتر ۱۷۲ صفحے تقطیع خورد ۲۳x۲۹ ہے۔ حالانکہ جس کا جواب لکھنا چاہا ہے وہ قریباً پونے سات سو صفحہ کی کتاب ہے۔ اس جواب لکھنے سے غرض صرف پانچوں سواروں میں داخل ہونا خیال کیا جاسکتا ہے ورنہ عجیب کی تحریر سے ظاہر ہے کہ باعتبار علوم دینیہ کے وہ کس درجہ کے ہیں البتہ دو باتیں انہوں نے ایسی لکھ دی ہیں جو ان سے پہلے کسی غیر مقلد نے لکھنے یا کہنے کی جرأت نہیں کی۔ غالباً یہ جرأت اس فرقہ میں بوجہ جدید اور عارضی و انشاء اللہ تعالیٰ جلشانہ تسلط ان کے اصل ماخذ کی نسل کا حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تفضیلاً پر ہو جانا ہے اب یہ لوگ کھیل کھیلے قریب تین چار سال ہوئے کہ انہیں اصل مصنف علام کا موضع دھاویال ضلع گورداسپور میں ایک غیر مقلد صاحب سے مباحثہ ہوا تھا۔ جو اس امر کا مدعی تھا کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جاننا اور ماننا شرک ہے جو اخباروں میں شائع ہوا تھا۔ اب یہ صاحب جدید ایسے نکلے کہ جنہوں نے اس رسالہ کے صفحہ ۱۵۶ میں یہ لکھ دیا کہ الحمد شریف (سورہ فاتحہ) قرآن شریف کا جزو ہی نہیں۔ شاید ایک وقت آ جائے کہ خود قرآن امجد کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مصنف کہنے لگ جائیں تو ایسے جدت

خیالات سے تعجب نہیں۔ اور ادب و تعظیم طبیعت میں اس قدر ہے کہ صاف لکھ دیا کہ روضہ مطہرہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہو کر سلام گزارش کرے تو قبلہ کی طرف منہ اور مرقد اطہر کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو میدانِ عرصات میں بھی حضور باعث تکوین عالم کی طرف پشت ہی کرنا ہوگا اور مواجہہ نصیب نہ ہوگا۔ فقیر ضعف بصارت سے معذور ہے۔ اس لئے سارے رسالہ مجیب کو مطالعہ نہیں کر سکا دو چار مقامات سماعت کر لیے غالباً باقی رسالہ میں ایسے ہی عجائبات بھرے ہوں گے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور قاضی صاحب کو اپنی حسن عقیدت اور اس محنت شاقہ اجر جرنیل عطا فرمائے اور ان کی تصنیفات کو مسلمانان اہلسنت کے مضبوطی عقائد کا ذریعہ کرے اور ان کے اپنی معاد کے لیے ذخیرہ۔ آمین یا رب العالمین۔

فقط فقیر تاج الدین احمد عفی عنہ

ویرانجمن نعمانیہ ہندلاہور سابق وکیل چیف کورٹ پنجاب

۲۰ شوال ۱۳۳۵ھ

(۷) تقریظ حضرت مولانا مولوی سید حبیب شاہ صاحب

مدرس مدرسہ دارالعلوم انجمن نعمانیہ ہندلاہور

نحمدہ ونصلی علی رسول الکرم

حضرت مولانا مولوی قاضی فضل احمد صاحب خفی نقشبندی لودھیانوی نے اس وہابی کو جس نے بہت سے احکام شرع میں غلو کر کے ایک رسالہ لکھا ہے اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ سورۃ فاتحہ قرآن شریف کا جزو نہیں ہے اور اس نے یہ بھی گستاخی کی ہے کہ جب روضہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی شخص دعا اور صلوات کے لیے کھڑا ہو تو اس کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو۔ ایسا شخص جو قرآن پاک سے منکر ہو۔ بیشک شرع میں کافر سمجھا جائے گا اور ایسا گستاخ بھی اسی حکم شرع میں داخل ہوگا۔

فقط ندوی حبیب شاہ عفی عنہ مدرس مدرسہ نعمانیہ ہندلاہور

(۸) تقریظ حضرت فاضل مولانا مولوی مفتی غلام احمد سنی خفی نقشبندی مجددی

حضرت جامع شریعت و طریقت مولانا سیدنا پیر حافظ جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وسلام علی عباده الذین اصطفی کتاب انوار آفتاب صداقت مصنفہ عالی جناب مولانا مولوی قاضی فضل احمد صاحب پشاور کورٹ انسپکٹر کے انوار اور ضیاء سے موئین کے قلوب پر نورانیت آگئی تھی مگر بقول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ۔

درباغ لالہ روید و در بوم خار و خش

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست

ضالین و مضلین کی آنکھوں میں ان انوار سے چکا چوندا پیدا ہوگی اور کسی وہابی نے اس کے بعض حصص کا بخیاں خود جواب لکھا اگرچہ علماء اور صاحب فہم و ذکا کے سامنے دونوں کتابیں رکھ دی جائیں تو ثابت ہوتا ہے کہ جواب درحقیقت جواب نہیں اس لیے میرے خیال میں اس لغو رسالہ کا جواب چنداں ضروری نہ تھا۔ لیکن اس رسالہ پر آٹھ وہابی مولویوں کی تقریظیں ہیں جن سے عوام۔۔۔۔۔ ہے اس لیے قاضی صاحب موصوف نے اس کا جواب دینا ضروری سمجھا۔ اس جواب کو میں نے دیکھا اور بعض مقامات کو خاص دلچسپی سے مطالعہ کیا۔ وہابی مجیب کے ہفتات و ہبیہ کی تقطیع بوجہ احسن کردی گئی ہے اور ثابت کر دیا گیا کہ وہابی مجیب نے محض جماعت و ہبیہ کی اشک سوئی کے لیے فضول جواب لکھا تھا۔ وہابی مجیب نے ہمت تو بڑی کی کہ جس کتاب کے جواب سے اس کے گروہ کے اکابر ساکت و قاصر رہے تھے اس کا برائے نام جواب لکھا اور اپنی گمنامی کو شہرت سے تبدیل کرنے کی کوشش کی جس میں وہ ایک حد تک کامیاب ہو گیا کہ آٹھ غیر مقلد مولویوں نے اس کی تصدیق کردی لیکن اس شہرت کے مقابلہ میں اس کی خجالت و ندامت زیادہ وزن رکھتی ہے اور امید ہے کہ آئندہ کبھی اس میدان میں قدم نہ رکھے گا۔ خداوند کریم کے فضل و کرم سے امید ہے۔ قاضی صاحب کا جواب الجواب فضل الوحید نور الانوار ثابت ہوگا۔ اور اس کے انوار و برکات سے مومنین اہلسنت کے قلوب روشن ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کی ہمت میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

الراجی الی رحمته ربہ الاحد غلام احمد عافاہ اللہ واید امرتسری

(۹) تقریظ حضرت مولانا مولوی ابوالبرکات سید احمد صاحب سنی خفی قادری رضوی الوری

خمد لاہوری مدیر انجمن حزب الاحناف لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ہدا و ما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ۔۔۔۔۔ اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشهد ان سیدنا و مولانا و شفیعنا۔۔۔۔۔ وقرۃ عیوننا و سرور قلوبنا محمد عبده ورسوله بالحق ارسلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وحزبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین اما بعد فقیر حقیر در ماندہ نفس شرر ابوبکرکات سید احمد سنی خفی قادری رضوی الوری مدرس دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہندلاہور باب سنت و اخوان ملت کی خدمت میں گزارش پرواز ہے کہ احقر نے کتاب مستطاب انوار آفتاب صداقت کی جلد دوم مسماۃ فضل الوحید نے جواب اثبات التوحید مصنفہ حامی سنن ماجی فتن حضرت مولانا مولوی قاضی فضل احمد صاحب خفی نقشبندی لودھیانوی کے بعض مواقعہ خصوصاً کا استماع کیا حضرت مدوح نے کمال قابلیت و علمیت کے ساتھ وہابیہ نجدیہ دیوبندیہ کی دریدہ دہنی کا جواب شافی و تردیدہ کافی فرما کر کافہ اہلسنت و الجماعت پر احسان و کرم فرمایا اور اس کتاب مستطاب کے ذریعہ مسلمانان عالم کو چاہ ضلالت و دروہط ہلاکت سے نکال کر شاہراہ رشد و ہدایت دکھائی۔ جزاہ اللہ عنا و عن سائر المسلمین۔

سورہ فاتحہ کا منکر اور خارج از قرآن بتایا الا کا فر مرتد خارج از اسلام ہے اور جو اس کے کفر پر مطلع ہو کر اس کو کافر نہ جانے یا اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے ایمان ہے۔ کہ صریح نصوص کا انکار کرتا ہے۔ مولیٰ عزوجل فرماتا ہے ولقد اتینک سبعاً من المثانی و القرآن العظیم علی هذا اس شیطان رحیم کا یہ کہنا کہ آستان عرش نشان حضور پر نور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کے وقت روضہ اقدس و اطہر کو پشت کر کے کھڑا ہونا چاہیے اس کے خبث باطن اور ذریت شیطان ہونے کی بین دلیل ہے کہ اس کے معلم اول رئیس الشیاطین علیہ العلیۃ رب العلمین نے بھی تعظیم نور سید المرسلین محبوب رب العالمین جلوہ افروز پیشانی سیدنا آدم علیہ السلام سے اعراض کر کے روگردانی کی تھی۔ فاستلهم الله تعالى ان يوسف كون طبرادرا ان اسلام اهل سنت ان دشمنان دین و ملت سے بچو اور اپنے احباب کو بچاؤ اور انوار آفتاب صداقت کا مطالعہ کر کے اپنے دین و ایمان کو محفوظ رکھو۔ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔ تممہ بقلمہ وقالہ بغمہ العبد المذنب ابو البرکات سنی حنفی قادری رضوی الوری ثم لا ہو ری۔

(۱۰) تقریظ حضرت مولانا با علم والفضل اولانا استاذ الاساتذہ اعلیٰ

حضرت مولوی مفتی سید ابو محمد محمد دیدار علی علیہ الرحمۃ

بسم الله الرحمن الرحيم جلد دوم انوار آفتاب صداقت (فضل الوحید فی جواب اثبات التوحید کو میں نے متفرق جگہ سے مطالعہ کیا فی الواقعہ حامی سنت قاصد بدعت قاضی صاحب مدظلہ علیہ مصنف کتاب مذکور نے مبتدعین اور فرق ضالین خصوصاً وہابیہ نجدیہ کا بہت ہی کافی رد لکھا ہے۔ فجزاہ الله خیراً۔ ابو محمد ابن محمد دیدار علی الحنفی امجدی عفو اللہ والوالدیہ والمشاوہ ۲۰ شوال ۱۳۴۵ھ

(۱۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی غلام محی الدین کا گانی

ضلع ہزارہ فارغ التحصیل حال مقام لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم ط حقیقت میں جو کچھ قاضی صاحب موصوف نے کوشش اور سنی دوبارہ رد اقوال وہابیہ نجدیہ وغیرہ فرمائی ہے وہ دوسری کتابوں میں شاذ و نادر ہی ملے گی۔ جزاء الله فی الدارين احسن الخیر۔

غلام محی الدین کا گانی ضلع ہزارہ بقلم خود

(۱۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی ابو احمد فضل حسین شاہ نقشبندی قادری معین الدین پوری

گجرات حال لاہور

انوار آفتاب صداقت جلد دوم دراصل وہابیہ نجدیہ اور مبتدعین اور گمراہ فرقوں کا کافی اور کامل رد ہے۔ رب العزت

حضرت مولانا مولوی قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی مصنف کتاب کو جزا خیر عطا فرمائے۔

بقلم خود ابو احمد فضل حسین شاہ نقشبندی قادری

ساکن معین الدین پور گجرات پنجاب

(۱۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی مفتی سید محمد شاہ صاحب

ابن حضرت مولانا مولوی یاسین شاہ صاحب شمس العلماء ریاست پونچھ (کشمیر) ڈاکخانہ شہر پونچھ

اما بعد فقیر حقیر نے انوار آفتاب صداقت کی جلد دوم مسماۃ فضل الوحید مصنفہ حامی سنن ماجی بدعت حضرت مولانا مولوی قاضی فضل احمد صاحب حنفی نقشبندی لدھیانوی کا مطالعہ کیا حرف بحرف عین حدیث و قرآن کے مطابق پایا۔ لہذا تحقیق سے تصدیق کرتا ہوں۔ مفتی سید محمد شاہ ابن حضرت مولانا مولوی یاسین شاہ شمس العلماء ریاست پونچھ (کشمیر) ڈاکخانہ شہر پونچھ

(۱۴) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد حبیب اللہ شاہ خلف الرشید حاجی حرمین نور احمد شاہ

فارغ التحصیل المتوطن راہپور راجوری مقام لاہ

بتصدیق مضمون مافیہا بالکل صحیح ہے۔

بقلم خود عبدالراجی محمد حبیب اللہ شاہ خلف الرشید

حاجی حرمین نور احمد شاہ المتوطن راہپور راجوری۔

(۱۵) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد غنی فارغ التحصیل مقام لاہور

تحقیق کے ساتھ بندہ نے کتاب مذکورہ کا مطالعہ کیا حرف بحرف حدیث و قرآن ہے صحیح پایا۔

عبد محمد غنی بقلم خود

(۱۶) تقریظ حضرت مولانا فاضل اجل مفتی اکمل مولوی مفتی عبدالقادر

مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد سادھواں لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم . وہ نستعین . اگرچہ اکثر افراد بنی نوع انسان کے جہولاً کے مصداق ہیں لیکن ادعا اسلام کے بعد (سورہ فاتحہ) جزو قرآن مجید کا انکار جہالت فاقہ اور کسافت باطنہ کا مظہر ہے۔ چنانچہ آجکل بد مذہب محمد حسین نے سورہ فاتحہ مکہ سے انکار کر دیا ہے اس کو اتنا بھی معلوم نہیں ہے کہ سورہ فاتحہ کو ام القرآن۔ ام الکتاب کیوں کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ سورہ مبارکہ اصل جزو قرآن مجید ہے اگر یہ جزو نہ ہوتی تو جہری نمازیں دیگر سورہ قرآن کے ساتھ اس کا جہر کیوں ہوتا۔ قرون سابقہ متبرکہ میں کسی نے اس میں شک تک نہیں کیا۔ اب اس قرب قیامت میں عالم و فاضل ایسے پیدا

ہو گئے ہیں کہ اپنی اجتہادی قوت سے قرآن کریم کا ہی انکار کر رہے ہیں اور ان کے ہمنوا ان کی تصدیق کرتے ہیں۔ مصدق اور مصدق یکساں جہالت و سفاہت کے ورطے میں بڑھے ہوئے ہیں ایسے بیوقوفوں کا اسلام کے ساتھ کیا تعلق ہے۔

کتبہ مفتی عبدالقادر

مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد سادہ وال لاہور

۱۲۴ اپریل ۱۹۲۷ء

(۱۷) تقریظ حضرت مولانا بالعلم والفضل اولانا ادیب بی عدیل فاضل جزیل

مولوی اصغر علی صاحب ”روحی“ پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

حقیقت یہ ہے کہ حق اور باطل کا فیصلہ کرنا اور ہر دو خصم کا اسے تسلیم کر لینا بظاہر آج تک نہ ہوا ہے اور نہ امید ہے۔

نہ بیند مدعی جز خوشن را

کہ دارد پردہ پندار در پیش

عقائد کا بے محبت شرعی جو نصوص آیات و احادیث سے ثابت نہ ہو صحیح مان لینا مذہب سے آزاد ہونے کی دلیل ہے جو عقائد قرون ثلاثہ میں مسموع نہیں ہوئے اور نہ ان کا ثبوت صریح آیات و احادیث سے مل سکتا ہے آج کس طرح تسلیم کئے جاسکتے ہیں۔ حضرات غیر مقلدین کے عقائد کی بنا عموماً زمانہ حال کے آزادانہ خیالات پر مبنی ہیں۔ مولف فضل الوحید نے جو کچھ لکھا ہے حضرات اہلسنت والجماعت کے عقائد کا آئینہ اور اس میں کسی حق پسند کو مجال طعن نہیں ہو سکتی۔ اور یہی کافی ہے۔

مولف رسالہ اثبات التوحید کا سورہ فاتحہ کو جزو قرآن مجید نہ قرار دینا ایک ایسی بات ہے جو آج تک سننے میں نہ آئی تھی۔ غالباً آیۃ۔ اذ اقرئ القرآن فاستمعوا له آلائیہ کا جواب دینے کے لئے یہ بات نکالی گئی ہے اور دعا کے وقت روضہ مطہرہ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی طرف پیٹھ کر کے کھڑے ہونا ایک ایسی گستاخی ہے جو ہرگز قابل معافی نہیں۔ مولف رسالہ کو غالباً معلوم نہیں کہ سلف صالحین میں ارشاد ہو چکا ہے کہ دعا کے وقت قبر شریف کی طرف متوجہ ہونا جائز ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب سفر کو نکلتے تو قبر شریف پر حاضر ہوتے اور دعا کر کے روانہ ہوتے۔

مولانا صاحب نے بہت صحیح سمجھا کیونکہ علماء اہلسنت و جماعت سورہ فاتحہ کو امام کے پیچھے۔۔۔ منع فرماتے ہیں اس لیے غیب نے اس کے قرآن میں داخل ہونے کا یہی انکار کر دیا تاکہ پڑھنا جائز ہو جائے۔

خلیفہ منصور عباسی نے امام مالک علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ میں دعا کرتے وقت قبر شریف کی طرف منہ کر کے کھڑا ہوں یا قبلہ کی طرف آپ نے فرمایا تو اس شخص کے تو سل سے کیسے مستغنی ہو سکتا ہے جو تیری اور تیری بات ابو البشر آدم علیہ السلام کے لئے ذریعہ مغفرت ہو۔ بہر صورت مولف رسالہ اثبات التوحید نے جس عقیدت بزرگان دین کو بالائے طاق رکھ کر جواب لکھا ہے یہی وہابیت ہے کیونکہ وہابیت اور بے ادبی بزرگان دین مترادف لفظ ہیں۔ فقط اصغر علی عنہ۔

(۱۸) تقریظ حضرت مولانا بالفضل اولانا مولوی محمد یار صاحب علیہ الرحمۃ

خطیب و مفتی مسجد طلائی لاہور

امابعد میں نے کتاب مستطاب فضل الوحید فی جواب اثبات التوحید مصنفہ مولانا مولوی قاضی فضل احمد سنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم لودھیانہ کو دیکھا۔ مولف رسالہ اثبات التوحید میں جو ان کا رسالہ صفحہ ۷۲ کا بر کے نام جواب ایک مبسوط کتاب انوار آفتاب صداقت مصدقہ علمائے کرام و صوفیائے عظام پنجاب و ہندوستان وغیرہ لکھا ہے ایک بات کا بھی جواب دیا گیا۔ بلکہ ایسی سوء ادبی کا نتیجہ اس کو یہ ملا کہ اس نے سورہ فاتحہ کو قرآن شریف میں ہونے سے انکار کر دیا جو صریح کفر ہے۔ دوسرا امر یہ کہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے وقت پشت دے کر کھڑا ہونا شیطان نے سکھلا دیا۔ اس کا جواب مولانا مولوی قاضی فضل احمد صاحب نے جو دیا ہے اہل اسلام بالخصوص احناف کے لیے کافی اور وافی ہے۔ جز اللہ خیر العجزا ما حققہ وسعی الرام

خادم العلماء الا برار محمد یار عفی عنہ بقلمہ

خادم و خطیب و مفتی مسجد طلائی لاہور۔

(۱۹) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد ولی اللہ صاحب

شاگرد مولوی احمد اللہ صاحب اہلحدیث (غیر مقلد) امرتسری ساکن موضع بہوہ تحصیل پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور

بسم الله الرحمن الرحيم

امابعد میں نے کتاب انوار آفتاب صداقت مصنفہ قاضی فضل احمد صاحب سنی حنفی نقشبندی مجددی کا اچھی طرح سے مطالعہ کیا۔ اس کو صحیح پایا اس کے بعد ایک رسالہ مسماۃ اثبات التوحید مولفہ حکیم محمد حسین صاحب غیر مقلد کا نظر سے گزرا جو برائے نام جواب میں کتاب مستطاب۔۔۔۔۔ صداقت کے لکھا گیا۔ اور اس کے بعد جواب الجواب میں کتاب فضل الوحید فی جواب۔۔۔۔۔ کو دیکھا جو قاضی صاحب کا مولفہ ہے۔ حق اور انصاف یہ ہے کہ واقعی انوار آفتاب صداقت کا جواب کسی ایک مضمون کا بھی نہیں۔ مزید برآں حکیم محمد حسین نے اپنے رسالہ میں علاوہ تمام تحریرات کے دو باتیں ایسی عجیب اور نادر لکھ دی ہیں جو تیرہ ۱۳ سال سے لے کر آج تک دنیائے اسلام میں سے کسی نے بھی نہیں لکھیں۔ ایک یہ کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے وقت روضہ مطہرہ کی طرف پشت کر کے کھڑا ہونا چاہیے۔ جو سخت گستاخی ہے دوسری بات یہ کہ سورہ فاتحہ قرآن شریف میں سے نہیں ہے اور نہ وہ کوئی قرآن شریف کا جزو ہے۔ یہ بات صریح انکار قرآن کریم ہے جو کفر ہے برآں مزید تعجب یہ ہے کہ آٹھ گسن (بمعنی شخص ۱۲ تو گیری) علمائے غیر مقلدین نے اس کتاب کی تصدیق بھی کر دی۔ قاضی صاحب موصوف نے اس کا جواب کافی طور پر لکھ دیا ہے۔

محمد ولی اللہ حنفی نقشبندی مجددی

تعلیم یافتہ تلمیذ مولانا مولوی احمد اللہ صاحب اہلحدیث امرتسر بقلم خود

(۲۰) تقریظ حضرت مولانا فاضل اجل مولوی مفتی سید منظور احمد صاحب سنی حنفی نقشبندی مجددی

از خاندان آستانہ عالیہ نقشبندیہ مکان شریف ڈاک خانہ بسم اللہ (دھرم کوٹ رندھاوا ضلع گورداسپور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي نزه ذاته عن وهم الاشتراك في الألوهيته والصلوة والسلام على رسول
محمد صلى الله عليه وسلم خير البرية وعلى وآله واصحابه الذين بذلوا جهدهم باطاعات
الحضرة الصمدية اما بعد فاني طالعت الرسالته الشريفة والصحيفته للنيافته المسمته
بفضل الوحيد التي ألفها حبي في الله القاضي فضل احمد الحنفی مذهباً والنقشبندی مشرباً
والودهيانوی نزيلاً. رد مسائل الكتاب الذي سعى باثبات التوحيد من تصنيف اسفه سنه
الوهابيته واجهل الجهلا نجديته محمد حسين وهو الذي لا يطلع من العلوم العربية
الشرعية هيناً قط حيث سوفيه ان سورة الفاتحة ليست من القرآن الكريم والحال انها سورة
افتتح بها الله تعالى وتبارك في كتاب القد وعظمها امن جميع سورة القرآن العظيم كما قال
النبي الامين عليه التحية والتسليم لسعيد العلي بن لا علمك سورة هي اعظم سود القرآن
قال الحمد رب العالمين رواه البخاري فوجدتها في ترديد الفرقته الضالته الوهابية كافيته
وفي ابطال حج مسائل النجدية وفيه فارجومه ان يجعلها متلقية بالقبول بين المسلمين
ويحشر المؤلف يوم القيامة في زمرة الصديقين يحرمته حبيبة خاتم النبيين وارحمنا
برحمتك يا ارحم الراحمين آمين

کتبہ العبد المذنب

سید منظور احمد عفا عنه

(۲۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی قمر الدین صاحب بن حضرت مولانا مولوی عمر الدین

مرحوم قریشی حنفی قادری

امام و خطیب مسجد خراسیاں لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم . نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم .

حمد و نعت کے بعد جملہ مسلمانان حنفی المذہب صوفی المشرّب کو آگاہ اور مطلع کیا جاتا ہے کہ ایک کتاب باصواب لا
جواب مسمیٰ فضل الوحيد بجواب اثبات التوحيد دیکھنے میں آئی جو ایسی نہ کبھی سنی نہ سنائی۔ اس کا ہر کوئی ہوشیاری جس کے مولف

برائے تحریر و تقریر۔

صاحب حنفی حنیف منیف سنی جامع کتب متعدده نے بدعتیوں مفسدوں بد مذہبوں کی اندرونی بیرونی ضلالتوں خباثتوں
کی جڑ کاٹ دی۔ گردن اتار دی نافرمانوں بد عقیدوں دشمنان مذہب حنفی کے شبہات دور کرنے پر قائم اور گمراہوں ممدوں کے
خفاقات باطل کرنے پر دائم کمر بستہ ہمت برجستہ ہیں خدائے تعالیٰ قاضی صاحب موصوف و تمام احناف کے درجے بڑھائے
جنہوں نے بد اعتقاد و مخالفین اہلسنت والجماعت کے شبہات ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے غرض کہ قاضی صاحب ممدوح زاد مجدہ کی
کتاب مستطاب موسوم بہ انوار آفتاب صداقت ایک بڑی بسوط کے جواب میں طیب محمد حسین غیر مقلد جدید نے کتاب
ناصواب برائے نام مسمیٰ اثبات التوحيد (۷۲ صفحہ کا ایک رسالہ) جو حقیقت میں ایک بات کا بھی جواب نہیں لکھی ہے جس میں
تمام جہان کے غیر مقلدوں سے دو باتیں نرالی لکھی ہیں ایک تو یہ کہ بوقت زیارت روضہ اقدس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہونا چاہیے جو نہایت گستاخی اور کفر ہے دوسری بات یہ ہے کہ سورہ فاتحہ قرآن شریف میں سے نہیں ہے اور
ناں کا جزو ہے صریح انکار انکار قرآن شریف ہے اس پر اس کے مصدقین نے خود فتویٰ کفر دیا ہے۔ قاضی صاحب نے ان
دونوں مسئلوں کا جواب فضل الوحيد میں بڑی شرح اور بسط کے ساتھ دیدیا ہے اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کو دین و دنیا میں جزائے
خیر دے آمین۔ حررہ قمر الدین بن مولوی عمر الدین مرحوم امام و خطیب مسجد خراسیاں لاہور ۲۴ محرم ۱۳۴۶ھ۔

(مسجد خراسیاں یہ متصل جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ ہے۔ الحمد للہ عزوجل فقیر تو گیری جامعہ نظامیہ
رضویہ لاہور سے فارغ التحصیل ہے۔) (تو گیری)

(۲۲) تقریظ حضرت مولانا فاضل ابن افضل الفضل مولوی مفتی محمد معوان حسین صاحب

سنی حنفی عمری مجددی مہتمم مدرسہ ارشاد العلوم ریاست رامپور دام فیوضہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وخاتم
النبيين احمد مجتبیٰ محمد بن المصطفى وعلى وآله وصحبه اما بعد میں نے اکثر مواقع کتاب فضل
الوحيد کو جو بجواب اثبات التوحيد لکھی گئی ہے دیکھا۔ مولف اثبات التوحيد نے پرانے راگ تفویہ الایمان کو جس کی قاہر تردیدیں
امام اہلسنت کثر ہم اللہ تعالیٰ فرما چکے ہیں۔ گائے ہیں اور بار بار ان کو چھیڑا ہے جس پر سورہ فاتحہ کا جو قرآن میں ہونے سے انکار
متزاد ہے کیونکہ نہ ہوا اس کا راز تو آید۔ اس سے پہلے پہلے قرآن کا بھی انکار کیا جا چکا ہے گر نہ ان منکرین نے کچھ بنایا نہ حال
کے منکرین مع اپنے اعوان کچھ بنا سکیں گے۔ ولو کان بعضہ بعض ظہیراً رب العزت تبارک وتعالیٰ جزا خیر دے مولف
فضل الوحيد مولانا قاضی فضل احمد صاحب کو جنہوں نے کافی وانی تردید فرمادی۔ جزا اللہ خیر الجزا وصل الی غایۃ ماتیناہ کتبہ
المدعو معوان حسین العمری المجددی مقام رامپور)

(۲۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی غلام احمد فریدی حنفی چشتی صابری سنبھلی ثم المراد آبادی

سجادہ نشین مزار پرانوار حضرت شیخ اشبوخ قدوة الکاملین کبیر الحق والدین شیخ کبیر کلہ اوان

نبیرہ حضرت بابا جدامحمد شیخ فرید الدین والملتہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

(۷۸۶) بعد حمد و صلوة اس خاکسار تصنیف شریف و تالیف لطیف جناب مخلصی کرمی حامی سنت حامی بدعت مقبول بارگاہ احمد مولانا مولوی مفتی قاضی فضل احمد صاحب لودھیانوی صانہ اللہ عن الآفات الشرالی الابد نے یہ محقق و مدقق کتاب مولانا جواب فضل الوحید فی جواب اثبات التوحید تحریر فرما کر بد لگام دشمنان حضور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام شرک و کفر کی جہالت و ضلالت کی کامل و کافی تردید و تنبیہ کئی فرمائی جزاھم اللہ خیر الجزا فی الدارین بتصد کم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اللہ! اللہ! اس پر شور و فتن آخیر زمانہ میں کیا دوں مکاروں بد مذہبوں، مفسدوں، گستاخوں کی بد لگامی اس کفر و شرک کی حد تک پہنچ گئی کہ کلام افلاس رب تبارک و تعالیٰ پر شیطانی جائے معلم الملکوتی کا پھین کر اسلام اور اتباع قرآن و حدیث کے پردہ میں الحمد شریف یعنی سورہ فاتحہ پر حملہ جاہلانہ کر کے کہا کہ الحمد شریف قرآن سے باہر ہے۔ الحمد شریف تو قرآن سے باہر نہیں البتہ اس عقیدہ و ایمان کے دائرہ سے ضرور باہر ہے اس نے تقلید شیطانی میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا پس یہ کفر صریح ہے پھر ایک نہ شد و شد۔ سید الکائنات مفرج موجودات علیہ علی آلہ اکمل التسلیم و افضل الصلوٰۃ کے روضہ انور میں مقدس قبر اطہر کی طرف پشت کر کے کھڑے ہونے کا فتویٰ واسطے ارباب طغویٰ کے مرتب کیا اس خبیث بے علم بے ادب کو اتنی بھی خبر نہیں کہ اس کا پیشوا اس کا پیرو مرشد رشید احمد گنگوہی زبدۃ المناہک مولفہ اور مصدقہ خود میں صاف لکھ رہا ہے کہ اس مقام تقدس خیام میں زائر پہنچ کر پشت قبلہ کی جانب اور رخ دو عالم کعبہ انس و انسان رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نہایت ادب اور خشوع قلبی اور خضوع دلی کے ساتھ دونوں ہاتھ باندھ کر دست بستہ اس طرح کھڑا ہو جیسے مصلیٰ نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ و ما علینا الا البلاغ جناب مفتی و قاضی صاحب مدظلہ نے کتاب انوار آفتاب صداقت کی برق ریز شعاعوں سے پشرہ و پشیمان و ہابیت کے آنکھوں کے نور کا سرور گم کر دیا اور عاشقان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں نور اور دل میں سرور بڑھا دیا ایک نیم حکیم خطرہ جان و نیم ملا خطرہ ایمان کی جدوجہد باطلہ اس مقدس محقق متبرک علیہ السلام آفتاب صداقت کے خلاف پر شیطانی ضد سے سبق حاصل کر کے اس کی تردید پر کمر باندھی تو یہ قرآنی شہادت اس کی خباثت پر دلیل کافی اور حجت دانی ہے کہ اللہ جل جلالہ کفار و شرکین کے حق میں فرماتا ہے یطوفوا نور اللہ بافواھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون اس نے عدد کی کمر کو بالکل توڑ دیا اور اس کے ایمانی شیشہ کو پتھر پر پھوڑ دیا اور شیطان کے ساتھ اس کا رشتہ جوڑ دیا۔ واللہ اعلم و علمہ اتم۔

حدرہ خادم العلماء و الفقراء خاک از غلام احمد فریدی حنفی قادری چشتی صابری سنبھلی ثم المراد آبادی

سجادہ نشین مزار پرانوار حضرت شیخ اشبوخ قدوة الکاملین کبیر الحق والدین شیخ کبیر کلہ اوان

نبیرہ حضرت بابا جدامحمد شیخ فرید الدین والملتہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ۱۲ جمادی الآخر ۱۳۳۶ھ

(۲۴) تقریظ حضرت مولانا بالعلم والفضل اولانا استاذ العلماء مولوی مفتی حکیم محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ

مہتمم مدرسہ اہلسنت والجماعت مراد آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم۔

کرمی جناب قاضی محمد فضل احمد سلمہ اللہ تعالیٰ نے فقیر کو اپنی کتاب فضل الوحید دکھائی استعمال میں دو ایک مقام سے دیکھا اس سے پہلے جناب قاضی موصوف دوسری مضبوط کتاب انوار آفتاب صداقت کو بھی فقیر چند مقام سے دیکھ چکا ہے۔ قاضی صاحب بسعی و باطل کے مقابلہ میں قلم اٹھا کر دین حق کی حمایت کرنا یقیناً فضل الہی و فضل احمد ہے۔ اللہ تعالیٰ جناب موصوف کو ان کی اسلامی حمیت کے ساتھ نادر زندہ و سلامت رکھے اور مسلمانوں کو ان کے برکات سے مستفیع کر کے اور ان کی سعی مشکور فرمائے۔ و حشرنا و ایاہ فی زمرة سید الانبیاء و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم امین۔

کتبہ العبد المعتمد بحیل اللہ المتین

محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین

۱۹ جمادی الآخر ۱۳۳۶ھ

(۲۵) تقریظ حضرت مولانا مولوی ابوالارشد سید سجاد حسین "سجاد"

مولف کتب متعددہ متوطن قصبہ شیتنس گڑھ ضلع بریلی

میں نے رسالہ فیض مقالہ فضل الوحید مصنفہ حضرت مولانا مولوی حاجی قاضی شاہ محمد فضل احمد صاحب سنی حنفی نقشبندی مجددی لدھیانوی کو اکثر مقامات سے دیکھا فی الحقیقت رسالہ اثبات التوحید کا ایسا قاهر رد ہے کہ تمام وہابیہ کو عموماً اور اس کے مولف کو خصوصاً مجال دم زدن نہیں رہی۔ جزاک اللہ فی الدین خیراً فقط مورخہ یکم شوال المکرم ۱۳۳۶ھ

بہ ابوالارشد خاکسار سید سجاد حسین "سجاد" مقام شیش گڑھ ضلع بریلی

تحمید

الحمد لله الذی وجب له الکمال المطلق لذاته فی ذاته وصفاته الذی یسبح له ویقدسہ عن کل نقص من ارضہ وسماواتہ وتعالت حقیقته عن الشریک والنظیر فلیس کمثلہ شیء وهو السمع البصیر کلامہ الازلۃ هو الصدق وعین الیقین وقولہ الفضل والحق المبین وافضل الصلوٰۃ والتسلیم واکمل الرحمة والبرکۃ والتکریم علی سیدنا و مولانا محمد بن الذی اصطفاه ربہ علی العلمین واتاہ علم الاولین والآخرین وانزل علیہ القرآن المجید لا یتاہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید وخصہ بالکمالات التی لا ستقطی وعلمہ المغنیات التی لا تحصى وهو افضل الخلق ذاتا وشمائل علی الاطلاق اکملہم عقلاً وعلماً وعملاً بلا شقاق وختم بہ النبیین فلا رسول ولا نبی بعده وابد شرعہ فلا تنسخ حتی تقوم الساعة ینجز الله وعدہ وآلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ المویدین ینصر الله علی عدوہم حتی اصبحوا ظاہرین ط

ترجمہ:- تمام خوبیاں اور تعریفیں اس خدا کو جس نے اپنی ذات سے ہر کمال ذاتی اور صفاتی لازم ہے وہ جس کی تسبیح ہر شے کرتی ہے اور ہر نقص سے اس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے اس کی ذات شریک اور شاہد ہے بلند و بالا ہے۔ تو کوئی چیز اس جیسی نہیں۔ وہی ہے سنتا اور دیکھتا اس کا کلام قدیم سچ اور خالص یقین ہے اس کا قول حق اور باطل میں فیصلہ فرمادینے والا ہے اور صریح حق ہے اور سب سے بہتر درود و سلام اور سب سے کامل تر رحمت اور برکت و تعظیم ہمارے سردار مولیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جن کو ان کے رب نے تمام جہان سے چن لیا اور ان کو سب اگلوں پچھلوں کا علم عطا فرمایا۔ اور ان پر قرآن عظیم اتارا جس کی طرف باطل کو راہ نہیں نہ آگے سے نہ پیچھے سے حکمت والے سراپے گئے کا اتارا ہوا اور انہیں ایسے کمالات کے ساتھ خاص کیا جس کا احاطہ نہیں ہو سکتا اور انہیں اتنے غیوں کے علم دیئے جس کا شمار نہیں وہ مطلقاً تمام جہان سے افضل ہیں ذات میں بھی صفات میں بھی اور عقل و علم و عمل میں بلا خلاف تمام جہان سے کامل تو ہیں اور ان پر انبیاء کو ختم فرمایا۔ پس نہ ان کے بعد کوئی رسول ہے نہ نبی۔ اور ان کی شریعت کو ابدی کیا اور وہ قیامت تک منسوخ نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے گا اور ان کی ستھری پاکیزہ آل اور ان کے اصحاب پر کرم و دالہی نے دشمنوں پر جن کی تائید فرمائی یہاں تک کہ وہی غالب ہوئے۔

تمہید

ابا بعد۔ عرصہ تقریباً پانچ سال کا ہوا ہے کہ گروہ وہابیہ دیوبندیہ لدھیانہ نے فقیر راقم الحروف کو اس وجہ سے کہ مولود شریف کرتا اور وقت ذکر و لادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام تعظیسی کرتا اور ایصال ثواب موتی، سوم، دہم، چہلم وغیرہ کو باکر کرتا ہے۔ کافر اور مشرک اور بدعتی کہنا شروع کیا۔ اس پر فقیر نے وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد کی ایک فہرست مختصر نمبر ۲۳ تک پورا اشتہار شائع کر دی۔ تب اس گروہ میں گھلیلی مچی اور کئی خطوط گننام سب دشنام فحش سے بھرے ہوئے میرے پاس پہنچے اور شہرہ کر کے ایک رسالہ ۴۴ صفحہ کا بنام قاضی فضل احمد کے اشتہار کی حقیقت کا انکشاف شائع کیا اور باقی ماندہ گالیوں سے اپنے دل کی ہوس کو ظاہر کیا اور اس رسالہ کا جواب فقیر نے ایک مبسوط کتاب انوار آفتاب صداقت (۱۳۳۷) تاریخی نام سے ۶۴۰ صفحات پر دیا۔ اور علمائے کرام و صوفیائے عظام پنجاب و ہندوستان و کشمیر وغیرہ کی خدمت میں پیش کیا۔ جنہوں نے بعد ملاحظہ پیرائے کا اظہار فرمایا کہ ایسی جامع کتاب اس موضوع پر اس سے پہلے کوئی لکھی نہیں گئی۔ اس کے بعد فقیر اس کتاب کو لے کر علی شریف میں بخدمت اعلیٰ حضرت مجدد ماتہ حاضرہ فاضل ابن فاضل ابن فاضل مولانا مولوی قاری حاجی شاہ احمد رضا خاں میرا رحمۃ حاضر ہوا۔ حضرت دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا کہ جب تک میں خود اس کتاب کو بالاستیعاب نہ دیکھ لوں تب تک میری کانٹیں ہو سکتی۔ اور نہ میں اس پر کوئی تقریظ لکھ سکتا ہوں۔ لیکن بوجہ آشوب چشم خود پڑھ نہیں سکتا۔ دوسری صورت یوں ہو سکتی ہے کہ آپ مجھے یہ کتاب حرف بحرف ابتداء سے اخیر تک سنا دیں۔ تو میں اپنا اظہار رائے کر سکتا ہوں مگر آپ کو اس میں تکلیف ملے اور عرصہ تک ٹھہرنا پڑے گا۔ فقیر نے عرض کیا کہ میں اس تکلیف کو برداشت کرنے کے لیے تیار ہوں کہ جناب کو اس کتاب کے سننے کی تکلیف دوں اور اس تکلیف دہی کی معافی چاہوں۔ حضرت نے منظور فرمایا۔ بیس (۲۳) یوم میں اس کتاب کو ابتداء سے لے کر اخیر تک سماعت فرما کر اظہار خوشنودی فرمایا۔ اور اپنی تقریظ سے کتاب کو مزین فرمایا اور اس پر ایک اجازت نامہ عطا و تردید فرق باطلہ کی عنایت فرمایا۔ جو کتاب انوار آفتاب صداقت کے صفحہ ۷ پر درج ہے۔ یعنی ۲۱ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ۲ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کو اس کام سے فارغ ہوا اور واپس لدھیانہ ہوا۔ اس کے بعد کتاب مکمل کو میاں امیر بخش میر صاحب مرحوم کے حوالہ بغرض طبع کیا کہ وہ اپنے مطبع کریبی میں اس کو طبع فرمائیں۔ اس نے غلطی سے اس کتاب کو کسی غیر مقلد کا تب کو کتابت کے لیے دیدیا۔ اس نے لاہور میں گروہ دیوبند اور غیر مقلدین میں اس کتاب کا ذکر کر کے کاں کاں (بمعنی شور مچانا ۱۲- تو گیر دی) مچادی۔ اور انہوں نے میرا میر بخش کو مجبور کیا کہ اس کتاب

انوار آفتاب صداقت کو طبع نہ کیا جائے۔ انہوں نے منظور کر لیا۔ فقیر یہ خبر سن کر ان کے پاس پہنچا اور سمجھایا۔ تب انہوں نے منشی نور احمد صاحب کا تب حنفی المذہب ساکن ایمن آباد کے حوالہ کیا کتابت ہو کر (الحمد للہ) کتاب چھپ گئی۔

ایک سال کے بعد (آخری ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ) ایک شخص حکیم محمد حسین صاحب قریشی ساکن کوٹ بھٹہ ایمن آبادی نے (جو منشی نور احمد صاحب کا تب کے خاندان میں سے ہیں) کچھ تھوڑا عرصہ ہوا ہے غیر مقلدین وہابیہ میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا ہے میری کتاب مبسوط مصدقہ علمائے کرام و صوفیائے عظام انوار آفتاب صداقت کے برائے نام جواب میں صرف ۱۷۲ صفحات کا رسالہ مسماۃ اثبات التوحید لکھ کر اپنا نام مصنفوں میں درج کروالیا اور پانچوں سواروں میں شمار ہو گئے۔ اس رسالہ کو لاہور سے بقیہ ایک روپیہ منگوا کر دیکھا گیا۔ کوئی باضابطہ مدلل جواب نہیں۔ اس لیے نہایت افسوس ہوا کہ کوئی دیوبندی صاحب تو جواب کے لیے نہ اٹھے۔ مگر ایک نئے تازہ غیر مقلد نے ناحق اپنا اور اپنے معین لوگوں کا وقت ضائع کیا۔ لہذا بالفضل جواب الجواب کی ضرورت محسوس نہ کر کے ایک خط حکیم صاحب کی خدمت میں بغرض تصفیہ باہمی اور فیصلہ ثالثی کے لکھا گیا۔ جس کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ وھو ہذا

نقل خط جو حکیم صاحب مولف رسالہ کی خدمت میں لکھا گیا

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

منجانب قاضی فضل احمد سنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم لدھیانہ

بخدمت شریف حکیم محمد حسین قریشی ساکن ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ

(۱) بعد ما وجب آنکہ حسب اطلاع حضرت مولانا مفتی سید محمد حنیف صاحب ساکن ٹکودر ضلع جالندھر و دیگر احباب معلوم ہوا کہ آپ نے میری مولفہ کتاب انوار آفتاب صداقت (۱۳۳۷ھ) کے جواب میں کتاب اثبات التوحید تالیف کی ہے جو لاہور سے منگوائی گئی لازمی قاعدہ یہ تھا کہ اس کی ایک جلد میرے پاس بھی بھیجی جاتی مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔

(۲) فقیر نے آپ کی کتاب کو دیکھا۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ آپ نے میرے اعتراضات کو ہمہ وجہ قبول کر لیا اور جو جوابات آپ نے دیئے ہیں وہ از قلیل ”سوال از آسمان و جواب از ریمان“ ہے گویا کچھ بھی نہیں محض منہ چڑایا ہے دیوبندی صاحب نے تو کچھ ہاتھ پاؤں مارے بھی تھے مگر آپ نے قبولیت کے سوا حرکت ہی نہیں کی۔

(۳) بہت سے اعتراضات کو آپ نے نظر انداز کر دیا۔ آیات و احادیث کے مقابلہ میں اپنے عقائد کے خلاف دیگر لوگوں کے اقوال پیش کئے ہیں۔

(۴) آپ کی کتاب کی تصدیق کسی ایک شخص آپ کے ہم عقیدہ غیر مقلد نے بھی نہیں کی۔ حتیٰ کہ آپ کے احباب

راہل پوری وغیرہ مندرجہ تمہید نے بھی دو حرف تصدیق ثبت نہیں کی جس سے آپ کی کتاب کی حیثیت اور وقعت ظاہر ہے۔

(۵) معلوم ہوتا ہے کہ آپ غیر مقلد جدید ہیں اس لئے شدید نہیں گویند ہیں۔

(۶) فقیر آپ کے خاندان سے واقفیت رکھتا ہے جو آج تک آپ کے مقلد حنفی المذہب چلے آئے ہیں۔ اسلئے آپ کی بات پر افسوس ہے۔

(۷) آپ جانتے ہیں اور قاعدہ کی بات ہے کہ جب وہ شخص مختلف مذاہب میں بحث یا مناظرہ ہوتا ہے تو ہر ایک یہی کہتا ہے کہ میں سچا ہوں اور حق پر ہوں۔ اس کے تصفیہ کے لیے لامحالہ ثالث یا حکم کی ضرورت ہوگی جو جانبدار کا مسلمہ اور مقبولہ ہو اور جو فیصلہ وہ کرے اس کو منظور رکھا جائے۔ اس لئے فقیر آپ کے ساتھ مندرجہ ذیل امور پر فیصلہ طے کرنا چاہتا ہے۔

اول:- آپ اور میں ایک تاریخ مقرر کر کے لاہور میں ایک مکان مقررہ پر حاضر ہو جائیں۔ آپ جن علمائے ہم عقیدہ کو چاہیں بلا لیں۔ اور میں اپنے ہم عقیدہ علماء کو بلا لوں جو دو دو سے کم نہ ہوں ان کے رویہ ہر دو کتابیں پیش کی جائیں اور وہ بعد ملاحظہ ہر دو کتاب اگر متفقہ فیصلہ نہ کریں تو آخری فیصلہ کے لیے علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کی طرف رجوع کیا جائے اور دونوں کتابیں ان کی خدمت میں بھیج دی جائیں۔ پھر ان کا فیصلہ قطعی تصور کیا جائے اور کسی فریق کو اس کے منظور کرنے میں کوئی عذر نہ ہو اور خرچ اخراجات کے ہر دو فریق متحمل ہوں۔

اگر آپ ایسا کرنا چاہیں اور اس کو طوالت اور توقف کا موجب تصور کریں۔ تو یہ سہل ترین طریق ہے کہ مسائل متنازعہ جو فیصلہ جات علماء حرمین شریفین زادہما اللہ تکریماً و تعظیماً کی طرف سے پہلے ہو چکے ہیں۔ ان کو ہی تسلیم کر لیا جائے تاکہ فریقین کا بیٹھ کے لیے تنازعہ رفع ہو جائے۔

(۸) آخری فیصلہ کے لیے علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کو ثالث و حکم اس لئے منتخب کیا جاتا ہے کہ ان ہر دو مقامات مقدسہ کی شان تمام بلاد دنیا سے اعلیٰ اور ارفع ہے اور قرآن شریف اور احادیث مزیف میں ان کی عظمت درج ہے۔ ان دونوں سے نکلا اور قیامت تک وہاں ہی رہے گا۔ اور تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے یہ ہر دو مقامات مقدسہ معظم اور مروج ہیں اس سے کسی مسلمان کو عذر اور انکار نہیں۔ اور نہ ہو سکتا ہے لہذا عریضہ ہذا آپ کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری ارسال کر کے اتنا اس ہے کہ بواپسی ڈاک مندرجہ بالا امور کا جواب باصواب عطا فرمائیں تاکہ اعرض ہے۔ زیادہ والسلام علی من اتبع الهدی۔

راقم فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی

مقیم لدھیانہ ۲ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ

نقل جواب خط از حکیم محمد حسین قریشی مولف اثبات التوحید

باسمہ سبحانہ (۷۸۶) ۷ محرم الحرام ۱۴۳۳ ہجرت النبوی صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ ونستعینہ ونصلی علی افضل البرایا یا شفیع الامم الذی مولا۔ اخرجت الدنیا من
العدم والذی علمنا براہین التوحید والاسلام اخر جنامن ظلمات الکفر وعبادة الاصنام علی
آلہ واصحابہ اجمعین۔

اما بعد من جانب خادم سنت رسول الثقلین حکیم محمد حسین الی قاضی فضل احمد صاحب پنشنر کورٹ انسپکٹر پولیس۔

جواب نمبر دار

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ آپ نے سلام مسنون عہد ترک کی ہوگی۔ کیونکہ آپ کے نزدیک عامل
بالکتاب والحدیث ونحو ذلک کا فرط ہر چکے ہیں۔ افسوس آپ سنت کر ترک کر کے خفی بنتے ہیں۔

جواب نمبر ۱۔ کتاب اس واسطے نہ بھیجی گئی کہ جب کہ آپ نے سلف صالحین پر کفر تھوپا اور ان کے دلائل کو نہ مانا تو میرے
دلائل اور کتاب کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔

جواب نمبر ۲۔ کتاب گوازیل سوال از آسمان و جواب از زمین ہے مگر اختصار کو مد نظر رکھ کر عاقل کو اشارہ سے کام لیا
ہے۔ اگر آپ کا منہ چڑا ہے تو یہ تعصب کی نشانی ہے۔ مجھے اپنے فہم و ادراک سے کام لینا تھا۔ دیوبندی صاحبوں کی پابندی
ضروری تھی۔

جواب نمبر ۳۔ جو اعتراضات آپ کے آپ کو نظر انداختہ معلوم ہوتے ہیں اس کا جواب بھی کسی نمبر کے ضمن میں ہو گیا ہے
ہو سکتا ہے کہ میں اپنے خلاف اقوال کو درج کتاب کرتا بلکہ کتاب میں وہی اقوال بزرگان دین درج ہیں جن کا میں پابند ہوں۔

جواب نمبر ۴۔ مجھے آج کل کے علماء سے تصدیق کی ضرورت پہلے محسوس نہ ہوئی کیونکہ آج کل کے علماء کا شیوہ ہے کہ مدعی
اسلام کلمہ گوؤں کو کافر کہنے اور لکھنے سے نہیں جھکتے۔ یہ باب عہد اچھوڑا گیا تھا مگر چند دن تک علماء کی رائیں چھپ کر بدیہ ناظرین
ہوں گی۔ دیگر اسباب میں سدا رہ یہ بات تھی۔ کہ رائے لینے میں کتاب کو دیر ہوتی تھی۔ میں چاہتا تھا کہ تمام کتاب کو پڑھ کر علماء
رائیں دیں۔ ایسا نہ ہو کہ انوار آفتاب صداقت پر رائیں دینے والوں کی طرح بغیر پڑھے اور سوچے رائیں لکھواؤں اور علماء حق
ایسا کرتے تھے۔

جواب نمبر ۵۔ یہ خطاب تو آپ کے گھر سے ملنا ہی تھا کہ میں غیر مقلد ہوں۔ یہ لکھنے کی آپ کو ضرورت نہ تھی کہ میں
غیر مقلد جدید ہوں یا قدیم شدید ہوں یا علید۔ مگر افسوس تو اس امر کا ہے کہ آپ خفی اور آپ کی کتاب چھ سو ۶۰۰ صفحات کی اور
اس میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ورضی اللہ عنہ کا ایک قول بھی نہیں مگر بفضل خدا میری کتاب میں اکثر اقوال امام موصوف رحمۃ اللہ
کے درج ہیں کیا میں خفی یا آپ؟ یا یوں ہی اپنے منہ میاں مٹھوڑہ خفیوں کی کتابوں کا مطالعہ کیجئے۔ پھر خفی بنئے۔ امام اعظم رحمہ

اللہ نے حامل بالحدیث کو اپنا پیر و کہا ہے (اذا صح الحدیث فهو مذہبی)

جواب نمبر ۶۔ آپ مجلس علماء میں انصاف مانگتے ہیں۔ افسوس کہ علماء حق چالیس صدی سے انصاف فرما رہے ہیں۔ مگر
آپ جیسے بزرگوں نے وہابیت اور خفیت کا جھگڑا نہ مٹنے نہ دیا۔ دیکھو پرچہ انصاف مابین اہلحدیث و احناف جو محمدی مدرسہ
امیری دروازہ دہلی سے ملے گا۔ اس پرچہ کو ملاحظہ فرما کر آپ جرح کریں پھر جواب دیدونگا۔ نیز آج کل کی بحثوں میں کہیں
نہیں دیکھا گیا کہ کسی صاحب نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا ہو۔ بلکہ تعصب ہی بڑھتا گیا۔ جب تک تعصب اور جاہ و جلال کا خیال
دل سے نہ نکلے۔ بحث کا فیصلہ ناممکن۔ مگر میں اپنا فیصلہ اللہ کریم کے ارشاد پر کرتا ہوں۔ جو اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو سکھایا۔ جب کہ یہودی اور نصاریٰ نے آپ کو مناظرہ کی دعوت دی۔ تو اللہ نے مناظرہ یوں سکھایا۔ فرمایا ان مثل عیسی
عند اللہ کمثل ادم خلقہ من تراب ثم قال له کن فیکون والحق من ربک فلا تکن من المصترہ فمن
حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالو اندع ابناءنا و ابناءکم ونساءنا و نساءکم وانفسنا
وانفسکم ثم نبہل فنجعل لعنة اللہ علی الکافرین۔ میں بھی آپ کو اسی آیت کی طرح دعوت دیتا ہوں نیز آپ نے
میری کتاب کو الف سے ی تک نہیں پڑھا ورنہ آپ کے خط کا جواب تمامہ ہی کتاب میں موجود ہے۔ اگر آپ انصاف چاہتے
ہیں تو غنیۃ الطالبین کا مطالعہ کریں۔ شاید آپ کہہ دیں کہ پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ مذہب تھے مگر یاد رہے کہ آپ مسلمہ بزرگ
ہیں۔ خاص کر آپ کا دعویٰ ان سے محبت رکھنے کا زیادہ ہے اور ان کی گیارہویں پکاتے اور ان سے شیئاً اللہ طلب کرنے کو اپنا
جزو ایمان جانتے ہیں۔ مالا بدمنہ۔ ارشاد الطالبین مصنفہ حضرت قاری ثناء اللہ پانی پتی خفی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (یہ بزرگ
آپ کے ہم مشرب ہیں آپ بھی نقشبندی بنتے ہیں اور وہ بھی نقشبندی تھے) خصوصاً مالا بدمنہ کا صفحہ ۱۰۰ اور ارشاد الطالبین کا صفحہ
۱۸ ضرور ملاحظہ فرمائیں اور پھر خفی نہیں۔ حجتہ اللہ البالغہ بھی مسلمہ کتاب ہے اس کو بھی پڑھیں۔ ناد المعاد امام ابن قیم پڑھا کریں۔
اگر مندرجہ بالا کتب کے خلاف کوئی عقیدہ اثبات التوحید میں درج ہے تو براہ مہربانی رقم فرمادیں۔ فقیر معترف ہوگا۔ نیز یاد
رہے کہ اثبات التوحید کی بحث نمبر ۲-۳-۴ کوئی عقیدہ پر بحث نہیں ہے بلکہ نمبر ۲ کی بحث تو ضمناً کلمہ۔ مولانا شہید پر ہے اور
نمبر ۳-۴ پر آپ کی طرف سے بہتان ہے۔ آخر میں، میں آپ کو برادرانہ طور پر مشورہ دیتا ہوں کہ براہ خدا ہر ایک کو قابل تقلید نہ
جائیں۔ بلکہ صرف انہی کی تقلید کریں جن کی تقلید کا آپ کو دعویٰ ہے اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید میں ہر ایک صحیح حدیث
پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ دیکھو کتب فقہ ایسا نہ کریں کہ صرف بریلویوں کے رسائل کو نص قطعی تصور فرمادیں۔ یا فتاویٰ پر اپنا مدار عمل
رکھیں۔ جیسا کہ عالی مرحوم نے کہا ہے۔

سدا اہل تحقیق سے دل میں بل ہے
حدیثوں پر چلنے میں دین کا خلل ہے
ہر اک رائے قرآن کا نعم البدل ہے
خدا اور نبی سے نہیں کام باقی
کتاب اور سنت کا ہے نام باقی

آئندہ یاد رکھیں کہ ہر مسئلہ پر قول امام اعظم رحمۃ اللہ و نور اللہ مرقدہ کا تلاش کیا کریں یوں ہی حنفیت کا دعویٰ قابلِ سماعت نہیں اور نہ ہی اللہ اور رسول کے سوا ہر ایک کا قول جنت ہے بلکہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علماء حرمین شریفین کے اقوال کو جنت مانا (دیکھ کتب فقہ)۔ کیا آپ حنفیوں کے اقوال یا مذہب کے سوا دیگر تمام آئمہ کے اقوال مذہب کو کافر جانتے ہیں۔ (نعوذ باللہ) جواب کی دیری کی وجہ سے معذور ہوں۔ مجھے اس پتہ پر خط لکھا کریں۔

معرفت مولوی نور احمد صاحب خوشنویس ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ
راقم آثم فقیر محمد حسین قریشی العلوی

یادداشت

(۱) حکیم صاحب کا جواب خط ناظرین قارئین کے سامنے ہے۔ آپ نے جو جواب دیا اس سے ظاہر ہے کہ وہ بالمشافہ علمائے کرام اور ثالث اور حکم ہونا علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کا منظور نہیں کرتے اور نہ فیصلہ کرنا چاہتے ہیں بلکہ تمام غیر مقلدین سے بڑھ کر مجھے یہودی اور نصرانی قرار دے کر اور خود مرزا قادیانی کی طرح رسول اور پیغمبر بن کر مباہلہ کی دعوت دیتے ہیں اندریں حالات ان کے خط مندرجہ بالا کا جواب دیا جا کر پھر آپ کی کتاب یا رسالہ اثبات التوحید کی طرف توجہ کروں گا۔ جس سے آپ کی تعلیٰ اور غیر مقلدی کا بخیر ادھر جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ و ماتو فیقی الابالہ۔

(۲) ایک کام ضروری بموجب حکم الہی وصیت تعمیر مسجد آگیا اس لئے لدھیانہ سے اپنی اراضی موسومہ فضل آباد ڈاکخانہ میر قتل برستہ دینا مگر ضلع گرداسپور میں ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۴ء مطابق ۱۰ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ کو آگیا اور تعمیر مسجد و چاہ شروع کی گئی۔ تالیف کتاب میں التواہوا۔ امید ہے کہ عجیب کی تقاریر بھی آجائے گی۔

جواب خط حکیم محمد حسین صاحب مولف رسالہ اثبات التوحید

مورخہ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ نمبر وار

سلام مسنون ان مسلمانوں سے ہے جو اسلام میں من حیث الاسلام داخل ہیں اور جو لوگ سبیل المومنین سے جدا ہیں اور انہوں نے الگ اپنا مذہب وہابی، محمدی، موحد الہدیت قرار دے رکھا ہے اور بموجب قرآن شریف و احادیث شریف اور اجماع امت مومنین کی جماعت سے خود بخود الگ ہو کر اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر اور مشرک جانتے ہیں۔ ان سے ترک سلام ترک سنت نہیں بلکہ بموجب حکم خداوندی ولا تترکوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار اور فرمان واجب الازعان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایاکم وایا ہم الحدیث عین عمل بالقرآن والحدیث ہے۔

جواب الجواب نمبر ۱۔ سلف صالحین کے معنی بھی آپ کی سمجھ میں نہیں آئے۔ ہاں! آپ کے امام الطائفہ اسماعیل دہلوی

۱۔ ظالموں بد مذہبوں سے ملنا جلنا سلام کرنا ترک کر دوں نہ دوزخ میں جاؤ گے۔

۲۔ ان وہابیوں جموں نے دجالوں سے الگ ہو اور خود ان سے دور ہو جاؤ۔ حدیث شریف کا مضمون ہے ۱۲۔

اور محمد بن عبد الوہاب نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر اس وقت تک کے تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر ضرور قرار دیا ہے تاہم آپ ان کے پیروں کو مسلمان ہی ہیں۔

جواب الجواب ۲۔ الحمد للہ آپ نے اقبال کو لیا کہ بیشک آپ کا رسالہ از قبیل سوال از آسمان و جواب از ریسمان ہے۔ چونکہ آپ جدید مولف ہیں۔ اس لئے آپ کو پتہ نہیں کہ کتاب کی تالیف کس طرح ہوا کرتی ہے۔ بالخصوص اگر کسی مخالف کی کتاب کا جواب دینا ہو تو کس طرح دینا چاہیے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جب آپ کسی مخالف کی تحریر یا کتاب کا جواب دیں تو پہلے آپ مخالف کی کتاب کی یا اس کے قول کی پوری پوری عبارت بلفظ نقل کریں اور پھر اس کا جواب دیں تاکہ ناظرین وقارئین کو پتہ نہ لگے کہ اعتراض کیا تھا اور اس کا جواب کیا ہے۔ ناظرین خود اندازہ کر لیں گے۔ سبق حاصل کرنے کے لئے میری کتاب آپ کے سامنے تھی۔ لیکن پھر بھی آپ نے ایسا نہیں کیا۔ پس اس سے ثابت ہے کہ میرا اعتراض کچھ تھا اور جواب اس کا کچھ اور دیا۔ اسی کو منہ چرانا کہتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ آپ کو کسی کی بھی پابندی نہیں۔ لیکن اپنے اصول پر پابند ہونا پڑتا ہے۔

جواب الجواب نمبر ۳۔ میرے اعتراضات آپ کی کتاب کے کسی ضمن میں بھی نہیں اور لفظ ضمناً کو ضمن لکھنا آپ کی لیاقت علمی کا اظہار ہے۔ آپ کی کتاب کا جب جواب ہوگا۔ تب اس کا اگلا پچھلا حساب ہوگا اور آپ پر عتاب ہوگا جن بزرگوں کے اقوال آپ نے لکھے ہیں وہ سب کے سب مقلد ہیں اور آپ کے نزدیک مشرک ان کے اقوال کی سند آپ کیسے مانتے ہیں۔ یہ دھوکا۔

جواب الجواب نمبر ۴۔ یہ صحیح کہا کہ ”آج کل کے علماء کا شیوہ ہے کہ مدعی اسلام اور کلمہ گوؤں کو کافر کہتے ہیں۔“ یہ صفت بعینہ علماء وہابیہ میں موجود ہے کہ اپنے سوا سب مسلمانان کلمہ پڑھنے والوں جدید اور مسلمانان قدیم کو کافر کہتے اور لکھتے ہیں۔ اور روضہ مطہرہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنے والے کافر مولود شریف کرنے والے مشرک و کافر، فاتحہ ختم، سوم، دہم، چہلم کے ایصال ثواب کرنے والے کافر، سینکڑوں باتیں جو میں نے اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت میں لکھی ہیں جن میں ہم مسلمانان اہلسنت والجماعت کلمہ پڑھنے والوں کو کافر و مشرک قرار دیا ہے اور آپ نے اپنے رسالہ میں ان کی تصدیق کی ہے۔ اسی باعث سے آپ نے لکھا ہے کہ ”میں نے اپنی کتاب میں آج کل کے علماء کی تصدیق نہیں کرائی۔ لیکن ساتھ ہی اس کے اپنے اقرار کو توڑ کر انہیں علماء کی رائے حاصل کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ شاید یہ آپ کے علماء خیر القرون کے چلے آتے ہوں اور کسی غار میں پوشیدہ ہوں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ ان کی راؤں کا انتظار کروں گا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کتاب انوار آفتاب صداقت پر تم نے علماء کی رائیں یوں ہی لکھوالی ہیں۔ علماء نے بغیر پڑھے اور سوچے رائیں لکھ دیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ علمائے کرام اور صوفیائے عظام نے بغیر پڑھے کتاب پر رائیں لکھ دیں کیا یہ جھوٹا علم غیب نہیں؟ علم غیب حضور خیر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو اتنے اصرار اور انکار اور ان کے علم غیب ماننے والے کافر اور بد کردار اور مرزاوارنار مگر خود علم غیب

کا دعویٰ کریں تو بھی کھرے، خاصے موحد، وہابی، محمدی، اہلحدیث یکے مسلمان جنت کے حقدار۔ میاں حکیم صاحب! آپ نے علمائے کرام و صوفیائے عظام مصدقین کتاب انوار آفتاب صداقت پر بہت بڑا بہتان اور افتراء قائم کر دیا اور ایک ذرہ بھر خوف خدا نہ کیا۔ پچاس کے قریب بزرگان دین علمائے و صوفیان زمانہ نے بغیر دیکھے پڑھے اپنی اپنی تقاریر لکھ دیں۔ اس سے زیادہ کیا بہتان ہوگا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ بندہ خدا میں نے خود تمام علمائے کرام اور صوفیائے عظام کی خدمت میں حاضر ہو کر کتاب کو پیش کیا اور ہر ایک بزرگ نے کتاب پڑھ کر اپنی اپنی تقریر تحریر فرمائی۔ ان تمام تقاریر کے حاصل کرنے میں ستر پنجاب و ہندوستان میں تین ماہ سے زیادہ صرف ہوئے۔ دیکھئے تقاریر کے صفحہ ۱۹ اور ۲۰ سطر ۲۰ تقریر اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ مجدد مائتہ حاضرہ موید ملت طاہرہ حافظ قاری حاجی مولانا بالفضل والعلم اولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ بریلوی کو کہ انہوں نے بتیس یوم میں اس کتاب کو فقیر سے حرف بحرف سنا اور پھر اپنی تقریر لکھی۔ یعنی فقیر ان کی خدمت میں ۱۲ محرم الحرام ۱۳۳۹ ہجری کو حاضر ہوا۔ اور ۳ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کو وہاں سے واپس آیا۔ (دیکھو فہرست مضامین کتاب کا صفحہ، اجازت نامہ و غلط و تردید فرق باطلہ) اس طرح علمائے کرام نے نہایت غور اور سوچ کے بعد تقاریر لکھیں مگر افسوس حکیم صاحب نے اپنے فرقہ کے علماء کی حالات پر نظر کر کے ہمارے علمائے کرام پر اتنا بڑا بہتان لگا دیا۔ لیکن جن لوگوں کا وتیرہ ہی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی تو ہیں کر کے ان پر افتراء کرتے ہیں۔ تو اگر علماء زمانہ پر افتراء کر کے تو ہیں کریں تو کیا افسوس جواب الجواب نمبر ۵ حکیم صاحب! اس پر کیا ناراضگی ہے جب کہ آپ غیر مقلد بہمہ وجوہ ہیں۔ ناراضگی جھوٹے خطاب پر ہوتی ہے نہ کہ سچی بات پر۔ اگرچہ میں نے خط میں آپ کو غیر مقلد شدید نہیں لکھا تھا۔ اس لئے کہ آپ جدید داخل شدہ تھے۔ مگر اب معلوم ہوا کہ آپ تمام دنیا نجد، ہند، بنگال، سندھ وغیرہ کے غیر مقلدین سے زیادہ شدید ہیں۔ اس لئے کہ آپ نے مجھے مباہلہ کی دعوت دی ہے جو آج تک جب سے غیر مقلدی (تقریباً ساٹھ سال سے) نکلی ہے کسی اشد سے اشد غیر مقلد نے ایسی دعوت نہیں دی۔ آپ لکھتے ہیں کہ آپ کی کتاب چھ صفحہ کی ہے مگر اس میں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا کوئی قول نہیں۔ حکیم صاحب آپ خود لکھتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب صحیح حدیث کے مطابق ہے اور یہی ان کا قول ہے۔

جب امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہی صحیح حدیث کے مطابق ہے تو میں نے اپنی کتاب میں سب احادیث صحیحہ ہی لکھی ہیں۔ یعنی سب سے پہلے میں نے آیات قرآن شریف کو لیا ہے جو حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا نصب العین ہے۔ پھر احادیث صحیحہ کو نقل کیا ہے جو حضرت امام الائمہ سراج الامتہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا سب سے زیادہ صحیح مذہب ہے۔ اس کے بعد ان کی خاص کتاب فقہ اکبر اور اس سے شروع کے حوالے دیئے ہیں اور پھر دیگر کتب فقہ سے مدعا ثابت کیا گیا ہے جو خاص انہی کا مذہب ہے پھر تعجب ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ تمہاری کتاب میں حضرت امام رضی اللہ عنہ کا کوئی قول ہی درج نہیں۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

اور یہ جو آپ نے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان نقل کیا ہے کہ (اذا صح الحدیث فہو مذہبی وہ اسی زمانہ کے علماء کے

لئے تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ احادیث صحیحہ ہی آپ کا مذہب ہے اور اسی سے علم فقہ کی کتب مدوں ہوئیں جو احادیث صحیحہ کے مطابق ہے۔ پس جو آج کل کے غیر مقلد وہابی یا اہلحدیث ہیں اور حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب کی مخالفت کرتے ہیں وہ عین قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے برخلاف ہیں۔ مگر غیر مقلد گستاخیوں کہتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں۔ تین ثلث دنیا میں جن کا مذہب ہو۔ ان کی یہ شان ہو۔

جواب الجواب نمبر ۶۔ آپ فرماتے ہیں کہ علماء حق چالیس صدی سے انصاف فرما رہے ہیں۔ عرض تو یہ کیا گیا تھا کہ فقیر آپ کے خاندان سے واقفیت رکھتا ہے۔ وہ یکے مقلد خفی المذہب تھے اور اب بھی ہیں۔ مگر آپ کی حالت پر افسوس ہے اس پر جواب ملتا ہے کہ چالیس صدی سے علماء انصاف فرما رہے ہیں۔ ”سوال از آسمان و جواب از ریسمان“ کو ثابت کر دیا اور نمبر ۷ کو اسی نمبر میں داخل کر کے لکھتے ہیں کہ آپ علماء کی مجلس میں انصاف مانگتے ہیں۔ افسوس علماء حق چالیس صدی سے انصاف فرما رہے ہیں۔ یہ چالیس صدی کا ایسا فقرہ ہے جو کسی کے سمجھنے کے قابل نہیں کیونکہ حساب میں اس وقت چودھویں صدی کا زمانہ ہے۔ چالیس صدی تو غالباً حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے اس وقت پوری ہوتی ہے اور اگر آپ کی مراد اس چالیس صدی سے ۱۳۴۰ھ تیرہ سو چالیس ہو کہ تمام وہابی غیر مقلد اور دیوبندی مشرکین سے مل گئے تھے اور ایک شخص گاندھی مسلمہ مشرک کو اپنا پیغمبر راہ بر۔ مذکر۔ مہدی قبول کر کے اس کی اطاعت کو اپنے پر فرض کر لیا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے کہا کہ کھدر پہنو۔ علماء وہابیہ نے فتویٰ دیا کہ کھدر پہننا فرض ہے۔ نماز بغیر کھدر حرام ہے، یہی علماء حق ہیں جو انصاف کر رہے ہیں فرقہ گاندھیہ یہی ہیں جن کا مفصل ذکر آئے آئے گا۔

اس کے بعد آپ مجھے ایک پرچہ کے پڑھنے کی ہدایت کرتے ہیں جو دہلی میں کسی غیر مقلد کے محمدی مدرسہ میں چھپا ہے۔ نہایت افسوس ہے کہ اپنے عقائد کے برخلاف قرآن شریف و احادیث شریف کو ترک کر کے کسی ایک ردی پرچہ کے پڑھنے کا حکم دیتے ہیں اور پھر مجھے کہتے ہیں کہ قرآن شریف اور حدیث شریف کے سوا کوئی چیز حجت نہیں۔

میں نے اپنے خط کے نمبر ۷ میں یہ لکھا تھا کہ علماء کرام لاہور کے روبرو اس طرح فیصلہ کیا جائے کہ میری کتاب اور آپ کی دونوں ان کے ملاحظہ کے لئے پیش کی جائیں۔ اور پھر اخیر فیصلہ کے لئے علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کو ثالث اور حکم مان لیا جائے۔ اس پر آپ نے بالکل سکوت اور معنایا انکار کر کے مباہلہ کی درخواست کر دی۔ اور مجھے دعوت مباہلہ دی جس نے تمام دنیا کے نجدی و ہندی غیر مقلدین کو مات کر دیا۔ آیات شریف اور دعوت میں کئی غلطیاں آپ نے کیں۔

(۱) آیات شریف میں رسم الخط قرآنی کی دو غلطیاں کی ہیں؟

(الف) لعنت اللہ کو لعنتہ اللہ لکھا

(ب) علی الکذبین کو علی الکفرین لکھ دیا۔

(۲) یہودی اور انصاری نے آپ کو دعوت مناظرہ دی۔ یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ یہ مناظرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

والہ وسلم کا صرف قوم نصاریٰ کے ساتھ جو بحر ان کے رہنے والے تھے ہوا تھا۔ یہودیوں کے ساتھ نہیں ہوا تھا۔

(۳) مبہلہ کی دعوت میں حکیم صاحب مرزا قادیانی کی طرح خود پیغمبر بننے ہیں اور مجھے یہودی اور نصرانی قرار دیتے ہیں اور پھر شکالتا یہ بھی کہتے ہیں کہ علماء زمانہ حال کلمہ گو مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور خود مجھے کلمہ گو بھی شمار نہیں کرتے۔ ماشاء اللہ ابھی تو آپ غیر مقلد جدید ہیں اور جب غیر مقلد کہنے ہوں گے تو خدا جانے کیا غضب ڈھائیں گے۔ العیاذ باللہ۔

اچھا صاحب! اگر آپ اپنے تئیں پیغمبر اور رسول قرار دیتے ہیں اور مجھے یہودی اور نصرانی جانتے ہیں تو چلئے مجھے آپ کی دعوت مبہلہ منظور ہے۔ شرائط مندرجہ آیت شریف پر کار بند ہو کر مجھے اطلاع دیجئے۔ اس تاریخ پر میں اور آپ مکمل لاہور کی جامع مسجد شاہی میں حاضر ہو جائیں۔ اور مبہلہ باضابطہ ہو جائے تاکہ علماء کرام احناف اور لامذہب بھی حاضر ہو کر اپنے جدید بہادر غیر مقلد کی بہادری کا ملاحظہ فرمائیں اور آیت شریف کی جملہ لعنت اللہ علی الکذبین کی تصدیق کا معائنہ کریں اور ساتھ ہی اس نکتہ پر غور فرمائیں کہ اس جملہ آیت شریف کے اعداد جمل پندرہ سو انتالیس ۱۵۳۹ ہیں جو مطابق ہوتے ہیں۔ حکیم محمد حسین قریشی بے ادب بے دین دشمن اسلام کے سوانشاء اللہ تعالیٰ یہ مبہلہ ان کے لئے عذاب آتش حزن ہوگا کیونکہ اس کے اعداد جمل بھی وہی پندرہ سو انتالیس ۱۵۳۹ ہیں۔

علمائے کرام و مقتیان عظام حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً طاہرین علی الحق کا عز و وقار اور حکیم محمد حسین غیر مقلد کا ان کے فیصلہ سے انکار اور فرار

میں نے اپنے خط کے نمبر ۷-۸ میں فیصلہ کی یہ تجویز پیش کی تھی کہ پہلے علماء کرام لاہور کے روبرو دو کتابیں انوار آفتاب صداقت اور اثبات التوحید پیش کی جائیں۔ ان کے فیصلہ کے بعد آخری فیصلہ کے واسطے علماء حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً کی طرف رجوع کیا جائے اور جو فیصلہ وہ فرمائیں وہ قطعی تصور ہو کر واجب العمل قرار دیا جائے اور پھر فریقین کو اس کے قبول کرنے میں کوئی عذر باقی نہ رہے۔ لیکن افسوس حکیم صاحب نے اس کو قبول نہ کیا۔ اس لئے مناسب ہوا کہ علماء حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً کی فضیلت قرآن مجید اور حدیث وحید سے دکھلائی جائے۔ اور یہ بھی ثابت کیا جائے کہ یہی جماعت علمائے کرام کی طاہرین علی الحق ہے اور جن مسلمانوں کا اعتقاد اور عمل ان کے مخالف ہو وہ حق کے خلاف اور اہلسنت والجماعت سے خارج وہ صحیح اہلسنت والجماعت ہے اور جو عقائد اور اعمال میں ان کے مخالف ہو وہ حق کے خلاف اور اہلسنت والجماعت سے خارج ہے۔ ہمیشہ سے یہ امر شہرت کے ساتھ چلا آیا ہے کہ تمام ممالک کے علماء اور مسلمان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے علماء کرام کو اپنا پیشوا اور بزرگ و مقتدا سمجھتے ہیں اور سمجھتے رہیں گے جب کوئی اختلاف کسی مسئلہ میں ہو تو علماء کرام حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً کی خدمت میں لکھا گیا اور جو فیصلہ انہوں نے فرمایا اس کو سب نے صحیح مان کر بسر و چشم قبول کر لیا مگر افسوس آج کل کے وہابی اور غیر مقلد اس سے انکار کرتے ہیں۔ لہذا وہاں کی تعریف قرآن کریم اور احادیث عظیم سے دکھلاتا ہوں۔ وہو ہذا۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً۔ یعنی فرما دیجئے کہ تحقیق آگیا حق

(قرآن شریف) اسلام عبادت اللہ اور جاتا رہا باطل (شیطان شرک کفر) تحقیق باطل جانے والا ہی ہے۔

(۲) وما یبدی الباطل وما یعید یعنی نہ ظاہر ہوگا باطل (کفر) اور نہ لوٹ کر آئے گا پھر ان ہر دو آیات سے ظاہر ہے کہ مکہ معظمہ میں سے کفر و شرک ہمیشہ کے لئے دور ہو گیا اور نہ پھر کبھی واپس آئے گا نہ آسکتا ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما کانوا اولیاءہ ان اولیاءہ الا المتقون یعنی کفار مکہ معظمہ کے ولی یا مثولی نہیں ہو سکتے اور اس کے متولی متقی لوگ ہوں گے لیکن چند روز کے لئے اگر کوئی باغی طاغی ظالم بد مذہب اس پر مسلط یا مغلب ہو جائے تو اس کا اعتبار نہیں اعتبار استقلال پر ہے۔ ایسے واقعات کئی دفعہ ہو چکے ہیں مثلاً یزید پلید اور حجاج بن یوسف، محمد بن عبدالوہاب نجدی اور آج کل ۱۳۳۳ھ عبدالعزیز بن سعود نجدی وہابی۔

(۱) حدیث شریف۔ بخاری و مسلم شریف میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما ہے روایت ہے۔ قال دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ وحول البیت ستون وثلاثمائة نصب فجعل یطعنہا بعود فی یدہ ویقول جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقاً وما یبدی الباطل وما یعید۔ ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ میں (فتح مکہ کے دن) داخل ہوئے، جب کہ کعبۃ اللہ شریفیت کے گرد گردتین سو ساٹھ (۳۶۰) بت رکھے ہوئے تھے۔ پس ایک چھڑی منفور کے دست مبارک میں تھی۔ ان بتوں پر مارتے جاتے تھے اور ان آیات شریفہ کو جن کے معنی یہ ہیں کہ تحقیق آگیا (قرآن۔ اسلام۔ ایمان) اور جاتا رہا باطل (کفر۔ شرک) اور وہ جانے والا ہی تھا۔ اور نہ پھر کبھی لوٹ کر آئے گا پڑھتے جاتے تھے۔

(۲) حدیث شریف۔ مسلم۔ ترمذی۔ مسند امام احمد علیہ الرحمۃ میں جابر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان الشیطان ایس ان یعید المصلون فی جزیرۃ العرب۔ یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان ناامید ہو گیا ہے۔ اس بات سے کہ نمازی جزیرۃ العرب کے اس کو یوں پوچھیں۔ یعنی کفر و شرک جزیرۃ العرب میں ہرگز نہ ہوگا۔

(۳) حدیث شریف۔ طبرانی عن عبارة ابن صامت رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الشیطان قد ایس ان یعید فی جزیرۃ العرب یعنی شیطان ناامید ہو گیا کہ جزیرۃ العرب میں اس کی پوجا کی جائے۔ ان احادیث سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ عرب میں کفر اور شرک ہرگز نہ ہوگا جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ مکہ معظمہ میں مزارات کی پوجا کی جاتی تھی۔ اس لئے ابن سعود نجدی وہابی نے سب مزارات کو گرا دیا اور ساتھ ہی موالید و مساجد کو بھی گرا دیا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

تفسیر کبیر۔ قسطلانی شرح صحیح بخاری۔ معالم التنزیل بیضاوی وغیرہ تفاسیر معتبرات میں لکھا ہے کہ ان دونوں آیتوں میں مراد حق سے اسلام۔ قرآن اور عبادت اللہ ہے اور باطل سے مراد شیطان یعنی شیطانی عقائد، شرک، کفر، بتوں کی پرستش وغیرہ

ہے۔ پس خلاصہ اور ماحصل ان ہر دو آیات کا یہ ہوا کہ مکہ معظمہ میں اسلام اور قرآن شریف آگیا اور کفر شرک یہاں سے جاتا رہا ہے اور پھر یہاں کبھی نہیں آئے گا۔ رہی یہ بات کہ گناہ بھی مکہ معظمہ میں ہوں گے اور مسلمانان اہل حرم کسی جرم صغائر یا کبائر میں بھی ملوث ہوں گے یا نہیں۔ سو اس میں کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں کہ ایسا نہیں ہوگا۔ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ سوائے انبیاء علیہم السلام کے اور کوئی معصوم نہیں۔ یہ ماننا کہ بوجہ شرف عظمت و برکت بیت اللہ شریف کے سرکان مکہ معظمہ سے گناہان کا سرزد ہونا نسبتاً کم ہوگا لیکن بالکل نفی نہیں۔ ہاں! کفر اور شرک ہرگز ہرگز نہیں ہوگا۔ ہندوستان کفرستان کے ساتھ حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً کا مقابلہ مساوات کرنا صریح قرآن شریف اور احادیث شریف کا انکار ہونا۔ اسی وجہ سے بخاری علیہ الرحمۃ نے کتاب الاعتصام بخاری میں قائم کیا ہے کہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے علماء کا اجماع اہل مدینہ ہی حجت شرعی ہے۔ یہ امر انہیں آیات مذکورہ بالا کی دلیل سے ثابت کیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ احادیث شریف میں آیا ہے کہ ایک جماعت ہمیشہ ایسی قائم رہے گی جو حق پر ہوگی اور خواہ وہ جماعت کہیں بھی ہو لیکن شرط یہ ہے کہ وہ جماعت حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و اکراماً کے عقائد کے مطابق ہو۔ اور جو مخالف ہوں گے وہ ناقح پر ہوں گے۔ قرآن شریف و احادیث شریف مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے تمام بلاد دنیا سے افضل ہونے میں شاہد ہیں جن کا ذکر طوالت چاہتا ہے لیکن مختصراً لکھا جاتا ہے۔

علمائے اہل عرب و حجاز کا ظاہرین علی الحق ہونا احادیث سے

(۱) حدیث شریف صحیح مسلم عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یزال اهل الغرب ظاہرین علی الحق حتی تقوم الساعة ورواہ مسلم یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ غرب والے غالب رہیں گے حق پر یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔

ف۔ غرب (غرب) کے معنی عدت، شوکت، تیز مزاجی اور قوت کے ہیں اور بڑے ڈول کے بھی اور اس طرف کو بھی کہتے ہیں۔ جس طرف سورج ڈوبتا ہے اور محدثین فرماتے ہیں کہ اہل غرب سے فقط اہل حجاز مراد ہیں اور اہل حجاز مکہ معظمہ و مدینہ منورہ والے اور تمام عرب کے لوگ مراد ہیں۔

۲۔ جمع، البحر شرح ولغت کتاب احادیث۔ مندرجہ بالا حدیث شریف کے معنی یہ لکھے ہیں۔ یعنی غرب والے ہمیشہ حق پر غالب رہیں گے یعنی شام والے اس واسطے کہ شام حجاز سے مغرب کی طرف ہے یا اس واسطے کہ غرب کے معنی بہادری اور شوکت کے ہیں اور اہل حجاز کی بہادری اور شان شوکت کے ہیں یا اس واسطے کہ غرب بڑے ڈول کو کہتے ہیں جس کے ساتھ کنوؤں سے پانی نکالتے ہیں۔ عرب (عرب) سب سے مخصوص اور ممتاز ہیں۔ ختم ہوا ترجمہ:-

۳۔ شرح مسلم امام نووی میں حدیث شریف مندرجہ کی شرح اس طرح پر لکھی ہے کہ ہمیشہ اہل حق غرب والے ہی غالب رہیں گے علی بن مدینی محدث نامی نقاد حدیث فرماتے ہیں کہ اہل غرب سے مراد عرب والے ہیں۔ وجہ خصوصیت اہل عرب کے ہونے کی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بڑے ڈول سے ہے اور بعض محدثین فرماتے ہیں کہ اہل مغرب مراد

ہیں اور مغاذ فرماتے ہیں کہ اہل عرب سے شام والے مراد ہیں اور دوسروں کی حدیث میں بیت المقدس کا ذکر ہے اور بعض کے قول سے شام وغیرہ کے لوگ مراد ہیں اور قاضی رحمۃ اللہ تو غرب کے معنی جلالت اور شدت کے لئے کراہل حجازی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

۴۔ حدیث شریف صحیح مسلم۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جفا و سختی مشرق کے رہنے والوں کے دلوں میں ہے۔ اور ایمان حجاز کے اور مدینے کے رہنے والوں میں ہے۔

۵۔ مجمع البحار الانوار۔ شرح حدیث و دیگر کتب احادیث میں ہے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ دونوں مقدس مقامات ایمان کی جگہ ہیں اور انہیں دو جگہوں میں قیامت تک ایمان رہے گا۔ یہاں تک کہ دجال لعین بھی ان ہر دو مقدس مقامات میں داخل نہ ہو سکے گا اور یہی ہر دو شہر دنیا میں ہیں جن کے علمائے کرام اور مفتیان عظام قیامت تک حق پر قائم اور غالب رہیں گے۔ انہی کے عقائد اور اعمال صحیح ہیں جو شخص (خواہ کسی جگہ کا باشندہ ہو) ان کے عقائد صحیحہ کے مطابق ہوگا۔ وہی حسین میں شمار ہوگا اور جو شخص ان کے مخالف ہوگا وہی فاسدین میں داخل ہو کر ذلیل و خوار ہوگا۔ یہی جماعت حزب اللہ ہے جو اسلام و ایمان کی جگہ کے رہنے والے ہیں اور ان حزب اللہ ہم المفلحون اور ان حزب اللہ ہم الغلبون میں داخل ہیں۔ اور قیامت تک ظاہرین علی الحق حسین اور غالب رہیں گے اور اس کے خلاف الا ان حزب اللہ ہم الخسرون گروہ شیطان اور خاسرین کا ہے۔ زیادہ تحقیق کی ضرورت تو دیکھو۔ مختصر المیزان بکلام اسحاق مصنفہ مولانا مولوی سید دیدار علی شاہ الوری و تصانیف اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ حضرت مولانا قاری حاجی احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ۔

فرقہ گاندھویہ کون ہے اس کی نسبت پیش گوئیاں

یہ فرقہ وہی ہے جو بلحاظ عقائد اور اعمال مخالف ہیں۔ عقائد و اعمال حضرات علماء کرام مفتیان عظام حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً سلف و خلف ان کی نسبت پیش گوئیاں اور علامات مختصر آئیے ہیں۔

۱۔ پہلی پیش گوئی حدیث شریف۔ کان ابن عمر یرمی الخوارج شرار خلق اللہ و قال امہم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوہا علی المومنین (صحیح بخاری تعلیقاً شرح السنۃ امام بغوی و تہذیب الآثار امام طبری موصولاً) یعنی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خوارج کو بدترین خلق جانتے تھے۔ انہوں نے وہ آیات قرآنی جو کافروں کے حق میں اتری تھیں۔ مسلمانوں پر چسپاں کر دیں۔

اس حدیث شریف کی تصدیق یوں ہے کہ آیت شریف (الف) اتخذوا احیاءہم و رہبانہم ارباباً من دون اللہ الایۃ یعنی ٹھہرایا انہوں نے مولویوں اور درویشوں کو اپنا مالک خدا کے سوا معنویۃ الایمان (ب) و الذین یدعون من دون اللہ الایۃ (اثبات التوحید صفحہ ۱۱۱) یعنی جو لوگ سوا خدا کے اور کسی کی عبادت کرتے ہیں۔

(ج) افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء الایۃ (اثبات التوحید صفحہ ۱۱۲)

(د) قالوا لا تذرنا المهتم ولا تذرنا وداولا سواعا ولا يغوث ويعوق ونصرا۔ اثبات التوحيد صفحہ ۱۱۲۰
اسی قسم کی بہت سی آیات اور بھی اسی اثبات التوحيد میں موجود ہیں جو نئے غیر مقلد صاحب نے مسلمانان اہلسنت
الجماعت پر لگائی ہیں۔

دوسری پیش گوئی حدیث شریف۔ صحیح بخاری جلد چہارم صفحہ ۱۶۲ سطر ۱۵ مطبوعہ مصر۔ (اشعة الممعات شرح مشکوٰۃ جلد
چہارم صفحہ ۵۴ سطر ۱۰)

حضرت ابن رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ یا اللہ برکت دے ہمارے ملک
شام میں۔ اے اللہ برکت دے ہمارے ملک یمن میں (مکہ معظمہ ملک یمن میں ہے اور مدینہ منورہ ملک شام میں ہے) نجد
والوں نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہمارے نجد کے واسطے بھی دعا برکت فرمائیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے دوبارہ یہی دعا فرمائی اے اللہ ہمارے ملک شام میں برکت دے اور اے اللہ ہمارے ملک یمن میں برکت دے۔ پھر
دوبارہ نجد والوں نے عرض کی کہ ہمارے نجد کے واسطے بھی دعا برکت فرمائیے۔ راوی کہتا ہے تیسری دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہناك الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطان یعنی وہاں نجد میں زلزلے اور فتنے پیدا ہوں گے اور
وہاں شیطان کا سینک نکلے گا۔ (ختم ہوا ترجمہ حدیث نجد کے لئے دعا فرمائی۔)

یہ پیش گوئی ۱۲۳۳ ہجری (بارہ سو تینتیس) میں محمد بن عبد الوہاب شیخ نجد کے ظہور سے پوری ہوئی۔ (دیکھو کتاب رد المحتار
شامی کا کتاب الجہاد والبعثات)

اس پیش گوئی کی تصدیق اس طرح پر ہوئی ہے۔

اول:- جب تصدیق کتاب رد المحتار شامی مقبولہ وسلمہ علماء عرب و عجم کے محمد بن عبد الوہاب شیخ نجد کی بغاوت کا قلع قمع
۱۲۳۳ ہجری میں ہو گیا۔ دیگر تصدیقی نکتہ یوں ہے:

نکتہ۔ اس میں یہ ہے کہ جب ہم محمد ابن عبد الوہاب شیخ نجد کے حروف کے اعداد جمل پر غور کرتے ہیں تو یہی سال ہجری
۱۲۳۳ ہجری برآمد ہوتے ہیں۔ اور یہی سال بغاوت ہے۔ اور یہی سال اور زمانہ مولوی اسماعیل دہلوی کا ہے۔ جب کہ ان کے
پاس ابن عبد الوہاب کی کتاب التوحيد پہنچی۔ اور انہوں نے اس کا ترجمہ کر کے تقویۃ الایمان نام کی کتاب لکھ دی جو اس فرقہ کے
لئے عین ایمان اور اپنے گھر اس کا رکھنا عین اسلام ہے۔ گویا قرآن شریف سے بھی زیادہ درجہ رکھتی ہے۔ العیاذ باللہ۔

دوم:- اب جب کہ وہابی نجدیوں ذریعہ محمد بن عبد الوہاب شیخ نجد عبدالعزیز ابن سعود نے ان ایام پر ۱۲۳۳ھ مکہ معظمہ
میں دخل کر کے سخت مظالم کا برتاؤ کیا اور طائف اور مکہ معظمہ کے امراء اور رؤسا کو ناحق شہید کیا اور تمام مساجد و مزارات و مقابر و
موالید اور قباب کو مسمار کر دیا۔ (یعنی اس طرح محمد بن عبد الوہاب نجدی اس کے دادا نے ایسا کیا تھا) اس پر اس فرقہ گاندھویہ نے

۱۔ بیشک اللہ کا گردہ فلاح پانچواں ہے۔ ۲۔ بیشک اللہ کا گردہ ہونے والا ہے۔ ۱۲۔ خبردار ہو جاؤ شیطان کا گردہ خدا پانچواں ہے۔ ۱۲۔

ہندوستان اور پنجاب میں بڑی خوش منائی۔ چراغاں کئے مبارک باد کی تاخیریں بھیجیں اور اخبارات بالخصوص اخبار زمیندار نے
ابن سعود وہابی نجدی کو امام اور مصلح تسلیم کر لیا۔

تیسری پیش گوئی حدیث شریف۔ (بخاری و مسلم متفق علیہ) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اخیر زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی۔ ناقص العقل۔ اچھے لوگوں کی باتیں یا حدیثیں بیان کرے
گی۔ اور قرآن شریف پڑھے گی۔ لیکن ان کا ایمان ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے ایسے نکل جائے گی جیسے
تیرکان سے نکل جاتا ہے۔ سو جہاں کہیں تم ان سے ملو ان کو قتل کرو۔ ان کے قتل کرنے کا ثواب خدا کے نزدیک قیامت کو ہوگا
(ختم ہوا ترجمہ)

یہ پیش گوئی بالاتفاق علماء زمانہ اہلسنت والجماعت غیر مقلدین وہابیہ۔ نجدیہ اور فرقہ گاندھویہ کے ظہور پر گواہی دے رہی
ہے۔ یہی قوم اخیر زمانہ میں پیدا ہوئی۔ قرآن شریف بھی پڑھتے ہیں مگر حلق کے نیچے ایمان کے ساتھ نہیں اترتا۔ اس قوم کے قتل
کرنے کا ثواب سلطنت اسلامیہ حاصل کر سکتی ہے۔ کیونکہ سلطنت انگلشیہ میں یہ بات مسلمانوں کے اختیار میں نہیں۔ ہاں
جہاں سلطنت اسلامیہ ہے جیسے بادشاہ کا بل غلہ اللہ ملکہ، وشوکتہ، ان کو یہ حق حاصل ہے اور وہی اس ثواب کی مستحق ہے۔ اگر
تصدیق کی ضرورت ہو تو یہ قوم فرقہ وہابیہ نجدیہ یا فرقہ گاندھویہ وہاں جا کر اپنے عقائد کا اظہار کر کے تصدیق کر لے جیسے کہ فرقہ
مرزائیہ کر چکا ہے۔

چوتھی پیش گوئی حدیث شریف (صحیح مسلم میں ہے) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی
وآلہ وسلم نے کہ میری آخرت کے کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے۔ دوسری روایت ترمذی میں ہے کہ بہت جھوٹے اور فریبی
لوگ پیدا ہوں گے۔ وہ تم سے ایسی باتیں یا حدیثیں بیان کریں گے جن کو نہ تم نے کبھی اور تمہارے باپ داداؤں نے کبھی سنا
ہوگا۔ سو تم ان کو اپنے پاس سے دور کرو۔ اور تم خود ان سے دور اور الگ ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کر دیں اور فتنہ میں ڈال
دیں۔

یہ پیش گوئی۔ یعنی غیر مقلدین وہابیہ نجدیہ اسمعیلیہ گاندھویہ پر منطبق ہوتی ہے کیونکہ جو باتیں یا حدیثیں یہ لوگ بیان کرتے
ہیں ان کو نہ تو ہم نے اور نہ ہمارے باپ داداؤں نے کبھی سنا وہ چند باتیں بطور نمونہ درج کی جاتی ہیں (نقل کفر کفر نباشد)
۱۔ کہتے ہیں کہ خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ اگر جھوٹ نہ بولے تو اس کی قدرت انسانی قدرت سے کم ہو جائے گی۔
۲۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش معلیٰ کی کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور عرش بوجھ کی وجہ سے چرچر کر رہا ہے۔

۱۔ سب سے پہلے عبداللطیف ملاخوست نے بعد امیر حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ اظہار مرزائیت کیا گیا۔ اسے پہلے امیر عبدالرحمن کے وقت ایک شخص
عبدالرحمن نامی نے اپنا عقیدہ مرزائیہ ظاہر کیا قتل کیا گیا۔ اس کے بعد بعد امیر امان اللہ دام ظلہ نعمت اللہ نامی نے اپنا عقیدہ مرزائیہ ظاہر کیا وہ بھی سنگسار
کیا گیا۔ اس کے بعد دو اور مرزائی دوکاندار جمع کئے گئے اب کوئی مرزائی کا بل میں نہیں ہے الحمد للہ تمام سلطنت کا بل میں سوائے ایک مذہب حق کے اور
کوئی مذہب دوسرا نہیں اگر کوئی شیعہ مذہب کا آدمی ہو تو برائی نہیں ۱۲۔ امنہ

۳- کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جہت و مکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے۔

۴- کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیے۔

۵- کہتے ہیں کہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم و اولیاء کرام علیہم الرزق خدا کی شان کے سامنے چار سے بھی ذلیل ہیں۔

۶- کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے۔

۷- کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب ایسا ہی تھا جیسے لڑکوں، پاگلوں اور تمام ڈنگروں اور چوپایوں کو ہوتا ہے۔

۸- کہتے ہیں کہ نماز میں اگر اپنی عورت کے ساتھ جماع کرنے کا خیال آئے تو مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیال آجائے تو نبیل اور گدھے سے بدتر ہے۔

۹- کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد شریف کرنا کھیا کے جنم کے برابر ہے۔

۱۰- کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان لعین کو علم زیادہ ہے۔

۱۱- کہتے ہیں کہ یا محمد یا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہنا شرک ہے۔

۱۲- کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبان اردو علمائے دیوبند سے سیکھی۔

۱۳- کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیادت کرنا شرک ہے۔

۱۴- کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے۔

۱۵- کہتے ہیں کہ ایصال ثواب فاتحہ خوانی اولیاء کرام اور موتی موئین کی کرنا پڑتوں کے منتر اور شلوک پڑھنے کے برابر ہے۔

۱۶- کہتے ہیں کہ کلمہ شریف صرف لا الہ الا اللہ پڑھنا چاہیے اگر اس کے ساتھ محمد رسول اللہ پڑھا جائے گا تو شرک ہے اور پڑھنے والا مشرک ہوگا۔

(تقویۃ الایمان) اور مقدمہ قتل دہلی ۱۳۳۰ھ) جس میں عبد الوہاب نجدی ثانی اور اس کے پیروؤں نے اسی مسئلہ کی بحث میں چار غریب حنفیوں کو چھریوں سے مار ڈالا تھا۔

۱۷- کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے نہیں اترتا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانتا ہے۔ وہ مشرک ہے۔ (دیکھو میری بحث ہمراہ مولوی محمد علی غیر مقلد ساکن سوبل مقام دھار پوال ضلع گرداسپور)

۱۸- چرخہ کا تیار مردوں کے لئے سنت ہے۔ گاندھویہ فرقہ نے چرخہ کا تناشر شروع کر دیا۔

۱۹- ملازمت پولیس حرام اور کفر ہے۔ ملازم پولیس اور پنشنر پولیس کافر ہیں۔

یہ چند باتیں بطور نمونہ درج باقی بوجہ اطمینان ترک ہیں۔ ان مندرجہ بالا باتوں پر غور کیجئے۔ ان کو نہ تو ہم نے کبھی سنا تھا اور نہ ہمارے باپ داداؤں نے یہ احداث محمد بن عبد الوہاب نجدی اور مولوی اسماعیل دہلوی کے پیدائش و ظہور سے پیدا ہوا۔ جس کو تقریباً ساٹھ ستر سال کا عرصہ گزرتا ہے اس سے پہلے کسی مسلمان کو ان باتوں کی مطلق خبر نہ تھی۔ یہ پیش گوئی پورے طور پر صاف صاف اس فرقہ پر صادق آگئی۔

پانچویں پیش گوئی حدیث شریف (مشکوٰۃ - کنوز الحقائق) فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لا تقوم الساعة حتی تلحق قائل من امتی بالمشرکین یعنی قیامت سے پہلے میری امت کے چند لوگ مشرکین کے ساتھ مل جائیں گے یا جا لیں گے۔

یہ پیش گوئی عرصہ چار سال سے روز روشن کی طرح پوری ہوگئی۔ جب کہ چند نام کے مسلمانوں نے ایک مشرک مسلمہ (گاندھی) کو اپنا امام مہدی پیغمبر، مذکر، رہبر، سردار وغیرہ قبول کر کے تمام مشرکین کو اپنا یقینی بھائی بنالیا۔ یہاں تک غلو کیا کہ مشرکین کے تیہاروں، وسہروں، ہولیوں، دیوالیوں وغیرہ میں مکمل شامل ہو کر ڈولے اٹھائے۔ ان کے مندروں میں جا کر پوجا کی، قشتے لگائے، ارتھیا اٹھائیں، ننگے سر اور ننگے پاؤں رام رام ست ہے، رام رام ست ہے کرتے ہوئے مسلمانوں میں پہنچایا۔ رام چندر پچھن گاندھی کی جے کے نعرے بڑے زور اور شور سے لگائے۔ مشرک نے حکم دیا کہ کھدر پہنسو اس کی تعمیل ایسے ہوئی کہ کھدر پہننے کو فرض شرعی قرار دیدیا ہے جو مسلمان کھدر نہ پہنے وہ کافر ہے یہاں تک کہ اگر تم اپنے ہندو بھائیوں کو راضی کر لو گے تو خدا کو راضی کر لو گے یہ بھی کہا کہ اگر ہندوستان پر کوئی مسلمان بادشاہ یا سلطان روم چڑھا کرے تو ہم ہندوؤں کے ساتھ مل کر اس کا مقابلہ کریں گے اور تلوار اٹھائیں گے اور ہندوؤں کے بدلے اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ اور یہ بھی کہا کہ ہندو بھائیو دعا کرو کہ ہندو مذہب سچا ہے تو ایشر پر ماتما مجھ کو ہندو مارے۔ اور یہ بھی کہا۔ اللہ اکبر اور گاندھی کی جے پکارنا مترادف المعنی ہے۔ یہ بھی کہا کہ میں اور گاندھی یقینی بھائی ہیں اور کہا کہ میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ میں کسی ہندو سے لڑائی نہ کروں گا چاہے وہ میری بزرگ ماں تک کو بے حرمت کرنے اور میری بیٹی اور بہو کو بے حرمت کرے۔ خواہ وہ میری مسجد کو شہید کرے اور قرآن شریف کو بھی پھاڑ ڈالے۔ (اللہ! اللہ! کفر کی حد ہوگئی) ایک گاندھوی فرقہ کے بڑے مولوی صاحب نے فرمایا

عمریکہ بآیات و احادیث گزشتہ رفتی و ثاربت پرستی کردی

علاوہ اس کے سینکڑوں خرافات کئے۔ غرضیکہ مشرکین کے ساتھ ملنے میں ایک سر مو جھی فرقہ نہ رکھا۔ مخبر صادق بلکہ اصدق الصادقین حضور سید مرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی روز روشن کی طرح پوری ہوگئی۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم ومن یتولہم منکم فانہ منہم نے اس پیش گوئی کی تصدیق اور تائید فرمادی ایک ذرہ بھر بھی تاویل کی گنجائش نہ رہی اور فرقہ گاندھویہ کے لقب کا شرف حاصل کر لیا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

۱۔ جو کوئی ان سے دوستی اور محبت کرے وہ انہی میں سے ہے ۱۲

علاوہ ازیں اسی پیش گوئی میں دو نکتے عجیبہ وغریبہ ہیں جن سے اس کی مزید تصدیق ہوتی ہے۔
نکتہ اول:- پیش گوئی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ مبارک یہ ہیں۔ **فلحق قبائل من امتی بالمشرکین** اس کے اعداد و حمل اٹھارہ سو پچھتر ۱۸۷۵ ہیں اور ادھر غیر مقلدین آزاد وہابیہ نجدیہ اسماعیلیہ دیوبندیہ کے بھی اٹھارہ سو پچھتر ۱۸۷۵ ہی اعداد و حمل ہیں۔

نکتہ دوم:- حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ قریب قیامت کے کچھ لوگ ہماری امت کے مشرکین میں جا لیں گے۔ وہ فرقہ گاندھویہ کے نام سے نامزد اس کی تصدیق اور تطبیق یوں ہوئی کہ فرقہ گاندھویہ کے اعداد و حمل بھی چار سو چھیالیس ۲۸۶ ہیں۔ اور ادھر فرقہ وہابیہ نجدیہ کے بھی چار سو چھیالیس (۲۸۶) اعداد و حمل ہیں یوں بھی یعنی گاندھویہ اور وہابیہ نجدیہ کے ایک سو ایک (۱۰۱) ہی ہیں اور لفظ بدعتی کے بھی اعداد و حمل چار سو چھیالیس ہی ہیں (۲۸۶) اور لفظ بدعتی کے اعداد و حمل بھی ایک سو ایک (۱۰۱) ہیں۔ جو گاندھویہ اور وہابیہ نجدیہ کے برابر ہے۔

اللہ اکبر!! اس پیش گوئی کا پورا ہونا اس فرقہ وہابیہ نجدیہ پر سورج کی طرح ظاہر ہو گیا۔ اور یہی فرقہ گاندھویہ ہے جو مسلمانوں میں سے جدا ہو کر مشرکین سے جا ملا اور ان میں داخل ہو گیا۔

حدیث شریف۔ مندرجہ بالا ان کتب مندرجہ ذیل میں موجود ہے۔ کنوز الحقائق مشکوٰۃ المصابیح۔ ترمذی، اشعۃ اللمعات جلد ۴، صفحہ ۳۱۴ سطر ۱۰ (کتاب الفتن) تنقیۃ الایمان صفحہ ۴۳ سطر ۴ پوری حدیث شریف یوں ہے **عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تقوم الساعة حتی لحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان۔ بلفظہ۔**

اگر زیادہ وضاحت سے فرقہ گاندھویہ کا حال دیکھنا ہو تو میرا مضمون تاریخی (۱۳۴۳) اطلاع حالات وہابیہ فرقہ گاندھویہ مرزا سیہ کو ملا حظہ فرمائیے۔ جو سالانہ جلسہ انجمن حزب الاحناف لاہور میں ۲۸ شوال ۱۳۴۳ ہجری کو پڑھا گیا۔

نظم غزلیہ بحالت نجدیہ

نجدیا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری
خاک منہ میں تیرے کہتا ہے کسے خاک کا ڈھیر
علم شیطان کا ہو علم نبی سے زائد
بزم میلاد کنھیا کے جہنم سے بدتر
علم نبی سے ہونمازوں میں خیال ان کا برا
مان لیا ایک مشرک کو امام مہدی تو نے
کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری
مٹ گیا دین ملی خاک میں عزت تیری
پڑھوں لاحول نہ کیوں دیکھ کے صورت تیری
ارے اندھے ارے مردودیہ جرات تیری
اف جہنم کے گدھے اف یہ خرافت تیری
نبی مان کے اس سے ہوئی سخت محبت تیری

جے کے نعرے لگانا ہوا وظیفہ تیرا
کانگریس و خلافت کا غلام بن کر تو نے
بہکا کے مسلمانوں کو گھر بار چھڑایا
گاندھی نے دیا حکم کہ سب کھدر پہنو
کھدر جو نہ پہنے گا وہ کافر ہوگا
مشرکین سے مل گیا بنایا بھائی ان کو
ہوگئی صاف یہ حضرت کی پیش گوئی پوری
اسی واسطے ہو گیا گاندھویہ فرقہ
وہابیہ نجدیہ اور گاندھویہ برابر
فرقہ وہابیہ ۱۰۱، نجدیہ ۱۰۱-۲۸۶ فرقہ گاندھویہ ۲۸۶

علماء و مفتائی کرام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کی مخالفت کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرق باطلہ وہابی نجدی۔ وہابی اسماعیلی غیر مقلد نیچری، مرزائی قادیانی، مرزائی لاہوری، مرزائی گنا چوری، چکڑ الوی، گاندھوی وغیرہ پیدا ہو گئے اور دین اسلام اور مذہب اہلسنت والجماعت سے خارج ہو گئے۔ اللہم احفظنا من سوء الاعتقاد و الفتن و الفساد۔ امین

اس کے بعد حکیم محمد حسین اپنے خط میں حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

قوله، (الف)۔ آپ نے میری کتاب کو الف سے ی تک نہیں پڑھا۔

(ب) ذرہ غنیۃ الطالبین کا مطالعہ کریں۔ وہ آپ کے بزرگ ہیں۔ آپ ان کی گیارہویں کرتے ہیں ان سے شیخ اللہ طلب کرنے کو اپنا جزو ایمان جانتے ہیں۔

(ج) مالا بدمنہ۔ ارشاد الطالبین حجتہ اللہ البالغہ۔ زاد المعاد ابن قیم پڑھا کریں۔

(د) اگر مندرجہ بالا کتب کے خلاف کوئی عقیدہ اثبات التوحید میں درج ہے تو براہ مہربانی رقم فرمادیں۔ نیز یاد رہے کہ اثبات التوحید کی بحث نمبر ۲-۳-۴ کوئی عقیدہ پر بحث نہیں۔ بلکہ نمبر ۲ کی بحث ضمناً کلمہ مولانا شہید پر ہے۔ اور نمبر ۳-۴ آپ کی طرف سے بہتان ہے۔

(ه) براذرانہ مشورہ اور مشر حالی کے ایبات۔

(و) اللہ اور رسول کے سوا کسی کا قول حجت نہیں۔ بلکہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علماء حرمین شریفین کے اقوال کو حجت نہیں مانا۔

(ز) آپ خفیوں کے اقوال یا مذہب کے سوا دیگر عام آئمہ کے اقوال اور مذہب کو کافر جانتے ہیں۔

اقوال۔ (الف) آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں نے آپ کی کتاب کو پڑھا نہیں۔ یہ آپ کی طرف سے علم غیب کا دعویٰ ہے۔ جو آپ کے نزدیک کفر ہے۔ میں نے آپ کی کتاب مختصر کو حرفاً حرفاً پڑھا۔ ہاں! اس میں شک نہیں کہ آپ نے میری کتاب مبسوط کو ضرور نہیں پڑھا۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ نصف کے قریب تک میری کتاب میں سے (آپ نے دیکھا بھی نہیں۔ جیسے آگے چل کر معلوم ہوگا) بالخصوص میری کتاب کے ابواب دہم۔ دوازدہم سیزدہم۔ پانزدہم میں سے ایک حرف بھی آپ کے قلم میں نہ آیا۔ جن میں مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی اشرف علی تھانوی کے عقائد پر بخوبی روشنی پڑتی تھی۔ یا تو عدا چھوڑ دیا۔ یا دیکھا ہی نہیں۔

(ب) یہ بھی دعویٰ علم غیب سے اور آپ کے لئے کفر ہے۔ میں نے کہاں لکھا ہے کہ شیخ اللہ کہنا میرا جزو ایمان ہے۔ میں نے کہاں لکھا ہے کہ گیارہویں پکایا کرتا ہوں۔ غیر مقلد لوگ جب آزاد ہو گئے۔ تو ان کو خدا کی لعنتوں کا خوف بھی جاتا رہا۔ جو جھوٹوں کے لئے مقرر ہیں۔ افسوس بہت باندی کریں تو غیر مقلد یاد یو باندی اور الزام لگائیں۔ دوسروں پر تو یہی مگر کوئی شبہ نہیں کہ شیخ اللہ کا وظیفہ بزرگان سلسلہ قادریہ میں معمول یہ ہے۔ ہر طرح جائز اور گیارہویں کی نیاز ایصال ثواب بروح حضرت غوث الثقلین شیخ سید محمد الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بالکل جائز اور تمام مسلمانوں میں متواتر رائج ہے اور اس کے منکر ہیں۔ تو صرف وہابی ہیں۔ ہوا کریں۔

تعب ہے کہ آپ غنیۃ الطالبین مصنفہ حضرت غوث الاعظم پیران پیر کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ میری کتاب کوئی عقیدہ برخلاف ان کے نہیں ہے۔ سب سے اول اور سب سے اہم مسئلہ تقلید ہے جس کو حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمۃ بڑے زور و شور سے پکار رہے ہیں کہ خداوند کریم مجھ کو امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر قائم رکھے اور اسی پر میری موت ہو اور اسی مذہب پر میرا حشر ہو۔ (صفحہ ۸۷) لیکن آپ سختی کے ساتھ اس کے منکر اور فتنہ لکھا (صفحہ ۱۳۶) دیگر تمام مسائل تقلید یہ حضرت امام حنبل علیہ الرحمۃ کے وہ قائل اور آپ سب کے منکر۔ مثلاً آپ نماز تراویح کی آٹھ رکعت کہتے ہیں اور حضرت بیس رکعت تراویح کی غنیۃ الطالبین میں پڑھنا فرماتے ہیں۔ (دیکھو صفحہ ۵۶)

۳۔ وضو اور تیمم میں زبان سے نیت کرنا افضل ہے۔ (غنیۃ الطالبین) صفحہ ۶

۴۔ گردن کا مسح کرنا سنت ہے۔ (غنیۃ الطالبین) صفحہ ۸

۵۔ اذان بلا ترجیح کہنی چاہیے۔ (غنیۃ الطالبین) صفحہ ۹

۶۔ زیارت روضہ مطہرہ میں سامنے کھڑے ہو کر دعا مانگنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پکڑنا (غنیۃ الطالبین)

صفحہ ۳۳

۷۔ بادشاہ عادل اور ماں باپ کسی دیندار پر ہیزار، بزرگ کی تعظیم کے لئے قیام کرنا۔ (جن کے وہابی منکر ہیں) (غنیۃ

الطالبین) صفحہ ۴۶

۸۔ امام کے پیچھے قرأت کرنے کو منع فرماتے ہیں (قرأت خلف الام) سے سختی سے روکا ہے۔ (مگر غیر مقلد تمام اور خود مولف مخالف ہے۔ صفحہ ۴۲۳-۷۷۱)

۹۔ حامی کو اختلافی مسائل میں اپنے امام کے مذہب پر عمل کرنا چاہیے غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۴۳

۱۰۔ میت اپنے زائر کو پہچانتی ہے جب وہ قبر پر آتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین) صفحہ ۱۶۱

اور بھی بہت سے مسائل ہیں لیکن یہ دس مسائل کافی ہیں جس میں غیر مقلدین مخالف ہیں۔ اور میاں طبیب صاحب مجیب پربہمان لا کر سب سے پہلے غیر مقلدین سے توبہ کرے پھر دیگر امور و مسائل پر عمل کرے ورنہ حضرت غوث الثقلین پیران پیر کا نام لے کر لوگوں کو دھوکا نہ دیجئے اور اس میں شک نہیں کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہمارے بزرگ سرتاج ہیں۔ لیکن آپ کے چھوٹے بھائی بھی نہیں۔

(ج)۔ سواء ابن قیم کے باقی کتب مصنفہ مقلدین کا نام لکھا ہے جو آپ کے نزدیک شرک ہیں۔ اور خدا تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کا قول حجت شرعی نہیں تو پھر ان کتابوں کی طرف توجہ دلانا اپنے عقیدہ کے خلاف بے سود ہے۔ جس طرح غنیۃ الطالبین آپ کی تردید کر رہی ہے۔ اس طرح تمام مقلدین کی کتابیں آپ کے عقائد کی بڑے زور سے رد کر رہی ہیں۔

(د)۔ مندرجہ بالا کتب مصنفہ علماء مقلدین رحمۃ اللہ تعالیٰ آپ کو دھکے دے رہی ہیں اور غیر مقلد کی جڑ اکھڑ رہی ہیں۔ ان کا نام بھی لینا آپ کے لیے شرم کا مقام ہے۔ نمبر ۴، ۳، ۲، ۱ مولوی اسماعیل دہلوی کا عین عقیدہ اور ایمان ہے۔ بہتان نہیں۔ میں نے کتاب تفویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسماعیل کے صفحات ۱۴-۱۹-۵۵ کا حوالہ دیدیا اور پھر آپ بہتان کہتے ہیں۔ ہاں! آپ کا ایسا کہنا ضرور بہتان ہے۔

(ه)۔ برادرانہ مشورہ کیسے۔ میں مقلد اور آپ غیر مقلد۔ اخوت کیسی؟ اللہ تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے سوا حالی کے ایبات اور ابوالکلام کے خیالات آپ کو مبارک ہوں۔

(و)۔ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اولوالامر۔ ماں، باپ، استاذ، مرشد کا حکم ماننا بھی شریعت کا حکم ہے جس کے آپ منکر ہیں۔ میں اس سے پہلے لکھ چکا ہوں۔ کہ علماء حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً کا اجماع حجت ہے۔ بلکہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو صرف علماء مدینہ منورہ کا اتفاق بھی حجت ہے لیکن آپ کے نزدیک تو بعض اوقات اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام بھی حجب نہیں۔ (العیاذ باللہ) اس لئے کہ آپ غیر مقلد ہیں اور پورا غیر مقلد وہی ہے جو خدا کا بھی مقلد اور فرمانبردار نہ ہو۔

(ز)۔ بالکل غلط اور جھوٹ۔ ہاں آپ کے نزدیک تمام مقلدین آئمہ اربعہ ضرور مشرک ہیں اس حساب سے دوسری یا تیسری صدی ہجری المقدس سے لے کر اب تک (چودھویں صدی تک) سب کے سب مقلدین آئمہ اربعہ (حنفی۔ مالکی،

شافعی۔ حنبلی) اور اربعہ سلاسل کے اہل طریقت و نقشبندی، قادری، سہروردی، چشتی) مشرک اور کافر ہیں۔ اور تمام محدثین محض ستہ وغیرہ سب کے سب مقلدین ہیں جو نعوذ باللہ آپ کے نزدیک مشرک ہیں اور مسلمان کون! مٹھی بھر وہابی نجدی۔

لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم

خبردار! آئندہ کبھی کتب محدثین۔ (بخاری مسلم۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابی داؤد۔ حسن حصین۔ مشکوٰۃ المصابیح۔ طبرانی بیہقی وغیرہ) سے کوئی سند پیش نہ کرنا۔ کیونکہ وہ سب مقلد ہیں اور آپ کے نزدیک مشرک۔ مشرک کی کتاب سے حدیث پیش کرنا آپ کو مشرک بنا دے گا۔ بس لازم ہے کہ اپنے غیر مقلدین کی کتابوں سے حدیث پیش کیا کریں مثلاً ابن تیمیہ، ابن قیم، داؤد ظاہری، قاضی شوقانی، جو اہلسنت والجماعت سے خارج ہیں۔ تاکہ پوری پوری غیر مقلدی ثابت ہو۔

لیجئے! آپ کے خط کا جواب ہو چکا۔ اس سے اصل حقیقت مذہب مصنف اثبات التوحید ظاہر کیا ہے۔ یہی غیر مقلدی اور وہابیت ہے جس نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈال کر فرقہ فرقا جدا کر دیا ہے۔ نیچری ان کے بھائی۔ چکڑالوی ان کے انخی، مرزائی ان کے برادر، گاندھوی یہ خود ایک صدی کے اندر اندر انہوں نے یہ ترقی کی ہے۔ اور آئندہ کوشش جاری ہے مگر یاد رہے کہ وہ ناجی فرقہ، طاہرین علی الحق، حزب اللہ علمائے حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تکریماً اور ان کے متفق العقائد مسلمان ہی ہیں جو ان سب فرق باطلہ بر بفضل ایزدی تاقیامت مسلط اور غالب رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اللهم زد فزداً مین

کتاب جواب الجواب کا نام فضل التوحید ہے

اب میں خدا کے فضل سے رسالہ اثبات التوحید کے جواب کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور نام اس کتاب کا فضل التوحید فی جواب اثبات التوحید رکھتا ہوں لفظ فضل میرے نام کی ابتدا ہے نیز فضل سے التوحید جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک ہے اور خداوند کریم کا بھی ایک نام صفاتی التوحید ہے۔ گویا حقیر قاضی فضل احمد نے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل سے یہ کتاب لکھی ہے جو انوار آفتاب صداقت کی جلد دوم ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبول فرما کر مسلمانان اہلسنت والجماعت کے لئے موجب ہدایت و صراط مستقیم کرے۔ آمین۔

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دیباچہ

کتاب فضل التوحید فی جواب رسالہ اثبات التوحید

اب میں اللہ تعالیٰ اور فخر عالم حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل سے رسالہ اثبات التوحید مصنفہ و ممدودہ حکیم یاطیب محمد حسین قریشی ساکن موضع کوٹ بھٹہ ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ جو اس نے میری مبسوط کتاب انوار آفتاب صداقت مصدقہ علمائے کرام اور صوفیائے عظام پنجاب و ہندوستان و کشمیر کے برائے نام جواب میں لکھا ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ دکھلاؤں گا کہ مجیب نے کیا لکھا اور کیا جواب دیا۔ یا کہ میری کتاب تمام اعتراضات اور مضامین کو قبول کر کے اپنی غیر مقلدی اور وہابیت کا ثبوت خود بخود پیش کر دیا۔ جواب اس کا بطرز قولہ اور اقوال کے ہوگا۔ لفظ قولہ اصل عبارت بلنظر رسالہ اثبات التوحید کی لکھی جائے گی تاکہ ناظرین و قارئین کو اس رسالہ کے دیکھنے کی بھی ضرورت نہ رہے۔ اور یہی طریقہ انسب کسی کی تحریر کے جواب دینے کا ہے تاکہ کوئی عذر نہ ہو سکے کہ ہم نے یوں لکھا اور ہمارے الفاظ اور ہیں اور جواب کچھ اور ہے۔ جیسے کہ مصنف رسالہ اثبات التوحید نے کیا ہے اور لفظ قولہ کے آگے میری طرف سے جواب ہوگا۔ جس سے پڑھنے والے حضرات کو پورے طور پر پتہ لگ جائے گا کہ دراصل اثبات التوحید ہے یا اثبات التوحید ہے اور اس کی تحریر ہے اور اس کے جواب میں کیا مستطیر ہے۔ و هو هذا قوله:-

تمہید

برادران اسلام یہ ناچیز تالیف کوئی عالمانہ تالیف نہیں۔ میں اپنی کم علمی اور بے مائیگی کو تسلیم کرتا ہوں۔ بلنظر ملتقطاً ٹائٹل چیچ اقول:- آپ نے سچ کہا کہ آپ عالم نہیں۔ اس لئے آپ کی تالیف بھی عالمانہ نہیں ہاں! طیب ہیں۔ لیکن وہ بھی دہقانی، دیہاتی۔ آپ کی کم علمی کا ثبوت یہ ہے کہ بہت سی شرعی، املائی، علمی، سیری، انشائی غلطیاں۔ اس اپنے رسالہ میں آپ نے کی ہیں۔ جو سرسری نظر میں آئی ہیں۔ یہ ہیں۔

رسالہ اثبات التوحید کے اغلاط

۱- شروع رسالہ میں تمہید سے پہلے بسم الله الرحمن الرحيم نہیں لکھی اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ کل امر ذی بال لم یبدأ فیہ ببسم الله فهو اقطع (بیہقی) کنوز الحقائق صفحہ ۹۴۔

جو کا بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع نہ کیا جائے۔ وہ قطع و ابتہر ہوتا ہے۔ سو خداوند کریم کی طرف سے آپ کا یہ رسالہ ابتہر ہے۔ اور واقعی ابتہر ہے۔ یوں تو دعویٰ ہے کہ ہم موحد الہدیت ہیں۔ مگر دراصل حدیث شریف سے کوسوں دور اور نفور ہیں۔

۲- نذر کو نظر لکھ دیا ہے۔ ابتدائی تمہیدی صفحہ۔ اصل عبارت یہ ہے۔ وہ بہر حال تو کل علی اللہ یہ کام جیسا کچھ ہوسکا ارباب علم کی نظر کیا جاتا ہے، چونکہ نذر غیر اللہ شرک ہے سب سے پہلے شروع ہی میں مصنف نے اس رسالہ کو نذر غیر اللہ کر کے اپنے مشرک ہونے کا اظہار کر دیا۔ یہی آپ کا رسالہ ابتہر ہوا اور خلاف حدیث شریف جو کام کیا اس نے قلم پکڑتے ہی مشرک بنا دیا۔

۳- تمہیدیہ۔ مولف نے اس رسالہ کا ہدیہ آنحضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو چھوڑ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر کیا ہے۔ یہاں تک بغض ہے کہ ہدیہ بھی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک پر نہ کیا۔

۴- اس کے خلاف پہلے تمہیدی صفحہ پر یوں لکھتے ہیں۔ کتاب ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ پہلے یہ رسالہ ناظرین کو ہدیہ کیا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر ہدیہ کر دیا۔ یہ خوب تمہیدیہ ہے۔ وہاں بیت کا ہدیہ اسی قسم کا ہوا کرتا ہے۔

۵- ملخصاً کو ملخصاً لکھ دیا۔ صفحہ کا آخری نوٹ۔ اصل عبارت یہ ہے۔ ”معرض کی عبارات جو اس کتاب میں بتائی گئی ہیں۔ وہ جہنہ نہیں لکھی گئیں۔ بلکہ مخلصاً اور ان کا مفہوم بتایا گیا ہے۔“

ناظرین! جب میری کتاب کی عبارت ہی نہیں لکھی گئی۔ تو اس کا جواب کیا ہوگا۔ اور کیا سمجھا جاوے گا مگر دراصل جواب نہیں صرف ٹالم ٹالم ہے۔

۶- مولوی اور عالم سداوتے ہیں یہاں دو لفظ کہلواتے ہیں۔ لکھنا چاہیے تھا۔ مگر سدواتے لکھ دیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ اردو الفاظ بھی نہیں جانتے۔

۷- مطالعہ کو معالہ لکھ دیا۔ صفحہ ۳ سطر ۶

۸- کفرون کو کافرون خلاف رسم الخط لکھ دیا۔ صفحہ ۳ سطر ۱۳

۹- اتقلم کو اتقا کم۔۔۔ قرآنی کے لکھ دیا صفحہ ۴ سطر ۲۷

۱۰- رنڈیوں کے دوبارہ نکاح کروائے۔ آپ کی اردو دانی یہ ہے صفحہ ۱۱ سطر ۱۱ کہ بیوہ عورتوں کو رنڈیاں (بازاری فاحشہ عورات) لکھ دیا۔

۱۱- جا بجا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پاک پر درود شریف کا اختصار کر کے لفظ صلعم جو خلاف حدیث بدعتی کی علامت ہے۔ یوں تو آپ غیر مقلد الہدیت ہیں۔ (صفحہ ۱۳ سطر ۲-۲۷) (صفحہ ۱۳ سطر ۲-۸-۱۰) صفحہ ۵ سطر ۵ وغیرہ۔

۱۲- لا پروائی کو لا پرواہی لکھا۔ صفحہ ۱۳ سطر ۳۲

۱۳- مزامیر کو مذا میر (صفحہ ۳ سطر ۲۰) (صفحہ ۱۲ سطر ۲۶) (صفحہ ۱۳ سطر ۱۷-۲۰)

۱۴- صراط مستقیم کو صراط مستقیم لکھا۔ (صفحہ ۲۶ سطر ۱۳) (صفحہ ۲۸ سطر ۶-۱۷) (صفحہ ۳۸ سطر ۷) اس سے ظاہر ہے۔ آپ نے مولوی اسماعیل دہلوی کی صراط مستقیم کو بھی نہیں دیکھا۔ ورنہ نام صحیح لکھتے۔

۱۵- پوشا نندہ کو پوشندہ لکھ دیا۔ (صفحہ ۴۸ سطر ۱) یہ آپ کی فارسی دانی ہے۔

۱۶- کل مومن اخوة کو حدیث بیان کیا۔ حالانکہ یہ کوئی حدیث نہیں۔ یہ الہدیت صاحب کی حدیث دانی ہے۔ (صفحہ ۵۲ سطر ۸)

(صفحہ ۵۴ سطر ۱۳) (صفحہ ۵۶ سطر ۶)

۱۷- مکہ معظمہ کو مکہ معظمہ لکھ دیا۔ صفحہ ۷ سطر ۲۴

۱۸- لفظ شمیدی کو شنیدی لکھا۔ صفحہ ۸۵ سطر ۳۱

۱۹- پاگل کو پاغل لکھ دیا۔ صفحہ ۹۳ سطر ۱۵

۲۰- مدعو کو مدعو لکھا۔ صفحہ ۱۳۱ سطر ۲۶

۲۱- شور بہ کو شور لکھا۔ صفحہ ۱۳۹ سطر ۱۰

مولف کی اظہار لیاقت اقبالیہ کے لئے صرف ۲۱ نمبر ہی کافی سے زیادہ ہیں۔ یہ عذر قبول نہ ہوگا۔ کہ کاتب کی طرف سے یہ اغلاط ظہور میں آئی ہیں۔ کیونکہ مولف صاحب خود کاتب ہیں اور انہوں نے اس کتاب یا رسالہ اثبات التوحید کو خود اپنے قلم سے لکھا ہے۔ افسوس ان اغلاط کو مولف کے معاونین نے یا مقررین نے بھی نہ دیکھا۔ خدا کی قدرت نے بھی مولف کی لیاقت کو ظاہر کرنا تھا۔ جیسے کہ وہ اپنی حالت کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

جو میاں صاحب نجات المومنین اور پکی روٹی پڑھ گئے۔ وہ لگے دیگر علماء پر فتوے کفر لگانے (صفحہ ۳ سطر ۵)

یعنی یعنی جو میاں صاحب اردو کے چند رسالے تقویۃ الایمان۔ نجات المسلمین۔ منجی المومنین، فقہ محمدی پڑھ گئے۔ وہ لگے تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر بنانے مولف نے خود اپنا خاکہ کھینچ کر دکھلادیا اور لوگوں کی مدد پر جواب لکھنے بیٹھ گئے۔

باوجود اس بے مائیگی اور کم علمی کے مولف نے اس کتاب مبسوط (انوار آفتاب صداقت) کے جواب میں قلم اٹھایا جس کو علمائے کرام و صوفیائے عظام پنجاب و ہندوستان نے ملاحظہ فرما کر تصدیق کیا۔ لیکن مولف نے ان پانچ کس علمائے لائل پور کی امداد تحریری و تصدیق نہ کی۔ لیکن تاہم مولف نے ان کا شکریہ یوں ادا کیا ہے۔

آخر میں مجھے ان حضرات کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہیے جنہوں نے جرأت و ہمت دلائی اور مشورہ اور تحریر سے مدد دی۔ بلفظ تمہیدی صفحہ سطر ۱۵

ان مولویوں کے نام جنہوں نے مولف کو مدد دی

۱- مولوی محمد امین لائل پوری، ۲- مولوی عبد الجلیل، ۳- حافظ محمد شریف، ۴- منشی برکت علی، ۵- برادر عبد الغفور

مگر افسوس۔ ان مندرجہ بالا معاونین نے کئی تصدیقی الفاظ اس رسالہ اثبات التوحید پر نہ لکھے۔ یہ ان کی غفلت دی ہے کہ

آج وہ اپنی ندامت اور نجات سے محفوظ رہے۔

قولہ:- نہیں اختیار کسی کو اس کے ملک میں چھلکے اور تل کے برابر یہاں تک نہ شفاعت کریں گے نبی بغیر اس کی اجازت کے اور نہ چھٹکارا کسی کا۔ مگر اس کے لطف اور احسان سے اور درود ہوا و پرا فضل خلقت اور شفیع الامم کے اگر نہ پیدا ہوتے وہ دنیا ہی پیدا نہ ہوتی۔ صفحہ اسطر ۱۰۔ بلفظ۔

اقول:- ناظرین مولف کی وہابی یا گلابی اردو کو ملاحظہ فرمائیے۔ آپ فرماتے ہیں کہ کسی نبی کو بھی ایک تل کے برابر بھی اختیار نہیں اور نہ وہ کسی کی شفاعت بغیر اجازت کر سکتے ہیں۔ محض بے اختیار ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نبیوں میں داخل اور بے اختیار ہیں۔ کسی کی شفاعت نہیں کر سکتے اور ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افضل خلقت نہ ہوتی۔ مگر یہ بھی لکھ دیا کہ ایک تل کے برابر بھی ان کو اختیار نہیں۔ مولف کی یہ بھی ہوئی باتیں ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ وہابیہ تو ضرور منکر شفاعت ہیں۔ لیکن خدا کی قدرت کبھی کبھی ان کے قلم سے اقرار بھی نکل جاتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ وہ شفیع اور شفیع اور مختار نکل ہیں اور ان کے اسمائے مبارک میں ایک نام مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہ معطی وانا قاسم اللہ تعالیٰ رزق دینے والا ہے مگر اس کے تقسیم کرنے والے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

فارسی شرح دلائل الخیرات وظیفہ اہلسنت والجماعت عرب و عجم

مفتاح اللہ المختار یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی نعمت اور رحمت اور برگزیدہ مختار ہیں۔ روایت ہے کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے کہ لکھا ہوا ہے۔ توریت کی سطور اول میں محمد رسول اللہ میرے بندے مختار ہیں۔ نہ درشت خو ہیں اور نہ سخت دل اور نہ شوکر نیوالے بازار میں اور نہ بدلہ لینے والے بدی کا ساتھ بدی کے بلکہ معاف کرنے والے بخشنے والے مولد (مولد اسم ظرف ہے بمعنی جائے پیدائش پیدائش کی جگہ ۱۲- تو گروی) ان کا مکہ ہے، اور جائے ہجرت ان کی مدینہ ہے۔ اور ملک ان کا شام ہے۔ (بلفظ حاشیہ دلائل الخیرات صفحہ ۱۳۸ مطبوعہ انصاری دہلی تقطیع خورد)

وہابیہ نجدیہ کا اصول یہ ہے کہ ان باتوں کا تلاش کرتے رہنا کہ جس سے کسر شان اس عالیشان محبوب و حبیب رب الرحمن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہو۔

غزل نعتیہ

قربان ہو نبی پر ایمان ہے تو یہ ہے
مرغوب اولیاء ہے مطلوب انبیا ہے
یا رب ہب لی امت کہتے سر قیامت
زابد جنان کا رستہ آسان ہے تو یہ ہے
محبوب کبریا ہے انسان ہے تو یہ ہے
آئیں گے میرے حضرت پہچان ہے تو یہ ہے

مخدوم انس و جاں ہے سردار مرسلان ہے
مختار دو جہاں ہے سلطان ہے تو یہ ہے
میں اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت میں لکھ چکا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماذون الشفاعت ہیں۔ اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔

اب میں مجیب کے بڑے بزرگ کی تحریر دکھاتا ہوں۔ اس پر شائد ایمان لے آئیں۔ ابن قیم اپنی کتاب کبائر اور کتاب سنت اور بدعت میں لکھتے ہیں۔ عن رجلین الذی استغاثا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکان بعد وقطع لسان احدہما وبعضہم فقاہین الاخر فلما آتیا قبر الشریف واستغاثاہ رد اللہ علیہما ما فقد من اللسان والعین یعنی ابن قیم دو شخصوں کا حال لکھتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف پر فریاد کرنے کو گئے تھے۔ وہ کہ بعض دشمنوں نے ایک کی آنکھ نکال لی اور دوسرے کی زبان کاٹ ڈالی تھی۔ پس وہ دونوں شخص قبر شریف پر گئے اور انہوں نے وہابی دی اور فرمایا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پس اللہ تعالیٰ نے ان کو زبان اور آنکھ دیدی۔

دیکھئے یہ ہے خدا داد اختیار کہ قبر شریف پر حاضر ہو کر انہوں نے فریاد کی نکلی ہوئی آنکھ اور کاٹی ہوئی زبان واپس دلوادی اس کو کہتے ہیں۔ اختیار اور یہی ہیں مختار۔ جن کی نسبت آپ کہتے کہ ان کو تل کے برابر بھی اختیار نہیں۔ ہمارے بزرگوں کے اقوال کو نہ مانو لیکن اپنے بڑے بزرگ کا لکھا ہوا مان لو اور یقین مان لو۔

قولہ:- چونکہ اس زمانہ طوفان بدتمیزی میں جدھر نظر اٹھائی جاتی ہے۔ ایک نیا عالم اور نیا ہی شعبہ نظر آتا ہے۔ کیونکہ آزادی زمانہ نے پیدا کر دی ہے۔ الخ۔ بلفظ (صفحہ اسطر ۲)

اقول:- بیشک غیر مقلدی کے معنی ہی آزادی کے ہیں۔ اسی آزادی نے طوفان بے تمیزی میں بیباکی پیدا کرتی ہے۔ یہاں تک بیباکی کہ مشرکین کو اپنا بھائی یقینی بنالیا اور من کل الوجوہ ان میں مل گئے جس کا ذکر ہو چکا ہے اور فرقہ گاندہویہ کا فخری لقب حاصل کر لیا۔ اگر مفصل دیکھنا ہو تو یہ رسالہ متفقہ فتویٰ ہے۔ تاریخی نام کو ملاحظہ کیجئے جو جمعیتہ العلماء دہلی کے فتوے کی تردید میں ہے اور لاہور میں ۱۹۳۲ء طبع ہو کر تقسیم ہو چکا ہے۔

قولہ:- جو علمائے کرام دین حق کے لئے اپنی جانوں اور مالوں کو تلف کر کے اعلائے کلمۃ الحق کے بدلے جیل خانوں میں جا رہے ہیں جو طرح طرح کے مضائب میں گرفتار ہو رہے ہیں ان کو وہابی پکارا جاتا ہے۔ بلفظ صفحہ ۴۴ اسطر ۴

اقول:- واقعی وہابی مولوی دوسرے لوگوں کو ساتھ لے کر بغاوت کے جرم میں جیل میں جا رہے ہیں۔ کوئی کام دین کا نہیں کیا۔ لوگوں سے روپیہ وصول کر کے اپنے عیش و آرام میں صرف کیا۔ گاندھی مشرک مسلمہ کو۔ امام پیغمبر۔ مذکر۔ سردار۔ رہبر قبول کر کے سوراخ سلطنت لینے کے لیے اپنی خلافت کو کانگرس میں جذب کر کے طوفان بدتمیزی کا شور و شغب بغاوت کے ساتھ ملایا اور فرقہ گاندہویہ کا فخر حاصل کر کے جیل خانوں کی سیر کی۔ اور لاکھوں کروڑوں روپیہ وصول شدہ کو ہضم کر کے ڈکار بھی نہ لیا۔

قولہ:- بھلا عمر فاروق ساعدل گستر اور موحد امیر المومنین السلام کا خلیفہ ہوتا کیوں نہ ایسا ہوتا۔ حجر اسود کے بوسہ دینے پر فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوسہ نہ دیا ہوتا۔ تو تجھ کو اکھڑا کر باہر پھینکوا دیتا۔ یہ بات حجر الاسود کو مخاطب کر کے کہی تھی۔ ملقطاً (صفحہ ۴۸ سطر ۱۱)

اقول:- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایسی محبت اور ادب کہ کوئی کلمہ تعظیمی حضرت یا رضی اللہ عنہ ان کے نام کے ساتھ نہیں لکھا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس وقت دنیا میں تشریف فرما ہوتے تو سب سے پہلے غیر مقلدین و ہابیہ نجدیہ کی گردن زنی کرتے۔ جو بیس (۲۰) رکعت تراویح پڑھنے سے حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو بدعتی کہتے ہیں اور آٹھ تراویح پڑھنے والے غیر مقلد کو جہنم رسید کرتے۔ حجر الاسود کے بوسہ دینے پر اب بھی غیر مقلدین و ہابیہ نجدیہ کا اعتقاد یہی ہے۔ کہ یہ بوسہ دینا شرک ہے۔ جیسے ان دنوں ابن سعود نجدی نے کعبۃ اللہ پر مسلط ہو کر سخت مسلمانوں کے ہی ہاتھوں سے قتل ہو کر شہادت کا درجہ حاصل کریں۔ سو ایسے لوگ اہل سنت والجماعت کے نزدیک ضرور کافر ہیں اور وجوہات کفر میری کتاب میں موجود ہیں۔ آپ نے اپنے چار بزرگوں کے نام بتائے ہیں جن کا ذکر آپ اپنے رسالہ کے صفحہ ۷۱ سے شروع کر کے صفحہ ۴۰ تک لکھا ہے۔ سوان کی بزرگی کی کیفیت اپنے موقع پر درج ہوگی۔ انتظار کریں۔

قولہ:- عجب یہ ہے کہ ان تمام بزرگوں اور ان کا سا عقیدہ رکھنے والوں کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز قرار دیا ہے اور مسجدوں میں داخل ہونے اور نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے۔ سبحان اللہ! ایسے مفتری لوگ مقلد تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بنتے ہیں مگر ان کے فرمان والصلوة خلف کل برو فاجر من المومنین جائزۃ کی تقلید سے منکر ہیں۔ اور فرمان باری تعالیٰ کے بھی خلاف ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہ اسمہ وسعی فی خرابہا الا یہ بالفظ صفحہ ۸ سطر ۲۲)

اقول:- غیر مقلدین نجدیہ و ہابیہ کے پیچھے نماز ناجائز ہونے کا باعث ان کے عقائد اور اعمال فاسدہ اور کلمات کفر اور کاسدہ ہیں۔ جو ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اس لئے اہلسنت والجماعت کی نماز ان کے پیچھے جائز نہیں۔ اس میں علماء سلف و خلف کا اتفاق ہے۔ مجیب صاحب نے جو قول حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا نقل کیا ہے۔ وہ ان کے لئے مفید نہیں۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ بشرط ضرورت ہر نیک و فاجر مسلمان اہلسنت والجماعت کے پیچھے نماز جائز ہے۔ لیکن کسی فرق باطلہ مثلاً معتزلہ۔ قدریہ۔ دہریہ۔ نیچریہ۔ غیر مقلد۔ و ہابیہ نجدیہ۔ شیعہ۔ مرزائیہ۔ چکڑ الویہ۔ گاندھویہ وغیرہم کے پیچھے نماز پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔ کیونکہ یہ تمام فرق عقیدتا اہلسنت والجماعت مقلدین اربعہ مذاہب کے خلاف ہیں۔ اور جو آیت شریف آپ نے لکھی ہے۔ اس میں آپ نے دو غلطیاں کی ہیں۔ مسجد کو مساجد اور فیہا کو فیہ لکھ دیا۔ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ ایسے ایسے بد مذہب خلاف عقائد فرق کا اہلسنت والجماعت کی مسجدوں میں داخل ہونا موجب فساد وقتنہ ہے۔ جیسے کہ آیت شریف و سعی فی خرابہا ظاہر کر رہا ہے۔ یہی مفسد لوگ مسجد کی آبادی میں فساد ڈال کر خرابی کرتے ہیں یا اس میں کوشش کرتے ہیں دیکھو جب اہلسنت والجماعت مقلدین امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مسجد میں جب تم زور سے آمین پکارو گے تو ان کی نمازوں میں خلل آئے

گا۔ وہ چپ نہ رہ سکیں گے اور تم اس زعم میں کہ ہم سنت ادا کرتے ہیں اور وہ کہیں گے کہ تم سنت متروکہ کو بغرض فساد ایسا کرتے ہو تو مسجد میں فتنہ و فساد ہو کر جنگ و جدال ہو جائے گا۔ جیسے کہ ایسا کئی جگہ ہوا۔ اور غیر مقلدین کی مساجد حکماً الگ ہو گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اپنی مساجد میں ایسے مفسد کو آنے نہیں دیتے اور اگر آ گیا ہو تو معلوم ہو جانے پر اس کو نکال دیتے ہیں۔ آپ کو پتہ نہیں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بہن شام کھانے والے کو مسجد سے نکال دیا اور ایک قصاص کو مسجد میں سے باہر نکلوا دیا۔ کیا یہ آیت شریف موجود نہ تھی۔ ضرور تھی مگر مفسد دین، ایذا رساں مصلیاں۔ بد عقیدہ قصہ گو، بد مذہب فرق باطلہ کے لئے اہلسنت والجماعت مسلمانوں کی مساجد میں داخل نہیں۔ فتاوے موجود ہیں۔

قولہ:- نیز راقم نے مذکورہ بالا کتاب کے مصنف انسپٹر صاحب کی زبان سے اپنے کانوں سے سنا کہ جو علماء ترک موالات عدم تعاون کا فتویٰ دے کر نصاریٰ کے خلاف کر رہے ہیں۔ یہ سب کے سب وہابی ہیں اور ابسے وہابی اس کی کتاب ناصواب میں کافر۔ مشرک مرتد ٹھہر چکے ہیں۔ خدا جانے مسلمان کون ہیں۔ بلفظ ۹ سطر ۸۔

اقول:- مجھے یاد نہیں۔ مجیب صاحب نے سنا ہوگا۔ یہ میرا کہنا سچ اور بالکل سچ ہے کہ ایسے ایسے فتوے دینے والے ضرور غیر مقلد وہابی، دیوبندی، نجدی ہی تھے جنہوں نے ایسے ایسے فتاوے دے کر مسلمانوں کو ستیاناس کر دیا۔ ہندو مشرکوں کے غلام بھی بنے۔ مگر پھر بھی انہوں نے مٹی کا تیل ڈال ڈال کر زندہ مسلمانوں کو جلایا۔ یہ ان مفتیان ترک موالات اور عدم تعاونیوں کے فتاوؤں کا نتیجہ بد تھا اور اب تک چلا جا رہا ہے۔ کوئی شبہ نہیں کہ مفتیان بغاوت جنہوں نے دہلی میں اپنی جمعیت قائم کر کے پانچ سو مفتیان و ہابیہ وضعی نے فتوے دے کر تمام ملازمتیں حرام قرار دیں اور ملازمت پولیس کو سب سے زیادہ حرام لکھا اور ملازم پولیس اور پنشن خوار پولیس کو کافر قرار دیا۔ یہ سب کے سب (جو پانچ سو علماء کذباً بیان کئے جاتے تھے اور دراصل ایک سو اکیس تھے۔ ضرور غیر مقلد اور وہابی نجدی و دیوبندی تھے۔ ان کے وہابی ہونے میں انکار نہیں ہو سکتا۔ اس فتوے کی تردید میں، میں نے ایک رسالہ جس کا تاریخی نام عہدہ پولیس ۱۳۴۲ کی ملازمت حلال و سنت ہے اور دوسرا تاریخی نام رد متفقہ فتویٰ ۱۳۴۰ ہے لکھ کر لاہور میں شائع کیا ہے جس کا جواب اب تک کسی خلافتی وہابی مولوی سے نہیں ہو سکا۔ کہاں ایک سو اکیس وہابی فرضی مولوی یا ان کے ساتھ جہلا کا اثر دہام اور کہاں سات کروڑ مسلمان ہندوستان اور ان کے ہزاروں علماء کرام یہ سچ ہے کہ حق حق ہے باطل باطل ہے۔ دیکھا اہل کتاب سے ترک موالات اور مشرکین سے اخوت اور اتحادات کرنے کا نتیجہ کیا ہوا۔ مسلمانوں کو ذلیل کیا۔ خوار کیا۔ ہجرت کروا کر ان کو گھربار سے نکلوا کر نادار اور لاچار کیا۔ واپس ہوئے نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے مشرکین نے بھی جن کو وہ اپنے بھائی یقینی سمجھے ہوئے تھے قتل اور خونریزیاں کیں۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کو مٹی کا تیل ڈال ڈال کر زندوں کو جلایا۔ بقول شخصے نہ پیلا نہ رام ملا نہ اس ملا نہ چام ملا ٹھن ٹھن گویاں ہو کر بیٹھ گئے۔ یہی وہ علماء مسلمانوں کے خیر خواہ تارک موالات ہیں۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

قولہ:- ان بزرگان دین کے بہت سے حاسد بھی ہیں جنہوں نے ان کو برے برے الفاظ سے موسوم کیا ہے اور ان کی

تصانیف پر اعتراض رکھے۔ مگر اکثر ان کے موافق بھی تو ہیں۔ خواہ مخالفوں سے کم ہی ہوں مگر یہ تو نص قطعی سے ثابت ہے کہ
وقلیلاً من عبادی الشکور بلفظہ صفحہ ۹ سطر ۱۸

اقول:- عبارت کیسی موزون ہے۔ برے برے الفاظ سے موسوم کیا۔ الفاظ کے ساتھ موسوم:- دوسرے ان کو تصانیف
پر اعتراض رکھے۔ چھوٹی سی آیت شریف کو بھی صحیح نہیں لکھا۔ لکھ دیا۔ قرآنی علم بھی آپ کا ایسا ہی ہے اور اکثر جگہ یہی حال
ہے۔ آیت بھی صحیح نہیں لکھی گئی۔ آپ نے نص قطعی قلیل من عبادی الشکور یہ ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی ہے
کہ جو گروہ یا جماعت قلیل ہوتی ہے وہ ہندگان مشکور میں داخل اور ناجی ہے اور یہی حق پر ہے۔ مگر آپ نے یہ بالکل غلط سمجھا اور
تفقہ فی الدین سے کوسوں دور ہے۔ اگر آپ نے تھوڑی جماعت کو حق پر تصور کرتے ہیں تو سب سے زیادہ حق خوراج اور
نواصب۔ شیعہ، نجیری، مرزائی، بہائی اور چکڑالوی ہوں گے۔ چکڑالوی تو سب سے اول درجہ حق پر سمجھنے چاہئیں جو تمام پنجاب
میں صرف ۷۲ ایہی ہیں جو مردم شامی میں آچکے ہیں۔ اگر یہ مندرجہ بالا فرق دعویٰ حقانیت کریں تو اس کا کیا جواب ہوگا۔ کچھ نہیں
لیکن دراصل یہ آیت شریف اس کی دلیل ہی نہیں۔ معنی آیت شریف کے یہ ہیں کہ میرے بندوں میں سے شکر گزار کم ہیں۔
دوسرا ترجمہ تھوڑے ہیں۔ میرے بندوں میں حق ماننے والے۔ اور ابتدا آیت شریف کے اعملو آل داؤد شکرا ہے یعنی
اے آل داؤد کی نیک کام کرو شکران نعمت کرتے ہوئے تقاسیر میں آل داؤد کے شکر کی بابت لکھا ہے کہ ان کے برابر کوئی شکر
کرنے والا نہیں تھا۔ بعض تقاسیر میں پیغمبران علیہم السلام کی نسبت اشارہ ہے کہ وہ تمام دنیا سے قلیل ہیں۔ لیکن اس سے یہ ہرگز
مراد نہیں کہ اہل اسلام سے ایک قلیل جماعت اپنے مختار عقائد کو لے کر یہ کہے کہ ہماری تھوڑی جماعت حق پر ہے اور اس آیت
شریف کو اپنی دلیل بیان کر دے۔

میں کہتا ہوں کہ حق اور صراط مستقیم پر ہونے کی دلیل جماعت سوادا عظیم بموجب حکم خداوندی ثلثۃ من الاولین وثلثہ
من الاخرین دہنے ہاتھ والے اگلوں میں سے بہت ہوں گے اور پچھلوں میں سے بہت ہوں گے اور حدیث شریف میں آیا
ہے۔

(الف) اتبعوا سوادا لا عظم۔ بڑے گروہ کی پیروی کرو۔

(ب) لا یجتمع امنی علی ضلالۃ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔

(ج) ید اللہ علی الجماعت جماعت پر اللہ تعالیٰ کا دست رحمت ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ دادا پیر وہابیہ اس بارہ میں کے ساتھ اچھا فیصلہ فرماتے ہیں۔

تھے اثنا عشر یہ کید یا زہم۔ مصنفہ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ آنکھ گویند مذہب اثنا عشریہ حق است قلیل وذلیل و
اہل سنت کثیر وعزیز و خدا تعالیٰ در اہل حق میفرماید و درین تقریر تحریف کلام اللہ است زیرا کہ حق تعالیٰ در حق اصحاب الیمین فرمودہ
است ثلثۃ من الاولین وثلثۃ من الاخرین اگر قلت و ذلت موجب حقیقت شود یا بد کہ نواصب و خوارج با واد لے بحق باشند کہ

بسیار قلیل و ذلیل اند۔ بلکہ حق تعالیٰ جا بجا ظہور و غلبہ و تسلط و در شان اہل حق میفرماید و در احادیث جا بجا با اتباع سوادا لا عظم از امت
و معاقت با جماعت فرمودہ اند۔ بلفظہ۔

ترجمہ:- شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ مذہب اثنا عشریہ حق ہے کیونکہ قلیل و ذلیل ہے اور فرقہ اہل سنت بہت ہے اور غالب ہے
اور خدا تعالیٰ اہل حق کے لئے قلیل تا ہم تھوڑے ہونا فرماتا ہے۔ سو اس کلام میں کلام اللہ شریف کی تعریف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ
اہل حق کے حق میں اصحاب الیمین دہنے ہاتھ والے فرماتا ہے۔ پہلوں میں سے بہت اور پچھلوں میں سے بہت ہوں گے۔
اگر تھوڑا ہونا اور ذلیل ہونا حق ہونے کا موجب ہو تو لازم ہے کہ خارجی اور ناصبی گروہ اولیٰ اور زیادہ حقدار اہل حق ہوں۔ کیونکہ
قلیل اور ذلیل ہیں۔ مگر حق تعالیٰ نے جا بجا غالب اور مسلط ہونا دوسرے لوگوں پر اہل حق کی شان میں فرماتا ہے اور احادیث
شریف میں جگہ جگہ سوادا عظم کی اتباع اور جماعت کے ساتھ موافقت کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ (ختم ہوا ترجمہ)
پس مجیب کا گروہ قلیل و ذلیل ہے۔ اس لئے اس کے ناسق پر ہونے کی یہی کافی دلیل ہے۔

قولہ:- مولوی اسماعیل کی کتاب تقویۃ الایمان توحید پر ایک یگانہ کتاب ہے۔ صفحہ ۷ سطر ۲۳۔ کتاب تقویۃ الایمان پر
ارج کر کے اور شہید صاحب کا مذہب وہابی لکھا ہے صفحہ ۹ سطر ۲۳۔ یہ نادر کتاب توحید پر لکھی گئی۔ صفحہ ۹ سطر ۲۷۔

اقول:- ہاں! یہ کتاب بلاشبہ تمام مسلمانوں و کافر اور مشرک بنانے میں ضرور یگانہ اور نادر ہے۔ اس سے انکار نہیں۔
توحید کی آڑ میں اللہ تعالیٰ کی توہین اور تمام انبیاء علیہم السلام اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت اور تمام صحابہ کرام
و تابعین رضی اللہ عنہم اور تبع التابعین و اولیاء اور بزرگان دین و کافۃ المسلمین کو مشرک اور کافر بنا دیا ہے۔ پھر کیوں نہ یہ کتاب
تقویۃ الایمان یگانہ اور نادر ہو۔ اس لئے میں اس کی یگانگی اور نادر ہی اور اس کے مصنف مولوی اسماعیل دہلوی کی جرأت پر علماء
حریم شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً کی طرف سے جو فتویٰ کفر لکھا گیا اس کو پیش کر دیا جاتا ہے تاکہ اس کی یگانگی و تادیریت
ظاہر ہو جائے۔ جو میری کتاب میں پہلے بھی درج ہو چکا ہے۔

پہلا فتویٰ کفر منجانب علمائے کرام حریم شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً۔ کتاب تقویۃ الایمان اور اس کے مصنف مولوی
اسماعیل دہلوی پر لا شک فی بطلان المنقول من تقویۃ الایمان و کونہ موفقاً للنجدیۃ و ماخوذ من کتاب
الرحید لقرن الشیطان۔

وایضاً نسبت تقویۃ الایمان و مؤلف ان هذا الدجال و الكتاب استحق اللغۃ من اللہ تعالیٰ و ملیکتہ
الولی العلم و سائر العلمین اعلم ان کلام هذا الدجال کلہ سیا للانبیاء والا استهزا بسنن المرسلین
و عداوۃ و بعلو شان المرفوع الذکر صلی اللہ علیہ وسلم یا ان رجۃ القصری لا یصود المزیذ و ناصریہ
تجمعین لعنتہ اللہ بعد درمل القفار و اوراق الاشجار الخ۔

سیوف البارقہ علی رؤس الفاسفہ تصنیف علامہ محمد عبداللہ حراسانی مطبوعہ نصیریہ ۱۳۰۳ مکہ معظمہ بلفظہ کتاب

پہو نچال پلاشر دجال صفحہ ۵۲ انوار آفتاب صداقت ۶۲۳-

(دوسرا فتویٰ کفر)

منجانب علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً کتاب تقویۃ الایمان اور اس کے مولف مولوی اسماعیل دہلوی پر بہت مفصل فتویٰ ہے بوجہ اظہار عبارت ترک ہے دیکھو کتاب پہو نچال پلاشر دجال مطبوعہ قمر ہند لاہور ۱۳۰۵ھ صفحہ ۶۸ سے ۱۳۰ تک اور انوار آفتاب صداقت صفحہ ۶۲۳-

علاوہ اس کے تقویۃ الایمان نادر کتاب کی تردید میں چالیس کتابیں طبع شدہ موجود ہیں جن کی فہرست میری کتاب انوار آفتاب صداقت کے صفحہ ۶۳۰ پر درج ہے۔ مولف عجیب نے ان فتاوؤں کی طرف خیال ہی نہیں کیا۔ اس سے ثابت ہے کہ آپ نے کتاب انوار آفتاب صداقت کو پڑھا ہی نہیں۔ یا تجاہل عارفانہ کیا۔ دیگر فتاوے تکفیر جو مولوی اسماعیل دہلوی نے خود اپنے ہاتھوں اپنے پر لگائے یا ان کی ذریت غیر مقلدین و وہابیہ دیوبندیہ نے ان پر قائم کئے ہیں۔ وہ بھی آگے آتے ہیں۔ انتظار کریں۔

قولہ:- ہمت انسپکٹر صاحب موصوف نے بہت کی۔ مگر تعصب سے کاش! اس کی بجائے کوئی مفید خلاق اور نتیجہ خیز کام کی طرف متوجہ ہوتے جس سے نیکی برباد گناہ لازم کے مصداق نہ بنتے اور تمام اہل اسلام کی دعا کے مستحق ٹھہرتے۔ بلفظ صفحہ ۱۲-

اقول:- الحمد للہ کام تو خداوند کریم نے مجھ سے بلا تعصب مذمومہ کے وہ کرایا ہے کہ جس کا شکریہ تمام مسلمانان اہلسنت والجماعت ادا کرتے ہیں اور تمام علماء کرام اور صوفیائے عظام تہ دل سے دعائیں دیتے ہیں کہ مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت و حضانت کر دیں۔ اس سے بڑھ کر مفید خلاق کام اور کیا ہو سکتا ہے چونکہ جو لوگ اسلام میں داخل ہی نہیں۔ ان کی دعا کی ضرورت ہی نہیں۔ وہ بیشک گالیاں دیں۔ کوئی پرواہ نہیں۔

قولہ:- مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر مبارک مکہ ہی میں تھی۔ مگر کہیں سے ثابت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی قبر مبارک پر کوئی ایسا فعل کیا ہو جو آج ہمارے علماء بدعت حسنہ قرار دے رہے ہیں۔ بلفظ صفحہ ۱۳ سطر ۷-

اقول:- لاحول ولا قوۃ الا باللہ! آپ کو اتنی خبر بھی نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر مبارک کہاں ہے۔ انہوں پہلے یہ تو معلوم کر لیتے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر مبارک مکہ معظمہ میں ہے یا نہیں۔ مگر نہ کیا اور نہ امت و خجالت کا نہ دیکھا۔ دیکھو کتاب تاریخ اشرف التواریخ ترجمہ تاریخ کامل صفحہ ۱۷۷-۱۷۹-

(الف) ایک روایت میں ہے کہ قبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قدس خلیل میں ہے۔ دوسری روایت اخبار الدول میں ہے کہ مزار شریف آپ کا بحیرون میں ہے۔ تیسری روایت یہ ہے کہ علماء کا اتفاق اس پر ہے کہ قبر شریف آپ کی خلیل الرحمن میں

ہے جو اراضی مقدسہ کے متعلق ہے۔

(ب) حضرت یعقوب علیہ السلام کی وصیت، یہ بھی وصیت کی کہ جب وعدہ وصل الہی پہنچ جائے تو اپنی اولاد سے وصیت کر دینا کہ میرے تابوت کو میرے باپ دادوں کی قبر کے پاس پہنچا دیوں۔ بعد اس کے حضرت یعقوب علیہ السلام رخصت ہوئے اور مصر سے چل کر اراض مقدسہ میں جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر تھی پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک قبر کھدی ہوئی تیار ہے اور اس میں فرش حریر کا بچھا ہوا ہے اور ایک گروہ ملائکہ اس پر منتظر کھڑے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ قبر کس کی ہے۔ فرشتوں نے کہا جو شخص بہشت کا مشتاق ہو۔ حضرت نے فرمایا میں مشتاق ہوں۔ اگر اجازت ہو تو اتروں۔ فرشتوں نے اجازت دی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے قدم مبارک اس قبر میں رکھا۔ فوراً حضرت عزرائیل علیہ السلام نے جام شربت طہور حضرت کو پلایا اور وہی شربت وصال ہوا۔ ملائکہ نے حضرت کو غسل دیا اور نماز پڑھی۔ بلفظ صفحہ ۲۶۰-

بدعت حسنہ کی آپ نے اچھی کہی۔ سنت کہنے۔ کیا آپ کو اپنی بھی خبر نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جتہ البقیعہ میں روز دوشنبہ پنجشنبہ جمعہ۔ ہفتہ چار روز تشریف لیجایا کرتے تھے۔ نیز اپنے والدین شریفین کی قبروں کی زیارت کے لئے تشریف فرما ہوا کرتے تھے مگر اس کے خلاف وہابیہ نجدیہ کو اہل قبور سے ضرور نفرت اور نفور ہے اور عامل بالحدیث ہونے کا ادعا کرتے ہیں۔

قولہ:- اہل ہندوستانوں اور اپنے دیوتاؤں کی مورتوں پر پھولوں کے بارعمدہ عمدہ ریشمی کپڑے سندھو وغیرہ کے چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ مسلمان دیکھ کر رہ سکے۔ انہوں نے یہ فعل اپنے بزرگوں کی قبروں پر جاری کر دیئے۔ بلفظ (صفحہ ۱۳ سطر ۲۳)

اقول:- عجیب طیب نے کیا تشبیہ صحیح رقم فرمائی ہے۔ ہندوؤں کی مورتوں پر عمدہ عمدہ ریشمی کپڑے کہاں دیکھے ہیں اور مسلمانوں کی قبروں پر سندھو کہاں دیکھا۔ بالکل غلط اور جھوٹ۔

پھولوں کے بار خلافتی مولویوں کے گلوں میں ڈالے جائیں اور کانگریسی مشرکین لیڈروں کے گلے میں ہار پہنائے جائیں۔ ان مندروں میں جا کر پوجا کی جائے، قشقے لگائے جائیں، رام رام ست ہے، کہیں ست سری اکال پکاریں۔ رام پھمن اور گاندھی کی جیے کے نعرے زور سے لگائے جائیں۔ مشرکین کو اپنا یقینی بھائی بنائیں۔ یہ ہے مشابہت نامہ جس کی بابت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے من تشبہ بقوم فهو منهم جو کوئی شخص کسی قوم سے مشابہت کرے وہ انہیں میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن ینزلہم منکم فانہ منہم جو کوئی شخص تم سے ان سے محبت کرے۔ وہ انہیں میں سے ہے۔

قولہ:- بعض علماء امت کے اقوال مثلاً آئمہ اربعہ وغیرہ کے۔ سو یہ کسی طرح بھی حجت لازمہ (دلیل شرعی) نہیں۔ بلفظ صفحہ ۱۰۱ سطر ۴)

اقول:- آپ ایسے غیر مقلد وہابی ہیں کہ آپ کے نزدیک مجتہدین مطلق آئمہ اربعہ کے اقوال بھی حجت شرعی نہیں ہیں۔ یہ صحیح ہے جب کہ آپ کے نزدیک خلفاء راشدین و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال بھی حجت شرعی نہیں۔ تو آئمہ اربعہ رحمہم اللہ کے اقوال کیونکر حجت ہو سکتے ہیں۔ مگر افسوس آپ کے بڑے بزرگ امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی آئمہ مجتہدین کے اجتہادی مسائل کو بھی سنت میں داخل کرتے ہیں۔ دیکھو وہ لکھتے ہیں۔

جو کام یا عقیدہ یا بات حضرت نے خود کیا یا کسی کو کرتے دیکھا اور پسند کیا یا اکثر معتبر اصحابوں نے کیا وہ سنت ہے۔ یا تابعین اور تبع تابعین میں رائج اور جاری ہوا اور کسی معتبر نے انکار نہ کیا یا مجتہدوں نے اپنے اجتہاد سے نکالا وہ بھی سنت میں داخل ہے۔ بلفظ تذکیر الاخوان۔ بقیہ حصہ تقویۃ الایمان صفحہ ۶۹ سطر ۱۴ مطبوعہ مطبع نامی نو لکھنؤ ۱۸۸۲ء و صفحہ ۳ سطر ۴ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی۔

افسوس آپ نے اپنے ایمان کی کتاب تقویۃ الایمان کو بھی نہ پڑھا اور اس مسئلہ سے انکار کر کے اپنے بزرگ کے بھی نافرمان نکلے۔ یہ بھی غیر مقلد ہی کا کرشمہ ہے۔ پکا غیر مقلد وہی ہے جو خداوند کریم اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کو بھی حجت شرعی نہ جانے نہ ان کی تقلید کرے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

قولہ:- معترض نقل کرتا ہے کہ ۷۰ء میں ایک شخص ابن تیمیہ نامی مذہب حنبلی سے گمراہ بد مذہب نکلا۔ بدی کی باتوں کو اپنا جزو ایمان ٹھہراتا ہے۔ انکار شفاعت کیا یعنی اللہ تعالیٰ جس کے باب میں اذن دے گا اسی کی شفاعت کریں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مقدسہ کے لئے سفر حرام، توسل اور امداد اولیاء اللہ ممنوع۔ بڑے بڑے علماء نے اس کا رد لکھا۔ بادشاہ نے اس کو جیل خانہ بھیج دیا تو توبہ کر کے پھر ویسا ہو گیا۔

کیا یہ لفظ وہابی کوئی خاص سزا مقرر ہوئی ہے۔ ایسے عقائد والوں کو وہابی یا نجدی نہ کہا کرو۔ ایسے عقائد والوں کو وہابی کیوں کہا جاتا ہے۔ لفظ وہابی کوئی خاص سزا مقرر ہے یا فرقہ کا نام ہے۔ الخ بلفظ صفحہ ۱۸ سطر ۸۔

اقول:- طبیب مجیب صاحب نے ابن تیمیہ کی حمایت میں قلم اٹھایا۔ مگر جو اس کے عقائد لکھے گئے ہیں۔ ان کو ان کے سر پر سے نہ اٹھایا جو کچھ میں نے لکھا تھا۔ وہ کتاب تحفہ محمدیہ فی رد فرقہ مرتدہ سے لکھا تھا اور کئی کتابوں میں ابن تیمیہ کا ایسا ہی حال لکھا ہے۔ اگر کوئی ان کا چیلہ اس کی مدح سرائی کرے تو کرے لیکن اس کے عقائد کو کوئی حمایتی ہرگز دھونیں سکتا لیجئے ایک اور کتاب سے بھی اس کا حال درج کرتا ہوں۔

”تحفہ الناظرین“ مولفہ حضرت مولوی سید غلام مصطفیٰ صاحب ساکن بھیکوال ضلع ہوشیار پور مطبوعہ مطبع مصطفائی لاہور صفحہ ۲۷ سطر ۱۰۔

۷۵ھ میں (سات سو پانچ) میں ابن تیمیہ پیدا ہوا۔ خدا کو مجسم کہتا تھا اور سفر زیارت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حرام اور تحقیر اور توہین۔ بعض خلفاء راشدہ اور آئمہ مجتہدین طریقہ اس کا تھا اور کتاب صراط مستقیم اس کی اس بارہ میں موجود ہے۔ آخر علماء عصر شیخ داؤد و سمان و شیخ کمال الدین سبکی نے ان کے عقیدہ باطل کو رد کیا اور اس کو گرفتار کر کے مدرسہ کابلہ مصر میں لے گئے

جلس منعقد ہوئی قاضی مفتی تمام جمع ہوئے اور اس کو قائل کیا اور حکم سلطان بلاد میں جاری ہوا کہ عقیدہ ابن تیمیہ خلاف اجماع ہے جو کوئی اس کی پیروی کرے گا۔ سزایاب ہوگا پھر تحقیر اولیاء اللہ اور توسل نبی الرحمتہ میں گفتگو ہوئی۔ آخر اس مقدمہ میں قید ہوا۔ کہ اہانت اولیاء اللہ مشائخ و علماء کفر ہے اور توسل نبی الرحمتہ متفق علیہ علماء امت ہے اور منکر اس کا گمراہ ہے چنانچہ دولت ناصر یہ میں ابن تیمیہ نے توبہ کی اور رہائی پائی۔ اور جب شام میں آیا تو پھر ایسی باتوں سے قید خانہ دمشق میں قید ہوا۔ اور حکم عام بادشاہ کا جاری ہوا کہ جو کوئی عقیدہ ابن تیمیہ پر ہوگا۔ اس کا خون و مال حلال ہے اور ابن تیمیہ قطع نظر ظاہری ہونے کے خارجی بھی تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی جناب میں بے ادبی کرتا تھا۔ الخ۔ بلفظ صفحہ ۲۷۔

یہ ہے مختصر کیفیت۔ ابن تیمیہ خارجی المذہب کی آپ نے تعریف تو اپنی زبان سے کی مگر اس کے عقائد پر روشنی نہ ڈالی اور نہ اس کا جواب دیا۔ کہ (الف) وہ خدا کو مجسم کہتا تھا۔ (ب) انکار شفاعت کرتا تھا۔ (ج) روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو حرام کہتا تھا۔ (د) توسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اولیاء کرام کا منکر تھا۔ (ه) خلفاء راشدین کی توہین کرتا تھا۔ (و) اور آئمہ مجتہدین کی بھی توہین کرتا تھا اور نہ آپ نے کسی شہادت معتبر سے ثابت کیا کہ یہ مندرجہ بالا عقائد اس کے نہ تھے اور نہ وہ قید کیا گیا اور نہ اس نے توبہ کی اور نہ وہ اپنے عقائد سے توبہ کر کے توبہ شکن ہوا۔ ہاں! یہ ضرور آپ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ مولوی اسماعیل اور ابن تیمیہ دونوں ہم عقائد تھے۔ (صفحہ ۲۳ سطر ۱۳)

پس ہم کو اور ضرورت نہیں کہ ابن تیمیہ کے عقائد کی زیادہ پڑتال کریں۔ جب کہ آپ کے ہر دو بزرگ ہم عقیدہ تھے۔ اس لئے ابن تیمیہ پر بھی وہی فتویٰ عائد ہے جو مولوی اسماعیل دہلوی اور اس کی کتاب پر پہلے صفحہ ۶۰ پر لکھا جا چکا ہے۔ یعنی جو حال اسماعیل دہلوی کا ہے وہی ابن تیمیہ کا ہے۔

ہاں! آپ لفظ اور خطاب وہابی پر بہت چڑتے اور ناراض ہوتے ہیں۔ کہ لفظ وہابی مت کہو۔ وہابی کوئی سزا مقرر ہوئی ہے اور مولوی اسماعیل دہلوی کی سوانح عمری جو ان کے مریدوں محمد جعفر تھانی سری غیر مقلد اور ابوالکلام آزاد کے تذکرہ سے غلط لکھی ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ آزاد صاحب تو وہ ہیں جنہوں نے فرقہ مرزا سیہ مرتدہ کو بھی مسلمان لکھا ہے۔ (جس کی تردید کی جا چکی ہے۔ ایسے غیر محتاط اشخاص کی شہادت قابل پذیرائی نہیں۔ صحیح تاریخ وہ ہے جو ایک ثالث شخص کی لکھی ہوئی ہے۔ جس کو میں نے اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت کے باب بست و دوم میں لکھا ہے۔ جس پر آپ نے نظر بھی نہ کی۔ اس کو ملاحظہ کیجئے۔

اب لفظ وہابی کی کیفیت سن لیجئے۔ پھر کبھی برا نہ منانا۔ نہ چڑنا نہ لڑنا نہ بھڑنا۔ اور میرا شکریہ ادا کرنا کیونکہ آپ کے بزرگوں نے لفظ وہابی کا خطاب بڑی خوشی سے قبول کیا ہوا ہے اور بڑی لمبی لکھی ہوئی موجود ہے جس کا ایک شعر یہ بھی ہے

وہابی کا معنی ہے رحمان والا کچھ اور ہی سمجھتا ہے شیطان والا

اس کے علاوہ آپ کے فرضی بزرگ مولوی رشید احمد اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھتے ہیں جس کو میں نے اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت کے صفحہ ۶۲۹ پر لکھا ہے اور اس کو آپ نے نہیں دیکھا۔ وہ یوں ہے:

سوال۔ وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون سا مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا اور اہل نجد کے عقائد اور سنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔

جواب۔ محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا جنہلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور اس کے مقتدی اچھے ہیں مگر وہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا۔ عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، جنہلی کا ہے (بلفظ فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ ۸)

امید ہے کہ لفظ وہابی اب آپ کے دماغ میں انجرات پیدا نہیں کرے گا۔

قولہ:- جامع حالات سید صاحب و مولانا شہید لکھے ہیں۔ کہ اللہ رب العزت کی حمد ہے کہ یہ عالم نبیل فاضل جلیل مجاہد نبیل اللہ جو فخر اہل اسلام ہند کا تھا۔ واقع ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ بوقت ظہر صد ہا کافروں کو تیغ بے دریغ کر کے بالا کوٹ میں شہید ہوا۔ (صفحہ ۳۸ سطر ۱۲)

اقول:- بالکل جھوٹ۔ نرا جھوٹ۔ کلہم جھوٹ۔ جامع حالات کا سر اسر جھوٹ سچا واقعہ دراصل حقیقت قتل مولوی اسماعیل دہلوی کی وہ ہے جو کتاب فریاد المسلمین کے صفحہ ۱۱۰ اور تاریخ پختہ ہزارہ کے صفحہ ۷۲۷ سے ۷۳۷ تک لکھی ہے۔ وہ اس طرح پر ہے۔

خلیفہ صاحب (سید احمد) نے شرعی حکومت کے زور سے ان کی (جرگہ یوسف زئی) لڑکیوں کے نکاح حکماً کرانا چاہا۔ بلکہ دس بیس لڑکیوں کے نکاح مجاہدین وغیرہ سے کرا دیئے اور خود بھی برضا مندی سرداران جرگہ اپنے دو نکاح کئے مگر وہ جرگہ زبردست ان سے سرکش ہو گیا اور مدت تک ان پر جہاد ہوتا رہا۔ بہت کچھ جدال و قتال کی نوبت پہنچی۔ مگر وہ ان سے مغلوب نہ ہوا۔ ایک روز بہت سے ملکی جمع کر کے مولوی اسماعیل صاحب خود ان کے مقابلہ کو گئے۔ لڑائی شروع ہوئی۔ مولوی صاحب کی پیشانی پر گولی لگی شہید ہو گئے۔

مصرع۔ کارما آخ رشداً و آخر زما کارے نشد

ان کے مرتے ہی غازی پسپا ہوئے۔ یوسف زئی خاطر خواہ فتح یاب ہوئے۔

یہ خلیفہ کے دشمن ہو گئے۔ خلیفہ نے بیدل ہو کر فرمایا جو دہلوا اس برات کا تھا وہ مارا گیا۔ اب امید کامیابی کی نہیں معلوم ہوتی۔ بلفظ۔

یہ ہے اصل واقعہ۔ اور اس پر کتنے بڑے کذب کا استعمال کیا گیا ہے کہ صد ہا کافروں کو تیغ بدریغ کر کے بالا کوٹ میں شہید ہوا۔ جرگہ یوسف زئی جن کی لڑکیاں بھی نکاح میں لائی گئیں۔ کیا وہ کافر تھے؟

کیا جو شخص مسلمانوں پر جہاد کا حکم دے وہ مسلمان ہے؟ نہیں۔ جس شخص نے مسلمانوں پر جہاد کیا وہ مسلمان ہے؟ ہرگز نہیں۔ جس شخص نے صد ہا مسلمانوں کو بے گناہ قتل کیا وہ مسلمان ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ کیا جو شخص ایسے حالات سے

مسلمانوں کے ہی ہاتھ سے قتل ہو وہ شہید ہے؟ ہرگز نہیں۔

شہید وہ ہے۔ جو دین اسلام کے لئے کفار کے مقابلہ جنگ میں مارا جائے۔

مولوی اسماعیل دہلوی کا بالا کوٹ قتل ہونا لکھا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ ہاں خلیفہ سید احمد صاحب ضرور بالا کوٹ میں مارے گئے۔ جو کنور شیر سنگھ کے مقابلہ میں ان کی پانچ ہزار فوج سے ان کی اسی ہزار فوج نے شکست کھائی۔ ان کی فوج میں مسلمان گولہ انداز تھے۔ ان کے چہرہ لگنے سے سید صاحب راہی ملک بھا ہوئے اور قلعہ بالا کوٹ کے نشیب میں دفن ہوئے۔ دیکھو تاریخ پختہ ہزارہ کا صفحہ ۷۲۷ اور میری کتاب انوار آفتاب صداقت کا صفحہ ۶۰۸۔

مولوی اسماعیل کی تاریخ موت سن بارہ سو چھیالیس ۱۲۴۶ھ لکھی ہے۔ جو مطابق ہے۔ آیت شریفہ اول سنک ہم شر البریۃ اس کے اعداد جمل بھی بارہ سو چھیالیس ۱۲۴۶ ہی ہیں۔ مگر افسوس ان کی قبر کا بھی کوئی پتہ نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ طیب مجیب صاحب ہزار پاؤں ماریں اور مولوی اسماعیل کی حمایت میں زمین آسمان کے قلابے ملائیں لیکن ان کے عقائد جو کتابوں میں لکھے ہیں وہ دھل نہیں سکتے جب کہ آپ نے ان کے عقائد میری کتاب میں لکھے ہوئے قبول کر لئے ہیں تو پھر حمایت کیسی۔

جو شخص خدا پر جھوٹ بولنے کا الزام لگائے۔ وہ مسلمان کیسا؟

جو شخص خداوند تعالیٰ کو مجسم قرار دے۔ وہ مسلمان کیونکر ہوا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے جہت اور مکان مقرر کرے۔ وہ مسلمان کس طرح؟ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں خیال آنے کو نبیل و گدھے سے تشبیہ قبیح دے وہ مسلمان کیسے ہوا؟ اور اسی قسم کے عقائد مہین اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیسیوں ہیں۔ جو میری کتاب میں درج ہیں۔ اس کا شمار مسلمانوں میں کیونکر ہو سکتا ہے۔

اب میں ایک فتویٰ آپ کے بزرگوں کا جو مولوی اسماعیل پر عائد کیا گیا ہے درج کرتا ہوں۔ جو میری کتاب کے صفحہ ۳۶۴ میں بھی درج ہے جس کو آپ نے دیکھا ہی نہیں۔ اور یہ نرا جھوٹ کہہ دیا کہ ساری کتاب کا جواب لکھا گیا ہے۔ میں نے اپنی کتاب میں عقیدہ نمبر ۱۸ مولوی اسماعیل کا ملخصاً یہ لکھا گیا ہے۔

حق سبحانہ کو جہت و مکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے۔ ملخصاً کتاب ایضاح الحق مصنفہ مولوی اسماعیل کا ملخصاً یہ لکھا

ہے۔

تیسرا فتویٰ کفر علماء دیوبند کا اپنے امام الطائفہ

مولوی اسماعیل دہلوی پر

سوال۔ کیا ارشاد ہے۔ علماء دین کا اس شخص کے بارے میں جو شخص یہ کہے کہ جناب باری تعالیٰ عز اسمہ کو زمان و مکان اور ترکیب عقلی سے پاک کہنا اور اس کا دیدار بے جہت و بے محاذات حق جاننا بدعت ہے۔ یہ قول کیسا ہے۔

الجواب۔ یہ شخص عقائد اہلسنت والجماعت سے جاہل اور بے بہرہ ہے اور یہ اعتقاد اور مقولہ جو درج سوال ہے کفر ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ حضرات سلف اور آئمہ دین کا یہی مذہب ہے اور یہی احادیث صحیحہ و کلام اللہ شریف کی آیات صریحہ سے ثابت ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ زمان اور مکان اور جہت سے پاک ہے اور دیدار اس کا بہشت میں مسلمانوں کو نصیب ہوگا۔ چنانچہ کتب عقائد اس سے مشحون ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔ مہر

الجواب صحیح۔ اشرف علی غنی عنہ

الجواب۔ اگر حق تعالیٰ کو زمان و مکان سے اور ترکیب سے پاک نہ مانا جائے گا تو حق تعالیٰ کا محتاج ہونا اور صفات حادث کے ساتھ متصف ہونا لازم آئے گا۔ حالانکہ حق تبارک و تعالیٰ احتیاج سے منزہ صمدیت ازلیہ کے ساتھ متصف ہے لم یزل اور لایزال اس کی صفت ہے۔ زمان و مکان حادث و مخلوق ہیں۔ کان اللہ ولم یکن معہ شئی وهو السميع البصیر حق تعالیٰ کو زمان و مکان سے اور ترکیب عقلی سے منزہ جاننا عقیدہ اہل ایمان کا ہے۔ اس کا انکار الحاد اور زندقہ ہے اور دیدار حق تعالیٰ جو آخرت کو ہوگا۔ مومنین کو بے کیف اور بے جہت ہوگا۔ مخالف اس عقیدہ کا بد دین اور ملحد ہے۔ کتبہ عزیز الرحمن مفتی مدرسہ دیوبند مہر و توکل علی العزیز الرحمن۔

الجواب صحیح۔ بندہ محمود غنی عنہ مدرس اول مدرسہ دیوبند۔

الجواب صحیح۔ محمود حسن غنی عنہ۔

الجواب صحیح۔ غلام رسول غنی عنہ۔

الجواب۔ زمان و مکان اور ترکیب یہ سب علامات حدوث و خواص امکان ہیں۔ واجب تعالیٰ سبحانہ سب سے بری ہے۔ چنانچہ عقائد نفسی میں جو ایک متداول کتاب ہے لکھا ہے الخ حررہ المسکین عبد الحق غنی عنہ۔

الجواب صواب۔ محمود حسن مدرس دوم مدرسہ شاہی مراد آباد۔

الجواب۔ ایسے عقیدہ کو بدعت کہنے والا دین سے ناواقف ہے۔ ابوالوفا ثناء اللہ، مہر ثناء اللہ محمود بلفظ از کتاب دیوبندی مولویوں کا ایمان۔

مشہرہ عبدالغنی رامپوری۔ مورخہ ۱۸ صفر مظفر ۱۳۲۹ ہجری مطبوعہ مطبع اہلسنت والجماعت بریلی۔

اس فتویٰ مذکورہ بالا پر آٹھ کس بزرگان و مفتیان اعلیٰ درجہ کے مستند علماء و ہابیہ دیوبندیہ کے مواہیر و دستخط ثبت ہیں جن کی بزرگی کے آپ قائل ہیں اور ان پر تہ دل یا بالادل سے مائل ہیں اور ایک مولوی صاحب برائے نام شیر پنجاب تو آپ کے اپنے ہی ہیں۔ اور ہمارے نزدیک دونوں چھوٹے بھائی ایک ہی ہیں۔ چونکہ آپ کا عقیدہ اور ایمان ہے کہ ابن تیمیہ اور مولوی اسماعیل دونوں ہم عقائد ہیں۔ (صفحہ ۲۳-۱۳ سطر) اثبات التوحید) اس لئے ابن تیمیہ بھی اس فتویٰ کے پورے پورے حقدار ہیں۔ الفاظ جو مفتیان نے اس عقیدہ والے کی نسبت استعمال کئے ہیں یہ ہیں جاہل، بے بہرہ، زندیق، ملحد، بد دین، کافر، سلف صالحین کا مخالف۔ نعوذ باللہ منہا۔

کہنے! یہ فتویٰ میری طرف سے ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ آپ کے اپنے بزرگوں کی طرف سے۔ مگر انہوں نے۔ آپ جا بجا جوئے اشتہار شائع کر کے میرے پر جھوٹا الزام لگاتے ہیں۔ کہ تم نے ہمارے بزرگوں پر کفر کے فتاوے لگائے ہیں۔ کیا آپ جانتے نہیں۔ کہ خداوند کریم جھوٹوں پر لعنت بھیجتا ہے۔ اب آپ اپنے دیوبندی بزرگوں اور اپنے شیروفا کے باپ سے پوچھئے کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ اور میرے پر جھوٹا الزام گانے سے توبہ کیجئے اور یوں سمجھئے

دل کے پھپھو لے جل اٹھے سینہ کے داغ سے اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

چوتھا فتویٰ کفر جو مولوی اسماعیل دہلوی امام الطائفہ و ہابیہ نجدیہ نے خود اپنے پر لگایا

یہ فتویٰ مولوی اسماعیل امام ثانی و ہابیہ نجدیہ پر خدا کی قدرت حدیث شریف کی سند سے ان کے اپنے ہاتھوں اپنے قلم اپنے اقبال اپنے اقرار سے لوح محفوظ پر لکھا ہوا ثابت ہو گیا۔ وہ یوں ہے کہ جب مولوی اسماعیل دہلوی امام ثانی و ہابیہ نجدیہ کے دماغ پر کفر اور شرک کی ہوائ نے اپنا پورا پورا تحکم قائم کر لیا اور تمام مسلمانان سلف اور خلف کو کافر اور مشرک بناتی ہوئی نجد کے ٹیلوں سے چھوٹ کر دار الفتن ہندوستان کی سرزمین بالخصوص دہلی میں وارد ہوئی اور ساتھ ہی کتاب التوحید تصنیف محمد بن عبد الوہاب شیخ نجدی کو لائی اس کے کفر کے گولوں نے مولوی صاحب کے دماغ میں گھس کر اس کا ترجمہ تقویۃ الایمان کے نام سے لکھ مارا اور اس میں علاوہ دیگر کفرات کے لکھتے لکھتے ایک کفر اپنے پر بھی لگا لیا اور حدیث شریف کی سند سے اس کو مضبوط کر لیا۔ وہ یوں ہے:

(تقویۃ الایمان صفحہ ۲۲ سطر ۹)

حدیث شریف۔ خرج مسلم عن عائشة قالت سمت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول لا يذهب الليل والنهار حتى يعبد اللات والعزى فقلت يا رسول الله انى كنت لاطن حين انزل الله هو الذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون ان ذلك تاما قال انه سيكون من ذلك ما شاء الله ثم يبعث الله ريحا طيبة فتوفي من كان فى قلبه مثقال حبة من حردل من ايمان فيبقى من لا خير فيه فيرجعون الى دين اباائهم ترجمہ مشکوٰۃ کے

باب لا تقوله الساعة على شرار الناس میں لکھا ہے۔ کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہیں تمام ہوں گے رات اور دن یعنی قیامت نہ آئے گی۔ یہاں تک کہ پوجیں لات وعزلی کو۔ سو کہا میں نے یا پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بیشک میں جانتی تھی۔ جب اتاری تھی اللہ نے یہ آیت هو الذی ارسل رسوله بالهدی الخ بیشک یوں ہی رہے گا آخر تک فرمایا بیشک ہوگا۔ اس طرح جب تک چاہے گا اللہ پھر بھیجے گا اللہ ایک بادا چھی۔ سو جان نکال لے گی جس کے دل میں ہوگا ایک رائی کے دانہ بھر ایمان سورہ جائیں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں۔ سو پھر جائیں گے اپنے باپ دادوں کے دین پر۔

ف۔ یعنی اللہ صاحب نے فرمایا ہے۔ سورہ برأت میں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بھیجا ہے۔ ہدایت اور سچا دین دے کر اس کو غالب کرے سب دینوں پر اگرچہ مشرک لوگ بہتیرا ہی برا مانیں۔ سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت سے یہ سمجھا کہ اس سچے دین کا روز قیامت تک رہے گا۔ سو حضرت نے فرمایا کہ اس کا زور تو مقرر ہوگا۔ جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ آپ ہی ایسی باد بھیجے گا۔ کہ سب اچھے بندے جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہے مرجائیں گے اور وہی لوگ رہ جائیں گے جن کے دل میں کچھ بھلائی نہیں۔ یعنی نہ اللہ کی تعظیم نہ رسول کی راہ پر چلنے کا شوق۔ بلکہ باپ دادوں کی رسموں کی سند پکڑنے لگیں گے۔ سو اسی طرح شرک میں پڑ جائیں گے کیونکہ اکثر پرانے باپ دادے جاہل مشرک گزرے ہیں جو کوئی ان کی راہ و رسم کی سند پکڑے۔ آپ ہی مشرک ہو جائیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا۔ سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔ بلفظ۔ تفویہ الایمان صفحہ ۴۴۲ سطر ۶۰۹۔

اس حدیث شریف سے امام الطائفہ وہابیہ نے ثابت کر دیا کہ ان کے وقت یا زمانہ میں کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو۔ یعنی سب کے سب کافر شرار الناس ہیں اور انہیں میں آپ بھی داخل ہیں۔ فیصلہ شد۔ اسی وجہ سے ان کی تاریخ وفات بھی اس طرح ثابت ہوگئی۔

تاریخ وفات مولوی اسماعیل دہلوی

۱- اولئك هم شرار البرية۔

۱۳۴۶ھ

۲- شرار الناس ارجل مولوی اسماعیل وہابی اول

۱۳۴۶ھ

۳- مولوی اسماعیل دہلوی کو ایک زکی یوسف زئی نے قتل کیا۔

۱۳۴۶ھ

۴- مولوی اسماعیل دہلوی کو ایک یوسف زئی نے ہدف بندوق سے مار ڈالا

۱۳۴۶ھ

۵- طشت از بام افتاد۔

۱۳۴۶ھ

۱۳۴۶ھ

۶- تشریف برند۔

اور سنئے! تاریخ وفات امام الطائفہ وہابیہ میں لفظ ارجل میں آیا ہے۔ اس کی تشریح یہ ہے کہ مولوی صاحب کی حدیث دانی میں سراسر جہالت یہ ہے کہ تمام دنیا کے اسلام کے مسلمانوں کو کافر بنانے کی خوشی میں ایسے منہک ہوئے کہ خود بدولت بھی کافر ہو گئے اور کفر کا فتویٰ اپنے قلم سے اپنے پرچیان کر لیا اور یہ نہ سمجھا کہ حدیث شریف کے مطابق یہ زمانہ کون سا ہے۔ کیونکہ اسی حدیث شریف کے آگے خود اپنی کتاب تفویہ الایمان میں ایک دوسری حدیث صفحہ ۴۵ سطر ۱۲ میں یوں لکھتے ہیں۔ ترجمہ یہ ہے۔

مسلم نے ذکر کیا۔ عبد اللہ بن عمر نے نقل کیا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ نکلے گا دجال سو بھیجے گا اللہ عیسیٰ پیشے مریم علیہا السلام کو سو وہ ڈھونڈے گا اس کو پھر تباہ کر دے گا اس کو پھر بھیجے گا اللہ ایک باد (یعنی ہوا-۱۲- تو گیری) ٹھنڈی شام کی طرح سے سونہ باقی رہے گا۔ زمین پر کوئی کہ اس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو۔ مگر مار ڈالے گی اس کو پھر باقی رہ جائیں گے۔ برے برے لوگ۔ بے وقوفی میں جیسے جانور پرندہ اور پھاڑ کھانے کے فکر میں نہ اچھی سمجھتے ہیں کسی اچھی بات کو۔ نہ بری سمجھتے ہیں کسی بری بات کو۔ پھر بھیس بدل کر آئے گا ان کے پاس شیطان سو کہے گا کیا تم کو کچھ شرم نہیں آتی سو کہیں گے تو کیا بتاتا ہے۔ ہم ہاں بتاؤ گے گا ان کو پوچنا تھا انوں اور ان کی اس میں چلی آئے گی۔ روزی اچھی طرح گزرے گی زندگی۔ بلفظ۔

دیکھئے۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہے کہ جب تک دجال لعین نہ آئے اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام آسمان پر سے اس دنیا میں تشریف نہ لائیں۔ تب تک وہ زمانہ نہیں آئے گا جس کا ذکر پہلی حدیث میں ہے مگر افسوس امام الطائفہ وہابیہ کے علم اور حدیث دانی پر کہ انہوں نے الثا مطلب سمجھ کر اپنے آپ کو اور تمام بزرگان عرب عجم موجودہ وقت اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے بزرگ کو بھی (نعوذ باللہ منہا) کافر بنا دیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ملاحظہ کیجئے۔ آپ دو بزرگوں پر آپ کے بزرگان حال نے فتویٰ تکفیر نہایت موزوں بموجب قرآن کریم واحادیث شریف و کتب عقائد کے لگا دیا۔ وہ جھوٹی سوانح عمریاں سب کی سب دریا برد ہو گئیں۔ اب دو بزرگ آپ کے جن کو آپ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۸ سطر ۱۱۸ اور اشتہار اور کتاب کے ابتدائی صفحہ میں درج کیا ہے باقی ہیں یعنی مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اشرف علی تھانوی۔ سوانح کا حساب کتاب بھی ویسا ہی ہے جس کا ذکر آئے گا۔

محفل میلاد شریف اور مولوی رشید احمد گنگوہی

قولہ :- حاسدان مولانا گنگوہی صاحب سے ایک یہ صاحب ہیں۔ جو کتاب ہذا میں بلفظ معترض مدعو ہیں۔ یہ صاحب

ذیل کے مسائل پر بحث کرتے ہوئے مولانا گنگوہی کو کافر مرتد (نعوذ باللہ) لکھنے سے نہیں شرماتے۔ زیر بحث یہ ہیں۔

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میلاد کو مشابہہ جہنم کہنا لکھا ہے۔

۲- کعبۃ اللہ میں جو چار مصلے بنائے گئے ہیں ان کو زبون قرار دیا ہے۔

۳- وہم فاتحہ اور گیارہویں پیر کی کا کھانا حرام ہے۔

۴- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے۔ (یہ افتراء ہے) بلفظ صفحہ ۱۲۸ سطر ۱۷۔

اقول:- طبیب مجیب صاحب نے نمبر ۱-۲-۳ کو یغینہ قبول کر لیا اور نمبر ۴ کو قبول نہ کر کے اس کو افتراء لکھ دیا۔

سب سے اول محفل میلاد شریف کی نسبت لکھا وہ بالکل نعو سوال از آسمان اور جواب از ریسمان (بمعنی رسی ڈوری دھاگر ۱۲- تو گیکروی) کے مصداق ہے۔ یعنی اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت ہیں۔ وہابیہ کے اعتراضات کے جوابات دینے کے بعد اثبات محفل میلاد شریف پر حسب ذیل دلائل دیئے ہیں۔

۱- آیات قرآن مجید ۶۲ آیات۔

۲- توریت، زبور، انجیل، اصلی انجیل برنباس سے ثبوت۔

۳- احادیث شریف سے ثبوت محفل میلاد ۵۴ روایات۔

۴- روایات تابعین و تبع تابعین سے ۹ روایات۔

۵- اجماع امت سے میلاد شریف کا ثبوت۔

۶- تفاسیر و دیگر کتب دینیہ سے ثبوت ۲۸ کتب۔

۷- فتاویٰ عرب و عجم اور کتب دینیہ سے قیام تعظیمی کا ثبوت ۳۰ کتب۔

۸- فتاویٰ علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً جن میں لکھا ہے کہ منکر میلاد شریف اور قیام تعظیمی کا بدعتی ہے۔ حاکم وقت کو لازم ہے کہ منکر کو مزا دے۔

اس فتوے پر ۴۲ علماء کے دستخط ہیں۔

۹- فہرست اسم و امجد شین و علماء مجوزین و عالمین رحمہم اللہ ۷ ہیں۔

۱۰- دوسری فہرست علماء مجوزین و عالمین میلاد شریف تعدادی ۳۳۳۔

۱۱- انوار آفتاب صداقت ابتداء صفحہ ۲۲۶ سے ۴۲۸ تک اثبات میں ہے۔

مگر افسوس لا محیب نے ایک کا جواب بھی نہ دیا۔ ایسی کورچشمی اور نابینائی یا بے شرمی اور بے حیائی کی وجہ سے راہ ہدایت نہ پائی۔ بلکہ گمراہی پر گمراہی کی سیاہی ایسی دل پر چھائی کہ نور ہدایت کی روشنی اس کے کام نہ آئی۔ اور برائے نام جواب کی خواب آئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ناظرین! ذرہ انصاف اور چشم بصیرت کو وسیع فرما کر عجیب اس غم عجیب اغماض کا موجب تو دریافت فرمائیے۔ کہ جواب لکھنے بیٹھے مگر جواب سے جواب دے بیٹھے۔ دونوں کتابوں کو اپنے سامنے رکھ کر ایک ایک امر کا جواب لیجئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کیا جواب دیا گیا ہے۔

قولہ:- تماش بین لوگ مجلس میں آئیں اور بے نماز قوال غزلیں گاویں اور تغنی اور باجا بجے۔ اور مریدان شیطان اس کی آواز پر سر ہلاویں۔ کبھی قرآن کو سننے کے لئے تو کان بھی متوجہ نہ ہوئے۔ مگر سرور سننے سے دل متوجہ اور سر جنباں ہو۔ خوب! پھر لوگ خوش ہو کر کہیں کہ وہ جی فلاں میاں نے مجلس میلاد میں خوب خرچ کیا وہ جو قوالوں کی جوڑی جالندھر سے آئی تھی اس کا کیا کہنا۔ ساز اور قوالوں کا ایک آواز تھا۔ بلفظ صفحہ ۱۲۸ سطر ۱۰۔

اقول:- لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ انعام الہی لعنت اللہ علی الکذبین مجیب نے جھوٹ بولنے اور لکھنے میں کمال حاصل کر لیا اور اللہ تعالیٰ سے انعام بھی وافر حاصل کر لیا۔ خداوند کریم ایسے جھوٹے مفتری سے سمجھے اور سمجھے اور پھر سمجھے۔

قارئین باوقار! ذرہ طبیب مجیب سے دریافت فرمائیے گا کہ کس محفل میلاد شریف میں اور کہاں تماش بین لوگ آتے ہیں اور قوال غزلیں گاتے ہیں اور کس محفل پاک میں تغنی اور باجے بجتے ہیں اور کس محفل مبارک میں اور کہاں سرود ہوتا ہے اور کہاں اور کس محفل میلاد میں جالندھر کے قوالوں کی جوڑی آتی ہے اور ان کے ساز اور قوالوں کی آواز ایک ہوتی ہے۔ العیاذ باللہ میں پھر کلام پاک کی تلاوت کروں گا۔ لعنت اللہ علی الکذبین جھوٹے مفتریوں پر بے شمار خدا کی لعنتیں۔ کیسے دن دیہاڑے سورج پرتھو کا اور اپنے منہ پر لیا۔ افسوس مجیب نے میری کتاب کے صفحہ ۲۷۰ کو نہیں دیکھا۔ جس میں طریقہ آداب محفل میلاد شریف درج ہے۔ یہ مولود شریف جو آپ نے بیان کیا ہے۔ آپ کے گاؤں کوٹ بھٹہ میں جہاں آج کل آپ کی رہائش ہے یا آپ کے گھر میں یا آپ کی کٹھنری میں ہوتا ہوگا جس کو دنیا کے عالم کے خط میں کوئی بھی نہیں جانتا یا آپ کے کتبہ خانے یا کسی چھوٹی الماری میں کوئی نسخہ نقلی شکستہ خط کا ہوگا جس میں ایسا طریقہ مولود شریف کا لکھا ہوا ہوگا۔ جو کسی کتاب دینیہ میں درج نہیں ہوا۔ یہ ہے آپ کا بہتان اور اسی کو کہتے ہیں بہتان عظیم۔

وہابیو خدا سے ڈرو!

قولہ:- اتنی بے اندازہ روشنی کی کیا ضرورت اور کیا فائدہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ میں بھی روشنی نہیں ہوتی۔ بلفظ صفحہ ۱۲۹ سطر ۳۔

قولہ:- طبیب مجیب کو معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹ بولنا ان کے لئے شیر مادر ہے۔ اس لئے جھوٹ ان کے جسم میں ایسا سرایت کر گیا ہے جیسے پانی میں نمک۔ بندہ خدا آپ کو روضہ مطہرہ کا دیکھنا نصیب میں کہاں۔ وہاں کی روشنی کا دیکھنا۔ وہابیہ کی قسمت میں ہی نہیں۔ میں نے بفضل ایزدی روضہ منورہ کی روشنی سے اپنی ان چشموں کو روشن کیا ہے۔ جہاں تک میں نے دیکھا اور میرا حافظہ مجھ کو مدد دیتا ہے کئی کئی ہزار روپیہ کی قیمت کے جھاڑ فانوس کی بتیوں روضہ منورہ اور مسجد نبوی میں لٹک رہے ہیں۔ علاوہ ان کے کثرت سے موم بتیوں کے فانوس اور شمع دان روشن ہوتے ہیں۔ روشنی کی کیفیت ہے کہ سورج کی روشنی کو بھی مات

کیا ہوا ہے۔ رات معلوم ہی نہیں ہوتی۔ گویا آفتاب نصف النہار پر ہے۔ چشم وہابیہ کو یہ دیکھنا نصیب نہیں۔ ان کو روضہ پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جانا ہی مشرک بنا دیتا ہے۔ وہ جائیں تو کیسے؟ یہی تو ان کے ایمان کی نشانی ہے۔

میاں! دلائل الخیرات میں مدینہ پاک مسجد نبوی اور روضہ منورہ کا نقشہ ہی دیکھ لیا ہوتا۔ لیکن وہ بھی نصیب نہیں۔ کیونکہ اس کا دیکھنا یا وظیفہ کرنا بھی وہابیہ کے نزدیک شرک ہے۔

میں کہتا ہوں کہ وہابیہ خداوند کریم پر بھی الزام دیتے ہیں۔ جب کبھی ان کے سامنے آیت شریفہ ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح یعنی ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے زینت دی (اس قدر بے شمار ستاروں کی کیا ضرورت تھی اور پھر چاند کو اتنی بڑی روشنی دیدی اور پھر سورج کو تو اور بھی نفوذ باللہ فضول بنا دیا اور اتنی روشنی اس میں رکھ دی کہ آدمی کے جسم کو بھی جلا دے۔ زیادہ سے زیادہ اتنی روشنی ہونی چاہیے تھی کہ ایک آدمی دوسرے کو راستہ میں چلتے ہوئے دیکھ لیتا۔ اور بس۔ اندریں حالات وہابیہ کو خدا تعالیٰ پر بھی سخت اعتراض ہے۔ نہ وہابیوں کی مسجدوں میں دیکھا ہے کہ رمضان شریف میں بھی ایک ہی چراغ ٹمٹما ہوا ہوتا ہے۔ روشنی سے ان کو دشمنی ہے۔ تاریکی ان کو پسند ہے۔ کیونکہ خود تاریکی کے مفاک میں پڑے ہوئے خوش ہیں۔ ہمارے لئے روشنی اور تمہارے لئے تاریکی مبارک ہو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ ولی الذین امنوا یخرج جہم من الظلمت الی النور ترجمہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے۔ ان کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے۔

قولہ:- بظنر انصاف بیند کہ اگر حضرت ایشاں فرضاً درد نیاز زندہ می بودند۔ این مجلس (یعنی مجلس مولانا مجلس سماع) واجتماع منعقد می باشد ایابا بن راضی می شدند و این اجتماع را می شنیدند (غور کرو اس عبادت میں جو لفظ ”حضرت ایشاں“ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔ کیونکہ یہ مجلس ان کے نام سے منسوب ہے۔ نہ کہ ”حضرت ایشاں“ میں ایشاں کی ضمیر سماع کی طرف ہے بلکہ مجلس میلاد کی طرف صاف ظاہر ہے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہوتے تو پھر اگر یہ مجلس اور اجتماع مقرر ہوتا اور اس اجتماع کو وہ سنتے تو کیا اس سے راضی ہوتے) امام صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فوت شدہ لکھا ہے ان پر بھی کفر کا فتویٰ لگاؤ اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فوت شدہ مانا ہے۔ حیات النبی تمہاری طرح نہیں جانتے۔ الخ بلفظ صفحہ ۱۳۰ سطر ۳۔

اقول:- اول مجیب صاحب کی لیاقت فارسی دانی کو ملاحظہ فرمائیے۔ کہ لفظ ”بیند“ کو ”بیند“ لکھ دیا۔ اور پھر خطوط وحدانی میں اپنی طرف (یعنی مجلس مولانا مجلس سماع) تحریف کیا اور پھر جملہ ”حضرات ایشاں“ کو لفظ سے تعبیر کیا۔ آپ کو لفظ اور جملہ میں بھی تمیز نہیں اور پھر جملہ ”حضرت ایشاں“ کی یہ فہمید کہ اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھ لیا اور ضمیروں کے سمجھنے میں تو آپ نے اور بھی کمال کر دیا اور کہہ دیا کہ لفظ ایشاں کی ضمیر سماع کی طرف نہیں بلکہ مجلس میلاد کی طرف صاف ظاہر ہے۔ جاننے والے خوب جانتے ہیں۔

میاں طیب صاحب! آپ نے میری کتاب اور بحث میلاد شریف اور دلائل اثبات کو دیکھا ہی نہیں۔ میں نے مکتوبات

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے لفظ ”ایشاں“ کو کئی بار لکھا ہے۔ دیکھو میری کتاب انوار آفتاب سطر ۲۴-۲۵ صفحہ ۲۸۳ سطر ۱) آپ کا اپنا خیال کہ جہاں جہاں لفظ ایشاں آیا ہے۔ اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس پر آپ کے دوست آپ کی فارسی دانی پر قربان۔

میں کہتا ہوں کہ لفظ ایشاں یا جملہ حضرت ایشاں سے مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ میں مراد حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے صاحبزادگان کو آپ نے اپنے خط میں ارشاد فرمایا تھا۔ وہو ہذا

فیروز آباد کو بلجاؤ ملاذ مافقرا است وقد وہ پیران مادر وے امرے حادث شود کہ مخالف طریق والد بزرگوار خود فرزند ان حضرت خواجہ احرار قدس سرہ بعد از تغیر طریق والد بزرگوار ایشاں طریق اصل۔ ایشاں محافظت نمودند الخ انوار آفتاب صداقت ۲۵۹ سطر ۱۶۔

تمام مکتوبات کے پڑھنے اور عبارت فارسی کے سمجھنے کے بعد کوئی ذی عقل و ذی علم یہ کبھی نہیں کہہ سکتا کہ جملہ حضرت ایشاں سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ یہ صرف مجیب صاحب کی نئی فہمید ہے۔ اب میں آپ کو آپ کے امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی کی ہی کتاب صراط مستقیم سے دکھاتا ہوں کہ وہ اپنے پیر سید احمد کے واسطے ہی جملہ حضرت ایشاں کو پانچ دفعہ استعمال کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

القصة۔ حضرت ایشاں را طریق ثلاثہ قادریہ وچشتیہ و نقشبندیہ قبل از مساوی حاصل شدہ الخ بلفظ صراط مستقیم مولوی اسماعیل دہلوی صفحہ ۶۶ اجتہادی دہلی ۱۳۰۸ھ

مجیب صاحب! اپنے امام پر تو ایمان لائے مگر غیر مقلدی کیسی کہ کسی کے لکھنے پر اعتبار کیا جائے۔ خواہ اپنا امام یا اپنا پیغمبر ہی کیوں نہ ہو۔ اس سے تقلید شخصی ہو جائے گی۔ جو شرک ہے۔

اور لیجئے لاہور میں ایک مزار ہے۔ جو حضرت ایشاں کا مزار مشہور ہے۔ تو آپ کی تفقہ کے مطابق یہ مزار بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

دوسرا امر یہ ہے۔ کہ اس مکتوب میں حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا ہے۔

نہ ایں کارمے کنیم نہ انکارمے کنیم۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ مکتوب واقعی سماع کے بارہ میں ہے۔ کہ نہ تو ہم یہ کام کرتے ہیں اور نہ اس سے انکار کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یوں فرمائی کہ سماع کا سننا ہمارے سلسلہ (نقشبندیہ) کے منافی ہے اس لئے ہم سماع نہیں سنتے۔ لیکن جب کہ دوسرے مشائخ نے سماع کو سنا ہے۔ لہذا ہم اس سے انکار بھی نہیں کرتے۔ یہ ہے عقیدہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا۔ انہوں نے تو سماع کو بھی متوسطان اور منتہیوں کے لئے ضروری اور ترقی درجات کا موجب

۱۔ دربار حضرت ایشاں نزد جامعہ فاروقیہ رضویہ گھوڑے شاہ روڈ لاہور میں واقع ہے۔ فقیر تو گیری نے بھی زیارت کی ہے۔ ۱۲- تو گیری

لکھا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ جب مجیب صاحب اور تمام غیر مقلدین سوائے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کسی کا قول حجت شرعی نہیں مانتے اور مقلدین آئمہ اربعہ ان کے نزدیک مشرک ہیں تو ان کا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کو پیش کرنا ان کے ایمان کے خلاف ہے۔ لازم یہ تھا کہ مولود شریف کی ممانعت اور کنھیا کے جنم ہونے پر کوئی آیت یا حدیث پیش کی جاتی اور میرے دلائل آیات و احادیث و تفاسیر وغیرہ کے جواب میں کوئی دلیل لائی جاتی مگر ایسا ہونا اونٹ کو سوئی کے ناکے سے نکالنا ہے۔

علاوہ ازیں کوئی آیت یا حدیث یا ایک سو سال سے پہلے کی کسی بزرگ کی تصنیف یا تالیف کتاب دینی سے یہ دکھلاؤ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد شریف مثل کنھیا کے جنم کے ہے۔ اگر تمام دنیا نے نجد و ہند کے وہابی جمع ہو جائیں اور فاکہانی اور ابن تیمیہ اور اسماعیل دہلوی کی روحوں سے بھی استمداد کریں۔ ہرگز دکھلا نہیں سکیں گے۔ البتہ یہ بہادری مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے حصہ میں آئی ہے۔ جس پر مجیب صاحب اور دیگر تمام وہابیہ غیر مقلدین و وہابیہ دیوبند کا ایمان ہے۔ مگر العجب !!! اس پر بھی مولوی رشید احمد گنگوہی پر ان کے اپنے ہم مشرب و ہم مرشد اور دیگر علماء نے تکفیر کا فتویٰ صادر فرمایا۔ جو میری کتاب انوار آفتاب صداقت کے صفحہ ۳۲۳ میں طبع ہو چکا ہے۔ جس کو آپ نے نظر انداز کر دیا۔ لہذا یہاں بھی اس فتویٰ کو نقل کرتا ہوں جس پر سب سے اول مولوی اشرف علی صاحب ان کے ہم پیر کی مہر ثبت ہے۔

پانچواں فتویٰ کفر مولوی رشید احمد گنگوہی پر جس نے میلاد شریف کی محفل کو کنھیا کے جنم سے تشبیہ قبیح دی

استفتاء

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں۔ علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو کوئی شخص منکر میلاد شریف ہو۔ اور اس محفل مبارک کی تشبیہ جنم کنھیا سے دیتا ہو۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا یا اس سے بیعت کرنا شرعاً درست ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

(۱) چونکہ اس قسم کی باتیں موہم تحقیر شان والا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیں۔ اس لئے ایسا شخص قابل امامت و بیعت نہیں۔ واللہ اعلم کتبہ محمد اشرف علی۔ مہر

یادداشت۔ یہ مولوی صاحب دیوبندیہ کے اعلیٰ بزرگ جب ۱۳۰۹ھ میں جامع العلوم کانپور میں مدرس اول تھے۔ اس وقت یہ فتویٰ مرتب ہوا تھا اور اب مفتی صاحب تھانہ بھون میں تشریف فرما ہیں۔

(۲) والعلیم۔ ذکر ولادت جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنم کنھیا کے ساتھ تشبیہ دینا موجب تحقیر و تحقیر شان نبوی ہے۔ مرتکت و قائل اس قول کو توبہ استغفار کرنا واجب ہے اور اگر اصرار کرے تو خوف کفر ہے ترک صحبت و بیعت اس سے چاہیے۔

حررہ عبدالراجی مغفرۃ اللہ القوی محمد عبدالغفار لکھنوی غفری عنہ۔

(۳) جو کلمات کہ موجب موہم تو ہیں تحقیر شان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو ان سے خوف کفر بلکہ صورت اولیٰ میں صریح کفر ہیں۔ ایسے شخص سے احتراز لازم اور واجب ہے۔ چہ جائیکہ بیعت واللہ اعلم کتبہ احمد حسن غفری عنہ مدرس اعلیٰ مدرسہ فیض عالم کانپور۔ مہر

(۴) الحق استخفاف و توہین شان جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قولاً وفعلاً و اعتقاداً مستلزم کفر ہے۔ عیاذ اللہ بجانہ اور منعقد کرنا مجلس میلاد شریف کا بلاشبہ موجب حصول برکات سعادت دارین کا ہے۔ حررہ عبدالخال مل محمد عادل عاملہ اللہ تعالیٰ بفضلہ الشامل واصلح حالہ بلطفہ الکامل فی العاجل والاجل۔

(۵) جناب رسالت مآب میں کلمات موہم توہین سے بالضرور خوف کفر ہے۔ لہذا شخص مذکور کو توبہ استغفار لازم ہے۔ امامت اور بیعت سے مسلمانوں کو احتراز چاہیے۔ واللہ اعلم کتبہ محمد عبدالغفری عنہ عفا اللہ عنہ۔

(۶) اصحاب من اجاب۔ محمد لطف اللہ عفا اللہ عنہ۔ مفتی سلطنت آصفیہ دکن۔

(۷) الجواب صحیح۔ محمد علی غفری عنہ۔

(۸) محمد صدیق مدرس فیض عالم کانپور۔

(۹) کتبہ عبدالضعیف محمد فضل حق غفرلہ۔

(۱۰) جواب صحیح۔ ابو الخیر محمد عبدالوہاب الیہاری عفا اللہ عنہ الیاری مدرس اعلیٰ مدرسہ دارالعلوم کانپور۔ بلطفہ از کتاب تحقیق

الحق صفحہ ۲۶ تا ۲۸ انوار صفحہ ۳۲۳ یہاں بھی وہی کہوں گا جو پہلے کہہ چکا ہوں۔

دل کے پھیمو لے جل اٹھے سینہ کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے
پس تمام غیر مقلدین اور وہابیہ دیوبند کا یہی اعتقاد ہے کہ مولود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرنا کنھیا کے جنم کے مثل ہے۔ اس لئے یہی فتویٰ مندرجہ بالا سب پر حاوی ہے۔ مبارک ہو۔

باقی عقائد نمبر ۲-۳-۴ کا جواب اپنے موقع پر ہوگا۔

قولہ:- معترض صاحب نے مولوی محمد لدھیانوی سے نقل کیا ہے اور کہ مولوی محمد صاحب لکھتے ہیں۔ یہ مجلس فرض کفایہ

ہے۔ بلطفہ صفحہ ۱۳۳ سطر ۸ و صفحہ ۱۳۴ سطر ۶۔

اقول:- میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ مجیب صاحب کو جھوٹ بولنے اور کذب لکھنے کی سخت عادت ہے۔ العادة لا یرد الا یا

میرے خط کے اقرار کو قبول کر کے تصفیہ کر لیتے۔ روز روشن میں سورج کا انکار کرنا کوئی عقلمند پسند نہیں کرتا۔ اس پر افسوس یہ ہے کہ خود وہابی لوگ اپنے بچوں کی سالگرہ کرنا جائز اور درست لکھیں۔ لیکن مولود شریف حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے نزدیک بدعت، شرک، کفر، خرافات، مخرقات، کافروں سے بھی بڑھ کر کام ہوا۔ العجب! دیکھو مولوی رشید احمد آپ کے بزرگ کیا لکھتے ہیں۔

سوال ۲۲۔ سالگرہ بچوں کی اور اس کی خوشی میں اطعام الطعام کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ سالگرہ یادداشت عمر اطفال کے واسطے کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا اور بعد چند سال کے کھانا لوجہ اللہ تعالیٰ کھانا درست ہے۔ بلفظ فتاویٰ رشیدیہ جاحصہ اول صفحہ ۷۸ سطر ۴۔

شروع جواب الجواب رسالہ اثبات التوحید

قولہ:- اعتراض نمبر ۱ کا جواب۔ (خلف وعید)

معتز نے لکھا ہے کہ مولوی صاحب نے خدا کو جھوٹا اور جھوٹ بولنے والا قرار دیا۔ مولانا صاحب نے خلف وعید کو ممکن لکھا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ وعید وہ ہوتی ہے جو گناہ کو سزا مقرر ہو۔ اور وعدہ وہ ہوتا ہے جو نیکی کی جزا کا وعدہ ہو۔ مگر معتز نے وعدہ اور وعید دونوں کو ایک بنا دیا۔ بلفظ صفحہ ۴۴ سطر ۲۲۔

اقول:- لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ جو کچھ لکھا جھوٹ اور جو کچھ بیان کیا نرا کذب وعنوان مضمون کا اثر ہے۔ دیکھئے۔

۱۔ میرا لکھا ہوا عنوان نمبر ۱ (خلف وعید) نہیں ہے۔ بلکہ میرا عنوان یہ ہے۔ عقیدہ نمبر ۱۔ خدا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ مگر مجیب نے اس کے برخلاف اپنی طرف سے جھوٹا اعتراض خلف وعید بنالیا۔

۲۔ وعدہ اور وعید کے جو معنی اپنی خانہ زاد لغت اور اصطلاح سے کئے وہ غلط بلکہ اغلط کئے۔ بندہ خدا وعدہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے فرمایا ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور اس وعدہ اور وعید میں اللہ تبارک وتعالیٰ سچا اور بالکل سچا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن اصدق من اللہ حدیثا اور جگہ ہے۔ ومن اصدق من اللہ قیلا کوئی شبہ نہیں کہ جس کا عقیدہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے خلاف کرے گا۔ وہ اللہ پاک پر جھوٹ بولنے کا الزام لگا کر کافر ہو رہا ہے۔ یہ مذہب معتزلہ وہابیہ کا ہے۔ کہ خداوند کریم جھوٹ بول سکتا ہے۔ اس کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ بلکہ جھوٹ بولتا ہے۔ اگر جھوٹ نہ بولے تو انسان کی قدرت اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زیادہ بڑھ جائے گی۔ کہ انسان تو جھوٹ بولے اور خدا تعالیٰ جھوٹ نہ بول سکے۔ یہ خدا کی قدرت کا گھٹا ہے۔ یہی مولوی اسماعیل دہلوی امام الطائفہ وہابیہ کا قول اور مذہب ہے اور میری کتاب میں یہی بحث ہے۔ لیکن مجیب نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور یوں ہی بے سمجھے سوچے حمایت میں کھڑے ہو کر اپنی لیاقت کا اظہار کر دیا۔ اور یہ کہہ دیا کہ مولوی صاحب نے خلف وعید کو ممکن لکھا ہے۔ یعنی وعید کے خلاف اللہ تعالیٰ کا کرنا ممکن ہے۔ دوسرے معنی یہ ہوئے کہ اپنے حکم وعید کے

برخلاف کرنا ممکن ہے۔ تیسرے معنی یہ ہوئے کہ خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔

ناظرین! ذرہ تکلف فرما کر میری کتاب کو اپنے سامنے رکھ کر پھر مجیب صاحب کے لکھنے کو ملاحظہ فرمائیے کہ خلف وعید کیا ہے۔ اس کا امکان کیسا۔ یہ نرا کذب ہے مگر جب یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر کذب کا الزام لگا رہے ہیں تو خود سچ بولنے پر کیونکر عامل ہو سکتے ہیں۔

قولہ:- رد المحتار والے صاحب نے خلف وعید کے معنی جو اوکرا مائے ہیں اور لکھا ہے۔ ان الاعرۃ قائلون بجوازہ کائنہ لا یعد نقصا بل جوداً و کرمائاً یعنی اشاعرہ (محققین) خلف وعید کے جواز کے قائل ہیں۔ بلفظ صفحہ ۴۵ سطر ۳۔

اقول:- افسوس آندھی تقلید اس کو کہتے ہیں۔ یوں تو صرف تقلید کو شرک کہتے ہیں مگر اپنے بزرگوں کی تقلید پر ایسے اوندھے کرتے ہیں کہ آیات واحادیث شریف کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

رد المحتار شامی کی عبارت کو جو مولوی خلیل احمد اور رشید احمد نے خیانتاً دھوکا دینے کی غرض سے لکھا تھا۔ وہی دھوکا طبیب صاحب نے بھی دیدیا اور میری پوری عبارت کو نہ دیکھا۔ جس کی نقل میں نے بحوالہ صفحہ و سطر لکھ دی ہے اور اس خیانت کی دیانت کا پورا خاکہ دکھلا چکا ہوں۔ مگر طبیب صاحب نے اس پر اور اپنی ایمان داری سے یہ زیادتی کردی کہ لفظ محققین کو اپنی طرف سے خطوط وحدانی میں لکھ کر محرف کا لقب حاصل کیا۔ حالانکہ اسی عبارت کے آگے اس بات کا رد کیا گیا ہے کہ محققین اشاعرہ اس کے ہرگز قائل نہیں۔ تاہم دھوکا دیا گیا بلکہ قرآن شریف سے اس کا ثبوت دیا گیا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولن یتخلف اللہ وعدہ اے وعیدہ یعنی اللہ تعالیٰ وعدہ اور وعید کے خلاف ہرگز نہیں کرتا اور نہ کرے گا۔ مجیب اور بھی پرلے درجے کا خائن محرف اور دھوکے باز ثابت ہوا۔ اور میری ایک بات کا بھی جواب نہیں دیا گیا۔ رسالہ یکروزی مصنفہ مولوی اسماعیل کی عبارت جو انہوں نے خداوند کریم کے امکان کذب میں لکھی ہے۔ وہ ان کی سمجھ میں ہی نہ آئی۔ اور نہ اس کا ذکر کیا۔ اور جو مولوی خلیل احمد صاحب نے اپنی براہین قاطعہ میں لکھا ہے۔ کہ خلف وعید امکان کذب کی فرع ہے۔ مجیب صاحب نے اس طرف نظر ہی نہیں کی۔ پچاس صفحہ کی بحث میں آپ نے صرف چھ صفحات میں مذہبی حالت میں ہاتھ پاؤں بے سود مارے۔ میں نے وہابی دیوبندی کے اعتراضات کے جوابات دینے کے بعد اپنے دعوے کے اثبات میں بیس آیات قرآنی، پندرہ معتبر تفاسیر، سینتیس کتب علم کلام اور اٹھارہ دیگر کتب دینیہ پیش کی ہیں جن میں سے ایک بات کا بھی جواب نہیں دیا۔ کوئی جواب ہو نہیں سکتا۔ ہاں اس بات کا اقبال ہے کہ خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ بلکہ جھوٹ بولتا ہے۔ اگر نہ بولے تو انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے گی۔ مولوی صاحب دہلوی کا لکھنا صحیح ہے۔ العیاذ باللہ۔ اگر ہمارے اہلسنت والجماعت کے اعتقاد میں کفر ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

قولہ:- اعتراض نمبر ۲ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مولوی اسماعیل نے بڑا بھائی قرار دیا ہے) مولانا شہید صاحب نے نہایت صحیح لکھا۔ بلفظ صفحہ ۵۲ سطر ۱۔

اقول:- یہاں بھی لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم پڑھتا ہوں۔ اور میری کتاب کا یہ عنوان ہی نہیں ہے جو مجیب صاحب نے لکھا ہے۔ وہ یوں ہے:

عقیدہ نمبر ۲- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہئے۔ مجیب صاحب اقبال کرتے ہیں اور ان کے اقبالی الفاظ یہ ہیں۔ ”کہ مولانا شہید صاحب نے نہایت صحیح لکھا ہے۔“ اچھا کہئے۔ اگر آپ کے مولانا نے صحیح لکھا ہے تو کوئی دلیل یا سند آیات و حدیث سے بیان کیجئے۔ جس میں یہ لکھا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیے۔

میں کہتا ہوں کہ تمام نجد و ہند کے وہابی جمع ہو جائیں اور میان ابن تیمیہ، داؤد ابن قیم، محمد بن عبدالوہاب، مولوی اسماعیل دہلوی اور میاں نذیر حسین وغیرہ ہم اپنے بزرگوں کی روحوں سے امداد لے کر مشرک بھی بن جائیں تب بھی ایسی کوئی آیات اور حدیث پیش نہیں کریں گے۔ عریق کی طرح ہاتھ پاؤں مارنا اور بات ہے اور جواب دینا اور بات ہے۔ یہ تو لکھ دیا کہ ”مولانا شہید صاحب نے نہایت صحیح لکھا ہے“ مگر اس کی صحت کی کوئی دلیل بیان نہ کی۔ افسوس!

قولہ:- ایک حدیث شریف کے تحت مولانا صاحب نے فائدہ لکھا ہے اور حدیث شریف کے الفاظ و اعباد و اربکم و اکرموا احاکم کی تشریح کی ہے یعنی انسان سب آپس میں بھائی ہیں۔ کل مومن اخوة جو بزرگ وہ بڑا بھائی ہے۔ سواس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کرنی چاہیے۔ الخ۔ بلفظ صفحہ ۵۲ سطر ۷۔

اقول:- جس حدیث شریف کو آپ نے لکھا ہے۔ اس کا جواب میری کتاب کے صفحہ ۶۱ سطر ۳۱ میں درج ہے جس کو آپ نے نہیں دیکھا اور کتاب مشکوٰۃ اور مجمع البحار شرح حدیث سے جواب دیا گیا ہے کہ مراد اس سے کفر نفسی اور وضع ہے نہ کہ حقیقی بھائی ہے جو وہابیہ کا عقیدہ ہے۔ پھر اس حدیث شریف کے وہ الفاظ کہاں ہیں جس کا ترجمہ آپ نے یہ کیا ہے۔ سواس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کرنی چاہیے۔

بیشک یہ آپ کے بزرگ نے اپنی فتنہ اور فساد کی ڈال کر لکھا ہے۔ مگر میری تحریر کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ جو کثرت احادیث سے لکھا گیا ہوا ہے۔ کہاں بڑا بھائی اور کہاں یہ۔ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ کسی حدیث کے الفاظ نہیں ہیں۔ من گھڑت ہے۔

قولہ:- اعتراض نمبر ۳-۴ کا جواب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا کی شان کے سامنے چوہڑے چمار سے ذلیل ہیں۔ (نعوذ باللہ)

معترض نے یہ اعتراض لکھنے میں تعصب سے کام لے کر مولانا شہید سے بدظن کرنے کے لئے پوری کوشش کی ہے۔ مولانا کی عبارت کو سمجھ نہیں سکا الخ صفحہ ۵۸ سطر ۲۳۔

اقول:- میرا اس میں کوئی تعصب نہیں ہے۔ میں نے اصل عبارت تقویۃ الایمان کی پوری لکھ دی یہ کہ یقین جان لینا

چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ مجیب نے لفظ چوہڑے اپنی طرف سے سے ایزاد کر دیا ہے۔ یہ بھی خوب کہا کہ میں نے مولوی اسماعیل کی عبارت کو نہیں سمجھا۔ کیا یہ عبارت اردو ہے یا عبرانی، یونانی، لاطینی ہے۔ جو یہاں پڑھائی نہیں جاتی یا آپ کی اردو ہی ایسی ادق ہے کہ سمجھ میں نہیں آتی۔ یا صرف وہابی ہی اس اردو کو سمجھ سکتے ہیں، دوسرے نہیں۔ کیا تمام علماء ہند بالخصوص شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ اور ان کا تمام خاندان اس اردو کو سمجھ نہیں سکا۔ جنہوں نے چالیس تک کتب تقویۃ الایمان کی تردید میں لکھیں اور فتاویٰ عرب اور عجم بھی لکھے گئے۔ یہ سب کے سب آپ کی اردو نہیں سمجھ سکے۔ اسی صورت سے میں بھی سمجھ نہیں سکا۔ اگر سمجھ تو صرف وہابیہ نجدیہ اور آپ پنجابی موضع کوٹ بھٹہ کے طبیب سمجھے۔ جو اردو سے ایسے ہی نا بلد ہیں جیسے عربی سے۔ جو لفظ پاگل کو پاغل لکھیں۔ جب جواب وہابیہ سے بن نہیں آتا تو کہہ دیتے ہیں کہ تم مولوی صاحب کی اردو عبارت نہیں سمجھ سکے۔ میں کہتا ہوں۔ تین سال تک دہلی میں کورٹ انسپکٹر رہا۔ جہاں اردو پیدا ہوا اور کئی کتابیں اردو میں تصنیف کیں پھر آپ کہتے ہیں کہ میں اردو نہیں سمجھ سکا۔ العجب۔

سب غیر مقلدین اور وہابیہ دیوبند یہ کہتے ہیں کہ تقویۃ الایمان عین ترجمہ ہے۔ آیات و احادیث کا اور یہی عین اسلام ہے۔ اس کتاب کی تعریف میں زمین اور آسمان کے قلابے ملا دیئے ہیں۔ مولوی رشید احمد آپ کے بزرگ اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھ گئے ہیں کہ اس کتاب (تقویۃ الایمان) کا اپنے گھر میں رکھنا عین اسلام ہے۔ گویا جس کے گھر یا جس وہابیہ کے گھر میں یہ کتاب نہ ہو۔ اس کے گھر میں اسلام ہی نہیں۔ قرآن شریف کی بھی نعوذ باللہ منہا ضرورت نہیں ہے۔ اس تقویۃ الایمان کا ہی گھر میں رکھ لینا کافی ہے۔ اس واسطے دیوبند کے مدرسہ میں اسکی تعلیم کو لازمی فرض اولین قرار دیا ہوا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر یہ کتاب تقویۃ الایمان واقعی ایسی کتاب ہے کہ یہ آیات و احادیث کا ترجمہ اور عین اسلام ہے تو کہئے یہ عبارت۔ یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ کس آیت یا حدیث کا ترجمہ ہے اور عین اسلام ہونے کی کون سی آیت اور حدیث ہے۔ یہاں پر بھی وہی کہوں گا کہ تمام نجد اور ہند کے وہابی اگر جمع ہو جائیں۔ اس کا جواب نہ دے سکیں اور نہ دے سکتے ہیں۔ اور نہ دے سکیں گے۔ ولو کان بعضهم لبعض ظہیرا اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کلمات اور عقائد کفر ہیں۔ مگر تاہم وہابیوں کے مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حالانکہ ان کے اپنے ہی اقبالی فتوے کفر اور اپنے ہاتھوں سے لکھے ہوئے فتاویٰ تکفیر موجود ہیں۔ جو اس جواب الجواب میں درج ہو چکے ہیں اور ہوں گے۔ العجب!!

قولہ:- تو مطلب یہ نکلا کہ جس طرح چوہڑا بادشاہ کی نظر میں ذلیل ہوتا ہے۔ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے اس سے زیادہ ذلیل ہے۔ بلفظ صفحہ ۶۱ سطر ۷۔

اقول:- نعوذ باللہ من الشیطن الرجیم لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ آپ کا کفر یہ اقبالی مطلب یہ نکلا کہ جس طرح بادشاہ کی نظر میں چوہڑہ چمار ذلیل ہوتا ہے۔ اسی طرح تمام انبیاء مرسلین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین اور حضور سید المرسلین والنبین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اور عامۃ المؤمنین خدا کی شان کے آگے

چوہڑے اور چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ لعنت اللہ علیٰ هذا الخرافات و خزعبيلات۔

میں نے ان کلمات کفریہ کے جواب میں انیس آیات و احادیث و تفاسیر کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ مولوی اسماعیل نے عمداً قرآن شریف و احادیث شریف کا انکار کر کے ان سے روگردانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں فرماتا ہے۔

۱- وما ارسلناک الا رحمة للعالمین۔ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

۲- ورفعناک ذکرک ہم نے آپ کا تذکرہ بلند کیا۔

۳- واللہ العزیز و لرسولہ و للمؤمنین عزت خدا کے لئے اور (حضرت) اس کے رسول اور مسلمانوں کے لئے ہے۔

۴- ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ تحقیق اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی بڑا بزرگ ہے جو نہایت متقی ہے۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کون بڑا متقی ہے) وغیرہ وغیرہ۔

۵- احادیث انا سید و الدآدم میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں۔

۶- انا حبیب اللہ میں خدا کا حبیب ہوں۔

۷- انا امام النبیین میں تمام نبیوں کا امام ہوں۔

۸- انا اکرم الاولین و الاخرین میں تمام اولین و آخرین سے بزرگ ہوں۔

۹- انا خاتم النبیین میں تمام نبیوں کے ختم کرنے والا ہوں۔

۱۰- واللہ معطی و انا قاسم۔ اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے اور تقسیم کرنے والا میں ہوں۔ ان میں سے ایک کا جواب تک نہیں دیا۔ اس طرف نظر تک نہ کی۔

میاں طبیب! ذرا ہوش کرو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض وکینہ نے آپ لوگوں کے دین و ایمان کو سلب کر لیا ہے۔ کچھ باقی نہ رہا۔ آپ لوگوں نے قرآن کریم اور احادیث رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روگردانی کی۔ اس لئے آپ کے قلب پر ایسا زنگ آ گیا ہے کہ وہ اتر ہی نہیں سکتا۔ کس قدر تو بین اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرتے ہیں۔ کتنی گالیاں اور سب و شتم ان کی شان اعلیٰ و ارفع میں کیا جاتا ہے۔ پھر بھی یہی کہتے ہیں کہ بس ہم ہی مسلمان ہیں اور باقی تمام دنیا کے مسلمان مقلدین ائمہ اربعہ مشرک اور کافر ہیں۔ ظلم!!

پیش گوئی میں سچ فرمایا۔ مخبر صادق عالم علم اولین و آخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ آ خر زمانہ میں میری امت میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے کہ قرآن شریف پڑھیں گے۔ لیکن ایمان کے ساتھ ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا وہ اسلام و ایمان سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار یا کمان سے نکل جاتا ہے (جو باز نہیں آتے) اس حدیث شریف کو قبل اس کے صفحہ ۲۹ میں

درج کر چکا ہوں۔ یہ حدیث شریف بعینہ خوارج معتزلہ، غیر مقلدین وہابیہ کی نسبت ہے۔ جب یہ لوگ تیر کی طرح ایمان اور اسلام سے نکل چکے ہیں تو پھر کس طرح اسلام میں واپس نہیں آ سکتے۔ جیسے آپ کے بزرگ ابن تیمیہ نے سب سے پہلے کئی بار اپنے عقائد سے توبہ کی قید بھی ہوئے لیکن پھر ویسے کے ویسے ہی رہے۔ اسلام میں واپس نہ آئے۔ اسی طرح مولوی اسماعیل دہلوی آپ کے شہید بحث میں ساکت ہو گئے۔ تو توبہ کی لیکن اس کے بعد پھر ویسے ہی ہو گئے۔ اس طرح میاں نذیر حسین دہلوی ۱۳۰۰ ہجری کو حج کعبہ اللہ گئے۔ غیر مقلدی کے عقائد کی وجہ سے گرفتار ہو کر مجلس میں بھیجے گئے۔ تو آپ نے غیر مقلدی سے توبہ کی۔ توبہ نامہ چھپ گیا اور وہاں سے رہائی پائی لیکن جب ہندوستان میں واپس آئے تو پھر ویسے کے ویسے ہی غیر مقلد ہو گئے۔ لیکن اسلام میں واپس نہ آئے۔ اس طرح مولوی محمد حسین بٹالوی ان کا شاگرد رشید پنجاب میں آیا اور غیر مقلدی کا بڑا شور مچایا۔ اشتہارات جاری کئے۔ جب علمائے احناف نے قافیہ تنگ کیا اور لا جواب ہوا تو اپنے تئیں حنفی اہلحدیث لکھنے لگ گیا۔ لیکن واپس نہ ہوا۔ یہی حال ہے تمام غیر مقلدین کا کہ وہ پھر واپس اسلام میں نہیں آتے۔ پیش گوئی کا پورا ہونا ضروری تھا۔ جو ہوئی۔ الا ماشاء اللہ۔

قولہ:- اعتراض نمبر ۵ کا جواب (شفاعت) معترض کو سمجھ نہیں آتی کہ اصلیت کیا ہے۔ شفاعت کے متعلق مولانا شہید کا عقیدہ اس طرح پر ہے کہ خود بخود کوئی کسی کی شفاعت نہ ہوگی۔ بلکہ جس کے حق میں اللہ کریم اذن دیں گے اس کی شفاعت ہوگی۔ مولانا کی عبارت یہ ہے۔ ”اور جس کو چاہے گا۔ اپنے حکم سے اس کا شفیع بنائے گا۔ بلفظ صفحہ ۶۲ سطر ۱۵۔

اقول:- میرے عنوان کی سرخی یہ ہے۔ شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکار۔ لیکن حبیب نے صرف لفظ شفاعت لکھ دیا اور یہ جملہ بالکل بے معنی لکھ دیا کہ ”خود بخود کوئی کسی کی شفاعت نہ ہوگی۔“ یہ آپ کا اردو ہے اور دوسروں سے کہتے ہیں کہ ”مولانا اردو تم سمجھ نہیں سکتے“ یعنی یہ کہ اللہ کریم کسی خاص شخص کا نام لے کر حکم دیں گے کہ اس شخص کی شفاعت کرو۔ مگر میں کہتا ہوں کہ مولوی اسماعیل سرے سے شفاعت ہی کے منکر ہیں اور بڑے زور سے یوں لکھتے ہیں۔

۱- تمام آسمان اور زمین میں کوئی کسی کا سفارشی نہیں۔ بلفظ تقویۃ الایمان صفحہ ۶

۲- کوئی کسی کا وکیل اور حمایتی بننے والا نہیں۔ بلفظ تقویۃ الایمان صفحہ ۹

۳- جو کوئی نبی یا ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ یا کسی پیرو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے وہ اصل مشرک ہے۔

بلفظ صفحہ ۳۱۔

۴- اللہ کے سوا کہیں اپنا بچاؤ نہ جانے اور کسی کی حمایت پر بھروسہ نہ کرے۔ وہی تقویۃ الایمان صفحہ ۳۳۔

۵- اے فاطمہ بچاؤ اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجھ سے جتنا مال میرا چاہے نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے یہاں

کچھ۔ بلفظ ایضاً صفحہ ۳۸۔

دیکھئے! یہ کیسا صاف صاف انکار شفاعت مطلق اور بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا انکار ہے۔

میں تعجب کرتا ہوں کہ مجیب صاحب کی خود سمجھ میں نہیں آتا اور الٹا مجھے کہتے ہیں کہ تم سمجھ نہیں۔ حالانکہ جو آیات نفی شفاعت ان کے بھائی دیوبندی نے پیش کی ہیں وہ کفار کے حق میں ہیں۔ جن کا جواب دے چکا ہوں۔ لیکن تاہم یہ غیر مقلد صاحب اس سے بھی زیادہ تحریف کا عمل کر کے دھوکا دے کر اپنا ایمانی ثبوت دیتے ہیں اور یوں لکھتے ہیں۔

قولہ:- دیکھو شاہ عبدالعزیز کا قول خود معترض نے نقل کیا ہے۔ معنی این آیت آنست کہ شفاعت بے حکم الہی در ان روز مقبول نخواهد شد بدلیل آنکہ در آیات بسیار نفی شفاعت را مقید باین قید فرمودہ اند۔ الخ (آیات) بلفظ صفحہ ۶۲ سطر ۲۲۔

اقول:- لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مجیب کس درجہ کا محرف اور دھوکے باز اپنے ایمان کا استیلاں کرنے والا یہود و نصاریٰ سے بھی بڑھ کر محرف ہے۔ دیکھئے میری عبارت مندرجہ کتاب صفحہ ۸۳ کی کیسی علی الاعلان تحریف کی جس سے تمام عبارت کا مطلب ہی دگرگوں کر دیا۔ میری تحریر کردہ عبارت تفسیر حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی سے جو میں نے لکھی تھی۔ وہ سب حذف کرتی۔ جو اصل مطلب میں اس کے مخالف تھی اور حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا نام ایسی بے ادبی سے لکھ دیا۔ جو شاگردوں کے درجے سے بھی کم ہوں۔ اصل عبارت محذوفہ یہ ہے۔

گویم آیات واحادیث بسیار دلالت بر وقوع شفاعت مے کند۔ پس تخصیص این آیت لا بد است اہلسنت بکافر تھیں مے کنند۔ بلفظ

دیکھو اس تمام عبارت کو جو مخالف تھی۔ تحریف کر کے چھوڑ دیا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ”ہم کہتے ہیں کہ شفاعت کے وقوع پر آیات واحادیث کثرت سے دلالت کرتی ہیں۔ پس اس آیت کی تخصیص ضروری طور اہلسنت کافر کے حق میں کرتے ہیں۔“ اور کافر لوگ اس آیت کے معنی یہ کرتے ہیں کہ شفاعت بے حکم الہی مقبول یہ ہوگی۔ الخ۔ اور اس کے بعد حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ آیات نفی شفاعت لکھ کر فرماتے ہیں۔ دیکھو میری کتاب صفحہ ۸۴ سطر ۴۔

واحادیث متواترہ بیان کردند کہ غیر از کافر در حق ہمہ اہل معاصی حکم بشفاعت خواهد شد۔ پس معلوم شد کہ محروم مطلق از شفاعت کافر است۔ بس و مناسب مقام ہم نفی ہمیں شفاعت است۔ بلفظ تفسیر فتح العزیز صفحہ ۱۵۳۔

ترجمہ:- احادیث متواترہ (جن کا انکار کفر ہے) سے ثابت ہے کہ کافر کے سوا سب گنہگاروں کے حق میں شفاعت کا حکم ہوگا پس معلوم ہو گیا کہ شفاعت سے محروم مطلق کافر ہے اور اس مقام میں شفاعت کی نفی سے یہی مراد ہے۔

مجیب محروف نے اس تمام عبارت کو چھوڑ دیا اور بیچ میں سے جو کافروں کا قول تھا وہ لے لیا اور روز روشن میں آفتاب پر خاک ڈالنی چاہی۔ اور عوام کو سخت دھوکا دینے کی کوشش کی۔ العیاذ باللہ۔ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ صاف فرما رہے ہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ وقوع شفاعت پر آیات واحادیث متواترہ کثرت سے ہیں۔ پس تخصیص اس آیت شریف کی جس سے نفی شفاعت پائی جاتی ہے۔ اہلسنت والجماعت اس کو کافر کے لئے مخصوص کرتے ہیں اور معتزلہ یا خارجی لوگ یا اس وقت کے دہابی کہتے ہیں کہ معنی این آیت آنست الخ کہ شفاعت بحکم الہی مقبول نہ ہوگی۔ الخ وہابیو!! خدا سے ڈرو یہودیہ نہ تحریف کر کے

لغت کی وعید میں نہ مرو۔

میں نے اپنی کتاب میں بائیس دلائل آیات واحادیث وتفسیر سے درج کی ہیں۔ ان میں سے ایک کا بھی جواب نہیں دیا۔ معلوم ہوا کہ مجیب ان سب کا منکر ہے اور آیات واحادیث شریف کا منکر کافر ہے۔

قارئین ناظرین! کی خدمت میں عرض ہے کہ دونوں کتابوں کو اپنے سامنے رکھ کر موازنہ فرمائیں اور کسی قسم کی جنبہ داری کو راہ نہ دیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے انصاف فرمائیں۔ کہ مجیب صاحب نے کیا تحریفی عمل کر کے دھوکا دینا چاہا ہے۔ ان لوگوں کی زبان اور تحریر میں کیونکر اعتبار کیا جاسکتا ہے۔

قولہ:- اسی طرح معترضوں نے حضرت شیخ الاسلام امام تیمیہ علیہ الرحمۃ کو منکر شفاعت کہہ دیا ہے اور امام صاحب نے یہ لکھا ہے۔

ترجمہ عبارت عربی۔ یعنی الحمد للہ کہ سنت مستفیضہ اور متواترہ احادیث سے اور اتفاق امت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت ثابت ہو گئی کہ وہ قیامت کے دن لوگوں کی شفاعت کرائیں گے اور لوگ جمع ہو کر ان سے شفاعت کرانے کی درخواست کریں گے۔ اپنے رب سے وہ ان کی شفاعت کرا دیں گے۔ بلفظ صفحہ ۶۳ سطر ۸۔

اقول:- مجیب صاحب نے شفاعت کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبول کر لیا۔ الحمد للہ اور اپنے بڑے امام کا قول درج کر دیا۔ مگر پھر آپ نے کیوں انکار کیا اور تحریف عبارت تفسیر عزیز ی کی کر کے کیوں کافروں کا قول درج کر دیا اور یہ بھی آپ لکھ چکے ہیں کہ امام ابن تیمیہ اور مولوی اسماعیل دہلوی دونوں ہم عقیدہ ہیں۔ تو مولوی اسماعیل دہلوی کیوں منکر شفاعت ہیں اور آپ بھی ان کی تائید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بے اذن الہی شفاعت ہوگی۔ اور آپ کے بڑے امام ابن تیمیہ کوئی شرط اذن وغیرہ کی نہیں لگاتے اور نہ اذن کا کوئی ذکر کرتے ہیں۔ آپ ذرا ہوش سے بات کریں۔ گھبراہٹ میں آ کر کچھ کا کچھ نہ کہہ دیں اور اپنے امانت ابن تیمیہ اور مولوی اسماعیل دہلوی ہم عقائد کے قولوں کی تطبیق کریں۔ پھر کسی ایک کے قول کو قبول کریں۔ لیکن میں یوں کہوں گا۔

خالق نے کیا بڑھائی ہے عظمت رسول کی
دیکھو تو کیا بلند ہے رفعت رسول کی
زاد بنو ہزار مگر اے وہابیو
قائل نہیں ہو تم ان کی شفاعت کے منکرو
وہ جلیں گے روز محشر کو جہنم کی آگ میں
جو مانتے نہیں ہیں شفاعت رسول کی

قولہ:- اسی بحث کی ضمن میں معترض صاحب لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور تمام جہان میں آپ کا تصرف ہے۔ بلفظ صفحہ ۶۶ سطر۔

اقول:- مجیب صاحب کو جھوٹ بولنے اور لکھنے کی عادت مستمر ہے۔ جھوٹ بولنا آپ نے شیر مادر سمجھا ہوا ہے۔ اس بحث شفاعت میں کہیں بھی میں نے ایسا نہیں لکھا۔ ناظرین! مجیب طیب کے جھوٹ کی تمیز میری کتاب کو دیکھ کر فرما سکتے ہیں پھر اس کے آگے وہ باتیں لکھی ہیں جو اس بحث شفاعت سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں۔ وہ بات یہاں بھی ہے کہ سوال از آسمان و جواب از آسمان۔ حاضر و ناظر ہونے اور تصرف کا جواب اپنی جگہ پر دیا جا چکا ہے جس کو آپ نے نظر انداز کر دیا ہے۔ دیکھو میری کتاب انوار آفتاب صداقت کا باب ششم اور باب پانزدہم۔

اعتراض نمبر ۶ کا جواب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرکڑی سے جا ملے۔۔)

قولہ:- یہ بات تو صریح محض سے ثابت ہے کہ ایک جاندار موت کا مزہ چکھے گا بلفظہ صفحہ ۶۹ سطر ۳۳۔

اقول:- میں نے اپنی کتاب میں دکھلایا تھا کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی ہے۔ ان پر افتر اور کذب کا استعمال کیا ہے۔

توہین تو یہ کی کہ ان کے جسم اطہر کو یہودہ اور لغو طرز سے مٹی میں ملنے والا قرار دیا ہے۔ اور کذب کا الزام ان پر لگایا ہے کہ ان کی طرف سے حدیث بیان کر کے یہ لکھ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں بھی ایک دن مرکڑی میں ملنے والا ہوں۔ یہ عبارت کسی حدیث شریف میں نہیں اور آپ کے امام الطائفہ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عدا افترا اور کذب بیانی کا جرم کیا ہے جس وعید احادیث شریف صحیحہ میں وارد ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعده من النار جس نے عدا میرے پر جھوٹ لگایا (یعنی جو بات میں نے فرمائی ہو) وہ عدا جھوٹ بول کر میری طرف لگائی ہو۔ اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور دوسری حدیث شریف میں ہے۔ من کذب علی متعمداً فجزاؤه جہنم جس نے مجھ پر عدا جھوٹ لگایا۔ اس کی سزا دوزخ ہے۔

ناظرین! آپ دریافت فرما کر معلوم کر سکتے ہیں کہ اس کا جواب مجیب نے کیا دیا ہے۔ کچھ نہیں۔ اس طرف رخ ہی نہیں کیا اور بے جوڑ بے تعلق باتوں سے کیا بنتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حیات النبی ہونے کا ثبوت میں نے اپنی کتاب پندرہ دلائل آیات و احادیث اور تفاسیر معتبرات دیا۔ مگر ان کا کوئی جواب نہیں۔ قرآن شریف و احادیث کا انکار کر کے یہی اصرار ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی نہیں ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں شہداء کو بھی مردہ کہنے کی سخت ممانعت ہے۔ بلکہ یہاں تک کہ ان کو مردہ گمان بھی نہ کرو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ کھاتے پیتے ہیں اور حضرت فخر العالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان عالیشان توارفع اور اعلیٰ ہے۔ ان کی شان میں ایسے الفاظ تو نہایت ہی سخت درجہ کی گستاخی اور توہین ہے کہ وہ مرکڑی میں مل گئے۔

حالانکہ احادیث صحیحہ میں ہے کہ پیغمبران علیہم السلام کے اجسام پاک کو اللہ تعالیٰ نے مٹی پر حرام کر دیا ہے کہ وہ ان کے اجساد مطہر کو چھو بھی نہیں سکتی۔ وہ اپنے اصلی اجسام پاک سے حیات حسی میں موجود ہیں۔ یہاں تک کہ اولیاء کرام بھی اسی حکم کے

تحت میں ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کا قصہ بیان کرنا بے جوڑ اور بے تعلق ہے۔

قولہ:- محمد بن اسحاق نے مغازی میں یونس بن مکر کی زیادات ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابو العالیہ نے حدیث بیان کی کہ جب ہم نے تشریف کیا تو ہر مزار کے بیت المال میں ہم کو ایک تخت نظر آیا جس پر ایک مردہ پڑا تھا۔ اس کے سر کے پاس ایک صحیفہ تھا۔ ہم نے صحیفہ کو اٹھا لیا۔ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔ آپ نے کعب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہوں نے اس کو عربی میں لکھ دیا۔ (ترجمہ کر دیا) میں پہلا شخص تھا جس نے اس کو پڑھا۔ اس میں علم غیب کی باتیں لکھی ہوئی تھیں۔ تین سو سال تک یہ نقش جو حضرت دانیال علیہ السلام کی بیان کی جاتی تھی۔ بالکل صحیح اور سلامت حالت پر تھی اور بارش کے لئے ان کے رو برو دعا کرنا اجابت کی علامت تھی۔ الخ۔ بلفظہ صفحہ ۷۴ سطر ۱۹۔

اقول:- یہ حدیث بیان کر کے مجیب نے خود اپنی تردید کر دی۔ اور مولوی اسماعیل کی تحریر کو مردود کر دیا۔ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کو مٹی میں مل جانا لکھا تھا اور یہاں حضرت دانیال علیہ السلام کے جسم کو پیش کیا جاتا ہے کہ تین سو سال سے ان کا جسم مبارک بالکل صحیح اور سلامت حالت پر تھا۔ مجیب کو اپنے دعوے پر دلیل لانے کی تمیز ہی نہیں۔ دعویٰ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی نہیں ہیں اور ان کا جسم مبارک نفوذ باللہ مرکڑی میں مل گیا اور دلیل میں یہ حدیث لاتے ہیں جس میں حضرت دانیال علیہ السلام نبی کا جسم پاک ایسا صحیح سلامت رہا اور ساتھ ہی اس کے یہ کہ کبھی بارش کی ضرورت ہوتی تو اس جسم مبارک کے رو برو دعا کی جاتی تو بارش باران نازل ہو جاتی۔ دراصل مجیب کے حواس قائم نہیں رہے اس لئے اپنے قول کی خود ہی تردید کرتے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

قولہ:- اعتراض نمبر ۷ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدرت)

قل لا املك لنفسی بطعاً ولا ضرراً الا ما شاء الله ولو كنت اعلم الغیب لا استکثرت من الخیر

وما منی السواء ان انا الانذیر وبشیر لقوم یومنون۔

یعنی فرمادے (یا رسول اللہ) کہ میں تو اپنے نفس کے لئے بھی کسی نفع و نقصان کی قدرت نہیں رکھتا مگر جیسے اللہ چاہے (کرتا ہے) اگر میں عالم الغیب ہوتا تو البتہ بہت نکوئی اصل کرتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی (ہاں! صرف) ایمانداروں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرسانے والا ہوں (اس سے زیادہ مجھے کوئی قدرت نہیں) بلفظہ صفحہ ۷۶ سطر ۸۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی کے نفع اور نقصان کی نہ ہی حیات طیبہ میں قدرت تھی اور نہ ہی بعد حیات کے۔ بلفظہ صفحہ ۷۷ سطر ۲۲۔

اقول:- اول مجیب نے حسب عادت خود عنوان ہی غلط لکھا۔ عنوان یہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں۔

دوم:- آیت شریف کا ترجمہ بھی غلط لکھا اور خطوط وحدانی میں اپنی طرف سے لکھا۔ اور تحریف کر کے یہ لکھا کہ (اس سے

زیادہ مجھے قدرت نہیں) حالانکہ آیت شریف میں کوئی ایسے الفاظ نہیں اور جہاں الامشاء استثنا کر رہا ہے کہ نفع اور نقصان کی قدرت منجانب اللہ دی جا چکی ہے۔ ورنہ اس جملہ کا کلام پاک میں لانے کی ضرورت نہ تھی۔ اس جملہ آیت شریف کا ترجمہ ہی نہ لکھا۔ مگر غیر مقلد عجیب نے دیکھ لیا۔ اگرچہ دیوبندی صاحب نے مولوی اسماعیل دہلوی کو بری کرنے کے لئے لکھ دیا تھا کہ یہ مضمون ان کی کتاب تقویۃ الایمان میں موجود ہی نہیں مگر عجیب صاحب نے بے چون و چرا منظور کر لیا اور اپنے اقبال کی سند میں آیت شریف بھی لکھ دی۔ خواہ اس کا ترجمہ ہی غلط ہو یا اس میں تحریف معنوی بھی کر دی ہو۔ مگر افسوس۔ آپ نے یہ نہ دیکھا کہ علمائے متقدمین و مفسرین نے اس آیت شریف کے معنی اور تفسیر کیا کی ہے اور نہ اپنی تائید میں کوئی شہادت پیش کی۔ میں کہتا ہوں یہ آیت شریف بسبیل تواضع و ادب ہے۔ جیسے کہ مفسرین لکھتے ہیں ان میں سے صرف ایک دو تفاسیر کی عبارات پیش کرنا کافی سمجھتا ہوں۔

۱- تفسیر خازن جلد دوم صفحہ ۱۷۱- (ترجمہ عبارت عربی) یعنی اگر تو کہے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی خبریں دی ہیں۔ جو بہت سی احادیث میں آئی ہیں۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات عظیمہ میں سے ہیں پھر کیونکر تطبیق ہو سکتی۔ ان میں اور قول ولو كنت اعلم الغيب الاية میں۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں احتمال ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا بسبیل تواضع اور ادب کے ہو اور معنی آیت یہ ہوں کہ اطلاع کر دیتا ہے اور اللہ مجھ کو اس کی قدرت دے دیتا ہے اور یہ بھی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا فرمانا قبل اس ارشاد کے ہو کہ جب اللہ تعالیٰ مجھے خبر دیتا ہے۔ تب میں خبر دیتا ہوں۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احد الا من ارتضیٰ من رسول الاية ختم ہوا۔ ترجمہ میں کہتا ہوں کہ شان نزول آیت شریف بالا کا یہ ہے کہ کفار مکہ کہتے تھے کہ آپ کو خدا کیوں نہیں بتلا دیتا کہ ارزانی غلہ ہوگی یا قحط سالی تاکہ معلوم ہو کہ صورت آرام ہو۔ تب اس پر اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے کہ قل کہہ دیجئے کہ میں اپنے نفس کے نفع اور نقصان کا مالک نہیں۔ مگر جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے مجھے بتلا دیتا ہے۔ اس کے بعد علم غیب کا تذکرہ اسی آیت کے ساتھ بالکل ملتا ہوا ہے۔ جس پر فرمایا کہ یہ کہنا جناب سرور کائنات کا بسبیل تواضع و ادب کے ہے۔ بموجب حکم الہی کے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۲- قال اللہ تعالیٰ اعناہم اللہ ورسولہ من فضلہ (سورہ توبہ) دولت مند کردیا ان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے دیکھئے۔ لوگوں مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے فضل سے دولت مند کر دیا۔

۳- حدیث شریف صحیح بخاری صحیح مسلم متفق علیہ عن ابوہریرۃ قال قال رسول اللہ علیہ والہ وسلم ما ینقم ابن جمیل الا انہ کان فقیراً فاغناہ اللہ ورسولہ (الحديث) ترجمہ بخاری اور مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا کہ نہیں ناشکری کرتا ابن جمیل مگر اس سبب سے کہ وہ محتاج تھا۔ سو اس کو غنی اور مالدار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بلفظہ تحفۃ الاخیار۔

ترجمہ مشارق الانوار۔ ترجمہ مولوی خرم علی وہابی صفحہ ۱۹۲ سطر ۱۲۔

اس آیت اور حدیث شریف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صرف فضل کی قدرت اور تصرف ظاہر اور باہر ہے۔ لیکن وہابیہ منکر ہیں۔

میں نے اس باب میں چھ احادیث شریف اور حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ کے مکتوبات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدرت اور تصرف اپنی کتاب درج کی ہے۔ مگر عجیب نے ان کا کوئی جواب نہیں دیا۔ افسوس۔

۲- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) قال رب انی لا املک الا نفسی و احی فافرق بیننا و بین القوم الفسقین (سورہ مائدہ) یعنی کہا (موسیٰ علیہ السلام نے) اے میرے رب میں مالک نہیں ہوں۔ مگر اپنی جان اور اپنے بھائی (ہارون علیہ السلام) کا سو فرق کر دے تو ہم میں اور نافرمان قوم میں۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ جب قوم نے موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الہی میں عرض کی کہ میں اپنی جان اور اپنے بھائی کی جان کا مالک اور مختار ہوں۔ قوم کا نہیں اس پر اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم ایسا نہیں اور نہ تنبیہ ہوئی کہ آپ اپنی جان اور اپنے بھائی کے مالک نہیں ہو۔ یا آپ نے ایسا کیوں شریک لفظ کہا۔ اس سے ثابت ہے کہ ایسا کہنے میں کوئی جرم یا شرک نہیں ہے۔ ورنہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس قول موسیٰ کو پسند نہ فرماتا مگر وہابیہ یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی مشرک جانتے ہوں گے۔ العیاذ باللہ۔

عجیب نے یہ بھی لکھا ہے کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی کے نفع و نقصان کی نہ ہی حیات طیبہ میں قدرت تھی۔ اور نہ ہی بعد حیات“ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واہرے! وہابی جدید تیزی عید کی گفت و شنید۔ یہی سبب ہے کہ انہی لوگوں میں سے عبد اللہ معروف غلام نبی چکڑ الوی پیدا ہوا۔ اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر قول اور فعل کا انکار کر دیا اور اپنا نام ہی بجائے الحمدیث کے اہل قرآن رکھ لیا اور منکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو گیا۔ جب بقول عجیب انکار کر دیا اور اپنا نام ہی بجائے الحمدیث کے اہل قرآن رکھ لیا اور منکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو گیا۔ جب بقول عجیب غیر مقلد کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ زندگی میں اور نہ بعد زندگی کسی کے نفع اور نقصان کی قدرت ہی نہیں۔ تو قصہ ہی ختم ہوا۔ ان کی ضرورت ہی کچھ نہ رہی۔ اسی واسطے شفاعت کے بھی منکر ہو گئے اور نہ اس وقت ان کی امداد ہو سکتی ہے۔ اور نہ وہ کچھ کر سکتے ہیں۔

آگے چل کر عجیب کے عقائد کو رد کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدرت اور تصرف علاوہ اپنی کتاب کے اور اسناد کے پیش ہوں گے۔ انتظار کیجئے۔

قولہ:- معترض نے اس بحث کے ضمن میں لکھا ہے کہ جو آیات کفار کے حق میں نازل ہوئیں وہ مولوی اسماعیل نے مسلمانوں پر لگا دیں میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص مسلمان کہلا کر بتوں کی پوجا کرے یا قبروں پر تعظیم و تکریم کر کے ان سے کچھ مانگے تو یہی فعل کفار اور یہود و نصاریٰ ہیں۔ پس یہ بھی برابر ہیں اور حکم ان کا ایک ہے۔ کیا کفار اور یہود و نصاریٰ جیسے فعل کر کے پھر بھی مسلمان کے مسلمان ہی رہو گے بلفظہ صفحہ ۷۸ سطر ۱۶۔

اقول:- ہاں بیشک میں نے جو لکھا ہے وہ صحیح ہے اور قرآن شریف اور تفاسیر سے دکھلادیا اور جو آیات شریفہ مسلمانوں کے حق میں لگائی تھیں وہ قطعاً کفار یہود اور نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی تھیں۔ لیکن مجیب صاحب اس کو قبول کر کے اپنے دل سے بنا کر کہتے ہیں۔ جو شخص مسلمان کہلا کر بتوں کی پوجا کرے یا قبروں کی تعظیم و تکریم کر کے ان سے کچھ مانگے۔ تو یہی فعل کفار یہود و نصاریٰ ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ وہ کون سا مسلمان ہے جو بتوں کی پوجا کرتا ہے۔ ہاں خلافتی وہابی مولویوں نے ہندوؤں کے ساتھ مل کر ان کے مندروں میں جا کر پوجا کی قہقہے لگائے۔ وہ نجدیہ وہابیہ، گاندھویہ فرقہ ضرور کافر ہیں۔ اور کوئی مسلمان بتوں کی پوجا نہیں کرتا ہاں قبروں کی تعظیم اور تکریم صاحبان قبر کی تعظیم و تکریم ہے جو مسلمان لوگ کرتے ہیں۔ جس کا حکم شریعت میں موجود ہے اور ان مسلمانان کو بتوں کی پوجا کرنے والا کہنا اور بتوں اور قبروں کو یکساں کہنا اور سمجھنا وہابیہ نجدیہ ہی کا عقیدہ ہے جس کی کوئی دلیل بیان نہیں کی۔ وہابی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کو اسی واسطے ضم اکبر کہتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ اور اپنے بزرگوں اور ماں باپوں کی قبروں کو بت جان کر ان کے پاس تک نہیں جاتے مر گئے مرد و نہ فاتح نہ درود۔

یہود اور نصاریٰ کے افعال کرنے والے بھی یہی وہابی نجدی ہیں۔ یعنی جسطرح یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور نضر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین اور کسر شان کرتے اور گالیاں دیتے ہیں اور اسی طرح نصاریٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت کر کے برے برے الفاظ استعمال کرتے ہیں اسی طرح وہابی نجدی بھی اس مختار دو جہان و سردار مرسلان سلطان انبیاء سید المرسلین شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتے اور بڑے بڑے گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ پس ثابت ہے کہ یہود و نصاریٰ یہی فرقہ گاندھویہ یا فرقہ وہابیہ نجدیہ ہے جن کے اعداد و جمل سے مطابقت ہو کر پیش گوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری ہو گئی جس کا ذکر مختصر اتمہید کتاب میں ہو چکا ہے۔ کیا آپ کفار و یہود و نصاریٰ کے کام کر کے پھر بھی خارجی اور وہابی نجدی ہی رہو گے۔

ناظرین! آپ مجیب طیب کی تحریر کو خوب یاد رکھیں کہ وہ ہم تمام مقلدین مسلمانان عرب و عجم کو کفار و یہود و نصاریٰ جانتے ہیں اور اپنے آپ کو پکا مسلمان کہتے ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مجیب طیب اس بات پر بہت ناراض ہوئے کہ میں نے لکھ دیا۔ کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے وہ آیات جو کفار کے حق میں نازل ہوئی تھیں وہ مسلمانوں پر چسپاں کر دیں۔ ناراض ہونے کی کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔ لکھا وہ صحیح اور بالکل صحیح لکھا اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق لکھا جو تمہید کتاب میں آچکا ہے۔ لیکن مزید تسلی کے لئے دوبارہ لکھ دیا ہے۔

خوارج وہابیہ کی نسبت پیش گوئی

پہلی پیش گوئی حدیث شریف۔ کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یری الخوارج شرار خلق اللہ وقال انہم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوها علی المومنین (صحیح بخاری تعلیقاً)
(شرح السنۃ امام بغوی و تہذیب الاثر امام طبری میں موصولاً) یعنی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خوارج کو بدترین خلق اللہ جانتے تھے۔ انہوں نے وہ آیتیں جو کافروں کے حق میں اتری تھیں۔ مسلمانوں پر لگا دیں۔ دیگر پیش گوئیاں صفحہ ۲۶ سے ۳۴ تک ملاحظہ ہوں دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ وہاں میں نے چار آیات بھی ایسی دکھائی ہیں جو کفار کے حق میں نازل ہوئیں اور مولوی اسماعیل دہلوی نے مسلمانوں پر چسپاں کیں۔

روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و دیگر قبور اولیاء اللہ پر جا کر

حاجات طلب کرنا قرآن شریف و احادیث و اقوال آئمہ سے عین سنت ہے

مجیب طیب کی علییت اور واقفیت علم دین نہایت ہی محدود ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ قبروں پر تعظیم و تکریم کر کے ان سے کچھ مانگے تو یہی فعل کفار و یہود ہیں۔ حالانکہ قرآن شریف اور احادیث شریف اور اقوال و افعال آئمہ دین سے ثابت ہے کہ روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بزرگان دین اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضر ہو کر اپنی حاجات مانگنا عین سنت ہے۔ دیکھئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولوانہم اذا ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ نواباً رحیمًا۔ یعنی اگر لوگ ظلم و گناہ کر کے اپنے نفسوں پر (اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کے پاس آئیں اور پھر معافی مانگیں۔ اللہ تعالیٰ سے اور معافی مانگے۔ ان کے لئے رسول (یعنی آپ) تو وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پائیں گے۔ اس آیت شریف کے ساتھ بہت سی احادیث جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات و ممات یکساں ثابت ہے۔ میری کتاب کے صفحات ۱۹۲ سے ۲۰۳ تک میں مفصل درج ہے۔ جس کو مجیب نے دیکھا ہی نہیں کہ روضہ منورہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صحابہ نے حاضر ہو کر کیا کیا حاجتیں طلب کی ہیں۔ ایک اعرابی کا حاضر ہونا روضہ مطہرہ پر اپنے تئیں ڈال دینا اور طلب بخشش کرنا روضہ مبارکہ سے آواز بشارت کا آنا کہ تو بخشا گیا وغیرہ دیگر آداب زیارت و تعظیم و تکریم کرنا درج ہے۔ مگر وہاں بیان گستاخ کے نزدیک یہ سب شرک ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

احادیث شریف اور اقوال و افعال آئمہ سے اس کا ثبوت

۱۔ حدیث شریف کا ترجمہ:- ترمذی، نسائی، ابن ماجہ میں ہے۔ بیہقی نے روایت کی ہے اور صحیح کیا ہے بیہقی اور حاکم نے بخاری کی شرط پر اقرار کیا۔ حافظ ذہبی نے عثمان ابن حنیف سے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک اندھا آیا۔

اس نے اپنی آنکھوں کے واسطے دعا چاہی۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھ۔ اس نے وہ دعا پڑھی اور وہ اندھا بینا (سو جا کھا) ہو گیا۔ اس دعا میں یہ الفاظ بھی تھے۔ یا محمد انی اتوجه بک الی زلی۔

۲- حدیث شریف۔ ترجمہ حدیث شریف مندرجہ بالا کے مطابق بعد وصال سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ ثالث کے زمانہ میں واقع ہوا کہ ایک شخص کی حاجت حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے تھی پوری نہیں ہوتی تھی۔ اس نے ابن حنیف رضی اللہ عنہ راوی حدیث سے شکایت کی تب انہوں نے یہی دعا سکھائی۔ اور اس کی حاجت پوری ہو گئی۔ ملخصاً شفاء القلوب مصنفہ حضرت مولانا مولوی عمر کریم علیہ الرحمۃ عظیم آبادی صفحہ ۲۹-۳۰ مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ۔

۳- حدیث شریف بیہقی نے روایت کیا۔ اور ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں سخت قحط پڑا۔ ایک شخص روضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوا اور قحط کی شکایت کی۔ کہ یا رسول اللہ پانی مانگتے خدا سے۔ آپ کی امت ہلاک ہوئی جاتی ہے۔ تشریف فرما ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کی خواب میں کہ جاؤ تم عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس اور سلام کہو ان کو اور خبر دو کہ پانی برسے گا۔ سو ایسا ہی ہوا۔ ملخصاً وہی شفاء القلوب صفحہ ۲۳۔

۴- حدیث شریف۔ ابن جوزی اپنی کتاب الوفا بقضائل المصطفیٰ میں ذکر کرتے ہیں کہ ابو بکر المقلدی کہتے تھے کہ ہم اور ابوالشیخ اور طبرانی حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھے اور فاقے سے تھے اور میں حاضر ہوا۔ قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رات کے وقت اور عرض کی میں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم بھوکے ہیں اور پھر آیا میں سو گیا۔ اور ابوالشیخ اور طبرانی بیٹھے ہوئے کچھ دیکھ رہے تھے کہ دروازہ پر ایک علوی آیا اور اس نے کواڑ ہلایا تو ہم نے کواڑ کھولا۔ دیکھا اس کے ساتھ دو غلام تھے۔ ہر ایک غلام کے پاس زنبیل بھری ہوئی تھی۔ اور ہم نے اس کو کھایا اور وہ شخص بولا کہ اے قوم! تم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی تھی۔ کیونکہ تمہارے کھانا کھلانے کا مجھ کو حکم ہوا۔ ملخصاً وہی شفاء القلوب صفحہ ۲۷ دیکھئے کھانا مانگا اور پایا اور کھایا۔

حدیث شریف۔ ابن جوزی نے اپنی صفۃ الصفوۃ میں لکھا ہے۔ ابوالخیر شیبانی فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ گیا اور کھانا نہ ملا۔ تب میں قبر شریف پر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مہمان ہوں پھر میں منبر کے پیچھے سوراہا تک دیکھا میں نے خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مجھ کو بلایا کہ اٹھ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ پس اٹھا میں اور بوسہ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی پر تب دی مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روٹی اور کھایا۔ میں نے اس میں سے کچھ اور جاگ پڑا۔ تو آدھی رونی میرے ہاتھ میں تھی۔ ملخصاً ملقطاً شفاء القلوب صفحہ ۴۰۔

دیکھئے! قبر شریف پر حاضر ہو کر روٹی مانگی اور مل گئی آدھی خواب میں کھالی اور آدھی ہاتھ میں تھی کہ بیدار ہو گیا۔

محب صاحب کے نزدیک یہ افعال یہود و نصاریٰ ہیں۔ العیاذ باللہ۔

۶- حدیث شریف۔ ابن جوزی اپنی کتاب الوفا میں بسند حضرت علی کرم اللہ وجہہ لکھتے ہیں کہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے قبر شریف پر جا کر اظہار مصیبت فرمایا ملخصاً شفاء القلوب صفحہ ۴۹۔

۷- ابن جوزی کتاب صفۃ الصفوۃ میں لکھتے ہیں۔ کہ بشر ابن حارث تابعی فرماتے ہیں۔ کہ جس کسی کو حاجت ہو تو اس کو چاہیے کہ حضرت معروف کرخی کی قبر پر جائے اور دعا مانگے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا اور اس کا کام ہو جائے گا۔ وہی شفاء القلوب صفحہ ۵۵ ملخصاً۔

۸- حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں روزانہ قبر حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت کو جاتا ہوں۔ اور جب مجھ کو کوئی حاجت ہوتی ہے تو میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور ان کے مزار پر جا کر اللہ سے حاجت طلب کرتا ہوں۔ میرا کام ہو جاتا ہے۔ (کتاب المحاصرہ) شفاء القلوب صفحہ ۸۰۔

۹- فلائد مصنفہ حضرت حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔ لم یزل العلماء وذو الحاجات یزرون وقبر الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ یتوسلون بہ الی اللہ تعالیٰ فی قضاء حوائجہم منهم الامام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ یقول انی لا تبرک بابی حنیفۃ واجی الی قبرہ فاذا عرضت لی حاجۃ صلیت رکعتین وسئلت اللہ عنہ فتنقضنی سربعاً بلفظہ تحفہ دنگیر مصنفہ حضرت مولانا غلام دنگیر علیہ الرحمۃ (صفحہ ۲۰ سطر ۴) مطبوعہ مطبع مصطفائی لاہور ۱۲۸۵ھ ترجمہ:- ہمیشہ علماء اور حاجتمند لوگ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرتے ہیں اور قبر شریف پر اپنی حاجات کے پورا ہونے کو وسیلہ پکڑتے ہیں۔ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان متوسلین میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہم برکت لینے کے لئے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس آتے ہیں۔ جب کوئی حاجت ہوتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر شریف پر آ کر اپنا مطلب چاہتے ہیں تو بہت جلد ہماری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

۱۰- فتاویٰ عقائد المقتدی فی مسائل الہدی (فصل تعظیم علویہ) روی عن محمد بن الحسن شیبانی وعن ابی یوسف وعن وکیع رحمہم اللہ تعالیٰ ان ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ کان یزور القبر الامام محمد الجعفر الصادق ویکس علی بابہ ویعطی للمجاورین فتوحاً ویطلب الاستعانتہ منہ فی الامور بلفظہ تحفہ دنگیر صفحہ ۲۰ سطر ۱۱۔

ترجمہ! حضرت امام محمد والی یوسف اور وکیع رحمہم اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ تحقیق حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کیا کرتے تھے اور دروازہ پر جردب کشی کیا کرتے تھے اور مجاورین کو بھی فتوح دیا کرتے تھے اور اپنے کاموں میں ان سے مدد مانگتے تھے۔

۱۱- خیرات الحسان میں ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ قبر حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کو حاجات طلبی کے لئے

تزیاق اعظم تصور فرمایا کرتے تھے۔

۱۲- ابن القیم (حبیب کے اعلیٰ بزرگ) اپنی کتاب کبائر اور کتاب السنۃ والبدعۃ میں لکھتے ہیں کہ وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف پر فریاد کو گئے ایک شخص کی زبان دشمنوں نے کاٹ لی تھی اور دوسرے کی آنکھ پھوڑ دی تھی۔ ان دونوں شخصوں نے قبر شریف پر جا کر فریاد کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان اور آنکھ دیدی شفاء القلوب صفحہ ۴۵ سطر ۷۔

حبیب صاحب! اب تو ایمان لے آئے۔ مگر امید نہیں۔ ان کے نزدیک یہ ست حضرات بزرگان صحابہ کرام و ائمہ عظام یہود اور نصاریٰ ہیں۔

تبرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اولیاء اللہ رحمہم اللہ کا مختصر احوال

- ۱- حدیث شریف صحیحین میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک جبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ اس کو دھو کر مریض کو پلایا جاتا تھا اور وہ شفا پاتا تھا۔ (شفاء القلوب)
- ۲- حدیث شریف۔ ایضاً۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیالہ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کے پاس تھا پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے لے لیا تھا۔ اس کو نہایت عزت کے ساتھ رکھا تھا۔ (شفاء القلوب)
- ۳- حدیث شریف۔ ایضاً حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہما نے ایک چادر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگ لی تھی کہ اپنی نجات کے لئے اس کا کفن بنایا جائے گا۔ (شفاء القلوب)
- ۴- حدیث شریف۔ ایضاً مومئ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امراض کی شفا کے لئے دھو کر پلائے جاتے تھے۔ حضرت امام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس چاندی کی ڈبیہ میں تھے۔ (ملخصاً شفاء القلوب)
- ۵- حدیث شریف۔ صحیح مسلم میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حجامت کے وقت موجود رہتے تھے۔ اس وقت تمام مومئ مبارک اٹھالیتے تھے اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سب صحابہ میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ (شفاء القلوب)

۶- صحیح بخاری میں ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر میرے پاس ایک بال مبارک بھی ہوتا تو میں اس کو دنیا اور مافیہا سے زیادہ دوست رکھتا۔ (شفاء القلوب)

۷- صحیح بخاری قصہ حدیبیہ میں ذکر ہے کہ قریش نے عروہ بن مسعود ثقفی کو قاصد کے طور پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا گیا۔ اس نے صحابہ کرام کو تعظیم کرتے ہوئے دیکھا۔ اس کا بیان ہے کہ میں ایلچی بن کر گسری اور قیصر اور نجاشی کے پاس گیا ہوں میں نے کسی بادشاہ کے لوگوں کو اس بادشاہ کی ایسی تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جیسے تعظیم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان کے اصحاب کرتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے اصحاب اس پانی کو سبقت کر کے لے لیتے ہیں اور اس پانی کے واسطے جھگڑا کرتے ہیں اور جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوک پھینکتے ہیں تو اس کو وہ لوگ اپنے ہاتھ میں لے کر منہ اور جسم پر مل

لیتے ہیں۔ اور کوئی بال مبارک آپ کا زمین پر نہیں گرتا۔ مگر اصحاب سب اس کو سبقت کر کے اٹھا لیتے ہیں۔ بلفظ شفاء القلوب صفحہ ۶۰۔

تنبیہ۔ حضرات! یہ تقاضا محبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے جس کسی کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہوگی۔ وہ ان کے آثار و منسبات و تبرکات انبیاء علیہم السلام بالخصوص حضور نضر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھے گا اور یہی عین ایمان ہے۔ تب وہی اس کا ایمان تازہ ہوگا اور اگر کوئی ان آثار و تبرکات کو نظر عظمت و عزت و محبت سے نہیں دیکھے گا یا ان کی بے ادبی کرتا ہے تو یہ شخص اپنے ایمان سے کورا اور بے نصیب ہے اور جائے نزول قہر الہی ہے۔ اللہ تعالیٰ بچائے ان سوء عقائد سے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاتکم التابوت فیہ سکینتہ من ربکم و بقیۃ ترک آل موسیٰ و آل ہارون و تحملہ الملائکہ (الایۃ) مفسرین نے لکھا ہے کہ ایک صندوق سیکنہ قوم بنی اسرائیل کے پاس تھا۔ جس کو فرشتے اٹھائے ہوئے تھے۔ اس میں تبرکات عصائی موسیٰ اور عمامہ ہارون علیہما السلام وغیرہ اشیاء تھیں۔ لڑائیوں میں ان کے ساتھ رہتا تھا۔ اس کی وجہ سے وہ لوگ دشمنوں پر فتح پاتے تھے۔ جب انہوں نے اس صندوق کے ساتھ بے ادبی کی وہ صندوق ان سے لے لیا گیا اور ان پر عذاب نازل ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمام عالم میں تصرف ہے

میں نے اپنی کتاب کے صفحہ ۹۲ سے لے کر صفحہ ۱۰۶ تک کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تفاسیر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حیات النبی ہونا اور حکم اللہ تعالیٰ ہر دو عالم میں ان کا تصرف فرمانا ثابت کر دیا۔ جس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ مزید براں اور لیجئے۔

- ۱- ہر مسلمان اور منافق و کافر کی قبر میں اس کے مرنے اور سوالات نکیرین کے وقت خواہ دنیا کے کسی گوشہ مشرق میں ہو یا مغرب میں۔ خواہ شمال و جنوب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بذات خاص موجود ہونا۔
- ۲- اپنے مزار مبارک سے نکل کر عالم بالا اور دنیا میں سیر کرتے ہیں اور تصرف فرماتے ہیں۔
- ۳- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات۔ حیات شہدا سے کامل و اکمل و افضل ہے۔ جو قرآن شریف سے ثابت ہے۔
- ۴- دور اور نزدیک سے برابر درود شریف پڑھنے والے کی آواز کو سنتے ہیں اور اس کو پہچانتے ہیں۔
- ۵- اعمال امت کو اپنے نور نبوت سے ہر وقت ملاحظہ فرماتے ہیں۔
- ۶- مسلمانوں کے خالی گھروں میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔
- ۷- تمام جہان کے نمازیوں میں موجود اور حاضر ہوتے ہیں۔

صحابہ عظام رضی اللہ عنہم اور اولیائے کرام رحمہم اللہ کے تصرفات مختصراً

۱- مردوں کا زندوں سے کلام کرنا اور غیب کی خبریں دینا اپنے گھر کا سب حال جاننا (کتاب الروح ابن قیم)
۲- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک عورت کی قبر پر (جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی) کھڑا ہونا اور اس سے باتیں کرنا اور اس کا جواب دینا (روایت ابوالشیخ اصہبانی)

۳- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک عورت کی قبر پر اس سے بات چیت کرنا (ابن عساکر کی روایت)

۴- مردوں کا اپنی امانتوں کا اپنے گھر میں جہاں رکھی تھیں۔ پتہ دینا (کتاب الحکایات ابو عمر نیشاپوری)

۵- حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا اپنی شہادت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنا اور گفتگو کرنا اور یہ عرض کرنا کہ ہم جہاں جی چاہتا ہے سیر کرتے پھرتے ہیں۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی کتاب الصحابہ معرفۃ الصحابہ۔ راوی ابن عساکر)

۶- مردے کا اپنے دوست سے مل کر لڑائی میں اس کی مدد کرنا۔ (روایت ابی الدنیا)

۷- حضرت عمر ابن عبدالعزیز بن امیر المومنین رضی اللہ عنہم کے جنازہ پر تمام شہداء کا حاضر ہونا اور اپنے ساتھی شہداء سے بات چیت کرنا اور شہداء کا حضرت عمیر بن خطاب کو اپنے گھوڑے پر سوار کر کے اس کے گھر پہنچا دینا (ابن عساکر اس کے راوی ہیں)

۸- ابو جہل لعین کا اپنی قبر سے نکلنا اس کی گردن میں زنجیر تھا۔ اس کا پانی مانگنا اور قبر سے بھاگنا فرشتہ کا اس کو پھر قبر میں کوڑے مار کر داخل کرنا (اوسط طبرانی کتاب القبور)

۹- قبر میں مردہ کا چلانا اور زندوں کا اس کی آواز چلانے کی سننا قبر کو کھود کر دیکھنا۔ جو عذاب آتش ہو رہا تھا اور ایک شخص زندہ کا اس آگ سے ہاتھ کا جل جانا۔ (عیون الحکایت ابن جوزی)

مجیب طبیب کے دو بڑے بزرگوں امام الطائفہ کی

تحریرات سے تصرفات اولیاء کا ثبوت

اب میں مجیب طبیب صاحب کے دو بڑے بزرگوں واجب الاتباع بلکہ امام الطائفہ کے اسناد سے خاصانِ خدا کے تصرفات فی العالم پیش کرتا ہوں جس سے ان کو انکار نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ اس پر صدق دل سے ایمان لانا واجب ہے۔ مگر غیر مقلدی میں اس کی پرواہ نہیں۔ اس لیے امید نہیں کہ وہ اس پر بھی ایمان لائیں۔ سنئے۔

اول ابن قیم اپنی کتاب الروح میں لکھتے ہیں

صعب بن جثامہ اور عوف بن مالک بطور بھائی کے تھے۔ صعب بن جثامہ نے کہا اے بھائی جو کوئی ہم سے پہلے مرے تو

اس کو چاہیے کہ دوسرے سے ملاقات کرے دونوں نے کہا ایسا ہی ہوگا۔ اس کے بعد صعب مر گئے اور عوف نے صعب کو خواب میں دیکھا۔ پس پوچھا انہوں نے کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ انہوں نے کہا خدا نے مجھے بخش دیا۔ بعد عذاب کے کہتے ہیں وہ کہ دیکھا میں نے ایک دھبہ سیاہ ان کی گردن پر پوچھا یہ کیا ہے۔ تو صعب نے جواب دیا کہ میں نے دس دینار ایک یہودی سے قرض لیا تھا وہ ہمارے گھر تھیلی میں رکھے ہوئے ہیں تم اس یہودی کو دیدو۔ اور اے بھائی جاؤ تم کوئی واقعہ میرے گھر میں ایسا نہیں ہوا ہے جس کی خبر ہم کو نہ ہوئی ہو۔ یہاں تک کہ چند روز ہوئے کہ ایک بلی میری مر گئی۔ اس کا حال بھی معلوم ہو گیا۔

اے بھائی یہ بھی جانو کہ میری لڑکی چھ روز میں مرجائے گی۔ اس کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کی۔ پھر کہا عوف نے کہ جب صبح ہوئی تو میں ان کے گھر گیا۔ اور دیکھا میں نے تھیلی کو اور اتار اس کو اور نکالا میں نے جو اس میں تھا وہ دینار اس تھیلی میں تھے۔

تب میں نے یہودی کو بلوایا اور پوچھا اس سے کہ تمہارا قرض کچھ صعب کے ذمہ ہے؟ تو یہودی نے کہا کہ خدا رحم کرے۔ صعب پر وہ نیک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے۔ جو کچھ ان کے ذمہ تھا وہ میں نے ان کو دیدیا۔ یہودی نے پوچھا کہ بتاؤ کہ تم مجھ کو کیا تھا کہا اس نے کہ ہم نے دس دینار قرض ان کو دیئے تھے۔ پس ڈال دیا ہم نے اس تھیلی کو اس کے سامنے کہا اس نے

قسم خدا کی یہ تجھ وہی ہے۔ تب میں نے صعب کے گھر والوں سے کہا کہ یہ ایک خبر ہوئی پھر پوچھا میں نے کہ بعد میں نے صعب کے کوئی واقعہ تمہارے گھر میں ہوا ہے۔ کہا ان لوگوں نے کہ ہاں فلاں فلاں واقعہ ہوا ہے پھر میں نے کہا کہ اور یاد کرو۔ تو کہا

انہوں نے کہ چند روز ہوئے ہیں۔ ایک بلی مر گئی ہے۔ تب میں نے صعب کے گھر والوں سے کہا یہ دوسری خبر ہوئی پھر پوچھا میں نے میرے بھائی کی لڑکی کہاں ہے۔ انہوں نے کہا کھیتی ہے۔ تب لے آئے اس کو۔ میں نے اس کو چھوا۔ اس کا بدن گرم تھا۔

میں نے کہا نیکی کرو اسکے ساتھ۔ سو وہ مر گئی چھ روز۔ ختم ہوا ترجمہ شفا القلوب صفحہ ۱۱۸۔

ملاحظہ کیجئے! ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا قدرت، تصرف، علم غیب سب کچھ آ گیا۔ اپنے بزرگ اعلیٰ پر بھی فتویٰ شرک و کفر دیتے۔

دوم:- صراط مستقیم۔ مولوی اسماعیل دہلوی امام الطائفہ دہابیہ ہند مجیب کے بزرگ اعلیٰ اور شہید صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ مجتہبی دہلی

۱۳۰۸ ہجری کا اردو ترجمہ:-

القصہ حضرت ایشاں (سید احمد مرشد مولوی اسماعیل دہلوی) کو طریق ثلاثہ قادریہ چشتیہ و نقشبندیہ شروع سے حاصل تھے۔

لیکن نسبت قادریہ نقشبندیہ کی نہ تھی۔ ان کا بیان ہے کہ بسبب برکت بیعت و یمن تو جہات حضرت مرشد کے حضرت غوث الثقلین اور جناب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کے روحوں نے ان کی طرف توجہ کی اور قریب ایک ماہ تک ہر دور روح مبارک میں تنازع رہا کہ ہر ایک امام چاہتا تھا کہ حضرت مرشد (سید احمد) کو اپنی طرف جذب کرے۔ تب ایک ماہ بعد مصالحت ہوئی

اس بات پر کہ دونوں توجہ دے کر مرید بنالیں۔ تب ہر دور روح مبارک حضرت مرشد پر جلوہ فرما ہوئیں اور ایک پہر تک توجہ ہو کر ہر دو طریقہ کی نسبت ان کو حاصل ہوئی الخ اصل عبارت فارسی میری کتاب ”انوار آفتاب صداقت“ کے صفحہ ۳۱۲ پر درج ہے۔

اب غور فرمائیے! حضرت غوث الثقلین شیخ وسید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف سے اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ بخارا شریف سے دہلی میں تشریف فرما ہیں۔ اور مولوی اسماعیل دہلوی کے مرشد سید احمد صاحب کو توجہ دینے میں ایک ماہ تک جھگڑا کر رہے ہیں۔ ان کو کس طرح سے بغداد اور بخارا میں خبر لگی کہ دہلی میں ایک شخص سید احمد ہے چلو اس کو مرید بنادیں۔ ہر دو بزرگ ایک ماہ تک آپس میں تنازع کریں پھر مصالحت ہونے پر بھی ایک پہر تک توجہ ہوتی رہی۔ یہ تصرف ہر دو بزرگوں میں کیونکر آیا اور ان کو علم غیب سے کیونکہ پتہ لگا۔ عجیب صاحب کو علم نجیب سے صرف انکار ہی نہیں۔ بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ خدا کے سوا علم غیب کسی کو حاصل ہی نہیں۔ اگر کوئی ایسا اعتقاد رکھتا ہو تو وہ کافر اور مشرک ہے۔ العیاذ باللہ۔

اب اپنے بزرگ اعلیٰ وشہید امام الطائفہ وہابیہ ہند پر فتویٰ کفر و مشرک قائم کیجئے ورنہ ایسے عقائد بد سے توبہ کر کے اہلسنت میں واپس ہو جائے۔

دوسرا بڑا مشرک۔ بموجب عقیدہ عجیب مولوی اسماعیل دہلوی سے یہ سرزد ہوا کہ حضرت پیر و سنگیر شیخ وسید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی کتاب میں غوث الثقلین (جن و انس یعنی تمام جنوں اور انسانوں) کا فریاد رس لکھ کر خود بخود مشرک ہو گیا۔ یہ ساتواں فتویٰ کفر ہے جو مولوی اسماعیل نے خود اپنے قلم سے اپنی کتاب میں اپنے آپ پر لگایا۔

اور لیجئے مولوی اسماعیل آپ کے بزرگ اپنی کتاب صراط مستقیم میں تصرفات اولیائے کرام کو اس طرح پر لکھتے ہیں۔ فارسی عبارت کا ترجمہ ہے۔

(الف) اسی طرح اصحاب مراتب عالیہ اولیائی اور ارباب مناصب عالی کو اذن دیا جا چکا ہے کہ وہ عالم مثال اور شہادت میں تصرف کریں اور ان کبار اولی الایدی والا بصار کو حق حاصل ہے۔ کہ تمام اور ہر ایک چیز کی نسبت اپنی طرف کریں۔ مثلاً ان کو حق حاصل ہے۔ وہ یہ بات کہیں کہ عرش فرش تک ہماری بادشاہی ہے۔ (صفحہ ۱۰۱ سطر ۲)

(ب) افادہ ۱۔ انکشاف آسمانوں کے حالات اور ارواح اور فرشتوں اور بہشت اور دوزخ اور ان مقامات کی حقیقت اور مکانات کے حالات اور لوح محفوظ کی کیفیت معلوم کرنے کے واسطے وظیفہ اور ذکر جی یا قیوم کا ہے۔ (صفحہ ۱۱۳ سطر ۷)

(ج) افادہ ۲۔ ارواح اور فرشتوں اور ان کے مقامات اور سیر کرنے کے مکانات اور زمین و آسمان بہشت اور دوزخ کے انکشاف کے لئے اور لوح محفوظ پر مطلع ہونے کے لئے وظیفہ کا دورہ کیا جائے جس کا طریقہ فصل اول میں مفصل لکھا گیا ہے۔ (صفحہ ۱۱۷ سطر ۸)

نوٹ۔ اصل عبارت فارسی دیکھو۔ میری کتاب کا صفحہ ۱۷۷-۱۷۸۔

دیکھئے! آپ کے امام بزرگ اعلیٰ کیا فرما رہے ہیں۔ اولیاء کرام کا تصرف یہ ہے کہ زمین آسمان، بہشت، دوزخ، ارواح اور فرشتوں کے حالات معلوم کر لینا اور لوح محفوظ پر مطلع ہونا اور تمام مقامات اور امکانہ کی سیر کرنا ان کے لئے میسر ہے۔ بلکہ ان کا حق ہے کہ وہ صاف کہہ دیں کہ عرش سے فرش تک ہماری بادشاہی اور سلطنت ہے۔ لیجئے اب یہاں آپ کے عقیدہ کے مطابق

مولوی اسماعیل آپ کے بزرگ اعلیٰ نے بہت بڑا شرک اور کفر کیا ہے کہ انہوں نے خداوند کریم کو ان کی خدائی ہی جواب دیدیا ہے۔ خدا کی ضرورت ہی نہیں رہی۔

یہ آٹھواں فتویٰ کفر مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنے قلم سے

خود بخود اپنے آپ پر لگایا ہے۔ مبارک ہو۔

چونکہ عجیب اپنے بزرگوں کے مقلد اور تبع ہیں۔ جب وہ کافر اور مشرک ہیں تو عجیب صاحب خود کچے لوہے کی طرح کافر اور مشرک ہوئے۔ مسلمانوں کو کافر اور مشرک بناتے ہوئے خود کافر اور مشرک ثابت ہو گئے۔ چاہ کن راجا درپیش۔

افسوس۔ میری کتاب کا دیانت اور ٹھنڈے دل کے ساتھ مطالعہ نہ کیا اور مخالفت جبل کی وجہ سے انا پ دشناپ جواب کا شوق ہو گیا۔ دورانہ پیشی سے خجالت و ندامت پر خیال نہ کیا مگر ع شر م چہ کنی است کہ پیش مر داں بیامد۔

اس بحث میں عجیب کا یہ اعتراض بھی تا عکبوت کی طرح تار تار ہو گیا۔ جو کہتے ہیں کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شینا اللہ۔ اور شینا اللہ چو گدا مئے مستمند المدد خواہم ز شاہ نقشبند

کہنا مشرک ہے در انحالیکہ ان ہر دو بزرگوں سے مولوی اسماعیل دہلوی کے مرشد مستفیض ہوئے۔

قولہ:- معترض صاحب نے اوپر کی آیت میں تدعوا اور دعا کے معنی عبادت کے ثابت کئے ہیں۔ اب ان کو چاہیے کہ ذیل کی آیت میں بھی یہی معنی استعمال کریں۔ اولئک یدعون الی النار واللہ یدعوا الی الجنة والمغفرة (الایۃ) بلفظ صفحہ ۸۰ سطر ۲۰۔

اقول:- عجیب صاحب علم قرآن سے بالکل ناواقف ہیں۔ بہت سے الفاظ قرآن کریم میں دو معنی ہیں اور سیاق و سباق عبارت سے جو معنی پائے جاتے ہوں اور مفسرین متقدمین و متاخرین نے استعمال کئے ہوں وہی لئے جاتے ہیں۔ دیکھو لفظ ”یقین“ کے معنی قرآن شریف میں بیشک ٹھیک کے ہیں لیکن اس کے معنی موت کے بھی قرآن شریف میں آئے ہیں۔ دیکھو پارہ ۱۴ رکوع ۶ اور پارہ ۲۹ رکوع ۱۶۔

اس طرح لفظ دعا، ادعوا، تدعوا، یدعون کے ایک ہی معنی صرف پکارنے کے ہی نہیں۔ بلکہ عبادت اور بندگی اور پوجا کے بھی ہیں۔ اور علماء مفسرین نے ان کے معنی عبادت کے کئے ہیں۔ مزید اطمینان کے لئے تین آیات اور لکھ دیتا ہوں جن میں ادعوا، تدعوا، یدعوا کے معنی عبادت کے ہیں۔ پکارنے کے نہیں۔

۱- وان المسجد اللہ فلاتدعوامع اللہ احدا۔

یعنی اور یہ کہ مسجد اللہ ہی کی ہیں۔ تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔

۲- وانہ لما قام عبد اللہ یدعوه کا دوا یکونون لہدا۔

اور جب اللہ کا بندہ اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ جن اس پر جمع ہو جائیں۔

۳۔ قل انما ادعوا ربی ولا اشرك به احدا۔

یعنی تم فرماؤ۔ میں اپنے رب کی بندگی کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتا۔ اب آپ کو لازم ہے ان ہر سہ آیات میں عبادت کے معنی نہ کریں۔

قولہ:- اعتراض نمبر ۸ کا جواب۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب جاننا (صریحاً) شرک ہے۔ بلفظ صفحہ ۸۱ سطر۔

اقول:- مجیب صاحب محرف تحریف کرنے میں اہل کتاب سے بھی بڑھ گیا۔ میرا عنوان میری کتاب کے صفحہ ۱۰۷ میں اس طرح پر ہے۔

عقیدہ نمبر ۸-۹ وہابیہ دیوبندیہ

عقیدہ نمبر ۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب خدا کا دیا ہوا بھی ماننا شرک ہے۔ ملخصاً۔

عقیدہ نمبر ۹۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے۔ ملخصاً (تقویۃ الایمان۔ صفحات ۱۰-۲۶-۲۷-۵۸)

ناظرین! ملاحظہ فرمائیے۔ میرے عنوانوں کی تحریف کر کے اپنے دل سے ایک من گھڑت عنوان لکھ دیا۔ افسوس!!!

دیوبندی مولوی نے تو بالکل انکار کر دیا تھا کہ تقویۃ الایمان میں ایسا لکھا ہی نہیں یہ بہتان بندی ہے۔ مگر مجیب صاحب انکار نہیں کر سکے۔ اس کو تسلیم و قبول کر کے لکھتے ہیں۔ وہ ہونڈا۔

قولہ:- جو کچھ مولانا شہید نے لکھا بالکل صحیح اور اہلسنت کا عقیدہ ہے۔ اس کے خلاف جہالت ہے۔ بلفظ صفحہ ۸۱ سطر ۶۔

اقول:- فرمائیے۔ مجیب صاحب اگر آپ کے مولانا کا لکھنا صحیح اور بالکل صحیح ہے تو اس کی سند کیا ہے۔ ان ہر دو عقائد کے صحیح ہونے پر کوئی آیت یا حدیث پیش کیجئے۔ ورنہ آپ کا اپنے منہ سے یہ کہ دینا کہ ”مولانا شہید کا لکھنا بالکل صحیح ہے۔“ ایک رتی بھر اعتبار نہیں رکھتا۔ صرف اتنا کہنے میں جواب نہیں ہو سکتا کہ ”جو کچھ مولانا شہید نے لکھا بالکل صحیح اور اہلسنت کا عقیدہ ہے۔“ ہاں واقعی جو مولوی اسماعیل نے لکھا وہ ضرور جہالت ہے اور جو مجیب نے اس کی حمایت میں لکھا وہ ضرور جہالت پر جہالت ہے۔ اور اس جہالت کا ثبوت یہ ہے کہ آپ لکھتے ہیں کہ:-

”قرآن و احادیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو ایک ذرہ بھر کا علم غیب نہیں۔“ بلفظ صفحہ ۹۰ سطر ۹۔

پھر اس کے آگے چل کر یوں لکھتے ہیں۔

”ہاں اس امر کو ہم مانتے ہیں کہ بعض موقعوں پر بذریعہ وحی الہام یا کشف کے پیشمارغیبی باتوں کا پتہ دیا ہے۔ بلفظ صفحہ ۹۱

سطر ۱۸۔

میں کہتا ہوں کہ یہ کیسی بہکی ہوئی باتیں ہیں کہ کبھی یہ کہہ دینا کہ خدا کے سوا کسی کو بھی خدا کا دیا ہوا ایک ذرہ بھر بھی علم غیب نہیں اور پھر اس کو بھولکر یہ کہہ دینا اور اقبال کر لینا کہ ہم مانتے ہیں کہ بے شمار غیبی باتوں کا پتہ دیا گیا ہے اور یہ بھی کہہ دینا کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ کسی کو بھی ایک ذرہ بھر علم غیب نہیں حالانکہ میں اپنی کتاب میں قرآن شریف کی آیات اور کثرت کے ساتھ احادیث سے ثابت کر چکا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام علوم اولین و آخرین بلکہ لوح محفوظ کا علم بھی ان کے علموں سے ایک ادنیٰ علم ہے۔ اس کا جواب ہی ندارد ہے۔ گویا دیکھا ہی نہیں۔

قولہ:- مناجات النبوة میں یہ بھی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزوں سے ہے کہ آپ (بعض) غیب کا حال جانتے تھے اور وہ چیزیں جو آئندہ ہونے والی ہیں ان کی خبر دیتے تھے۔ آگاہ ہو کہ علم غیب خاص اللہ تعالیٰ کو ہے اور غیب کی خبریں جو زبان مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور زبان سے بعض ولیوں کے ظاہر ہوئیں۔ سو وحی یا الہام سے۔ الخ بلفظ صفحہ ۹۱ سطر ۲۱۔

اقول:- مجیب صاحب اس عبارت سے یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب نہ تھا اور تحریف کر کے لفظ ”بعض“ اپنی طرف سے لکھ دیا۔ جو کتاب میں نہیں ہے۔ اور اس کے آگے جو مناجات النبوة ہیں مجیب کے خلاف تھا وہ دیا بتنا چھوڑ دیا گیا۔ عبارت جو چھوڑ دی گئی ہے وہ یہ ہے۔ آگاہ ہو کہ یہ بات یعنی حضرت نے جو غیب کی خبریں دی ہیں۔ مانند دریائے بے انتہا کے ہیں۔ بلفظ مناجات النبوة جلد اول صفحہ ۳۷ سطر ۱۲۔

یہ آپ کی ایمانداری اور دیانت ہے۔ افسوس!!

ناظرین! مجیب صاحب کے نزدیک کتاب مناجات النبوة مصنفہ حضرت شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ کی (جو کتاب مدارج النبوة کا اردو ترجمہ ہے معتبر ہے جس کی سند آپ نے پیش کی۔ خواہ تحریف کر کے اور اصلی عبارت مخالف کو چھوڑ کر یہی سہی میں نے اسی کتاب مناجات النبوة میں سے آٹھ سے زائد عبارات لکھ کر علم غیب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ثابت کیا ہے مگر افسوس ان پر نظر ہی نہ کی۔ لیجئے اختصاراً یہاں بھی لکھتا ہوں۔

۱۔ اللہ تبارک و تعالیٰ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علوم و اسرار کو یعنی جو کچھ موجود ہے اور جو آئندہ ہوگا۔ سب کچھ تعلیم فرمادیا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وعلمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیماً مناجات النبوة جلد اول صفحہ ۷۲۔

۲۔ احادیث معراجیہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرمادیا۔ مجھے پروردگار نے علم اولین اور علم الآخرين اور تعلیم یعنی سکھایا مجھے طرح طرح کے علم کے تئیں۔ ایک علم ایسا تھا کہ عہد لیا مجھ سے میرے پروردگار نے اس کے پوشیدہ رکھنے کا کہ کسی سے نہ کہوں اور کوئی اس کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ سو میرے دوسرے ایک علم تھا کہ مختار گردانا مجھے اظہار

اور کتمان کے درمیان اور ایک ایسا علم تھا کہ امر کیا مجھ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے پہنچانے پر طرف خاص و عام کے میری امت کے۔ بلفظ مناج النبوة جلد اول صفحہ ۳۴۲۔

۳۔ اٹھایا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اور پہنچایا عرش معلیٰ پر اور وہاں سے ایک قطرہ میرے حلق میں پڑا اور حاصل ہوئی مجھے خبر اولین کی اور آخرین کی اور روشن کر دیا۔ میرے دل کو دیکھا میں نے اپنے پیچھے سے جیسے دیکھتا ہوں آگے۔ ملقطاً بلفظ مناج النبوة جلد اول صفحہ ۳۴۳ سطر ۱۸۔

۴۔ فاوحی الی عبدہ ما ووحی یعنی وحی کیا پروردگار نے طرف بندہ اپنے کی جو کچھ وحی کیا تمام علوم اور معارف اور حقائق اور پشارات اور اشارات اور اخبار اور آثار اور کرامات اور کمالات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم کرادیئے جن کو سوائے اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی نہیں جانتا۔ ملقطاً مناج النبوة جلد اول صفحہ ۳۴۶ سطر ۵۔

۵۔ منافقوں نے کہا (جیسے کہ اس وقت کے وہابی کہتے ہیں) کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمانوں کی خبر دیتے ہیں مگر فاقہ گم شدہ کا پتہ نہیں۔ منافقوں (وہابیوں) کی یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی فرمایا۔ میں جو کچھ کہتا ہوں خدا کے حکم سے کہتا ہوں اور خدا مجھے بتلا دیتا ہے اور فرمایا کہ ناقہ فلاں جنگل میں ہے۔ اس کی مہار ایک درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی ہے لوگ وہاں گئے اور اسی جگہ سے ناقہ دستیاب ہوئی۔ ملقطاً مناج النبوة جلد اول صفحہ ۱۲۔

شب معراج کے بعد کی کوئی آیت یا حدیث منکرین پیش کریں جس میں نفی علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درج ہو مگر کبھی ایسا نہ کر سکیں گے

افسوس کی بات ہے کہ مجیب نے ان تمام باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ کتاب مسلمہ و معتبر ہے۔ خود سے تحریف کر کے ایک عبارت کو لیا جو ان کے خود مخالف تھی اور باقی تمام وہ باتیں جو تصدیق علم غیب میں تھیں۔ ان کو چھوڑ دیا وہی مثال۔۔۔۔۔ پوری کردی دوسرا امر یہ ہے کہ مجیب صاحب نے اپنی دلیل کتاب مناج النبوة سے پیش کر کے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے۔ اچھایوں ہی سہی۔ جب علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے تو انکار کیوں۔ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب بطور معجزہ اور اعجاز کے دیا ہے۔ یاد دیا جا چکا ہے تو اس کا انکار نری جہالت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسر شان ہے یا پھر یہ ثابت کرنا چاہئے کہ یہ معجزہ چند یوم کے لئے دیا گیا تھا اور پھر فلاں تاریخ و سال سے واپس لے لیا تھا۔ بندہ خدا معجزہ وہی ہے جو منکرین کے عاجز کرنے کے لئے اپنے پیغمبر کی تصدیق کے لئے خداوند تعالیٰ کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ وہ دوا می ہوتا ہے چند روزہ نہیں۔ جب علم غیب اللہ تبارک و تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہی فرمادیا تو انکار کیا اور پھر یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب کا دیا ہوا بھی ماننا شرک ہے یا ان کو ایک بات کا بھی غیب دان جانا شرک ہے۔ کیسی یہودہ بات ہے اور پھر مجیب صاحب کا

یہ لکھنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ذرہ بھر کا بھی علم غیب نہیں تھا۔ اس سے بھی بڑھ کر لغو اور یہودہ بات ہے اور ساتھ ہی اس کا یہ اقبال بھی لکھ دینا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشمار غیبی باتوں کا پتہ بتا دیا۔ کس قدر مجبوط الحواس کی باتیں ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مجیب صاحب بوجہ جدید غیر مقلد ہونے اور پہلی ہی تالیف کرنے کے اپنے دعوے پر دلیل لانے سے معذور ہیں۔ خدا ہدایت دے۔

اصل بات یہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے منکر منافق ہی تھے۔ جسے اس وقت ان کی تقلید گروہ وہابیہ نجدیہ کر رہا ہے جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ منافقین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پر طعن کیا۔ کہ ہم ان میں موجود ہیں مگر وہ ہمارے حالات نہیں جانتے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قال ما بال اقوام طعنوا فی علمی یعنی کیا حال ہے ان لوگوں (منافقوں) کا جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں۔ آئیں اور پوچھیں مجھ سے جو کچھ کہ چاہتے ہیں قیامت تک کے حالات میں سب کچھ بتاؤں گا۔ اس حدیث شریف کو میں نے اپنی کتاب انوار کے صفحہ ۱۲۳ میں درج کیا ہے اور بہت سی احادیث لکھی ہیں غرضیکہ میں نے اپنی کتاب میں اعتراضات وہابیہ کے جوابات دینے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے اثبات میں آٹھ آیات قرآنی اور انیس کتب تفسیر و سیر علماء حقانی اور بائیس احادیث رسول سردار مرسلانی اور چودہ کتب سر علماء رحمانی پیش کی ہیں۔ مگر جواب نداد۔

علاوہ ازیں میں نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۸۲ میں نتیجہ آخر علم غیب کے عنوان سے قرآن شریف اور معتبر کتب تفسیر یعنی تفسیر حضرت امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۱۰۵ اور تفسیر درمنثور حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کی جلد سوم صفحہ ۱۵۴ سے ثابت کیا ہے کہ جو کوئی شخص علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استہزاء انکار کر کے وہ منافق، کافر اور مرتد ہے۔ اس کا جواب تو ضروری تھا مگر کچھ نہیں ہو سکا۔ یہ طبیب صاحب تو کیا جواب دیتے ان کے بڑے مولوی ثناء اللہ امرتسری جواب نہ دے سکے۔ دیکھو میری اور مولوی ثناء اللہ کی تحریری بحث ازالۃ الريب عن محث علم الغیب جو انجمن نعمانیہ لاہور میں دو حصوں میں چھپ چکی ہے اور سنئے مجیب صاحب اپنی اظہار علیت کا ایک لطیفہ اس طرح پر لکھتے ہیں۔

قولہ:- اگر میں لاہور سے روانہ ہو کر لدھیانہ پہنچوں اور وہاں جا کر قاضی فضل احمد کو بتا دوں کہ لاہور میں آج ایک مکان جل گیا اور آٹھ آدمی مر گئے اور پچاس پیدا ہوئے تو جو شخص قاضی فضل احمد کو علم الغیب کہے وہ عاقل ہے یا پاغل۔ بلفظ صفحہ ۹۳ سطر ۱۳۔

اقول:- سبحان الله يا لاحول ولا قوة الا بالله العلي العظيم!! کیا کہنا ہے ایسی تمثیل لا جواب میں اور عاقل اور پاغل کا جملہ بھی علمی لیاقت کا نمونہ ہے۔ اس لئے کہ لفظ عاقل میں صرف ع ہے۔ اس لئے کہ لفظ پاغل میں صرف غ داخل کیا گیا اس علمی لحاظ سے کہ حرف ع کے بعد حرف غ ہی ہوا کرتا ہے لہذا عاقل کے بعد پاغل ہی ہونا چاہیے۔ اس کے صحیح ہونے میں کلام نہیں۔ اللہ! اللہ!! اس لیاقت کے طبیب بھی پانچوں سواروں میں شمار ہونے کے لئے تیار ہیں۔

بندہ خدا! آپ نے علم کی تعریف کو ہی نہیں سمجھا۔ پہلے میری کتاب کے صفحہ ۱۱۲ سطر ۱۱ کو ہی دیکھ لیا ہوتا۔ تو آج آپ کو یہ ندامت اور خجالت کا منہ دیکھنا نہ پڑتا۔ میں نے تفسیر کبیر اور تفسیر عزیزی فتح العزیز وغیرہ سے دکھلایا ہے۔ کہ علم غیب اس کو کہتے ہیں جو خواص خمسہ سے باہر ہو یعنی نہ وہ سننے میں آئے نہ دیکھنے میں نہ سونگھنے میں، نہ چکھنے میں، نہ چھونے میں۔ فرمائیے۔ آپ کی تعریف اور تمثیل کس میں آتی ہے اور تمثیل بھی بدخبری اور بدفالی میں دی۔ اس کی تمثیل یوں ہو سکتی ہے کہ آپ اپنے موضع کوٹ بھٹہ سے یہاں لودھیانہ میں آئیں اور میں آپ کو بتا دوں کہ آپ کے موضع میں ایک ہفتہ کو (شنبہ) کے دن آگ لگے گی۔ اور اس میں آپ کا سب اسباب، کتب طب و ادویات وغیرہ جل جائے گا۔ مگر آدمیوں کی جان بچ جائے گی اور یہ آگ آپ کے گھر کے چراغ سے لگے گی۔ اس کے بعد ایک ہفتہ کے اندر (شنبہ) ہی کے روز یہ واقعہ وقوع میں آئے اور بعینہ میرے کہنے کے مطابق ہوتا اس کو علم غیب کہتے ہیں۔ اب سمجھے اگر نہیں سمجھے تو آپ سے خدا سمجھے۔

قولہ:- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں ایک طول طویل بحث لکھ دی۔ گویا اب بہتان دور کر رہے ہیں۔ الخ بلفظ صفحہ ۸۶ سطر ۶۔

اقول:- یعنی جب آپ بہتان عظیم کا دوبارہ اعادہ کر رہے ہیں تو مناقب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ضرور آپ کے دل میں تیر کی طرح کام کرتے ہوئے پار نکل گئے ہوں گے۔ جب اللہ تعالیٰ خود اس بہتان کہ بہتان عظیم فرما رہے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بہتان عظیم کی نفی فرما رہے ہیں تو پھر بھی آپ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا پر وہی بہتان لگا رہے ہیں جبکہ آپ کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور عزت دل میں نہیں ہے۔ تو آپ کو مناقب حضرت عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے کیونکر پسند ہو سکتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

قولہ:- پھر مناقب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد بغیر دلیل پیش کرنے کے یونہی لکھ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہتان کی کما حقہ واقفیت تھی مگر اس واسطے خاموش رہے کہ خود اللہ کریم ہی بریت بھیجیں گے تو بہتان کا اظہار ہو جائے گا مگر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ معترض نے ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد یہ جواب کہاں سے چھانٹا۔ بلفظ صفحہ ۸۶ سطر ۹۔

اقول:- عجیب طبیب صاحب کو جھوٹ بولنا اور لوگوں کو دھوکا سب حلال ہے۔ ناظرین! یاد رکھیں کہ جھوٹے آدمی کا کبھی اعتبار نہیں ہوا کرتا۔ کیونکہ وہ وعید لعنت کا مورد ہے۔ آپ نے بالکل جھوٹ لکھ دیا کہ ”بغیر دلیل کے یونہی لکھ دیا۔“ ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد یہ جواب کہاں سے چھانٹا۔ مگر افسوس میری کتاب کو نہ دیکھا اور نہ دیکھنے کی کوشش کی۔ اسی واسطے میں بار بار لکھتا چلا آ رہا ہوں کہ عجیب نے میری کتاب کو بوجہ غیظ و غضب کے پڑھائی نہیں۔

دیکھئے! میں نے قرآن شریف، تفسیر کبیر، صحیح بخاری، شرح صحیح بخاری، مشاق الانوار، صحیح مسلم، ارشاد الساری اور وسیلہ جلیلہ کتب معتبرات کو اپنے دلائل میں پیش کیا کہ حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کلیتہً افک سے آگاہی تھی۔ اسی واسطے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر قسم کہا کریوں فرمایا۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یعدرنی من رجل بلغنی اذہ فی اہل بیتی فواللہ ما علمت علی اہلی الا خیرا (مشق علیہ) یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون شخص ہے بدلہ لینے والا اس شخص سے جس کی مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس نے ایذا دی ہے۔ میری گھر والی کو قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کہ میں اپنی بیوی کو پاک جانتا ہوں۔ فقط۔ دیکھو میری کتاب انوار آفتاب صداقت کے صفحات ۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ اور مشورہ وغیرہ کا ذکر ۵۸۸ تک۔ دن کے وقت سورج کی موجودگی کا انکار کرنا عجیب صاحب کا ہی حوصلہ اور دل و گردہ ہے۔ خدا ہدایت دے۔

قولہ:- اعتراض نمبر ۱۰-۱۱ کا جواب۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فقط روضہ کی زیارت کو سفر کرنا۔ یا آپ کے روضہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا۔ ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم فادعوہم فلیستجیبوا لکم ان کنتم صدقین۔ (پ ۹-ع ۱۳) بلفظ صفحہ ۹۵ سطر ۲۱ یعنی جن لوگوں سے تم دعا کرتے ہو۔ وہ بھی تمہاری طرح آدمی ہیں۔ پس پکارو ان کو تاکہ جواب دیں تم کو اگر تم سچے ہو۔ بلفظ صفحہ بالا ۹۵۔

اقول:- عجیب محرف اپنی عادت تحریری سے لاچار ہے۔ میرے عنوان مندرجہ کتاب انوار آفتاب صداقت کے صفحہ ۱۸۲ کی تحریر کے خلاف ان دوسطروں میں اس طرح تحریف کی ہے۔

(۱) میں نے دو جگہ الفاظ روضہ مطہرہ لکھا ہے۔ مگر یہاں بجائے اس کے صرف لفظ روضہ لکھا ”لفظ مطہرہ لکھنا ان کے نزدیک شرک ہے“

(ب) میں نے ہر دو جگہ لفظ شرک لکھا ہے۔ اس کو بھی حذف کر دیا ہے۔

(ج) میں نے لفظ تعظیم لکھا تھا۔ اس نے اس کو شرک سمجھ کر ترک کر دیا۔

(د) میں نے درود شریف میں لفظ الہ لکھا تھا۔ اس کو بھی سمجھ کر چھوڑ دیا۔ حالانکہ خود عجیب صاحب نے یوں لکھا ہے۔

”حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس درود شریف میں میری آل کا نام نہ ہو وہ ناقص ہے۔“ بلفظ صفحہ ۱۰۴ سطر ۲۵۔

”دیگر اس را فضیحت و خود را فضیحت۔“

اس کے آگے آپ نے ایک آیت شریف لکھی۔ اس کا حوالہ بھی غلط اور ترجمہ بھی غلط اور میرے مضمون سے بے تعلق۔ صحیح ترجمہ آیت شریف کا یہ ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے فارسی ترجمہ میں لکھتے ہیں۔ ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم کسانیکہ عبادت میکنند ایشان را بجز خدا بندگانند شا۔ یعنی تحقیق جن لوگوں کی وہ عبادت کرتے ہیں۔ خدا کے سوا وہ بھی تمہاری طرح بندے ہیں۔

تفسیر حسینی و دیگر تفاسیر میں لکھا ہے۔ یہ حکم مشرکین کی نسبت ہے۔ مگر آپ نے حسب عادت وہابیہ اس آیت شریف کو بھی

مسلمانوں پر چسپاں کر دیا جیسے کہ پہلے اس کا ذکر مولوی اسماعیل دہلوی کی عادت کی نسبت حدیث شریف کی پیش گوئی کے مطابق ہو چکا ہے۔ عجیب صاحب نے یہ آیت شریف روضہ مطہرہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ممانعت اور شرک ہونے پر لکھ دی تاکہ وہابی جاہل سمجھیں کہ زیارت روضہ منورہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت شریف کے مطابق شرک ہے۔ العیاذ باللہ۔

اور یہ کمال کیا کہ ان الذین تدعون الایۃ کے معنی یہ لکھ دیئے کہ جن لوگوں سے تم دعا کرتے ہو حالانکہ معنی اس کے اوپر لکھے گئے ہیں کہ جن لوگوں کی تم (اے مشرک) عبادت کرتے ہو۔ تمام مترجمین و مفسرین کے خلاف دعا کا ترجمہ کر دیا اور خود اسی آیت شریف کا ترجمہ اپنی اسی کتاب میں صفحہ ۸۰ سطر ۱۵ پر یوں کرتے ہیں ”پیشک تم لوگ جن کو پکارتے ہو“ دروغلو را حافظہ نباشد۔

عجیب صاحب کے نزدیک اس آیت شریف کے مطابق روضہ مطہرہ کی زیارت کرنا اور ان کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا اور الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنا شرک ہے اور مشرکین کا کام ہے۔ واہ وہابیو! تفقہ فی الدین اسی کا نام ہے۔ ایسے ہی وہابیہ میں مجتہد ہیں۔

قولہ:- زمانہ حال میں اکثر جاہل صوفیا کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ اپنے پیرومرشد کی قبر کی زیارت ان کے اعراس کو بیت اللہ کی زیارت کے برابر بلکہ اس سے بھی بدرجہا بڑھا رہے ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۹۵ سطر ۲۶۔

اقول:- عجیب صاحب کیا بہکی ہوئی باتیں کر رہے ہیں۔ میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیارت اور تعظیم کا ذکر کرتا ہوں۔ اور آپ جاہل صوفیا کا قصہ بیان کرتے ہیں۔ ذرہ ہوش میں آؤ۔ فضول گوئی سے کوئی کام نہیں چلتا۔ وہی سوال از آسمان و جواب از ریسمان۔ ایسی باتوں کا جواب جاہلان باشند نموشی۔

قولہ:- علامہ مکی الدین محمد برکوی حنفی رسالہ زیارت میں لکھتے ہیں کہ سلمہ بن دردان تابعی کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کرتے اور پھر قبر کی دیوار کے ساتھ پشت ٹیک کر قبلہ رو ہو کر دعا کیا کرتے تھے۔ بلفظہ صفحہ ۹۶ سطر ۲۵-۲۶۔

رسالہ مذکور صفحہ ۱۳۵ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ سلام کے وقت بھی قبلہ کی طرف ہی رخ کرے اور قبر کی طرف منہ نہ کرے۔ بلفظہ صفحہ ۹۶۔

اقول:- شاباش وہابی موحودو! ابتدا ہی سے راندہ درگاہ ہو۔ تمہارا منہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پہلے ہی ابن سعود مردود نجدی نے جو حال میں تمام مقابر و مساجد و مزارات و قبور جنت المصلیٰ مکہ معظمہ اور جنت البقیع کے تمام مزارات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ و اہل بیت و ازواج مطہرات و بیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن و حضرت ابراہیم فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کے سب منہدم کر دیئے ہیں۔ صرف روضہ مطہرہ گنبد خضرا باقی ہے۔ اس کی بھی خبر نہیں دیکھو اخبار ریاست درجہ حاج کی شہادت ۱۲ منہ۔

سے پھرا ہوا ہے اور تم نے اپنی پشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پہلے ہی کر رکھی ہے۔ محمد برکوی ایسا ہی گستاخ ہے جسے محمد بن عبد الوہاب نجدی یا محمد لکھوی یا محمد بکن والہ، پکا غیر مقلد جھوٹا حنفی ہے۔ اس کے کہنے کو کون مانتا ہے۔ البتہ عجیب جدید غیر مقلد اس کو معتبر اور حنفی لکھتا ہے۔ اس کی تحقیقات انشاء اللہ تعالیٰ کی جائے گی کہ یہ محمد برکوی کون ہے اس نے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر بھی یہ افترا قائم کیا ہے کہ سلام کے وقت مزار مبارک کی طرف منہ نہ کرے بلکہ پشت کرے۔ نعوذ باللہ منہا۔ واہ رے مفتری۔

میں اپنی کتاب میں حضرت امام الامام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول دربارہ زیارت روضہ مطہرہ کتاب معتبر غایۃ الوطار ترجمہ در مختار کے صفحہ ۶۲۴ جلد اول سے اس طرح دکھلا چکا ہوں۔ دیکھو میری کتاب انوار آفتاب صداقت کا صفحہ ۱۹۸ سطر ۱۵۔

بالجملہ قبر شریف کے سامنے قبلہ کو پشت دے کر زیارت کے واسطے کھڑا ہو۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی سند میں ابن عمر سے روایت کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ قبلہ کی سمت سے آئے اور پشت اپنی قبلہ کی طرف کرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی طرف منہ کرے اور کہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور یہی مذہب ہے آئمہ ثلاثہ کا رحمۃ اللہ علیہم الخ بلفظہ۔

دیگر کتب معتبرات فقہ میں بھی اس طرح ثابت ہے۔ ان کے سامنے برکوی ترکوی کوٹ بھٹوی وغیرہ تمام نجدی کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ جبکہ چاروں مذہبوں (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) کا بھی یہی عمل ہے۔ مگر غیر مقلد چاروں مذہبوں سے خارج اور ال سنّت والجماعت سے خارج۔ اس لئے کہ خارجی ہیں۔ لہذا اسلام سے بھی خارج۔

اب میں صرف آپ کے بڑے بزرگ کی تحریر دکھلا دیتا ہوں تاکہ ان پر بھی آپ کفر و شرک کا فتویٰ لگائیں اور جو مجھ پر اہرام لگا چکے ہیں کہ ایسے بزرگ کو کافر لکھا ہے۔ آپ اس سے بھی بڑھ کر ثابت ہوں۔ وہ آپ کے بزرگ کون ہیں۔ وہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ہیں۔ یہاں دونوں مولویوں حنفیوں برکوی اور گنگوہی کا بھی مقابلہ اور موازنہ ہو جائے گا۔ دیکھئے عجیب صاحب کس کو سچا اور کس کو جھوٹا اور شرک کہتے ہیں۔ ہو ہذا پھر روضہ کے پاس حاضر ہو۔ اور سر ہانے کی دیوار کے کونے پر ستون ہے اس سے تین چار ہاتھ کے فاصلہ سے کھڑا ہو اور پشت قبلہ کی طرف کرے کچھ بائیں طرف کو مائل ہوتا کہ چہرہ شریف کے خوب مواجہ ہووے اور باادب تمام خشوع سے کھڑا ہو زیادہ قریب نہ ہو دیوار کو ہاتھ نہ لگائے کہ محل ادب اور مہیب ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھد شریف میں قبلہ کی طرف چہرہ مبارک کئے ہوئے تصور کرے۔ اور کہے السلام علیکم یا رسول اللہ الخ بلفظہ زبانہ المناسک مولفہ مولوی رشید احمد گنگوہی صفحہ ۱۳۲ سطر ۱۲۔

کہئے! دونوں مولویوں میں سے آپ کے کون سے بزرگ حق پر ہیں اور کون سے باطل پر ہیں برکوی یا گنگوہی؟ ”افسوس اور نہایت افسوس!!“

اللہ! اللہ! وہابیوں کا ایمان اور اعتقاد یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کرنا ہی شرک ہے اور

وہاں حاضر ہونا ہی شرک ہے گر کوئی وہابی غلطی سے مدینہ منورہ میں روضہ اطہر پر حاضر ہو تو اس کو حکم ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ متبرک کی طرف اپنا منہ نہ کرے بلکہ پشت دے کر کھڑا ہو۔

اونا مارا وہابیو!! تمہارا بیڑا قبر جنم میں غرق ہو چکا۔ واقعی اللہ تعالیٰ کا فرمانا قد کفرتم بعد ایمانکم اور قد کفرتم بعد اسلامکم بلاشبہ تمہاری نسبت صحیح ہے۔ پہلی آیت شریف کا نکتہ بعد از جمل ۱۰۸۲ میری کتاب کے صفحہ ۱۸۲ میں لکھا جا چکا ہے۔ کہ وہ مطابق ہے اعداد جمل فرقہ زندقہ نسب نجدیہ اسماعیلیہ وہابیہ دیوبندیہ ۱۰۸۲ کے۔ اور دوسری آیت شریف قد کفرتم بعد اسلامکم کا نکتہ یوں صحیح ہوا کہ اس کے اعداد جمل ۱۱۱۲ گیارہ سو بارہ ہیں اور مطابق ہیں اعداد محمد حسین طبیب امین آبادی وکل آل وہابی نجد و ہندوستان کے گیارہ سو بارہ ہیں۔ ۱۱۱۲

مطابقت پوری ہوئی۔ مبارک ہو

پس ثابت ہو گیا کہ جن وہابیوں نے زیارت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرتے ہیں۔ یہ گستاخی یا سوء ادبی کی کہ ان کی طرف پیٹھ دے کر کھڑے ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منہ کرنا بھی جائز نہ سمجھا۔ تو بس ان کے ایمان اور اسلام کا ستیاناس ہو گیا۔ جن کے ذریعہ جن کی طفیل جن کی مہربانی سے ہمیں ایمان اور اسلام حاصل ہوا تھا۔ آج ان کی طرف پشت کی جاتی ہے۔ العیاذ باللہ۔

اسی واسطے اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں لوگوں کی نسبت فرمادیا کہ قد کفرتم بعد ایمانکم واقعی تم لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور قد کفرتم بعد اسلامکم تحقیق تم اسلام قبول کرنے کے بعد کافر ہو گئے جن کے نکات نے بھی اعداد جمل سے پتہ اور نشان دیدیا کہ واقعی وہ لوگ گستاخ وہابی نجدی اور ہندی ہیں۔ خدا ان لوگوں سے مسلمانوں کو بچائے۔ آمین!! مسلمانو!! ہوشیار ہو جاؤ اور بچو ان وہابیوں، ہندوؤں اور نجدیوں غیر مقلدوں وغیرہم سے جن کی بابت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ ایسا کم و ایامہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم بچاؤ ان سے اپنے آپ کو اور جدور کرو ان کو اپنے پاس سے ایسا نہ ہو کہ یہ تم کو گمراہ کر دیں اور فتنہ ڈال دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد واجب الانقیاد ہے۔ اس کو مت بھولو بلکہ اچھی طرح یاد رکھو۔

ناظرین! آپ خیال فرمائیں کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے کہ زیارت قبور سنت ہے اور چہار شنبہ، پنجشنبہ، جمعہ، ہفتہ زیارت قبول کے لئے مقرر ہیں۔ جیسے حضور نضر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود جدتہ البقیع میں تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ ان کا حکم ہے کہ جب قبرستان میں جاؤ تو پہلے اہل قبور کی طرف منہ کر کے یہ کہو۔ السلام علیکم یا اہل القبور الخ اے صاحبان قبور تم پر سلام آپ ہم سے پہلے یہاں آ گئے ہیں۔ ہم بھی تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں۔ پھر قبلہ کی طرف پشت اور قبر کی طرف لے حکم ہے جیسے اب اس سال ۱۴۳۳ھ کو ابن سعود مرد نجدی نے حجاج کو گم دیا ہے کہ جب وہ روضہ اطہر پر جائیں صلوٰۃ نہ پڑھیں اور روضہ مطہرہ کی طرف نہ کریں۔ بلکہ پشت دے کر کھڑے ہوں۔ دیکھو پرجات اخبار سیاست ماہ جون ۱۹۳۶ء ۱۲۷

اپنا منہ کر کے فاتحہ کہو یہ تو عوام مسلمین کی قبروں کے واسطے اور قبرستان کے واسطے ہے مگر وہابیوں کا ادب اور ایمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت یہ ہے کہ جب تم کسی وجہ سے روضہ مطہرہ پر جاؤ تو وہاں نہ درود شریف پڑھو نہ کوئی دعا کرو۔ بلکہ ان کی طرف پیٹھ دے کر کھڑے ہو منہ بھی ان کی طرف نہ کرو۔ نعوذ باللہ من هذا سوء الاعتقاد۔

قولہ:- قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تشد الرحال الا الى ثلثة مساجد المسجد الحرام و مسجدی هذا والمسجد الاقصی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر کی تکلیف نہ اٹھاؤ مگر تین مسجدوں کی طرف ایک مسجد الحرام دوسری یہ میری مسجد (مسجد نبوی) اور تیسری مسجد اقصیٰ۔ بلفظ صفحہ ۹۸ سطر ۱۰۔

اقول:- اس حدیث شریف سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت نہ کرو۔ اس میں صرف مسجدوں کا ذکر ہے اس حدیث شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان تین مسجدوں کے سوا اور کسی مسجد کے لئے قصد سفر کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن مقامات مقدسہ کا اس حدیث سے کوئی تعلق نہیں۔

افسوس! وہابیوں کا تفقہ فی الدین یہ ہے کہ انہوں نے اس حدیث شریف سے تمام اقسام کے سفر کو ممنوع خیال کر لیا۔ اس واسطے اگر کوئی وہابی حج کے لئے جاتا ہے تو وہ مدینہ منورہ روضہ اطہر پر حاضر نہیں ہوتا۔ اگر غلطی سے چلا جائے تو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی نیت کر لیتا ہے اور اگر روضہ مطہرہ پر جاوے تو پھر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پشت دے کر کھڑا ہوتا ہے۔ ان کی طرف منہ کرنا بھی شرک سمجھتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

میں نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۹۶ سے ۲۰۱ تک آداب زیارت روضہ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درج کئے ہیں اور ان میں حضرت امام الائمہ سراج الامتہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا قول بھی درج کیا ہے۔ مجیب طبیب نے اس طرف دیکھا بھی نہیں جس کو دوبارہ پیچھے اس سے لکھ چکا ہوں۔ مگر آپ نے ایک حدیث لا تشد الرحال الحدیث اپنی کم علمی یا کم فہمی سے ممانعت زیارت روضہ مطہرہ پر لکھ دی۔ اس بارہ میں مثبت دیا جا چکا ہے۔ مگر مجیب صاحب کی تسکین کے لئے ان کے ہی ایک بزرگ مولوی خرم علی وہابی کی تحریر دکھاتا ہوں جن کے ابیات ”شریعت کا تازیانہ“ آپ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۶۹ میں تبرکاً لکھے ہیں وہ کتاب تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار مترجمہ خود ہیں۔ حدیث لا تشد الرحال کے نیچے یوں لکھتے ہیں۔

بعضے کہتے ہیں کہ اس حدیث میں فقط مسجدوں کا ذکر ہے یعنی عبادت کے واسطے سب مسجدیں برابر ہیں سوائے ان تین مسجدوں کے اور کسی شہر کی مسجد میں سفر کر کے جانا درست نہیں۔ سوائے مسجدوں کے اور مکانات کو متبرک جان کر جانا اس حدیث میں منع نہیں۔ واللہ اعلم بلفظ صفحہ ۱۲۲ سطر ۲ مطبوعہ مطبعہ منشی نو لکھنؤ کانپور ۱۲۹۱ھ

اچھا میاں گستاخ وہابیو! زیارت روضہ مطہرہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمہارے نصیب میں نہیں اور نہ خدا تمہارے نصیب کرے۔ کہو تمام مسلمانو! آمین ثم آمین۔

لاکھو مجیب کا رسالہ اثبات التوحید صفحہ ۹۶ اور اس کا جواب ہذا صفحہ ۱۳۹-۱۴۰

حضرات ناظرین! میں نے اسباب میں اپنی کتاب کے صفحہ ۱۹۲ سے ۲۰۱ تک آیات قرآن مجید و احادیث شریف اور کتب فقہ سے زیارت روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کافی طور لکھ چکا تھا۔ مگر اس کا کچھ جواب نہیں دیا گیا۔ صرف دو احادیث شریف کی نسبت ضعیف اور موضوع ہونا اپنے اجتہاد سے لکھ دیا ہے اس کے دلائل یوں پیش کرتے ہیں۔

قولہ:- باقی رہیں وہ احادیث جو آپ سے روایت کی جاتی ہیں۔ یعنی من حج ولہ یزرنی فقد جفانی اور دوسری من زارنی بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی ایسی احادیث کے موضوع یا ضعیف ہونے پر کئی دلائل ہیں۔ پہلی حدیث جس میں لفظ فقد جفانی ہے یہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں ہے دوسرے انہ قال لا تشد الرحال الی ثلثة مساجد الخ اس کے ضعف پر دال ہے۔ تیسرے لا تتخذوا قبری عیداً وصلوا اینما کنتم الخ بھی مذکورہ احادیث کا ضعف ثابت کرتی ہے۔ چوتھے ایک روایت کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں فرمایا: لعن اللہ الیہود و انصاری اتخذوا قبور انبیائہم مساجد یا نجوس مسدابی یعنی مصلیٰ والی روایت جو علی بن حسین (زین العابدین) رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ مذکورہ احادیث کا کما حقہ ضعف بلکہ موضوع ہونا ثابت کر رہی ہے اور اس طرح حدیث جو حسن بن حسین بن علی بن ابی طالب سے منقول ہے۔ یہ چھٹی دلیل ہے۔ بلفظ صفحہ ۹۹-۱۰۰ سطر ۲۷- مذکورہ روایات کے بیان سے یہ معلوم ہو گیا کہ اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی غرض کے لئے زیارت روضہ مطہرہ کو سخت مکروہ جانتے تھے۔ بلفظ صفحہ ۱۰۰ سطر ۱۲۔

اقول:- عجیب طبیب ایسے بیباک ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت میں آکر احادیث صحیحہ کو بھی ضعیف اور موضوع بنا دیا۔ اور اس پر دلائل کیسے بودے کہ ایک طالب علم بھی اس پر متحکمہ کرے۔

پہلی دلیل۔ یہ بیان کی کہ یہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں۔ اس لئے موضوع ہے مگر کسی کی شہادت نہیں کہ علماء سلف یا خلف سے کس نے اس حدیث شریف کو موضوع قرار دیا۔ عجیب صاحب نے صفحہ ۱۰۱ پر کئی طرح تمام احادیث کا انحصار صرف صحاح ستہ حدیث کی چھ ہی کتابوں میں سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ کو چھ لاکھ احادیث صحیحہ یاد تھیں۔ مگر صحیح بخاری میں صرف سات ہزار دو سو پچھتر (۷۲۷۵) احادیث درج ہیں۔ کہنے باقی پانچ لاکھ بانوے ہزار سات سو پچیس (۵۹۲۷۵) احادیث صحیحہ کہاں ہیں ان کا پتہ دیجئے۔ اسی طرح حضرت مسلم علیہ الرحمۃ کے پاس تین لاکھ صحیح احادیث تھیں جن میں سے صحیح مسلم میں صرف بارہ ہزار احادیث لکھی گئیں۔ باقی دو لاکھ اٹھاسی ہزار احادیث کہاں ہیں۔ جو صحیح تھیں ان کا پتہ بتلائے کہ وہ کہاں ہیں۔ (دیکھو اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا دیباچہ۔)

علیت اور واقفیت یہ کہ تمام احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف صحاح ستہ میں ہی تصور کر کے انحصار کر لیا۔ ذرہ ہوش کیجئے۔ اپنی زبان سے بلا تحقیق و تصدیق محدثین و مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ موضوع کہہ دینا بزرگان دین محدثین و مجتہدین کی سخت توہین ہے۔ آپ کی پہلی دلیل رد ہوئی اور یہ بھی کہنے کہ آپ کے پاس کوئی آیت یا حدیث اس امر کی بابت ہے کہ جو حدیث صحاح ستہ میں ہے۔ وہی صحیح اور ماننے کے قابل ہے۔ اور باقی کوئی حدیث کی کتاب ہی نہیں اور صحاح ستہ کس حدیث

کے مطابق نام رکھا گیا۔ اور سب سے بڑا تعجب یہ ہے کہ حضرات جامع صحاح ستہ سب کے سب مقلدین آئمہ مجتہدین تھے جو آپ اور تمام وہابیہ غیر مقلدین کے نزدیک وہ مشرک ہیں۔ مشرکین کی کتابوں پر آپ کا ایمان کیونکر ہوا اور ان سے سند لینا جائز کیونکر ہوا۔ ذرہ ہوش کر کے سمجھ سوچ کر جواب دیجئے۔

دوسری دلیل آپ کی حدیث لا تشد الرحال ہے جس کا کوئی تعلق روضہ اطہر کے ساتھ نہیں اور جواب اس کا ہو چکا ہے۔ تیسری دلیل آپ کی لا تتخذوا قبری عید الحدیث ہے جو بالکل غلط ہے۔ زیارت روضہ مطہرہ کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ عیدین کی طرح کوئی کام وہاں نہیں ہوتا۔ روضہ اطہر پر صرف قرآن شریف کی تلاوت، درود شریف کی کثرت کے سوا اور کوئی بات نہیں مگر افسوس وہابیہ کے نصیب میں نہیں کہ زیارت کیا ہے پھر پتہ کیسے لگے۔

چوتھی دلیل یہ حدیث شریف لکھی ہے جو بالکل بودی ہے۔ کیونکہ کوئی مسلمان خواہ کسی درجہ کا جاہل ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کو سجدہ نہیں کرتا۔ عجیب صاحب کو کس طرح معلوم ہوا کہ زائرین روضہ مطہرہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ یہ سراسر جھوٹ اور افتراء ہے۔ یہ چاروں دلائل آپ کے ایسے ردی ہیں کہ جن پر ایک ادنیٰ طالب علم بھی مضحکہ اڑائے گا۔ غرض یہ کہ آپ کو اپنے دعویٰ پر دلائل لانے کا ڈھنگ ہی نہیں آتا۔ دعویٰ کچھ دلیل اس کی کچھ۔

اب باقی رہ گئیں دو دلیل جن کے جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں۔ کیونکہ ان ہر دو دلائل میں کوئی حدیث ہی نہیں لکھی جس کا جواب دیا جائے۔

اور سنئے! جن احادیث کو آپ نے ضعیف یا موضوع اپنے دماغ سے لکھا ہے وہ احادیث صحیحہ و قطعی حدیث کی کتاب معتبر میں موجود ہیں اور ان احادیث کو امام محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب میں درج فرمایا ہے۔ اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے کتب احادیث کو لا کر ہندوستان میں شائع فرمایا۔ جن احادیث شریفہ کو ایسے محقق صاحب شریعت و طریقت اپنی کتاب میں سنداً پیش کریں۔ اس کو یہ غیر مقلد جدید و عید ضعیف اور موضوع قرار دیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

آخر پر یہ درفشانی کی کہ اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ نعوذ باللہ منها زیارت روضہ مطہرہ کو سخت مکروہ جانتے تھے۔ اس پر میں سوا تلاوت آیت شریف لعن اللہ علی الکذبین کے اور کچھ نہیں کہوں گا۔ باطل بے دلیل بے سند لکھا۔

میاں! کسی ایک دو صحابہ کا نام لکھا ہوتا کسی کتاب معتبر کا حوالہ دیا ہوتا مگر کچھ نہیں صرف اپنے منہ ناپاک سے کلمات گستاخانہ نکال دیئے۔ حالانکہ میں اپنی کتاب میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا حال عمل لکھ چکا ہوں کہ وہ روضہ اطہر پر حاضر ہو کر نہایت اہم بڑے کے ساتھ استمداد کیا کرتے اور اپنی مرادیں پاتے تھے۔ نابینے بنے ہو گئے۔ گنہگاروں کے گناہ بخشے گئے۔ بارش چاہی بارش ہو گئی، قحط دور ہو گئے وغیرہ وغیرہ۔

اوصاف اس جواب میں بھی بہت کچھ لکھا جا چکا ہے مگر امید اصلاح ایمان موہوم اس سے آگے چل کر عجیب صاحب تمام

مسلمانوں کو بت پرست اس طرح پر لکھتے ہیں۔

قولہ:- پس جو آیات بت پرستوں کے حق میں ہیں گور پرستوں کے حق میں وہی ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۱۰۱ سطر ۲۴۔

اقول:- اس گروہ وہابیہ کی بڑی علامت حسب پیش گوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی ہے کہ جو آیات مشرکوں بت پرستوں کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ جیسے پہلے لکھا جا چکا ہے اور یہاں پر وہ اپنی علامت وہابیہ کو خود پیش کرتے ہیں اور اپنے اجتہاد سے ایسا لکھتے ہیں کیونکہ وہابیہ میں جو مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ اردو تحت اللفظ دیکھ لے وہ کھرا خاصہ محدث اور جو فقہ محمدیہ یا طریقہ محمدیہ اردو پڑھ لے وہ عمدہ مجتہد ہے۔ مجھے یہاں یہ بھی امید نہیں۔ ممکن ہے کہ مجیب صاحب جو کتاب ہیں۔ ان کی کتاب میں آئی ہوں۔ اور ان کی نقل کی ہو۔ بقول شخصے ”نقل را بہ عقل۔“

دیکھئے حضرات! اس مجیب بیباک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیارت و دیگر اولیائے کرام اور علامۃ المسلمین کی قبور کی زیارت کرنے والے اور سنت پر عمل کرنے والے تمام دنیا کے مسلمانوں کو بت پرست قرار دے دیا۔ وہ رے مجتہد۔ تیرا قیاس واقعی آپ وہ ہیں جس نے سب سے پہلے قیاس کیا تھا آپ کے نزدیک بت کفار اور مزارات سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحاب کبار اور اولیائے پرانوار سب برابر ہیں۔ گور پرست اور بت پرست برابر ہیں۔ مسلمان لوگ گور پرست کیونکر ہوئے۔ مشرک تو بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ ان کو سجدہ کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ محض جمادات ہیں۔ زیارت قبور جو سنت اور حکم و فعل رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ مسلمان لوگ تعمیل حکم کر کے سنت ادا کرتے ہیں کوئی وہابی یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ ان قبور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ آرام فرما نہیں ہیں اور وہ زائرین کو شناخت نہیں کرتے اور کون مسلمان ہے جو ان کو سجدہ کر کے ان کی پوجا کرتا ہے؟ کوئی نہیں ہرگز نہیں۔ وہابیوں کو بہتان بندی اور افترا پردازی میں کمال ہے۔

ہاں! بڑے زور سے کہوں گا کہ وہابیہ کا فر پرست اور ہندو پرست، گاندھی پرست ضرور ہیں۔ یہاں تک کہ گاندھی مشرک کو اپنا سردار، رہبر، مذکر، پیغمبر قرار دیدیا۔ جب کہ وہابیہ کے نزدیک روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرانامسا کرنا عین توحید اور ثواب ہے۔ اور اس کا موجود رہنا سخت جرم ہے تو کافر پرستی اور گاندھی مدن موہن مالوی پرستی ان کے لئے کیا مضرب ہے۔ دیکھو مولوی ثناء اللہ غیر مقلد گستاخ وہابی امرتسری (جن پر سب سے پہلے ان کے ہم مذہب جماعت غزنویہ امرت سر سے فتویٰ تکفیر مزین ہے اور وہ فتویٰ ان کے استاد مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مرحوم اور ان کے رفیق اور دوست قبلی مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے دستخطوں سے مزین و معزز ہے) وہ اپنے وعظ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۲۵ء میں یوں کہتے ہیں۔

گنبد مرقدا نور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود کہنا خلاف شریعت ہے اسے ضرور کر دینا چاہیے۔ اگر سلطان ابن سعود نے اسے نہ گرایا تو وہ مجرم ہوں گے اگر اس میں بھی وجہ تامل ہو تو ہمیں اجازت دے کہ ہم وہاں پہنچ کر اس کو گرائیں اور سب سے پہلا شخص میں ہوں گا جو اس پر تیشہ چلاؤں گا (اخبار الفقہ امرت سر ۱۷ اکتوبر ۲۱ دسمبر ۱۹۲۵ء۔

یہاں مجھے ایک حکایت یاد آئی ہے جو مولوی ثناء اللہ امرتسری کے حسب حال ہے۔

حکایت! ایک درزی کو جو لوگوں کے کپڑوں میں سے چورچی کر کے کپڑا رکھ لینے کی عادت تھی۔ اچھے اچھے قیمتی کپڑے امراء کے جب سینے کے لئے اس کے پاس آتے تو وہ ان میں سے ضرور کپڑا چرا لیا کرتا ایک رات کو وہ خواب میں دیکھتا ہے کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور سب کے اعمال ہر ایک کے سامنے دکھائی دے رہے ہیں اس نے بھی دیکھا کہ ایک بڑا علم ہے اس پر وہ تمام پارجات جو اس نے چرائے تھے لٹک رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر نہایت حیران و پریشان اور خوف ہوا اتنے میں آنکھ کھل گئی اور بیدار ہو گیا اور بہت خائف ہو کر رویا اور آئندہ کے لئے فوری توبہ کر دی کہ اب ایسا نہیں ہوگا۔ اپنے شاگردوں کو تاکید کر دی کہ اگر میری نیت میں کسی کے کپڑا چرانے کی صورت پیدا ہو تو مجھے کہہ دینا۔ استاد علم! جب کبھی حسب عادت ایسا موقع ہوا شاگردوں نے کہہ دیا استاد علم! درزی کپڑا چرانے سے رک گیا۔ لیکن ایک دن ایک امیر کا نہایت اعلیٰ قیمتی کپڑا سینے کے لئے آیا تو اس نے اس میں سے کپڑا چرا لیا۔ شاگردوں نے کہا استاد علم! تب اس درزی نے بڑے زور سے کہہ دیا کہ ایں ہم بر علم بعینہ یہی حالت مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد کی ہے جہاں اور سینکڑوں کفران کے علم پر ہیں تو روضہ اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرانے کا ایک کفر کیا چیز ہے۔ یہ بھی اسی علم پر سہی حکایت ختم۔

قولہ:- اعتراض نمبر ۱۱ کا جواب۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جان کر یا محمد یا رسول کہہ کر پکارنا بلفظہ ۱۰۳ سطر ۴۔

اقول:- مجیب صاحب نے یہود و نصاریٰ کی حق استادی تحریف کا پورا کر دیا۔ جو مرنے تک رہے گا۔ دیکھئے۔

اول:- اعتراض کا نمبر ۱۲ ہے۔ آپ نے اٹکھ دیا۔

دوم:- میرا عنوان صرف تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد یا رسول اللہ کہنا شرک ہے۔ مجیب نے الفاظ

”حاضر و ناظر جانکر“ کو اپنی طرف سے بڑھا دیا۔

سوم:- الفاظ یا رسول اللہ میں سے لفظ اسم ذات اللہ کو نکال دیا۔

چہارم:- الفاظ ”کہہ کر پکارنا“ کو اپنی طرف سے زیادہ کر دیا۔

پنجم:- لفظ شرک کو ترک کر دیا۔

غور فرمائیے! مجیب محرف نے ایک سطر عبارت میں پانچ تحریفیں کی ہیں ان لوگوں کی زبان اور تحریر پر کیا اعتبار ہو سکتا۔ کہتے ہوئے لکھتے ہوئے خدا کا خوف ہی نہیں کرتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو حاضر و ناظر جاننا شرک جانتے ہیں۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ کو بھی حاضر و ناظر نہیں جانتے اور ایسے تحریفی کام کرتے ہیں۔

۱۔ یہ مولوی صاحب اس سال ۱۳۴۲ھ حج کو گئے ہیں اور ابن سعود کے مہمان ہیں مزارات جنت البقیع کے گرانے میں مشیر ہیں۔ اپنے وعظ کے مطابق روضہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تیشہ چلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ایسے گستاخ اور دشمن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ پہنچنے کی توفیق نہ دے گا۔ ۱۲ ائمہ۔

قولہ:- مگر معترض نے جو یہ الفاظ لکھے ہیں ”بلا حکم و قدرت اللہ تعالیٰ کے خود بخود استقلال“، پتہ نہیں چلتا کہ فتاویٰ کی کس عبارت یا لفظ سے یہ مراد لی ہے۔ بلفظ صفحہ ۷۳ اسطر ۲۱۔

اقول:- میں اس سے پہلے اعتراضات کا اپنی کتاب میں پتہ دے چکا ہوں اس کو دوبارہ درج کر دیا کہ پتہ نہیں چلتا کہ فتاویٰ کی کس عبارت یا لفظ سے یہ مراد لی ہے۔ ”اس کے آگے نہ دیکھا جو میں نے لکھا ہے کیونکہ ارواح انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ علیہم الرحمۃ کا خدا کے حکم سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا جائز ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یكون الرسول عليكم شهيدا اس کی تفسیر حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی نے فرمائی ہے۔ جس کو اپنی کتاب کے صفحہ ۱۲۴ میں لکھ چکا ہوں۔ اس تمام عبارت کو ترک اور تحریف کر کے منکر ہو گئے اور جواب نہ ہو سکا۔

قولہ:- جناب امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد صاحب سرہندی علیہ الرحمۃ کی عبارت بتا چکا ہوں کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر اولیاء اللہ کی ان کے محبوبوں کی اصلی صورتیں نظر نہیں آتیں۔ بلکہ اللہ کریم مثالی صورتوں سے ان کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ بلفظ۔

اقول:- مجیب صاحب عجیب ہیں۔ خود لکھتے ہیں کہ کتاب اور سنت کے سوادین میں اور کسی کا قول حجت نہیں ہے۔ (صفحہ ۱۰۳ اسطر ۹) اور خود حضرت امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول اپنی حجت میں پیش کرتے ہیں اور ان کو اپنے اعتقاد میں مشرک بھی کہتے ہیں کیونکہ تقلید کرنا ان کے مذہب اور اعتقاد میں شرک ہے اور حضرت امام علیہ الرحمۃ بڑے بڑے پکے مقلد حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ امام علیہ الرحمۃ کے قول پر ایمان رکھتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی مثالی صورتیں لوگوں کو فائدہ پہنچا رہی ہیں۔ اس اقبال سے مجیب خود اپنے عقائد کے مطابق شرک ہو گیا۔ مجیب اپنے دعویٰ پر ایسی دلیل لایا جو اس کے خلاف ہے یہ بھی یاد رہے کہ اولیاء اللہ کی مثالی صورتیں ان کی محبوبوں کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔ لیکن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہی اصلی صورت فائدہ پہنچاتی ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت اصلی ہی بزرگان امت کو دکھائی دیتی ہے۔ مجیب کو لازم تھا کہ کوئی دلیل کتاب اور سنت سے پیش کرتے۔ مگر کچھ نہیں میں قرآن شریف اور احادیث شریف سے ثابت کر چکا ہوں کہ اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدرت و طاقت عنایت ہو چکی ہے کہ وہ فائدہ پہنچائیں۔ جیسے حدیث شریف۔

الحديث دیکھو میری کتاب کا صفحہ ۲۰۵ جس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ بلکہ دس احادیث شریف یا محمد یا رسول اللہ کے کہنے کے جواز میں اور بارہ دیگر کتب معتبرات کی عبارات لکھ چکا ہوں۔ مگر افسوس ان میں سے ایک کا بھی جواب نہیں دیا گیا اور مشیروں معینوں مولویوں نے بھی کوئی مد نہیں دی۔ کسی کی مدد لینا ہی ان کے مذہب میں حرام اور شرک ہے۔ لیکن باوجود ان سب باتوں کے خود اقبال کر کے یوں لکھتے ہیں۔ جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔

(الف) ہاں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارکہ کی چوکھٹ کے سامنے کھڑے ہو کر الصلوٰۃ والسلام

علیک یا رسول اللہ ضرور پکارا جاتا ہے اور دعائے مغفرت مانگی جاتی ہے جو حضور کے لئے خاص ہے۔ بلفظ صفحہ ۱۱۱ اسطر ۲۴۔

(ب) ہاں! الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہنا روضہ مطہرہ کے سامنے جائز ہے۔ بلفظ صفحہ ۱۱۲ اسطر ۶۔ دیکھئے حضرات! مجیب صاحب کی اضطرابی حالت کو یا تو یہ لکھتے ہیں کہ روضہ مطہرہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہیے بلکہ پیٹھ دیکر کھڑا ہونا چاہیے یا یہ لکھتے ہیں کہ ہاں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کے سامنے کھڑا ہو کر والسلام علیک یا رسول اللہ پکارنا اور دعائے مغفرت مانگنا جائز ہے یا یہ کہنا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین زیارت روضہ مطہرہ کو سخت مکروہ جانتے تھے۔ کیسی بہکی ہوئی باتیں ہیں۔ خدا نے عقل سلیم کو سلب کر لیا یہ سوء ادبی کا نتیجہ ہے۔ قولہ:- جو شخص ایسے عامل سنت کو وہابی کہتا ہے وہ مفسد اور بدعتی ہے۔ یہ وہابی کا لفظ خدا جانے ان بدعتی لوگوں نے کہاں سے گھڑ رکھا ہے۔ بلفظ صفحہ ۱۰۶ اسطر ۶۔

اقول:- ہاں! بیشک وہابی جتنا گستاخ بے ادب ہوتا ہی درعامل بالحدیث اور سنت ہوتا ہے۔ اس کے نزدیک سب مسلمان بدعتی ہیں حتیٰ کہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی بھی بدعتی ہیں۔ بدعتی کے معنی اب تک تم کو معلوم نہیں ہوئے اور وہابی کے لفظ پر آپ بہت غیظ و غضب میں آ کر چڑتے ہیں اگر آپ میری کتاب کے باب بست و دوم کو پڑھ لیتے تو آپ کو پوچھنے کی ضرورت نہ رہتی لفظ وہابی تو وہابیوں کا اپنا مقبولہ اور پسندیدہ مفتی بہ ہے جس کو میں ابھی اسی کتاب کے صفحہ ۶۸ میں کر لکھ چکا ہوں۔

قولہ:- اس کا فیصلہ عنقریب ہونے والا ہے اور منصف خود ذات سجاد ہوگی اور گواہ ہمارے سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں گے بلفظ صفحہ ۱۰۶ اسطر ۹۔

اقول:- خوب! یہاں پر مجیب صاحب اپنے علم غیب سے یہ جتلاتے ہیں کہ صرف ہم وہابی لوگ ہی مسلمان اور حق پر ہیں اور باقی تمام دنیا کے مسلمان مشرک اور کافر ہیں۔ عنقریب قیامت کو اس کا فیصلہ ہمارے حق پر ہوگا اور تمام دنیا کے مسلمان مقلدین آئمہ اربعہ تیرہ سو سال سے لے کر اس وقت تک سب کے سب دوزخ میں بھیجے جائیں گے اور ہم ٹھٹی بھرو وہابی اتنی بڑی جنت میں تقویۃ الایمان کے اور اراق بکھیرتے پھریں گے۔ مگر یاد رکھو معاملہ اور فیصلہ برعکس ہوگا۔

ہم کہتے ہیں کہ بلاشبہ یہ فیصلہ ہمارے مسلمانوں کے حق میں ہوگا۔ اور مدعی کی حیثیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے اور گواہ ان کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر تمام امت مرحومہ ہوگی اور عادل حاکم اور منصف ذات باری تعالیٰ ہوگی اور وہابیوں پر فردر قرار داجرم حسب ذیل لگائے جائیں گے۔

(۱) اے وہابیو تم نے مجھ پر جھوٹ بولنے کا الزام لگایا اور وعدہ خلاف قرار دیا۔

(۲) اے وہابیو تم نے مجھے مجسم قرار دے کر عرش پر بٹھایا اور میرا ابو جھ اس قدر بنایا کہ جس سے عرش عظیم چرچہ کرتا ہے۔

(۳) اے وہابیو تم نے میرے پر بے علمی کا الزام لگایا کہ میں بھی علم غیب نہیں جانتا۔ جب ضرورت ہوتی ہے تو معلوم کرتا

ہوں۔

(۴) اے وہابیو تم نے میرے پر یہ الزام لگایا کہ میں عرش سے نیچے نہیں اترتا۔

(۵) اے وہابیو تم نے قرآن شریف کا انکار کر کے مجھ پر یہ الزام لگایا کہ میں تمام معززین انبیاء اور مرسلین اور خصوصاً اپنے حبیب خاتم النبیین کو چارے بھی ذلیل سمجھتا ہوں۔

(۶) اے وہابیو تم نے قرآن شریف کا انکار کر کے مجھ پر یہ الزام لگایا کہ میں تمام انبیاء و مرسلین کو ایک ذرہ ناجائز سے بھی کمتر سمجھتا ہوں۔

(۷) اے وہابیو تم نے یہ بھی الزام لگایا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جبرائیل علیہ السلام جیسے کروڑوں پیدا کردوں گا۔

(۸) اے وہابیو تم نے میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ الزام لگایا کہ انہوں نے کہا ہے کہ میری تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنا۔

(۹) اے وہابیو تم نے ان کی شفاعت کا انکار کیا۔

(۱۰) اے وہابیو تم نے توہیناً میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مردہ سمجھ کر ان کو مٹی میں مل گیا کہا۔

(۱۱) اے وہابیو تم نے علم غیب میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو میں نے ان کو عطا فرمایا تھا۔ انکار کیا اور ماننے والے کو مشرک کہا۔

(۱۲) اے وہابیو تم نے روضہ مطہرہ میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو مشرک قرار دیا اور اس کو صنم اکبر سمجھ کر گرا دینا ثواب مانا۔

(۱۳) اے وہابیو تم نے میرے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کو مشرک قرار دیا۔

(۱۴) اے وہابیو تم نے توہیناً زیارت روضہ مطہرہ کے وقت پیچھے دے کر کھڑے ہوئے۔

(۱۵) اے وہابیو تم نے یا محمد یا رسول اللہ کہنے والے کو مشرک بنا دیا۔

(۱۶) اے وہابیو تم نے میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی زید و عمرو بچہ طفل پاگلوں ڈنگروں حیوانوں چوپاؤں کے ساتھ تشبیہ قبیح دے کر ان کی توہین سخت کی۔

(۱۷) اے وہابیو تم نے یہ کہا کہ میرا حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہے۔

(۱۸) اے وہابیو تم نے توہیناً میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے شیطان کے علم کو زیادہ کہا۔

(۱۹) اے وہابیو تم نے میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتیل اور گدھے سے بدتر کہا۔ العیاذ باللہ۔

(۲۰) اے وہابیو تم نے روضہ مطہرہ میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صنم اکبر کہا اور اس کی زیارت کرنا شرک ٹھہرایا۔

(۲۱) اے وہابیو تم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین و تبع التابعین و آخر مجتہدین و محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین اور

مسلمین خواص و عوام کا راستہ چھوڑ کر محمد ابن عبد الوہاب نجدی، ابن تیمیہ، ابن قیم، اسماعیل دہلوی، نذیر حسین دہلوی، محمد حسین بٹالوی، محمد لکھوی، ثناء اللہ امرتسری کے پیچھے لگ کر میری اور میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت توہین کی۔

(۲۲) اے وہابیو تم نے مکہ معظمہ پر تغلب کر کے مسجد جن، مسجد نمبرہ، مسجد ابوقتیس، مسجد حضرت بلال، مسجد انا اعطینا الکلوثر کو بری توہین کے ساتھ گرایا۔

(۲۳) اے وہابیو تم نے قبہ مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قبہ حضرت خاتون جنت فاطمہ الزہرا کو بہت بری طرح توہیناً مسمار کر دیا۔

(۲۴) اے وہابیو تم نے مزار مبارک میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو سخت توہین کے ساتھ گرایا اور اس پر بند و قیں ماریں اور اس کو کھود کر اس میں پیشاب کیا اور پھر کہا کہ اپنی پوجا کرواتی رہی ہے اب اٹھ کر ہمارا مقابلہ کر۔

(۲۵) اے وہابیو تم نے مزار مبارک آمنہ میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کو تمام قیمت بزرگان دین کو توہیناً گرا دیا۔

(۲۶) اے وہابیو تم نے طائف میں بے گناہ سادات ہاشمی و شیبی کے بوڑھوں اور بچوں اور سید زادیوں کو قتل کیا اور ان سے زنا بالجبر کر کے ذبح کیا۔

(۲۷) اے وہابیو تم نے مدینہ منورہ کے جنت البقیع کے تمام مزارات اہلبیت و حضرت خلیفہ ثالث ذوالنورین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو گرا دیا اور روضہ مطہرہ پر بھی گولہ باری کی۔

(۲۸) اے وہابیو تم نے مسجد اور مزار حضرت امیر حمزہ سید الشہداء کو مدینہ منورہ میں توہیناً گرا دیا۔

(۲۹) اے وہابیو تم نے اہالیان مدینہ منورہ کو محصور کر کے ان کا آب و دانہ باہر نکلنا چلنا پھرنا بند کر کے ان کو فاقوں سے لاچار کیا اور سخت ایذا دی۔

(۳۰) اے وہابی مولویو اور وہابیو تم نے مساجد و مقابر و مآثر و قباب کے گرانے کے جواز و ثواب پر فاقوی لکھے اور تمہارے وہابی اخبار زمیندار نے ان کو شائع کیا۔

(۳۱) اے وہابیو تم نے مزارات و مقابر و قباب حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً کو لات و عزئی قرار دے کر ابن سعود مردود کی حمایت کی۔

(۳۲) اے وہابی مولویو تم نے عوام کو دھوکا دینے کی غرض سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف ایک حدیث لگائی کہ حضرت میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے کہ جو قبور بلند جن پر تصاویر و تمثال ہیں۔ ان کو گرا کر زمین کے برابر

کردو۔ یہ حکم یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی قبور کی بابت تھا۔ جن پر نجسی اور تصاویر مردوں کی لگی ہوئی تھیں۔ تم نے اس حکم کو دھوکا دے کر مسلمانوں کے مزارات پر لگا دیا اور سب مقابر و مآثر و مزارات جنت معلیٰ اور جنت البقیع کو مسمار کر دیا۔

(۳۳) اے نجد اور ہند کے وہابیو! تم سب اس بات پر جمع ہو گئے کہ یہ تمام کام جو رستم و انہدام مساجد و مقابر و مآثر جو ابن سعود مردود نے کئے ہیں۔ وعین شریعت کے مطابق ہیں۔

(۳۴) اے وہابیو! تم نے خلافتی لیڈروں کے زیر سایہ ہو کر ابن سعود مردود کی کارروائی ظلم و ستم پر اس کو مبارک باد کی تاریں دیں۔ چراغاں کر کے بڑی خوشی منائی۔

(۳۵) اے وہابیو! تم نے جگہ بہ جگہ سنی خفیوں پر حملے کئے۔

(۳۶) اے وہابیو! تم نے امرتسر میں حکیم معراج الدین احمد ایڈیٹر اخبار الفقیہ پر حملہ کیا۔ ہم نے اس کو بچایا۔

(۳۷) اے وہابیو! تم نے بمبئی میں ہمارے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت سید پیر جماعت علی شاہ علی پوری پر حملہ کیا۔

(۳۸) اے وہابیو! تم نے ہمارے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل مولانا مولوی سید، سید احمد فرزند سید محمد دیدار علی شاہ مرحوم، امام و خطیب جامع مسجد وزیر خان لاہور پر چھریوں سے حملہ کر کے زخمی کیا اور ہم نے اس کی جان بچائی۔

(۳۹) اے وہابیو! تم نے اپنے بھائی زمیندار کی ترغیب سے ایسا حملہ کیا اور وہ فوراً بھانہ سازی کر کے ابن سعود مردود کے پاس مکہ معظمہ کو چلا گیا۔

پس اے وہابیو! یہ انتالیس فرد جرم تم پر لگائے جاتے ہیں اور ہم خود جانتے ہیں۔ لیکن تمہارے برخلاف ہمارے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بموجب حکم ازلی یکون الرسول علیکم شہیدا شہادت دیتے ہیں۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب الہی میں شہادت کے لئے قیام فرما کر اس طرح عرض کریں گے۔

اے کریم والے رحیم تو خالق کل سے ہے تو ستار العیوب اور غفار الذنوب اور غلام الغیوب ہے۔ تیرے سامنے کچھ پوشیدہ نہیں۔ علیم بذات الصدور ہے تو آج اس شان پر ہے کہ لمن الملك اليوم لله واحد القهار اليوم تجزی کل نفس

بما کسبت لا ظلم اليوم ان الله سریع الحساب (سورہ مؤمن) باوجود خود علیم ہونے کے میری گواہی طلب فرمائی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بلا شک و شبہ ان لوگوں نے حضور واحد خالق و مالک کی سخت توہین کی اور میری بھی بغایت درجہ

اہانت کر کے سخت ایذا دی ہے حالانکہ یہ لوگ تیری کلام پاک کی تلاوت کرتے تھے۔ والذین یوذون رسول الله لهم عذاب الیم (سورہ توبہ) (جو لوگ اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے عذاب دردین والا ہے۔ ۱۲ منہ) ان الذین

یوذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنيا والآخرة واعد لهم عذاباً مہیناً (سورہ الاحزاب) (بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں۔ لعنت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے رسوا

کرنے والا عذاب تیار کیا گیا۔ ۱۲ منہ) اور یہ بھی پڑھتے تھے واللہ العزیز ولسوہ وللمؤمنین ولكن المتفقین لا یعلمون (سورہ المنافقون) (اللہ تعالیٰ ہی کے لئے عزت ہے اور اس کے رسول کے لئے اور مومنوں کے لئے لیکن منافق نہیں جانتے۔ ۱۲ منہ) اور یہ بھی روزمرہ پڑھتے تھے تعزیر وہ و توفروہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرو اور عزت کرو۔ ۱۲ منہ) اور ورفعنالك ذکرک (میں نے آپ کا ہر جگہ ذکر بلند کیا۔ ۱۲ منہ) اور تمام قرآن شریف کو پڑھتے مگر تیری قدرت ہے کہ ان کے حلق کے نیچے ایمان کے ساتھ نہیں اترتا تھا۔ میں نے تیرے حکم سے بطور پیش گوئی اس قوم کا حال جو قرب قیامت کو پیدا ہونے والی تھی۔ بیان کر دیا تھا۔ یہ وہی قوم ہے جو اسلام سے تیر کی طرح نکل گئی اور پھر واپس نہ ہوئی۔

میرے علماء امت نے بھی جو بنی اسرائیل کے نبیوں کی شان رکھتے تھے ان کو بہت سمجھایا۔ تحریراً تقریراً واضح طور پر راہ راست بتلائی مگر ان کی سمجھ میں نہ آیا۔ ہزاروں کتابیں بھی ان کے سمجھانے کی خاطر لکھی گئیں چنانچہ ایک کتاب حال ہی میں لکھی گئی۔ جو علماء پنجاب و ہندوستان کی تصدیق ہو کر شائع ہوئی جس کا نام ”انوار آفتاب صداقت“ ہے اس کے جواب میں ایک طبیب نے یہ چند اوراق خرافات لکھے ہیں اور اسی نے اس فیصلہ الہی کی خواہش کی ہے مگر راہ راست قبول نہیں کیا۔ یقین ہے کہ جیسے دنیا میں یہ میرے حکم کو مانتے نہ تھے۔ ایسے ہی یہاں میری شہادت پر معترض ہوں گے بلکہ منکر ہوں گے اب اے قادر مطلق اپنے حکم کے مطابق اليوم نختم علی افواہهم وتکلمنا ایدیہم وتشہد ارجلہم بما کانو یکسبون (سورہ یاسین) (آج ہم ان کے منہوں پر مہر کر دیں گے اور بلوائیں گے ان کے ہاتھوں کو اور گواہی دیں گے ان کے پاؤں جو کچھ کہہ کرتے تھے) اور شہد علیہم سمعہم و ابصارہم وجلودہم بما کانو یعملون (سورہ عبہ) (گواہی دیں گے ان کے برخلاف ان کے کان ان کی آنکھیں اور ان کی تمام جسم جو عمل کرتے تھے۔ ۱۲ منہ) ان کے منہ کو بند کر کے ان کے اپنے جوارح کی شہادت لی جائے تاکہ پھر ان کو عذر باقی نہ رہے۔ تب اللہ تبارک و تعالیٰ وہابیوں کے منہوں کو بند کر کے ان کے ہاتھوں اور پاؤں اور کانوں اور آنکھوں اور جسموں سے دریافت فرمائے گا اور وہ تمام حالات ذرہ ذرہ بیان کر دیں گے اور مقدمہ پورے طور پر ثابت ہو کر حکم الہی نافذ ہوگا۔ کہ ان تمام وہابیوں نجدیوں اسماعیلیوں کو پابزنجیر کر کے داخل جہنم کیا جاوے۔ سو فوراً داخل جہنم ہو جائیں گے۔ قصہ ختم۔

قولہ:- اعتراض نمبر ۱۲ کا جواب۔ بلفظ صفحہ ۱۰۶ سطر ۱۶ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل اور پیدا کرنا داخل قدرت الہی ہے۔)

اقول:- عنوان نمبر ۱۳ کو غلطی سے نمبر ۱۲ لکھا ہے اور دراصل صحیح عنوان میری کتاب میں یوں لکھا ہے۔

عقیدہ نمبر ۱۳ وہابیہ دیوبندیہ

عقیدہ نمبر ۱۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے۔ ملخصاً تقویۃ الایمان صفحہ ۳۱ مجیب صاحب نے اپنے امام الطائفہ کی تصدیق کر کے اقبال کے واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح اور بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔

مگر افسوس میری تحریر کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ میں نے چار آیات قرآنی اور پانچ احادیث صحیحہ اور پانچ کتب تفسیر و علم و کلام فقہ سے عدم نظیر سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہونا دکھلایا ہے مگر افسوس ایک کا جواب بھی نہیں دیا گیا صرف دو تین آیتیں ایسی لکھ دی ہیں جن کا کوئی تعلق اس بحث سے نہیں ہاں! گالیاں دے کر اپنا دل ٹھنڈا کر لیا ہے۔ اس ہم غنیمت است۔

قولہ:- اعتراض نمبر ۱۳ کا جواب

(۱۳) قبروں پر غلاف چڑھانا (بلفظہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۲۰)

اقول:- میری کتاب میں یہ عنوان جداگانہ بالکل نہیں ہے۔ مجیب نے مندرجہ ذیل اعتراضات اپنی طرف سے نہر بڑھانے کی غرض سے لکھ دیئے ہیں۔ مثلاً

(۱۴) قبر کی چوکت پر کھڑے ہو کر پکارنا اور امداد طلب کرنا۔

(۱۵) قبروں پر روشنی کرنا۔

(۱۶) قبروں پر فرش بچھانا۔

(۱۷-۱۸) قبروں پر وضو اور غسل کے لئے پانی کا سامان کرنا۔

(۱۹) قبروں کے کنوؤں کے پانی کو متبرک سمجھ کر پینا اور غائبوں کے لیے لے جانا۔

(۲۰) قبروں سے رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلنا اور اس کے گرد و پیش جنگل کا ادب کرنا۔

(۲۱) قبر کو بوسہ دینا۔

(۲۲) قبر پر مورچہ چل کرنا۔

(۲۳) قبر پر شامیانہ کھڑا کرنا۔

(۲۴) قبر پر مجاور بن کر بیٹھنا۔ (از ابتداء صفحہ ۱۰۹ الغایت ۱۲۰)

چونکہ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ان تمام مندرجہ بالا امور کو خاص اپنی تعظیم کے لئے مقرر کیا ہے۔ اس واسطے اگر کسی اور کے واسطے کئے جائیں گے تو شرک ہوگا۔ اس پر میں نے اس کا نقشہ اپنی کتاب میں لکھا اور اس کا ساتھ ہی جواب دے کر پوچھا کہ امور مندرجہ بالا خاص خداوند تعالیٰ کی تعظیم کے لئے کیونکر ہوئے۔ اس کے لئے کوئی دلیل؟ کیا خدا کی (نعوذ باللہ) کوئی قبر ہے جہاں پکارنا چاہیے یا روشنی کرنی اور فرش بچھانا اور وضو اور غسل کے پانی کا سامان کرنا یا اس کی قبر کے کنوؤں کا پانی پینا ہاں سے الٹے پاؤں پھرنا یا اس کا بوسہ لینا یا مورچہ چل کرنا اور شامیانہ کھڑا کرنا یا مجاور بن کر بیٹھنا چاہیے۔ مولوی اسماعیل نے کوئی آیت یا حدیث ایسی پیش نہیں کی۔ جس سے یہ امور خاص خدائی تعظیم کے لئے مقرر ہوئے ہوں اور نہ ہی ان کی ممانعت پر کوئی دلیل پیش کی اور نہ ہی اب مجیب طیب نے کوئی آیات یا حدیث اپنے دعوے پر بیان کی۔ نثری زبانی باتوں سے کیا ہوتا ہے۔ جو کچھ لکھا بھی وہ بھی بے جوڑ بے تعلق لازم یہ تھا کہ پہلے کوئی آیت شریف پیش کرتے کہ اس آیت

شریف کے مطابق یہ کام خدائی تعظیم میں داخل ہیں۔ یا فلاں آیت شریف میں ایسے کاموں کی ممانعت آئی ہے۔ اگر آیت شریف نہیں ملی تھی (ملنا ممکن نہیں تھا) تو کوئی حدیث شریف ہی پیش کی جاتی کہ یہ سب کام خدائی تعظیم کے لئے مقرر ہیں مگر کچھ بھی نہیں۔ اور لائیں تو کہاں سے۔ دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ تمام غیر مقلدین اپنے امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی کے مداح اور کتاب تقویۃ الایمان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور بڑی تحدی سے کہتے ہیں کہ کتاب تقویۃ الایمان کا اپنے گھر میں رکھنا عین اسلام ہے اور یہ کتاب عین آیات و احادیث کا ترجمہ ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ ان چودہ امور مندرجہ بالا کو جو مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۰-۱۱ میں درج کیا ہے۔ کون کون سی آیت اور حدیث کا ترجمہ ہے جس میں ان امور کو شرک لکھا ہے اگرچہ ان امور میں اس قدر کہہ دینا کافی ہے کہ جب یہ امور کسی آیت یا حدیث سے ممنوع اور شرک نہیں تو اس کے جواب کی ضرورت نہیں۔ لیکن مجیب صاحب کی تسکین کے لئے مختصراً لکھا جاتا ہے جس سے ہمارے بھائی مقلدین احناف بھی مطمئن ہو جائیں یہ نہ سمجھا جائے کہ ان امور مندرجہ بالا میں کوئی شرعی قصور ہے۔ لیجئے سنئے۔

۱۳- قبروں پر غلاف ڈالنا (صفحہ ۱۰۹ سطر ۶)

جواب۔ مجیب نے قبروں پر غلاف ڈالنے کی ممانعت یا شرک ہونے یا خاص خدائی تعظیم ہونے پر کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کی۔ صرف ایک آیت شریف بہ لغیر اللہ الایۃ بے تعلق کو لکھ دیا۔ جو حلال بہائم کے ذبح کرنے کے بارہ میں ہے۔ کہاں قبروں پر غلاف ڈالنا، کہاں گائے بکری کا ذبح کرنا۔ یہ بعینہ وہ بات ہے کہ پتھر تو لگا پیشانی پر اور خون نکلا گھٹنے سے۔ میں کہتا ہوں کہ جب روضہ مطہرہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غلاف زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ڈالنا شروع ہو کر آج تک چلا آیا ہے اور اسی پر عملدرآمد ہے تو اس کی کوئی دلیل آپ کو کیا آپ کے بزرگ اعلیٰ مولوی اسماعیل کو نہ ملی لیجئے سنئے۔

احادیث شریف قبروں پر غلاف ڈالنے کے جواز میں

۱- حدیث شریف ابی داؤد۔ قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ قال دخلت علی عائشة رضی اللہ عنہا فقلت یا اماہ اکشفی لی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصاحبیہ فکشفت کہاں حاضر ہوا میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں اور عرض کی کہ اے اماں قبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے دونوں یاروں کو کھول دیجئے پس انہوں نے میرے لئے قبریں کھول دیں (جو قبریں کپڑے سے ڈھکی ہوئی تھیں)

۲- حدیث شریف۔ کتاب الشفافی تعریف حقوق المصطفیٰ فصل علامت محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۱۹۹- یروی ان امرأۃ قالت لعائشۃ رضی اللہ عنہا کشفی لی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فکشفہا لہا فبکت حتی ماتت۔

ترجمہ روایت کیا گیا ہے کہ ایک عورت نے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ کھول دیجئے میرے لئے قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پس کھول دی انہوں نے قبر مبارک تو وہ عورت وہاں (زیارت کر کے) اتار دی کہ اسی جگہ اس کا دم نکل گیا۔

۳- نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض۔ مندرجہ بالا حدیث کی شرح میں لکھا ہے۔ قالت مالانہ کان فی بیتہا وکان مستوراً عن الناس تبرالہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فکشفہا لہا یرفع الستار عنہ یعنی اس عورت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس لئے کہا تھا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک آپ کے گھر میں تھی اور لوگوں سے چھپائی ہوئی تھی۔ (سبب آپ کی تعظیم و تکریم) فلکشفہا لہا پس کھول دیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے قبر شریف کو اس عورت کے لئے یرفع الستار عنہ قبر شریف پر سے غلاف اٹھا کر۔

۴- کتاب المدد الفیاض بنور الشفا قاضی عیاض جلد ثانی صفحہ ۲۱

قوله امرأة امة طلبت من سيدة عائشة ان تكشف لها عن استار القرآن الشريف فكشفة بها یعنی اس عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی کہ قبر شریف پر سے غلاف اٹھا کر کھول دیں۔ سو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے غلاف قبر شریف پر سے اٹھا لیا (اور قبر شریف کو ظاہر کر دیا) لیجئے! احادیث شریف سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مطہرہ پر غلاف پڑا رہتا تھا اور لوگ زیارت کرتے تھے۔

غیر مقلد و اضعی الحمد یثو! احادیث پر عمل کرو۔ منکر نہ بنو۔

۵- رد المحتار شرح در مختار معروف بہ شامی (باب النظر والاباحۃ) صفحہ ۳۵

(ترجمہ عبارت عربی) بعض فقہانے غلافوں، عماموں، چادروں، کپڑوں کو صلحا۔ اولیاء کی قبور پر رکھنا مکروہ کہا ہے لیکن اب ہم کہتے ہیں کہ جب عوام کی نظروں میں ان سے عظمت جمانا مقصود ہوتا کہ وہ صاحب قبر کی حقارت نہ کریں۔ اور غافلین، زائرین کے لئے حصول ادب و خشوع منظور ہو تو جائز ہے۔ کیونکہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے ایسا ہی لکھا ہے۔ کتاب کشف النور عن اصحاب القبور میں استاد عبدالغنی نابلسی نے رحمۃ اللہ علیہ۔

قولہ:- ۱۴- قبر کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر پکارنا اور امداد طلب کرنا۔ بلفظ صفحہ ۱۱۰ سطر ۱۹۔

اقول:-- مجیب صاحب نے کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کی۔ جس میں یہ لکھا ہو کہ قبر کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر پکارنا اور امداد طلب کرنا شرک یا حرام ہے کیونکہ یہ تعظیم خاص خداوند کریم کے لئے ہے۔

ایک آیت شریف غیر متعلق یہ لکھ دی ہے کہ والذین یدعون الایۃ اور معنی اس کے وہی پکارنے کے لئے ہیں۔ حالانکہ یدعون کے معنی عبادت کرنے کے ہیں جو کفار مشرکین بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے یا کرتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام اور شہداء اولیاء

کرام اس سے مراد نہیں کیونکہ اس میں دو لفظ درج ہیں جس سے ظاہر ہے کہ بت مردے اور بیجان جمادات سے ہیں۔ جو حضرات انبیاء علیہم السلام اور شہداء و اولیاء کرام کی نسبت استعمال نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے خلاف ان کو زندہ فرما رہا ہے۔ دیکھو۔

(۱) ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احياء ولكن لا تشعرون (۲-۳) جو خدا کے راہ میں مارے جائیں۔ انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے۔

(۲) ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احياء عند ربهم یرزقون (۱-۲) مردہ ہونے کا اپنے دل میں گمان بھی نہ کرو۔ ان کی نسبت جو خدا کے راہ میں مارے گئے ہیں۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب سے روزی دیئے جاتے ہیں۔

یہ ہر دو آیات شریفہ مجیب صاحب کے عنکبوتی دلیل کے تار و پود کا وجود نابود کر رہی ہیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ مجیب کو اپنے دعوے پر دلیل لانے کا ڈھب نہیں آتا اپنے دعوے کو کسی دلیل قطعی سے یہ ثابت کرنا چاہیے تھا کہ اللہ تعالیٰ کی قبر کی چوکھٹ (نعوذ باللہ منہا) جہاں کہیں ہے وہاں کھڑے ہو کر پکارنا اور امداد طلب کرنا چاہیے۔ دوسرا یہ ثابت کرنا تھا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی مزارات کی چوکھٹ کھڑے ہو کر پکارنا (یا ولی اللہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ فلاں کام میرا ہو جائے۔ امداد طلب کرنا حرام یا شرک ہے۔ مگر افسوس! جواب کچھ بھی نہیں جو لکھا بے جوڑ اور بے مطلب لکھا۔

۶- بیہقی وابن ابی شیبہ میں روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں قحط پڑا تو بلال بن حارث رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی چوکھٹ پر حاضر ہو کر یوں پکار کر عرض کی یا رسول اللہ استسقی لا مثک فانہم ہلکوا۔ رسول اللہ اپنی امت کے لئے باراں طلب فرمائے۔ بیشک وہ قریب ہلاکت کے پہنچ گئی ہیں۔

دیکھئے! یہ حدیث شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اطہر کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر پکارنے اور امداد طلب کرنے پر تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم کو ثابت کر رہی ہے۔ لیکن وہابیوں کے نزدیک تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نعوذ باللہ منہا شرک تھے۔

قولہ:- اس مسئلہ پر معترض نے یوں تحریر فرمایا ہے۔ ”کیا خدا کی بھی کوئی چوکھٹ ہے جہاں کھڑے ہو کر پکارنا چاہیے۔

بلفظ صفحہ ۱۱۱ سطر ۲۳۔

اقول:- اچھا فرمائیے۔ خدا کی قبر کی چوکھٹ (العیاذ باللہ) کہاں ہے۔ مولوی اسماعیل نے اس کو خدا کے لئے خاص کیے فرمایا۔ اس کا ثبوت کسی آیت یا حدیث سے پیش کیجئے ورنہ اس لکھنے کو لغو تصور کیجئے۔

قولہ:- معترض کو آج تک خدا کی چوکھٹ کا پتہ نہیں لگا۔ خدا کی چوکھٹ وہ ہے۔ جس کے اندر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زاری کر کے امتی امتی پکارا کرتے تھے اور حج کے لئے مدینہ سے تشریف لایا کرتے تھے۔ ان بلفظ صفحہ ۱۱۲ سطر اول:-

اقول:- پہلے یہ تو بتائیے کہ کس آیت شریف اور حدیث شریف میں لکھا ہے کہ خدا کی چوٹ مکہ معظمہ ہے۔ یا آپ کی زبان ہی آیت وحدیث ہے میں تو یہ پوچھتا ہوں کہ خدا کی قبر کی چوٹ ہے۔ (العیاذ باللہ) جس کا پتہ آج تک مجھے نہیں لگا۔ مولوی اسماعیل دہلوی تو قبر کی چوٹ لکھتے ہیں۔ عجیب طیب اپنی طرف سے خدا کی چوٹ بنا رہے ہیں۔ ہاں! یوں آپ جواب اپنے ایمان سے دے سکتے ہیں کہ خدا کی قبر چوٹ مکہ معظمہ ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم عجیب صاحب کو اپنے امام الطائفہ کے لکھنے کے مطابق خدا کی قبر کی چوٹ کا (نعوذ باللہ) پتہ نہیں۔ اس طرح ان کو اپنے ویرم اور ایمان کا پتہ نہیں۔

قولہ:- آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعا مغفرت کرنی بیشک یہ شرک ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۲ سطر ۸۔

قول:- عجیب صاحب نے لفظ ”آنجناب“ لکھا اور درود شریف لکھنے میں بخل کر کے صرف علامت لکھ دی جو خلاف شریعت ہے۔ میں اس کا مفصل جواب اعتراض نمبر ۷ میں لکھ چکا ہوں اور اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت۔ (صفحہ ۱۹۲ سے ۲۰۱ تک لکھ چکا ہوں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعا مغفرت کرنا قرآن شریف سے ثابت ہے۔ روضہ مطہرہ پر حاضر ہو کر عرض کرنا استغفار اور استمداد کرنا قرآن شریف اور تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ اگر وہابیہ کو ان کی سوء اعتقادی اور گستاخی کی وجہ سے یہ امر نصیب نہ ہو تو اس کا علاج نہیں۔

قولہ:- معترض صاحب چونکہ خفی مقلد ہیں۔ اس واسطے ایسے افعال کے جواز میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول دکھادیں۔ میں ان کی بیعت کر لوں۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۲ سطر ۹۔

اقول:- بیعت کرنا تو عجیب کے مذہب میں حرام اور شرک ہے۔ آپ حرام اور شرک کے مرتکب نہ ہو جائیں۔ مجھے اس کے خلاف ایک آدھا قول ہی حضرت امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا دکھلا دیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ پر حاضر ہو کر دعائے مغفرت کرنا حرام اور شرک ہے میں تو آیات واحادیث دکھا رہا ہوں۔ جو حضرت سراج الائمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا عین فعل اور قول ہے پھر بھی ناواقفی سے ان کا قول پوچھ رہے ہیں۔

قولہ:- یہ ثابت ہو گیا جو اللہ کے اس کی مخلوق کو مددگار سمجھے اور انہیں پکارے۔ حاجتیں طلب کرے وہ کافر ہو گیا۔ ٹھکانا اس کا دوزخ ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۲ سطر ۱۶۔

اقول:- کہاں سے ثابت ہو گیا نہیں بلکہ رد ہو گیا۔ پہلے اس تحریر کی موزونی عبارت پر خیال فرمائیے۔ اس کے بعد عجیب عجیب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کو نعوذ باللہ کا فر قرار دیا اور ان کی جگہ دوزخ مقرر کر دی۔ الہی توبہ ایسے اقوال خرافات اور خزعیلیات سے خداوند کریم مسلمانوں کو بچائے۔ استغفر اللہ! افسوس عجیب نے میری کتاب انوار آفتاب صداقت کو دیکھا تک نہیں یا اگر دیکھا ہے تو محض اغماض کیا ہے۔ اگر میری کتاب کے صفحہ ۲۱۰ سے ۲۱۴ تک دیکھ لیتے تو ایسا نہ لکھتے اور اگر دیکھ اور سمجھ کر لکھا ہے تو احادیث شریف کا انکار کیا ہے۔ دیکھو خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس پر عملدرآمد ہے اور تمام مسلمانان اہلسنت والجماعت کا معمول ہے۔ یعنی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی کا راستہ بھول جائے یا اس کا کوئی مویشی گم ہو جائے تو اس راستہ یا بگل میں یوں پکارے۔ یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی!! یا عباد اللہ اعینونی۔ تین دفعہ کہے۔ اے خدا کے بند میری مدد کرو۔ اے خدا کے بند میری مدد کرو! اے خدا کے بند میری مدد کرو!! (حصن حصین) یہ تعلیم نہ دی کہ اے خدا بری مدد کرو۔ اے خدا میری مدد کرو۔ اے خدا میری مدد کرو۔ عجیب صاحب کے اعتقاد میں یہ تعلیم شرکیہ اور کفریہ ہے۔ العیاذ باللہ۔

قولہ:- فتوح الغیب میں حضرت غوث الثقلین پیر دہلی علیہ الرحمۃ ایک حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے جب تو سوال کرے تو اللہ سے کہ اور جب تو مدد چاہے تو اللہ سے چاہ الخ ملخصاً صفحہ ۱۱۲-۱۱۳۔

اقول:- یہ حدیث شریف استعانت حقیقی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ جو خاصہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور استعانت مجازی پیغمبرانہم السلام اور اولیاء کرام سے ثابت ہے۔ استعانت حقیقی حضرت غوث الثقلین پیر دہلی علیہ الرحمۃ کی خود کلام سے ہی ظاہر ہے۔ جس کا ترجمہ عجیب صاحب نے یوں کیا ہے۔

(اس حدیث کے بعد حضرت پیر صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) پس ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس حدیث کو اپنے دل کا آئینہ اور اپنے جسم کا اندرونی بیرونی لباس بنائے اور اپنی ہر ایک بات میں اسی کو پیش نظر رکھے اور اپنی تمام حرکات و سکنات میں ان پر عمل کرے تاکہ دنیا و آخرت میں سلامتی رہے اور اللہ کی رحمت سے عزت پائے۔ بلفظہ۔

اس ترجمہ میں عجیب نے اپنی عادت محرفانہ کے مطابق تحریف کر کے یہ عبارت بھی اس میں درج کر دی ہے۔ وہو ہذا۔ خدا کے سوا کسی مخلوق سے استمداد و استعانت نہ کرے اور نہ کسی سے امید نفع و نقصان رکھے۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۳۔

کلام۔ حضرت غوث الثقلین شیخ سید محی الدین شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ امداد و استعانت حقیقی ہے۔ جو خاص اللہ تبارک و تعالیٰ سے تعلق رکھتی ہے۔ ورنہ وہ دنیا و آخرت میں سلامتی سے رہنے اور عزت پانے کے الفاظ نہ کہتے۔ بلکہ صاف فرمادیتے کہ اگر کوئی اس حدیث پر عمل نہ کرے گا تو وہ کافر و شرک ہوگا۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں فرمایا۔ کیونکہ ”جانتے تھے کہ بہت سے لوگ مجھ سے استمداد و استعانت کرتے ہیں اور کریں گے۔ اس لئے کہ قرآن شریف میں استعانت بر اللہ سے جائز ہے۔ جیسے خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ استعینوا بالصبر والصلوۃ تم صبر اور نماز سے استعانت کرو۔ اور حضرت القرین علیہ السلام قرآن شریف میں فرما رہے ہیں۔ اعینونی بقوة یعنی اے لوگو تم اپنی قوت سے میری مدد کرو۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے وزیر برخیا کی استعانت سے بلقیس بی بی کو مع اس کے عرش کے ملک سب سے طرفہ العین میں اپنے اس حاضر کرواتے ہیں۔ یہ قصہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ اس سے انکار سوائے وہابی کے اور کوئی مسلمان نہیں کر سکتا ہے۔ بالانماز اور صبر بھی خدا ہیں۔

اور سنئے! کہ خود حضرت شاہ جیلانی غوث الثقلین پیران پیر دہلی فتوح الغیب کے مقالہ چہارم میں بعد بیان کرنے

درجات رفیعہ سالکان راہ خدا بعد فنا کے مرتبہ بقا باللہ حاصل ہوتا ہے۔ ان کے حق میں فرماتے ہیں۔ و بک تنكشف الكرب و بک تسقى الغیوث و بک تنبت الزروع و بک ترفع البلیا و المحسن عن الخاص و العام اس کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں۔ عبارت فارسی شرح۔

ہمت تو کشادہ می شود۔ اندوہ ہائے سخت کہ دم باز گیرد و بہ برکت تو دعا ہائے تو آب دادہ می شود خلق را و فرستادہ می شود باران ہائے و بتور و امیدہ می شود کشہائے۔ و بامداد او اعانت تو دور کردہ می شود بلا ہائے و خجما از تمام مردم خاص و عام۔

ترجمہ اردو

(سالکان راہ خدا کو فنا کے بعد بقا باللہ حاصل ہوتا ہے)

تمہاری ہمت سے تمام اندوہ و غم رفع ہو جاتے ہیں اور تمہاری برکت سے کھیتیاں اگائی جاتی ہیں اور تمہاری امداد اور اعانت سے خاص و عام مخلوق سے سختیاں اور بلائیں دور کر دی جاتی ہیں۔ ختم ہوا ترجمہ۔

دیکھئے! اولیاء کرام کی دعائے برکت اور امداد و اعانت سے کیا کیا حاصل ہوتا ہے۔ شاید عجیب صاحب حضرت پیر دیگر رحمۃ اللہ علیہ پیر بھی کفر و شرک کا عید کریں۔ العیاذ باللہ۔

چونکہ حضرت شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مقلد بامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جو ان کے مذہب میں (نحوذ باللہ) مشرک ہیں۔ اور لیجئے۔

منتخب اللغات۔ لفظ ابدال۔ (بفتح) گرد ہے ازندگان حق تعالیٰ است کہ حق تعالیٰ بوجود ایشان زمین را قائم دارد و ایشان ہفتاد و نذر چہل نفر در شام می باشند و نفراںہائے دیگر۔ یکے از ایشان میرد۔ دیگرے از مردم جائے او بگرد۔ بلفظ صفحہ ۵۲ سطر ۱۔

ترجمہ اردو

لفظ۔ ابدال۔ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کا ایک گروہ ہے جن کے وجود سے اللہ تعالیٰ زمین کو قائم رکھتا ہے۔ وہ ستر آدمی ہیں ان میں سے چالیس ملک شام میں رہتے ہیں اور تیس تمام دوسری جگہوں میں جب ان میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا بندہ خدا مقرر ہو جاتا ہے۔

کتاب امامت و خلافت میں مولفہ مولوی اسماعیل دہلوی امام و بزرگ عجیب صاحب لکھتے ہیں۔ ”شام میں چالیس اولیاء اللہ رہتے ہیں۔ جن کو ابدال کہتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ ان کی برکت سے بارش ہوتی ہے اور لوگوں کی مشکلات حل ہوتی ہیں۔ ملخصاً اور اسی طرح ہے نفحات الانس حضرت عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

دیکھئے یہ برکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلامان غلام کے وجود و باوجود میں موجود ہیں۔ اور پھر آنحضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات عنایات کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اب میں یہاں صرف ایک آیت شریف اور ایک حدیث شریف کو لکھتا ہوں۔ آپ پر امید نہیں کہ ان کو قبول کریں۔ مضائقہ نہیں لیکن میرے بھائی احتاف کے تو دل ضرور مطمئن ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اغنہم اللہ و رسولہ من فضلہ یعنی غنی کر دیا ان کو اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے گویا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بموجب حکم اور قدرت عطیہ خداوند تعالیٰ کے لوگوں محتاجوں کو اپنے فضل سے غنی کر دینا ثابت ہوا۔

حدیث شریف۔ صحیح مسلم (مشکوٰۃ باب السجود) ربیعہ بن کعب النصاری اصحاب صفہ میں سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گزاری اور میں وضو کا پانی حضور کی خدمت میں لایا۔ نیز مساک و شانہ وغیرہ پیش کیا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سل یعنی سوال کر اور مانگ مجھ سے جو کچھ مانگنا چاہتا ہے دنیا و آخرت کی نیکی فقلت اسئلک مرفقتک فی الجنتہ فقل او غیر ذلک فقلت ہو الحدیث یعنی میں نے عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ بہشت میں رہوں۔ حضور نے فرمایا اس کے سوا کچھ اور چاہتا ہے۔ میں نے عرض کی کہ وہی چاہتا ہوں۔ شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلق یہ فرمانا کہ سوال کر یا مانگ جو کچھ مانگنا چاہتا ہے۔ نعمت دینی اور دنیاوی کے عطا کرنے پر دلالت کرتا ہے اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں یہ بیت بھی نقل فرمایا ہے جو قصیدہ بردہ میں ہے۔

ان من جودك الدنيا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم

یعنی اے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی ہی بخشش سے دنیا و آخرت بنائی گئی ہے۔ اور لوح اور محفوظ کا علم تیرے ادنیٰ علموں میں سے ایک علم ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحکم خداوند کریم سب کچھ دینی اور دنیاوی نعمتیں دیتے ہیں اور دے سکتے ہیں۔ جیسے انہوں نے خود فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ دینے والا اور میں سب کو اس کا تقسیم کرنے والا ہوں۔ وہابی یا نہ مانیں یہ ان کا ایمان ہے۔

قولہ:- اعتراض نمبر ۱۵۔ (قبروں پر روشنی کرنا) بلفظ صفحہ ۱۳ سطر ۱۸ البوداؤد، ترمذی، نسائی نے ذکر کیا ہے۔ کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لعنت کی اللہ نے ان عورتوں پر جو زیارت کریں قبروں کی اور ان لوگوں کو لعنت کی جو بنا ٹھیں قبروں کو مسجدیں اور روشن کریں قبروں پر چراغ۔ بلفظ صفحہ ۱۱۳ سطر ۲۱۔

اقول:- عجیب صاحب ایسے عامل بالحدیث اور عالم ہیں کہ حدیث شریف منسوخ پر بھی عمل کرتے ہیں اور حدیث منسوخ کو اپنے دلائل میں پیش کرتے ہیں۔ حدیث شریف ناخن یہ ہے۔ عن ابن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنت نہیتکم عن زیارة القبور فزوروا فانما ترہد فی الدنیا وتذکر الاخرة (مشکوٰۃ باب زیارت

القبور) یعنی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میں نے پہلے منع کیا تھا تم کو قبروں کی زیارت کرنے سے ثواب زیارت قبور کیا کرو کیونکہ زیارت کرنا قبروں کا بے رغبت کرتا ہے دنیا سے اور یاد دلاتا ہے آخرت کو۔

اس حدیث کو آپ کے امام الطائفہ نے بھی تذکیر الاخوان حصہ تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۳۸ سطر ۱۲ میں لکھا ہے اور مجیب نے بھی اپنے اسی رسالہ کے صفحہ ۱۲۱ میں اس حدیث شریف کو لکھتا ہے۔ مگر دروغ گور حافظہ ناشد کی طرح وہی پہلی بات لکھ دی۔

یہاں مجیب صاحب یہ کہہ سکتے ہیں کہ مانا زیارت قبور کی تو اجازت ہوگئی لیکن جو قبروں کی مسجدیں بناتے اور وہاں چراغ جلاتے ہیں ان پر تو لعنت قائم رہی۔ جواب اس کا یوں ہے کہ کوئی مسلمان قبروں کو مسجدیں نہیں بناتا اور نہ ہی کوئی مسلمان قبر کے اوپر مسجد بناتا ہے۔ خواہ کیسا ہی جاہل مسلمان ہو البتہ یہود و نصاریٰ کا یہ کام ہے ہاں بزرگوں کے مزارات کے قریب یا ساتھ پہلوں میں اکثر جگہ مساجد بنی ہوئی ہیں۔ جیسے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے ساتھ بالکل ملحق مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنی ہوئی موجود ہے۔ قبروں کو مسجدیں بنانے کا مطلب یہ ہے کہ قبر کو سجدہ کیا جاوے سو ایسا کوئی مسلمان کرتا یہ وہابیوں کی غلط فہمی اور زراہت ہے۔ دوسرا امر یہ ہے کہ یہ حدیث جو مجیب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی لکھی ہے صحیح نہیں ملکہ ضعیف اور حدیث ضعیف احکام میں حجت نہیں۔ اس حدیث کا مدار ابوصالح بازام پر ہے اور بازام کو آئمہ ثمن حدیث نے ضعیف فرمایا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی تقریب میں لکھتے ہیں۔ بازام بالذال العجمتہ و یقال لہمزۃ نون ابوصالح مولیٰ ام ہابی ضعیف مدلس یعنی بازام ضعیف اور مدلس ہے۔ (ابریق المتار بشموخ المز ۲۶ سطر ۱۸) دونوں طرح وہ حدیث قابل عمل نہیں۔

روضہ مطہرہ پر غور کیجئے کہ عین مسجد نبوی کے اندر ہی بنا ہوا ہے صرف اس کی حد جدا گانہ ہے اور حضرات خلفائے راشدین اور تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے بنایا گیا۔ اس طرح حضرت سیدنا امیر حمزہ چچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار مبارک کے ساتھ مسجد بنی ہوئی ہے اور دیگر اولیائے کرام کے مزاروں کے قرب وجوار میں اکثر جگہ مسجدیں بنی ہوئی ہیں تاکہ ان بزرگان دین کے فیضان رومی سے نمازی لوگ و زائرین فیض حاصل کریں۔ مجیب کو لازم تھا کہ کوئی آیت یا حدیث پیش کرتے جس سے ثابت ہوتا کہ قبروں کے پاس یا اولیائے کرام کے مزاروں کے پاس مسجد کا بنانا یا ممنوع یا شرک ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے کلام پاک میں یہ موجود ہے کہ اصحاب کہف جہاں غار میں سوئے ہوئے موجود ہیں ان کے پاس بھی مسلمانوں نے مسجد بنادی۔ قرآن شریف کے الفاظ پاک یہ ہیں۔ اذیتنا زعون بینہم امرہم فقلوا انبوا علیہم بنیاناً ربہم اعلم بہم قال الذین غلبو اعلیٰ امرہم نستخذن علیہم مسجداً (سورہ کہف) جب آپس میں لوگ جھگڑنے لگے اپنے خیال پر پس کہا بعض نے کہ ان (اصحاب کہف) پر یادگاری کے لئے عمارت بناؤ۔ ان کا پروردگار ان کے حال کو جانتا ہے کہا ان لوگوں (مسلمانوں) نے جو دوسروں پر غالب آئے کہ ہم ان پر مسجد بنائیں گے۔ (تاکہ مسلمان لوگ نماز پڑھیں) سو وہاں

مسجد بن گئی۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے اس کی کوئی ممانعت نہیں فرمائی اور نہ اس پر حکم ہوا۔ کہ ان کا مسجد بنانا ناجائز ہے۔ بلکہ اس آیت شریفہ سے مزارات کے پاس مسجد کا بنانا جائز ثابت ہو گیا۔ اب اگر وہابی انکار کریں تو قرآن شریف کا۔

دوسری بات یہ کہ قبر کے اوپر چراغ جلانا یہ بھی کوئی مسلمان ایسا نہیں کرتا۔ ہاں بزرگان دین اولیاء اللہ کی عظمت و شان کی وجہ سے ان کے پاس ارد گرد زائرین مخلصین کی آمد و رفت کی سہولت اور فائدہ کے لئے چراغ روشن کئے جاتے ہیں۔ جیسے روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھی یہی عمل در آمد ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر اس وقت خوب جھاڑ اور فانوس اور شمعیں روشن کی جاتی ہیں۔ کسی مسلمان نے انکار نہیں کیا۔ منکرین ان کے بالمقابل کوئی حیثیت اور وقعت نہیں رکھتے۔

یہ بھی یاد رہے کہ مکانات منہ کو مساجد و مقابر و آثار مزارات انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ شعائر اللہ میں داخل ہیں جن کی تعظیم و تزیین کلام اللہ سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب قل من حرم زینت اللہ النبی اخرج العبادہ یعنی اور جو کوئی شعائر اللہ کی تعظیم کرے۔ پس یہ دلوں کا تقویٰ اور پرہیزگاری ہے کہہ دیجئے۔ (اے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہ کس نے حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ کی زینت کو جو ان سے اپنے بندوں کے لئے بنائی ہے اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔ اللہ جل جلالہ نے ولقد زینا السماء والدنیا بمصابیح کہ ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں (ستاروں) سے واقعی زینت دی ہے۔

کہئے! اللہ تعالیٰ کو اس قدر بے شمار ستاروں کو آسمان میں بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ یہاں اللہ تعالیٰ پر بھی وہابیوں کا پورا پورا پکا اعتراض ہے ان کے زعم فاسد میں خداوند کریم اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ العیاذ باللہ۔

وہابیوں کے یہ دوا اعتراض ہیں کہ مسلمان لوگ قبروں پر روشنی کرتے ہیں۔ دوسرا قبروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ مگر کوئی دلیل نہیں دی۔ قبروں کو سجدہ کرنے کا جواب ہو چکا ہے۔ قبروں پر روشنی کرنے کا جواب کچھ تو ہو چکا ہے۔ باقی مزید براں اور لیجئے۔ (۱) شرح طریقہ محمدیہ امام باہلی رحمۃ علیہ مطبوعہ مصر صفحہ ۴۲۹۔ قال الوالد فی شرح علی شرح الدر ومن مسائل متفرقة اخرج الشموع ابی راس القبور بدعة واتلاف المال کذا فی البزار یہ اہ۔ وهذا کله اذا خلا من فائدة واما اذا کان قبور مسجداً او علی طریق او کان هنالك احد جالساً او کان قبر ولی من اولیاء لو عالم من المحققین تعظیماً لروحہ المشرقة علی تراب جسدہ کاشراق الشمس علی الارض اعلاماً للناس انه ولی لیبر کو ابہ ویدعو اللہ عنده فیستجاب لہ فہو امر جائز لا منع منه والاعمال بالنیات الی آخرہ۔ یعنی کہا والد ماجد نے اپنی شرح میں جو شرح در پر لکھی گئی ہے۔ مسائل متفرقة میں سے ہے قبروں کے سرہانے چراغوں کا جلانا بدعت ہے اور مال کا تلف کرنا ہے۔ یہ بات اس وقت ہے جب کہ کسی فائدہ سے خالی ہو۔ لیکن جب وہاں قبروں کے پاس مسجد ہو یا راستہ ہو۔ قبر واقع ہو یا وہاں کوئی بیٹھا ہو یا قبر کسی ولی کی ہو جو اولیاء اللہ میں سے ہو یا کسی عالم کی جو محققین میں سے ہو تو ان کی

روح کی تعظیم کے واسطے روشن کرنا اس مٹی کا جو اس کے جسد مطہرہ پر ہے۔ مثل روشن آفتاب کے زمین پر لوگوں کے جتانے کے واسطے کہ یہ ولی اللہ ہیں تاکہ وہ لوگ اس سے برکت حاصل کریں اور اس کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرمائے۔ پس یہ امر جائز ہے اس میں کوئی مانع نہیں اور مدار اعمال کا نیتوں پر ہے۔

(۲) شرح سفر السعادت مولفہ حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی صفحہ ۲۷۲ عبارت متن یہ ہے۔

”نہی فرمود کہ بر سر قبر ہاں مساجد بنا کنند یا بر گور ہاں چراغ افروزند بر عامل آن لعنت کرد۔“ اس کی شرح یوں ہے:

عبارت شرح۔ آنچہ مصنف ذکر کردہ حق است واحادیث صحیحہ درین باب دارد واصل سنت در زمان نبوت وخلفائے راشدین وصحابہ ہمین بود لیکن بعد از ان تکلفات تعمیر وروشنی کردن و چراغ ہاں افروختن وغیرہ در مقابر پیدا شدہ ومفاخرت ومباہات بدان راہ یافتہ و در آخر زمان جہت اقتدار نظر عوام بظاہر مصلحت در تعمیر و ترویج شاہد و مقابر مشائخ وعظماء دیدہ چیز ہاں افروختن و تدان از ان جا ابہت وشوکت اہل اسلام وارباب صلاح پیدا آید خصوصاً در دیار ہندوستان کہ اعدائے دین او ہنوز کفار بسیار اند و ترویج وعلمائے شان میں مقامات باعث رعب والنفیادایشان است ولبسا اعمال و اوضاع در زمان سلف از کبر و ہات بودہ مور آخر زمان از مستحکات گشتہ الحان قال۔ و در زیارت احترام اہل آن در استقبال وجلوس وادب همان حکم است کہ در حالت حیات بود کذا قال الطیبی و در بعضی ایں امور مذکورہ بعض وجوہ از کتب فقہ متاخرین توسیع وترجیح نیز مینویان یافت واللہ اعلم۔

ترجمہ اردو۔ جو کچھ مصنف نے ذکر کیا ہے۔ وہ صحیح ہے زمانہ رسالت و خلافت میں اس طرح تھا۔ لیکن اس کے بعد بعض تکلفات تعمیر بنانا چراغ اور شمع جلانا وغیرہ مقبروں میں پیدا ہوئے ہیں اور آخر زمانہ میں بوجہ اس کے کہ عوام کی نظروں میں بزرگوں کی شان میں کچھ کمی واقع ہونے والی ہو تو ظاہر مصلحت یہی سمجھی گئی کہ مشائخ اور بزرگوں کی قبروں پر عمارات سے زیادتی کی گئی تاکہ بدبہ اور شوکت اہل اسلام اور بزرگوں کی عزت پائی جائے خصوصاً ملک ہندوستان میں کہ جہاں دشمن دین کفار و ہنود بکثرت ہیں ان مقامات کی بلندی شان اور ان بزرگوں کی فرمانبرداری اور رعب کا موجب ہو۔ چنانچہ بہت سے اعمال اور افعال اور طرز و طریق اور اطوار جو پہلے زمانہ میں مکروہ سمجھے جاتے تھے۔ آخر زمانہ میں مستحسن ہو گئے اور مزارات کے زیارت کرنے کی عزت اور ان کا استقبال اور ادب سے ان کے پاس بیٹھنا ویسا ہی چاہیے جیسے کہ حالت حیات میں تھا۔ جیسے کہ طیبی نے کہا ہے کہ ان امور میں سے بعض کی وجوہ کتب فقہ متاخرین میں توسیع اور رخصت و اجازت موجود ہے۔

۳۔ علامہ قطب الدین خنی رحمۃ اللہ علیہ معاصر امام ابن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب لا اعلام بالاعلام الحرام صفحہ ۳۰ میں لکھا ہے کہ سلطان مراد خاں بن سلیم خاں سلطان روم نے ۹۸۴ھ میں باب عالی سے سونے کی تین قندیلیں پیش بہا جو اہر سے مرصع مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے لئے بدست محمد چادیش بھیجی گئیں اور وہ پہلے مکہ معظمہ میں پہنچے اور جملہ اعیان شریف مکہ وقاضی وغیرہ اکابر جمع ہوئے جیسے وہ لکھتے ہیں کافۃ العلما والفقہا والموالی یعنی مکہ معظمہ کے تمام علماء اور فقہا اور سردار جمع ہوئے اور قندیلیں اویزاں کیں اور پھر باقی قندیل لے کر محمد چادیش مدینہ منورہ میں پہنچا۔ علامہ فرماتے ہیں واجتمعت لہ

اکابر المدینۃ الشریفۃ واعیانہا وعلماہا و صلحاءہا یعنی محمد چادیش کے پاس تمام مدینہ منورہ کے عمائد اکابر علماء و صلحاء سب جمع ہوئے اور نبوی میں محفل عظیم منعقد ہوئی۔ وفتحت الحجرۃ الشریفۃ المنبوۃ علی ساکنہا افضل الصلوۃ والسلام حجرہ طاہرہ مزار پرانوار حضرت سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھولا گیا۔ وعلق ذلك القندیل تجاہ وجہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ سونے کی قندیل روئے انور سید اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مواجہہ اقدس میں آویزاں کی گئی وقرئت الفواتح وحصل الدعاء حاضرین نے فاتحہ پڑھی اور دعا کی اور مجلس بخیر و خوبی ختم ہوئی۔ علامہ موصوف اس کے خاتمہ پر اس طرح لکھتے ہیں۔ جس کا ترجمہ اردو یہ ہے۔

یعنی سلاطین آل عثمان میں سے کہ اللہ تعالیٰ ان کی سلطنت ہمیشہ رکھے۔

سلطان مراد خان نے اس کی پہل کی کہ حرمین محترمین میں سونے کی قندیلیں اویزاں ہیں اور وہ اس عظیم منقبت میں اپنے باپ دادا سلاطین عظام پر سبقت لے گئے۔ اھ

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سلاطین عثمانیہ سے پہلے سلاطین بھی سونے کی قندیلیں حرمین شریفین میں حاضر کیا کرتے تھے اور مستحسن جانتے تھے پھر خلاصۃ الوفا میں سیدی نور الدین سمہودی اسی عبارت کے ثناء میں فرماتے ہیں وقد الف السبکی تالیفاً سماہ متنزل السکینۃ علی قنادیل المدینۃ وذهب فیہ الی جوازہا وصحتہ وقفہا وعدا جواز صرف شئی منها العمارة المسجد یعنی بیشک امام اجل تقی الملتہ والدین علی بن عبد الکافی متوفی ۷۵۶ھ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات میں خاص ایک کتاب تالیف فرمائی جس کا نام تنزل السکینۃ علی قنادیل المدینۃ رکھا اس کتاب میں ان کا جائز ہونا اور ان کا وقف صحیح ہونا بیان فرمایا اور یہ کہ ان کو مسجد کی عمارت میں صرنا کرنا جائز نہیں۔ اور یہ امام اجل وہ ہیں جن کی نسبت امام ابن حجر کی فرماتے ہیں۔ الامام المجمع علی جلالہ واجتہادہ وہ امام کہ جن کی جلالت شان اور قابلیت اجتہاد پر اجماع ہے۔ صلاح صفدی نے کہا ہے الناس یقولون ما جاء بند الغزالی مثله وعندی انہم یظلمونہ وماہو عندی الامثل سفیان الثوری یعنی لوگ کہتے ہیں کہ امام حجتہ الاسلام کے بعد کوئی امام تقی الدین سب کی مثل پیدا نہیں ہوا میرے نزدیک وہ ان کی شان گھٹاتے ہیں۔ میرے نزدیک تو وہ امام سفیان ثوری کے ہمسر (ہمسر بمعنی برابر) ۱۲۔ تو گیری (وی) ہیں جو اجلہ اکابر تبع التابعین سے تھے وہ اس قبر پر روشنی کرنے کو فقط جائز ہی نہیں بناتے بلکہ فرماتے ہیں کہ اس پر رحمت الہی کا سکینہ اترتا ہے۔ (ملفوظات برازیق المنار بشموع المرار مولفہ اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ شاہ محمد احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ بریلوی) مطبوعہ مطبع اہل سنت والجماعت بریلی ۱۳۳۱ھ جری المقدس۔

روشنی قبور کا جواب کافی ہو چکا ہے۔ زیادہ طوالت ہے۔

قولہ:- (۱۶) قبر پر فرش بچھنا صفحہ ۱۱۵۔ سطر ۲۰

اقول:- عجیب صاحب نے کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کی کہ جس سے قبر کے پاس فرش بچھنا کفر یا شرک ہو یا یہ کہ خدا

کی قبر پر ہی فرش بچھنا چاہیے۔ اور یہ کام خاص خدا ہی کی تعظیم کے لئے ہے۔ (نعوذ باللہ منہا) جیسا کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے۔

میاں مجیب! کبھی کوئی مسلمان قبر کے اوپر بھی فرش بچھایا کرتا ہے ہرگز نہیں۔ اول تو یہ کہ جب کوئی مسلمان کسی بزرگ کی مزار پر فاتحہ کے لئے جاتا ہے تو وہ قبلہ کی طرف پشت اور مزار کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جاتا ہے یا بیٹھ جاتا ہے کوئی فرش نہیں بچھاتا۔ یا بتقریب اعراس جب لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے تو مزار کے باہر مسلمانوں کے فاتحہ کہنے یا قرآن شریف پڑھنے کے لئے کوئی چٹائی یا دری ڈال دی جاتی ہے۔ تاکہ زائرین اور قرآن خوانان اس پر بیٹھ کر قرآن شریف پڑھ کر ایصال ثواب کریں۔ دکھائیے اس میں کون سی ممانعت ہے۔ اناپ دشتاپ باتوں سے کچھ نہیں بنتا۔

قولہ (۲۰) قبروں سے رخصت ہوتے وقت لٹے پاؤں چلنا اور اس کے گرد و پیش جنگل کا ادب کرنا۔ قبروں کا اتنا ادب اور بیت اللہ کا ذرہ بھر نہیں۔ بلقظہ ۱۷ سطر ۲۳۔

اقول:- نمبر ۱۷-۱۸-۱۹ کا مجیب صاحب کی طرف سے کوئی جواب معقول نہیں دیا گیا۔ اور نہ کوئی دلیل بیان کی۔ اس لئے کوئی ضرورت جواب کی نہیں اور اس جواب نمبر ۲۰ میں وہی اناپ دشتاپ ہے مگر اس میں یاد رہے کہ کتب اہل سنت میں ہے اور میں لکھ چکا ہوں کہ جن بزرگوں سے جیسا ادب زندگی کی حالت میں کیا جاتا تھا ویسا ہی ان کی وفات کے بعد ہونا چاہیے تاکہ بزرگوں کی طرف پشت نہ ہو۔ مگر آپ کے نزدیک جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ کی طرف پشت دے کر کھڑا ہونا چاہیے تو باقی بزرگوں کا ادب آپ کیا کریں گے۔ یہی سوء ادبی وہابیوں کا شعار اور خدائے کردگار کی مار ہے اور آپ کی نظریں خارا اور محرومیت اسلام سے موجب خلود فی النار ہے۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ کیا اچھا فرماتے ہیں۔ مثنوی۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فعل رب
بے ادب خوراند تہا داشت بد بلکہ آتش درہمہ افاق زد

باقی رہا اولیاء کرام کے ماتحتہ زمین کا جنگل اور اس کا ادب سو یہ ادب جنگل کا نہیں۔ بلکہ اس بزرگ ولی کا ادب ہے۔ کوئی شخص درخت وغیرہ کے کاٹنے کا حق نہیں رکھتا۔ کیونکہ وہ زمین اور درخت وقف ہیں۔ اسی خانقاہ کے صرف میں آسکتے ہیں۔ یہ ہے ادب جو آپ کعبۃ اللہ سے بڑھا رہے ہیں۔ کعبۃ اللہ اور حرم کعبہ کا ادب تو وہابی خوب کرتے ہیں کہ تمام مساجد اور مقابر و مزارات و موالید و مآثر کو جو حرم کعبۃ شریف میں موجود تھے۔ ابن سعود مردود بخدی وہابی قرن الشیطان برادر نجدیاں وہابیاں ہندوستان نے گرا کر برباد کر دیئے۔ اور نہایت بے ادبی اور توہین کے ساتھ مزارات پر بندوقیں ماریں اور پیشاب کیا اور پاخانہ پھرا چاہہ زمر کو ناپاک کیا۔ حجر الاسود کے بوسہ دینے کو عین سنت ہے برے تو بیانی الفاظ کہہ کر بند کیا اور ارکان حج کو ادا کرنے سے روکا وغیرہ وغیرہ۔ دیکھو اخبارات سیاست وغیرہ۔ یہ ہے ادب کعبۃ اللہ شریف کا۔ جو وہابی لوگ کرتے ہیں۔

قولہ (۲۱) قبر کو بوسہ دینا۔ (حرام ہے۔)

اقول:- مجیب نے کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کی جس سے کسی بزرگ کی قبر کو بوسہ دینا حرام اور شرک ہو۔ یا یہ کہ کوئی خدا کی نعوذ باللہ قبر ہے۔ اسی کو بوسہ دینا جائز ہے اور یہ خاص خدا ہی کے لئے تعظیم ہے۔ حجر الاسود کا بوسہ دینا قرآن شریف کو بوسہ دینا اپنے بچوں کا بوسہ، اپنی بیوی کا بوسہ، اپنے بزرگوں کا ہاتھوں کا بوسہ، اور ان کے پاؤں کا بوسہ یہ سب جائز مگر صلحاء و عظماء اور اولیاء اللہ کی قبر کا بوسہ حرام۔ العجیب۔

اب میں چنداں سناؤں جو بوسہ قبور صلحاء و اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ احادیث و تعامل سے پیش کرتا ہوں۔ قبول کرنا نہ کرنا آپ کا اختیار ہے۔

۱- دلائل بیہقی حدیث کی کتاب ہے۔ اس میں حضرت عروۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ قبل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بین عینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجہہ بعد وفاتہ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ان کی پیشانی کا بوسہ لیا۔

۲- حدیث شریف ابی درداء کی مرویہ حدیث شریف میں ہے کہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ بعد تشریف بری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از دنیا ملک شام سے مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو قبر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنا منہ ملتے تھے اور روتے تھے۔ اصل الفاظ یہ ہیں۔ فجعل یسکی عنده و یخرج وجہہ علیہ یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ قبر مبارک پر منہ رکھتے ہوئے روتے تھے۔

۳- توشیح علی جامع الصحیح۔ مولفہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔ واستنبط بعض العلماء العارفین من تقبیل الحجر الاسود تقبیل قبور الصالحین یعنی بعض علماء عارفین نے حجر الاسود کے بوسہ دینے کے حکم سے صالحین کی قبور کو بوسہ دینا استنباط کیا ہے۔

۴- عینی شرح صحیح بخاری حضرت امام عینی رحمۃ اللہ علیہ اما تقبیل الاماکن الشریفۃ علی قصد التبرک وكذلك تقبیل ایدی الصالحین و ارجلہم فهو حسن محمود باعتبار القصد النبیۃ ایضاً فیہ قدرات فی تعلیق جدی محمد بن ابی بکر عن الامام محمد ان بعضهم کان اذ ارای لمصاحف قبلہا و اذ ارای اجزاء الحدیث قبلہا و اذ ارای قبور الصالحین قبلہا و لا یجد هذا فی کل مافیہ تعظیم۔ اللہ تعالیٰ یعنی مکانات شریفہ کا بقصد تبرک بوسہ دینا اور اسی طرح صالحین کی دست بوسی اور قدم بوسی کرنا محمود اور بہتر ہے اور باعتبار قصد اور نیت کے اور اسی میں ہے کہ میں نے اپنے دادا محمد بن ابی بکر کی تعلیقات میں دیکھا کہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ بعض اسلاف ایسے تھے کہ جب قرآن شریف کو دیکھتے تو بوسہ دیتے اور جب اجزاء حدیث کو دیکھتے بوسہ دیتے اور جب قبور صالحین کو دیکھتے بوسہ دیتے ان تمام امور میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی غرض سے ہے۔

۵- فتح الباری شرح بخاری حضرت سند الحدیث ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ پارہ ششم صفحہ ۱۱۵ ترجمہ عبارت عربی۔

بعض علماء نے مشروعیت تقبیل ارکان کعبہ سے استنباط کیا ہے کہ جو چیز باعث تعظیم ہے خواہ وہ آدمی ہو یا غیر آدمی اس کو بوسہ دینا جائز ہے۔ بزرگ آدمیوں کے ہاتھوں کے چومنے کی نسبت کتاب الادب بخاری میں آئے گا۔ لیکن اس کے سوا میں پس پوچھا کسی نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر اور قبر کو چومنا کیسا ہے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں۔ امام صاحب کے بعض متبعین نے اس کو مستعبد جانا ہے (مراد ان اتباع سے ابن تیمیہ اور ابن قیم ہے جو اپنے آپ کو برائے نام خلیفہ کہلاتے ہیں) ابن ابی ضیف الیمانی جو کہ مکہ معظمہ کے علمائے شافعیہ سے تھے قرآن مجید اور اجزائے حدیث اور قبور صالحین پر بوسہ دینے کو جائز جانتے تھے۔ ختم ہوا ترجمہ:-

ہاں! وہابیوں کا بڑا بھائی ابن سعود نجدی جو آج کل مکہ معظمہ پر مسلط و مغلب ہو گیا ہے اور حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً میں جو روظلم کر رہا ہے۔ اور جنت المعلیٰ اور البقیع کے تمام مزارات و مقابر و مآثر مساجد کو گرا کر روضہ مطہرہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرانے کی تجویز میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے ارادہ میں نامراد کر کے اس کو وہابیہ میں عبرت کی موت کے ساتھ داخل کرے اس نے حجر الاسود کے بوسہ دینے کی حاجیوں کو سخت ممانعت کر دی ہے۔

۶- نہایہ امام ربلی رحمۃ اللہ علیہ قال صاحب النہایۃ ان الامام الرملى افتى بجواز تقبيل الجناح الاولياء على قصد التبرك من غير كراهته یعنی کہا صاحب نہایہ نے کہ تحقیق امام ربلی رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا ہے کہ اولیاء اللہ کی چوٹوں کو چومنا بہ نیت تبرک بلا کراہت جائز ہے (از مصباح الطریقت)

قبروں کو چومنا بوسہ دینا تو تھا ہی یہاں اولیائے کرام کی چوٹوں کو چومنا بھی جائز ہے۔ امید نہیں کہ وہابیہ نجدیہ اس کو قبول کریں۔ لیکن اپنے بھائی اصناف و مقلدین تو مطمئن ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

قولہ:- آج فاروق ساعدل گستر موحدا میر المؤمنین ہو تو قبر پر بوسہ دینے والوں کی بغیر گفت و شنید گردن اڑانے کا حکم دیتے۔ بلفظ صفحہ ۱۱۸ سطر ۱۸-

اقول:- مجیب کا ادب اور واقفیت شریعت یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نہ نام لکھا اور نہ ان پر کلمہ ”رضی اللہ عنہ“ لکھا اور نہ بتایا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کس آیت یا حدیث شریف کے مطابق گردن اڑانے کا حکم دیتے ہاں صرف وہابیوں کے کہنے سے ہی ضرور گردن اڑانے کا دیدیتے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان وہابیوں کی گردن ضرور اڑانے کا حکم دیتے جو بیس تراویح کو بدعت کہتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بدعتی کہتے ہیں اور سجدوں اور قبروں پر چراغ جلانے اور روشنی نہ کرنے والوں کی خوب خبر لیتے۔

قولہ:- شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ بوسہ دینا قبر کو عادت نصاریٰ کی ہے۔ بلفظ صفحہ ۱۱۸ سطر ۲۲-

اقول:- بتلائے کس کتاب میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ اس کتاب کا نام لکھا ہوتا۔

یہ ان پر اقتر معلوم ہوتا ہے۔ اگر انہوں نے کہیں لکھا بھی ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کیونکہ کتب معتبرات سے اس کا جواز لکھا جا چکا ہے۔ جو شرک یا حرام نہیں ہو سکتا۔

قولہ:- تو پھر شاہ عبدالعزیز کی نسبت کیونکر مانا جاوے کہ وہ فعل نصاریٰ کے مرتکب تھے۔ بلفظ صفحہ ۱۱۸ سطر ۲۳-

اقول:- شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے عمل کی بابت یہاں میں دو اور شہادتیں پیش کرتا ہوں حالانکہ میں اوپر ثابت کر چکا ہوں کہ بوسہ قبور بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم اور اولیائے کرام علیہم الرحمۃ نے جائز رکھا ہے مگر آپ کے نزدیک یہ فعل نصاریٰ کا ہے۔ اس لئے کہ آپ کے اعتقاد میں تمام دنیا کے مسلمان جو وہابی نہیں سب مشرک ہیں۔ العیاذ باللہ۔ شہادتیں یہ ہیں۔

۱- تحفۃ الناظرین مصنفہ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ صاحب موضع بلوہ ضلع ہوشیار پور۔ مطبوعہ مطبع مصطفائی لاہور صفحہ ۶۱ شاہ عبدالعزیز صاحب اپنے باپ کی قبر اور حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب قدس سرہ کی قبر کو بوسہ دیتے تھے نیز حضرت محبوب سلطان نظام الدین کی قبر کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی حالت زندگی میں قابل قدم بوسی ہے۔ بعد مرنے کے اس کی قبر کو بوسہ دیتا ہوں۔ بلفظ:-

۲- مطالب المؤمنین میں ہے۔ ولا باس بتقبيل قبر والديه ماں باپ کی قبر کو بوسہ دینے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ (مصباح الطریقت)۔ (وجیز الصراط فی مسائل الصدقات والا سقاط صفحہ ۲۴-۳۵-

قولہ:- نمبر ۲۲- قبر پر مورچہ چل (یعنی موروں کے پروں کا چنور ۱۲- تو گیر وی) کرنا۔ صفحہ ۱۱۹ سطر ۲

اقول:- قبر موروں کے پروں کا جھاڑو دینا مورچہ چل کرنا ہے۔ مجیب صاحب بتائیں کہ کس آیت یا حدیث شریف میں اس کی ممانعت ہے کوئی نہیں اور پھر یہ بھی بتائیں کہ یہ کام خاص اللہ تبارک و تعالیٰ کی تعظیم کے لئے کیسے ہوا۔ کیا کوئی خدا کی بھی قبر (نور باللہ) ہے۔ جس پر مورچہ چل کرنا چاہیے۔ مجیب کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے ہاں! گستاخی ضرور ہے۔

قولہ:- نمبر ۲۳ قبروں پر شمیانہ کھڑا کرنا۔ بلفظ صفحہ ۱۱۹ سطر ۱۴-

اقول:- مجیب نے شامیانہ کو شمیانہ لکھا ہے جو صحیح نہیں۔ اس میں بھی کوئی آیت یا حدیث نہیں اور ممانعت کی پیش نہیں کی۔ میں نے لکھا تھا کہ قبر پر شامیانہ کھڑا کرنا خدا تعالیٰ کے لئے اور خدا تعالیٰ کی تعظیم کے لئے کیونکر ہے اس کا کوئی جواب نہیں البتہ اس کے جواب میں مجھے بے ادب اور گستاخ کہہ کر اپنا دل ٹھنڈا کر لیا مگر مولوی اسماعیل دہلوی اپنے امام الطائفہ کو جو مبین خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے وہیابی شہید اور بزرگ بتایا۔

مجیب صاحب! آپ کو لازم تھا کہ اس بات کا جواب دیتے کہ ان کے شہید صاحب نے قبر پر شامیانہ کھڑا کرنے کو خداوند تعالیٰ کا خاص کام اور تعظیم یا ادب کس دلیل سے لکھ دیا اس کا جواب تو کچھ بن نہ پڑا گالیوں پر آئے اور گستاخ اور بے ادب بنانے لگ گئے۔ حالانکہ گستاخ اور بے ادب فرقہ وہابیہ کے سوا تمام دنیا میں کوئی اور نہیں۔ جو خداوند کریم کو جھوٹ بولنے والا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چہار اور گدھے سے تشبیہ دے اس سے بھی کوئی بڑھ کر گستاخ اور بے ادب اور سب اور

کافر ہوگا۔ العیاذ باللہ۔

لیجئے! قبر پر شامیانہ بنانے کا ثبوت اس طرح پر ہے۔

۱- حدیث شریف بخاری ابی ابن عمر فسطاطاً علی قبر عبدالرحمن فقال انزع عیبا غلام فانما بظله عملہ یعنی دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی قبر پر شامیانہ کھڑا کیا ہوا ہے۔ پس فرمایا۔ اتار ڈال اسے اے بیٹے اس کے لئے اس کے عمل سایہ کرتے ہیں۔ اس حدیث شریف کی شرح میں عینی شارح صحیح بخاری لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شامیانہ کھڑا کیا زینت بنت جحش رضی اللہ عنہما کی قبر پر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے شامیانہ کھڑا کیا۔ اپنے بھائی عبدالرحمن (رضی اللہ عنہ) کی قبر پر اور فاطمہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہما کے کھڑا شامیانہ اپنے خاوند حسن ثقی بن امام حسین رضی اللہ عنہما کی قبر پر۔ (بلفظ تحفۃ الناظرین)

۲- در نور الایمان آوردہ۔ قدنقل الشیخ الدہلوی فی المدح عن مطالب المومنین ان السلف ابا حوایسی علی القبر المشائخ والعلماء المشہورین قبة لیحصل الراحة الزائرین ویجلسون فی ظلها وهکذا فی المفاتیح شرح مصابیح وجوزہ اسماعیل الزاهد الذی من مشاہیر الفقہاء۔ بلفظہ وجیز الصراط فی مسائل الصدقات والاسقاط صفحہ ۸۵-۵۶ مطبوعہ مصطفائی لاہور۔

۳- وجیز الصراط فی مسائل الصدقات والاسقاط صفحہ ۸۶ فی مجمع الانہر شرح ملتقی الابحران محمد بن حنیفہ صلی اللہ علی ابن عباس رضی اللہ عنہ فیکبر علیہا رباً وادخلہ من قبل قبلۃ وضرب علیہا فسطاطاً ثلثۃ ایام۔ الخ بلفظہ یعنی کتاب معتبر مجمع الانہر شرح ملتقی الاجر میں ہے کہ تحقیق محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی چار تکبیریں کہیں اور داخل کیا ان کو قبر میں قبلہ کی طرف سے اور اس پر تین روز تک شامیانہ کھڑا کیا۔ الخ۔

۴- روح البیان جلد اول صفحہ ۸۷-۸۸ ان البدعة الحسنة للوافقة لمقصود الشرع یسمی سنة فبناء القببات علی قبور العلماء والاولیاء والصلحاء ووضو الستور والعمائم والنیاب علی قبورهم امر جائز اذا کان المقصد بذلک التعظیم فی اعین العامة لایحتقر واصلح هذا القبر وكذا ایقاد القنادیل والشمع عند قبور الاولیاء والصلحاء من باب التعظیم والاجلال ایضاً للاولیاء فالمقصد فیہا مقصد حسن ونذر زیت والشمع للاولیاء یوقد عند قبورهم تعظیماً لہم ومحبتہ فیہم جائز الخ ترجمہ:- بدعت حسنہ جو مقصود شرح کے حضرت شیخ عبدالحق دہلوی نے مطالب المومنین سے نقل کیا ہے کہ سلف صالحین نے قبر پر عمارت قہ بنانا جو مشائخ اور علماء مشہورین کی ہوں مباح کیا ہے۔ تاکہ زائرین سایہ میں بیٹھ کر آرام کریں اور اس طرح ہے۔ مفتاح شرح مصابیح میں اور جائز کہا ہے۔ حضرت فقیہ اسماعیل زہدی علیہ الرحمۃ نے جو مشاہیر فقہاء سے تھے۔ ۱۲

مطابق اور موافق ہو اس کو سنت کہتے ہیں۔ پس علماء اولیاء و صلحاء کی قبروں پر قبوں کا بنانا جائز ہے۔ جب کہ صاحب قبر کی تعظیم عوام کی نظروں میں مقصود ہوتا کہ وہ صاحب قبر کو حقیر نہ سمجھیں اور اسی طرح قندیلوں چراغوں کا اولیاء اور صلحاء کی قبروں کے پاس جلانا بغرض ان کی تعظیم اور بزرگی کے جائز ہے۔ پس یہ مقصد نیک مقصد ہے۔ اور زیتون کی شمع کا جلانا اولیاء اللہ کی قبروں کے پاس ان کی تعظیم اور محبت کے لئے جائز ہے۔ یہاں تک کہ نذر ماننا بھی جائز ہے۔

پس اس سے ثابت ہو گیا کہ علماء اولیاء و صلحاء کی قبروں پر قبے بنانا شامیانہ کھڑے کرنا اور چادریں اور غلاف ڈالنا اور عمارت رکھنا اور قندیلیں اور چراغ روشن کرنا ان کی تعظیم اور محبت اور عزت اور بزرگی کے اظہار کے لئے سب جائز ہیں۔ لیکن وہابیوں کو نہ تو علماء صلحاء اولیاء اللہ سے محبت ہے اور نہ ان کے دل میں محبت اور عظمت ہے۔ اس لئے ان کی نظروں اور دلوں میں یہ کام مستحسن حرام اور شرک ہیں۔

قولہ:- نمبر ۳۴ قبروں پر مجاور بن کر بیٹھنا۔ حدیث شریف لاتجلسوا علی القبور ولا تصلوا لہا یعنی نہ تو قبر پر بیٹھو اور نہ ہی ان کی طرف نماز پڑھو۔ بیٹھنے کے معنی دو طور سے ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یوں ہی قبر پر سرین کے بل بیٹھنا دوسرے قبروں پر مجاور بن کر بیٹھنا یہ دونوں طریق مشروع نہیں بلکہ ممنوع ضرور ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۱۲۰ سطر ۳۔

اقول:- حدیث شریف کے معنی اور مطلب صاف ہے کہ قبروں کے اوپر مت بیٹھو اور نہ ان کی طرف نماز پڑھو۔ اس میں مجاور بن کر بیٹھنے کا کوئی ذکر ہی نہیں اور یہ ہر دو احکام حدیث شریف کے قابل اور واجب العمل ہیں ہر ایک مسلمان اس پر عامل ہے۔ مجیب صاحب نے حدیث شریف کے معنی وہی کئے ہیں جو میں نے کئے ہیں لیکن اپنی طرف سے مولوی اسماعیل دہلوی کے فتنہ اور فساد اور فتور سے (جو اس نے تقویۃ الایمان کے حصہ تذکیر الاخوان کے صفحہ ۱۳۴ سطر ۲۰ میں لکھا ہے) لیکر قبروں پر مجاور بن کر بیٹھنا لے گئے ہیں۔ جو کسی بزرگ شارح حدیث نے کی یہ شرح نہیں کی۔ یہ ان کی اپنی خانہ زاد شرح ہے جو ماننے کے قابل نہیں کیونکہ لفظ مجاور کے معنی کتب لغت میں ہمسایہ، پڑوسی، درگاہوں اور متبرک مقاموں کا خادم کے ہیں۔ یہاں بھی معنی صحیح ہیں جو لغت میں ہیں۔ حدیث شریف کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ تاہم مجیب صاحب لکھتے ہیں کہ مجاورین اور سجادہ نشین لوگ اپنے تئیں سجدہ کرواتے ہیں اور یہ الزام اپنا چشم دید بیان کرتے ہیں لیکن میں اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے کسی مسلمان کو ایسا کرتے نہیں دیکھا۔ میں بہ نسبت مجیب صاحب کے مزارات بزرگان پر زیادہ حاضر ہوتا ہوں۔ ممکن ہے۔ آپ نے کسی مسلمان کو کسی بزرگ کی قدم بوسی کرتے ہوئے دیکھا ہو اور اس کو سجدہ سمجھ لیا ہو۔

مجاور بننا تو حدیث شریف سے ثابت ہے۔ جیسے کہ میں لکھ چکا ہوں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں زیارت روضہ اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لوگ آیا کرتے تھے۔ اور زیارت کروایا کرتے تھے۔ یہی مجاوروں اور خادموں کا کام ہے۔ تعجب یہ ہے کہ مجیب خود مجاوروں کے ہونے کو تسلیم کر کے یوں لکھتے ہیں۔

قولہ:- اس مسئلہ کا بیان کرنے سے روضہ مطہرہ کے مجاور مقصود نہیں۔ بلکہ یہاں کی قبریں ہیں۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱۳۰

اقول:- خوب! مجیب صاحب اقبال کرتے ہیں کہ روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تو مجاور بننا اور وہاں کی مجاورت کرنا جائز اور درست ہے معلوم نہیں کہ یہ تشناکس آیت یا حدیث سے مقصود لیا ہے اور کہتے ہیں کہ یہاں کی قبروں پر مجاور نہیں چاہیے۔ یہاں کی قبروں سے مراد آپ کی کوٹ بھٹے یا ایمن آباد کی قبریں ہیں۔ مگر نہ سمجھے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے لئے مجاور بننا جائز ہے تو یہ سند اور دلیل ہے تمام بزرگان دین اولیائے کرام رحمہم اللہ کے مزارات پر خادم اور مجاور بننے کی اور جو آپ اپنے رعم میں بدگمانی کرتے ہیں کہ مجاور اپنے آپ کو سجدہ کرواتے ہیں اس لئے مجاور بننا جائز نہیں۔ اگرچہ یہ کہنا ان کا محض غلط ہی نہیں بلکہ افتراء ہے۔ مجاورت تو جائز ہے لیکن علت حرام اور شرک ہونے کی دوسری بات بیان کرتے ہیں۔ اگر کوئی بدعت ہو تو اس کو روکنا چاہیے نہ کہ مجاورت ناجائز قرار دی جاوے۔ اسی وجہ سے میں کئی بار لکھ چکا ہوں کہ مجیب صاحب کو یہ پتہ نہیں کہ میرا دعویٰ کیا ہے اور اس پر دلیل کیا ہونی چاہیے جو دعویٰ کرتے ہیں۔ اس کو اپنی دلیل سے ہی رد کر دیتے ہیں۔

اچھا صاحب! اصل بات تو یہ تھی کہ مولوی اسماعیل دہلوی کہتے ہیں کہ مجاور بننا خاص تعظیم خداوند کریم کے لئے ہے۔ یعنی خداوند تعالیٰ کی (نعوذ باللہ) قبر پر مجاور بننا جائز ہے اور کسی مخلوق مکرین کو قبروں کے مجاورت جائز نہیں۔ اس کا کوئی جواب ہی نہیں دیا۔ بات یہ ہے کہ آپ لوگوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے دوستوں و یوں سے سخت بغض و عداوت ہے۔ اس لئے بموجب حدیث شریف قدسی من عادلی ولی فقد اذنت له للحرب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص ہمارے دوست ولی سے عداوت کرے۔ میں اس کو جنگ کرنے کے لئے اجازت دیتا ہوں۔ گویا آپ لوگ خداوند کریم سے جنگ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کرنا کس قدر جرم یا کفر عظیم ہے۔ خداوند عالم آپ لوگوں کو ہدایت دے۔ اگر اس کی مشیبت میں ہے۔

اس جگہ پر ایک ایسی سند معتبر حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھتا ہوں جو والد ماجد حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ جو تمام وہابیہ کے بھی سردار ہیں درج کرتا ہوں امید ہے کہ آپ قبول کریں گے لیکن یقین نہیں کہ آپ اس پر بھی ایمان لائیں جب کہ آیات و احادیث بھی آپ کے نزدیک قابل سند نہیں۔ انتہا فی سلاسل اولیاء اللہ مترجم تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی مطبوعہ مطبع احمدی متعلق مدرسہ عزیزی دہلی ۱۳۱۱ھ صفحہ ۱۰۰ کالم دوم ذکر کشف قبور جان کہ ذکر کشف قبور کے واسطے اورل مقبرہ میں آئے دو گنا ان بزرگ کی روح کے واسطے پڑھے۔ اگر سورہ فتح یاد ہو تو پہلی رکعت میں پڑھے اور دوسری میں سورہ اخلاص اور نہیں تو ہر رکعت میں پانچ پانچ بار اخلاص پڑھے اور پھر قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھے اور ایک بار آیت الکرسی اور بعضی سورتیں جو زیارت کے وقت پڑھتے ہیں۔ جیسے سورہ ملک وغیرہ ذلک بعد قل کہے بعد فاتحہ کے گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے اور ختم کرے اور تکبیر کہے اس کے بعد سات دفعہ طواف کرے اور اس میں تکبیر پڑھے اور شروع دائیں طرف سے کرے پھر پاؤں کی طرف رخسارہ رکھے اور نزدیک میت کے منہ کے بیٹھے اور کہے یا رب

بس دفعہ بعدہ اول طرف آسمان کے کہے یا روح اور دل میں ضرب کرے۔

جب تک کہ انشراح پائے یہ ذکر انشاء اللہ تعالیٰ کشف قبور اور کشف ارواح حاصل ہوگا۔ بلفظہ سطر ۳۔ دیکھئے! اس میں قبر پر جانا اور قبر کے پاس دور کعت نماز پڑھنا اور اس بزرگ کی روح کو ثواب پہنچانا قبلہ کی طرف پشت کرنا اور قبر کا سات دفعہ طواف کرنا اور قبر پر اپنا رخسار رکھنا اور میت کے نزدیک اپنا منہ رکھنا اور لفظ روح کی دل میں ضرب لگا اور یا روح کا مناسب کچھ آگیا۔ بس اب وہابیو!! حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ پر بھی فتویٰ لگاؤ۔ مگر جب اللہ تعالیٰ غفور الرحیم اور ضرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رؤف و رحیم ان کے فتاوے سے نہیں بچتے تو ابن شاہ عبدالرحیم کیسے بچ سکتے ہیں۔

ہذا باللہ۔

اب اس بارہ میں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ مجیب صاحب کے جدید اعتراضات کے جوابات ختم ہوئے جو میری کتاب دار آفتاب صداقت میں پہلے نہیں آئے تھے جو اصلی جلد میں اگر یہ کمی بھی پوری ہوگئی اور اپنے برادران احناف کے لئے آسانی ہوئی کہ وہ غیر مقلدین اور وہابیہ دیوبندیہ کے متفقہ اعتراضوں کے جوابات بھی ملاحظہ فرماویں۔ الحمد للہ علی ذلک۔

قولہ:- فیصلہ ثالثی۔ علامہ محی الدین محمد برکوی حنفی رضی اللہ عنہ مصنف الطریقۃ المحدثۃ متوفی ۹۸۱ھ رسالہ زیارت قبور (صفحہ ۱۲۲ سطر ۲)

اقول:- مجیب صاحب نے اس شخص محمد برکوی مجہول الحال کا ذکر اپنی کتاب کے صفحہ ۷۵ اور ۹۶ میں بھی کیا ہے جس کی بات میں لکھ چکا ہوں کہ اگر یہ شخص واقعی صفحہ دنیا پر آیا تھا تو ضرور پرلے درجہ کا غیر مقلد تھا۔ ورنہ بہت سے فرضی نام بتا دیا کرتے ہیں اور یہ وہابیوں کی عادت میں داخل ہے چنانچہ وہابیوں نے ایک کتاب بلاء المسین کے نام سے لکھی اور حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے نام سے منسوب کر کے شائع کر دی جس کا حال مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب ایٹھوی مدرس گورنمنٹ سکول دھیانہ نے مفصل لکھا اور فتاویٰ حنفیہ میں جو جالندھر شہر میں طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے اور وہابیوں کی یہ بھی عادت ہے کہ تقیہ کر کے اپنے آپ کو حنفی مقلد کہہ کر قادری مشرب بھی لکھ دیا کرتے ہیں۔ جیسے مولوی احمد علی امام مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور اپنے آپ کو ”حنفی قادری“ لکھتے ہیں جن کا ذکر اسی کتاب میں موجود ہے۔ حالانکہ وہ کٹر غیر مقلد ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ شخص محی الدین محمد برکوی کوئی عالم عالم دنیا میں حنفی المذہب مصنف رسالہ زیارت قبور پیدا ہی نہیں ہوا۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ کتب سیر برے سامنے موجود ہیں۔ بالخصوص دو کتابیں ایک میں مولفہ مولانا عالم نبیل و فاضل جلیل حضرت مولوی فقیر محمد صاحب جہلمی ثم، انوری علیہ الرحمۃ ہے جو بڑی تحقیقات سے پرانی کتب عربیہ سے سندیں لے کر لکھی گئی اور حضرت امام الامام ابو حنیفہ امام اعظم رضی اللہ عنہ سے شروع کر کے دوسری صدی کے علماء احناف کے نام اور حالات وضاحت کے ساتھ لکھے ہیں۔ پانچ سو صفحہ کی مہبوط کتاب ہے اس فرضی نام محی الدین محمد برکوی کا نام تلاش کیا گیا۔ مگر اس میں موجود نہ پایا۔ دوسری کتاب نہایت معتبر ہے ال میں بزبان عربی تمام علماء احناف کا تذکرہ موجود ہے مگر افسوس آپ کا فرضی برکوی اس میں بھی کوئی نہ ملا۔ تاہم آپ جیسے

مجبور الحال اور کیفیت کی ثالثی مجھ سے منوانا چاہتے ہیں اور قرآن شریف اور احادیث شریف کے خلاف فرد واحد کی شہادت پر وہ بھی فرضی آدمی تمام احناف کی مخالفت میں ہے اس کو حنفی کا جامہ پہنا کر پیش کرتے ہیں جو ہرگز ماننے کے قابل نہیں کسی کو آپ دھوکا دے سکتے ہیں لیکن یہاں تو دھوکے بازوں کی قلعی کھل جاتی ہے۔ خدا محفوظ رکھے۔

قولہ:- اسی طرح جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ لوگ اس درخت کی طرف تبرک کے طور پر پے در پے جاتے ہیں جس کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے بیعت لی تھی تو آپ نے آدمی بھیج کر اسے کٹوا دیا ابن وضاح نے اسکو اپنی کتاب میں نقل کیا۔ الخ بلفظ ۲۳ سطر ۱۔

اقول:- مجیب صاحب نے کسی وہابی کی کتاب کی بات ابن وضاح یا ابن وضاح ہو بلا تحقیق لکھ دی ہے۔ یہ نہیں بتایا کہ ابن وضاح کون شخص ہے کس زمانہ میں ہوا اور کس مذہب کا آدمی تھا اور اس کی کتاب کا نام کیا ہے اور کہاں طبع ہوئی یا آپ نے کسی فلمی بیاض سے لکھایا کسی مولوی معین نے کسی پرچہ پر لکھ کر آپ کے پاس بھیج دیا۔ اگر کوئی کتاب ہے تو اس کا نام اور صفحہ اور سطر اور اس کی عبارت ہونی چاہیے تھی۔ میں پہلے اس سے ابھی لکھ چکا ہوں کہ وہابی صاحبان کا وتیرہ یہی ہے کہ فرضی کتابوں کے حوالے دیدیا کرتے ہیں۔ بلکہ عبارتیں بھی اپنی طرف سے فرضی لکھ دیا کرتے ہیں۔

مجیب صاحب! آپ کو پتہ نہیں تمام کتب سیر اور تفاسیر میں جس درخت کے نیچے بروز صبح حدیبیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی گئی تھی اس درخت کا کوئی پتہ نہیں کیونکہ جب دوسرے سال اس درخت کی تلاش ہوئی تو وہ درخت نہیں ملا تھا۔ بلکہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بعض لوگوں نے ایک اور غلط درخت سمجھ لیا تھا جس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بوجہ نہ ہونے اصل درخت کے اس فرضی درخت کو کٹوا دیا تھا یہ کہ اس اصل درخت شجرۃ الرضوان کو جس کا پتہ ہی مشتبہ ہو گیا۔ یہ وجہ جو وہابی بیان کرتے ہیں کہ تبرک یا تعظیم کے طور پر اس درخت کے پاس لوگ جاتے تھے۔ اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس درخت کو کٹوا دیا غلط ہے۔ کیونکہ اصل درخت شجرۃ الرضوان حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بھی مشتبہ رہا اگر معلوم ہو جاتا تو ایسا حکم نہ فرماتے۔ جیسے ضعیف روایت سے بیان کیا جاتا ہے کہ درخت کٹوا دیا تھا۔ اس لئے کہ تبرک سمجھا جاتا تھا۔ اگر یہی علت تبریک اور تعظیم کی مذموم ہوتی تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اس درخت کو کٹوا دیتے تاکہ نجدیوں کے لئے حجت ہوتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول اور فعل ان کے لئے حجت نہیں ہے دیکھئے کتابوں میں کیا لکھا ہے۔

۱- تفسیر خازن صفحہ ۵۰ جلد چہارم:- (ترجمہ) شیخین رضی اللہ عنہما نے طارق بن عبد الرحمن سے روایت کی ہے کہ میں بغرض حج جا رہا تھا کہ میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جو نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے کہا کہ مسجد تو نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا یہ درخت ہے جس کے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت رضوان فرمائی تھی۔ تو میں سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور اس واقعہ کی خبر دی تو سعید نے فرمایا کہ میرے والد ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اس وقت اس درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ جب ہم اگلے سال اس طرف کو گئے تو وہ درخت نظر نہ آیا نہ اس کو پاسکے ہماری نظروں سے وہ

درخت غائب ہو گیا۔ سعید نے کہا کہ جب اصحاب (رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رضی اللہ عنہم نے اس درخت کا کہیں پتہ نہ پایا اور تم نے اس کو پایا۔ تو تم صحابہ رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر عالم ہوئے (یہ کہہ کر) ہنس پڑے۔

۲- تفسیر خازن جلد چہارم و تفسیر سراج المنیر۔ ترجمہ:- روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر اسی جگہ ہوا۔ جہاں وہ درخت (بیت الرضوان) بیان کیا جاتا تھا تو آپ نے اپنے رفیقوں سے دریافت کیا کہ وہ درخت کہاں ہے تو کسی نے کہا کہ اس جگہ اور کسی نے کہا اس جگہ جب آپ نے اس اختلاف کثیر کو دیکھا تو فرمایا چلو درخت گم ہو گیا اور یہاں سے ثابت ہو گیا کہ وہ اصلی درخت ملا ہی نہیں تو کہنے لگوا یا کس درخت کو اس لئے کسی درخت کے کٹوائے جانے کی روایت غلط یا ضعیف ہے۔ قابل اعتبار نہیں۔

اگر کہا جائے کہ کسی تبرک جگہ یا آثار انبیاء علیہم السلام کے پاس نماز پڑھنا ناجائز ہے جس سے تعظیم انبیاء علیہم السلام یا جائے تبرک کی پائی جاتی ہے تو اس بات کا جواب کیا ہوگا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی شب کو شجرۃ موسیٰ علیہ السلام کے پاس مدین میں اور طور سینا پر جہاں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا تھا۔ خود نماز پڑھی۔ اس کا کچھ جواب نہیں۔ دیکھو کتب سیر و جواہر البحار صفحہ ۱۱۸۔

یہ بات سنت نبویہ علیہ التحیۃ والصلوۃ والسلام اور سلف صالحین سے لے کر اس وقت تک ثابت ہے کہ جہاں کہیں نبی علیہ السلام یا بزرگان دین کا مزار شریف ہوا۔ وہاں تبرک کے لئے مسجد بھی تیار کی گئی یا اگر پہلے بنی ہوئی ہے تو کچھ بزرگ کے وصال کے بعد اس کا مزار یا روضہ بھی اسی مسجد کے ساتھ ہی بنادیا گیا تاکہ خواص و عوام کا نماز میں تبرکات فیوض حاصل کرتے ہیں۔ اس تشریح کی ضرورت نہیں اپنی آنکھوں کے سامنے موجود ہے جہاں چاہو دیکھ لو۔

۳- منہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۴۱۲ جلد دوم اس میں نہایت وضاحت کے ساتھ درج ہے جیسے تفسیر خازن میں لکھا گیا ہے۔ یعنی صلح حدیبیہ بیعت الرضوان کے دوسرے سال ہی صحابہ کرام اس طرف تشریف لے گئے اور اس درخت کو تلاش کیا مگر وہ درخت نہ ملا اور اسی طرح مواہب اللدنیہ میں ہے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں طالع ہے۔ اس قدر کافی ہے۔

قولہ:- اچھوتی طرز کی بحث۔ الہامی تصدیق بلفظ صفحہ ۱۲۵ سطر ۱۰
اقول:- مجیب صاحب اردو انوکھی کو اچھوتی لکھا۔ اس بحث میں مجیب نے مجھے خوب گالیاں دے کر اپنے دل کا بخار نکال لیا۔ مگر میں کہتا ہوں:-

بدنہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری نے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی نے

میں نے اعداد جمل آیات کے نکات جہاں کہیں کوئی ضرورت پیدا ہوئی لکھے تھے۔ مگر عجیب نے اپنے غلط بلکہ غلط اعداد جمل سے گالیاں دے کر اپنے دل کی آگ کو بجھالیا۔ جس کو ناظرین وقارئین ملاحظہ کریں گے۔

قولہ:- معترض صاحب لکھتے ہیں۔ ختم اللہ علی قلوبہم کے اعداد ۱۲۹۹ ہیں اور ان کی مطابقت وہی وضعی مفتی عبداللہ سے ہے مگر اس کے اعداد ۱۵۵۰ ہیں۔ تصدیق باطل شد۔ مطابقت یہ ہے۔ فضل احمد گمراہ بدین ۱۲۹۹ ختم اللہ علی قلوبہم بلفظ صفحہ ۱۲۵ سطر ۱۹۔

اقول:- عجیب صاحب کے اعداد غلط ہیں ختم اللہ علی قلوبہم کے اعداد جمل ۱۳۹۹ ہیں جن کی مطابقت اس طرح ہے۔

۱- وہی بدقسمت نیم مفتی عبداللہ ۱۳۹۹

۲- وہی بدتر نیم مفتی عبداللہ ۱۳۹۹

۳- مہر کی اللہ نے نیم مفتی عبداللہ وہابی پر ۱۳۹۹

۴- وہی شکی نیم مفتی عبداللہ ولہ نعم اللہ ۱۳۹۹

۵- نیم حکیم محمد حسین وہابی شیخ نجدی ۱۳۹۹

۶- بدقسمت بے بصر نیم حکیم محمد حسین وہابی پچ نجدی ۱۳۹۹

۷- شیخ نجدی نیم حکیم محمد حسین وہابی ۱۳۹۹

۸- مہر کی اللہ نے نیم حکیم محمد حسین منکر وہابی کے دل پر ۱۳۹۹

مولوی اسماعیل دہلوی بانی وہابیت کی تاریخ موت ۱۲۳۶ھ

۱- اولئک ہم شر البریۃ ۱۲۳۶

۲- مولوی اسماعیل دہلوی کو ایک زکی یوسف زئی نے قتل کیا ۱۲۳۶

۳- مولوی اسماعیل دہلوی کو ایک یوسف زئی نے ہدف بندوق سے مار ڈالا ۱۲۳۶

۴- طشت از بام افتاد ۱۲۳۶

قولہ:- معترض صاحب لکھتے ہیں قد کفرتم بعد ایمانکم کے اعداد ۱۰۸۲ ہیں اور ان کی مطابقت ”فرقہ زنداقتہ نسب نجدیہ اسماعیلیہ وہابیہ دیوبندیہ“ سے ہے۔ مگر اس کے اعداد ۱۰۸۳ مطابقت یہ ہے۔ ”نسبہ بفضل احور“ ۸۲ بلفظ صفحہ ۱۲۵۔

اقول:- کاتب کی غلطی سے لفظ ”زندقتہ“ کا زنداقتہ لکھا گیا جس سے ایک عدد بڑھ گیا۔ دیکھو میری کتاب انوار آفتاب صداقت کا صفحہ ۱۸۲ سطر ۹۔ جس میں لفظ زندقتہ لکھا ہوا موجود ہے۔ دیکھئے مطابقت یہی صحیح ہے۔

۱- قد کفرتم بعد ایمانکم ۱۰۸۲

۲- فرقہ زندقتہ نسب نجدیہ اسماعیلیہ وہابیہ دیوبندیہ ۱۰۸۲

۳- ۱۰۱۲

۴- محمد حسین طبیب البین آبادی وکل وہابی نجد و ہندوستان ۱۱۱۲

نوٹ:- ”نسبہ فضل احمد“ کے لکھنے سے عجیب کو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ کیونکہ دنیا میں لاکھوں فضل احمد نام ہیں۔ سب کو گالیاں ہوں گیں۔

قولہ:- مطابقت یہ ہے کہ ”منسوب بفضل احمد جاہل جہنمی زندیقی بے دین ۱۵۱۰

لعنة الله على الكاذبين ۱۵۱۰

بلفظ صفحہ ۱۲۶ سطر ۲۔

اقول:- یہ دونوں ہی اعداد غلط ہیں۔ لعنة الله على الكاذبين کے اعداد ۱۵۴۰

ہیں۔ اور اعداد ”منسوب بفضل احمد جاہل جہنمی زندیقی بیدین“ کے ۱۵۲۷ ہیں۔ افسوس آپ کے امدادی مولویوں نے بھی اس کی پڑتال اور تصدیق نہ کی اور نہ مقرظین اور مصدقین مولوی صاحبان نے اس پر نظر کی آنکھیں بند کر کے تقریظیں لکھ دیں اور آج ان کو خجالت اور ندامت کا منہ دیکھنا پڑا یا عجیب کا منہ۔

دیکھئے! مطابقت آیت صحیحہ یوں ہے:

۱- لعنة الله على الكاذبين ۱۵۳۹

۲- حکیم محمد حسین قریشی بے ادب بیدین دشمن اسلام ۱۵۳۹

۳- حکیم محمد حسین بے ادب مردود از جناب رحمۃ اللعین ۱۵۳۹

قولہ:- مطابقت۔ انسپکٹر لدھیانوی بدین ۹۲۹

ولحم عذاب الیم ۹۲۹

بلفظ صفحہ ۱۲۶ سطر ۵

اقول:- عجیب صاحب کی عقل میں قصور اور فتور ہے اور مطابقت اعداد سے کوسوں دور اور نفور ہے۔ دیکھو دونوں اعداد غلط

ہیں۔ آیت شریف ولہم عذاب الیم کے اعداد ۹۳۵ ہیں۔ اور پہلے جملہ انسپکٹر لدھیانوی بدین کے اعداد ۹۱۹ ہیں۔ یہاں بھی عجیب صاحب نے اپنے امدادی اور مقرظین و مصدقین مولویوں کی سخت کرکری کرائی کوئی مطابقت بن نہ آئی۔ حساب دانی بھی کام نہ آئی۔ رسوائی نے رونمائی فرمائی۔

۱۔ رسم قرآنی کے خلاف الف زیادہ لکھ دیا۔ رسم الخط علی الکذبین ہے ۱۲۱۔

۲۔ جموںوں پر خدا کی لعنت ہے۔ ۱۲۱۔

۱۲۔ ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ یہ آیت شریفہ کفار کے حق میں بصیغہ جمع آئی ہے اور مجیب نے اپنی بے علمی سے منفرد پر لگائی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ لودھیانہ میں بیسویں اسپکٹر ہیں۔ میں اکیلا نہیں۔

چوتھی بات یہ ہے۔ صحیح نام لودھیانہ ہے جو لودھی کا آباد کیا ہوا ہے۔ لودھیانہ غلط ہے۔ مطابقت اس طرح پر ہوتی ہے۔

(۱) ولہم عذاب الیم ۹۳۵

(۲) محمد حسین طبیب بدوین چیلانجری و تمام وہابی ۹۳۵

قولہ:- معترض کی کتاب ”انوار آفتاب صداقت“ کے اعداد ۱۳۳۷ ہیں اور اس کی مطابقت اس آیت سے ہے۔ یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس اس کے اعداد تیرہ سو چھتیس ۱۳۳۶ ہیں۔ صرف ایک کافرق ہے اس ایک عدد کے فرق سے معلوم ہوتا ہے ۱۳۳۷ میں سے ایک حصہ اچھا ہے جو زیر آیت مذکور نہیں آیا۔ بلفظہ صفحہ ۱۲۶ سطر ۷۔
اقول:- مجھے نہایت افسوس کے ساتھ تعجب ہے کہ مجیب کی ایک بھی مطابقت پوری اور صحیح نہیں ہوئی۔ میں کہتا ہوں کہ جب اعداد جمل کو وہ شمار ہی نہیں کر سکتے اور گننا جانتے ہی نہیں تو ناحق وقت کو ضائع کر کے اپنے معین اور دستگیر مولویوں کو بھی خجالت و ندامت اور جہالت کے دریا میں کیوں غرق کرتے ہیں۔

میاں مجیب صاحب! میری کتاب ”انوار آفتاب صداقت“ کے اعداد جمل تو ضرور ۱۳۳۷ ہے۔ جو تاریخ تالیف ہے مگر آیت شریف کے اعداد جس سے مطابقت کی گئی ہے۔ اس کے اعداد اس سے نہیں ملتے۔ آپ لکھتے ہیں کہ آیت یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس کے اعداد جمل ۱۳۳۶ ہیں جو بالکل غلط ہیں جمع کرنا بھی آپ کو نہیں آتا۔ بندہ خدا اس آیت شریف کے اعداد جمل تیرہ سو چھیا نو ۱۳۹۶ ہیں۔ آپ پھر گن لو اور حساب کرو اور اپنی غلطی حساب کے دریا میں غوطے کھاؤ۔ زندہ نکلو یا ڈوب مرو۔ لیکن یاد رکھو کہ آئندہ اس حساب میں نہ پڑو نہ جھگڑو نہ لڑو اور معینان و مقررین کو بھی شرمندہ نہ کرو اور اب صحیح مطابقت کا ملاحظہ کرو۔

میری کتاب انوار آفتاب صداقت کے اعداد جمل تیرہ سو ستیستیس ۱۳۳۷ ہیں جو آیت شریف کتاب آیہ (سورہ ہود) یعنی یہ کتاب ایسی ہے جس کی باتیں جانچ اور تصدیق کی جا چکی ہیں اس کے اعداد تیرہ سو سات ۱۳۰۷ ہیں۔ اس میں حرف ل ام پاک اللہ تبارک و تعالیٰ لطیف کا اول ہے اس کو شامل کر کے پورے تیرہ سو ستیستیس ۱۳۳۷ ہوئے۔ الحمد للہ علی ذالک۔
دیکھ مطابقتیں یوں ہیں:

۱۔ ان کے لئے سخت عذاب درد دینے والا ہے۔ ۱۲۔

(۱) انوار آفتاب صداقت ۱۳۳۷

(۲) چراغ مجلس ۱۳۳۷

(۳) چراغ الایمان ۱۳۳۷

(۴) غالب شد ۱۳۳۷

(۵) ولی ظالم کش ۱۳۳۷

(۶) فضیلت زاہد ۱۳۳۷

(۷) فروغ دوام ۱۳۳۷

(۸) اثبات عقائد معیوب وہابیہ دیوبندیہ ۱۳۳۷

(۹) آئینہ اثبات باطل وہابیہ دیوبندیہ ۱۳۳۷

(۱۰) قاطع التوہین جان ناحق گو منافقین و وہابیتین ۱۳۳۷

دوسری مطابقت مجیب کے ساتھ

آیت شریف کے اعداد تیرہ سو چھیا نو ۱۳۹۶ ہیں جو مجیب نے اپنی بے علمی سے تیرہ سو چھتیس ۱۳۳۶ لکھ دیئے ہیں۔ مطابقت یہ ہے۔

(۱) یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس ۱۳۹۶

(۲) ظلمت گاہ ۱۳۹۶

(۳) ظلمات گہ ۱۳۹۶

(۴) خرفروشی ۱۳۹۶

(۵) دیونخدول ۱۳۹۶

(۶) بلا اثبات التوحید ۱۳۹۶

تیسری مطابقت کتاب مجیب

مجیب نے اپنی کتاب یا رسالہ کا نام اثبات التوحید رکھا ہے۔ اس کے اعداد تیرہ سو تریسٹھ ۱۳۶۳ ہیں۔ وہ برابر ہیں نخل گشتی۔ بے شناخت۔ شغال کہو کے یعنی مجیب نے بے شناخت میری کتاب انوار آفتاب صداقت کے شغال کہو نیلے رنگ کے گیدڑ کی طرح نیل کے مکے میں گر کر نیلا بن کر دوسرے گیدڑوں میں متمیز ہونے کی خاطر میری کتاب کے جواب میں قلم اٹھایا

آخر کو خجل گشتی سخت شرمندہ ہوا اور اپنے امدادی مولویوں کو بھی اپنے ساتھ خجل کیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

چوتھی مطابقت کتاب مجیب

(۱) اثبات التوحید ۱۳۶۳

(۲) بے ادب طبیب کوٹ بھٹہ کی ہزلیات ۱۳۶۳

(۳) محمد حسین اجمل کے یہودہ خیالات ۱۳۶۳

(۴) محمد حسین امین آبادی جہنمی کے وہابیہ شیعہ ردی عقائد ۱۳۶۳

(۵) محمد حسین بید وہابی کی کتاب اوج طوفان بے تمیزی ہے ۱۳۶۳

یہ صحیح مطابقتیں کافی سے زیادہ ہیں۔ امید ہے۔ مجیب صاحب مطمئن ہوں گے۔

قولہ:- ہماری مطابقتیں ان سے کئی درجہ زیادہ صحیح ہیں اور صرف نمونہ چار مطابقتیں تو خاص ذات معترض پر ہیں اور

ایک مطابقت ان کی کتاب طوفان بے تمیزی پر بلفظ صفحہ ۱۲۶ سطر ۱۲-

اقول:- لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم آپ کی سب کی سب مطابقتیں غلط درغلط اور مجیب کے گلے کا ہار ہو گئیں۔ اب ادھر دیکھو اور سوچو اور گریبان میں منہ ڈال کر روؤ اور اپنے آنسوؤں سے منہ کو دھوؤ۔ دیکھو میں نے چار مطابقتیں مولوی عبداللہ مولف رسالہ اول پر اور تیرہ مطابقتیں مجیب صاحب کی ذات خاص پر اور چار مطابقتیں مولوی اسماعیل دہلوی کی تاریخ وفات پر اور چودہ مطابقتیں مجیب صاحب کی تہذیب اور دس مطابقتیں اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت کی صداقت پر یہ صرف بطور نمونہ ہیں۔ ورنہ اور بہت ہیں۔

قولہ:- واللہ اس طرح کا نامہذب جواب دینے کو دل نہ چاہتا تھا۔ کیونکہ ایک کلمہ گو کے حق میں یہ توہین کے کلمات ہیں سین بالسن والجرح قصاص بھی شرعاً جائز ہے۔ معترض نے تمام علمائے سلف و خلف کو کافر لکھنے اور ان کی توہین کرنے سے کوئی کسر نہیں چھوڑی تو کچھ نہ کچھ انہیں بھی بدلہ پانا چاہیے۔ بلفظ صفحہ ۱۲۶ سطر ۱۵-

اقول:- مجیب صاحب کی چال بازی ملاحظہ ہو۔ گالیاں دے کر بظاہر مانتے ہیں کہ یہ توہین کے کلمات ہیں اور ایک کلمہ گو کے حق میں نہیں چاہیے اور ساتھ ہی قرآنی آیات بھی اس کے جائز ہونے کی پیش کرتے ہیں جبکہ ان کے اعتقاد میں تمام مقلدین آئمہ اربعہ مشرک ہیں۔ تو یہ کیا منافقت ہے کہ مجھے کلمہ گو سمجھتے ہیں جن کے نزدیک ایک ہزار سال کیا بلکہ تیرہ سو سال سے تمام مسلمانان مقلدین کافر اور مشرک ہیں۔ اور سوائے ان کے صفحہ دنیا پر کوئی مسلمان ہی نہیں۔ میں نے تو اپنی کتاب میں کسی کو گالی نہیں دی اب جو کچھ میں نے ان کی بابت اس بحث میں لکھا ہے وہ بموجب حکم خداوندی مطابق ہے۔ عوض معاوضہ لگے

ندارد۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب محمد مصطفیٰ و احمد نجیبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین اور تمام صحابہ مہذبین

رضوان اللہ عنہم کی توہین کرنے سے نہیں چوکتے تو باقی ان کی نظروں میں کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر جانتے ہیں تو میرے جیسے غلامان غلام حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کافر اور مشرک سے زیادہ

درجہ کیا دے سکتے ہیں۔

مجیب صاحب سلف اور خلف کے معنی نہیں جانتے۔ میں نے کسی کو بھی کافر نہیں کہا اور نہ لکھا یہ بالکل جھوٹ اور افتراء ہے۔

سلف اور خلف مقلدین آئمہ اربعہ کو کافر اور مشرک کہنا اور لکھنا وہابیوں کا ہی کام ہے۔

ہاں! مجیب صاحب نے اپنے اشتہار اور اپنے رسالہ کے ٹائٹل تیج پر لوگوں کو بھڑکانے کے لئے یہ لکھا تھا کہ ”شیخ الاسلام

ابن تیمیہ، مولانا اسماعیل شہید، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے“ یہ چار مولوی

صاحبان اشتہار میں درج کئے ہیں لیکن اب لکھتے ہیں کہ ”تمام علمائے سلف و خلف کو کافر لکھا“ اگر مجیب سچا ہے تو وہ فتاوے

دکھائے جو میری طرف سے ان پر لگائے گئے ہیں اور نہ انعام الہی جو کاذبوں کے حق میں ہے قبول کریں۔ مجیب صاحب کو

جھوٹ بولنے کی بہت عادت ہے دراصل اس گروہ ہی میں جھوٹ کا بہت رواج ہے۔

جن چار مولویوں کا نام آپ نے لکھا ہے۔ ان پر خود ان کے مریدوں اور مقتدیوں نے فتاویٰ کفر لگائے ہوئے ہیں یا

انہوں نے خود بخود اپنے پر فتاوے کفر عائد کئے ہوئے ہیں اور اپنے کلموں اور قلموں سے اپنے فتاوے تکفیر بلا تکثیر لگائے ہوئے

ہیں۔ چنانچہ چھ فتاوے دیباچہ میں اور دو فتاوے عقیدہ نمبر سات میں کل آٹھ فتاوے درج کئے گئے ہیں۔ یہ وہ فتاوے ہیں جو ان

کے ہم مذہب مریدوں معتقدوں نے ان پر لگائے یا خود بخود اپنے قلم سے اپنے پر تکفیر کے فتاوے لگا چکے ہیں لیکن مجیب صاحب

ان فتاوے کا الزام مجھ پر لگاتے ہیں۔ ان فتوؤں کو اچھی طرح دیکھو اور سوچو اور علمائے مفتیان مندرجہ فتاوے کے نام پڑھو۔ اور

میراث نام ان میں لکھا ہوا دکھاؤ۔ جو ہرگز نہ دکھلا سکو گے۔ تب اپنے گریبان میں منہ ڈال کر جھوٹ سے توبہ کرو۔ میں تو پہلے بھی کہہ

چکا ہوں اور اب پھر کہتا ہوں اور کہتا رہوں گا۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

دل کے پھپھو لے جل اٹھے سینے کے داغ سے

خود کردہ راعلا بے نیست

میں کہتا ہوں کہ مجیب طبیب اور اس کے تمام حبیب لیبیب جب اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے خاص حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی توہین کرتے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین و تبع التابعین اور حضرات آئمہ مجتہدین و محدثین و مفسرین رضی اللہ

عنہم و رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین خصوصاً تمام مقلدین آئمہ اربعہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور سلاسل اربعہ یعنی نقشبندی، قادری، چشتی،

سہروردی کو کافر اور مشرک کہتے ہیں اور اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں۔ تو کوئی خیال نہیں کرتے اور اپنے چار کس مولویوں کو سلف اور

خلف میں داخل کر کے اتنے چیختے اور چلاتے ہیں کہ ”تمام علمائے سلف اور خلف کو کافر لکھ دیا۔“ حالانکہ سوائے ابن تیمیہ کے باقی

تین کس تیر ہوں اور چودھویں صدی کی یادگار ہیں۔ دوسرے کی آنکھ کا تنکان کی نظروں میں پہاڑ دکھائی دیتا ہے اور اپنی آنکھ کا شہر نظر نہیں آتا۔ پہلے میں لکھ چکا ہوں کہ غیر مقلدین کے اعتقاد میں تقلید شرک ہے اور مقلدین آئمہ اربعہ مشرک اور کافر ہیں۔ العیاذ باللہ۔ لیکن مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اشرف علی صاحبان مجیب صاحب کے دونوں بزرگ مذہباً امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مقلد اور مشرباً چشتی خاندان کے مسلمہ معتقد ہیں۔ جب یہ بھی آپ کے اعتقاد میں مشرک اور کافر ہیں تو آپ کے بزرگ کیسے ہوئے۔ یہ ساری کارروائی منافقانہ ہے اس لئے کہ علمائے دیوبند تو میری حمایت میں ہو جائیں یہ اجتماع الضدین کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ علمائے دیوبند غیر مقلدین کے مکائد سے خوب واقف ہیں۔ اس منافقت سے کچھ فائدہ نہیں۔ سورہ منافقون اور سورہ نور کی تلاوت کیجئے۔ علمائے دیوبند کو اپنے ساتھ ملانے کی سعی نہ کیجئے۔ آپ ان کے بڑے بھائی بنے رہئے اور قاتیل کے درجہ کو اپنے ہاتھ سے نہ دیجئے۔

قولہ:- دوسرے اعتراض کا جواب۔

کعبۃ اللہ میں جو چار مصلے ہیں وہ لاریب امر زبون ہے۔ بلفظ صفحہ ۱۳۷ سطر ۸

اقول:- مجیب صاحب نے بلا ترتیب غلط و لٹ جواب دیا۔ حالانکہ یہ عقیدہ وہابیہ دیوبندیہ کا باب چہارم میں لکھا تھا۔ مگر مجیب صاحب نے الٹ پلٹ کر کے میری کتاب کے خلاف لکھ دیا۔ محفل میلاد مبارک کا جواب جو دیباچہ میں ہو چکا ہوا ہے اس عقیدہ کا جواب حسب وعدہ یہاں لکھا جاتا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ ”سوال زآسمان وجواب ازریسمان“ یوں ہوا کرتا ہے۔ دیکھئے مصلات کا زبون ہونا مندرجہ ذیل حدیث سے ثابت کرتے ہیں۔

قولہ:- عن ابی الہیاج الاسدی قال قال لی علی الابعتک علی مابعتنی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا تدع تمثالاً الا طمته ولا قبراً مشرفاً الا سوبتہ (مشکوۃ باب دفن المیت) حضرت ابوالہیاج کہتے ہیں کہ مجھ کو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں تجھ کو ایسے کام کے لئے نہ بھیجوں جس کے لئے مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا تھا کہ نہ چھوڑو کوئی مورت حتیٰ کہ مناد اور نہ چھوڑو کوئی قبر اونچی مگر اس کو برابر کر دو۔ بلفظ صفحہ ۱۳۷ سطر ۸

اقول:- مجیب صاحب کی دلیل ملاحظہ فرمائیے۔ کہاں اربعہ مصلات اور کہاں کفار کے مقبرات۔ حدیث شریف لکھ دی مگر اس کا مطلب نہ سمجھا اور نہ سمجھ میں آیا کہ مصلیٰ اور قبر ایک کیونکر ہیں۔ مطابقت کرنا (جیسے کہ اعداد میں بھی کر چکے ہیں) آپ کے کمالات میں داخل اسی لئے ہے چونکہ آپ طبیب ہیں لہذا سنبل طبیب اور سم الفار آپ کے نزدیک ایک ہی چیز ہے۔ خوب!!!

اچھا بتلائیے۔ اس حدیث شریف کے مطابق آپ کیا سمجھتے ہیں۔

اول:- یہ مورتیں اور بلند قبریں مسلمانوں کی تھیں اور مسلمانوں کی قبروں پر تمثال، مجسمہ، تصویریں، مورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں بنی ہوئی تھیں یہ بات حدیث شریف کے کون سے الفاظ سے پائی جاتی ہے۔

دوم:- حدیث میں ہے کہ قبروں کو برابر کر دیا جائے یعنی زمین کے برابر تاکہ کوئی نشان باقی نہ رہے حالانکہ یہ امر سنت متواترہ و متواترہ کے خلاف ہے۔

سوم:- تصویرات کا ذکر قبروں کے ساتھ کرنا کس مناسبت سے ہے۔

چہارم:- حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کس کس قبر صحابی کو گرایا۔

پنجم:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلا مرضی اور بے دیکھے کن کن صحابہ کرام کی قبور بلند تیار ہو گئی تھیں اور ان کے اوپر ان کی تصاویر، تمثال، مجسمی بنائے گئے تھے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریف تھی۔ ہر اپنے نیاز مندوں کے جنازہ پر تشریف فرما ہوا کرتے اور قبرستان جنت البقیع میں ہمیشہ تشریف لے جایا کرتے تھے اور السلام علیکم یا اہل القبور الخ فرمایا کرتے تھے اور قبروں کو اپنے رو برو ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر مکمل کرنے کے بعد ایک بہت بڑا پتھر قبر کے سرہانے رکھوایا۔ (جس کو ایک بہت بڑا کوڈنے والا اس پر سے کوڈ نہیں سکتا تھا) اور فرمایا کہ یہ ہمارے دوست کا نشان ہے۔

ششم:- اور عدم موجودگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو قبریں بنیں وہ بھی ایسی اونچی اور تصویر دار نہیں ہوں گی۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خالف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی کام نہیں کر سکتے تھے۔ تو پھر یہ قبریں جن کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے کہاں کس جگہ کس شہر میں تھیں۔

ہفتم:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیشتر عرب میں یہود اور نصاریٰ آباد تھے ان کی قبریں وہاں ہونی ضروری ہیں۔ مگر کسی حاجی ہندوستانی نے ان قبروں کو دیکھا ہے تو بتلائیں۔ اگر نہیں دکھا سکتے اور ہرگز نہیں دکھا سکیں گے تو اس سے حدیث شریف کی تعمیل کی تصدیق ہوتی ہے۔ پس یہی وہ قبریں یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی تھیں جن کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ یا حضرت ابوالہیاج رضی اللہ عنہ نے گرا کر زمین کے برابر کر دیا تھا جن کا ادب اس وقت کوئی نشان باقی نہیں ہے۔ یہ تین دلیل اس بات کی ہیں کہ جن قبروں کے گرانے اور زمین کے برابر کر دینے اور تمثال کو مٹا دینے کا حکم حدیث شریف مذکورہ بالا میں ہے وہ قبور فی الواقع کفار یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی ہی تھیں لیکن وہابیوں کی عادت ہے کہ جن آیات کا نزول کفار کے حق میں ہے وہ مسلمانوں پر چسپاں کر دیا کرتے ہیں۔ اسی طرح جن احادیث میں کفار کی قبروں کا ذکر ہو۔ وہ مسلمانوں کی قبروں پر وارد کرتی ہیں۔ اب اس کے ثبوت میں احادیث اور کتب معتبرات پیش کرتا ہوں۔

جن قبور بلند با تمثال کے گرا کر زمین کے برابر کر دیئے

کا حکم دیا گیا تھا وہ قبور کفار کی تھیں

(۱) فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۲۶۱

امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبور المشرکین فنلبشت یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ مشرکین کی قبریں گرا دی جائیں سو گرائی گئیں۔

(۲) فتح الباری شرح صحیح بخاری ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ جلد دوم صفحہ ۲۶۰

هل تبش قبر مشرک الجاہلیۃ ان دون غیر ہامن قبور الانبیاء واتباعہم لما فی ذلک اہانۃ لہم بخلاف المشرکین فانہ لا حرمة لہم یعنی یہ عنوان ہے کیا مشرکین جاہلیت کی قبریں اکھاڑی جائیں یہ جائز ہے؟ (علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں) ماسوائے انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کے کیونکہ ان کی قبریں ڈھانے میں ان کی اہانت ہے۔ بخلاف مشرکین کے کہ ان کی حرمت نہیں۔

(۳) فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۲۶۰

واما الکفرۃ فانہ لا حرج فی نبش قبورہم اذ لا حرج فی اہانتہم اور کفار کی قبریں کھودنے اور گرانے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ ان کی اہانت میں حرج نہیں۔

(۴) حدیث شریف صحیح بخاری صفحہ ۷۷۷ جلد اول

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی مرضہ الذی مات فیہ لعن اللہ الیہود والنصارى اتخذوا قبور انبیائہم مساجد قالت لولا ذلک لا یرزقہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر انی اخشی ان یتخذ مسجدا ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اس مرض میں کہ جس میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے تشریف فرما ہوئے۔ ارشاد فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہے۔ کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا یعنی قبروں کو سجدہ کرنے لگ گئے۔ اس پر فرمایا حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوگوں کے سجدہ کرنے کا خوف نہ ہوتا تو آپ کی قبر ظاہر میدان میں ہوتی نہ کہ حجرہ میں۔

(۵) رد المحتار شامی شرح در المختار جلد اول صفحہ ۲۷۹

وتکرہ فی اماکن کمقبرۃ لان اصل عبادۃ الاصنام اتخاف قبور الصالحین مساجد وقیل لا نہ تشبہ بالیہود والنصارى یعنی قبرستان میں نماز نہ کرو ہونے کی علت یہی ہے کہ صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بناتے تھے اور ان کی تصویروں کو پوجتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ کراہیت کی علت یہود و نصاریٰ کی مشابہت ہے۔

ان مذکورہ بالا اسانید سے یہ ظاہر ہے کہ وہ قبریں جن کے گرانے کا حکم ہوا تھا وہ یہود و نصاریٰ و مشرکین کی قبریں تھیں جو بلند یا تصویر و مجسمہ بنائی گئی تھیں۔ جن کو یہود و نصاریٰ و مشرکین سجدہ کیا کرتے تھے نہ کہ مسلمانوں کی۔

اسب میں مجیب کے زیادہ اطمینان کے لئے ان کے امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی بانی مذہب وہابیہ ہندوستان کی ہی

تحریرات دکھاتا ہوں کہ جس سے صاف ظاہر ہوگا کہ جن قبور اور تمثال کے گرا کر زمین کے برابر کر دینے کا حکم حدیث شریف میں ہے وہ واقعی قبور یہود و نصاریٰ اور مشرکین تھیں۔ وہو ہذا۔

(۱) تذکیر الاخوان حصۃ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۹۱ سطر ۳

اصل ان کاموں کی یہود اور نصاریٰ سے ہے کہ وہ اپنے پیغمبروں اور بزرگوں سے جب وہ مر جاتے تھے تب ان کی قبریں پکی سنگین چونا کاری کی بنا کر ان کے ساتھ ایسی پرشش کے کام کرتے تھے۔ یہودی حضرت عزیز پیغمبر کو خدا کا بیٹا کہتے۔ نصاریٰ حضرت عیسیٰ پیغمبر کو خدا کا بیٹا بناتے اور جو عالم مولوی درویش ان میں مرتا تو اس کی اونچی بلند پختہ قبر اور وہاں مسجد بناتے اور روشنی کرتے۔ بلفظ۔

(۲) تذکیر الاخوان تقویۃ الایمان صفحہ ۲۰۲ سطر ۲ (ترجمہ حدیث شریف) مشکوٰۃ کے باب التصاویر میں بخاری اور مسلم نے

ذکر کیا کہ نبی بی عانثہ نے نقل کیا ہے کہ جب بیمار ہوئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ذکر کیا۔ بعض بیبیوں نے ایک کربے کا جس کو ماریہ کہتے ہیں اور بی بی ام سلمہ اور بی بی ام حبیبہ حضرت کی بیبیاں گئی تھیں حبشہ کے ملک کو سوانہوں نے ذکر کیا اس کی خوبیاں اس میں تصویروں کا حال تو اٹھایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر پھر فرمایا کہ ان لوگوں میں جب کوئی نیک مرد مر جاتا تو بتاتے تھے اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس میں صورتیں وہ لوگ بہت برے ہیں اللہ کی سب خلقت سے یہود اور نصاریٰ کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی نیک آدمی مر جاتا تو اس کی قبر کے پاس ایک مسجد بناتے اور اس میں اس مردے کی تصویر بنادیتے۔ بلفظ لیجئے۔ اس پر ایمان لائیے اور مسلمانوں کی قبروں کو گرانے کا اقدام یا ارتکاب نہ کیجئے۔ اپنے بزرگوں سے جو چاہو کرو۔ مگر مسلمانوں کی قبریں گرانے کا جرم نہ کرو۔

(۳) تذکیر الاخوان تقویۃ الایمان صفحہ ۲۰۱ سطر ۵۔ (حضرت کرم اللہ وجہہ) فرماتے ہیں کہ مجھ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کے واسطے بھیجا تھا کہ نہ چھوڑے تو کوئی مورت مگر مٹا دے اس کو اور نہ چھوڑے اونچی قبر مگر برابر کر دے اس کو یعنی زمین کے برابر بلفظ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہیے کہ بالشت سے زیادہ اونچی قبر نہ بنادے۔ بلفظ اس فائدہ سے معلوم نہیں ہوتا کہ بالشت کی مقدار کہاں سے لی خود ترجمہ حدیث میں برابر کر دینے کا لفظ خود لکھ چکے ہیں۔ جو لفظ سوتیر کا ترجمہ ہے۔ جب برابر کر دینے کا حکم ہے تو بالشت کے برابر رکھنا کیسا۔

(۴) جواہر النقی مصنف امام ترکمانی۔ قال او امرہ علیہ السلام علیا لا یترو قبر مشرقاً الخ قلت الظاہران المراد قبور المشرکین بقریۃ عطف التمثال علیہا وکانوا یجعلون علیہا الانصاب والا بنیتہ فاراد علیہ السلام ازالۃ اثار الشرک یعنی حدیث شریف میں ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم دیا گیا تھا کہ تمام قبور کو برابر کر دیا جائے الخ اس کی مراد ظاہر ہے کہ وہ مشرکین کی قبریں تھیں قرینہ یہ ہے کہ ان قبروں پر مورتیں اور مجسمے بنائے ہوئے تھے جن کو پوجتے تھے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کر لیا تھا کہ یہ شرک کے اثار مٹا دیئے جائیں۔

مطلب صاف ہے کہ حدیث شریف میں ان قبور اور تصویروں کے گرانے اور مٹانے کا حکم تھا جو یہود اور نصاریٰ اور مشرکین کی ایسی قبریں تھیں نہ کہ مسلمانوں کی اب ہم قبو اولیاء اللہ اور قبہ مزارات و موالید و مآثر کے بنانے کے احکام و جواز بغرض تسکین اپنے برادران اہلسنت والجماعت احناف کے لکھتے ہیں۔

اثبات بنائے مزارات و قباب بزرگان دین و اولیاء اللہ

سادات و مشائخ رضی اللہ عنہم و رحمہم اللہ تعالیٰ

(۱) اللہ تعالیٰ کا حکم یا یہا الذین امنوا لاتحلوا شعائر اللہ (سورہ مائدہ) اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو بے حرمت نہ کرو۔ مآثر، مقابر، مساجد، مزارات، قباب، شعائر اللہ میں داخل ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الصفا والمروة من شعائر اللہ (سورہ مائدہ) صفا اور مروہ (دو پہاڑیاں) اللہ تعالیٰ کی نشانیاں زیارت گاہوں میں سے ہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یعظم حرمت اللہ فهو خیر له عند ربہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہے۔ (سورہ حج)

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب جو کوئی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا تو بیشک وہ دل کی پرہیزگاری سے ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فقالوا ابنوا علیہم بنیاناً ربہم اعلم بہم قال الذین غلبوا علی امرہم لتتخذن علیہم مسجداً (سورہ کہف) لوگوں نے کہا کہ ان کے پاس نشان کے لئے دیوار بنادو۔ ان کا رب ان کو خوب جانتا ہے۔ اور کہا ان لوگوں نے (جو بات چیت کرتے ہیں) جو غالب ہوئے ان کے دین پر (جو حشر اجساد کر کے قائل تھے) البتہ ہم ضرور بنائیں گے ان کے پاس مسجد (جو بنائی گئی)

اول مختصر قصداً صاحب کہف و دیوار مسجد و کتبہ

سورہ کہف پارہ پانزدہم قرآن مجید میں لکھا ہے کہ دقیانوس (بادشاہ) ممالک روم کو تسخیر کرتے وقت جب شہر افسوس میں پہنچا تو وہاں ایک مقلبت بنایا جن بتوں کی وہ عبادت کرتا تھا۔ شہر والوں کو حکم دیا کہ تم سب بھی ان کی پرستش کرو۔ جس نے اس کا حکم مانا نجات پائی۔ اور جس نے نہ مانا اس پر آفت آئی اس مقلبت پر قتل کیا گیا۔ چھ نوجوان خدا پرست بزرگ زادے اس شہر کے رہنے والے ایک گوشہ میں بیٹھ رہے عبادت اور دعا میں مشغول ہوئے۔ جناب الہی میں عرض کی کہ ہمیں اس ظالم کے ظلم سے بچا۔ غرض کہ ان کا حال بھی دقیانوس کے گوش گزار ہوا۔ اس نے حکم کیا کہ حاضر کرو۔ حاضر ہوئے نہایت دھمکیاں دیں۔ مگر انہوں نے توحید کا طریقہ نہ چھوڑا راہ توحید پر ثابت قدم رہے۔ ہرگز اس کا حکم نہ مانا۔ پس دقیانوس نے حکم دیا کہ ان کے کپڑے

اور زیورات اتار لئے گئے پھر بولا تم ابھی نوجوان ہو۔ میں نے تم کو دو تین دن کی مہلت دی تم اپنے کام میں غور تامل کرو اور دیکھو تمہاری بہتری میری یہ بات ماننے میں ہے یا نہ ماننے میں پھر اس شہر سے اور کسی موضع کی طرف متوجہ ہوا۔ اور ان نوجوانوں نے اس کا چلا جانا غنیمت جان کر اپنے امر میں باہم مشورہ کیا۔ سب کی رائے یہی قرار پائی کہ یہاں سے بھاگ چلو۔

ہر ایک اپنے باپ کے گھر سے تھوڑا تھوڑا مال خرچ راہ کے واسطے لایا اور ایک پہاڑ جو اس شہر کے قریب تھا۔ اس طرف چل نکلے۔ راہ میں ایک چرواہا کے پاس جا پہنچا اور ان کے دین میں داخل ہوا۔ اور ان کے ساتھ ہولیا۔ چرواہے کا کتابھی ان کے پیچھے دوڑتا چلا۔ ہر چند اسے ہانکا۔ اس نے پیچھا نہ چھوڑا حق تعالیٰ نے اسے بات کرنے کی قوت دی وہ بولا کہ تم مجھ سے نہ ڈرو۔ اس واسطے کہ میں خدا کے دوستوں کو دوست رکھتا ہوں تم آرام سے سو۔ میں تمہاری پاسبانی کروں۔ جب پہاڑ کے پاس پہنچے تو چرواہا بولا کہ میں اس پہاڑ میں ایک غار جانتا ہوں کہ اس میں پناہ لے سکتے ہیں۔ متفق ہو کر سب غار کی طرف پھرے ان کے پھرنے کی خبر اللہ تعالیٰ اس طرح دیتا ہے۔ اذوی الفتیۃ الایۃ یاد کرو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پھرے وہ جوان لوگ اور جا پہنچے الی الکھف خار جبرم تک بلفظ تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی صفحہ ۲۲۱-۲۲۳ وہ جوان متفق ہو کر پہاڑ پر چڑھے اور چرواہا انہیں غار میں لے گیا۔ جب غار میں وہ سب ٹھہرے تو حق تعالیٰ نے نیند کو ان پر مسلط کر دیا وہیں سو گئے اور دقیانوس دو تین روز کے بعد شہر افسوس میں پھر آیا اور ان جوانوں کا حال پوچھا۔ جب سنا کہ وہ بھاگ گئے تو ان کے باپوں کو بلا کر حکم دیا کہ اپنے بیٹوں کو حاضر کرو وہ بولے اے بادشاہ وہ ہمارا مال لے کر اس پہاڑ میں چھپ رہے ہیں۔ دقیانوس ایک گروہ لے کر وہاں پہنچا اور انہیں اس غار میں دیکھا کہ تکیہ لگائے ہیں۔ سمجھا کہ جاگتے ہیں حکم دیا کہ غار کا منہ پتھر سے بند کر دو کہ یہ سب یہیں مرجائیں۔ غار کا منہ خوب بند کر دیا گیا اور دقیانوس کے دو مقرب ایمانداروں نے ان جوانوں کا حال پتھر کی ایک تختی پر کھود کر غار کی دیوار میں چڑھ دیا کہ شاید کبھی کوئی یہاں آئے تو ان کے حال سے خبر پائے اور ان کا غار بتا خلوس پہاڑ کے دکن طرف تھا تو آفتاب طلوع اور غروب کے وقت ان کے دونوں طرف چمکتا تھا اور اس کی عنفوت تحلیل کر کے ہوا کو اعتدال کے ساتھ پھیر لاتا اور غار کے اندر اس کی تابش اور تپش نہ جاتی تاکہ ان کے رنگ اور جسم کو متغیر اور ان کے کپڑوں کو خراب نہ کرے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے

کہ اصحاب کہف کو ہر چھ مہینے میں ایک کروٹ سے دوسری کروٹ پھیر دیتے ہیں تاکہ زمین سے جوان کا بدن ملا ہوا ہے۔ اسے زمین گلانہ دے اور بعضوں نے کہا کہ ہر سال عاشورہ کے دن ان کی کروٹ بدل دیتے ہیں تو بہر تقدیر ان کی کروٹ بدلنا ثابت ہے۔ غار کے سامنے کی طرف یا اس کی چوکھٹ پر وہ زرد کتا تھا یا لال یا سفید اور زاد المیر میں لکھا ہے کہ اس کا سر سرخ تھا اور پیٹھ کالی اور پیٹ سفید اور دم ابلق اور اس کا نام قطمیر ہے یا قطفیر یا بحر ان یا زیان یا مہیا۔ امام ثعلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جو کوئی دن رات میں حضرت نوح علیہ السلام پر درود بھیجے اسے بچھو سے ضرر نہ پہنچے اور جو کوئی یہ کلمات کہے و کلبہم باسط ذراعیہ بالوصید لکھ کر اپنے پاس رکھے کتے سے ضرر نہ پاوے۔

غرضیکہ جب دقیانوس غار کا منہ ان کے واسطے خوب مضبوط بند کر کے پھرا اور دار السلطنت میں پھر آیا تو تھوڑے ہی زمانہ

میں موت کی آندھی نے اس کی حیات کی عمارت گرا دی یعنی وہ کافر مر گیا۔

اس کے بعد اس ملک میں کئی مالکوں نے تصرف کیا یہاں تک کہ بادشاہ صالح تندرؤں کی نوبت پہنچی وہ مرد ایماندار خدا ترس تھا اس کے زمانہ کے اکثر لوگوں کو حشر جسم میں شبہ ہوا۔ ہر چند بادشاہ نے نصیحت کی کچھ فائدہ نہ ہوا۔ حق تعالیٰ نے چاہا کہ جسم کے حشر پر کوئی دلیل انہیں دکھلائے تو اصحاب کہف کو خواب سے بیدار کیا نہ ان کے جسم میں تغیر آیا تھا نہ ان کے کپڑے پرانے ہوئے اور گلے تھے ان میں سے کسملینائے جو سن (بمعنی عمر ۱۲- تو گروی) میں سب سے زیادہ تھا کہا کتنی دیر تم غار میں رہے (وہ صبح کے وقت غار میں آئے تھے۔ اب جو دیکھا تو چاشت کا وقت تھا) وہ بولے ایک دن یا تھوڑا دن ہم سوئے ہیں۔ لیکن جب اپنے ناخن بڑھے ہوئے اور بال لمبے پائے تو بولے کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ جتنی مدت تم رہے ہو تو بھیجو ایک کو اپنے میں سے روپیہ دے کر اس شہر میں اور کھانا پاک لاوے۔ لیکن شہر والوں کو کسی کو خبر نہ ہو ورنہ شہر والے اگر معلوم کر لیں گے تو تم کو سنگسار کر دیں گے یا اپنے دین میں پھیر لیں گے اور نجات نہ پاؤ گے۔ یملیخا جوان میں بڑا کامل اور عاقل تھا اس نے یہ نصیحتیں قبول کیں اور شہر کی طرف چلا جب دروازہ پر پہنچا تو اس کی وضعیں متغیر دیکھیں اور جب شہر میں آیا تو با: ار محلوں اور لوگوں کی شکلوں اور رنگوں کو اور وہی طور پر پایا۔ حیرت غالب ہوئی آخر ایک نانباہی کی دکان پر آیا اور جو روپیہ اس کے پاس تھا نانباہی کو دیا کہ روٹی مول لے نانباہی نے جو روپیہ پر دقیا نوس کا سکہ دیکھا خیال کیا کہ اس شخص نے کوئی خزانہ پایا ہے۔ وہ روپیہ دوسری دکان پر اور دکاندار کو دکھایا دم بھر میں یہ خبر بازار میں پھیلی اور تھانہ دار کو یہ خبر پہنچی اس نے یملیخا کو بلا کر بہت دھمکایا اور باقی زرقند طلب کیا۔ یملیخا بولے کہ میں نے خزانہ نہیں پایا ہے کل اپنے باپ کے گھر سے یہ روپیہ لیا تھا آج بازار میں لایا ہوں۔ تھانیدار نے اس کے باپ کا نام پوچھا جب یملیخا نے اپنے باپ کا نام بتایا تو کسی نے نہ پہچانا انہیں جھوٹا بنادیا وہ ڈر کے مارے بولے مجھے دقیا نوس کے پاس لے چلو وہ میری کیفیت سے آگاہ ہے لوگوں نے ہنسنا اور مسخرین کرنا شروع کر دیا اور یہ بات کہی کہ تین سو برس کے قریب زمانہ گزرا کہ دقیا نوس مر گیا تو ہمارے ساتھ دل لگی کرتا ہے۔ یملیخا بولے میں تو دل لگی نہیں کرتا۔ تم میرے ساتھ مسخر اپن کرتے ہو کل ہم لوگ اس سے بھاگ کر پہاڑ میں گئے۔ ساتھیوں نے آج کھانا لینے کو مجھے شہر میں بھیجا اس کے سوا اور کچھ میں نہیں جانتا۔ غرض کہ یملیخا کو بادشاہ کے پاس لے گئے اور کیفیت بیان کی۔ بادشاہ اپنے مصاحبوں اور شہر کے شرفا کو ساتھ لے کر غار کی طرف چلا یملیخا آگے بڑھ کر غار میں آئے اپنے یاروں کو خبر کی۔ بادشاہ بھی فوراً غار پر پہنچا اور وہ تختی جو غار کے دروازہ پر لگی تھی پڑھی۔ اصحاب کہف کے نام اور کیفیت معلوم ہوئی پھر بادشاہ اپنے ہمراہیوں سمیت غار میں آیا اور اصحاب کہف کو دیکھا۔ چہرے بحال اور کپڑے نئے ہیں۔ دیکھ کر سخت متحیر ہو کر سلام علیکم کی۔ انہوں نے جواب دیا اور بادشاہ کے حق میں دعا کی اور اپنے ٹھکانوں پر سورہے اور ان کی روئیں قبض کر لی گئیں بلفظ تفسیر قادری صفحہ ۲۲۳ و ۲۲۴۔

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا اصحاب کہف کو دیکھنا۔

تفسیر ثعلبی میں مذکور ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ آرزو ہوئی کہ اصحاب کہف کو دیکھیں پس جبرئیل

نازل ہوئے اور یہ بات کہی کہ یا رسول اللہ آپ انہیں دنیا میں نہ دیکھیں گے۔ مگر اپنے اصحاب میں سے چار بڑے بڑے صحابیوں کو آپ بھیجیں کہ انہیں آپ کے دین کی تلقین کریں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیونکہ بھیجوں اور جانے کا حکم کسے کروں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اپنی چادر مبارک بچھا دیجئے اور امیر المؤمنین حضرت ابو بکر اور عمر فاروق اور علی مرتضیٰ اور ابوذر رضی اللہ عنہم کو حکم کیجئے کہ ایک ایک کو نے پریشیں اور اس ہوا کو جو حضرت سلیمان علیہ سلام کی مسخر تھی طلب کیجئے اس واسطے کہ حق تعالیٰ نے اسے آپ کا مسخر کر دیا ہے اور اس ہوا کو حکم فرمائیے کہ ان چاروں صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کو اٹھا کر اس غار میں لے جائے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور صحابہ کبار غار کے منہ پر پہنچے اور پتھر ہٹایا اصحاب کہف کے کتے نے روشنی دیکھی تو بھونکنا شروع کیا۔ اور جھپٹنا جب اس کی نگاہ صحابہ کبار پر پڑی تو دم ہلانے لگا اور سر سے اشارہ کیا۔ کہ آئیے صحابہ کبار نے غار میں داخل ہو کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ حق تعالیٰ نے روئیں ان کے جسموں میں داخل کر دیں۔ پس اصحاب اٹھ کھڑے ہوئے اور سلام کا جواب دیا۔ صحابہ کبار نے کہا کہ اللہ کے نبی محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تم کو سلام کہا ہے۔ اصحاب کہف نے جواب میں کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام ہو پھر صحابہ کبار نے انہیں دین اسلام کی دعوت کی اور انہوں نے قبول کر لی۔ پھر دوبارہ کہا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارا سلام پہنچانا پھر اپنے اپنے مقام پر سو رہے اور پھر حضرت امام مہدی علیہ السلام کے خروج کے قریب زندہ ہوں گے اور امام مہدی ان پر سلام کریں گے اور وہ جواب دیں گے اور پھر مرجائیں گے تو قیامت کے دن انھیں گے غرضیکہ جب تندرؤں اور اس کے ساتھیوں نے یہ حالات مذکور ہوئے مشاہدہ کر لئے تو بولے کہ ان پر ایک دیوار بنادو۔ تاکہ لوگ ان کا مقام پہچانیں جو لوگ جھگڑتے ہیں ان کے باب میں ان میں سے ان لوگوں نے کہا جو غالب ہوئے ان کے دین پر جو حشر اجساد کے قائل تھے کہ ہم ضرور یہاں مسجد بنائیں گے تاکہ لوگ اس میں نماز پڑھیں اور کہیں گے مسلمان لوگ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خبر دینے سے کہ وہ سات آدمی ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہے (اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دے کہ میرا رب خوب جانتا ہے ان کا شمار نہیں جانتے لوگ مگر تھوڑے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے اصحاب کہف سات آدمی تھے اور ان کے نام یہ ہیں۔ یملیخا، ملسلمینا، مروتش، برنوش، شاد نوش اور چرواہے کا نام مرطونس اور ان کے کتے کا نام قطمیر ہے۔ ان کے ناموں میں اور بھی روایتیں ہیں۔ مگر سب سے صحیح یہی ہیں۔

اصحاب کہف کے ناموں کی تاثیر

تیسیر میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جہاں کہیں آگ لگے اگر یہ نام لکھ کر وہاں پھینک دیں تو آگ فوراً بجھ جاتی ہے۔ بلفظ

دوم مختصر اقتباسات تفسیر فتح المنان المعروف تفسیر حقانی جلد پنجم

جب اصحاب کہف غار میں جا چھپے تو لوگوں نے ان کے نام اور ان کا مختصر سا حال تختے پر کندہ کر کے غار کے دروازہ پر یادگاری کے لئے لگا دیا تھا۔ وہ غار کئی میل کی تھی اس کے اندر جانا مشکل تھا بادشاہ عالم نے اس غار کا منہ بند کر دیا تاکہ خود بخود مرجائیں اور ایک کتبہ غار پر لکھ کر لگا دیا اور ایک دیوار بنا دی۔ بیضاوی وغیرہ مفسرین نے نقل کیا ہے کہ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے روم پر چڑھائی کی اور اس شہر اور غار کے پاس پہنچے تو عبداللہ بن عباس نے منع کیا کہ آپ اندر آ دی بھیج کر ان کی شکل و صورت دیکھنے کے درپے نہ ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ نے خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب کر کے فرمایا ہے لولیت منهم فراراً مگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہ مانا اور کچھ لوگ بھیجے جو لو سے جا کر مر گئے۔

واضح ہو کہ شہر افسوس یا افسس جس کو طروس بھی کہتے ہیں۔ ایشیا کوچک کا ایک شہر ہے۔ اس میں ازتیس دیوی کا ایک ایسا مندر تھا جو دنیا کی عجائبات میں شمار ہوتا تھا۔ جس کو ایک شخص نے اپنی شہرت کے لئے اس رات میں جلا دیا کہ جس رات سکندر رومی پیدا ہوا تھا پھر دوبارہ یہ مندر اسی طرح بنایا گیا اس شہر سے تین کوس کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے جس میں وہ غار ہے کہ جہاں اصحاب کہف غائب ہوئے تھے۔ یہ غار کئی میل تک کا ہے یہ شہر قیصر روم کے وقت بڑی رونق پر تھا اب ایک قصبہ سا ہے یہاں حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ کی عملداری ہے۔

اس غار پر ایک خانقاہ ہے۔ جس کی عیسائی اور مسلمان دونوں تعظیم کرتے ہیں۔ بلطف۔

یہ واقعہ اصحاب کہف کا ڈیٹیش (دقیانوس) قیصر کے عہد میں ہوا ہے۔ ۲۲۹ء کے بعد جب قیصر فیلیپس کی جگہ جو عیسائیوں پر بڑا مہربان تھا ڈیٹیش بیٹھا تو یہ پہلے قیصروں سے بھی بڑھ کر عیسائیوں کے حق میں ظالم تھا الخ بلطف۔ جلد پنجم ابتداء صفحہ ۱۰۰ سے ۱۱۲ تک۔

نتیجہ اس قصہ قرآنی اور آیات رحمانی سے یہ نکلا کہ اصحاب کہف کے پاس ایک عمارت دیوار بھی بنائی گئی اور اس غار کے منہ پر جہاں حضرات اصحاب کہف سوتے ہیں یا مر گئے ہوئے ہیں ایک کتبہ بھی حالات یادگاری کے لئے لکھ کر لگایا ہوا ہے اور ساتھ ہی اس کے ایک مسجد یا خانقاہ بھی بنی ہوئی موجود ہے جس کی تعظیم عیسائی اور مسلمان دونوں کرتے ہیں کہ قبر پر عمارت بنانا اور اس پر کتبہ لکھنا اور ساتھ ہی قبر کے مسجد کا بنانا جہاں لوگ نماز پڑھیں اور بزرگان دین کی روحوں کا فیض نمازی کو حاصل ہوتا رہے۔ قرآن کریم کی شہادت سے ثابت ہو گیا۔ اگر اللہ تعالیٰ کو غار جو قبر کی صورت ہے اس کے اوپر دیوار کا یادگاری کے لئے بنانا اور پھر اس پر کتبہ حالات اسم وار لگایا جانا اور ساتھ ہی اس کے ایک مسجد کا نماز پڑھنے کے لئے بنایا جانا منظور نہ ہوتا یا خلاف شریعت سمجھا جاتا تو اللہ تبارک و تعالیٰ ان باتوں پر اپنی ناراضگی ظاہر فرماتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوتا کہ یہ کام شریعت کے خلاف ہیں۔ دیوار اور مسجد کو گرا کر زمین کے برابر کر دو۔ اور کتبہ کو اکھاڑ کر کسی مزیلہ میں پھینک دو مگر یہ ہرگز حکم نہ ہوا۔

ابن سعود مردود شیخ انجد مطرود کی تمام کارروائی اس آیت شریف سے ہی مردود ہو گئی اور وہاں ہندوستان جو اس کی حمایت میں ہیں آیت۔ ومن یتولہم منکم فانہ منہم سے انہیں میں شامل ہو گئے۔

اس واقعہ سے دو باتیں اور وہاں یہ سوز ظاہر ہوئیں۔ ایک یہ کہ کتے کے نام کی برکت ایسی پائی گئی کہ اس آیت کو پاس رکھنے سے جس میں اصحاب کہف کے کتے کا ذکر ہے کوئی کتا اس شخص کو ضرر نہیں پہنچائے گا۔

دوسری اصحاب کہف کے ناموں کی تاثیر اور برکت یہ کہ جہاں کہیں آگ لگ جائے ان کے نام لکھ کر اس آگ میں ڈال دیئے جائیں آگ فوراً بجھ جائے گی۔ یہ برکتیں نیک اور بزرگ لوگوں کی صحبت سے حاصل ہوتی ہیں یہاں تک کہ کتوں سے آدمی اشرف المخلوقات ہو کر داخل انسان ہو جاتے ہیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

پس نوح یابدان بنشیت خاندان نبوتش گم شد
سگ اصحاب کہف روزے چند پیئے نیگان گرفت مردم شد

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا تصل علی احد منہم مات ابداً ولا تقم علی قبرہ (اے نبی) آپ کسی منافق کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو۔ اور اس کی قبر پر کھڑے بھی نہ ہو۔ حکم خداوندی منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے اور ان کی قبر پر فاتحہ کہنے کی ممانعت میں ہے۔ (سورہ توبہ)

نکتہ (آیت شریف) ولا تقم علی قبرہ کے اعداد جمل ۹۹۴ ہیں اور ادھر قرن الشیطان نجد وہاں ہندو طیب ہندی کے بھی وہی ۹۹۴ اعداد جمل ہیں۔ یعنی نہ تو ان کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے اور نہ ان کی قبر پر فاتحہ پڑھی جاوے کیونکہ یہ خود اس کی ممانعت کرتے ہیں۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وان اللہ یبعث من فی القبور (سورہ حج) تحقیق بیشک اللہ تعالیٰ اٹھائے گا ان لوگوں کو جو قبروں میں ہیں۔ حساب لینے اور جزا و سزا دینے کے لئے۔

(۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا لا تتولوا قوماً غضب اللہ علیہم قد یسوا من الاخرة کما یشس الکفار من اصحاب القبور (سورہ النحتہ) یعنی اے ایمان والو دوستی نہ کرو ان لوگوں سے جن پر اللہ تعالیٰ نے غصہ کیا ہے۔ تحقیق وہ ناامید ہو گئے ہیں۔ آخرت کے ثواب سے جیسے کہ ناامید ہو گئے ہیں۔ کافر لوگ قبر والوں سے یعنی وہاں ہندو اصحاب قبور سے ناامید ہو چکے ہیں کہ ان کو فاتحہ ایصال ثواب کرتے ہیں اور نہ ان سے جو پیغمبران علیہم السلام یا اولیاء کرام رحمہم اللہ ہیں۔ کسی سے فیض یا امداد روحانی کی امید رکھتے ہیں اور یہی حال منافقین اور کفار کا ہے۔

نکتہ۔ آیت شریف یشس الکفار من اصحاب القبور کے اعداد جمل ۹۳۲ ہیں اور ادھر قرن الشیطان نجد وہاں ہندو جاب زدہ کے بھی وہی ۹۳۲ اعداد جمل ہیں۔

(۹) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واذا القبور بعثرت (سورہ انفطار) جب قبروں سے مردے زندہ کر کے اٹھائے جائیں

(قیامت کے روز)

(۱۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ افا ليعلم اذا بعث مافی القبور (سورۃ العنکبوت) کیا انسان نہیں جانتا کہ جس وقت ظاہر ہوگا جو کچھ قبروں میں ہے یعنی مردے زندہ ہوں گے (قیامت کو)

(۱۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثم ماتہ فاقبرہ (سورۃ عبس) یعنی پھر مار ڈالا اسے (آدمی کو) پھر قبر میں داخل کیا اس کو تاکہ اس کو مردار کی طرح نہ چھوڑا جائے۔

تفسیر عزیز کی پارہ ۴ عم سورہ عبس میں شاہ عبدالعزیز محدث رحمۃ اللہ علیہ اس آیت شریف کی تفسیر یوں فرماتے ہیں ترجمہ فارسی عبارت کا اردو میں عام فہم کیا جاتا ہے

اللہ تعالیٰ کا حکم قبروں میں دفن کرنے کا ابتداء میں اس طرح واقع ہوا ہے کہ جب قاتیل نے اپنے بھائی ہانیل کو مار ڈالا یہ سب سے پہلے واقعہ ہوا قاتیل جانتا نہ تھا لاش مردہ کو کیا کیا جائے۔ ہانیل کے جسم لاش کو ایک بڑی چادر میں باندھ کر اٹھائے پھر تار ہا جب اس کو بہت تکلیف ہوئی اور عاجز ہو کر حیران ہو گیا ایک روز جنگل میں مغموم بیٹھا ہوا تھا کہ ناگاہ ایک کوا آیا اور ایک دوسرے کو سے لڑائی کر کے اس کو مار ڈالا اور پھر اس نے اپنی چونچ سے زمین کو کھودا اور اس مردہ کو لے کر اس گڑھے میں ڈال دیا اور اس پر بہت سی مٹی ڈال کر تودہ کر کے اونچا کر دیا۔ تب قاتیل نے یہ دیکھ کر سمجھا کہ مردہ کے لئے ایسا کرنا چاہیے اس نے اپنے بھائی کی لاش کو دفن کیا اور قبر کو درست کر دیا۔

جب حضرت آدم علیہ السلام نے وفات پائی آسمان پر سے فرشتے اترے اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے روبرو غسل اور کفن اور جنازہ اور قبر بنانے کا طریق عمل میں لائے۔ اس کے بعد اسی طریق سے معمول ہو گیا۔ یہ الہی تعلیم تھی پہلی قاتیل کو زاغ کی معرفت سکھائی اور پھر حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کے ذریعہ سے کی گئی یہ نعت عظیم اور بزرگی ہے جو آدمی کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے اگر مردہ کو جانوروں کی طرح زمین پر چھوڑ دیا جاتا تو متعفن ہو جاتا اور جہان کو پراگندہ کرتا اور تمام انسان بس مردہ سے متنفر ہو جاتے اور برائی کرتے اور جنگلی جانور زندہ اور پرندہ اس کے اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا جاتے اور جانور ان ناپاک مردار خوار اس کو اپنا طعمہ بناتے اور حقارت عظیم ہوتی اور اس کے عیوب عوام میں نظر آتے اور قدر و عزت اس کی آدمیوں کی نظروں میں گر جاتی۔ اس واسطے مردہ کی تکریم اور عزت کے لئے قبر میں داخل کرنے کی وضع غیب سے تعلیم فرمائی گئی (اسکے آگے مردہ جلانے اور ہندوؤں کے فعل کی نہایت عقلی طور سے تردید کی گئی)

چونکہ دفن کرنے میں اجزائے بدن تمام ایک جگہ رہتے ہیں اور روح کا علاقہ بدن کے ساتھ براہ نظر عنایت بحال رہتا ہے اور تو روح کی زیارت کر نیوالوں اور ملنے والوں اور فائدہ اٹھانے والوں کے ساتھ سہولت سے ہوتی ہے۔ تعین مکان بدن کے سبب سے گویا تعین روح کا ہے اور اس عالم کے آثار صدقات و فائزہ اور اعانت بھی اسی جگہ متصور ہے۔ بالجمہ طریق قبر و دفن

آدمی کے حق میں نعت عظیم ہے۔ ختم ہوا ترجمہ:-

دوسری جگہ سورہ التطفیف میں فرماتے ہیں۔ مقام علیین ساتویں آسمان پر ہے اور اس کے نیچے سدرۃ المنتہی ہے اور اس کے اوپر عرش معلیٰ ہے اور نیکر بن کے ارواح موت کے بعد وہاں پہنچتے ہیں اور مقربین یعنی انبیاء و اولیاء اس میں رہتے ہیں اور عوام صالحین کے نام لکھے جانے کے بعد اور اعمال ناجات دیئے جانے کے بعد حسب مراتب آسمان دنیا میں یا درمیان آسمان اور زمین اور یا چاہ زمزم میں ان کے ارواح رکھے جاتے ہیں اور ان روحوں کا تعلق قبر کے ساتھ برابر رہتا ہے تاکہ زیارت کرنے والے قریبی اور باقی دوست قبر پر مطلع ہو کر مستانس اور محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔ کیونکہ روح کو قرب اور بعد مکان کا اس دریافت پر مانع نہیں۔ مثال اس کی روح کا وجود انسانی ہونا نظر کی طرح ہے کہ ستارہ ہائے ہفت آسمان کو چاہ کے اندر بھی دیکھ سکتی ہے۔ ختم ہوا ترجمہ:-

تیسری جگہ سورہ الشقت میں فرمایا (ترجمہ) زندوں کی مدد مردوں کو پہنچتی ہے اور مردے ان کی مدد کے منتظر ہوتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ ابھی ہم زندہ ہیں۔ لہذا حدیث شریف میں قبر کا حال درج ہے کہ مسلمان آدمی وہاں قبر میں کہتا ہے کہ دعویٰ اصلی کہ مجھے چھوڑ دو میں نماز پڑھ لوں اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ مردہ اس حالت میں دوبنے والے کی طرح ہے کہ انتظار فریادری کرتا ہے اور صدقات اور دعائیں اور فاتحہ اس وقت بہت کام آتا ہے یہی دلیل ہے کہ مسلمان لوگ ایک سال تک علی الخصوص چالیس دن تک موت کے بعد اسی قسم کی امداد میں بہت کوشش کرتے ہیں اور مردہ کی روح بھی موت کے بعد قریب قریب زندوں سے خواب میں یا عالم مثال میں ملاقات کرتی ہے اور اس کے دل میں جو ہوتا ہے اس کا اظہار کرتی آخ (یہ عوام مسلمانوں کے حالات ہیں۔)

بعض خاص اولیاء اللہ کو تکمیل ارشاد اپنے بنی نوع کا آلہ قرار دیا گیا ہے اور اس حالت میں وہ دنیا میں تصرف کرتے ہیں ان کا استغراق کمال وسعت کی وجہ سے مانع نہیں ہوتا اور ایسی بزرگ کمالات باطنی ان سے حاصل کرتے ہیں اور صاحب حاجات اور مطالب مشکلات ان سے حل کرتے ہیں اور ان سے اپنی حاجات طلب کرتے ہیں اور پاتے ہیں اور وہ بزرگان زبان حال سے یوں فرماتے ہیں۔ ع آئیم بجاں گرتو آئی بہن۔ پورا بیت یہ ہے

مرا زندہ پندار چوں خوشیشتن
من آئیم بجاں گرتو آئی بہن

یعنی مجھ کو اپنی طرح زندہ سمجھ تم اگر اپنے جسم کے ساتھ میرے مزار پر آؤ تو میں اپنی جان روح کے ساتھ تمہارے پاس آتا ہوں۔ ختم ہوا ترجمہ تفسیر عزیز کی کا۔

دیکھئے! اس تفسیر سے صاف ظاہر ہے کہ سب سے پہلے تعلیم الہی سے کوئے نے قبر بنا کر دکھائی اور کوئے نے صرف گڑھا ہی نہیں کھودا بلکہ قبر کے اوپر مٹی کا ایک ڈھیر اونچا کر دیا تاکہ قاتیل کو معلوم ہو جائے۔ تب قاتیل پسر آدم علیہ السلام نے کوئے کی تعلیم سے ویسے ہی قبر بنائی اور پھر دوبارہ حضرت آدم علیہ السلام کی وفات پر فرشتوں نے ان کو غسل دیا اور کفن پہنایا اور پھر قبر

میں دفن کیا۔ یہ بات حسب تعلیم خداوندی تمام اولاد حضرت آدم علیہ السلام کے روبرو فرشتوں کی طرف سے وقوع میں آیا اگر وہابیوں کی حدیث یا قول ابوالہیاج کو لیا جائے تو اس میں قبروں کو زمین کے برابر کرنے کا حکم ہے جو کسی کو معلوم نہ ہو سکے اور نہ اس کا کوئی نشان ظاہر ہو۔ لیکن یہاں پر کوئے نے بھی قبر کو اونچا بنایا تاکہ قاتیل کو معلوم ہو جائے کہ قبر کو اونچا بنانا چاہیے اور پھر فرشتوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ یہ اس واسطے کہ قبر کا ہونا ہر کسی کو معلوم ہو سکے اور دیکھنے والوں اور زیارت کرنے والوں کے لئے سہولت ہو۔ اس میں بہت سی باتیں وہابیہ کش بھی پائی گئیں۔

(۱) دفن کرنے اور قبر بنانے میں تکریم و تعظیم انسانی یا مسلمانی ہے۔

(۲) زیارت کرنے والے صاحب قبر سے استفادہ کریں۔

(۳) صدقات و فاتحہ اور تلاوت قرآن مجید بھی وہاں کی جائے۔

(۴) روحوں کا تعلق قبروں کے ساتھ وابستہ ہے ان کے لئے قرب و بعد نہیں۔

(۵) اس میں سوم، دہم، چہلم، برسی میں مسلمان لوگ ایصال ثواب فاتحہ خوانی کرتے ہیں۔ ثابت ہوگئی جس کے وہابی لوگ بڑے تشدد سے مانع الخیر ہیں۔

(۶) اولیاء کرام دنیا میں بحکم خداوند کریم تصرف کرتے ہیں اور یہ طاقت ان کو عطا کی جا چکی ہے اور وہ زیارت کرنے اور حاجات طلب کرنے والوں کی حاجات کو پورا کرتے ہیں۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم تمہاری طرح زندہ ہیں اور عالم ارواح یا مثال میں زندوں کی مدد کرتے ہیں۔

(۷) عوام مسلمان مومنین مرنے کے بعد زندوں کی خواب میں آکر اپنے دل کی باتوں کا اظہار کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

(۸) قرآنی آیات جو لکھی گئی ہیں۔ ان سے قبروں کی موجودگی اور ان کی تعظیم و تکریم ثابت ہے۔ ان کو گرا ناہدم کرنا اور بے نشان کر دینا کسی مسلمان کا کام نہیں ہے اب چند احادیث لکھی جاتی ہیں جن میں قبروں کا ذکر ہے۔

چند احادیث تعمیر و زیارت قبور میں

(۱) حدیث شریف سنن ابوداؤد جلد سوم صفحہ ۲۰۳ مطبع انصاری دہلی۔ عند المطلب الحدیث (ترجمہ) حضرت مطلب سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اور جنازہ ان کا قبرستان میں لے گئے اور دفن کر دیئے گئے۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا کہ اس بڑے پتھر کو وہاں سے اٹھا لاؤ۔ وہ اٹھانے لگا تو اس کو اٹھانہ سکا تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود دونوں آستینیں چڑھا کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت کثیر جو اس حدیث کی سند کے ایک راوی ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت مطلب نے فرمایا کہ جس نے مجھ کو یہ خبر سنائی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آستینیں چڑھانے کے وقت آپ کے دونوں بازوؤں کی سفیدی جو میں نے دیکھی تھی وہ

میری نظروں میں سمائی ہوئی ہے۔ پھر پتھر کو خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سر ہانے قائم کر دیا۔ اور فرمایا کہ میں اس پتھر سے اپنے بھائی عثمان کی قبر کی نشانی قائم کرتا ہوں تاکہ اپنے اہل و عیال کو اس کے پاس دفن کروں۔ انتہی۔

(۲) حدیث تعلیقات بخاری شریف صفحہ ۸۱ کتاب الجنائز فالخارجة بن زید رايتنی ونحن شبان فی زمنت عثمان رضی اللہ عنہ وان اشدنا وثبته الذی یثبت قبر عثمان بن مظعون حتی یجاوزہ۔ یعنی حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہم جوان تھے اور ہم میں زیادہ کودنے والا وہ جوان گنا جاتا تھا جو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کی مقدار بلندی کو کو کر پر لی طرف چلا جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ساری قبر اونچی اتنی بڑی تھی کہ اتنی بڑی بلندی پر سے کوئی بہت بڑا جوان بھی کود نہیں سکتا تھا۔

(۳) حدیث شریف خلاصۃ الوفا باخبار دارالمصطفیٰ مولفہ حضرت سید سمودی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۳۵

ترجمہ:- حضرت عمر بن دینار اور عبید اللہ بن ابی زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ زمانہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے گرد چار دیواری نہ تھی۔ بعد دفن ہونے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس حجرہ کے گرد چار دیواری حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بنوائی۔ عبید اللہ بن ابی زید فرماتے ہیں کہ یہ دیوار چھوٹی تھی پھر اس کو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بنایا۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں لڑکا قریب البلوغ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حجروں گھروں میں میری آمد و رفت تھی ان کی چھتوں کو میں ہاتھ لگالیا کرتا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجرے بالوں کی چادروں کے تھے۔ جو عمر کی لکڑیوں سے بندھی ہوئی تھیں۔

حضرت ہشام عروہ رضی اللہ عنہما اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ جب چار دیواری حجرہ مبارکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زمانہ ولید بن عبدالملک میں گرائی گئی پھر اس کو سب نے از سر نو بنادیا۔

(۴) حدیث شریف صحیح بخاری۔ واشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۷۳۷ عن سفیان التمارانہ راى قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی حضرت سفیان (تابعی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مزار مبارک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ قبر مبارک اونٹ کے کوہان کی طرح بلند تھی۔ مصنف ابی شیبہ میں ہے کہ سفیان التمارانہ نے قبور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت صدیق اکبر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما تینوں کو کوہان شتر کی طرح بلند دیکھا واشعۃ اللمعات صفحہ ۷۳۷ جلد اول:-

(۵) عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری۔ ورواہ ابو نعیم فی المستخرج قبر ابی بکر و عمر كذلك یعنی حضرت ابو نعیم نے مستخرج میں روایت کی ہے کہ ویسے ہی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبریں بھی کوہان شتر کی طرح بلند

تھیں۔

(۶) ایضاً وقال الشعبي رایت قبور شهداء احد مسنمة وكذا فعل بقبر ابن عمرو وابن عباس رضي الله تعالى عنهم يعني شعبي نے فرمایا کہ شهداء احد اور حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کی بھی قبریں کوہان شتر کی طرح تھیں۔

(۸) غنیۃ المستملی میں ہے ان الا جماع علی ان لیس المراد منه التسوية بالارض۔ یعنی اس بات پر اجماع ہے کہ قبر کو زمین کے برابر بے نشان کر دینا مراد نہیں ہے۔ جیسے کہ آثار اے الہیاج میں پہلے آچکا ہے۔

(۹) حدیث شریف اشعة الممعات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۶۵ مسلم شریف میں ہے۔ حضرت بریدہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کو تعلیم فرماتے تھے۔ کہ جب قبرستان میں آؤ تو کہو السلام علیکم اهل الدیار (الحديث) ہمارا اسلام تم پر ہو۔ اے قبر والو مسلمانوں! ہم بھی انشاء اللہ تعالیٰ تم سے ملنے والے ہیں اور ہم اپنے اور تمہارے واسطے اللہ تعالیٰ سے عافیت چاہتے ہیں۔

(۱۰) حدیث شریف ایضاً صفحہ ایضاً ترمذی شریف میں ہے۔ حضرت ابن عباس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت البقیع میں تشریف فرما ہوئے اور قبروں کی طرف منہ کر کے فرمایا السلام علیکم یا اهل القبور (الحديث) سلام ہو تم پر اے قبروں میں رہنے والو اللہ ہم کو بھی بخشے اور تم کو بھی۔ تم ہم سے پہلے آ گئے ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔ اس طرح ایک اور حدیث مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم اور خود اپنا عمل کہ مردوں کو زندوں کی طرح یاد فرمایا ہے اور دعا مغفرت فرما رہے ہیں اور قبروں کو ملاحظہ فرما رہے ہیں جو ان کے سامنے بنی ہوئی ہیں۔ فرقہ وہابیہ قرن الشیطان نجد کے لوگ وہ ہیں جو اس کو بدعت اور شرک کہہ رہے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

(۱۱) حدیث شریف بخاری جلد اول صفحہ ۷۷ مطبوع محمدی۔ اشعة الممعات شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول صفحہ ۸۵۸ تعلیقاً مات الحسن بن حسن بن علی (الحديث) ترجمہ جب حضرت حسن بن حسن بن علی کرم اللہ وجہہ نے انتقال فرمایا تو ان کی بیوی نے ان کی قبر مبارک پر قبہ بنا کر (بطور خیمہ) رہنا شروع کر دیا۔ بعد ایک سال کے اس قبہ یا خیمہ کو اٹھا کر جب گھر کو واپس آنے لگیں کسی پکارنے والے کو سنا کہ وہ کہتا ہے کیا جن کو انہوں نے کھویا تھا ان کو پالیا۔ پھر سنا کہ کوئی جواب دیتا ہے نہیں بلکہ نا امید ہو کر واپس پھرے۔

اس حدیث کی روایت سے ظاہر ہے کہ قبر پر رہنے کے لئے قبہ یا خیمہ لگا لینا جائز ہے کسی نے بھی صحابہ کرام میں سے انکار نہیں کیا۔ جبکہ یہ قبہ سال بھر قائم رہا۔

اس حدیث شریف کی شرح میں حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے اپنی شرح مرقاۃ میں لکھا ہے کہ وہ قبہ اس لئے ڈالا گیا تھا

کہ ان کے دوست احباب وہاں جمع ہو کر تلاوت قرآن مجید و ذکر میں مشغول ہوں اور دعا رحمت اور مغفرت آرام سے بیٹھ کر صاحب قبر کے لئے کریں یا کرتے رہیں۔ پہلے بھی اس بارہ میں لکھا جا چکا ہے۔

(۱۲) یعنی شرح صحیح بخاری جلد چہارم صفحہ ۲۰۶ میں ہے۔ ترجمہ۔ قبر پر قرآن شریف پڑھنے میں میت کے لئے یہ مصلحت ہے کہ قبر کے پاس جمع ہو کر قرآن شریف پڑھنے کے لئے اور ذکر اللہ کرنے کو (جیسے عرسوں میں ہوتا ہے) اس واسطے علاوہ ثواب کے قرآن شریف پڑھنے کے میت نفع حاصل کرتی ہے۔

سنن ابوداؤد میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرووں پر سورہ یاسین پڑھو اور نسا ئی اور ابن ماجہ میں بھی یہ حدیث ہے اس سے ثابت ہے کہ قرآن شریف پڑھنے کے لئے قبہ بنانا جائز اور تلاوت قرآن سے میت کو نفع ہے۔

دیگر کتب معتبرات سے قبای مزارات بنانے کا ثبوت

(۱) مجمع البحار الانوار۔ جلد دوم صفحہ ۱۸۔ لغت احادیث میں حضرت مولانا محمد طاہر خفی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں۔ قد اباح السلف ان یبنی علی قبور المشائخ والعلماء المشاہیر لیزورہم الناس ویستریحون بالجلوس فیہ یعنی بیشک سلف صالحین کے نزدیک مشائخ اور مشاہیر علماء کی قبروں پر مکان بنانا جائز ہے تاکہ زیارت کرنے والے لوگ حاضر ہوں اور وہاں بیٹھ کر (قرآن کریم کی تلاوت کریں اور آرام کریں)۔

(۲) طحاوی علی مرقی الفلاح صفحہ ۳۳۵ علامہ شیخ احمد طحاوی فرماتے ہیں۔ وقد اعتاد اهل مصر وضع الاحجار حفظاً للقبور عن الاندلس والنیش ولا باس به وفي الدرر ولا یحبص ولا یرفع علیہ بناء وقیل لا باس به وهو مختار۔ یعنی بیشک اہل مصر قبروں کی حفاظت کی غرض سے ان پر پتھر بچھانے کے عادی ہو گئے ہیں تاکہ بیٹھ جانے اور کھد جانے سے محفوظ رہیں۔ اس میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں اور دروغ میں ہے کہ قبر پختہ نہ بنائی جائے اور اس کی لپائی نہ کی جائے اور اس پر عمارت اونچی نہ بنائی جائے مگر علماء کا قول یہی ہے کہ ان باتوں میں کوئی ڈر یا مضائقہ نہیں اور یہی قول مختار ہے۔

(۳) میزان شعرانی صفحہ ۲۵۹ (کتاب الجنائز) ومن ذلك قولاً لا لائمة ان القبر لا یبنی ولا یحبص مع قوله ابی حنیفۃ رحمہ اللہ بجواز ذلك فالاول مشدد وثانی مخفف یعنی بعض ان مسائل سے جن میں اختلاف ہے۔ درمیان امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ و دیگر آئمہ کے ایک یہ مسئلہ بھی ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک قبر کا پختہ بنانا اور گچ کرنا اور عمارت بنانا جائز ہے (بخلاف دیگر آئمہ کے)

(۴) تفسیر روح البیان جلد اول صفحہ ۸۷۹۔ حضرت علامہ اسماعیل خفی کشف النور عن اصحاب القبور سے نقل کرتے ہیں۔ ان البدعة الحسنة الموافقة لمقصود الشرع تسمى سنة فبنا القباب علی قبور العلماء والاولیاء

والصلحاء ووضع الستور والعلمائم والثياب على قبورهم امر جائز اذا كان القصد بذلك التعظيم في اعين العامة حتى لا يحتقر واصحاب هذا القبر۔ یعنی بیشک بدعت حسنة جو مقصود شرع کے موافق ہو اس کا نام سنت ہے تو بنانا قبول کا علماء اور اولیاء اور صلحا کے مزارات پر اور پردوں کا لٹکانا اور چادروں اور عماموں کا ان پر رکھنا امر جائز ہے جبکہ اس کے ساتھ اولیاء و صلحا کی تعظیم مقصود ہوتا کہ عوام الناس کی نظروں میں مزارات یا صاحب قبر کی تحقیر اور توہین نہ ہو۔

(۵) رد المحتار شرح در المختار جلد اول صفحہ ۹۳۷۔ لایکرمہ البناء اذا كان الميت من المشائخ والعلماء والسادات۔ یعنی قبروں پر عمارات کا بنانا مکروہ نہیں جبکہ قبر کسی مشائخ یا علماء اور سادات میں سے ہو۔

(۶) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ۔ بناء القبور قد اباح السلف على القبور المشائخ والعلماء المشهورين ليزورهم الناس ويستريحوا بالجلوس فيه یعنی تحقیق سلف صالحین نے مشائخ اور مشہور علماء کی قبروں پر عمارات کا بنانا مباح فرمایا ہے تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور وہاں بیٹھ کر آرام کریں۔

(۷) تکرملہ مجمع البحار الانوار صفحہ ۱۴۰۔ وقد اباح السلف البناء على القبور الفصلا الاوليا والعلماء ليزورهم الناس ويستريحون فيه۔ یعنی بیشک سلف نے فضلاء اولیاء اور علماء کی قبروں پر عمارات کا بنانا مباح قرار دیا ہے تاکہ لوگ ان کی زیارت کے وقت آرام پائیں۔

(۸) فتح الباری شرح صحیح بخاری حضرت ابن حجر رحمۃ اللہ سے منقول ہے۔ قال ابن المنن في الحاشية اراد البخاری ان الذي ينفع اصحاب القبور هي الاعمال الصالحة وان علو البناء والجلوس عليه وغير ذلك لا يضرب لصورته وانما يضرب بمعناه اذا تكلم القاعدون بما يضرب مثلاً۔ یعنی علامہ ابن المنن سے نقل ہے کہ مراد بخاری کی یہ ہے کہ میت کو نفع ہو اس کے اعمال صالحہ کے اور قبر پر بلند عمارت بنانا اور وہاں بیٹھنا صورتاً مضرب نہیں ہے بلکہ مضرب کے معنی یہ ہیں کہ وہاں پر بیٹھنے والے نقش کلامی کریں یعنی عمارت بنانے میں برائی نہیں۔ لیکن اگر وہاں بیٹھ کر نقش کلامی ہو تو یہ برائی ہے۔

(۹) یہی ابو الفضل ابن حجر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ وفيه جواز تعلية القبور ورفعها عن وجه الارض يعني اثر بالا سے ثابت ہے کہ قبر پر عمارت بنانا اور اس کا زمین سے بلند کرنا جائز ہے۔

(۱۰) شرح سفر السعادت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۲۷۲۔ در آخر زمان بجہت اقتصار نظر عوام بر ظاہر مصلحت در تعمیر وترویج مشاہدہ مقابر مشائخ وعظماء دیدہ چیز افزودند تا از نجابت وشوکت اسلام وار باب اصلاح پیدا آید آن بنا علی القبور کو حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ شوکت اسلام ظاہر فرماتے ہیں۔

(۱۱) تیسیر القاری شرح صحیح بخاری گوچند تجویز حلانیدن جریدہ بر گوارا ہے نمود کہ گزر را از زمین بلند برآوردن وخیمہ بروے زدن دوا باشد اگر چہ مردہ رانفع در عمل صالحہ او است شاخ سبز قبر میں لگانا جائز کرنا اور قبر کو زمین سے بلند کرنا اور خیمہ اس پر

لگانا روا ہے اگر چہ مردہ کو اس کے عمل صالحہ سے نفع ہے۔

(۱۲) تحقیق الحق المبین مصنفہ حضرت مولانا شاہ احمد رضی اللہ عنہ۔ پختہ ساختن قبر از بالا جائز است بلا کراہت کما فی الدار المختار و شرحہ۔ تعمیر نمودن گنبد (قبر) را نیز صاحب در المختار فتویٰ دادہ است (فی شرح بطوابع الانوار)

(۱۳) فصل الخطاب فی رد ضلالت ابن عبد الوہاب مصنفہ علامہ حضرت احمد بن علی بصری رحمۃ اللہ علیہ (فی حق جواز البناء علی المقابر) وبعد ذکر واقعة البناء فی عهد الصحابة على قبور الشهداء فی اول خلافة الصديق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ فلحضر من الصحابة وجم غفیر منهم وانا علمت هذا وهذا البناء الذي على قبور هؤلاء الشهداء من الصحابة رضی اللہ عنہم لا یخلوا اما ان يكون واجباً او جائز بغیر کراہة وعلى کل فلا یقدم على هذا الا رجل مبتدع ضال کاستلزامہ انتهاک حرمة اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الواجب على کل مسلم مجتہم ومن مجتہم وجوب توفیرہم وبرہم والقیام بحقوقہم اے توفیرہم یعنی (قبروں پر عمارات بنائے جانے کے جواز میں) کہ قبروں پر عمارات کا بنانا جائز خلفاء راشدین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد میں شہدائے قبروں پر واقع ہوا جو اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے وقت تمام صحابہ جم غفیر کے ربوہ واپس یہ بناء علی القبور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ربوہ واپس کی رضا مندی سے ہوئی۔ اس صورت میں یہ بناء واجب ہے یا جائز ہے بلا کراہت ان مزارات کے گرانے پر وہی شخص پیش قدمی کرے گا جو سخت بدعتی اور گمراہ ہے۔ کیونکہ اس نے تمام صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کی پرواہ نہ کی کیونکہ ان کی محبت تمام مسلمانوں پر واجب ہے جو ان سے محبت کرے گا وہ ان کی عزت بھی کرے گا اور اس پر قائم رہ کر ان کے حقوق کی توفیر کرے گا۔ (اہلاک الوہابین)

(۱۴) نور الانوار۔ وقد نقل الشيخ الدهلوی فی المدارج عن مطالب المومنین ان السلف ايا حوا ان یبنی علی القبر المشائخ والعلماء مشہورین والجلوس فیہ لیحصل الراحة الزائرين ویجلسون فی ظلها۔ یعنی حضرت شیخ دہلوی (محمد عبدالحق) رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج میں مطالب المومنین سے نقل کیا ہے کہ تحقیق سلف صالحین نے قبور مشائخ اور مشاہیر علماء پر عمارات کا بنانا مباح لکھا ہے۔ تاکہ زائر وہاں بیٹھ کر سایہ میں آرام حاصل کریں۔

(۱۵) مناقب شرح مصابیح۔ وقد جوزہ اسماعیل زاهد الذی من مشاہیر العلماء واما المتأخرون فقد استحسنوا یحیی القبر (وجیز الصراط) حضرت اسماعیل زاہد جو مشاہیر علماء سے ہیں فرماتے ہیں کہ علماء متأخرین نے قبروں کو گچ کرنا مستحسن سمجھا ہے۔

یادداشت نمبر ۱۳ میں اس کتاب کا ذکر ہے کہ جس کا نام فصل الخطاب فی رد ضلالت ابن الوہاب ہے۔ یعنی نجدی ابن عبد الوہاب کی کیفیت اس میں لکھی گئی ہے۔ اس نے اور اس کے تابعین نے بھی قبور شہدائے کوا گرایا اور کھود کر شہدائے صحابہ رضی اللہ عنہم کی سخت توہین کی تھی۔ جیسے آج کل اس کے پوتے ابن سعود شیخ نجد مردود نے جتہ المعلیٰ اور جتہ البقیع کے تمام مزارات و مقابر

وما ترک نہایت سخت توہین کر کے گرایا ہے۔ یہاں تک کہ ان میں پیشاب اور پاخانہ کیا اور غلاظت ڈال دی ہے صرف روضہ مطہرہ باقی ہے اور سب منہدم کر دیئے گئے ہیں اور روضہ مطہرہ پر بھی اس کی نیت بد ہے خدا تعالیٰ اس مردود کو اس پر حملہ کرنے سے پہلے مقہور اور معذب فرمائے۔ آمین۔

علاوہ انہدام مقابر و ماثر کے مسجد جن، مسجد ابوقیس، مسجد حمزہ، مسجد بلال، مسجد انا اعطینک الکوثر وغیرہا بھی گرا دی ہیں۔ العیاذ باللہ۔

فرمائیے مساجد کا گرانہ کس مسلمان کا کام ہے کوئی شبہ نہیں

کہ یہ کام بڑے کافروں کا ہے اس پر قرآن شریف گواہ ہے

لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ مزارات اور قباب کا گرانہ بھی کافروں کا ہی کام ہے کہ تفسیر روح البیان میں لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

لیکن بعض منکرین (نجد) کا قول ہے کہ ہم کو عوام پر خوف ہے کہ وہ اولیاء کے ساتھ اعتقاد کریں اور ان کی قبروں کی عظمت کر کے ان سے امداد اور برکت چاہیں اور سمجھیں کہ خدا کی طرف سے ان میں یہ اثرات ہیں۔ اس صورت میں وہ کافر اور مشرک ہو جائیں اس واسطے ہم منع کرتے ہیں اور قبور اولیاء کو گرا دیتے ہیں۔ اور جو اس پر کپڑا چادر وغیرہ پڑی ہے اس کو دور کر دیتے ہیں اور اس طور پر ہم اولیاء اللہ کی توہین کرتے ہیں۔ ظاہر طور پر تا کہ عوام جاہل یہ جان اور سمجھ لیں کہ اگر ان اولیاء اللہ میں کچھ بزرگی یا خدا کی طرف سے کچھ اثر ہوتا تو یہ اہانت اپنے پر سے دور کر لیتے۔ پس جان لو اور یاد رکھو کہ تمام کام ان کے (نجدیوں کے) صریح کفر ہیں۔ جو فرعون لعین کے قول سے انہوں نے اخذ کیا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ قال فرعون درونی اقتل موسیٰ ولیدع ربہ انی اخاف ان یبدل دینکم فرعون نے کہا کہ لوگو مجھے چھوڑ دو کہ میں موسیٰ کو قتل کر دوں اور اسے چاہیے کہ اپنے رب کو اپنی مدد کے لئے طلب کر کے پکارے بیشک میں خوف کرتا ہوں کہ تمہارے دین کو وہ بدل دے گا۔

یعنی یہ حالت ابن سعود مردود شیخ نجد کی ہے کہ حضرت ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کے مزارات کو گرا کر ان پر گھوڑے دوڑائے اور بدوقیس ماریں اور پیشاب کیا اور یہ کہا کہ اگر تمہارے میں کچھ اثر ہے تو اٹھو ہمارا مقابلہ کرو۔ العیاذ باللہ۔

(۱۶) فتوح الحرمین مصنفہ حضرت غوث پاک غوث الثقلین پیر و تکیہ شیخ و سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جلد ۱ صفحہ ۵۸ ابن سعود مردود قرن الشیطان کے حمایتی کہتے ہیں کہ وہ مقلد ہے حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا زرا جھوٹ وہ تو پکا خارجی ہے۔ حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وقت میں جس کو آٹھ سو سال کا عرصہ گزرا ہے۔ کہ حج بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ

کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ انہوں نے تمام مزارات اور مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مولد علی کرم اللہ وجہہ اور مولد خاتون جنت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے تبرک حاصل کیا اور وہاں نوافل پڑھے اور ان کے نقشہ جات اپنی کتاب میں بنا کر درج کئے ہیں۔ دیکھو صفحہ ۵۸ حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ کا مذہب حنبلی ہونا اظہر من الشمس ہے۔ میں نے ایک مضمون بھی لکھا تھا جو اخبار سیاست اور انوار الاعظم میں چھپ چکا ہے۔ جس کا عنوان یہ ہے۔

زمیندار کے جھوٹے حنبلی اور ہمارے سچے حنبلی کا مقابلہ

اس مضمون کا حصہ بہت بڑھ گیا ہے۔ اب میں مزارات کے گرانے کی چند وعیدیں جو احادیث و دیگر کتب معتبرات میں ہیں درج کر کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

مزارات و مقابر کے گرانے والے کے لئے چند وعیدیں

واضح رہے کہ فرقہ نجدیہ و بابیہ کو انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور عامۃ المؤمنین اہلسنت والجماعت کے ساتھ سخت قلبی عداوت ہے اسی واسطے اہانت قبور انبیاء، شہداء و اولیاء اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے انہدام اور نابود کرنا اس فرقہ کا شعار ہے۔ یہاں تک ارادہ ہے کہ روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نعوذ باللہ نابود کر دیا جائے۔ جیسے کہ جتہ المعلیٰ مکہ معظمہ اور جتہ البقیع مدینہ منورہ کے تمام مقابر و مزارات اور مساجد کو گرا کر کھود ڈالا اور ان پر بول و براز کیا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں جب کہ ان کو (ابن سعود مردود) قدرت حاصل ہے۔ تو روضہ مطہرہ کی خیر نہیں۔ علامہ حضرت احمد بن علی بصری علیہ الرحمۃ اپنی کتاب فصل الخطاب فی رد ضلالت ابن عبد الوہاب میں لکھتے ہیں کہ منہا انہ صحیح انہ یقول لو اقدر علی حجرة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہد منہا یعنی ان باتوں میں سے ایک بات یہ بھی صحیح ہے کہ وہ (محمد بن عبد الوہاب نجدی) کہتا ہے اگر میں قدرت پاؤں تو روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو توڑ ڈالوں سو خدا کی قدرت چوں پدیر تمام نتواں کر دیر تمام کند ابن سعود مردود قرن الشیطان اس کے پوتے کو قدرت حاصل ہو گئی ہے۔ اپنے دادا کے ارادے کو پورا کرے گا۔ لعنت اللہ علی الظلمین۔

اے خداوند کریم! تو اپنے فضل سے محفوظ رکھ اور اس مردود شقی ازلی کی قطع الوتین کر آمین یا رب العالمین بخرمت اپنے حبیب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم آمین۔

(۱) شفاء القام علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ۔ و حیاۃ الشہداء اکمل و اعلیٰ فہذا النوع من الحیاۃ و الرزق لا یحصل لمن لیس فی ویتہم و اما حیاۃ الانبیاء اعلیٰ و اکمل و اتم من الجمیع لانہ للروح و الجسد علی الدوام۔ یعنی شہدا کی زندگی اکمل اور اعلیٰ ہے اس زندگی دنیاوی سے وہ روزی دیئے جاتے ہیں۔ لیکن انبیاء کی حیات اعلیٰ اور اکمل اتم ہے۔ ان تمام شہداء سے اس لئے کہ وہ روح اور جسم کے ساتھ ہمیشہ رہتے ہیں۔

(۲) ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ - لا فرق لہم فی الحالین و کذا قیل اولیاء اللہ لا یموتون و لکن ینقلون من دار الی دار الخ اولیاء اللہ کی دونوں حالتوں حیات و ممات میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسی لئے یہ کہا گیا ہے کہ وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔

(۳) شرح الصدور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے چند روایات

(الف) امام عارف باللہ استاذ ابوالقاسم قشیری قدس سرہ اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں اور حضرت ولی مشہور سیدنا ابوسعید خرازی زادی ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں تھا باب بنی شیبہ پر ایک جوان مردہ پڑا تھا۔ جب میں نے اس کی طرف نظر کی وہ مجھے دیکھ کر مسکرایا اور کہا یا ابا سعید اما علمت ان الاحبا و احياء وان ماتوا و انما ینقلون من دار الی دار یعنی اے ابوسعید تم نہیں جانتے کہ اللہ کے پیارے زندہ ہیں اگرچہ مرجائیں تو یہی کہ ایک گھر سے دوسرے گھر کو جاتے ہیں۔

(ب) وہی حضرت ابوعلی قدس سرہ راوی ہیں کہ ایک فقیر کو قبر میں اتارا جب کفن کھولا اور اس کا سر خاک پر رکھ دیا کہ اللہ ان کی غربت پر رحم کرے۔ فقیر نے آنکھیں کھول دیں۔ اور مجھے فرمایا ابا علی تذللنی بین یدی من یدلنی اے ابوعلی تم مجھے اس کے سامنے ذلیل کرتے ہو جو میری ناز برداری کرتا ہے۔ میں نے عرض کی کہ اے میرے سردار کیا موت کے بعد زندگی ہے۔ فرمایا۔ بلی انا حی و کل محب اللہ لا نصر تک بجہامی غذا میں زندہ ہوں اور خدا کا ہر پیارا زندہ ہے۔ بیشک وہ وجاہت و عزت قیامت کے دن مجھے ملے گی۔ اس سے میں تیری مدد کروں گا۔

(ج) وہی حضرت جناب مستطاب حضرت ابراہیم بن شیبان قدس سرہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرید جوان مر گیا۔ مجھے سخت صدمہ ہوا نہلا نے بیٹھا گھبراہٹ میں بائیں طرف سے ابتداء کی جوان نے وہ کروٹ ہٹا کر اپنی دہنی کروٹ میری طرف کر دی میں نے کہا جان پدر تو سچا ہے۔ مجھ سے غلطی ہوئی۔

(د) وہی حضرت۔ حضرت امام ابویعقوب سوی نہر چوری قدس سرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ایک مرید کو نہلا نے کے لئے تختہ پر لٹایا اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا میں نے کہا۔ جان پدر میں جانتا ہوں کہ تو مردہ نہیں۔ یہ تو صرف مکان بدلنا ہے۔ لے میرا ہاتھ چھوڑ دے۔

(ه) وہی عارف ممدوح روایت کرتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں ایک مرید نے مجھ سے کہا کہ پیرو مرشد! میں کل ظہر کے وقت مرجاؤں گا۔ حضرت ایک اشرفی لیس آدھی میں میرا کفن اور آدھی میں میرا دفن کریں جب دوسرا دن ہوا اور ظہر کا وقت آیا مرید مذکور نے آ کر طواف کیا پھر کعبے سے ہٹ کر لیٹا تو اس میں روح نہ تھی۔ میں نے قبر میں اتارا آنکھیں کھول دیں میں نے کہا کیا موت کے بعد زندگی؟ کہا انا حی و کل محب اللہ حی میں زندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ہر دوست زندہ ہے۔

(۴) تذکرۃ الموتے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (ترجمہ فارسی) کہتے ہیں ہمارے ارواح ہمارے جسم ہیں۔ یعنی ان کے ارواح جسموں کا کام کرتے ہیں اور کبھی ان کے جسم نہایت لطیف ہو کر ارواح کے رنگ میں آتے ہیں کہتے

ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور اولیاء کرام کے ارواح زمین اور آسمان اور بہشت میں جہاں چاہیں چلے جاتے ہیں۔ اسی زندگی کی وجہ سے ان کے جسموں کو قبر میں مٹی نہیں کھاتی بلکہ کفن بھی ان کا ویسا ہی رہتا ہے۔ حضرت ابن ابی الدنیا حضرت امام مالک رحمۃ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ مومنوں کی روہیں جہاں چاہیں وہاں سیر کرتی ہیں۔ مومنین سے مراد مومن کامل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے جسموں کو روح کی قوت عطا فرماتا ہے کہ قبروں میں نماز پڑھتے اور ذکر کرتے اور قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ حیات اولیاء اللہ ثابت ہوگئی۔

(۵) شیخ الہند حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ اولیائے خدا نقل کردہ شدند ازیں دار فانی بدار بقا و زندہ اندازند پروردار خود مرزوق اند و خوشحال اند و مردم را از اس شعور نیست یعنی اولیاء اللہ صرف اس دار فانی دنیا سے دار بقا میں تشریف لے جاتے ہیں اور وہ زندہ ہیں۔ خدا کے نزدیک روزی پاتے ہیں اور خوشحال ہیں۔ لیکن عوام لوگوں کو اس سے شعور نہیں۔ حیات ثابت ہے۔

یہ مختصر حالات اولیاء کرام و شہداء عظام اور انبیاء امام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ لیکن عامۃ المومنین کے ابدان گو سلامت نہ رہتے ہوں۔ تاہم ان کی قبور پر بیٹھنے تکلیف لگانے اور ان کے گرانے اور قبروں کے اوپر جوتوں کے ساتھ چلنے میں ان کو ایذا ہوتی ہے۔ جو احادیث سے ثابت ہے۔

(۱) حاکم و طبرانی عمارہ بن خرم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا فرمایا صاحب القبر انزل من القبر لا تؤذی صاحب القبر ولا یؤذیک یعنی قبر والے قبر سے اتر آئے تو صاحب قبر کو ایذا دے اور نہ وہ تجھے ایذا دے۔

(۲) حدیث شریف سعید بن منصور اپنی سنن میں لکھتے ہیں کسی نے حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ پوچھا فرمایا کما اکرہ اذی المومن فی حیاتہ فانی اکرہ اذاہ بعد موتہ یعنی مجھے جس طرح مسلمان زندہ کی ایذا انا پسند ہے اسی طرح مردہ کی ایذا انا پسند ہے۔

(۳) حدیث شریف امام احمد علیہ الرحمۃ بسند حسن حضرت عمارہ بن خرم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک قبر سے تکلیف لگائے دیکھا فرمایا لا تؤذ صاحب هذا القبر۔ اس قبر والے کو ایذا نہ دے یا تکلیف نہ پہنچا۔ (نمبر ایک میں بھی آچکا ہے۔)

(۴) حدیث شریف ابن ابی الدنیا ابو قلابہ بصری سے روایت کرتے ہیں کہ میں ملک شام سے بصرہ کو جاتا تھا رات کو خندق میں اتر اوضو کیا دو رکعت نماز پڑھی پھر ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ جب جاگا تو صاحب قبر کو دیکھا کہ مجھ سے گلہ کرتا ہے اور کہتا ہے لقد اذیتنی منذ اللیلۃ۔ اے شخص تو نے مجھے ساری رات ایذا دی۔

(۵) حدیث شریف دلائل النبوت امام بیہقی اور ابن ابی الدنیا حضرت ابوعثمان نہدی اور وہ ابن مینا تابعی سے روایت

کرتے ہیں کہ میں مقبرے میں گیا دو رکعت نماز پڑھ کر لیٹ رہا۔ خدا کی قسم میں خوب جاگ رہا تھا کہ سنا کوئی شخص قبر میں سے کہتا ہے۔ قم فقد اذیتنی اٹھ تو نے مجھے اذیت دی۔

(۶) حدیث شریف دیلمی نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تصریح فرمائی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے السمیت یوذیہ فی قبرہ مایوذیہ فی بیتہ میت کو جس بات سے گھر میں ایذا ہوتی ہے۔ قبر میں بھی اس سے اذیت پاتا ہے۔

(۷) حدیث ابن ابی شیبہ اپنی مصنف میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ اذی مومن فی موتہ کاذاہ فی حیاتہ یعنی مسلمان کو بعد موت کے ایذا دینا ایسا ہی ہے جیسے زندگی میں ایذا دینا۔

(۸) حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں علامہ نابلسی علیہ الرحمۃ سے ہے۔ الارواح تعلم بترك اقامة الحرمة والاستهانة فسادی بذلك یعنی قبر پر تکیہ لگانے سے جو اہل قبور کو ایذا ہوتی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ روحیں جان لیتی ہیں کہ اس نے ہماری تعظیم میں قصور کیا لہذا ایذا پاتے ہیں۔

(۹) شرح مشکوٰۃ علامہ شیخ البہدیشی عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ شاید کہ مراد آنست کہ روح وے ناخوش میدارد و رضی نیست بتکیہ کردن بر قبر وے از جهت نقصان اہانت واستخفاف را بوی اہ۔ قبر پر تکیہ لگانا صاحب قبر کی اہانت اور بے حرمتی ہے۔ اس لئے اس کو ایذا ہوتی ہے۔

(۱۰) حدیث شریف ابن ماجہ عن عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میں نے امشی علی جمرۃ اوسیف او تعصف نعلی بر جلی احب الی ان امشی علی قبر۔ البتہ چنگاڑی یا تلوار پر چلنا یا جوتا پاؤں سے گانٹھنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی قبر پر چلوں (کل من اہلاک الوہابیین علی توہین قبور المسلمین۔ مطبوعہ بریلی۔

(۱۱) حدیث شریف طبرانی فی الکبیر۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں لان اطا علی جمرۃ احب الی من ان اطا علی قبر مسلم مجھے بیشک آگ پر پاؤں رکھنا زیادہ پسند ہے مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھنے سے۔

(۱۲) حدیث شریف آثار محمد رحمۃ اللہ علیہ شاگرد امام اعظم رضی اللہ عنہ۔ باب تسنیم القبور محمد قال اخبرنا ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم قال کان عبد اللہ بن مسعود یقولہ لان اطا علی جمرۃ احب الی من ان اطا علی قبر متعمداً قال محمد وہ یکرہ الوطا علی القبور متعمداً وهو قول ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ بلفظ۔

ترجمہ:- ابراہیم رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ البتہ چنگاڑی پر کھڑا ہونا میرے نزدیک بہتر ہے۔ اس سے کہ میں جان بوجھ کر قبر کو روندوں۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہم اسی کو لیتے ہیں کہ جان بوجھ کر قبروں کو روندنا مکروہ

ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول بھی یہی ہے۔

دیکھئے وہابیہ نجدیہ کا اعتقادی ایمان جو عامل بالحديث ہونے کا ادعا کرتے ہیں تمام قبور مزارات جنتہ المعلیٰ مکہ معظمہ اور جنتہ البقیع مدینہ منورہ کو روندنا اور ان پر چلنا تو درکنار۔ کدالوں پھاڑوں کیوں سے گرا کر ہموار کر دیا۔ بلکہ ان کو کھود کر ان میں اہانتا واستخفافا بول و براز کیا ہے اور مساجد کو بھی مسمار کر دیا۔ ابن سعودی نجدی قرن الشیطان اور اس کی قوم حزب الشیطان نے تمام صحابہ کرام اور امہات المؤمنین۔ بنات و بنین آل و عترت مطہرین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس قدر ایذا دی اور نہایت درجہ کی توہین کر کے ان کے روحوں کو اذیت پہنچائی ہے۔ ان کو ایذا پہنچانا خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینا ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین یوذون اللہ ورسول اللہ لہم عذاب الیم (سورہ توبہ) جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں۔ ان کے لئے عذاب صحت درد دینے والا ہے جو شخص حضرت رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتا وہ خاص اللہ تعالیٰ کو ایذا دیتا ہے۔

دوسری آیت شریف۔ ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و لاخرۃ واعدلہم عذاباً مہیناً (احزاب) یعنی تحقیق جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا دی ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے دنیا میں بھی آخرت میں بھی اور ان کے لئے عذاب رسوا کرنے والا تیار کیا گیا ہے۔

تیسری آیت شریف۔ والذین یوذون المؤمنین والمومنات بغير ما کتسبوا فقد احتملوا بہتاناً واثماً مہیناً (احزاب) جو لوگ ایذا دیتے ہیں۔ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بلا کسی کام کے لئے پس اٹھایا۔ انہوں نے جھوٹ اور گناہ کا بوجھ۔

پس قرآن پاک سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے والا ملعون اور کافر ہے اور اس طرح مؤمنین اور مومنات کو قتل کرنے والا جہنمی اور کافر ہے۔ جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے ومن یقتل مؤمناً متعمداً فجزاء جہنم خالداً فیہا (الابۃ) یعنی جو شخص جان بوجھ کر کسی مسلمان کو قتل کرے اور اس کو دوزخ میں ہمیشہ عذاب دیا جائے گا۔

نظم حسب حال

غلام نبی کا رہے بول بالا	عدو نبی کا ہو منہ سارا کالا
ہمارے نبی کی ثناء کر رہا ہے	کتاب مقدس میں خود حق تعالیٰ
نبی یوں تو لاکھوں ہوئے ہیں ولیکن	ہمارے نبی کا ہے رتبہ نرالا
شفاعت کے منکر جو ہیں اے عزیزو	دو عالم میں منہ ان کا بس ہوگا کالا

زبان اور منہ پر لگی مہر ان کے
عداوت نے اندھے کئے ساری نجدی
کریں قرن شیطان گستاخیاں ہیں
گرائے ہیں جس نے مقابر مساجد
کئے ظلم طائف میں خونریزیاں بھی
کیا بے ستر بہت سیدانیوں کو
خدا ایسے ظالم کو غارت کرے گا
قیامت کو دیکھو گے اے سینو تم
یہ تسخیر عاجز بھی ہوگا وہاں پر

ابن سعود مردود شیخ نجد نے جو طائف میں مظالم کئے ہیں سیدوں، ہاشمیوں اور شیعوں کو ناحق قتل کیا اور سید زادیوں کی عصمت دری کر کے ان کو قتل کیا ان کی شرمگاہوں میں تلواریں ماریں، بوڑھوں اور بچوں کو بے گناہ قتل کیا۔

یہ پہلا فتویٰ کفر کا ہے جو ابن سعود مردود نجدی پر ہے۔ دوسرا فتویٰ کفر اس پر ایذا دینا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے جو مزارات اہل بیت و صحابہ کرام کے مسمار کرنے سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بپنہ تیسرا فتویٰ قرآنی اس پر یہ ہے کہ مردود نے مساجد اللہ کو برباد اور مسمار کیا۔ چوتھا فتویٰ کفر اس پر یہ ہے کہ جو اس کے ہم مذہب اور ہم عقیدہ مولوی پنجابی مسی عبد الاحد خان پوری غیر مقلد مقیم راولپنڈی نے دیا۔

دیکھو اخبار الفقہ امرت سر جلد نمبر ۹ ہفتہ وار نمبر ۳۴- مورخہ بدھ رتھ الاول ۱۳۴۵ھ صفحہ ۶- کالم اول:-

خلاصہ یہ ہے کہ ابن سعود مردود نے حجاج سے محصول چنگی وصول کیا جن کی نسبت حجاج نے شہادت دی اور مولانا احمد مختار صاحب کا مراسلہ شائع ہوا کہ پچاس بوری گندم ہندوستان سے غربا حجاز کے لئے بھیجی گئیں اور جدہ میں ان پر چنگی کے محصول کا تقاضا ہوا ہر چند کہا گیا کہ یہ گندم خیرات کی ہے۔ محصول معاف کیا جائے مگر ابن سعود نے معاف نہ کیا انہی دنوں میں مولوی عبد الاحد صاحب غیر مقلد نے ایک چورقہ شائع کیا جس کا اقتباس یہاں درج کیا جاتا ہے جس میں مولوی صاحب نجدی نے چنگی وصول کرنے والے کو کافر لکھا ہے۔ اقتباسات حسب ذیل ہیں۔

(۱) جاننا چاہیے ملازمت چوگی کی سخت حرام ہے اور گناہ کبیرہ زنا سے بدتر ہے۔

(۲) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چوگی والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

(۳) چوگی والا تمام اقسام لینے والا چوگی کا اور لکھنے والا اس کا گواہ اس کا تولنے والا اس کا اور ماپ کرنے والا اس کا۔ اور غیر ان کا یہ سب بہت بڑے مددگار ظالموں کے ہیں بلکہ وہ خود ظالم ہیں۔ اس واسطے کہ وہ لیتے ہیں۔ وہ مال جس کے وہ مستحق

نہیں۔ الخ۔

(۴) نہ داخل ہوگا جنت میں چنگی لینے والا اس واسطے کہ گوشت اس کا پیدا ہوتا ہے۔ حرام سے۔

(۵) بہت احادیث میں آیا ہے کہ چوگی لینے والا دوزخ میں ہے۔

(۶) چوگی بدترین حرام ہے اور بہت بڑے حرام سے ہے۔ الخ چورقہ کا صفحہ ۵

مولوی صاحب نے چوگی لینے والے کو ظالم لکھا ہے۔ جس کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والکفرون ہم الظلمون (سورہ بقرہ) جو ظالم ہیں وہی کافر ہیں۔ مفصل دیکھنا ہو تو وہ چورقہ یا اخبار الفقہ میں مضمون از جانب مولانا مولوی محمد شریف صاحب کوٹلوی۔

قولہ:- اگر مصلات اربعہ اور خانقاہوں کے بنانے کا ایک ہی حکم ہے۔ تو آپ خود فیصلہ کر لیں۔ بلفظہ صفحہ ۱۳۷ سطر ۱۳-

اقول:- مجیب کی فلاسفی عجیب ہے کہ مصلات اربعہ موجودہ مکہ معظمہ اور خانقاہیں اور قبریں سب ایک ہی حکم میں ہیں۔

لیکن اس پر دلیل کوئی نہیں یہ اپنا اجتہاد ہے۔ اردو پڑھے ہوئے وہ بھی ادھورا۔ مجتہد بن گئے۔ میں کہتا ہوں کہ مجیب صاحب

تو سب کی سب کتابیں ایک جاہل دھوکے پی جاتا

قولہ:- مولوی محمد لودھیانوی نے جو مولانا رشید احمد مرحوم کی نکتہ چینیاں کی ہیں عجب نہیں کہ شاید ایسی ہوں۔ الخ بلفظہ

صفحہ ۱۳۷ سطر ۹

اقول:- مجیب صاحب شاید باید کا کیا مطلب سچی بات چھپ نہیں سکتی۔ چونکہ احقاق حق آپ کو مطلوب نہیں اس لئے

انماض کرتے ہیں۔

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

قولہ:- معترض نے متعصب لوگوں کے حوالوں سے جو مدرسہ دیوبند کو بدنام کرنا چاہا اس کا جواب کوئی ضروری نہیں مگر اتنا

کہا جاتا ہے کہ آپ کو تحصیل علوم دینی کے لئے پھلور جانا چاہیے جہاں سے خود معترض نے پڑھا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۳۷ سطر ۲۲-

اقول:- مجیب صاحب واہ کیا کہنا ہے عجیب دلائل ہیں۔ مدرسہ دیوبند کی نسبت جو رسالہ مرتع منظوم چھپ گیا اور

نہار پور میں ہی ان کے اپنے لوگوں نے اس کو چھاپا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا تصدیق ہو سکتی ہے۔ اس میں میری مداخلت کیا

ہے۔ اس کا جواب آپ کے پاس کچھ نہیں۔ انہوں نے مدرسہ کی اصلیت کو لوگوں کے سامنے کھول کر رکھ دیا۔ آپ اس میں کیا

بنا سکتے ہیں۔ مگر یہ تو کہتے کہ دیوبند کا مقلدین کا مدرسہ ہے۔ اور آپ کسی کے فضل سے غیر مقلد ہیں اور آپ لوگوں کے نزدیک

تمام مقلدین آئمہ اربعہ مشرک ہیں۔ پس آپ کے اعتقاد میں یہ مدرسہ مشرکین کا مدرسہ ہے یہ آپ کی منافقانہ ہمدردی ہے۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

دوسرا آپ نے اس میں بہت بڑا مشرک نہ غضب کیا کہ علم غیب کا دعویٰ کر دیا کہ میں قلعہ پھلور کا پڑھا ہوا ہوں۔

تیسرا۔ آپ کا یہ علم غیب بالکل کذب اور زرافتر ہے۔ جو لعنت اللہ کی وعید کا موجب ہے۔ میں بار بار یہی کہتا اور لکھتا چلا آیا ہوں کہ بلاشبہ آپ جھوٹ کے پتے اور افتر سازی کے کتھلے ہیں اور ساتھ ساتھ ہی اس کے تلاوت قرآن مجید کی۔

کرتا چلا آیا ہوں مگر آفرین ہے آپ کو کہ اس سے باز نہ آئے

بندۂ خدا جھوٹ کی بھی کوئی حد یا انتہا ہونی چاہیے مگر ہاں جب آپ کے نزدیک آپ کا خدا بھی جھوٹ بول سکتا اور بولتا ہے تو آپ کو جھوٹ بولنے سے اجتناب کیوں ہو۔

اچھا فرمایئے آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں پھلور کا پڑھا ہوا ہوں آپ کو کس نے کہا۔ کس طرح تصدیق ہوئی۔ کیا شہادت ہے کہ میں پھلور کا پڑھا ہوا ہوں۔ یہ سارا جھوٹا علم غیب ہے۔ شاید آپ نے یہ قیاس کیا کہ میں پولیس کا ملازم تھا۔ اس لئے پھلور میں پڑھا ہوگا۔ یہ وہی شیطانی قیاس ہے جس کی بابت لکھا ہے۔ اول من قاس الخ میں نے ڈپٹی انسپکٹری کا امتحان قانونی اپنے ضلع گورداسپور میں ۱۸۸۲ء میں دیا اور پاس ہوا اور پھر ۱۸۹۲ء کو رٹ انسپکٹری کا امتحان قانونی دہلی میں دیا اور پاس ہوا۔ میں نے پھلور کی شکل بھی نہیں دیکھی اور نہ اس وقت قلعہ پھلور کی تعلیم کا کوئی نام و نشان تھا۔ مگر افسوس جھوٹ کی حد ہوگئی۔

ہاں! علم دین اپنے والد علیہ الرحمۃ سے جو شاہان اسلام دہلی کے قاضیوں کے خاندان راجپوتوں سے علاقہ شاہ پور کنڈھی اور پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور سے تھے پڑھا اور علم فارسی اور عربی اپنے استاذ حضرت مولانا مولوی محمد سکندر خاں صاحب سے اور تفاسیر و احادیث شریف کا دور کیا۔ یہ سب تکمیل اکیس سال کی عمر تک کر کے پھر محکمہ پولیس میں ملازم ہو گیا۔ جو تمام محکمہ جات سے افضل اور شریعت کے مطابق ملازمت ہے۔ جس کے موجد حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ثانی ہیں اپنی ملازمت کی حالت میں بھی وہابیوں اور مرزائیوں کی تردید میں کتابیں لکھیں اور علماء نے پسند کیں اور شائع ہوئیں۔ اس وقت تک میں سے زائد کتابیں اس ہیچمدان کی تصنیف شدہ موجود ہیں جو شائع ہو چکی ہیں اور یہ کتاب جس کو لکھ رہا ہوں ان کے علاوہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی شائع ہوگی۔ ہاں! آپ ہیں کہ کسی استاد سے علم دین نہ پڑھا ابتداء میں جب مقلد تھے پکی روٹی (پکی روٹی ایک چھوٹی سی کتاب پنجابی زبان میں مسائل حنفیہ پر مشتمل ہے۔ ۱۲) پڑھی ہوگی۔ پھر جب غیر مقلد بنے تو اس سے بھی بیزار ہو کر پکی روٹی کو حرام قرار دیدیا۔ اس کے بعد خیر منکھ پڑھی اور نیم طیب بن گئے اور کچھ کتابت سیکھ لی۔ روٹی کا گزارہ ہو گیا اور بس۔

قولہ:- معترض صاحب نے بتایا ہے کہ مفتی مفت خوروں کو کہا جاتا ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے جس قد چشم منظور آپ کی کتاب پر سب مفت خوروں کی تقریظیں اور فتوے مندرج ہیں الخ۔ بلفظ صفحہ ۱۳۷ سطر ۲۵۔

اقول:- الحمد للہ محیب صاحب نے میرے لکھنے کو بالکل صحیح سمجھا اور بسر و چشم منظور کر لیا اور وہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے

۱۔ پکی روٹی ایک چھوٹی کتاب پنجابی زبان مسائل حنفیہ ہیں ۱۲۱ منہ۔

۲۔ ایک چھوٹی سی کتاب طب پنجابی زبان میں ۱۲۱ منہ۔

فتووں کی تعریف میں تھا اور مولوی عبد اللہ مفتی بسی (جس کے جواب میں کتاب انوار آفتاب صداقت لکھی گئی تھی) کی نسبت سوال کیا گیا تھا۔ جس کی اصل عبارت بلفظ یہ ہے۔

”میں نے ایک راست گو وہابی مولوی سے پوچھا کہ مفتی کس کو کہتے ہیں تو اس نے مجھے جواب دیا کہ مفت خوروں کو میں نے سچ کہا ہے۔ وہابیہ قوم میں اسی قسم کے مفت خور مفتی ہیں مکہ جنہوں نے آپ کے رسالہ کی تصدیق کی ہے۔“ بلفظ صفحہ ۴۷۵

قولہ:- تیسرے اعتراض کا جواب:- (رسومات میت) بلفظ صفحہ ۱۳۸ سطر ۲

اقول:- محیب صاحب نے جو عنوان لکھا ہے وہ میری کتاب میں نہیں ہے۔ میرا عنوان یہ ہے۔

عقیدہ نمبر ۲۳ وہابیہ دیوبندیہ۔ ختم بزرگان۔ مثل سوم، دہم، چہلم وغیرہ ہنود کی رسوم بیان کرتے ہیں۔

میں نے اس کے جواب میں وہابیہ کے اعتراضات کے جوابات دینے کے بعد آیات شریف و تفاسیر و احادیث شریف و کتب فقہ و دیگر کتب مصنفہ امام الطائفہ وہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی و پیر و مرشد دیوبندیہ حضرت حاجی امداد اللہ علیہ الرحمۃ اور مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور فتاویٰ علماء کرام کے لکھ دیئے۔ مگر افسوس ان میں سے ایک بات کا بھی جواب نہیں دیا اور محض انا پ شاپ اپنی طرف سے لکھ دیا جو بالکل ردی میں ڈالنے کے قابل ہے اور کچھ نہیں۔

قولہ:- ایک قابل غور بات یہ ہے کہ ہندو لوگوں نے ہمارے مذہب سے ایک بات کو بھی اپنے مذہب میں رواج نہیں دیا اور نہ انہوں نے ہماری کسی رسم کو اخذ کیا بلفظ صفحہ ۱۴ سطر ۱۵۔

اقول:- یہ بھی غلط۔ مشکوٰۃ کے باب آداب الخلاء میں حدیث شریف موجود ہے جس میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے بعد اپنے ہاتھ مبارک منی سے مل کر صاف فرمایا کرتے تھے۔ یعنی پانی سے طہارت کرنے کے بعد ہاتھوں کو منی سے مل کر دھوتے تھے اسی پر ہندوؤں کا عمل در آمد جاری ہے اور یہ بات ہندو لوگوں نے ہمارے مذہب سے لی ہے مگر ہاں! غیر مقلد لوگ مدعی عامل بالحدیث نے بھی اس حدیث شریف کا عمل کر دیا ہے۔ محیب صاحب ممکن ہے کہ کہہ دیں یہ مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہندوؤں سے اخذ کیا ہے حالانکہ عرب میں ہندو کوئی بھی نہ تھا۔ لا حول ولا قوۃ اللہ الا باللہ العلی العظیم بہت سے ہندو لوگ خدا کو ایک مانتے ہیں بہت سے ہندو لوگ حضرت پیران پیر غوث الثقلین شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مسلمانوں کی طرح تعظیم کرتے اور ماہ بماء گیارہویں شریف کرتے ہیں۔ بہت ہندو ہمارے زندہ اور وصال یافتہ بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہو کر دعائیں کراتے ہیں اور نذر و نیاز ادا کرتے اور مسلمانوں کو بلوا کر ختم پڑھواتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر ہندو مرنے کے وقت جان کنی کی سخت تکلیف میں ہو کہ وہ سمجھیں کہ اس کی جان نہیں نکلتی تو مسلمان میاں جی کو بلوا کر کہتے ہیں کہ میاں جی اس کو بڑنا مار یعنی کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ سناؤ جب میاں جی اس کو کلمہ شریف پڑھ کر سنا تا ہے تو اس کی جان قبض ہو جاتی ہے کہ کلمہ شریف کی برکت سے اس کی تکلیف دور ہو جاتی ہے۔ خدا کے فضل سے ممکن ہے کہ اس کو ایمان نصیب ہو جائے۔

قولہ:- چوتھے اعتراض کا جواب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۱ سطر ۷۔

اقول:- مجیب صاحب کا جھوٹ بولنا اور غلط عنوان لکھنا ان کی عادت مستمرہ ہے۔ میرا عنوان یہ ہے۔

عقیدہ نمبر ۱۵ وہابیہ دیوبندیہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے اور عقیدہ نمبر ۲۳ کے بعد یہ عقیدہ نمبر ۱۵ لکھ دیا ہے۔ لیکن جواب ندارد۔

قولہ:- یہ فقرہ لکھتے ہیں معترض نے کمال کر دیا ہے۔ ایسے علم اور فضل سے شیطان بھی ترسان ہوگا۔ مگر آپ جناب اہل علم کا اردو نہیں سمجھ سکتے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۱ سطر ۹

اقول:- مجیب صاحب نے یہ خوب کہا کہ میں اہل علم کا اردو نہیں سمجھ سکا۔ کیونکہ یہ اردوان کا جرمنی اور لاطینی ہے۔ ہاں آپ اردو کے سمجھنے میں کمال رکھتے ہیں۔ جو بیوہ راند کورنڈی (بازاری عورت) شور بہ کو سورا کھلاتے کو سدواتے اور پاگل کو پاگل لکھتے ہیں۔ میں نے اردو زبان میں قریباً بیس کتابیں تصنیف کیں اور علماء کرام نے ان کو پسند کیا اور خاص دہلی میں عرصہ تک رہا جو اصل اردو زبان کا گھر اور دار الخلافہ ہے اور جو شخص موضع کوٹ بھٹے میں رہے جس کی بابت حدیث میں وارد ہے۔ اور کسی بزرگ کا قول ہے۔

وہ مروہ مرد را حق کند عقل را بے نور بے رونق کند

وہ مجھے لکھتا ہے اور الزام لگاتا ہے کہ میں اردو نہیں سمجھ سکتا۔ العجب!

مجیب صاحب یہ وہی اردو کا فقرہ ہے جس پر حضرت مولانا مولوی ابو محمد عبد الرحمن غلام دستگیر علیہ الرحمۃ کا مناظرہ مولوی خلیل احمد دیوبندی کے ساتھ ریاست بہاولپور میں ہوا جو اس نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں لکھا تھا اور قبول کیا تھا۔ تب فتویٰ وہابیت اس پر قائم ہوا اور نہایت ذلت کے ساتھ ریاست سے نکالا گیا۔ جہاں وہ مدرس اول تھا یہ وہی فقرہ ہے جس کو حضرت مولانا ناپایہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً مولوی رحمت اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر کی استاد دیوبندیہ نے سمجھا وہی میں نے سمجھا اور یہ وہی فقرہ اردو کا ہے جس کو حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر کی پیرومرشد تمام دیوبندیہ نے سمجھا اور تصدیق کی اور علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً نے فتاوے کفر اور زندیق کے دیئے۔ دیکھو کتاب مستطاب التقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل۔ جواب تو مجیب سے ہو نہیں سکا۔ صرف یہ کہہ دیا کہ عالمانہ اردو سمجھا نہیں۔

اچھا کہے تمام علماء احناف اہل سنت والجماعت تو اس لاطینی اردو کو نہیں سمجھے۔ تو وہابی بھی نہیں سمجھے۔ بتلائے آپ خود کیا سمجھے ہیں۔ وہی ہمیں سمجھائیے۔ بہر حال آپ بھی یہی سمجھتے ہیں کہ شیطان لعین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم زیادہ ہے۔ العیاذ باللہ۔

اب میں آپ سے شیطان لعین کے وسعت علم کی بابت پوچھتا ہوں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج شریف کی رات کو حرم شریف سے براق پر سوار ہو کر اور حضرت جبرائیل علیہ السلام ساتھ ہوئے۔ شیطان لعین ان کے ساتھ تھا۔

کیونکہ آپ اپنے اسی رسالہ میں اس طرح لکھتے ہیں۔

شیطان انسان کے جسم میں اس طرح پھرتا ہے جیسے خون اور حدیث میں آیا ہے کہ ہر انسان کو چاہیے کہ صبح اٹھ کر اپنے ناک کو اچھی طرح صاف کر کے کہ شیطان رات بھر ناک میں رہتا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۱ سطر ۱۹۔

کہئے شیطان حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناک پاک میں رہتا تھا؟ جھٹ پٹ کہہ دیجئے کہ ہاں۔

اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس میں تشریف فرما ہوئے اور تمام انبیاء علیہم السلام کے امام بنے تو اس وقت شیطان رجیم ساتھ موجود تھا اور جب آسمانوں پر تشریف لے گئے اور بعض پیغمبران علیہم السلام ہر ہفت آسمانوں پر ملے اور ان سے گفتگو ہو تو شیطان اس وقت تھا۔ جب سدرۃ المنتہیٰ میں پہنچ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام مع براق رہ گئے اور فر فر سواری کے لئے آیا اس وقت شیطان موجود تھا۔ اور جب عرش معلیٰ پر پہنچے اور حکم خداوندی اذن منیٰ! اذن منیٰ!! ہوا۔ اس وقت شیطان وہاں موجود تھا اور جب اللہ تعالیٰ کا بے حجابانہ دیدار ہوا اور انعامات و اکرامات اوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ علوم اولین و آخرین ماکان و مایکون کے عطا ہوئے اس وقت شیطان لعین وہاں موجود تھا اور جب بہشت اور دوزخ کو ملاحظہ فرمایا شیطان ساتھ تھا۔ آپ اور تمام وہابیہ کے اعتقاد میں یہ داخل ہے کہ ان تمام باتوں کا جو اوپر لکھی گئی ہیں شیطان لعین کو علم ہے تو ضرور شیطان رجیم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم زیادہ ہے مگر جب تک اس کے دلائل قرآن اور حدیث شریف سے بیان نہ ہوں تب تک کوئی مسلمان مان نہیں سکتا لیکن دلائل اثبات لانا ایسا ہی ہے۔ جیسے اونٹ کو سوئی کے ناکے سے نکالنا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ اعتقاد رکھنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان لعین کو علم زیادہ ہے پر لے درجہ کی گستاخی اور توہین ہے جو کفر اور ارتداد ہے اور پھر یہ اعتقاد رکھنا کہ شیطان حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک میں خون کی طرح پھرتا تھا اور رات کو ان کے ناک پاک میں رہتا تھا۔ کفر اور ارتداد سے بھی بڑھ کر ہے۔ العیاذ باللہ۔

میرا خیال یقین کے درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ شیطان واقعی تمام خوارج وہابیہ غیر مقلدین کے ناکوں میں رات دن رہتا ہے اس لئے شیطنیت اور کفر کی بدبو ان کی ناکوں میں داخل ہو کر ان کا مغز اور سارا جسم دین اسلام کی خوشبو سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا افتراق بین المسلمین ان کا شیوہ ہے اور یہی شیطان کا اپنا خاص فرض ہے جو وہابیہ پر پورا ہوتا رہتا ہے۔

قولہ:- شیطان لوگوں کو گمراہ کر سکتا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۱ سطر ۲۲۔ نہ ہی آپ کو (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو)

ہدایت یا گمراہی کا اختیار تھا۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۱ سطر ۲۵۔

اقول:- مجیب صاحب کا ایمان ہے کہ شیطان گمراہ کر سکتا ہے حالانکہ خود کہتے ہیں کہ خدا کے سوا کسی کو کچھ اختیار نہیں اور نہ کوئی کچھ کر سکتا ہے لیکن یہاں مانتے ہیں کہ شیطان لوگوں کو گمراہ کر سکتا ہے مگر ہاں! حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی شخص کو ہدایت نہیں کر سکتے۔ حالانکہ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وانک لتھدی الی صراط مستقیم

(سورہ شوریٰ) یعنی اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (آپ بیشک سیدھے راستے کی ہدایت کرتے ہیں۔)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت کرنے کا اختیار دیا گیا اسی ہدایت کا نتیجہ ہے آج تمام دنیا پر اسلام پھیلا ہوا ہے اور وہی ہدایت کا ذریعہ ہیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ خود بخود بھی لوگوں کو راہِ راست کی یا دین اسلام کی ہدایت کر سکتا ہے۔ لیکن پیغمبران علیہم السلام کا مبعوث فرمانا صریح دلیل ہے۔ اس بات کی کہ ہدایت کا ذریعہ وہی ہیں۔

قولہ:- اور فرشتوں کو بھی طاقت ہے کہ آن کی آن میں تمام جہان کی سیر کر سکتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ظہور میں نہیں آیا۔ الخ بلفظ صفحہ ۱۴۲ سطر ۴

اگر عیسیٰ نے اکثر مردے زندہ کئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ظاہر نہیں ہوا تو کیا حضرت عیسیٰ کا مرتبہ اس بات سے زیادہ ہو گیا نہیں۔ آپ کا مرتبہ یہی ہے۔

بعد از خدا بزرگ تو کی قصہ مختصر بلفظ صفحہ ۱۴۲ سطر ۷

اقول:- فرشتوں کی کیا طاقت ہے کہ جہاں وہ سیر کرتے ہیں وہ بھی سیر کریں۔ یہاں تک حضرت جبرائیل علیہ السلام جو مقربین میں سے ہیں۔ شبِ معراج میں عرشِ معلیٰ پر نہیں پہنچ سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ رتبہ ہے کہ ہر جگہ کی سیر کریں یہ تو ان کے ادنیٰ سے ادنیٰ غلامِ اولیاءِ کرام بھی کرتے ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیائے کرام سے ظہور میں آتا رہا ہے۔

اور عیسیٰ علیہ السلام کی بابت جو مردے زندہ کرنا لکھا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی ثابت ہے کہ ان کے نام لینے سے مردوں نے زندہ ہو کر شہادت دی دیکھو۔

(۱) مجموعہ معجزات محمدیہ تصنیف حضرت مولانا مولوی مفتی محمد عنایت احمد رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۷۵-۷۶-ملخصاً وملتقطاً۔

(الف) معجزہ ۱۵۱-بیہقی اور ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک جوان انصاری نے وفات پائی۔ اس کی ماں بوڑھیا نے جو اندھی بھی تھی ہم نے اس سے تسلی کی باتیں کیں۔ اس نے کہا میرا بیٹا مر گیا ہے۔ ہم نے کہا کہ ہاں مر گیا ہے۔ بوڑھیا نے اللہ تعالیٰ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے دعا کی لڑکا زندہ ہو گیا اور ہم نے اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔

(ب) معجزہ ۱۵۲-بیہقی نے عبد اللہ بن عبید اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ثابت بن قیس جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔ میں ان کے دفن میں حاضر تھا۔ جب وہ قبر میں رکھے گئے تو انہوں نے یوں کہا محمد رسول اللہ ابو بکر الصدیق عمر الشہید عثمان البر الرحیم اس کے بعد پھر وہ ویسے ہی ہو گئے۔

۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام کے ساتھ لفظ سلام نہیں لکھا۔ وہاں یہ ادب ہے۔ ۱۲۰ منہ۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر درود شریف پورا نہ لکھنا صرف اشارہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنا بدعتی اور بخل ہے۔ ۱۲۰ منہ۔

(۲) مناجات النبوت ترجمہ مدارج النبوت مصنفہ حضرت محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول صفحہ ۳۷۴

(الف) بیہقی نے دلائل میں کہا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دعوتِ اسلام کی اس نے عرض کیا کہ میں ایمان نہیں لاؤں گا۔ جب تک آپ میری بیٹی کو جو وہ چھٹپن میں مری ہے زندہ نہ کریں۔ پیغمبر خدا نے فرمایا تیری لڑکی کی قبر کہاں ہے مجھ کو دکھا اس نے اپنی بیٹی کی قبر دکھائی۔ جب ان سرور نے اس لڑکی کو پکارا تو اس لڑکی نے کہا لیلیک وسعدیک پیغمبر خدا نے اس سے پوچھا کہ تجھے پھر دنیا میں آنے کی آرزو ہے اس نے عرض کی واللہ یا رسول اللہ یعنی قسم خدا کی میں نہیں چاہتی ہوں یا رسول اللہ میں نے آخرت کو دنیا سے بہتر پایا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماں اور باپ تیرے ایمان لائے ہیں اگر تو چاہتی ہے تو تجھ کو پھر دنیا میں بلاتا ہوں۔ اس لڑکی نے کہا مجھ کو ماں باپ سے کچھ کام نہیں۔ میں نے خدا تعالیٰ کو ان سے زیادہ مہربان پایا اور ان سے بہتر پایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرکوں کی اولاد کو جو بچپن میں مرتے ہیں۔ عذاب نہیں ہے۔ بلفظ صفحہ ۳۷۴ سطر ۱۳۔

(ب) نقل ہے کہ ایک بار سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جابر رضی اللہ عنہ کے گھر مہمان آئے جابر رضی اللہ عنہ نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا۔ بڑے بیٹے نے جابر کے ذبح کرنا بکری کے بچے کا دیکھ کر اپنے چھوٹے بھائی کو ذبح کیا۔ جب ماں اس کے پیچھے دوڑی تو وہ بڑا بیٹا بالا خانے پر چڑھ کے نیچے گر پڑا اور مر گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں بیٹوں جابر کے دعا کی۔ خدا کے فضل سے وہ دونوں زندہ ہوئے۔ یہ قصہ شواہد النبوت میں مفصل مذکور ہے۔ بلفظ صفحہ ۳۷۴۔

(ج) زندہ کرنا پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا) اپنے ماں باپ کو حدیثوں میں آیا ہے لیکن محدثوں کو ان حدیثوں کی صحت میں کلام ہے پر بعض متاخرین نے اس حدیث کو صحیح رکھا ہے۔ بلفظ صفحہ ۳۷۵۔

(د) ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ جابر ایک بکری کا حضور کی خدمت میں لایا۔ حضرت نے لوگوں کو ارشاد کیا کہ کھاؤ مگر ہڈیاں اس کی نہ توڑو۔ جب کھا چکے تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہڈیاں اس کی جمع کر کے ہاتھ اپنا رکھا اور کچھ فرمایا۔ یکا یک وہ بکری کان جھاڑ کے اٹھ کھڑی ہوئی۔ غرض کہ ایسے معجزے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو زندہ کیا۔ بہت ہیں الخ بلفظ صفحہ ۳۷۵۔

مجیب کا یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مردوں کا زندہ ہونا ظاہر نہیں ہوا۔ غلط اور بے علمی کا موجب نکلا۔ میں کہتا ہوں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ ہستی ہے کہ جن کے وجودِ باوجود سے تمام مخلوق کی ہستی ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا جو فضائل تمام انبیاء علیہم السلام میں جدا گانہ تھے۔ وہ سب مجموعۂ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود تھے اور ہیں۔

دیکھو۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں۔ مناجات النبوت ترجمہ مدارج النبوت صفحہ ۳۲۸

شریک اور ہمسر کوئی نہیں اس سرور کا دنیا اور آخرت میں ایک کوئی پیغمبروں سے الخ بلفظ۔

وہ سرور اشرف البشر و سید ولد آدم اور افضل الناس از روئے منزلت کے اور اعلیٰ ہے از روئے درجے کے اور جو کچھ کہ انبیاء کو کرامات اور کمالات حاصل تھا اس جناب کے تیس مانند اس کے یا افضل اس سے حاصل ساتھ خصائص اور افزونیوں کے جو اس سرور کو حاصل ہے ان کو نہیں ہے۔ بلفظ صفحہ ۲۸۸ سطر آخر۔

سچ ہے: ع۔ انچہ ہمہ خواباں دارند تو تنہا داری

اور ساتھ ہی اس کے عجیب صاحب کہتے ہیں۔ ع۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

میں کہتا ہوں جن کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ بڑے بھائی کے برابر ہے تو ان کے نزدیک بڑا بھائی خدا کے بعد بزرگ ہے یا جن کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے آگے چار سے بھی ذلیل ہیں۔ کیا چار کا درجہ بھی خدا کے بعد بزرگ ہے اور پھر شیطان کے علم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ کہنا۔ العجب! ایک طرف گالیاں دینا اور دوسری طرف منافقانہ یہ کہہ دینا کہ۔ ع۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ یہ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور اور کھانے کے اور۔ ان پر کوئی مسلمان اعتبار نہیں کر سکتا۔ غیر مقلدوں پر اعتبار کیسے ہو سکتا ہے جب کہ وہ خدا کی بھی تقلید نہیں کرتے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اقول:- عجیب صاحب شیطان کے علم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ مانتے ہوئے اپنی جہالت سے کہتے ہیں کہ درجہ اور سرداری علم سے نہیں یعنی شیطان ضرور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم ہے مگر افسوس آپ کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ تمام مدارج اور سادات علم ہی کے ذریعہ سے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو علم ہی کے ذریعہ یہ سرداری اور درجہ دیا کہ تمام ملائکہ سے ان کو سجدہ کروایا اور شیطان جن جو معلم المملکت کہلاتا تھا اس سجدہ سے منکر ہو کر مورد لعنت ہوا۔

یہاں ایک عجیب نکتہ ہے جس سے وہابیہ گروہ کے لئے موت کا سامنا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے حکم سے فرشتوں سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کروایا اور وہابیہ کے نزدیک غیر اللہ کو سجدہ کرنے والا اور سجدہ کرنے کا حکم دینے والا دونوں مشرک ہیں پس وہابیہ گروہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ معبود برحق اور اس کے تمام فرشتے سب کے سب مشرک ہوئے اور شیطان لعین موحد۔ نعوذ باللہ منها۔ اب وہابیہ کو اپنا خدا موحد تلاش کرنا چاہیے۔ نہیں تلاش کی ضرورت نہیں شیطان رجیم سے زیادہ کامل اور اکمل موحد کون ہو سکتا ہے جو مقابلہ میں پورا اتر اور خداوند تعالیٰ کے حکم سے بھی توحید کو نہیں چھوڑا اور طوق لعنت مادی حاصل کیا۔ غیر مقلدی ہو تو ایسی ہونی چاہیے جو اپنے قیاس کے مقابلہ میں حکم خداوندی کا بھی انکار کیا جائے۔ العیاذ باللہ۔

علم کی فضیلت سے عجیب کی فضیحت

لیجئے! اب ہم علم کی فضیلت دکھلاتے ہیں۔ جس میں عجیب کہتا ہے کہ درجہ اور سرداری علم پر منحصر نہیں۔ اس میں ہم آپ کی اور آپ کے معین اور امدادی و مقررین کی علمیت یا جہالت پر روشنی ڈالتے ہیں۔ وہو هذا۔

(۱) تفسیر مدارک زیر آیت شریف وعلم آدم الا سماء کلھا الا یہ لکھا ہے کہ اس آیت شریف سے مستفاد ہے کہ علم اسماء کا رتبہ اور درجہ عبادت سے اونچا ہے پس چہ جائے علم شریعت بلفظ ترجمہ:-

(۲) تفسیر بیضاوی میں ہے کہ جان لویہ آیتیں آدمی کی شرافت اور عبادت پر علم کی مزیت اور فضل پر دلالت کرتی ہیں۔

(۳) حاشیہ بیضاوی شیخ زادہ۔ دوسرا حکم علم کی مزیت اور فضل عبادت پر ہے اور وجد دلالت آیت اس پر یہ ہے کہ فرشتوں کی عبادت بہت ہے ان کے حق میں خدا کا فرمان ہے کہ رات دن خدا کی تسبیح میں سستی نہیں کرتے اور باوجود اس کے وہ خلافت کے لائق نہ ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام باوصفیکہ عبادت میں ان سے عم تھے۔

مستحق خلافت ہو گئے بسبب صفت علم کے

(۴) شہاب بیضاوی۔ حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ کرنے میں تقدیم کی وجہ علم تھا۔

(۵) تفسیر خازن۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت فرشتوں پر علم کے ساتھ ظاہر فرمائی۔ الخ۔

(۶) تفسیر کبیر میں ہے کہ یہ آیت علم کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے میں کسی کمال حکمت کو ظاہر نہیں کیا مگر ان کا علم۔ پس اگر کوئی چیز علم سے اشرف ہوتی تو واجب تھا کہ اس کے ساتھ ان کی فضیلت ظاہر کرتے نہ علم سے۔ جان لو کہ اس سے علم کتاب و سنت و معقول سب کی فضیلت پر دلالت ہے۔ لیکن شواہد عقل علم کی فضیلت میں۔ پس ہم کہتے ہیں۔ جان لو کہ علم کا صفت کمال و شرف ہونا اور جہل کا نقص ہونا دانشمندوں کے نزدیک امر یقینی ہے۔ اس لئے اگر دانشمندوں کو کوئی جاہل کہدے تو اس کو رنج آتا ہے اگر چہ یہ بات جھوٹ ہے اور اگر کوئی جاہل کو عالم کہدے تو وہ خوش ہو جاتا ہے ہر چند وہ جانتا ہے کہ میں عالم نہیں ہوں اور یہ دلیل ہے اس پر کہ علم میں شرافت لذت ہے اور وہ محبوب لذت ہے اور جہل نقص لذت ہے۔ پس علم جہاں پر ہوگا۔ اس کا صاحب باحرمات اور عزت ہوگا۔ پھر جب حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کا علم ظاہر فرمایا تو ان کو مجبور ملائکہ اور خلیفہ عالم سفلی بنایا۔ اس میں دلیل یہ ہے کہ حضرت آدم (علیہ السلام) علم کے سبب مستحق خلافت ہوئے تھے۔ بلفظ کتاب مستطاب التقدیس الوکیل عن توبین الرشید والخلیل مصنفہ حضرت مولانا غلام دنگیر علیہ الرحمۃ وصدقہ علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً صفحہ ۱۶۲-۱۶۳۔

پس ثابت ہو گیا کہ تمام مدارج اور فضیلتیں اور سرداریاں علم ہی پر منحصر ہیں اور عجیب کا کہنا اور مقررین کا تصدیق کرنا باطل ہو گیا۔ وہابیہ کا شیطان کے علم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ کہنا اور لکھنا ان کی سخت توہین کرنا ہے جو کفر ہے

اور منافقانہ یہ کہہ دینا کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔

وہابیو! خدا سے ڈرو۔ اور اپنے موحد شیطان لعین کے علم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ بیان کر کے توہین نہ کرو اور نہ ایسی فضیلت اور درجہ اور سرداری علم اپنے شیطان لعین کے لئے تجویز کرو اور گمراہی اور کفر میں نہ پڑو۔

ہمارا کام کہہ دینا ہے تم سے پھر آگے خواہ مانویانہ مانو

قوله:- معترض کے فتاویٰ اور تقریظوں پر نظر۔ معترض نے اپنی کتاب میں فتوؤں اور تقریظوں کے طور مار باندھ دیئے ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور مولوی اسماعیل شہید اور مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہ ہم سب کو کافر مرتد مشرک قرار دیا ہے۔ الخ صفحہ ۱۴۳ سطر ۱۶۔

اقول:- مجیب صاحب کی فتاویٰ اور تقاریر علمائے کرام و صوفیائے عظام پنجاب اور ہندوستان وغیرہ مندرجہ کتاب انوار آفتاب صداقت نظر دیکھ کر چند ہیا گئی اور حواس باختہ ہو گئے اور جواب نہ دے سکے صرف یہ رونارویا کہ ہمارے فلاں فلاں بزرگ کو کافر اور مرتد اور مشرک قرار دیا اور یہ جھوٹا الزام میرے پر لگایا۔

میں کہتا ہوں کہ آپ کے بزرگوں پر جو فتاویٰ تکفیر ہیں۔ وہ میری طرف سے نہیں بلکہ علمائے کرام عرب و عجم خصوصاً حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً یا ان کے خود اپنے قلم سے ان کے استادوں اور مرشدوں کی طرف سے یا ان کے اپنے مریدوں معتقدوں کی طرف سے ہیں۔ جیسے پہلے ظاہر ہو چکا ہے۔ مجیب کا مجھ پر الزام لگانا زابہتان ہے۔

قوله:- حتی المقدور دینی احکام پر تو چند لکھ چکا ہوں اور بزرگوں کی نسبت بدظنیاں رفع کر چکا ہوں۔ اسی غرض سے یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۳ سطر آخر۔

اقول:- مجیب صاحب نے دینی احکام پر جو چندے و ندے لیے مقدور لکھے ہیں۔ ان کا بخیرہ خوب ادھر گیا اور اپنے بزرگوں کی بدظنیاں منافقانہ رفع کرنا تو درکنار بلکہ ان کو اور بھی واضح اور اظہر من الشمس کروادیا اور اپنے ہی خود قلم کے لکھے ہوئے فتاویٰ اور اپنے ہی مریدوں اور معتقدوں کے فتاویٰ تکفیر کے تمغات سے مغز ز کروادیا اور جو مخفی اور پوشیدہ باتیں تھیں وہ بھی ظاہر کروالیں کتاب لکھنے کی غرض آپ کی خوب پوری ہو گئی اور اپنے امدادی اور مقررین اور مصدقین مولویوں کو بھی اپنے ساتھ ہی دریائے ندامت و خجالت و کفر میں بہا دیا۔ مرداں چنین کنند۔

قوله:- باقی رہ گئے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ان کے مذہبی مسائل کے اختلاف کا جواب تو ہو چکا مگر جوان کا معترض نے ایک انفرادی فعل لکھا ہے یعنی مولوی صاحب مذکور نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی بجائے لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ لکھا تھا۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱۴۳ سطر ۱۔

۱۔ طومار یعنی چھوٹی بات کو بڑھا کر بیان کرنا جھوٹ کے پل باندھنا جھوٹی بات سے فتنہ پرا کرنا ۱۲۔ تو کیردی

۲۔ بخیرہ یعنی نالے کھلنا عیب ظاہر ہونا ۱۲۔ تو کیردی

اقول:- مجیب صاحب کی عادت جبلی دروغگوئی کی ایسے پختہ ہو گئی ہے جو آخر دم تک ساتھ جائے گی۔ تعجب ہے ایسے کاذب لوگ مصنف بن کر اپنا پردہ فاش کرتے ہیں لیکن پھر شرمندہ بھی نہیں ہوتے آپ لکھتے ہیں کہ مولوی اشرف علی صاحب کے مذہبی مسائل کا جواب ہو چکا ہے۔ ایسا ہی جھوٹ ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ میں نے گدھے کے سر پر ایک ایک گز لمبے سینک دیکھے یا یہ کہے میں نے بلی پروا کر دیکھا۔ جس نے تمام چڑیوں کو پکڑ کر کھالیا یا ایسا ہی جھوٹ ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ کوٹ بھٹ کے نیم طیب نے مرگی کے مریض مایہ فوق کو اپنی ادویہ شورہ سے تندرست کر دیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اچھا مجیب صاحب! دکھائیے مولوی اشرف علی کا عقیدہ جو میں نے اپنی کتاب کے باب دوازدهم صفحہ ۲۵۳ میں ان کے رسالہ حفظ الایمان کے صفحہ ۷ سے یوں لکھا ہے۔

عقیدہ نمبر ۱۶۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے۔ ایسا علم تو زید عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ بلفظہ حفظ الایمان صفحہ ۷۔

اس کا جواب آپ نے کہاں لکھا ہے آپ کی کتاب کے کون سے صفحہ پر ہے۔ اس طرح دوسرا عقیدہ ان کا میں نے اپنی کتاب کے باب سیزدهم میں صفحہ ۲۵۷ پر یوں لکھا ہے۔

عقیدہ نمبر ۱۷۔ خدا سے ہم کو کام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں۔ ع با خدا داریم کار و با خلاق کار نیست (بسط البنان) فرمائیے! اس کا جواب آپ کی کتاب میں کہاں گزر چکا ہے بندہ خدا کچھ تو خدا سے ڈر کیوں ایسا جھوٹ کہتے ہو کہ ”مولوی اشرف علی صاحب کی مذہبی مسائل کا جواب ہو چکا۔“ بالکل جھوٹ لکھا۔

دوسرا امر آپ نے یہ لکھا ہے کہ میں نے اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت میں یہ لکھا ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب نے بجائے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ لکھا تھا یہ بھی نرا جھوٹ ہے میں حیران ہوں اور افسوس کرتا ہوں کہ جھوٹ کی بدبو مجیب صاحب کے دماغ میں ایسی گھس گئی ہے کہ نکل نہیں سکتی اور نہ نکلے گی اور نکلے بھی کس طرح جبکہ ہر رات شیطان ان کے ناک میں پاخانہ پھرتا رہتا ہے۔ میں بتاتا ہوں کہ میں نے کیا لکھا تھا اور مجیب نے میری صاف اور عام فہم اردو کو کیا سمجھا وہ یہ ہے۔

”مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے مرید کی خواب شیطانی اور ضعات احلام کے ذریعہ بجائے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اپنا لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ گھڑ لیا۔“ اور حوالہ اس کا بھی دیدیا کہ یہ بات رسالہ امدادیہ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ میں درج ہے دیکھو میری کتاب انوار آفتاب صداقت کا صفحہ ۲۲۲۔

اصل قصہ کا خلاصہ یہ ہے جو رسالہ امدادیہ میں لکھا ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب ایک مرید خواب میں کلمہ پڑھنے لگا تو بجائے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اس کے منہ سے یہ کلمہ نکلتا ہے لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ مرید کہتا ہے کہ میں نے ہر چند چاہا کہ کلمہ طیبہ پڑھوں مگر یہی کلمہ پڑھتا رہا۔ جب بیدار ہوا تب بھی یہی کلمہ پڑھا لیکن کلمہ طیبہ

زبان پر نہ چڑھا۔ تب مرید نے اس خواب اور بیداری کا واقعہ اپنے پیرومرشد مولوی اشرف علی صاحب کی خدمت میں لکھ کر بھیج دیا۔ پیرومرشد پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ تمہاری خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا پیر متبع سنت ہے۔ ختم ہوا خلاصہ۔

مولوی اشرف علی صاحب نے اس خواب پر اظہار مسرت فرما کر اپنا متبع سست ہونا تعبیر فرمایا اور مرید کو خوشنودی کا مژدہ سنایا یوں نہ فرمایا کہ ارے بیوقوف یہ خواب شیطانی ہے۔ اشرف علی رسول اللہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی رسول نہیں ہو سکتا اگر کوئی شخص رسول ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس کے پیرو بھی کافر ہو جائیں گے۔ مرید کو کوئی تنبیہ نہیں کی اور نہ توبہ کی ہدایت کی بلکہ اس خواب کی تعبیر سے تمام مریدوں کو رسالہ امدادیہ میں درج کر کے اس امر کے جواز میں سند عطا فرمادی کہ کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف فعلی رسول اللہ کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ ثبوت اتباع سنت ہے۔ العیاذ باللہ۔

افسوس۔ مجیب نے اس رسالہ امدادیہ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ کو نہ دیکھا۔ لازم یہ تھا کہ پہلے اس رسالہ کو دیکھتے اور پھر خط کے ذریعہ مولوی صاحب سے دریافت فرماتے یا خود ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی زیارت سے بھی مشرف ہوتے اور حقیقت بھی دریافت کر لیتے البتہ مجیب صاحب نے خط تو ان کی خدمت میں لکھا مگر انہوں نے ڈانٹ بتائی اور غیظ میں آ کر انکار کر دیا۔ اور یوں فرمایا ”اگر کہیں لکھا ہے تو بتاؤ الخ۔“

اس جواب کے بعد بھی مجیب صاحب نے اس رسالہ کو نہیں دیکھا اور نہ مولوی صاحب کو اس رسالہ کا حوالہ دے کر دریافت کیا۔ مولوی صاحب نے ایسی ڈانٹ بتائی کہ مجیب صاحب کو پھر ہوش نہ آئی۔ اللہ غنی!!

قولہ:- پنجاب کے ایک بزرگ جو پیر بھی ہیں۔ ان کے مرید سے بوٹوق معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنے مریدوں کی شفاعت کے لئے دعویٰ کرتے بلکہ وثیقہ لکھنے کو تیار ہیں۔ ان کے صاحبزادے تعلیم یافتہ دیوبند بھی تقریظ تحریر فرماتے ہیں۔ خیر نہایت رنج کا مقام ہے کہ جہاں سے علم اصل ہوا انہی کے برخلاف زبان دراز کی جائے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۴ سطر ۱۵۔

اقول:- وہابیہ کو لفظ پیر تیر کی طرح جگر کو چیر کر پار ہو جاتا ہے۔ یہ تحریر مجیب صاحب کی اعلیٰ حضرت قدوة السالکین زبدۃ العارفین پیر حافظ سید جماعت علی شاہ محدث علی پور علیہ الرحمۃ کی نسبت ہے جن کے ساتھ گروہ وہابیہ مرزا سیہ نیچریہ چکڑالویہ کو سخت بغض اور عناد ہے۔ بلاشبہ حضرات مشائخ پیر اپنے اپنے مریدوں کی قیامت کے دن شفاعت کریں گے۔ لیکن وہابیہ گروہ کا کوئی شفیع نہ ہوگا جب کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے ہی منکر ہیں اور پیر سے بیعت کرنا ہی شرک ہے تو ان کی شفاعت کرنا قیامت کے دن کوئی نہیں ہوگا۔ سیدھے جائیں گے۔

خالق نے کیا بڑھائی ہے عظمت رسول کی
دیکھو تو کیا بلند ہے رفعت رسول کی
کرتے ہیں انبیاء بھی اطاعت رسول کی
ہے عرش کبریا پہ سکونت رسول کی

زادہ بنو ہزار مگر اے وہابیو!
قائل نہیں ہوتے ان کی شفاعت کے منکرو
کیا خاک ہوگی تم کو ہدایت رسول کی
وہ جلیں گے روز محشر کو جہنم کی آگ میں
ہرگز نہ ہوگی تم کو شفاعت رسول کی
جو مانتے نہیں ہیں شفاعت رسول کی

اعلیٰ حضرت کے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی وہ بزرگ ہیں کہ جنہوں نے باوجود تعلیم اور سند یافتہ ہونے مدرسہ دیوبند کے اپنے عقائد حقہ میں دیوبندی عقائد کو جگہ نہ دی ان پر بہت رنج کیا گیا ہے۔ مگر مجیب صاحب کو یہ پتہ نہیں ہے کہ عقائد کا معاملہ اور ہے اور علم حاصل کرنا اور ہے۔ علم تو کفار، یہود و نصاریٰ ہنود سے بھی حاصل کر سکتے ہیں مگر عقائد میں ان کی اتباع نہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نہایت قابل تعریف ہیں اور حضرات بھی جنہوں نے مدرسہ دیوبند خرب عقائد میں تعلیم پائی ان کے تریاتی مادہ نے زہریلے مادہ کو اپنے پر اثر کرنے نہ دیا۔ مجیب کی طرح خام (بمعنی کچا، کمزور-۱۲- تو گیری) طبیعت نہیں کہ جن کو اپنے تمام خاندان سنی حنفی مقلد ہونے کے باوصف صرف چھ ماہ کے ہی عرصہ میں صحبت غیر مقلدین کے زہر نے مسموم کر دیا۔ راستی اور حق شناسی یہی ہے کہ اتباع حق کیا جائے۔ یہاں خدا تعالیٰ اور اس کے حبیب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رو برو پیش ہونا ہے۔ مدرسہ دیوبند کا کوئی لحاظ نہیں۔ مردان خدا چنین کنند۔ اسی وجہ سے مجیب صاحب اور بھی زیادہ تعجب کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں۔

عجب یہ ہے کہ معترض نے اپنی کتاب کی تقاریظ میں اکثر علماء تعلیم یافتہ دیوبند ہی سے تقریظیں لے کر شامل کی ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۴ سطر ۹۔

یہاں وہ مثل عائد ہوتی ہے بالحديد يغلم بالحديد (لوہے کو لوہا کا قتا ہے) منصف ارو حق پرست ہونا علماء ہی کی شان ہے اور ناحق پرستی اور حق کا کتمان علماء سوء کا ایمان ہے۔ العیاذ باللہ۔

قولہ:- اسی طرح لاہور کے کئی علماء کی تقریظیں شامل ہیں جنہوں نے غالباً بلا تحقیق مصنف کی زبانی گفتگو پر اعتماد کرتے ہوئے تقریظیں لکھنے کو اپنا فخر سمجھا۔ ہمیں ان کے علم و فضیلت پر کوئی شبہ نہیں لیکن صرف یہ پوچھتے ہیں کہ افتراق امت کی انہوں نے کہاں تک حفاظت کی الخ بلفظہ صفحہ ۱۴۴ سطر ۲۱۔

اقول:- مجیب صاحب علمائے کرام لاہور کی نسبت اپنے علم غیب سے (جو ان کے نزدیک شرک ہے) یہ الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے بلا تحقیق اور ملاحظہ کتاب کے صرف میرے کہنے پر تقاریظ لکھ دیں اور ساتھ ہی کہتے ہیں کہ ان کے علم اور فضیلت میں کوئی شبہ نہیں باوجود اس کے علمائے کرام پر جھوٹی تقاریظ لکھنے کا ناپاک الزام لگا دیا۔ لا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

میں مجیب صاحب سے پوچھتا ہوں کہ یہ امر آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ علمائے کرام نے صرف میرے کہنے پر اور زبانی

گفتگو پر تقاریظ لکھ کر دستخط فرمادیئے کیا یہ واقعہ آپ کے روبرو ہوا یا یہ کوئی شیطانی مثل قادیانی الہام ہوا۔ باوجود اس کے کہ علمائے کرام نے اپنی اپنی تقاریظ میں درج فرمایا ہے کہ کتاب کے ملاحظہ اور مطالعہ کے بعد لکھا ہے یہ آپ کی جرأت ہے کہ حضرات علمائے کرام پر کذب کا بہتان لگاتے ہیں اور شرم نہیں کرتے اور حدیث شریف پر عمل کرتے ہیں اور قدم قدم پر جھوٹ بولتے آئے ہیں مگر اس پر کوئی افسوس نہیں جبکہ آپ کا خدا بھی جھوٹ بولتا ہے تو آپ کو تمام جہان ہی جھوٹا نظر آتا ہے مگر یہ بات نہیں یہ جھوٹ کا وظیفہ جیفہ وہابیہ ہی کے حصہ میں ہے خدا کے فضل سے تمام سنی مقلدین بالعموم اور احناف بالخصوص اس سے محفوظ ہیں۔ اس کے آگے آخر پر یہ جملہ آپ نے لکھ دیا کہ ”صرف یہ پوچھتے ہیں کہ افتراق امت کی انہوں نے کہاں تک حفاظت کی۔“

نہایت افسوس کی بات ہے کہ خود مفترق اور فارق جماعت امت محمدیہ علیہ التحیۃ والسلام اور ہمارے علمائے کرام پر جھوٹا الزام دیکھو جب سب سے پہلے اس ملک ہندوستان میں عرب سے اسلام اور مسلمانان تشریف لائے سب کے سب یکدل ایک جان ایک ہی مذہب حنفی کے پابند تھے۔ بادشاہان اسلام بھی سب حنفی المذہب تھے۔ سب باہم بھائی بھائی شیر و شکر کی طرح محبت و اتحاد سے متفق رہے کوئی جھگڑا کوئی تنازعہ کوئی خرنسہ رونمانہ ہوا مگر جب تیرہویں صدی مخوس نے اپنا دور دورہ کیا تو سب سے اول نجد میں ابن عبدالوہاب بموجب پیش گوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بانی فتنہ کا ظہور ہوا اس نے ایک کتاب التوحید کے نام سے لکھی جس میں تمام مسلمانان سلف صالحین سے اپنے زمانہ تک کو مشرک قرار دیا۔ اس کا ترجمہ کچھ کانٹ چھانٹ کر کے اور اپنی طرف سے فساد اور فتنہ و فتور کی ایزاد کر کے مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان جو دراصل تقویۃ الایمان ہے کے نام سے شائع کی اس دن سے افتراق بین المسلمین شروع ہو گیا اور پہلے دو گروہ وہابیہ پیدا ہو گئے پھر انہی میں سے نیچری، مرزائی، چکڑ الوئی وغیرہ گمراہ فرق بن گئے پس ثابت ہے کہ افتراق امت انہی لوگوں سے ظہور پذیر ہوا۔ یہ سب امور احادیث اور کتب تاریخ سے ہویدا ہیں۔

قولہ:- مولوی غلام دستگیر پر شہادت۔ معترض نے اپنی کتاب میں مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مرحوم سے بہت سی سندیں لی ہیں۔ مولوی غلام دستگیر صاحب نے ان بزرگوں پر کفریہ فتویٰ تھوپے اور کسی موقع حرمین شریفین کی زیارت کو گئے تو وہاں کے علماء سے مذکور الذکر پر کفر لگوا دیا۔ پہلے مولوی صاحب پر اعتبار تو ہو لے پھر ان کا فتویٰ لانا دیکھا جائے گا۔ چنانچہ آپ کے ہم عصر مولوی صاحب اپنے رسالہ واعظ البیان میں لکھتے ہیں۔ (اشعار پنجابی)

غلام دستگیر ہے پیر اسید ہے مشہور قصوری جسد یوچ قصور ہووے ابدی بات نہیں منظوری

الخ بلفظہ صفحہ ۴۴۳ اسطر آخر۔

۱۔ دیکھو میرا مضمون ”مفصل اتفاق و اتفاق بین المسلمین کا موجب دیکھا کون ہے؟“ تاریخی نام ہے۔ انجمن نعمانیہ ہند لاہور کے سالانہ جلسہ ۱۳۳۵ھ میں پڑھا گیا۔ ۱۲۔

منہ۔

اقول:- حضرت مولانا بالفضل واعلم اولانا ابو محمد عبدالرحمن غلام دستگیر ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ وہ بزرگ اولیاء کرام میں سے ہیں جنہوں نے متعدد کتب تمام بد مذہبوں ہندوستان وہابیہ نجدیہ غیر مقلدین و نیچریہ و شیعہ اور گروہ مرتدہ مرزائیہ قادیانیہ اور نصاریٰ کے رد میں شائع کیں اور علمائے حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً و تعظیماً میں پہنچ کر تصدیق کرائیں اور مسلمان اہل سنت والجماعت کے دین اور مذہب کی حفاظت اور حضانت فرمائی۔ یہ احسان ان کا قیامت تک ادا نہیں ہو سکتا اگر کسی وہابی غیر مقلد موضع لنڈے روڈے بو پڑی نے یہ چند اشعار اپنی آتش جسد کی وجہ سے لکھ دیئے تو ان کا کوئی اثر نہیں۔ ماہتاب پر تھو کنا اپنے منہ پر ڈالنا ہے۔ عہد نور سے فساد و سگ باگ نمیرند۔ سگ راہر س خشم نو یا ماہتاب چست۔ چونکہ یہ جھوٹا واعظ البیان والا عجیب طیب کا حبیب ہے الجنس یعیل الی الجنس اس لئے ایک جھوٹے شخص کی شہادت پر غرہ ہو گئے۔ حالانکہ قرآن شریف اور حدیث شریف میں کم سے کم دو مریدوں یا دو عورتوں اور ایک مرد کی گواہی لازمی ہے مگر ایک وہابی کے نزدیک صرف ایک ہی وہابی کا ذب کی شہادت کافی ہے ان کو قرآن اور حدیث سے کیا واسطہ اپنا الوسیدھا ہونا چاہیے۔ وہی غیظ البیان والا حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کی نسبت یوں بھی لکھتا ہے

جیکر خلق نبی داہوند کیوں ایسہ گلاں کردا

بہت مقدمہ باز آہا وہ بہت لڑکیاں کردا

پہلے تو میں ایسے کاذب کے لئے انعام الہی لعنت اللہ علی الکاذبین پیش کرتا ہوں۔ پھر عجیب طیب اور وہابی عجیب سے دریافت کرتا ہوں کہ حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کی نسبت مقدمہ بازی کا جو الزام لگایا ہے اس کا ثبوت کچھ آپ کے پاس ہے؟ ہرگز نہیں نرا بہتان ہے۔ میں خدا کے فضل سے مولانا علیہ الرحمۃ کے تمام خصائل حسنہ اور فضائل محمودہ سے پوری طرح سے واقف ہوں۔ ان کا علم، ان کا فضل، ان کا تقویٰ، ان کی دیانت، ان کی امانت، ان کی تحریر، ان کی تقریر، بلاشبہ لاغاثی تھی۔ ان کی مصنفہ کتابیں متعدد موجود ہیں۔ جو تردید میں وہابیہ نجدیہ کے ایسی ہیں کہ جن کا جواب آج تک نہ ہو سکا۔ ان کا صبر اور استقلال اس قدر تھا کہ مخالفین شدیدین غیر مقلدین نے ان کو گالیاں بررودیں۔ مگر آپ نے ان کا جواب نہایت نرمی کے ساتھ دیا۔ گوجرانوالہ کے علاقہ میں قلعہ میہان سنگھ میں مولوی غلام رسول مرحوم کے صاحبزادہ اور ان کے برادر زادے نے حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کو سخت گالیاں دیں مگر آپ نے بالکل خاموشی اور صبر سے کام لیا ہمراہی ان کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے مگر آپ نے ان کو بھی صبر کی تلقین کر کے باز رکھا۔

دیکھو رسالہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ جو مدت سے شائع شدہ ہے۔ غیظ البیان والے نے نرا جھوٹ لکھا ہے اس کے پنجابی اشعار کے جواب میں دو چار اشعار لکھتا ہوں اور پھر حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کی فضائل کی شہادتیں پیش کروں گا۔

اشعار پنجابی

لکھنے والا کاذب اکذب ہے کذاب کہایا
اس پر اس نے اپنے اوپر طوق لعنت دا پایا

یہ پنجابی شعر جو لکھے بالکل جھوٹ الایا
مقدمہ الزام جو اس نے جھوٹ بنایا

اللہ اتے رسول اللہ دی جو توہین کریندے
اللہ اتے رسول اللہ نو جھوٹا جانن جھوٹے
ایہہ شہادت کا ذب والی کا ذب پیش کریندا
جنس اپنی نو جنس پیاری غیراں پیا کریندا

حضرت علامہ فاضل اجل مولانا ابو محمد عبد الرحمن غلام دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کے
علم و فضل و تقویٰ پر علمائے کرام و مفتیان عظام عرب و عجم کی شہادتیں مختصراً

اگر حضرت مولانا موصوف علیہ الرحمۃ کے علم و فضل و مناظرہ کی جرأت پر شہادتیں قلمبند کی جائیں تو ایک مبسوط کتاب تیار
ہو۔ اس لئے اختصار کیا گیا۔

اول حریم شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً کے علمائے عظام کی شہادتیں

از کتاب مستطاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و الخلیل مطبوعہ ۱۳۰۸ھ

اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے اور دین اسلام کی جانب سے اس شیخ (مولانا غلام دستگیر) معترض کو جزا خیر عطا فرمائے اور اس
بزرگ اور اس کے اعتراضات کو مسلمانوں کے دلوں میں بخوبی قبولیت بخشے اور حق تعالیٰ ان کی کوشش کو مشکور کرے اور دونوں
جہاں میں فائز المرام فرمائے۔ آمین۔ بلفظہ صفحہ ۲۸۲-۲۶۶۔

(۱) مہر محمد صالح مفتی حنفی مکہ معظمہ

(۲) مہر خلف ابراہیم مفتی حنبلی مکہ مکرمہ

(۳) مہر محمد عابد بن حسین مفتی مالکی مکہ معظمہ

(۴) مہر محمد سعید بالصلیل مفتی شافعی مکہ معظمہ

(۵) مہر عثمان بن عبد السلام مفتی حنفی مدینہ منورہ

(۶) مہر محمد علی بن طاہر مدرس مسجد نبوی مدینہ منورہ

(۷) مہر محمد رحمت اللہ مہاجر کی استاد تمام دیوبندیاں و غیر مقلدین

(۸) مہر حضرت نور مدرس اول مدرسہ ہندیہ مکہ معظمہ

(۹) مہر عبد السبحان مدرس دوم مدرسہ ہندیہ مکہ معظمہ

(۱۰) مہر محمد عبد الحق شیخ المشائخ شیخ الدلائل مہاجر مکہ معظمہ

(۱۱) مہر حاجی شاہ امداد اللہ پیر مرشد تمام وہابیہ دیوبندیہ

یہ گیارہ حضرات کے دستخط و مواہیر ہوئیں

دوم از کتاب اسحات فرید کوٹ مرتبہ حضرت مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ

علمائے کرام مکہ معظمہ ۵

علمائے کرام قصور ۸

علمائے کرام لاہور ۹

علمائے کرام فیروز پور ۵

علمائے کرام گوجر مابین دریائے چناب و جہلم و ماورائے او ۱۹

علمائے کرام ڈیرہ اسماعیل خان ۸

علمائے کرام رام پور و غیرہ ۸

علمائے کرام ریاست بہاولپور ۴

کل میزان ۶۶

ان تمام علمائے کرام کے تعریفی اقتباسات کو جمع کرنا دشوار اور طوالت ہے مگر ان میں سے چند الفاظ یا جملے لکھ دیئے جاتے
ہیں تاکہ مجیب صاحب اپنے جھوٹے وہابی کے جھوٹ اور بہتان کا اندازہ کر سکیں۔

(۱) مولوی غلام دستگیر صاحب ہاشمی قصوری علیہ الرحمۃ نے جن کے فضائل اور فواضل زبان زد خور و کمال ہیں۔ اور ان کی
علیت و قابلیت علاوہ شہرہ آفاق کے ان کے تصانیف مشہورہ سے ہویدا ہے۔ الخ صفحہ ۵

(۲) مخفی نہ رہے کہ مولف معظم الوصف مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ ایک بڑا عالم خاندانی غنیمۃ الوجود ہے۔ بلفظہ صفحہ ۷
اسی قسم کی اور تمام علماء کی تصدیقی تعریف ہے لیکن سب سے زیادہ عمدہ اور موثق شہادت (جو مولف مجیب صاحب کے
نہایت بزرگ مولوی خلیل احمد انیسٹھوی اعلیٰ پایہ کے دیوبندی برادر غیر مقلدین کی) پیش کی جاتی ہے جس کے ماننے میں کوئی
عذر نہ ہو سکے گا۔ وہ یہ ہے۔

مولوی خلیل احمد صاحب دیوبندی مولف براہین قاطعہ

کی شہادت مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ پر

اما بعد یہ رسالہ توضیح دلائل المعروف بہ تصریح اسحات فرید کوٹ باسر میری نظر سے گزرا حق یہ ہے کہ رسالہ دوا امراض
لانہ ہی ہے۔ اگر غیر مقلدین نظر انصاف سے اس کو مطالعہ فرمائیں تو یقین ہے کہ بے ادبیوں سے جو آئمہ دین رضوان اللہ علیہم
اجمعین کی جناب میں ان کی زبان و قلم سے سرزد ہوتی ہیں اور اپنی ہٹ دھرمیوں اور نا انصافیوں سے جو مسائل شرعیہ میں لاتے
ہیں باز آجائیں اور تیرہ بعض مقلدین جو باغواء بعض مردمان متر و داور مذہب ہو گئے ہیں اس کو پڑھیں تو یقین ہے صراط مستقیم

پر مستقیم ہو جائیں۔ حق تعالیٰ شانہ مصنف مدظلہ (مولوی غلام دستگیر، اور بانی جلسہ جناب راجہ صاحب بہادر کو جمع اہل السلام کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمیشہ توفیق کرامت فرماوے آمین۔ بقلم خلیل احمد غفری عنہ مدرس اول مدرسہ عربیہ ریاست بہاولپور ساکن ماہیہ بلفظہ کتاب اباحت فرید کوٹ صفحہ ۶۔

اب امید ہے کہ مجیب صاحب کو اطمینان ہو جائے گا کہ وہ غیر مقلد پنجابی بالکل جھوٹا اور مفتری ہے۔

اگر حضرت مولانا حاجی حرمین شریفین ابو محمد عبد الرحمن غلام دستگیر علیہ الرحمۃ کی کتابوں سے تصدیقات کے اقتباسات جمع کئے جائیں تو ہزار ہا علمائے کرام کے نام مبارک ہو جائیں۔ جن کے لئے ایک کتاب ضخیم مرتب ہو جائے۔ مگر افسوس مجیب صاحب نے ان کے مدارج و فضائل علم اور اتقا پر غور نہ کیا اور صرف ایک جھوٹے وہابی کی شہادت سے دن کے وقت آفتاب کی روشنی کا انکار کر دیا اور محض اپنی آتش حسد اور جہالت سے چاند پر تھوکنے سے اپنے منہ کو بھر لیا۔ خداوند کریم جہالت سے بچائے۔ سچ فرمایا کسی بزرگ نے

اگر ہوتا زمانہ میں حصول علم بے محنت

تو بس ساری کتابیں ایک جاہل دھوکے پی جاتا

قولہ:- علمائے حرمین کا فتویٰ بغیر شاہدین کے معتبر نہیں ہو سکتا تعصب سے وہ مقامات مقدسہ بھی خالی نہیں۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۵

اقول:- سبحان اللہ انہیں ملکہ لاحول ولا قوۃ اللہ باللہ العلی العظیم۔ مجیب کا استدلال فرمائیے۔ کسی آیت شریف یا حدیث شریف میں یہ آیا ہے کہ جب تک علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کے فتوے پر شہادت شاہدین نہ ہوتے تک وہ فتویٰ معتبر نہیں۔ ہندوستان کے علماء کے فتوے پر کوئی شہادت نہیں اور نہ اس کی ضرورت لاہور مسجد چینی یا امرت سر کے سفید کٹڑہ سے کوئی فتویٰ آجائے تو اس پر کسی شہادت کی ضرورت نہیں۔ خواہ وہ فتویٰ دادی کے ساتھ پوتے کا نکاح جائز ہونے کا ہو اور علمائے حرمین شریفین جو مقامات مقدسہ کے بزرگ ہوں۔ ان پر شاہدین کی شہادت کے بغیر فتویٰ نامعتبر۔ وہ کیوں صاحب! آپ اپنی کتاب کی تصدیق اپنے آٹھ کس (کس بمعنی شخص ۱۲۔ تو گیروی) غیر مقلدین علماء سے کرائی ہے ان پر شاہدین کی کوئی شہادت ہے؟ ہرگز نہیں حالانکہ وہ صریح جھوٹ اور غلط ہے جیسے آگے معلوم ہوگا۔

کیوں مجیب صاحب! آپ نے ابھی صرف ایک غیر مقلد پنجابی کی شہادت مولانا حضرت مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ کے برخلاف پیش کی ہے وہ کس اصول سے۔ آپ نے علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً پر تعصب کا الزام لگایا اور ان کی توہین کی۔ حالانکہ علمائے کرام حرمین شریفین کے فتاویٰ شرعاً حجت ہیں جس کے دلائل ابتدا میں لکھ چکا ہوں۔ ذرہ اپنے مذہب غیر مقلد کی تصدیق تو علمائے حرمین شریفین سے کرائیں، جو ہرگز کرا نہیں سکتے۔ ہاں! ان کے فتاویٰ تکفیر موجود ہیں جو میں اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت میں دکھلا چکا ہوں۔

قولہ:- حکیم مولوی محمد عبدالغفور کا چشم دید واقعہ کہ متصباں حنفیہ کو دیکھا جو سلیمانی کا بلی تھا کہ وہ صبح کی نماز شافعی امام کے

پیچھے پڑھتے ان کی آنکھوں میں غلغلہ (اندھیری) رات معلوم ہوتی ہے۔ ملخصاً متقطاً صفحہ ۱۴۵ سطر ۱۱۔

اقول:- مجیب صاحب نے یہاں بھی کسی وہابی کی شہادت بلا شہادت شاہدین لکھ دی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ نے میری شہادت کو نہیں دیکھا جو میں نے اپنی شہادت چشم دید اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت کے صفحہ ۱۴۷ سطر ۱۷ میں لکھی ہے کہ میں خود صبح کی نماز شافعی المذہب کے امام کے پیچھے پڑھتا ہوں جب تک کہ میں مکہ معظمہ میں رہا ہوں میرا معمول رہا ہے کہ میں ہمیشہ نماز پڑھنے تہجد کے لئے حرم شریف مقام حطیم شریف میں حاضر ہو کر نوافل ادا کیا کرتا تھا پھر سب سے پہلے اندھیرے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق امام شافعی المذہب نماز پڑھاتے ہیں میں ان کی اقتدا کرتا رہا ہوں۔ آئمہ اربعہ رحمہم اللہ کے مذہب کے مقلدین کی نماز ایک دوسرے کے پیچھے جائز ہے جو مسائل اختلافیہ میں ہر چار مذاہب کی رعایت رکھتے ہیں اور یہ بات ان چار آئمہ میں موجود ہے۔ لیکن یہ بات بھی صحیح ہے کہ ہر ایک مقلد اپنے اپنے مذہب کے امام کے وقت میں جا کر نماز ادا کرتا ہے اور صبح کی نماز میں اکثر احناف اس وقت حاضر ہوتے ہیں جو وقت روشنی میں ہوتا ہے۔ اور جماعت میں شامل ہو جاتا ہے۔ ہاں! وہابیہ کے لئے مشکل اور جان کاہ موقع ہے کہ ان کو مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنی ہوتی ہے۔ جو ان کے نزدیک مشرک ہیں۔ العیاذ باللہ۔

میں اس کا مفصل حال اپنی کتاب میں لکھ چکا ہوں اور مولوی رشید احمد گنگوہی کی تحریر کا جواب اس میں درج ہے اس کو غور سے پڑھیں۔

اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ ”ان کی آنکھوں میں غلغلہ (اندھیری) رات معلوم ہوتی ہے۔“ جواب یہ ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اجتہاد یہی ہے کہ غلغلہ میں نماز پڑھی جائے۔ مقلدین کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مگر حضرت امام الائمہ ابو حنیفہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا اجتہاد یہ ہے کہ نماز صبح روشنی ہونے پر پڑھی جائے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ ولی الذین امنوا اخر جہوہم من الظلمت الی النور۔ اللہ تعالیٰ مومنوں مسلمانوں کا دوست ہے جو ان کو اندھیرے سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اس آیت شریف سے آپ کو انکار ہے۔ اسی لئے غلغلہ کا اظہار ہے۔

قولہ:- کتب اصول میں دیکھو کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علماء حرمین کو حجت نہیں مانا ہم بھی ان کے فتوؤں کو پتھر پر لکیر نہیں مانتے۔ جب کہ شرک تعصب، خود پرستی، کشت و خون، لوٹ مار، معصیت، پرہیز گاری۔ ہمارے ملک کی طرح بلکہ لوٹ مار یہاں سے زیادہ ہے۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱۴۵ سطر ۲۳۔

اقول:- مجیب صاحب! آپ نے کتب اصول کا لفظ تو لکھ دیا مگر کسی کتاب کا حوالہ نہ دیا یا اس کی عبارت نہ لکھی۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کتب اصول سے واقف ہی نہیں۔ علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً کے فتاویٰ کا حجت شرعی ہونا آپ کے خط کے جواب میں مفصل لکھ چکا ہوں۔ تکرار کی ضرورت نہیں۔

ہاں! آپ نے اپنی جہالت سے ایک امر عجیب خلاف قرآن شریف و احادیث شریف۔ یہ بھی لکھ دیا ہے کہ حرمین شریفین

میں شرک بھی ہو رہا ہے۔ گویا آپ کے نزدیک وہاں کے تمام علماء اور باشندگان شرک میں مبتلا اور مشرک ہیں۔ العیاذ باللہ۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا اور یہ بھی وما یبدی الباطل وما یعید۔ حرمین شریفین سے کفر اور شرک جاتا رہا اور پھر لوٹ کر بھی کفر اور شرک نہ آئے گا۔ مگر آپ ہیں کہ اپنی جہالت سے کہتے ہیں کہ وہاں شرک ہو رہا ہے۔ استغفر اللہ۔

اس کا پورا جواب پہلے لکھا جا چکا ہے۔ آپ نے دیوبندی مولوی سے بھی دو ہاتھ بڑھ کر علماء حرمین شریفین پر الزامات لگائے ہیں کہ وہ شرک، تصعب، خود پرستی، کشت و خون، لوٹ مار کرنے والے ہیں۔ دیوبندی مولوی نے صرف رشوت خواری کا الزام لگایا تھا۔ مگر ان کے بڑے بھائی نے بڑے کڑے الزامات جڑے ہیں۔ اللہ! اللہ!! جرأت۔ پھر آگے لکھتے ہیں۔

قولہ:- یعنی شیخ القافلہ، رہنمایان قافلہ، محافظان قافلہ، ملک حجاز سبھی مسافران حجاز پر ڈاکوؤں کا سا کام کرتے ہیں اور خون کرنے تک نہیں رکتے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۶ سطر ۷۔

اقول:- الہی توبہ لعنت اللہ علی الکذبین ایسا جھوٹ! عجیب صاحب نے کسی وہابی منکر زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر یہ جھوٹ لکھ دیا۔ چونکہ یہ فقیر راقم الحروف خدا کے فضل سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے سفر کا فخر حاصل کر چکا ہے میں حلفاً عرض کرتا ہوں کہ میں نے یہ بات نہیں سنی نہ دیکھی کہ محافظان یا معلمان یا شیخ قافلہ نے کوئی ایسا کام کیا ہو۔ جن کو ڈاکوؤں کا خطاب دیا گیا ہے۔ جہاں تک دیکھا یا اپنے ساتھ معاملہ ہوا ہے یہ ہے کہ وہ اس قدر خدمت اور حفاظت جان و مال حجاج کی کرتے ہیں اور آرام دیتے ہیں۔ جس کا بیان کرنا طوالت چاہتا ہے۔ رات وہ لوگ سفر میں اپنے پر ایسی تکالیف برداشت کرتے ہیں کہ دوسرا کوئی نہیں کر سکتا۔ اگر کسی حاجی کا اونٹ یا سواری پیدل قافلہ سے چند قدم پیچھے رہ جائے تو اس کے ملانے میں سخت جدوجہد کرتے اور تمام خطرات سے بچاتے ہیں۔ تاکہ کوئی حاجی شکایت نہ کر سکے۔ ہمارا قافلہ جب مکہ معظمہ سے روانہ بجانب مدینہ منورہ ہوا۔ تو شریف مکہ نے تمام اونٹ والوں سے اقرار نامہ لیا کہ حجاج کو مدینہ منورہ کے سفر میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو اور آرام و آسائش مکہ معظمہ میں واپس پہنچایا جاوے۔ اس اقرار نامہ کے خلاف اگر کوئی شکایت ہوئی تو سنا دی جاوے گی۔

ہم بڑے آرام سے چودہ روز مدینہ منورہ میں رہ کر واپس مکہ معظمہ میں پہنچے۔ خیریت کی اطلاع شریف مکہ سید حسین کو دی گئی۔ اور ہم نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ سید عبد اللہ شاہ کی ہمارے قافلہ کے رہنما تھے۔ خدا ان کو خوش رکھے جو آرام ہمیں تمام قافلہ بہا و پوری کو ملا۔ اس کا شکریہ ہے۔ افسوس ایسے ایسے جھوٹے الزامات وہی شخص لگاتا ہے جس کو خدا اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی خوف نہ ہو۔

قولہ:- اور یہی (علماء) افتراق امت کے موجد ہیں اور خصوصاً اس کا موجد تقلید شخصی کا فتنہ ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۶ سطر ۱۳۔

اقول:- اس کی بابت میں لکھ چکا ہوں کہ افتراق امت کے موجد ابن تیمیہ، داؤد ظاہری، ابن قیم، قاضی شوکانی، محمد بن

عبدالوہاب نجدی خارجی، مولوی اسماعیل دہلوی، نواب صدیق حسن خاں، نذیر حسین دہلوی، محمد حسین بٹالوی، غلام علی قصوری، ثم امرتسری ثناء اللہ امرتسری ہیں۔ جنہوں نے غیر مقلدی کے شعار میں افتراق امت پیدا کر دیا یہاں تک کہ اس غیر مقلدی کی وجہ سے انہوں نے اسلام کو ہی خیر باد کہہ دیا وہ دین اسلام سے ایسے نکل گئے جیسے تیر شکار میں سے نکل جاتا ہے اور پیش گوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کر دی اور تقلید شخصی کو فتنہ کہنا قرآن شریف اور حدیث شریف سے روگردانی ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوتا ہے۔ و اتبع ملت ابراہیم حنیفاً۔ ایک لاکھ کئی ہزار رسول و پیغمبران علیہم السلام میں سے صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کا حکم ہوتا ہے۔ تقلید شخصی اس کو کہتے ہیں۔ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقلد، خلفائے راشدین ایک دوسرے کے مقلد، تقلید سے انکار کرنے والے بھی مقلد کون ہے جو مقلد نہیں۔ غیر مقلد جو کہلاتے ہیں وہ بھی کوئی کسی کا مقلد اور کوئی کسی کا۔ ہاں آئمہ اربعہ علیہم الرحمۃ کی تقلید سے منکر اور ایرے غیرے اور تھو خیرے کے مقلد اور مقرر۔ البتہ یہ لوگ جو ستر اسی سال سے نور حدیث ہیں ان کا وظیفہ ہی یہ ہے کہ تمام مسلمانان مقلدین کو کافرا و مشرک بنائیں۔ یہی فتنہ غیر مقلدی ہے جو نجد کے ٹیلوں سے نکلا جس کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرہ سو سال ہوئے فرمادیا تھا۔ ہنالک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان نجد میں سے زلزلے اور فتنے پیدا ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینک شیطانی گروہ نکلے گا۔ سو یہ پیش گوئی پوری ہو گئی۔ یہی فتنہ لاندہی غیر مقلدی ہے۔ جو افتراق امت کا موجد ہے۔ آیا آپ کی سمجھ میں اس پر غور کرو۔

اس کے آگے جو کچھ عجیب صاحب نے لکھا ہے اس کا جواب میری کتاب کے صفحہ ۵۰۴ سے صفحہ ۵۳۷ تک لکھا ہوا موجود ہے جس کو آپ نے دیکھا تک نہیں۔ اب دیکھ کر تسلی کر لیجئے۔

قولہ:- وہ سنت کے خلاف قول صحابہ کو سند نہ پکڑتے تھے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۶ سطر ۲۰۔

اقول:- عجیب صاحب کے لکھنے سے یہ پایا جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی خلاف سنت فرمایا کرتے تھے۔ العیاذ باللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خلاف سنت و احادیث کوئی قول اور فعل کریں۔ یہ عجیب صاحب ہی کا ایمان ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت ایسا لکھیں جن کی نسبت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم۔ اہتدیتم (یعنی) میرے اصحاب ستاروں کی طرح ہیں۔ جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ مگر وہ تو خدا تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام پر بھی عامل نہیں تو ان کے نزدیک صحابہ کرام کیا شے ہیں اور یہ بھی کہ ان کے ایمان اور اعتقاد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال سند ہی نہیں۔

قولہ:- حاجی لعل خاں مدراسی کی کتاب کے تعصب پر مبنی ہونے کی دلیل۔ حاجی لعل خاں صاحب مرحوم اپنی کتاب تاریخ دیوبند میں مولوی اسماعیل صاحب شہید پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ”پھر تقویۃ الایمان کے اول میں بھی ظاہریت کو خوب چمکایا بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام کو اصل رکھے اور اسی کو سند پکڑے۔ اللہ اور رسول ہی کے کلام کی

تحقیق کریں۔ الخ بلفظ صفحہ ۱۴۷ سطر ۲۰۔

اقول:- حضرت حاجی محمد لعل خاں صاحب مرحوم پر تعصب کا الزام اس لئے لگایا ہے کہ انہوں نے مولوی اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان پر اعتراض کیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہر ایک فرد بشر مسلمان خواندہ ناخواندہ صرف تقویۃ الایمان یا تحفہ محمدیہ پڑھا ہوا قرآن شریف، کلام الہی اور احادیث رسول الہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحقیق کر سکے۔ انہوں نے آیت شریف یہ پیش کی۔ واما کان المؤمنون ینفروا کافۃ فلولاً نفر من کل فرقة منهم طائفة لیستفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم اذارجعوا الیہم لعلہم یحذرون مسلمانوں کو یہ لازم نہیں کہ سب کے سب (علم دین کے لئے) باہر نکل جائیں۔ چاہیے ایک جماعت میں سے چند لوگ علم فقہ کے لئے باہر جائیں تاکہ علم دین میں فقہات حاصل کریں۔ اور پھر اپنی قوم میں واپس آکر ان کو سمجھائیں تاکہ وہ علم حاصل کر کے ڈریں اور اس پر عمل کریں۔ مگر مولوی اسماعیل نے اس پر غور ہی نہ کیا اور ہر ایک مسلمان کو مکلف بنا دیا کہ وہ سب دین کی تحقیقات کریں جو محال ہے۔ ہاں! وہابیہ گروہ اس قسم کا جری ہے۔ جب اس نے فقہ محمدیہ کو پڑھا اور مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ اردو پڑھ لیا بس وہ محدث بھی ہے اور مجتہد مطلق بھی ہے۔ یہی لوگ منکر تقلید اپنے غیر مقلدین کی تقلید پر نازاں ہیں جو آئے دن ٹھوکریں کھاتے ہیں۔

حاجی محمد لعل خاں صاحب نے جو آیت شریف پیش کی تو اسی نانہی کی وجہ سے اس کے مقابلہ میں حدیث شریف طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ پیش کر دی گویا آیت شریف کی یہ حدیث ناسخ ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ لازم یہ تھا کہ آیت شریف کے ساتھ حدیث شریف کی تطبیق کرتے۔ کیونکہ آیت شریف کے خلاف حدیث شریف ہو سکتی ہے۔ یہی مشکلات ان ان پڑھ وہابیہ کو درپیش ہے پھر بھی محدث اور مجتہدین دوسری حدیث میں صرف یہ لکھا ہے۔ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم اس میں لفظ مسلمہ نہیں ہے۔ یعنی طلب علم کی کرنا صرف مسلمان مردوں کے لئے ہی ہے عورتیں شامل نہیں کیونکہ جب مرد علم حاصل کر لیں گے تو وہ اپنی عورتوں کو سکھلا دیں گے۔ اسی کے مطابق ایک تیسری حدیث شریف یہ ہے۔ اطلبوا العلم ولو بالبعین فان طلبہ فریضۃ علی کل مسلم یعنی تم علم دینی کو حاصل کرو اگر چہ وہ چین کے ملک میں ہو۔ کیونکہ اس کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد پر فرض ہے۔ اس میں بھی مرد کو مکلف کیا گیا ہے اور اسی پر ہے تعامل تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین و محدثین و مجتہدین رحمہم اللہ اور کافۃ المسلمین کا اور آیت شریف نے تو بالکل صاف کر دیا کہ کچھ ایسے لوگ ہوں جو باہر سے علم حاصل کر کے وطن میں آئیں۔ اور پھر دوسرے مردوں عورتوں کو سکھلائیں آپ کو جو عامل بالحدیث کے مدعی ہیں لازم یہ ہے کہ اپنی عورتوں کو چین بھیج دیں تاکہ وہ بھی اپنے فرض حصول علم کو پڑھ کر عالمہ ہو جائیں اور آپ کا دعویٰ صحیح ہو جائے۔ آیت شریف اور احادیث شریف کا مطلب ایک ہی ہے۔ چونکہ آپ کو تفقہ فی الدین سے مس نہیں۔ اس لئے ایسے بے تکے جواب دیتے ہیں۔ جب جواب نہ آیا تو حاجی محمد لعل خاں صاحب مرحوم کو متعصب قرار دیا ہے۔

دوسرا غصہ آپ کو یہ بھی ہے کہ حاجی صاحب مرحوم نے میرے مشہورہ اشتہار عقائد وہابیہ کلکتہ میں اکتالیس ہزار کی تعداد

میں طبع کروا کر شائع کیا۔ جس سے تمام ہندوستان کے وہابیوں کے گھروں میں ماتم برپا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ حاجی صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین۔

قولہ:- تقویۃ الایمان کے موافق علماء صفحہ ۱۴۹ سطر ۲۴۔

اقول:- محیب صاحب نے یہاں پر چند وہابی علماء کے نام لکھے ہیں لیکن اپنے اصول قائم کردہ کے مطابق کوئی شہادت شاہدین پیش نہیں کی جن کے روئے ان مولوی صاحبان نے تقویۃ الایمان کی موافقت کی ہو اس لئے وہ قابل اعتبار نہیں ہیں۔ مولوی حفیظ اللہ غیر مقلد کا نام تو لکھا مگر افسوس مولوی نذیر حسین صاحب کا نام نہیں لکھا جو تمام وہابیان ہندوستان کے استاد اور شیخ تھے۔

میں خود ۱۳۱۱ ہجری مطابق ۱۸۹۲ء سے ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۴ء تک خاص دہلی میں تین سال تک کورٹ انسپکٹری کے عہدہ پر رہا اور ان مولوی صاحبان سے ملاقات کی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ مولوی نذیر حسین صاحب نے تقویۃ الایمان کی تصدیق نہیں کی۔ ایک مدت کے بعد اب یہ فرضی نام لکھ دیئے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرت مولانا مولوی صدر الدین مرحوم جو یکے خفی اور سخت مخالف تقویۃ الایمان کے تھے ان کا نام بھی فرضی لکھ دیا کیونکہ وہ اس وقت موجود ہی نہ تھے۔ جبکہ نام لکھے گئے۔

علاوہ ازیں بڑی دلیل اس کے فرضی ہونے کی یہ ہے کہ حضرت مولانا صدر الدین مفتی صدر الصدور مولوی اسماعیل دہلوی کے ہم عصر تھے جب مولوی اسماعیل کے عقائد خراب ہوئے تو مولانا مرحوم نے ان کو اچھی طرح سمجھایا ان کے سمجھانے سے راہ راست پر آ گئے تھے۔ لیکن اس کے بعد پھر بگڑ گئے۔ تعجب ہے کہ وہ اسی تقویۃ الایمان کی وجہ سے ان کو گمراہ سمجھیں اور اپنی وفات کے بعد ان کی روح مبارک آ کر اس پر دستخط کر دے۔ اس کی تصدیق تحریری ہے۔

”اور نیز مولوی مفتی صدر الدین صاحب مرحوم فہمائش کر کے مولوی اسماعیل کو راہ راست پر لائے اور ان سے اقرار کرایا کہ ہم نے اب تحقیق کی اور افراط و تفریط کو چھوڑا اسواذ اعظم کے مخالف سے منہ موڑا اور یہ بات عام و خاص پر جامع مسجد میں شائع اور ضائع ہو گئی۔ مگر یہ حضرت بعد اقرار اقبال کے پھر گئے مگر فتویٰ مسائل تراعیہ کا مہر و دستخط مفتی صاحب مرحوم مزین ہو گیا بلفظ کتاب بوارق محمدیہ مصنفہ حضرت فاضل مولوی فضل الرسول علیہ الرحمۃ بمعصر مولوی اسماعیل۔ و کتاب انوار آفتاب صداقت صفحہ ۶۰ سطر ۸۔

مفصل دیکھو انوار آفتاب صداقت، تقویۃ الایمان پر اور اس کے مولف پر فتاویٰ کفر صفحہ ۵۸۸ سے ۶۳۰ تک پھر دیکھو باب بست و چہارم و چالیس کتب جو تقویۃ الایمان کی تردید میں اب تک لکھی گئیں صفحہ ۶۳۰ سے ۶۳۳ تک ان تینوں باب بست و دوم، و بست و سوم، و بست و چہارم کے جواب میں ایک لفظ بھی نہیں لکھا

ہاں! حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے برادران عزیز حضرت شاہ رفیع الدین و شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہا کی طرف سے کوئی تصدیق اور موافقت تقویۃ الایمان کی دکھلاؤ تو ماننے کے لئے تیار ہیں۔ مگر میرا حتمی دعویٰ کہ ہرگز ہرگز نہ دکھلا سکو گے خواہ تمام اگلے پچھلے وہابی جمع ہو جائیں اور مردوں کی رگوں سے بھی مدد لے کر نہیں دکھلا سکے۔ خواہ ان کی استمداد سے باعقاد خود مشترک ہی ہو جائیں، کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ البتہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ اور ان کے برادر زادوں کی طرف سے اس کے برخلاف لکھا ہوا تقویۃ الایمان کی تردید میں موجود ہے۔ جو ابواب مندرجہ بالا میں درج ہے تکرار کی ضرورت نہیں۔

قولہ:- چند مسائل اختلافیہ۔ بلفظ صفحہ ۱۵۱ اسطر

اقول:- مسائل اختلافیہ کا کوئی ذکر میری کتاب میں نہیں۔ مجیب صاحب نے اپنی غیر مقلدیت کے اظہار کرنے کے لئے خود بخود لکھا ہے ان کے جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ ان مسائل کے احداث میں ابتدا سے اب تک ہزاروں کتابیں موجود ہیں البتہ اتنا کہہ دینا ضروری اور کافی ہے کہ جن مسائل اختلافیہ کو آپ نے لکھا ہے ان کا ذکر آپ کے عقائد میں کسی نص صریح قرآن مجید میں نہیں ہے اور جو احادیث پیش کی جاتی ہیں وہ آیات شریفہ سے مطابق نہیں ہوتیں لیکن ہمارے احناف رحمہم اللہ کے پاس آیات و احادیث دونوں موجود ہیں۔ ان مسائل میں غیر مقلدین کو قرآن شریف دور دکھیل رہا ہے۔ ہاں! مجیب صاحب نے اپنی سند میں عالی شاعر کے ابیات لکھ دیئے ہیں اور قرآن کریم اور احادیث شریف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روگردانی ہے۔ اور غیر مقلد شاعر کی شاعری آپ کے نزدیک آیت قرآنی ہے۔ العیاذ باللہ۔

ان اختلافی مسائل میں مجیب صاحب نے تمام اہل اسلام و آئمہ اربعہ اور قرآن مجید اور احادیث حمید کے برخلاف یہ بات لکھ دی ہے جو کفر ہے اس کا جواب دینا ضروری ہے۔ وہ یہ ہے۔

قولہ:- قراۃ فاتحہ خلف الامام۔ قراۃ فاتحہ کو کسی محدث یا فقہیہ نے قراۃ القرآن سے موسوم نہیں کیا۔ درحقیقت سورہ فاتحہ تیس جزو قرآن میں سے کسی ایک سپارہ کا رکوع یا جزو ابتدا یا انتہا شمار نہیں۔ پہلے سپارہ کا نام الم اور رکوع بھی پہلا الم سے شروع ہوتا ہے اس واسطے یہ قرآن مجید سے باہر شمار ہو سکتی ہے۔ اور آیت قری القرآن کے تحت میں نہیں آتی۔ الخ۔ بلفظ صفحہ ۱۵۶

نظر ۲۔
اقول:- مجیب صاحب نے یہ ایک نئی بات پیدا کی ہے کہ سورہ فاتحہ قرآن مجید میں سے نہیں۔ یہ انکار انکار قرآن کریم ہے جو صریح کفر ہے۔ حالانکہ سورہ فاتحہ کا قرآن کریم دوبارہ نزول ہے ایک دفعہ مکہ معظمہ میں اور دوسری دفعہ مدینہ طیبہ میں۔ مجیب صاحب نے اپنے دعویٰ انکار میں کوئی دلیل آیت اور حدیث سے بیان نہیں کی۔ محدث یا فقہیہ کے الفاظ لکھ دیئے مگر کسی کا قول درج نہیں کیا۔ مگر اس مسئلہ کفریہ میں تمام غیر مقلدین سے بڑھ کر مجیب صاحب انعام کے مستحق ہیں۔ مجیب صاحب کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ قرآن شریف میں کتنی سورتیں ہیں۔

(الف) دیکھو قرآن کریم میں ایک سو چودہ سورتیں ہیں اور سورہ فاتحہ اس شمار میں داخل ہے۔

(ب) سورہ فاتحہ کا نام اس لئے فاتحہ ہے کہ قرآن مجید اسی سے شروع ہوتا ہے اور قرآن شریف کی سورۃ اول ہے۔

(دیکھو کتب لغت)

(ج) اس سورہ کا نام فاتحۃ الکتاب۔ ام القرآن، سبع مثانی ہیں۔

(د) آیت شریف ولقد اتینک سبعاً من المثانی والقرآن العظیم تحقیق ہم نے آپ کو (اے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سات آیات و طیفہ کی عطا کی ہیں اور یہ قرآن عظیم ہے تمام محدثین و مجتہدین اور مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ سبع مثانی سورہ فاتحہ الحمد شریف ہے جس کا نزول دوبارہ ہوا۔ اور اس لئے بھی ہے کہ سات آیات سورہ فاتحہ بار بار نماز میں پڑھی جاتی ہیں۔

(ه) حدیث شریف۔ فاتحۃ الكتاب انزلت من کنز تحت العرش سورہ فاتحہ خزائن تحت العرش سے اتاری گئی ہے۔ (رواہ ابن راہویہ)

(و) حدیث۔ فاتحۃ الكتاب شفا من السم (بیہقی) سورہ فاتحہ ہر خوردہ کی شفا دینے والی ہے۔

(ز) حدیث شریف۔ فاتحۃ الكتاب شفا من کل داء (بیہقی) سورہ فاتحہ الحمد شریف ہر بیماری کی دوا اور شفاء ہے۔

(ح) حدیث شریف۔ فاتحۃ الكتاب متعدل ثلثی القرآن (العبد بن حمید) سورہ فاتحہ ایک ثلث قرآن شریف کے برابر ہے۔

(ط) حدیث شریف۔ فاتحۃ الكتاب هي السبع المثاني (الاقلم احمد فی مسندہ) سورہ فاتحہ ہی سبع مثانی قرآن عظیم ہے۔

(ی) حدیث شریف۔ فاتحۃ الكتاب هي ام القرآن (الامام احمد فی مسندہ) سورہ فاتحہ ہی ام القرآن مجید کی ماں اور

ابتداء ہے۔

(ک) حدیث شریف۔ ام القرآن السبع المثاني والقرآن العظیم ام القرآن۔ سورہ فاتحہ ہی سبع مثانی اور

قرآن عظیم ہے۔

(ل) حدیث شریف۔ نمبر ۱۲۷۵۔ بخاری میں ہے۔ ابو سعید بن معلی الحمد للہ رب العالمین ہی السبع المثانی والقرآن العظیم اللذان اوتیتہ بخاری میں ہے۔ ابو سعید بن معلی سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ الحمد للہ رب العالمین کا نام سب سے بڑا اور قرآن عظیم ہے جو مجھ کو ملی ہے۔ بلفظ تحفۃ الاخبار ترجمہ مشارق الانوار صفحہ ۲۸۴ طبع ۲۰۔

(م) حدیث شریف۔ اعظم سورة في القرآن الحمد للہ رب العالمین (کنوز الحقائق) صفحہ ۱۴۔ قرآن شریف میں سب سے بڑی درجہ میں سورہ الحمد للہ رب العالمین ہے۔

دیکھئے! عجیب صاحب نے کتنا غضب اور دن دیہاڑے سورج کا انکار کر دیا۔ گویا قرآن شریف اور احادیث شریف کا صریحاً انکار کر دیا یہ ہیں آج کل کے جدید غیر مقلد اور عال بالحدیث۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دوسرا فتویٰ کفر عجیب صاحب کی ذات پر

ان کے اپنے مصدقین و مقررین کے قلم سے

اب میں عجیب صاحب کے فیصلہ کی بابت لکھتا ہوں جو خاص ان کے معین و مصدقین و مقررین نے ان کے حق میں کیا ہے وہ یہ ہے کہ میں نے اپنے گاؤں فضل آباد ضلع گورداسپور سے دو مولوی صاحبان سے استفتاء کیا ایک تو مولوی احمد علی صاحب خفی قادری (وضعی) لاہور شیرانوالہ دروازہ میں رہتے ہیں اور دوسرے مولوی ابواسحاق مدرس امرتسری ہیں۔ یہ ہر دو مولوی صاحبان عجیب کے مصدق اور مقرر اسی کتاب اثبات التوحید کے ہیں۔ وہ استفتاء اور فتویٰ اس طرح پر ہے۔

استفتاء

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ سورہ فاتحہ قرآن شریف میں داخل نہیں اور نہ یہ قرآن مجید کا جزو ہے آیا یہ صحیح ہے یا غلط۔ زید حق پر ہے یا باطل پر۔

المستفتی فضل احمد خاں از موضع فضل آباد اڈا کٹانہ میرٹھ برائے دینا نگر ضلع گورداسپور

جواب منجانب مولوی احمد علی صاحب

سورہ فاتحہ قرآن شریف کا جزو نہ تسلیم کرنا اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ اول یہ کہ قرآن مجید کلام الہی ہے اس میں سورہ فاتحہ داخل نہیں اگر قائل کی مراد یہ ہو تو قطعاً کفر ہے۔ کیونکہ سورہ فاتحہ قطعاً قرآن کیا بلکہ القرآن ہے۔ قال البیضاوی

وتسمى امر القرآن لانها مفتحتہ ومبد فکانما املہ ومنشاء انتہی قال الخطیب الکازرونی المتوفی فی حدود ۹۲۷ھ فی شرحہ علی البیضاوی لما كانت الفاتحة مبد القرآن واوله فکانما انیس القرآن واصله من حیث ان اصل الشیء وانسہ لا بدان یکون مفتحا۔

پس جب کہ فاتحہ یقیناً قرآن میں سے ہے تو انکار قرآنیت کفر ہے لان القطعی انما یکفر منکرہ کذا فی رد المحتار صفحہ ۲۶۳-۱۔ ج دوم یہ کہ فاقروا اما تیسر من القرآن جو کہ سورہ مزمل کی آیت ہے۔ اس میں جو لفظ قرآن مذکور ہے اس میں فاتحہ داخل نہیں بلکہ یہاں اور سورتیں قرآن شریف مراد ہیں تو اس صورت میں قائل کافر نہیں البتہ عاصی ہے۔ کیونکہ یہ لفظ اول معنی کا موہم ہے جو کہ کفر ہے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا مواضع التہم او کما قال پس مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس قسم کے کلمات زبان پر نہ لائیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

احمد علی غنی عنہ بقلم خود۔ ہذا عندی من الجواب

احقر شمس الحق غنی عنہ مدرسہ قاسم العلوم لاہور

جواب منجانب مولوی ابواسحاق نیک محمد مدرس مدرسہ تقویت اسلام امرتسر

الحمد للہ رب العالمین۔ زید خطا پر ہے۔ ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے مجھے فرمایا کہ اعلمنک سورة هي اعظم السور في القرآن یعنی میں سکھلاؤں گا تجھ کو وہ سورہ جو قرآن میں سب سے بڑی سورہ ہے تو آپ نے فرمایا وہ الحمد شریف ہے (بخاری کتاب التفسیر) جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورہ فاتحہ کو قرآن مجید کی صورتوں میں شمار کرتے ہیں۔ بلکہ تمام سورتوں سے اعظم اور بزرگ فرماتے ہیں تو پھر یہ قرآن میں کیونکر داخل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ سورہ فاتحہ قرآن عظیم ہے اور ایک حدیث میں اسی کو نماز قرار دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ تمام قرآن مجید سے اس کو نماز کا رکن مخصوص کیا گیا کہ بدون اس کے نماز نہیں ہو سکتی اگرچہ امام کے پیچھے کیوں نہ ہو چونکہ نماز میں قرآن مجید کا پڑھنا ضروری ہے اور سورہ فاتحہ

۱۔ اس استفتاء سے متقی صاحبان کو یہ نہیں لگا کہ مستفتی وہی شخص مولف کتاب انوار آفتاب صداقت ہے جس کے جواب اثبات التوحید کے ہم مصدق اور مقرر ہیں جو بے دیکھ یاد کیہ کراعتقاد کہتے ہوئے تقاریط لکھ دیں جس کا نتیجہ خیالت و ندامت کے ساتھ کفر تک پہنچ گئی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۱۲ منہ۔

۲۔ رسم الخط قرآنی کے خلاف الف زائد ہے ۱۲ منہ۔

۳۔ اس میں لفظ علیہ کو چھوڑ دیا۔ ۱۲ منہ۔

۴۔ اگر امام کے پیچھے الخ یہ غلط ہے۔ اس حدیث متفق علیہ سے تکفیک قراۃ الامام خلیفہ او جہرا متفق علیہ وکنوز الحقائق (امام مناوی) صفحہ ۵۲ سطر ۱۵۔ کالم اول یعنی تیز سے لئے نماز میں قرأت امام کی کافی ہے خواہ نماز سری ہو یا جہری ۱۲ منہ۔ دوسری حدیث شریف۔ لیس علی من خلف الامام قراۃ (دیلی) مقتدی کے لئے قراۃ نہیں ہے۔ تیسری حدیث شریف میں قراء خلف الامام بلی فوہ نارا (مسند امام احمد علیہ الرحمۃ) چوتھی حدیث شریف من کان له امام فقراۃ الامام له قراۃ (ابن ماجہ) نماز میں اگر امام ہو تو امام کی قراۃ مقتدی کے لئے کہی ہے۔ پانچویں حدیث لا قراۃ خلف الامام (بیہقی) امام کے پیچھے مقتدی کے لئے قراۃ نہیں ہے اور بھی بہت احادیث ہیں جن میں حکم ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو کوئی قراۃ نہیں۔ مولوی صاحب کی ایک حدیث جو انہوں نے لکھی ہے وہ منفر داکیل آدی کے لئے ہے ۱۲ منہ۔

سب سورتوں سے بڑی سورۃ ہے اس لئے سب قرآن مجید سے سورۃ فاتحہ کو نماز کے لئے رکن مخصوص کیا گیا اور صاف اور صریح حکم صادر فرمایا کہ لا صلوة الا بفاتحة الكتاب (الحديث) یعنی کوئی نماز نہیں ہو سکتی بدون فاتحہ کے۔ اس لئے بوقت قراۃ امام کے قرآن مجید میں سے کچھ نہ پڑھے سوائے فاتحہ۔ فقط هذا ما عندی من الجواب واللہ اعلم بالصواب یکم شعبان ۱۳۴۲ھ ابواسحاق نیک محمد عفی عنہ مدرس مدرسہ حدیث تقویت الاسلام امرت سر۔

لیجئے۔ مجیب صاحب آپ کے ہی مولوی صاحبان نے آپ کی کتاب کا فیصلہ کر دیا جو آپ کے مصدق اور مقرر تھے وہی آپ کے مکتب اور مکفر ہیں۔ آپ کی کتاب کی تصدیق کا بھی راز عیاں اور ہویدا ہو گیا کہ ان مقررین اور مصدقین نے آپ کی کتاب کا صرف پہلا صفحہ ٹائپل چھ کوئی دیکھ کر بلا تامل تقاریظ لکھ دیں اور مضامین کتاب کو دیکھا تک بھی نہیں۔ یہ ہے بین ثبوت فرضی تقاریظ و تصدیق کا جو میرا قول صادق آگیا اور میں پھر وہی کہوں گا جو پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔

دل کے پھپھو لے جل اٹھے سینے کے داغ سے اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے اب ایک دوسرا اشتقاق اور فتاویٰ درج ہوتا ہے جو کوئی کسی کافر کے کفر کی تصدیق کرے اس کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے اور اس کے تصدیق کرنے والوں کو کیا کرنا لازم ہے۔

رسالہ اثبات التوحید مولفہ طیب محمد حسین کوٹ بھٹہ کی تصدیق

کرنیوالوں پر فتویٰ کفران کے اپنے حکم اور قلم سے استفتا

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین جو کسی کافر کے کفر پر رضامند ہو کر اس کے کفر کی تصدیق کرے ان کی نسبت شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا اجرکم اللہ تعالیٰ۔

الجواب: اللہم اربنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه اما بعد تمام کتب عقائد و علم کلام میں درج ہے کہ جو کوئی ایک آیت شریف قرآن کا انکار یا ضروریات دین اسلام میں ایک کا بھی منکر ہو وہ کافر ہے اور جو شخص کسی کے ایسے کفر پر رضامند ہو اور اس کے کفر کی تصدیق کرے وہ بھی کافر ہے۔ رد المحتار شامی میں ہے لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اهل القبلة ضروریات اسلام یا دین سے خلاف کہنے یا کرنے والا بلا خوف کافر ہے اگرچہ اہل قبلہ ہو اور مجمع الانہر شرع ملتقى الامر میں ہے۔ اذا انکر آية من القرآن او استخف بالقرآن او بالمسجد او بنحوه مما يعظم في الشرع او عاب شيئا من القرآن او خطی او سخر بآية منه کفر بلفظ مطبع مصر صفحہ ۶۳۱ جلد اول سطر ۱۵۔ یعنی کوئی شخص جب کبھی قرآن شریف کی ایک آیت کا بھی انکار کرے یا قرآن شریف کا استخفاف کرے یا مسجد کا یا اسی قسم کا جس کی تعظیم کرنے کا شریعت میں حکم ہے یا کسی چیز قرآن میں عیب لگائے یا خطا اور تمسخر کرے اس کی ایک آیت میں بھی وہ کافر ہے اور اسی کتاب میں ہے ان الرضا بکفر الغیر کفر اور من جعل الرضا

بکفر الغیر کفر۔ جو کوئی کسی غیر کے کفر سے رضا مندی کرے وہ کافر ہے اور جو کسی کے کفر کو پسند کرے راضی ہو۔ وہ بھی کافر ہے۔ پس اس قدر کافی ہے اور ان مولوی صاحبان کی نسبت جنہوں نے اس رسالہ کی تصدیق کی ان پر لازم ہے کہ وہ سب آٹھوں کے آٹھوں صدق دل سے توبہ کر کے اسلام میں داخل ہوں اور تجدید نکاح کریں اور آئندہ کے لئے جب کبھی کسی کتاب کی تصدیق کر کے تقریظ لکھیں تو تمام کتاب کو بالاستیعاب پڑھ کر اپنے دستخط کیا کریں۔ صرف ٹائپل بیچ پر ہی اعتبار نہ کر لیا کریں۔ جو ندامت اور خجالت کا موجب ہو اور ساتھ ہی سننے اور پرانے اہلحدیث اور غیر مقلد کی پڑتال بھی کر لیا کریں۔ جبکہ پرانے سردار اہلحدیث مجتہد مطلق دادی کے ساتھ پوتے کے نکاح کا فتویٰ دیدیتے ہیں تو سننے اہلحدیث قرآن شریف ہی کا انکار کیوں نہ کریں۔ فقط۔

ما عندی من الجواب واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سی خفی نقشبندی مجددی مقیم فضل آباد۔

رسالہ اثبات التوحید کے مقررین کے نام اور ان کی مختصر کیفیت

اب میں ان مولوی صاحبان غیر مقلدین کے نام اور کچھ مختصر کیفیت لکھتا ہوں جن کی تحریر مولف نے میرے پاس یہاں فضل آباد ضلع گورداسپور میں جہاں میں ایک مسجد اپنی اراضی میں اپنے چاہ کے پاس تعمیر کے لئے آیا ہوا ہوں بھیجی ہے اور اسی جگہ سے استفتا بھیجا گیا تھا اور مولوی صاحبان نے اپنی دیانت سے فتویٰ کفر رسالہ اثبات التوحید کے مولف پر دیا اور آپ بھی اس کے ساتھ ملوث ہو گئے۔ ع عدد و شود سبب خیر گر خدا خواهد۔ کسی کافر کی حمایت کرتے ہوئے خود بھی اسی میں داخل ہو گئے۔ یہ بات بلا عذر قبول کرنی پڑے گی کہ غیر مقلد کی تصدیق وہی کرے گا جو خود غیر مقلد ہوگا۔ ومن يتولهم منكم فانه منهم قرآن شریف شاہد ہے۔

(۱) مولوی احمد علی صاحب خفی قادری خطیب مسجد لائن والی شیرانوالہ دروازہ لاہور آپ خلافت کمیٹی کے ممبر اور فرقہ گاندہویہ میں داخل ہیں۔ آپ بہت سارے پوپہ لوگوں کا لے کر کابل کو ہجرت کر گئے تھے۔ پھر ہجرت توڑ کر واپس آ گئے۔ آپ پورے غیر مقلد ہیں۔ اخبارات میں آپ کا خاکہ چھپ چکا ہے۔ دھوکا یہ ہے کہ اپنے آپ کو خفی اور ساتھ اس کے قادری بھی لکھتے ہیں اور ایک غیر مقلد کی کتاب کی تصدیق کر کے تقریظ بھی لکھتے ہیں۔ حالانکہ آپ نے اس کتاب کو دیکھا بھی نہیں یہ اس کتاب کی تصدیق کرتے جس میں قرآن شریف سورۃ اعظم فاتحہ سے انکار کیا گیا ہے اور پھر اس منکر کو اپنے فتویٰ میں کافر لکھتے ہیں۔ فتویٰ درج ہو چکا ہے اور کافر کی تائید اور تصدیق کر کے خود بھی اسی کے ساتھ شامل ہوتے ہیں۔ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

(۲) مولوی حافظ نجم الدین خفی پروفیسر اور نیشنل کالج لاہور۔ آپ بھی خفی ہیں۔ معلوم نہیں کس علم و دینی کے پروفیسر ہیں؟ ایک غیر مقلد کے کفریات کی تصدیق کر کے ثواب کفر حاصل کر سکتے ہیں۔

(۳) مولوی خواجہ عبدالغنی پروفیسر جامعیہ علیگڑھ معلوم نہیں ہوتا۔ پروفیسر صاحب کون سے علم و بینات کے پروفیسر ہیں

آپ لکھتے ہیں کہ ”آج کل لدھیانہ کے ایک پولیس انسپکٹر نے بعض مجتہدان امت پر کفر کے فتوے نافذ فرمائے ہیں“ مگر افسوس آپ نے نہ تو میری کتاب کو دیکھا اور نہ ہی کتاب مقروطہ کو دیکھا۔ جس میں کفریات درج ہیں میری طرف سے ایک بھی فتویٰ درج نہیں۔ جو فتاوے آپ کے مجتہدوں پر لگے ہوئے ہیں وہ یا تو علمائے حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً کی طرف سے ہیں اور یا ان کے مریدوں معتقدوں کی طرف سے ہیں یا انہوں نے خود اپنے ہاتھوں اپنے قلم سے اپنے پرچپاں کئے ہیں۔ میری طرف سے ایک بھی فتویٰ نہیں۔ اگر آپ سچے ہیں اور سچ کو اچھا جانتے ہیں تو صرف ایک ہی فتویٰ میری طرف سے لگا ہوا دکھلا دیں لیکن ہرگز دکھلا نہیں سکیں گے۔ گستاخ لوگوں کو مجتہد لکھنا بھی آپ کی پروفیسری کی دلیل ہوگی مگر بات یہ ہے جو فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حبك الشيء یعنی و بصرہ

(۴) مولوی ابو محمد احمد صاحب امام مسجد صوفی لاہور۔ یہ مولوی صاحب میاں جی مسجد فرقہ وہابیہ نجدیہ اور گاندھویہ کے ممبر ہیں۔ جن کے جمعیۃ العلماء دہلی کے فتویٰ پر بلا دیکھے پڑھے دستخط ہیں۔ جن کی تردید میں نے ۱۳۴۰ھ میں کر کے شائع کی تھی۔ آپ کو مفتی بننے اور ایسے جھوٹے دستخط کرنے کا بڑا شوق ہے خواہ اس فتویٰ یا کتاب میں کفر ہی بھرا ہوا کیوں نہ ہو۔ دیکھو میرا رسالہ عہدہ پولیس کی ملازمت حلال و سنت ہے یا رومنتفہ فتویٰ ہے۔ یہ ہر دو نام تاریخی ہیں مگر اتنا شکر ہے کہ آپ نے اپنی تقریظ میں یہ لکھ دیا ہے کہ ”یہ عالمانہ تالیف نہیں“ ایں ہم غنیمت یعنی جاہلانہ تالیف ہے۔

(۵) مولوی عبدالواحد صاحب خطیب مسجد چیمیاں لاہور۔ آپ تو ظاہر و الم سرخ غزنوی غیر مقلد ہیں۔ جو غزنی سے اسی جرم غیر مقلدی کی وجہ سے جلاوطن کئے گئے تھے۔ آپ نے مولوی ثناء اللہ امرتسری کے برخلاف اپنی کتاب اربعین میں اس کے کافر بنانے میں اچھی چھان بین کی تھی مگر افسوس اس رسالہ اثبات التوحید کو بغیر دیکھے تصدیق دستخط کر دیئے۔ جس میں قرآن شریف کا ہی انکار درج ہے مگر کیا کرتے جبکہ مولف کو آپ نے اپنا برابر درعزیز لکھ دیا تو کتاب کو دیکھنے کی ضرورت نہیں رہی۔ امید ہے کہ اگر آپ اس جواب الجواب کو ملاحظہ کریں گے تو افسوس ضرور کریں گے۔

(۶) مولوی حافظ احمد صاحب مدرس مسجد چیمیاں لاہور۔ آپ نے مولوی عبدالواحد خطیب مسجد چیمیاں میں مدرس اور بھائی ہونے کے لحاظ سے تقریظ لکھ دی اور بڑی دلیری سے بغیر دیکھے پڑھے کے یہ بھی لکھ دیا کہ ”مخالفین سنت کے اعتراضات کو نہایت عمدہ طریقہ سے توڑا گیا“ مگر افسوس آپ نے میری کتاب کو دیکھا ہی نہیں اور نہ مولف کی کتاب کو دیکھا۔ جب یہ بات صحیح ہے تو پھر آپ نے کس طرح سمجھ لیا۔ کہ اعتراضات کو عمدہ طریقہ سے توڑا گیا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ جواب میری کتاب کا جواب ہی نہیں۔ ایک اعتراض کا بھی جواب نہیں اگر آپ غیر مقلدین نہیں اور منصف ہیں تو دونوں کتابوں کو پڑھیں پھر کہیں کہ مولف اثبات التوحید نے کس بات کا جواب دیا ہے آپ نے اس کتاب کو پڑھا ہی نہیں جس میں سورہ فاتحہ کے قرآن میں سے ہونے کا انکار ہے جو کفر ہے اور اگر آپ نے پڑھا ہے تو آپ کا بھی یہی عقیدہ ہوگا۔ خیر جب آپ کو خدا نے اس جواب کے پڑھنے کی توفیق دی تو آپ پر حقیقت کھل جائے گی۔

(۷) مولوی ابواسحاق مدرس حدیث مدرسہ تقویت الاسلام امرتسر۔ مولوی صاحب نے صرف اپنی کنیت لکھی اور نام نہیں لکھا۔ اور لفظ اسحاق بھی رسم الخط قرآنی کے خلاف ہے۔ آپ تحریر کرتے ہیں کہ یہ کتاب ”اثبات التوحید مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویت الایمان کی طرح ہے۔ اس کتاب (اثبات التوحید) کا ہمراہ تقویت الایمان ہونا از پس لازمی ہے“ اس سے ثابت ہوا کہ تقویت الایمان اور اثبات التوحید کا ایک ہی درجہ ہے۔ اس میں شک نہیں۔ جیسے کفریات کتاب تقویت الایمان اور اثبات التوحید میں بھرے ہیں ایسے ہی اس اثبات التوحید میں کفریات بھرے ہیں۔ انکار قرآن شریف تو اس میں موجود ہی ہے جس کے کافر ہونے کے لئے تو آپ کا فتویٰ بھی درج ہو چکا ہے اور تقویت الایمان کی کفریات کی تردید میں چالیس کتب کی فہرست بھی میری کتاب میں چھپ چکی ہے اور اس پر اور اس کے مولف پر فتویٰ کفر بھی درج ہو چکا ہے۔ پس اس صورت میں اس رسالہ اثبات التوحید اور تقویت الایمان کا واقعی درجہ برابر ہے لہذا بقول آپ کے اس کو تقویت الایمان کے ہمراہ ہونا لازمی ہے۔ مولف کو مبارک ہو مگر جیسے کتاب تقویت الایمان کا نام دراصل تقویت الایمان یا تحریب الایمان ہے۔ اس طرح اثبات التوحید کا نام اشاعت التوحید یا ازاحتہ التوحید یا اہانتہ التوحید زیادہ موزوں ہے۔

(۸) مولوی محمد اسماعیل صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ گوجرانوالہ۔ مولوی صاحب کا نام بھی رسم الخط (اسماعیل) قرآنی کے خلاف ہے۔ اپنے پیر و مرشد امام الطائفہ مولوی اسماعیل کا نام لکھا ہوا بھی نہیں دیکھا جو ان کے خلاف اسماعیل لکھ دیا۔ اس سے ہی علمی لیاقت کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ اپنا نام بھی صحیح نہیں لکھ سکتے۔ آپ اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں کہ ”میں نے اثبات التوحید کو متعدد مواضع سے دیکھا۔ ایک ضخیم کتاب کا جواب چند اوراق میں دیا ہے۔“ آپ جانتے ہیں کہ ایک ضخیم کتاب کا جواب چند اوراق میں کیا ہو سکتا ہے۔ میں نے ۲۴ صفحہ کے رسالہ کا جواب چھ سو چالیس ۶۴۰ صفحہ پر دیا ہے جواب اس کو کہتے ہیں اس حساب سے میری کتاب کا جواب نو ہزار چھ سو ۹۶۰۰ صفحات پر ہونا چاہیے تھا بجائے اس کے ایک سو اکتھار ۱۷۱ صفحہ کا رسالہ مولوی خرم علی اور حالی اور ابوالکلام آزاد کے ایبات ڈال کر پورا کیا گیا اور میرے ایک مضمون کا بھی جواب نہیں دیا گیا۔ یہاں تک کہ دس ابواب کا جواب تو بالکل دیا ہی نہیں گیا اور روح کا نپ گئی کسی ایک مقررہ مولوی صاحب نے بھی اس پر نظر نہیں کی اور بڑی جرأت سے یہ کہہ دیا کہ ایک ضخیم کتاب کا جواب چند اوراق میں دیدیا۔ واہ خوب! مگر یہ نہ دیکھا کہ اس رسالہ میں کفریات بھرے ہیں او ایک صریح کفر انکار قرآن مجید کا اس میں موجود ہے۔ جو مقررین کو کفر میں داخل کر دے گا اور ندامت و خجالت کی رونمائی ہوگی۔ اب آپ جواب الجواب کو ملاحظہ کیجئے اور عرق ندامت میں لیجئے اور اپنا سر دونوں زانوں میں کر لیجئے اور اپنی تقریظ کو واپس لے لیجئے اور آئندہ ایسا کام کرنے میں بہت احتیاط کیجئے پھر دوبارہ پرہیز کیجئے۔

یہ حقیقت ہے آٹھوں مولوی صاحبان مصدقین و مقررین کی جو آخر کو وہی مذہبین و ملغزین ہوئے۔ اللہ رحم کرے ان لوگوں پر۔

قولہ:- مولانا محمد اسماعیل صاحب کے ایک خط کی نقل بلفظہ صفحہ ۱۶۱ سطر ۲۴۔

اقول :- اس خط کے نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ خط بوجوہات ذیل بالکل ناقابل اعتبار ہے۔

(۱) اس خط میں کوئی تاریخ تحریر نہیں۔

(۲) اس میں خط مولوی اسماعیل صاحب کے دستخط یا مہر ثبت نہیں۔

(۳) مولوی صاحب کی کسی کتاب میں یہ خط درج نہیں ہے۔

(۴) مجیب صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴۰ میں لکھا کہ مولوی سید عبداللہ بغدادی نے مولانا شہید کو خط لکھا۔ جس کا جواب عربی میں دیا گیا۔ لیکن اس خط میں اسی کتاب کے صفحہ ۱۶۳ میں لکھا ہے کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ میرا رسالہ (تقویۃ الایمان) تمہارے سامنے پڑھا گیا۔ مگر مولوی بغدادی صاحب کا کوئی خط نقل نہیں کیا گیا اس سے ثابت ہے کہ مولوی بغدادی صاحب نے کوئی خط نہیں لکھا۔ مولوی اسماعیل صاحب صرف خبر پہنچنا لکھتے ہیں۔

(۵) کتاب تقویۃ الایمان اور اس خط میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

(۶) کتاب تقویۃ الایمان میں شفاعت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بالکل انکار ہے اور اس خط میں اقبال اور

اقرار ہے اس لئے یہ خط بے اعتبار ہے۔

(۷) اگر اس خط پر اعتبار کیا جائے تو تقویۃ الایمان ناقابل اعتبار ہے۔

(۸) اگر اس خط کو سچا سمجھا جائے تو کتاب تقویۃ الایمان کو جھوٹا تصور کرنا ہوگا اور اگر اس خط کو جھوٹا سمجھا جائے تو کتاب

تقویۃ الایمان سچی یہ اجتماع الضدین ہے۔

(۹) یہ بھی ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ خط کہاں اور کس سے ملا کوئی شہادت شاہدین نہیں۔

(۱۰) کوئی شہادت شاہدین اس پر نہیں جو بیان کرتے ہوں کہ یہ خط ہمارے روبرو مولوی صاحب نے فلاں مقام پر بیٹھ کر لکھا اور مولوی بغدادی صاحب کو پہنچایا گیا اور اس کی نقل رکھ لی گئی۔ جو مجیب صاحب کے واسطے تیار ہوئی۔ تسلك عشرة كاملة مجیب صاحب جانتے ہیں۔ کہ جواب ندینے والا جرح سے مجروح کر دے گا پھر بھی فرضی خط کو نقل کیا جاتا ہے جو خود ان کے عقائد کے بھی خلاف ہے پھر یہ بھی معلوم نہیں۔ اس خط فرضی کے نقل کرنے سے کیا فائدہ تھا۔

قولہ :- عرض مصنف جملہ علمائے کرام سے عرض ہے کہ باوجود کم علمی کے احقر کی پہلی کوشش ہے اگر اس کتاب میں خلاف شریعت مصطفوی احقر کی کوئی بات نظر آئے تو اللہ دلائل قویہ سے اس سے آگاہ کریں تاکہ اس عقیدہ کی درستی ہو جائے بلفظ صفحہ ۱۶۶-۲

اقول :- مجیب صاحب کی یہ عرض اپنے وہابیہ علماء سے ہے۔ سو ان کے آٹھ گن (بمعنی شخص ۱۲- تو گیری) علماء نے آنکھیں بند کر کے تقاریف لکھ دیں اور آپ کی کم علمی پر کچھ خیال نہیں کیا۔ ان کو بھی اپنی کفریات میں لپیٹ لیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ آپ کی پہلی کوشش ہے۔ بقول شخصے سرمنڈواتے ہی اولے پڑے۔ مجیب صاحب! باوجود کم علمی کے آپ کو ایسی

جرات کرنی نہیں چاہیے تھی کہ جو کتاب ہندوستان اور پنجاب کے بڑے بڑے جید و فاضل متبحر علمائے کرام کی مصدقہ تھی اس کے خلاف برائے نام منہ کھولتے اور ایسی کارروائی کرتے کہ خود بھی کفر کا تمغہ حاصل کرتے اور اپنے چند علماء کو بھی اپنے ساتھ کر لیتے۔ آپ کے علماء تو آپ کو کچھ نہیں بتلائیں گے جو آپ کے عقیدہ کی درستی ہو جائے لیکن میں آپ کو ازراہ نصیحت اطلاع کرتا ہوں کہ جو کچھ آپ نے میری کتاب کے جواب میں برائے نام لکھا ہے وہ کلہم خلاف شریعت مصطفوی ہے آپ اس میری کتاب کو پڑھیں اور اپنے عقیدہ کی درستی کریں اور آئندہ کے لئے احتیاط کریں۔

الحمد للہ! آپ کی کتاب یا رسالہ کا جواب الجواب خدا کے فضل سے پورا ہو گیا اور انوار آفتاب صداقت کی جلد دوم سے موسوم ہو گیا۔

لیکن میں پوچھتا ہوں کہ آپ نے برائے نام جواب لکھا اور اس میں سے دس ابواب ذیل کی بابت ایک حرف بھی نہ لکھا۔ اس کا بموجب کیا ہے کیا وہ دس ابواب نظر نہیں آئے یا عمدہ چھوڑ دیا یا ان کے جوابات میں روح پر صدمہ ہو یا مشکلات اہم پیش آئیں۔ یا کسی نے آپ کی مدد نہ کی یا ان کو بسر تسلیم قبول کر لیا اور آپ کے مقررین نے بھی اس بات پر غور نہ کیا اور یہ لکھ دیا کہ ایک ضخیم کتاب کا جواب چند اوراق میں دیا گیا۔

وہ دس باب کتاب انوار آفتاب صداقت کے

جن کے جواب ایک حرف بھی نہیں لکھا

(۱) باب دہم عقیدہ نمبر ۱۴- وہابیہ دیوبندیہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ براہین قاطعہ صفحہ ۳

(۲) باب دواز دہم عقیدہ نمبر ۱۶ وہابیہ دیوبندیہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے۔ ایسا علم تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ (بلفظ حفظ الایمان مولوی اشرف علی دیوبندی صفحہ ۷)

(۳) باب سیز دہم عقیدہ نمبر ۱۷- ۱۸ وہابیہ دیوبندیہ۔

عقیدہ نمبر ۱۷- خدا سے ہم کو کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں۔ ع با خدا داریم کار و بار خلایق کار نیست (بلفظ بسط البنان مولوی اشرف علی)

عقیدہ نمبر ۱۸- حق سبحانہ تعالیٰ کو جہت و مکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے۔ ملخصاً (ایضاح الحق مولوی اسماعیل صفحہ ۳۵ و ۳۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال نماز میں آنائیل اور گدھے سے بدتر ہے۔ بلفظ (صراط مستقیم مولوی اسماعیل صفحہ ۸۶-۲)

(۵) باب نوزدہم مولوی محمد عبدالحمید صاحب مفتی لودھیانہ کی طرف معترض کا خطاب اور اس کا جواب۔

(۶) باب ستم میرے ایک خط کا جواب اور ساتھ ہی جواب الجواب اور رسالہ التصدیقات لدفع التلبیات معروف بمہند مولفہ مولوی خلیل احمد انیسٹھوی کا فرضی اور جعلی ہونا۔

(۷) باب بست ویکم مولوی اکبر حسین واعظ ساڈھوری کی علیت اور تقویٰ و طہارت دینی اور ترقی قومی کی کیفیت۔

(۸) باب بست و دوم وہابیوں کے تاریخی حالات مختصر ا کہ وہابی لوگ کون ہیں اور کب سے ان کا خروج ہوا۔

(۹) باب بست و سوم فتاویٰ کفر وہابی نجدیوں اور ان کی تقویۃ الایمان پر۔

(۱۰) باب بست و چہارم مختصر فہرست کتب جو تقویۃ الایمان کی تردید میں علمائے کرام کی طرف سے لکھی گئیں۔

یہ دس باب ہیں۔ جن کا جواب دینا تو کجا ان کو دیکھا بھی نہیں گیا اور پھر تعالیٰ و تجدی اور شیخی سے یہ کہا ہے کہ کتاب انوار آفتاب صداقت کا جواب منہ توڑ دیا گیا ہے اور تمام اعتراضات کو توڑ دیا گیا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم جھوٹ بولنا شیر مادر ہے۔

حبیب صاحب! سوچئے اور غور کیجئے اور اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کیجئے۔ ورنہ قیامت کو پچھتا نا کچھ سود نہ ہوگا۔

من آنچه شرط بلاغ است باتوے گویم
تو خواه ازاں پند در پذیر خواه ملال
ہمارا کام کہہ دینا ہے سمجھو
تمہیں اختیار ہے سمجھو نہ سمجھو

آخری گزارش راقم الحروف

الحمد للہ علی احسانہ رسالہ اثبات اثبات التوحید مولفہ محمد حسین صاحب طیب ساکن موضع کوٹ بھٹہ ضلع گوجرانوالہ کا جواب جو میری مبسوط کتاب سہمی انوار آفتاب صداقت کے برائے نام جواب میں ہے ہولیا علمائے کرام اہل سنت والجماعت اس کو ملاحظہ فرمائیں۔

اب اگر کسی غیر مقلد وہابی نے اس کے جواب میں قلم اٹھایا تو اس کو جو جوابات ذیل جواب نہیں دیا جاوے گا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام تاکید پر عمل ہوگا۔

اولیٰ:- غیر مقلد اور وہابی لوگوں سے ہر چند بخشش ہوئیں وہ اپنی ضد اور اصرار سے باوجود آیات و احادیث پیش کرنے کے باز نہیں آتے اور نہ حق قبول کرتے ہیں اور نہ یہ بات ان کے نصیب میں ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی میں درج ہے جو آگے آتی ہے۔

دوم:- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واما ينسبك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين۔ اور اگر تجھ کو شیطان بھلا دے تو پھر جس وقت یاد آ جائے اسی وقت ظالموں گراہوں سے الگ ہو جا اور ان کے پاس مت بیٹھ۔ یعنی اگر شیطان کے بھلانے سے توبہ مند ہو، گمراہوں کے پاس بیٹھ بھی جائے تو جس وقت یاد آ جائے اس وقت ان سے اٹھ کر چلا

جائے۔ کبھی ان کے پاس نہ بیٹھے۔

سوم:- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا تترکوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ ظالموں بد مذہبوں کی طرف مت جھکو (ان سے دوستی مت کرو ان کی باتوں پر مت لگو) ورنہ تم کو دوزخ کی آگ لگ جائے گی۔ یعنی ایسے ظالموں بد مذہبوں باطلہ عقائد والوں سے دوستی نہ کرو اور نہ ان کی طرف مائل ہونہ ان سے کلام کرو نہ مائل کلام و سلام ہو ورنہ یہ لوگ تم کو بھی دوزخ کی طرف لے جائیں گے تاکہ ان کے اثر بد سے محفوظ رہو۔

مثنوی شریف

تا توانی دور باش از یار بد یار بد تر بود از مار بد
مار بد گر زخم بر جانت زند یار بد بدین و ایمانت زند
صحبتے صالح ترا صالح کند صحبتے طالح ترا طالح کند

احادیث شریف

(۱) حدیث شریف۔ حضرت سید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: قال علی انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سیخرج قوم فی آخر الزمان احداث الاسنان سفهاء الاحلام یقولون من خیر قول البریۃ لا یجاوز الایمانہم حنا جوہم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیۃ فاینما لقیتموہم فاقتلہم فان فی قتلہم اجر الممن قتلہم ترجمہ:- فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بیشک میں نے سنا جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے کہ قریب ہے کہ نکلے کی ایک قوم آخر زمانہ میں نوعمر لوگوں سے ان کی عقلیں سفینہ اور کمینوں کی سی ہوں گی۔ تمام مخلوق کے قولوں سے جو بہتر قول اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے وہی قول اس قوم کا ہوگا۔ (یعنی قرآن شریف اور احادیث شریف ہی بیان کرے گی اور اسی سے حجت پکڑے گی) اور حال ان کا یہ ہوگا کہ ان کا ایمان ان کے گلوں (حلق) سے نیچے نہیں اترے گا (ان کی باتیں صرف زبانی ہوں گی) دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیرشکار سے پار نکل جاتا ہے یا تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ پس جہاں تم ان کو ملو ان کو قتل کر ڈالو ان کے قتل کرنے میں قتل کرنے والے کو (قیامت کو) ثواب ملے گا۔

مطلب اس حدیث شریف پیش گوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہے کہ وہ قوم آخر زمانہ میں ہوگی جو دین سے ایسی نکل جاوے گی جیسے تیرشکار یا کمان سے نکل جاتا ہے اور پھر واپس نہیں آتا اس کا ذکر پیچھے بھی ہو چکا ہے۔ جب یہ قوم تقلید سے نکل گئی۔ یا عقائد اہل سنت والجماعت سے دور ہو گئی۔ پھر واپس نہیں آ سکتی اور نہ آئے گی۔ اندر میں حالت اس قوم کو مخاطب ۱۔ استاذی المکرم قبلہ شرف ملت حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ نے فقیر تو گمیری کو اپنے ہاتھ سے لفظ ”صحبتے“ اسی طرح لکھ کر دیا تھا اوپرے جو صحبت لکھا ہوا ہے وہ غلط ہے ۱۲۔ تو گمیری

کرنا یا ان سے ملنا جلنا عیث اور بے سود ہے۔ پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان لوگوں کو قتل کر کے ثواب حاصل کیا تھا چونکہ سلطنت اسلامیہ نہیں ہے جو اس حکم کی تعمیل کی جاسکے اور ثواب یا اجر کوئی حاصل کر سکے۔ ہاں! سلطنت اسلامیہ شاہ کا بل خدا اللہ ملکہ و سلطنت اس ثواب کے مستحق ہے اگر یقین نہ ہو تو وہاں جا کر عین یقین بلکہ حق یقین اپنے عقائد کا اظہار کر کے حاصل کر لیں جیسے فرقہ مرزائیہ حاصل کر چکا ہے۔

چونکہ ہم باشندگان رعایا سرکار انگلیشیہ ایسا کرنے کے مجاز نہیں اس لئے لازم ہے کہ ان لوگوں سے مقاطعہ کریں۔ جیسے کہ حدیث شریف آئندہ میں حکم ہے تاکہ حدیث کی تعمیل کی گرفت میں نہ آسکیں۔ وہ حدیث شریف یہ ہے۔

(۲) حدیث شریف صحیح مسلم۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یكون فی آخر الزمان رجالون کذابون یا ثونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباؤکم وایاہم ولا یصلونکم ولا یفتنونکم۔ (رواہ مسلم) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہوں گے آخر زمانہ میں کچھ مکار جھوٹے لوگ وہ ایسی ایسی باتیں یا حدیثیں تمہارے پاس بیان کریں گے جو نہ تم نے بھی سنیں اور نہ تمہارے باپ داداؤں نے سنی ہوں گی۔ پس بچو تم ان سے اور دور ہو جاؤ ان سے اور دور کرو ان کو اپنے پاس سے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کر دیں اور فتنہ میں ڈال دیں۔

یہ حکم حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت تاکید سے اور ان لوگوں کے حق میں پورے طور پر ثابت ہے۔ جس کی تشریح مفصل پہلے کر چکا ہوں۔ جہاں فرقہ گاندہویہ کا ذکر ہوا ہے۔ پس آئندہ کے لئے ان لوگوں کو مخاطب نہیں کیا جائے گا۔ یہ کتاب جواب الجواب اپنے بھائی احناف اہلسنت والجماعت مقلدین کی اطمینان اور خوشنودی کے لئے لکھ دی ہے اور غیر مقلدین اور وہابیہ جماعت کے راہ راست پر آنے کی امید نہیں ہے کیونکہ جو لوگ حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصدق الصادقین نے فرمایا تھا۔ وہ پیش گوئی سچی اور پوری ہوگی کہ وہ تیر کی طرح دین و اسلام کی کمان سے نکل چکے ہیں۔ ان کی واپسی کی امید نہیں۔ البتہ مرتدین خالص کی واپسی کی امید ہے کہ وہ پھر اسلام میں داخل ہو جائیں۔ چنانچہ مرزائیہ مرتدہ کے چار پانچ اشخاص میرے وعظوں اور کئی دیگر علماء کے وعظوں سے مشرف باسلام ہو چکے ہیں اور اس طرح آگرہ اور قلعہ وغیرہ کے فتنہ ارتداد کے موقع پر جب کہ فقیر راقم الحروف بھی وہاں موجود تھا کئی مرتد شدہ لوگ توبہ کر کے پھر داخل اسلام ہوئے مگر غیر مقلد وہابی جب وہ تیر کی طرح دین سے نکل چکے ہوں کبھی اور کہیں واپس نہیں ہوئے یہ ہے صداقت پیش گوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ لہذا ان کے ساتھ بحث اور مناظرہ بھی فضول اور بے سود ہے ان کا عقیدہ ہی یہ ہے کہ ہمارے سوا دنیا کے تمام مسلمان سب کے سب کافر اور مشرک ہیں اور اس عقیدہ پر لوہے کی لٹھی کی طرح پختہ ہیں جس کا ٹوٹنا محال ہے اور صحیح حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص مسلمان کہلا کر کسی دوسرے مسلمان کو کافر کہتا ہے وہ کفر خود اسی پر الٹ پڑتا ہے اور وہ ضرور کافر ہو جاتا ہے پس اندریں حالت اگر کسی وہابی غیر مقلد وغیرہ نے اس کے جواب میں اس طرح بیہودہ گوئی میں قلم اٹھایا جیسے اس رسالہ اثبات التوحید کے مولف نے کیا ہے تو کبھی جواب نہ دیا جائے گا۔ ہاں متانت یا تہذیب سے اگر ہو تو باشد ضرورت مضائقہ نہیں۔

ہماری اہل سنت والجماعت اور وہابیہ دیوبندیہ اور غیر مقلدین

کی فیصلہ کی تجویز اور صورت اس طرح پر ہو سکتی ہے

ہمارا آخری فیصلہ تین طریق سے ہو سکتا ہے وہ یہ ہے

اول:- میں اور مجیب صاحب دونوں پہلے مکہ معظمہ میں جائیں اور علمائے کرام اور مفتیان عظام حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، ہر چار مذاہب کی خدمت میں دونوں کتابیں انوار آفتاب صداقت اور اثبات التوحید پیش کی جائیں جو فیصلہ وہ فرمائیں اس کو تسلیم کر لیا جائے۔ ہم دونوں اپنا اپنا خرچ برداشت کریں اور فیصلہ جس کے حق میں ہو اس کا خرچ بھی دوسرا شخص ادا کرے۔

دوم:- اگر مجیب صاحب حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً سے انکار کر کے اس طرف رخ نہ کریں اور سفر طویل اور خرچ قلیل کا بہانہ کریں تو سب سے نزدیک صرف دو چار دن کا سفر سلطنت اسلامیہ کا بل میں چل کر منظور کی امیر المؤمنین اعلیٰ حضرت حامی ملت بادشاہ امان اللہ خلد اللہ ملکہ کے علمائے کرام سے ان کے روبروئے ہر دو کتب پیش کر کے فیصلہ کرا لیں۔ اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو یونہی سہی۔

سوم:- سہل ترین فیصلہ گھر بیٹھے بٹھائے اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ تمام عالم اسلام کا دینی ہائی کورٹ بلا حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہے وہاں مقدمات فیصل شدہ کے فیصلوں کو جو سا لہا سال سے طے شدہ ہیں ان کو قبول کر لیا جائے اور سب سے اول فیصلہ ضروری تقلید شخصی کا ہے جس کی بابت مجیب صاحب کی درفشانی یوں ہے: "افتراق امت کا موکد خصوصاً تقلید شخصی ہے۔" بلفظہ (صفحہ ۱۴۶ سطر ۱۳) اثبات التوحید

اگر کوئی وہابی ان ہر سہ طرق مذکورہ بالا کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو اس کا گریز اور لا جواب ہونا تصور ہوگا اور پھر اس کو بموجب احکام الہی اور اس کے رسول رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخاطب نہ کیا جائے گا اور پس۔

نہ شب نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

اور یہ بھی

ہفتاد و دو فریق حسد کے عدد سر ہیں

اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سے ہیں

دعا

ربنا لاتزع قلوبنا بعد از ہدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب و صلی اللہ علیہ

علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ وذریاتہ واتباعہ اجمعین برحمتک یا ارحم الرحمن۔

راقم آثم فقیر حقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ حنفی نقشبندی مجددی

مقیم لدھیانہ و انسپٹر پولیس پشتر ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ

سوط عالمانہ

بجواب

شریعت کا تازیانہ

محیب صاحب نے اپنی کتاب کے اخیر پر مولوی خرم علی بلہوری وہابی کی ایک نظم لکھی ہے۔ اس کا جواب بھی جو مولانا انوار الحق علیہ الرحمۃ اتالیق شاہ دکن نے لکھا تھا۔ یہاں لکھ دیا جاتا ہے تاکہ تکمیل پوری ہو جائے۔ (مولوی محمد انوار الحق علیہ الرحمۃ)

بسم الله الرحمن الرحيم

خدا کی قدرت کامل عیاں ہے
دیئے انسان کو ہیں فہم و ادراک
اسی کے قبضہ قدرت میں سب ہے
اسی کے ہاتھ ہے ساری خدائی
اسی نے دی ہے عظمت انبیاء کو
سنو یارو نصیحت کرتے ہیں ہم
تو پھر دشمن جو ہو کوئی خدا کا
بھلا کیونکر نہ وہ محتاج ہوگا

منجانب قاضی فضل احمد عفا اللہ مولف کتاب ہذا

کہاں لکھا ہے یہ قرآن کے اندر
بتاؤ کون سی آیت ہے اس میں
یالے کر نام قرآن کا بہکاو
کرو تو ہیں مت پیغمبروں کی

حضرت مولانا انوار اللہ رحمۃ اللہ علیہ

ذرہ تو بھائیو خالق سے شرماؤ
کبھی حاجت جو پیش آتی ہے تم کو
ہر اک کے پاس لے جاتی ہے تم کو
کبھی ہندو سے مانگیں جا کے حاجت

کبھی نیچر کی کرتے ہو خوشامد
کبھی ہو پارسی کے پاس جاتے
کہا حالانکہ ختم المرسلین نے
کہ گر ہو نعل کے تسمے کی حاجت
خدا نے جس پر تم لائے ہو ایمان
جو محبوبیں حق کی ہو یہ حالت
تو پھر اعدائے حق سے کیا ہے امید
بھلا پیروں سے ہی اتنی تو امید
محبان خدا چاہیں جو حق سے
سنو یارو یہ باتیں دل لگا کے
ہیں بت مغضوب حق سوان کے محتاج
اگر کچھ مانگنا ہو رب سے مانگو
تردد میں دوئی ہوئی ہے یارو
بزرگوں سے اگر کچھ چاہتے ہو
تو پھر یہ مانگنا حق ہی سے ہوگا
اگر چاہے سوا ان کے کسی سے
تو یہ ممکن نہیں کہ مانگنا ہو
بھلا مشرک سے جس نے ایسا مانگا
جو سمجھے مستقل غیر خدا کو
عدو اللہ کی منت اور مسلمان
کہ ہاں! توڑو مزاریں اولیاء کی
شہیدوں کی بھی قبروں کو سراسر
نشان ان کا کہیں رہنے نہ دیجئے
سبب یہ ہے کہ شیطان پر ہے لعنت
اور ان حضرات کی قبروں پہ دائم

خوب آمد ہر کہ را کردی خوشامد
اور اس کے سامنے ہو گڑ گڑاتے
ہمارے رحمۃ اللعالمین نے
تو وہ بھی رب سے ہی چاہو بہشت
یہ فرمایا سنو اس کا ہے فرمان
نہ ہوے اس میں جب بالذات طاقت
ٹھکانا جن کا ہے دوزخ میں جاوید
سفارش سے وہ کر سکتے ہیں تائید
تو پھر مطلب بھلا کیونکر نہ نکلے
نہیں قدرت کسی میں جز خدا کے
بنے بیٹھے ہوئے ہیں خود مہاراج
سفارش اس کے محبوبوں سے چاہو
جو کچھ ہو مانگنا خالق سے مانگو
اور ان کو مستقل گر تم نہ سمجھو
ولی کی بس سفارش کا ہے ٹپکا
کوئی مقصود دشمن سے خدا کے
خدا سے واسطہ کر کے عدو کو
نہ کہئے اس کو مشرک تو کہیں کیا
کہیں مشرک ضرور اس بے حیا کو
ذرہ سوچو تو کی اس ہے یہ ایمان
جو ممکن ہو تو قبر مصطفیٰ بھی
زمین کے ساتھ کر دیجئے برابر
اثر ان کا مثلاً دیجئے زمین سے
اسے رحمت سے ہوتی ہے اذیت
نزول رحمت خالق ہے پے ہم

تو مارے رشک کے چاہتا ہے مردود کہ کھدوا کر انہیں کر دیوے نابود
نکالا اس لئے ڈھنگ اس نے ایسا کہ مٹ جائے جہاں سے نام ان کا
نہ ہووے تاکہیں ذکر ان کا مطلق اتر آئے نہ اس جا رحمت حق
مگر کیا کر سکے بے چارہ شیطان خدا ہووے کسی کا جب نگہبان

از جانب قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ مصنف کتاب ہذا

یہ پیش گوئی مولانا کی ہوئی ہے پوری اب مرضی خدا کی
ہے تینتالیس اور تیرہ سو ہجری حقیقت ہو یہو ایسی ہی گزری
گرائے مکہ کے سارے مزارات صحابہ اور بزرگوں کے اثارات
اور ام المومنین کے مقبرے کو بڑی توہین سے توڑ ادرے کو
پھر اس پر مارے ہندوؤں کے کندے بڑی گستاخی سے اس پر وہ کو دے
کہا اٹھ کر کے ہم سے ہو مقابل اگر کچھ تم میں ہے تو ہو مقابل
گرایا مولد حضرت نبی کو اسی کے ساتھ بی بی فاطمہ کو
کہا یہ بت ہیں سارے کافروں کے بنائے اس جگہ ہیں آرزوؤں کے
گرایا مسجد حمزہ اور جن کو بلال اور انا اعطینا ثمن کو
ہوئی پھر سبز گنبد پر چڑھائی وہاں بھی گولہ باری جا کرائی
کیا شق روضہ اطہر کو قلیلاً صنم اکبر سے کہہ کر کے دلیلاً
کیا مسار روضہ اور مسجد امیر حمزہ عالی و امجد
کیا ہے شیخ نجدی نے یہ ایسا تسلط ہو گیا مکہ پر جس کا
ہے اس کا نام ابن سعود نجدی وہابی سخت ہے مردود ازلی
اور اس کے نامہ اعمال میں یہ کفر کے کام لکھے جائیں گے یہ
فرشتے آئیں گے عصبی عذابی قبریں لیں گے خبر اس کی شتابی
پکڑ کر عتق سے پھر جھوک دیں گے جہنم نار میں سر ٹھوک دیں گے
نکل جائے گا تب اس کا کچومر پھٹے گا مغز پھر اس کا سراسر
مزہ چکھے گا گستاخی کفر کا گدھا ہوگا وہ ہادیہ سقر کا
وہاں چیخے گا پیگے برابر جہاں دادا بھی ہوگا اور برادر

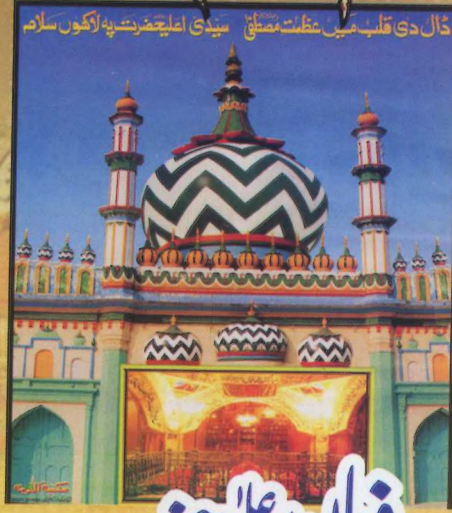
اسی کے ساتھ ہیں ہندی وہابی سبھی لامذہب دیوبندی وہابی
خدا یا پاک کر مکہ مدینہ نکل جائے وہ نجدی کمینہ

کلام حضرت مولانا انوار اللہ علیہ الرحمۃ

نہ جانو ان کو خاکی مثل اپنے فرشتوں سے ہیں برتر ان کے رتبے
بھلا ان کافروں سے مانگنا کیا وسیلے کو نہیں بس اولیا کیا
کہ بے باکانہ پوچھے یا الہی دیئے کیوں ان کو رتبے لاتنا ہی
جو کچھ تم جانتے ہو اولیا سے وہ سب بے شبہ ہوتا ہے خدا سے
تو مانگو واسطہ سے اولیاء کے دلا دیں گے دعا کر کے خدا سے
غلط فہمی ہی دیکھی ان سے اکثر یہ نادان دوست ہیں دشمن سے بدتر
قصور فہم کو کوئی کرے کیا تھا مطلب کچھ تو کچھ کا کچھ یہ سمجھا
ہوا اچھا بہت ہی خیر گزری جو ہم نے شرح تمہن لکھی
وگرنہ مطلب اشعار بے غور عزیزوں نے بنا رکھا تھا کچھ اور
کہیں فرط محبت سے جو وہ بات نکل آئے کہ جس کا ہو نہ اثبات
بیان اتنی نہ کر ان کی فضیلت کہ کچھ کا کچھ سمجھ لیں اہل بدعت
خدا مختار ہے چاہے سو کہہ دے وہی جانے دیئے ان کو جو رتنے
اگر ارشاد مبصر ہوا ہے وگرنہ
تو ہم کہتے ہیں لائے دل سے ایمان اگرچہ فہم معنی میں ہے حیراں
مگر دے ہم کو وہ انوار ایمان الہی جس سے سمجھیں تیرا فرمان

فہرست کتب مصنفہ قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ مولف ہذا

- (۱) مفید انساں + چھوٹی لڑکیوں کی تعلیم کے لئے مطبوعہ ۱۸۸۴ء کیاب
- (۲) میزان الحق + ایک وہابی کے رسالہ کی تردید - ۱۸۹۲ء کیاب
- (۳) گفتگو جمعہ - مولوی محمود شاہ چچہ ہزارہ سے بحث ۱۸۹۲ء کیاب
- (۴) شطرنج بازی حرام ہے ایک دوست کے لئے نصیحت مطبوعہ ۱۸۹۸ء کیاب
- (۵) کلمہ فضل رحمانی (بجواب) ابوام غلام قادیانی مصدقہ علماء کرام مطبوعہ ۱۸۹۸ء لاہور سے مل سکتی ہے۔
- (۶) الامامة بالعمامة والصلوة بالمرروحة مطبوعہ ۱۳۳۹ھ لاہور سے مل سکتی ہے۔
- (۷) پیام دو الفقار علی برگردن خاطی مرزائی فرزند علی مطبوعہ ۱۳۳۹ھ لاہور سے مل سکتی ہے۔
- (۸) الدر المنکون فی دعایہ الطاعون مطبوعہ ۱۳۳۶ھ جہلم
- (۹) جمعیتہ خاطر - غلام رسول انسپکٹر پولیس مرزائی سے تحریری بحث مطبوعہ ۱۳۳۳ھ لاہور انجمن نعمانیہ۔
- (۱۰) ازالۃ الریب عن بحث علم الغیب دو حصہ - مولوی ثناء اللہ سے بحث مطبوعہ ۱۹۲۰ء
- (۱۱) انوار آفتاب صداقت مبسوط کتاب رد وہابیہ دیوبندیہ صفحہ ۲۶۰ مطبوعہ ۱۳۳۷ھ لاہور مطبع کریں۔
- (۱۲) کیا مرزائی قادیانی مسلمان تھا؟ جناب ہرگز نہیں - غیر مطبوعہ ۱۳۳۷ھ
- (۱۳) عہدہ پولیس کی ملازمت سنت و حلال ہے مطبوعہ ۱۳۴۰ھ مولف سے
- (۱۴) افتتاح الہدایت رد شیعہ غیر مطبوعہ ۱۳۴۱ھ
- (۱۵) خالص حمیت الاسلام رد وہابیہ - مطبوعہ ۱۳۴۲ھ سورت سے
- (۱۶) تردید فتویٰ ابوالکلام آزاد و مولوی محمد علی مرزائی مطبوعہ ۱۳۴۲ھ
- (۱۷) اطلاع حالات وہابیہ فرقہ گاندھویہ وہابیہ نجدیہ غیر مطبوعہ ۱۳۴۳ھ انجمن حزب الاحناف
- (۱۸) آہ و صدآہ سعود نجدی ظالم مطبوعہ ۱۳۴۳ھ
- قرن الشیطان اعلیٰ کے شیطانی کام مطبوعہ ۱۳۴۳ھ تاریخی
- سرائے حبیب مکہ میں مساجد و مزارات کا انہدام مطبوعہ ۱۳۴۳ھ نام
- (۱۹) مخزن رحمت برد قادیانی دعوت مطبوعہ ۱۳۴۵ھ مولف سے
- (۲۰) اتفاق و نفاق بین المسلمین کا موجب دیکھا کون ہے؟ مطبوعہ ۱۳۴۵ھ انجمن نعمانیہ



فرمان اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

فقیر اپنے تمام خوان اہلسنت اور

بالخصوص برادران طریقت سے اس

کتاب کی سفارش خیر کرتا ہے